



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تتمتع ارف المعاد و قد تضرع شيخ شهاب الدين الى بعض اشراف اهل مكة

بزرگوار کاشف غزیر الوقت از ارا و معرفت ائمه مولوی ابوالحسن صاحب دعوام

کتاب فی الفی

کتابخانه کتابیں کتابیں



اطلاع۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فرشتے کی طرح  
موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے، جسکے معاشی و مالی لحاظ  
سے شایقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمتیں بھی ارزان ہیں۔ اس  
کتاب کے ٹیکل بیچ کے تین صفحہ جو سادہ ہیں انہیں بعض کتب نقد و کتاب آرڈر وغیرہ  
کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجود  
سے قدر دانوں کو آگاہی کا مزید ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب اخلاق و تصوف اردو		بحر تحقیق۔ اصلاح نفس میں۔	۲۴
جامع الاخلاق۔ ترجمہ اخلاق جلالی	۶۰/۵	آب حیات۔ اخلاق و موعظت	
تہذیب الشہوس۔ از سید محمد حسین علی	۱۰/۵	میں مصنفہ ششی کا کتابہ شہادہ صاحب	۳۰/۰
پانچ نش۔ مولفہ مولوی محمد کریم بخش	۲۰	پیرا میں اوسنی۔ اردو ترجمہ شہنوی	
ذخیرہ سعادت۔ ترجمہ مصطفیٰ عباس		مولانا روم کا نظم شجرہ شمع ابرو جاشید	
کی پیک و فصل اول و آخر کا		برآرد میں حاصل مطلب مع فوائد	
ترجمہ تہذیب اخلاق میں مولفہ		تصوف کامل دو جلدوں میں۔	چھپ
لالہ لاجپ صاحب۔	۱۰/۵	بہ تفصیل ذیل۔	
گیان وینک۔ مولفہ ششی گھاسی رام		(جلد اول) ترجمہ دفتر ۱۵۱۵۔	۱۰/۵
رہنوی حسین عمدہ عمدہ بھجن وغیرہ		(جلد دوم) ترجمہ دفتر ۱۵۵۵۔	۱۰/۵
منہج میں۔		اخلاق رضی مصنفہ قاضی محمد رضی	۲۰
اوقات عزیز می از سید غلام حیدر خان	۲۰	شجرہ معرفت ششی۔ نتیجہ ششوی	
ایستان تہذیب۔ جامع اخلاق		مولانا روم مترجمہ سید غلام حیدر صاحب	۱۰/۵
و آداب مرتبہ نواب حاجی محمد عمر علی خان		شان رحمت مولانا روم۔ عبرت دیگر	۲۰
بہادر فیروز جنگ طلبہ نظامی۔	۲۰/۵	و لحب مضمون ہے۔	۱۰/۵

# فہرست عوارف المعارف کے پہلے حصہ کی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	کتاب کا دیباچہ	۱۰۰	نواں باب - اس کے بیان میں ہر جو صوفی کھلایا اور صوفی ہی نہیں۔
۱۱	پہلا باب - علوم صوفیہ کی پیدائش کے بیان میں۔	۱۰۹	دسواں باب - رتبہ شیخی کے بیان میں۔
۲۲	دوسرا باب - غرب مسند کے ساتھ صوفیہ کے نقش کرنے میں ہو۔	۱۱۹	گیارہواں باب - خادموں اور اس کے مشتبہ کے حال کے بیان میں ہو۔
۳۸	تیسرا باب - علوم صوفیہ کی فضیلت میں اور اس کے فوائد کی طرف اشارہ کرنے میں ہو۔	۱۲۳	بارہواں باب - غشیی صوفیہ کے خرقہ کے بیان میں ہو۔
۶۲	چوتھا باب - صوفیہ کے حال اور ان کے طریق کے اختلاف میں ہو۔	۱۳۵	تیرہواں باب - خانقاہ کے رہنے والوں کی فضیلت میں ہو۔
۷۱	پانچواں باب - تصوف کی حقیقت کے بیان میں ہو۔	۱۴۰	چودھواں باب - اہل صفہ کے ساتھ اہل خانقاہ کی مشابہت کے بیان میں ہو۔
۷۹	چھٹا باب - صوفیہ کے وجہ تمیز کے بیان میں ہو۔	۱۴۵	پندرہواں باب - اہل خانقاہ اور صوفیہ کے بیان میں ہو۔
۸۷	ساتواں باب - متصوف اور تشبیہ کے بیان میں ہو۔		جس کا نام دو برتاؤ کرتے ہیں اور اس کے ساتھ مخصوص ہیں۔
۹۴	آٹھواں باب - بلاستی کے ذکر اور اس کے حال کے بیان میں ہو۔	۱۵۵	سولہواں باب - بیخود اور مقام میں شائع صوفیہ کے اختلاف احوال کے بیان میں ہو۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۶۹	سترھواں باب۔ ان پیروں کے بیان	۲۵۱	کے قول میں ہو۔
	میں جو جبکی احتیاج صوفی کو اپنے فر	۲۲۳	چھبیسواں باب۔ سماع ادب اور
	میں فراغ اور فضائل سے ہو۔		توجہ کے قول میں ہو۔
۱۷۹	اٹھارھواں باب۔ سفر سے آنے اور	۲۷۴	چھبیسواں باب۔ اس العین بوجہ
	خاندان میں داخل ہونے اور اس میں		کی خاصیت میں ہو جو صوفیہ کھینچنے میں
	اب کے ساتھ رہنے میں ہو۔	۲۸۳	سناٹیسواں باب۔ فتوح العین کے
	بیان میں ہو۔		بیان میں ہو۔
۱۸۰	انیسواں باب۔ حال صوفی قسب	۲۹۴	اٹھارھواں باب۔ العین میں داخل
	کے بیان میں ہو۔		ہونے کی کیفیت کے بیان میں ہو۔
۱۹۸	بیسواں باب۔ فقیح سے کھانے والے	۳۰۵	انیسواں باب۔ صوفیہ کے اخلاق اور
	کے ذکر میں ہو۔		خلق کے بیان میں ہو۔
۲۱۱	اکیسواں باب۔ صوفیہ پر اور قبیلہ دار	۳۱۹	تیسواں باب۔ اخلاق صوفیہ کی
	کے حال اور ان کی صحت مقاصد کے		تفصیلات کے بیان میں ہو۔
۲۲۷	بیان میں ہو۔	۳۶۹	اکیسواں باب۔ تصوف کے آداب
	اختیار کے قول میں ہو۔		اور اس کے مکان کے ذکر میں ہو۔
۲۴۰	تیسواں باب۔ سماع کے رد اور	۳۷۵	بیسواں باب۔ حضرت الکیہ کے
	انکار کے قول میں ہو۔		آداب میں اہل قرب کے واسطے ہو۔
۲۵۳	چوبیسواں باب۔ سماع ترفع اور استغفار		

# فہرست عوارف المعارف کے دوسرے حصہ کی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸۴	تہتیسواں باب طہارت اور اس کے مقدمات کے آداب	۳۸۴	اکتالیسواں باب روزہ اور اس کے احسن اثر کی فضیلت کے بیان میں ہے۔
۳۹۰	چوتیسواں باب وضو اور اس کے اسرار کے آداب کے بیان میں ہے۔	۳۸۷	چالیسواں باب صوم اور افطار کے احوال صوفیہ کے اختلاف کے بیان میں ہے۔
۳۹۵	پنہتیسواں باب وضو کے اندر آداب خاصہ اور صوفیہ کے بیان میں ہے۔	۳۸۷	اکتالیسواں باب روزہ کے آداب اور ضروریات کے بیان میں ہے۔
۴۰۰	چھتیسواں باب فضیلت نماز اور اس کی بزرگی شان کے بیان میں ہے۔	۳۵۲	بیالیسواں باب طعام اور ان چیزوں کے بیان میں ہے جو صلاح و فساد میں ہیں۔
۴۰۸	سینتیسواں باب اہل قرب کی نماز کے وصف کے بیان میں	۴۵۹	تینتالیسواں باب کھانے کے آداب کے بیان میں ہے۔
۴۲۴	ارتریسواں باب نماز کے اندر آداب اور اسرار کے بیان میں ہے۔	۴۶۷	چوالیسواں باب صوفیہ کے آداب لباس اور ان کے نیات اور اس میں ان کے مقاصد کے بیان میں ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۷۸	پیتا لیسوان باب قیام لیل کی فضیلت کے ذکر میں ہے۔	۵۴۹	باونوان باب شیخ کے آداب اور اُس چیز کے بیان میں جسکا وہ برتاؤ یارون و شاگردوں کے ساتھ کرے۔
۴۸۴	چھالیسوان باب اُن اسباب کے ذکر میں ہے جو قیام شب اور آداب کے خواب کے مدگار ہیں	۵۵۹	باب ترنپوان صحبت کی حقیقت اور اُسکے بیان میں جو کچھ خیر و شر سے آسمین ہے۔
۴۹۰	سینتالیسوان باب نیند سے جاگنے اور رات کو عمل کرنے کے بیان میں ہے۔	۵۷۱	باب چونوان صحبت اور اخوت فی الدن کے حقوق ادا کرنے کے بیان میں ہے۔
۴۹۸	اڑتالیسوان باب قیام شب کی تقسیم میں ہے۔	۵۷۹	باب پچپوان صحبت اور اخوت کے آداب کے بیان میں ہے۔
۵۰۴	انچاسوان باب دن کے استقبال اور آسمین ادب اور عمل کے بیان میں ہے۔	۵۸۵	ترجمہ فی الشعر۔
۵۱۵	پچاسوان باب عمل کے ذکر میں ہے جو تمام دن میں ہوں اور تقسیم اوقات میں ہے۔	۵۸۸	باب چھپوان معرفت نفس اور اُس سے جو کما شقائق صوفیہ ہوئے ہیں اُن کے بیان میں ہے۔
۵۳۱	اکیاونوان باب شیخ کے ساتھ ادب مرید کے بیان میں ہے۔	۶۱۳	باب ستاد نوان خطرون کی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۶۷	شناختِ لورائی کی تفصیل اور	۶۶۷	قول اُن کا رجا میں۔
۶۶۸	تمیز کے بیان میں ہے۔	۶۶۸	قول اُن کا تو گل میں۔
۶۶۹	باب اٹھاونواں حال اور مقام	۶۶۹	قول اُن کا رضا میں۔
۶۷۰	اور اُن دونوں کے فرق کے	۶۷۰	اسٹھواں باب احوال اور
۶۷۱	بیان میں ہے۔	۶۷۱	شرح احوال کے بیان میں ہے
۶۷۲	باب اٹھواں مقامات کی	۶۷۲	بعض احوال سنیہ سے محبت
۶۷۳	طرف بطور اختصار و ایجاز	۶۷۳	میں شوق ہے۔
۶۷۴	کے اشارات کے بیان میں	۶۷۴	اور بعض احوال سے اتصال ہے
۶۷۵	ساتھواں باب اشارات	۶۷۵	اور اُن احوال سے قبض اور
۶۷۶	شاخ کے بیان میں جو کہ	۶۷۶	بسط ہیں۔
۶۷۷	ترتیب دار مقامات میں ہے	۶۷۷	اور بعض احوال سے فنا اور
۶۷۸	حضرات صوفیہ کا قول تو یہ ہیں	۶۷۸	بقا ہے۔
۶۷۹	قول اُن کا ورع میں۔	۶۷۹	ساتھواں باب اُن کلمات کی
۶۸۰	قول اُن کا زہد میں۔	۶۸۰	شرح میں ہے جو اصطلاح صوفیہ
۶۸۱	قول اُن کا صبر میں۔	۶۸۱	سے بعض احوال کے شیریں
۶۸۲	قول اُن کا فقر میں۔	۶۸۲	اور بعض احوال تولدِ نجلی اور
۶۸۳	قول اُن کا شکر میں۔	۶۸۳	استمرار ہے۔
۶۸۴	قول اُن کا خوف میں۔	۶۸۴	اور بعض اُن میں سے تجرید اور

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰	تقرید ہے۔	۱۴	اور اُن میں سے ذریعہ اور شہر
۱۱	اور بعض اُن میں سے وجود ہے۔	۱۵	اور اُن میں سے تلوین اور
۱۲	تواجد اور وجود ہے۔	۱۶	مکون ہے۔
۱۳	اور بعض شرح اُن کلمات ہے۔	۱۷	ترسٹھوان باب کسی قدر
۱۴	تجلیہ ہے۔	۱۸	ہدایات اور نہایات اور
۱۵	اور بعض اُن میں سے مسائرہ ہے۔	۱۹	اُن کی صحت کے بیان
۱۶	اور بعض اُن اشارات سے سر	۲۰	مین ہے۔
۱۷	اور صحو ہے۔	۲۱	
۱۸	اور بعض اُن میں سے نحو اور	۲۲	
۱۹	اثبات ہے۔	۲۳	
۲۰	اور بعض اُن میں سے علم یقین	۲۴	
۲۱	اور عین یقین اور حق یقین ہے۔	۲۵	
۲۲	اور بعض اُن اشارات سے	۲۶	
۲۳	وقت ہے۔	۲۷	
۲۴	اور اُن میں سے یقین اور شہود ہے۔	۲۸	

بن صبا و مکیان فضل و کمال از دنیا  
 بن سحر و جین و نول و قمرین

نصرت از اولاد مصطفی علیه السلام حضرت شیخ شهاب الدین فی جوف من محمد سرور کائنات

اسم بسمی

دور و جبر و کرم و کرمات

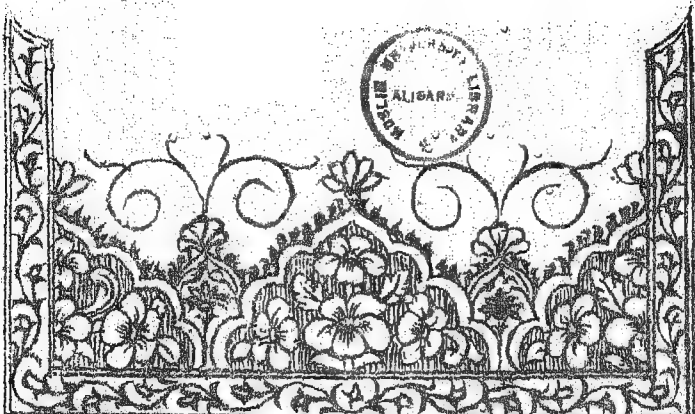
کمال

بر جبهه کاشف سوز و طریقت اهرار از معرفت الیاس مولوی بر آسج صاحب دهر و دم

مطبع میثقی کشورق مین منیر طبع

اعلان حق بر وجه اس کتاب فیض انساب کاتبی مطبع میثقی کشورق





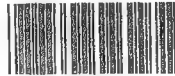
بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ملاحظہ کتاب عوارث المعارف کا تصنیف میں تصنیف عارف بائند تھا لے  
شہاب الدین ابی حفص محمد بن محمد بن عبد اللہ سہروردی کی البتہ تھا لے  
اسکی روح کو پاک اور اسکی قبر کو منور کرے اور ہم کو اس سے نفع بخشے آمین

ترجمہ مؤلف

تصنیف ابو حفص محمد بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن محمود اور اسکا نام عبد اللہ  
بکری لقب شہاب الدین محمد بن حسین بن قاسم بن نصر بن قاسم بن نصر بن  
عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھانہ شافعی مذہب شیخ  
صالح پارسا عبادت اور ریاضت میں بڑی کوشش کرنے والے اور راہ صواب  
کی جستجو کرنے والے تھے اور صوفیہ سے ایک گروہ عظیم تھا ۵۰۴ و غلوٹ میں افسر  
ہجوم کرتا یا اور آخر عمر میں اسکا مثل اور نظیر نہ تھا اور اسے اپنے حجاز ابو نعیم سے  
صحبت رکھی اور تصوف اس سے اشد کیا اور شیخ ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح

ضمیمہ سے صحبت رکھی اور ایک معقول حصہ علم فقہ اور وظائف کا حاصل کیا اور علم ادب  
 پڑھا اور برسوں مجلس دعا آراستہ کی اور بغداد میں شیخ الشیوخ تھا اور کسی  
 تصنیفات اچھی اچھی ہیں منجملہ ان کے کتاب عوارف المعارف ہر جوآن  
 تصنیفات میں سب سے زیادہ مشہور ہے اور اس کے کلام صوفیہ میں بہت  
 اشعار ہیں تہہ وردین رجب کے آخر یا شعبان کے اوائل میں ۱۲۵۷ ہجری میں  
 پیدا ہوا اور خرم ۱۲۸۷ ہجری کے آغاز میں بغداد کے اندر وفات پائی اور صبیح  
 وردیہ میں دفن ہوا جیسا کہ تاریخ ابن کلبکان میں ہے اور اسی میں محمودی بھی ہے  
 عین مملہ کے زیر اور سیم مضموم کی تشدید اور واو کے سکون اور یا سے تنہا عثمانی  
 کے زیر سے اور تہہ وردین کے پیش اور یا سے ہوز کے سکون اور ز سے  
 قرشب اور واو ہوز کے زیر اور دوسری را سے قرشب کے سکون سے اور اس کے  
 آخرین داں مملہ ہے اور وہ ایک شہر زنجان کے  
 پاس عراق مجم سے ہے۔



## انتہ

تمام حمد و ثنا اللہ تعالیٰ کیسے ہو پڑی اس کی شان ہو قوی اس کی قدرت ہو اس کا حسن  
ظاہر اور اس کی محبت اور برہان روشن ہو جلال میں اپنے مستور اور کمال میں اپنے  
بکثرت اہل اور بے بین غفلت کی رو سے بطور ہر نہ وہم و خیال اس کا مصور ہوتا ہو  
اور نہ صد و مثال اس کا حصر کرتا ہو ہیئت کی غرت دلا اور دلی قائم ملک الا اور بسی  
قدرت کا کتنے والا جس کی حقیقت کا پانا محال ہو اور بسی عظمت کا کتنے والا جس کی پوری  
صفت کا رستہ چلنا دشوار ہو تمام کائنات قائل ہو کہ وہ صانع نوب جاہی اور ذرات جو کہ  
چہرہ کی ظاہر ہو کہ وہ انوکھا پیدا کرے والا ہو عقل انسانی شجر و درخت و انسان کے نشان دریا کی  
آؤ فصیح زبانین بیان کی آراستگی میں وصف دریا ندگی کو اپنے ذمے لازم کہے ہو میں  
اس کے انوار جلال ذات کریم نے ظاہر فہم کے پرواں کو جلادیا اور غرت و جلال سے وہیم کے  
رسول کو بند کر دیا اور انداز نظر بصیرت نے غفلت اور زبردگی کے سبب سر جھکا لیا اور  
نفساے جبروت میں ذرا ہیبت سے مجال نہیں پائی تو بصر تنگ کر آئنی ہو کر آئی اور عقل نے  
جو اس کی کنہ گہرا میں راہ نہ پائی تو دیبا ندہ ہو کر واپس آئی جس منہ اور باک ہو وہ ذات  
کہ اگر اس کی تعریف نہ ہو تو معرفت اس کی شکل نہی اور اس کی تجرید اور تکلیف عقلوں  
متعذر اور متعسر ہوئی بعد ازاں اپنے بندوں کے قلوب صفا کی کو لباس عرفان نہایا تو  
خصائص اس کے اپنے بندوں کے انجمن مخصوص کیا سو ان کے قلوب غیبات اس  
سے مملو ہو گئے اور ان کے دلوں کے آئینے نور قدس سے روشن ہو گئے ہو سٹے امداد قدسیہ  
کے قبول کو مہیا اور انوار علویہ کے ورود کے لیے مستعد ہو گئے اور انھیں اس معطر باذکار سے  
نہ نشینی اختیار کی اور ظاہر و باطن پر برہنہ گاری اور تقویٰ سے گہبان مقرر کیے اور

ظلمت بشری میں چراغ یقین روشن کیا اور دنیا کے قوائد اور لذات کو حقیر ٹھانوا  
 ہوا کے شکار اور اُسکے لوازم سے انکار کیا اور غیبہ اور سب کی سواریوں پر بیٹھے  
 اور بساط ملکوت کو اپنی علو ہمت سے فرش بنایا اور معارج و معالی کی جانب اپنی گردنوں کو  
 بلند کیا اور لمعات علوی کی طرف نگاہیں ڈالیں اور بلا اعلیٰ سے اپنا فسانہ خوانی  
 اور ہم کلام اختیار کیا اور نورِ غریبہِ قصیٰ نے زبائر نگاہ اور مقامِ قرب کو اُنکی ساری  
 اجسام میں مگر آسمانی قلوب میں نہیں صورتیں فرشتی مگر ارواحِ عرش میں اُنکے نفوس  
 خدمت کی مشغولیں سیر کر رہی ہیں اور اُنکی ارواحِ نفسا سے قرب میں اُڑ رہی ہیں بندگی میں  
 اُنکے راستے مشہور اور پیر سے کچھ پرہ اُنکے اطرافِ زمین میں پہلے ہوئے ہیں تا وقت  
 اُنکے احوال کہتے ہیں کہ وہ گم ہو گئے حالِ اُنکہ وہ گم نہیں ہوئے مگر اُنکے احوال بلند  
 ہو گئے سوا انھوں نے نہ پایا اور مقامات اُنکے اونچے چڑھ گئے سوائے تین نہ پہنچ سکے  
 ابدال کے ساتھ دنیا میں ہیں اپنے قلوب کے ساتھ مقامِ حدوت سے جدا نہیں  
 آرواح کو عرش کے ارگرد طواف ہے اور اُنکے دلوں کو نیکی کے خزانوں سے حاجت دہانی  
 ہے خدمت سے شب ہائے نادر یک بینِ حین کرتے ہیں اور طلب کی آتش سے  
 دہر کی پیاس سے فرہ اُٹھاتے ہیں نمازوں کے ساتھ منجانبِ شہوات قبضلی  
 ہیں اور بلاوت کی شیرینی کے ساتھ لذات کا معاوضہ لیا ہے اُنکے چہروں کے  
 بشرہ سے وجدان کے حسان سے بشاشی ٹپکتی ہے اور اُنکے باطن میں اسرار پر  
 نصارت عرفانِ غماز ہے ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں علماءِ حقانی نہیں سے خلق کی دعوت  
 کرتے ہیں سنِ تہا بیت سے انکو تہذیب و دعوت ملا ہے اور متیقین کے لیے وہ لوگ پیشوا  
 بنائے گئے ہیں اس لیے ہمیشہ خلق میں اُن کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور انوار

اُنکے مشرق اور مغرب میں چمک رہے ہیں جس نے اُنکی اقتدار کی وہ سیدھی راہ بتا گیا  
 اور جسے اُنکا انکار کیا وہ گمراہ ہوا اور حدت تجا دوز ہو اور تہذیبی کے لیے حمد و پائس کر  
 کہ اُنکے کد ایک باندہ کو کچلے دیا گیا اپنی بارگاہ کی خواہش کے برکات سے جو اپنی دوا میں  
 اور درود و رحمت اُنکے نبی اور رسول محمد پر اور اُنکے آل و صحاب پر جو بڑے بزرگ تھے  
 بعد ازین اس قوم نے بے جوہر پیش کو مانا تھا اور اُنکی محبت جو مجھے اُنکے شرف  
 احوال خان کتھی اور اُنکی صحبت جو کتاب اور سنت پر ہر گی اور اُن دوزخ کے  
 سبب جو اسد گیم سے فضل و کرم اُتھرے ان سب باتوں نے مجھے برکتیغہ کیا کہ  
 اس گروہ سے اس مختصر کے ساتھ بڑائی دور کروں اور خدایاب متعلق اور آداب  
 میں تالیف کروں کہ وجہ صواب سے آشکار ہوں اُن تمام صندیں پیر مضمون نے  
 اعتماد کیا اور علم صریح کی شہادت ہے اُنکے لیے شعرا طالب ہیں ہوں چکا اُنھوں  
 نے اعتقاد کیا اس واسطے کہ کتب یہ کرنے والے بہت ہو گئے ہیں احوال  
 اُنکے طرح کے ہیں اور اُنکے لباس میں بہت پردہ دار چسپے ہوئے ہیں اور اعمال  
 اُنکے فاسد ہو گئے ہیں اور جو لوگ اُنکے بزرگوں کے اصول نہیں جانتے اُنکے دلوں  
 میں بدگمانی پہونچ گئی اور قریب تھا کہ وہ تسلیم کریں اُنکی وقعت کو اور موعوں کریں  
 اس طرح سے کہ اُنکا حاصل صرف رسم کی طرف راجع ہو اور اُنکا تخلص محض اسم کی  
 جانب مائل ہو اور اُنہیں جو میری نیت ہوئی وہ یہ ہے کہ قوم کا سوا د زیادہ اُنکے  
 طریقے کی نسبت سے اور اُنکے طرف اشارہ سے ہو اور اگر ادب و شیک حدیث میں وارد  
 ہوا ہے کہ جسے ایک قوم کی تعداد کو بڑھا یا وہ اُنہیں ہے اور اُنچھ اُنہیں اس کے رسم  
 صحبت نیت کی امید ہو اور یہ کہ نیت نفس کے شاہوں نے خالص ہو اور جو چھ

اس میں مجھے ہندو تعالیٰ نے فتحیاب کی ہے وہ ہندو تعالیٰ کی طرف سے عطیہ ہے اور حضرت  
 اور عطیات سے بزرگتر حروف المعانی ہے اور یہ کتاب کچھ اور پر سیاہو باب پر تکرار  
 اور ہندو تعالیٰ بدکار ہی پہلا باب علوم صوفیہ کی نشان دہی دوسرا باب حسن اجتماع  
 کے ساتھ تخصیص صوفیہ کے بیان میں ہے تیسرا باب علم صوفیہ کی فضیلت کے بیان  
 میں اور اس کے نمونہ کی طرف اشارہ ہے چوتھا باب عوالم صوفیہ کی شرح اور ان کے طریق  
 میں جو اختلاف ہے پانچواں باب تصوف کے ذکورین ہے چھٹا باب وجہ تسمیہ کے  
 بیان میں کہ صوفیہ کس نے کہے ہیں ساتواں باب مضمون اور تشبیہ کے ذکورین ہے  
 آٹھواں باب خرقہ ملائی کے ذکر اور اس کے حال کی شرح میں ہے نوں باب  
 ان لوگوں کے بیان میں ہے جو منسوب بصوفیہ ہیں اور صوفی نہیں ہیں دسواں باب  
 رتبہ شیخ کی شرح میں ہے گیارھواں باب خادم شرح احوال اور اس کے رتبہ  
 کے بیان میں بارھواں باب مشائخ صوفیہ کے خرقہ کے بیان میں تیرھواں  
 باب باشندگان خانقاہ کی فضیلت میں چودھواں باب اسکے بیان میں  
 کہ اہل خانقاہ کو اہل فسق کے ساتھ مشابہت ہے پندرھواں باب اہل خانقاہ  
 کی خصوصیات میں ہے جو ان کے باہمی مفادوں میں داخل ہو سولھواں باب  
 سفر و مقام کے بیان میں جو اختلاف کہ اہل مشائخ میں ہے سترھواں باب  
 ان چیزوں کے بیان میں ہے فرائض اور نوافل اور فضائل سے جن کی طرف سافر  
 کو حاجت ہے اٹھارھواں باب اسکے اندر کہ کس طرح سے سفر کرتے ہیں خانقاہ  
 میں داخل ہونے کے لیے کیا ہیں انیسواں باب اس کے آداب میں ہے بیسواں باب  
 مشق قلم کے بیان میں جو قلم سے کھائے اکیسواں باب مونی پر وارد مقام کے

بیان میں بانیسوان باب سماع کے بابت جو قول کہ قبول الایثار کے لیے ہر شے بیسوان  
باب سماع کی بابت جو قول کہ انکار و رد کے لیے ہر شے بیسوان باب سماع کی بابت  
جو ترغیب اور استغنا کی رو سے ہر شے بیسوان باب سماع کی بابت جو خبر و آداب و اعتبار  
کے ہر شے بیسوان باب ان طوں کی حاکمیت بجا تہاہ صوفیہ نے لیا ہر شے بیسوان  
باب جلوہ کے قیاس کے بیان میں ہر شے بیسوان باب اسکے بیان میں کہ جلوہ کے اندر  
کس طرح داخل ہوا ہر شے بیسوان باب غلام صوفیہ و شرح غلامین ہر شے بیسوان باب  
تفصیل غلام کے ذکر میں ہر شے بیسوان باب در اسکے قریب ہر شے بیسوان  
باب آداب حضرت میں جو اہل قرب کے واسطے ہر شے بیسوان باب طہارت کے آداب  
اور اسکے مقدمات کے بیان میں ہر شے بیسوان باب وضو کے آداب اور اسکے ہر ایک  
بیان میں ہر شے بیسوان باب آداب اہل خصوص و خصوص کے بیان میں ہر شے بیسوان باب  
نماز کی فضیلت اور اس کی بزرگی شان میں ہر شے بیسوان باب اہل قرب کے نماز کے صف میں ہر  
اثر بیسوان باب آداب جلوت اور اسکے ہر ایک کے بیان میں ہر شے بیسوان باب درہ  
کی فضیلت اور اسکے حسن اثر کے بیان میں ہر شے بیسوان باب احوال صوفیہ کے جو درو  
اور نظار کے اندر ہر شے بیسوان باب درہ کے آداب و ضروریات درہ کے ذکر  
میں ہر شے بیسوان باب حمام کے ذکر اور اس کی صلاح و سادہ بینیتا بیسوان باب  
کمانے کے آداب میں ہر شے بیسوان باب لباس و صوفیہ کی نیات اور ان کے مقاصد کے  
بیان میں ہر شے بیسوان باب نذرین ہر شے بیسوان باب قیام شب کی فضیلت کے ذکر  
میں ہر شے بیسوان باب ان اسباب کے بیان میں جو قیام شب کے مددگار  
ہیں ہر شے بیسوان باب نیند سے جاتے اور رات کے

ہم نے آداب بن ہر اوتو مالہ سو ان باب قیام حب کی تفسیر میں ہر کچا سو ان باب  
 دو کے استقبال اور ان کے وہ کہ بیان میں ہر کچا سو ان باب ان کے بیان میں جو  
 تمام دن کے جائیں اور تفسیر و قات کی شرح میں باب اکا و ان آداب کے بیان میں جو مزہ  
 کہ تفسیر کے ساتھ میں باب یا و ان ان مزہ میں ہر کچا تر تا و شیخ اپنے اصحاب  
 اور ملائم سے کہے باب ترین صحبت کی حقیقت اور اسکے غیر و شر کے بیان میں ہر باب  
 چون صحبت و راز و خورہ فی ہر کے حقوق کے آداب میں باب کہیں آداب صحبت اور خون  
 میں ہر باب چھ تین اسکے بیان میں کہ اسان حقیقت اپنے نفس کی کرے اور اس سے  
 جو مکاشفات کہ صوفیہ کو ہر باب ستا و ان طرات کی معرفت اور اس کی تفصیل  
 تفسیر کے بیان میں ہر باب اٹھا و ان شرح حال و مقام اور ان کے دیوانی فرق میں ہر  
 باب اس مشہور مقامات کی طرف اشارے میں جو بہتر و شہر ہر باب سلاطین و شہزاد  
 مشائخ کے ذکر کے اندر جو مقامات میں علی المرتبہ ہر باب اس مشہور احوال اور ان کے شرح  
 کے ذکر میں باب یا اس مشہور کلمات اصطلاحی صوفیہ کے اندر جو احوال کی طرف تفسیر  
 ہیں یا اس مشہور کلمات و بیانات اور ان کی صحبت کے بیان میں ہر  
 سو یہ آداب میں نے معون الہی لکھے جو بعض علوم اور احوال اور مقامات اور  
 آداب اخلاقی اور عجائب و جہان اور حقائق معرفت اور توحید اور اشارات  
 دقیق اور لطیف اصطلاحات صوفیہ پیش تلی میں ہیں ان کے اعلام نیست و جہان کے  
 اور نسبت بخرقہ کے اور ذوق حقیقی صدقہ حقیقی کے ساتھ میں اور وہ تمام و کمال  
 گفتگو اور بیان میں نہیں آتے سو اس کے کہ وہ عطیات ربانی اور وہ بہت حقیقی  
 ہیں جنکو صفائی باطن اور طووس ضمیر تار رہی اور ہر کچا کہ تار رہی کہ تار رہی



گناہ جان اور عبارت پر جھک پڑا اور اُنکا ہدیہ ارواح نے مٹا دیا اور تیلان سے  
کیا اور اُنکے حقایق دریا سے ابھارتے پانی نوش کیا ہے اور حال یہ ہے کہ بہت سے  
علوم دقیق اُنکے بوسیدہ ہو گئے۔ بسطوح کہ حقائق اُنکی رسوم کے مٹ گئے اور جنسید  
رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے اس علم کی بساط اتنے برسوں سے تہ ہو کر لپیٹ گئی اور  
ہم اُسکے حواشی میں کلام کر رہے ہیں پھر کیا قول اُسکے وقت میں پیدا ہوا حالانکہ علماء  
سلف دور صلواتنا بعین کے قریب تھا بجز ہمارا کیا حال ہے کہ اس قدر زمانہ گزر گیا  
اور علماء و اہل دین اور حقایق علوم دین کے عارف کم ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے  
امید ہے حسن قبول سے جود اور سعی قلیل البفعاۃ کو پسند کرے اور تمام حمد و ثناء  
عند اسے پروردگار عالم کے لیے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب علوم معوفیہ کے منشا اور مبدا کے بیان میں

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باسناد روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ میرے مثل اور اس خیر کے جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا اس شخص کی سی مثل ہے جو ایک قوم کے پاس آیا اور کہنا کہ میری قوم واقعی میں نے اپنی آنکھوں سے لشکر دیکھا ہے اور حقیق میں برہنہ درسنے والا ہوں مان چلو بیجا گو اور جو یہاں درانہ ٹھہرو تو اسکا کہنا ایک گروہ نے اسکی قوم سے مان لیا اور سر شام وہاں سے چل کر پڑی ہوئی اور دھیرے دھیرے روانہ ہوئی اور آئی۔ اور ایک گروہ نے انہیں سے تکذیب کی اور جہاں تھے وہیں انکو صبح ہوئی تو صبح ہی لشکر آئے سر پہ جا پہنچا اور انکو ہلاک کیا اور بیخ و بن سے انہیں اکٹھے ڈالا۔ پس یہ مثل ان لوگوں کی ہے جنہوں نے میری فرمانبرداری کی اور جو خیر میں لایا اسکی پیروی کی اور مثل انکی ہے جنہوں نے میرا کہنا مانا اور جو خیر میں لایا اسکی پیروی کی اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مثل اس شخص کے ہر ایت اور علم سے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکے ساتھ بھیجا ایک بھاری خیر کی سی مثل ہے جو زمین کو پہنچا تو ایک قلعہ

اُس زمین کا اچھا قابلِ رعیت تھا پانی کو پی گیا اور اُس میں خوب گھاس پیدا ہوئی  
 اور سبزہ اُگا اور ایک قطعہ اُس میں کا جھیل اور تالاب تھا اُس میں پانی رکا اور جمع ہوا تو  
 اللہ تعالیٰ نے خلق کو اُس سے نفع پہنچایا اور لوگوں نے خود بھی پانی پیاد اور روٹ  
 کو بھی پلا یا اور کھیتی باڑی کی اور ایک قطعہ اُس میں کا دوسرے قطعہ پانی اُس میں ٹھہرا اور  
 نہ سبزہ نہیں جمایا نہ غل اُس سے پیدا ہوا اور اُس کو نفع اُس  
 میں نہ دیا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا پھر وہ خود صاحبِ علم ہوا اور دوسرے  
 کو بھی علم سکھایا اور مثال اُس شخص کے جو اس سے متنبہ و سیدار نہوا اور نہ اللہ تعالیٰ  
 کی ہدایت کو مانا جس کے ساتھ میں بھیجا گیا شیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قلوب  
 صافی و نفوسِ قدسی اُسکی پدید رانی کو نہ لے جو رسول قبولِ علیہ وسلم لائے  
 تب صفائی کا تفاوت اور طہارت کا اختلاف فائدہ اور نفع میں ظاہر ہو پس مجھے  
 قلوبِ قزمین اُچی قابلِ رعیت کے مثال میں جیسے گھاس اور سبزہ پیدا ہوتا اور  
 اور یہ اُس کے مثل ہوتی نفسِ علم سے نفع اُٹھایا اور ہدایت پائی اور اُس کو نفع اُس کے علم نے  
 دیا اور صاحبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طریقِ مستقیم کی طرف اُسکی رخائی کی  
 اور مجھے قلوب وہ ہیں جو اخلاص یعنی تالابوں کے مثال میں طہارت جمعِ اخلاص  
 کی جو اور وہ تالاب اور جھیل بڑی ہیں پانی جمع ہوتا ہو جو نہ تالاب اور نہ جھیل سے طہارت  
 کے نفوس اور قلوب پاک صاف ہو گئے اور وہ خرید و فروش کے ساتھ شخص ہو گئے  
 اور جھیل تالاب میں گئے حضرت سروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں صحابہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا تو ان کے ساتھ جھیل تالابوں کے مثال  
 پایا اور سنے کہ دل ان کے حفاظ اور گہبان تھے اور علوم کے خزائن میں گئے اُس صفائی

کی بہ دولت جو انکو روزی اور نصیب ہوئی حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہما  
 نے کہا کہ جب یہ بیت نازل ہوئی تو تمہارا دین بڑھ گیا یعنی تمہیں انکو یاد رکھنے کو  
 کان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ میں نے  
 اللہ سے چاہا ہے کہ اسی علی کہ اُسے میرے کان بنا دے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 نے فرمایا کہ میں اس کے بعد کسی چیز کو نہ بھولا اور بھول مجھے نہیں تھی اب لو کہ وسطی جتہ اللہ  
 نے کہا کہ ایسے کان جنہوں نے اللہ سے اس کے سہرا لئے اور اُسی نے کہا دُعا اپنے  
 اپنے معادن میں ہر کوئی شہر اُٹھیں ہوا اس کے ہمیں جو تکوین شہادۃ سے کیا پس غافل  
 اس کے ماسوا سے ہر دین صورت طبیعتوں کا اضطراب ایک قسم کے حمل کے ہوا اور پھر  
 نہیں ہر پس صوفیہ کے قلوب حافظ ہیں اس لیے کہ دنیا کی طرف انہوں نے رغبت  
 کم کی بعد از انکہ تقویٰ کی جڑ بنیاد کو خوب مضبوط اور مستحکم کر لیا تو پھر پیر اور تقویٰ سے  
 اُن کے نفوس پاک اور زہد سے اُن کے قلوب صاف ہو گئے پھر جب دنیا کے کاروبار کو زہد  
 کی تحقیق سے نیست اور باور کر دیا تو اُن کے باطن کو کسماتات کھل گئے اور گوش  
 دل سے انہوں نے سنا اور اُسیر مدد ان کی دنیا کے زہد نے کی پس علماء اُسی اور ائمہ قدس  
 اور فقہار اسلام نے علم سے کتاب اور سنت کا احاطہ کیا اور دونوں احکام کا استنباط  
 کیا اور نئے نئے معاملوں کو انہوں نے نصوص کی جانب مراجع کیا اور اللہ تعالیٰ نے  
 اُن کے باعث دین کی حمایت اور حفاظت کی اور علماء اُتھیر نے فساحت کرا دیے وجہ  
 تفسیر اور علم تاویل اور عرب کے طریق لغت بین اور متن نحو کے عجائب غرائب اور  
 اصولی قصص اور فضائل و جود قرآن کے اور اس میں بہت کتابیں بنا دیں تب  
 اُن کے طریقے سے امت مرجم پر علوم قرآنی وسیع اور وسیع ہو گئے اور ائمہ حدیث

سنہ احوال صحیح اور حسن بین تہن کی اور اویون کے اسما اہل کی معرفت کے  
 سبب بکتاب زمانہ ہو گئے اور جہاں اور تعلیم کے ساتھ علم لکھائے تاکہ صحیح تقسیم  
 جان پڑے اور کج رہت سے تمیز ہو کہ اسکے طریقے سے روایت اور سند کا واقعہ حفظ  
 سنت کا محفوظ اور مصنون رہے اور فقہانے بہین کو تشکیس کی اور جدوجہد کہ حکام  
 کا استنباط کریں اور مسائل کی تفریح اور معرفت تعلیل اور فروع کو اصول کی طرف ہمیشہ  
 علمہاے جامعہ سے اور نئے مسائل کو نصوص کے حکم سے کامل کریں اور علم فقہ و حکام  
 سے علم اصول فقہ اور علم خلاف پیدا ہو اور علم خلاف سے علم جدی نکلا اور علم اصول  
 دین کا سب سے زیادہ محتاج علم اصول فقہ کا ہے اور ان کے علم سے علم فرائض ہے اور  
 اس سے علم حساب اور جبر و مقابلہ وغیرہ ایک لازم آیا پھر تو شریعت خوب چل گئی اور  
 مضبوط و استوار ہو گئی اور سید حاسپا دین تقسیم اور قائم ہو گیا اور ہر بیت نبوی  
 مصطفویٰ خیر اور شایع در شاخ بولی تب قلوب علماء کے زمین نے اس وجہ سے کہ  
 ہر بیت اور علم کا آب حیات پی لیا تھا خوب سے چراگاہ اور بنبرہ زار پیدا کیے قالی  
 اللہ تعالیٰ انزل من اسماء مار فاسالت ادو تہ بقدر ما فرمایا اللہ تعالیٰ نے نازل کیا  
 آسمان سے پانی پھر نکلے رو دھلے اپنے اپنے اندازہ سے ابن عباس رضی اللہ  
 عنہما نے کہا پانی علم ہے اور رو دھانہ قلوب ہیں ابوبکر واسطے نے کہا اللہ اس سے  
 راضی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک بڑا موتی صاف شفاف پیدا کیا پھر اسے چشم جلال  
 سے نظارہ کیا تب وہ جیلا کے مارے پانی پانی ہو گیا اور بہ نکلا پس فرمایا انزل  
 من اسماء مار فاسالت ادو تہ بقدر ما تو دلون کو یہ پانی پہونچا تو وہ صاف اور چلا  
 ہو گئے اور ابن خطاب نے کہا انزل من اسماء مار یہ ضرب المثل اللہ تعالیٰ نے

ہندہ کے لیے فرمائی: ورنہ اس لیے کہ جب سبلا ب روڈ خانوں میں رہتی ہو تو ان میں  
کسی نجاست کو بغیر صاف کیے نہیں رہتی اور سب اپنے ساتھ بایلیجاتی ہو کر سطح  
جب نور کا سبلا ب ہوتا ہے تو اسے ہندہ کے لیے فی نفسہ اللہ تعالیٰ نے تقسیم کیا ہے تو ان میں  
کوئی غفلت باقی رہتی ہو اور نہ کوئی ظلمت رہتی ہو انزل میں اسما و ما یعنی اُتار ا  
آسمان سے حصہ نور کا کمال قدرت بقدر ما یعنی قلوب میں انوار بن سکے بقدر کہ ان کے لیے  
روزی انزل میں اللہ تعالیٰ نے تقسیم کیا تھا فاما الذی بدھیب جہار سوا لکف ہر تو جاتا  
رہے گا باطل پھر قلوب روشن اور نور ہو جائے ہیں کہ ان میں کسی طرح کا میل اور  
کوڑا باقی نہیں رہتا واما یسفع الناس فیکل فی الارض ناحی اور یا خیر جاتے رہتے ہیں  
اور حقیقتیں باقی رہتی ہیں اور بعضوں نے کہا انزل میں اسما و ما یعنی اُتار میں آسمان  
سے انواع اقسام کی کرامات تو ہر ایک قلب میں اپنے حصہ و نصیب کو لے لیا  
پھر یہ نکلے روڈ خانہ قلوب علماء تفسیر و حدیث اور فقہ کے اپنے اپنے اندازہ سے  
یا کہ یہ نکلے روڈ خانے قلوب صوفیہ کے جو علماء تارک الدنیا ہیں و حقائق تقویٰ کو  
مضمون پکڑتے ہوتے ہیں اپنے اندازہ سے پھر جس کے باطن میں لوث دنیا کی محبت کی ہو  
زیادہ مال و جاہ اور طلب مناصب اور رفعت کی تو اُس کے دل کا روڈ خانہ اپنے  
موافق ہوتا ہے اور علم ایک جزو صراح حاصل کیا اور حقائق علوم سے اُس نے حصہ  
نہ پایا اور جسے دنیا کی طرائق رغبت نہیں کی تو اُس کے دل کا وادی کشادہ ہو گیا اور  
اُس میں علم کا پانی نہ ٹھکلا اور جمع ہو گیا اور تالاب جمیل بن گیا حضرت حسن امیری رحمہ اللہ  
سے کہا گیا کہ ایسا ہی کہا ہے فقہانے آپ نے فرمایا کہ آیا کوئی فقیر تو نے کبھی دیکھا ہے  
فقیر وہی ہے جس کو دنیا کی طرائق رغبت نہیں ہو پس صوفیہ نے علم و دست سے حصہ لیا

کیا پس انکو علم درست نے فائدہ عمل کا علم کے ساتھ دیا پر جب انھوں نے عمل کیا ان  
 چیزوں پر چکا انھیں علم ہوا تو عمل نے انکو علم درست کا فائدہ دیا پس وہ سب  
 علما کے شریک انکے علوم میں ہیں اور نذایہ علوم کے سبب انہیں ممتاز نہ گئے اور  
 اور وہ علوم وراثت میں ہیں اور علم وراثت تفقہ علم میں ہے و قال امیر تعالیٰ فلول اللہ من کل  
 فرقہ منهم طائفتہ لقیقہ فی الدین ولینشدوا تو علم ادا جزوا الیہم یعنی اللہ تعالیٰ  
 نے فرمایا سو کیوں میں سے ایک کے ہر ایک فرقہ میں سے ایک جماعت تاکہ فقہ مال  
 کریں دین میں اور نگاہ کوں اور فوت و لاشین بی قوم کو سیکھ و پس انکے پاس وہ  
 آوین پس اندازہ نقد سے متعارف ہوا اور اندازہ زندہ کرنا ان لوگوں کا ہے جو درجہ  
 گئے ہیں علم کے اب دیات سے اور علم کے ساتھ زندہ کرنا رتبہ اس شخص کا ہے جو دین  
 میں فقیہ ہو تو فقہ دین میں اعلیٰ اور اکابر میں سے ہوا اور وہ علم ایسے عالم  
 کا ہے جو دنیا کی طرف نہ رغبت نہ خوا اور ایسے شخص پر پیر گار کا جو اپنے علم کے باعث تو  
 دین کو پہونچا اور اس سے پایا گیا کہ علم اور ہدایت کے اول درجہ کا ہے اور علم  
 عالیہ وہ علم ہیں کہ علم اور ہدایت اپنے اندر تعالیٰ کی طرف سے دین ہونے کے ساتھ  
 وہ توانا اور موانا تازہ ظاہر و باطن میں ہو گیا اور انکی توانائی اور موانا کے ساتھ  
 دین قوی پشت ہو گیا اور دین انقیاد و خضوع یعنی فروتنی اور تواضع ہو کہ ان  
 سے مشتق ہوا پس جو چیز کہ پشت ہوئی وہ دونوں ہر خود دین یہ ہو کہ انسان اپنے  
 فقر کو پشت نہ کرے و اسطے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کہ مستعد بنا دیا  
 تبار سے ہے دین میں وہی جو نوح علیہ السلام کو اس کے ساتھ نبوت کی اور جو کچھ  
 کہ تیری طرف ہم نے وحی بھیجی اور جو کچھ کہ اس کے ساتھ ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ

بلا باب

عظیم السلام کو نصیحت کی کہ دین کو قائم رکھو اور ایمان تفرقہ نہ ڈالو کہ دین میں تفرقہ  
ڈالنے سے لاغری اعضا پر غالب ہو جاتی ہے اور علم کی ترقی تازیانی اُسے دور ہوتی ہے  
اور نصارتہ جو ظاہر میں ہوتی ہے اعضا کی زینت سے اس طرح کہ نفس و ملا  
مین انقیاد و وسوسہ قلب کے تازہ اور توانا ہونے سے حاصل اور استفادہ ہوتی ہے  
اور علم سے قلب اپنے تازہ و توانا ہونے میں ایک دریا کی مثال ہے جس قلب رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کا علم و ہرے کے ساتھ حرم و احرام ہو گیا پھر اُسکے بحر قلب سے نفس  
ملک جا ملا پس اُسکے نفس شریف بر علم و ہدی کی ترقی تازیانی ہوئی تب نفس  
کے صفات اور اخلاق بدل گئے اُسکے بعد اعضا و جوارح کی طرف نہ رجوع کر جاتی  
اسوقت وہ خوب ترقی تازہ اور سیراب و شاداب ہو گئے پس ہر گاہ کہ ہر طرح کی ترقی  
تازیانی سے بہرہ ور اور بہرے بھرے ہو گئے تو حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو خلق کی طرف  
بسیجابت تو آپ امت پر آن پہونچے قلب نے کہ سبۃ علوم کے زور کے پانی سے  
لہزن مارنے والا تھا فہوم کی نہر میں اُنکے سامنے آئین اور ہر ایک  
نہر میں اُسکے دریا سے ایک حصہ پانی کا رو بہن ہوا اور یہ حصہ جو فہوم سے جا ملا  
وہی فقہ دین ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد اللہ بن عمر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا میں عبادت کی گئی اللہ عزوجل  
کی کسی چیز سے جو فقہ دین سے اعلیٰ اور افضل ہو اور ہر آئینہ ایک فقیہ تن تنہا  
بہت بخاری اور خبیث شیطان پر ہزار عابد سے ہے اور ہر ایک شے کے لیے ایک ستون  
ہے اور اس دین کا ستون فقہ ہے اور تیسرا وینٹھ نے خلیفہ پرستے ہوئے کہا تھا  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ فرماتے تھے جس شخص کے ساتھ اللہ



خبر کار اور مکرنا ہوا سکودین میں فقیر کر دیا ہوا اور ہر کینہ میں فقط قاسم بن ہون اور نہ  
عطا کرنے والا ہر شیخ نے کہا جب علم دل تک پہنچا تو دل کی ناکھ گھل گئی اور حق و  
باطل کو دیکھا اور سکود ہدایت کی ابتداء غواہیت سے ہوئی اور حقیقت رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کے سامنے یہ بات پڑھائی میں تعالٰیٰ ذرۃ خیر  
یرہ دین میں تعالٰیٰ ذرۃ شریرہ یعنی پس جسے ذرہ بھر بھائی کی وہ دیکھ لیگا اور جسے  
ذرہ بھر بُرائی کی وہ دیکھ لیگا اعرابی بولا جی جی یعنی بس بس یہ مجھے کافی ہے نہ مجھے  
کافی ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیخ جس فقیر ہو گیا اور حضرت عبداللہ  
بن عباس نے روایت کی کہ افضل عبادت فقہ دین ہوا اور حق بجانبہ و قالے نے  
وقتہ کو قلب کی صفت کی ہے پس فرمایا ہم قلوب الفیقہون بہا یعنی انکے دل ایسے  
ہیں کہ آیات قرآنی کو انکے ساتھ نہیں سمجھتے پس جبکہ وہ فقیر ہوتے تو انھیں علم ہوا اور  
جب انھیں علم ہوا تو انھوں نے عمل کیا اور جب وہ عامل ہوئے تو معرفت حاصل کی  
اور جب وہ عارف ہوئے تو مندی ہو گئے اس واسطے جو کوئی بڑے حاکم فقیر ہو تو اسکا  
بڑا سر بیع الاجابت اور بہت ہی شیعہ دین کے معالم اور شانات اور یقین کا بڑا  
حصہ دار ہوا پس علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جملہ وہی قلوب کے لیے ہوا اور حق  
اس جملہ کا تیسرا اور تیار ہوا اور ہدیٰ یعنی راہ بہت یا نا قلوب کا وجدان اور یا انسا اسکا  
تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ فرمایا مثل ما بعثنی اللہ بن اللہ سے والعلیم  
یعنی مثل اس شے کی جسکے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا اور وہ ہدیٰ اور علیم ہے تو آپ نے  
خبر دی کہ ہر کینہ قلب نبوی نے علم پایا اور تھا ہادی اور مندی اور علم آنحضرت  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان دونوں ہدیٰ اور علم سے ایک وراثتہ کہ حضرت ابوالشیر

آؤ ہم علیہ السلام سے اسی طرح کہ سکھائے اُنکو سب آسمان اور زمین سب اشیاء کے پس کرم کیا اللہ تعالیٰ نے علم سے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے علم انسان مالم اعلم یعنی انسان کو سکھایا اور جو کچھ وہ نہیں جانتا تھا پھر آدم میں جب علم اور حکمت کو ترکیب دی تو حاصل اُسے ہوا نعم اور غنمت اور مغرت و رافۃ لطیف و حب و بغض فرح اور غم اور رضا و غضب اور کماست بعد اُسکے ان سب کے استھان کا اُس سے قضا کیا اور اُسکے قلب کے لیے بینائی دی اور راہ اُسے باکی اللہ تعالیٰ کی طرف اُس نور سے جو اُسکو از رانی فرمایا تب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کی طرف اُس نور کے ساتھ جو ورنہ بین ملا اور اُس نور کے ساتھ جو خاص آپ کو عطا ہوا اور بعضوں نے کہا، جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے خطاب اس قوں کے ساتھ کیا ایسا طوعاً اور کرہاً یعنی آؤ تم دونوں خواہ خواہ کہا اُن دونوں نے ایسا طاعتین بھی آئے ہم فرما ہوا حکم کے باندھے تو زمین سے مقام کعبہ نے بات کہی اور جواب دیا اور آسمان کے اُس مقام سے جو کعبہ کے مقابل تھا اور ہزارینہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل حقیقت ناف زمین سے مکہ میں تھی پس بعض علمائے کہا یہ قول اشعار کرتا ہے کہ زمین سے جسے جواب دیا وہ ذرہ سے مستحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوا اور کعبہ کی جگہ سے زمین پھیلائی گئی ہو تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش میں اصل ٹھہرے اور سب کائنات اس کی تیغ ویر وہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے اور فیض رویت میں ہر روح اور سید کے درمیان اور کہا گیا اسی واسطے آپ کا نام اُمی رکھا گیا کہ مکہ ام القری ہو اور ذرہ اس کا ام تخلیفہ ہو اور تربت

شخص کی مدفن اسکا ہر پس وہ مقتضی اسکا تھا کہ مدفن اسکا مکہ میں ہو کہ شیطان کی  
 رہیں کی تھی و لیکن یہ قول یہ کہ جب یانی ہجرت آیا تو گفت اطراف و جوار میں چھینک  
 دیا پس توجہ ہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں واقع ہوا جو مقابل شہر کی تربت کے  
 مدینہ میں ہوا سیلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے مکی مدنی پیدائش آپ کی مکہ میں اور  
 تربت آپ کی مدینہ میں اور جو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے اس میں اشارہ ذرہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا و اذا خدر بابک بنی آدم  
 من طور ہم ذرہ ہم علی نقس ہم است برکتم قالوا علی یعنی اور جو وقت قبر سے  
 پروردگار نے نکالی نبی آدم کے پیشوں سے ذریات انکی اور اقرار اسے لیا انکی ذرات  
 پر کیا ہیں تمہارا پروردگار زمین ہوں وہ ہوئے ان لہتہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر کتبہ  
 اللہ تعالیٰ نے آدم کی پشت پر ماتہ ملا اور اس سے نکالی اولاد اسکی جلدی صورت بیونہی  
 کی ہو نکلتا چاہا بیونہی نے آدم کے بالوں کی مسامات سے پس و بچکن سے  
 پسینا نکلتا ہے اور بعض نے کہا کہ بعض فرشتوں نے ماتہ ملا تھا تو فعل کی نسبت  
 سبب کی طرف ہوئی اور بعض کا قول یہ کہ مسح کے معنی میں شمار کیا جس طرح زمین  
 پیمائش سے گئی جاتی ہے اور یہ ماجرا بطن نعمان کا جو ایک وادی عرض کے برابر مکہ  
 اور طائف کے بیچ میں ہے یہ جب خطاب ذریات سے کیا اور بچے کے ساتھ انھوں نے  
 جواب دیا تو اقرار نامہ مفیدہ اور روشن ورق پر لکھا گیا اور فرشتوں نے اس پر گواہی  
 لکھی اور سنگ اسود میں اسکو رکھ دیا پس ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی جو اب  
 دینے والا تھا زمین سے اور علم وہی اس میں دو جزوئے مجلے بخون ہیں تو بھیجا علم اور  
 ہر کے ساتھ جو موروثی تھے آپ کے اور وہی خدا داد تھے اور کہا گیا ہے کہ جب

اسد تعالیٰ نے جبریل اور میکائیل کو بھیجا تاکہ وہ دونوں زمین سے مٹی بھر لائیں تو زمین نے انکار کیا حتیٰ کہ اسد تعالیٰ نے غرر ایل کو بھیجا تو زمین سے ایک مٹھی بھر لایا اور ابلیس نے زمین کو اپنے دونوں قدم سے روند ڈالا تو بعضی زمین اُسکے دونوں قدم کے درمیان پڑ گئی اور بعضی زمین اُسکے قدموں کی جگہوں کے درمیان پڑ گئی تو نفس اُس سے مخلوق ہوا جسے ابلیس کا قدم چھو گیا اور وہ خانہ شمر ہو گیا اور بعضی زمین کہ اُس تک ابلیس کا قدم نہیں پہنچا تو اس مٹی سے دنیا اور دنیا کی اصل ہو اور وہ رسول اسد صلی اللہ علیہ وسلم کا نظر گاہ حق تعالیٰ تھا غرر ایل کی مٹھی میں سے کہ نہیں چھو گیا تھا اُسے قدم ابلیس کا پھر اُسکو جبل کا حصہ نہیں پہنچا بلکہ وہ مسلوب اہل اور علم سے تشریف خط ہو گیا پس اللہ تعالیٰ نے اُسکو علم و ہدٰی کے ساتھ بھیجا اور اُسکے قلب سے اور قلوب کی طرف اور اُسکے نفس سے اور نفوس کی طرف منتقل ہوا تو اصل طہارت طینت میں مناسبت واقع ہوئی اور تعارف اول سے تالیف حاصل ہوئی و زمین حالت جو کوئی طہارت طینت کی نسبت سے قریب تر مناسبت رکھتا تھا وہی زیادہ بہرہ مند علم و ہدٰی سے ہوا پس قلوب صوفیہ قریب تر مناسبت میں تھے تو انہیں نے بڑا عظم حاصل کیا اور باطن انکے جمیل اور مالاب بن گئے پھر علم سیکھا اور اُس پر عمل کیا جیسے وہ مالاب کہ اُسے پانی پی پیتے ہیں اور کھیتیاں بھی کھیتی جاتی ہیں اور اس تقویٰ کے احکام سے انہوں نے عالم درست اور عظم در آتے کے فائدوں کو باہم جمع کر دیا اور جب نفوس پاک اور خیر کے ہو گئے تو انکے قلوب کے زمین تقویٰ کے صیقل سے چمکے ہو گئے تب انہیں صوفیہ شیاور اپنی ہیئت اور باہمت پر ظاہر ہو گئے تو دنیا

اپنی قیج سے ظاہر ہوئی اُسے ترک کیا اور آخرت اپنے حسن کے جلوہ گر ہوئی اُسے  
 طلب کیا پھر جبکہ دنیا میں اُنھوں نے کم رغبتی کی تو اُنکے باطنوں میں انواع و اقسام  
 کے علوم خوب ٹوٹ کر گرے اور علم درست کے ساتھ علم درست بھی مل گیا اور  
 سمجھ بچھے کے جو احوال بلند اس کتاب میں ہم صوفیہ کی طرف منسوب کریں وہ جو اہل  
 مقربین ہیں اور اصل صوفی مقرب ہیں اور قرآن میں ہم صوفی نہیں ہیں اور صوفی کا  
 اسم ترک ہیں اور رکھا گیا ہے مقرب کے لیے اُس وجہ سے جسکی شرح ہم اسکے باب میں  
 کریں اور یہ نام اہل قرب کے لیے بلا و سلام کے شرق و غرب میں نہیں جانا اور  
 پہچانا جاتا بلکہ اہل رسم کے لیے معروف ہیں اور بہت سے حضرات مقربین بلا و غرب  
 اور ترکستان اور اواراد اہل نہیں موجود ہیں اور وہ صوفیہ کے نام سے مشہور نہیں ہیں  
 اس واسطے کہ لباس صوفیہ نہیں پہنتے اور الفاظ میں کچھ منع اور خدشہ نہیں ہے تو معلوم  
 رہنا چاہیے کہ صوفیہ سے ہماری مراد مقربین ہیں پس شایع صوفیہ وہ ہیں جنکے ہمارے  
 طبقات اور غیر فلک محل کتابوں میں ہیں کہ مقربین کے طریق پر تھے اور انکے علوم  
 احوال مقربین کے علوم ہیں اور جو کوئی جملہ اہل مقربین کے مقام ملک مطلع ہو تو  
 وہ تصوف میں جتنا کہ اُنکے احوال سے تحقیق یعنی صاحب حال نہیں ہوا پھر  
 جسوقت کہ اُنکے ذوالاحوال ہو گیا تو وہ صوفی بن گیا اور ان دنوں کچھ سوچوں میں  
 ہیں کہ اُنکے لباس و نمبر سے متاثر ہیں وہ پہرا کی ہی علم کے اور ایک عظیم اور  
 دوسرا باب سن استماع کے ساتھ تھمید ص کے بیان میں  
 زیر بحث ثابت ہے روایت ہے کہ سنا میں کے رسول خدا اہل علیہ وسلم فرماتے تھے  
 اللہ تعالیٰ خوش و خرم رکھے اُس شخص کو جسے ایک حدیث نبوی سے کچھ سنی پھر اُس نے

یا دیکھی تھے کہ دوسرے شخص کو وہ حدیث پہونچائی پس بہت سے حامل ہیں کہ انھوں نے جاننا اور پوچھا اس شخص تک کہ وہ بڑا فقیہ ہے اور بہت کمال ہیں کہ انھوں نے جاننا اور وہ فقیہ نہیں ہیں ہر ایک خیر کی بنیاد حسن اجماع اور خوب سنتا ہے قال اللہ تعالیٰ ولو علم اللہ فیم خیر الا سمعتم یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اگر جانتا اللہ تعالیٰ کہ خیر اور نیکی کو اللہ اُکھٹاتا بعض صوفیہ کہتے ہیں خیر کی علامت اجماع میں ہے کہ بندہ اُسکے پورے اوصاف کے ساتھ اُسکو سنتے اور حق کے ساتھ اسے حق سے سماعت کرے اور بعض نے صوفیہ میں سے کہا ہے اگر اُکھٹا سماعت کا اہل اور قابل جانتا تو سننے کے لیے اُنکے کان کھول دیتا پس جس شخص کے دوسو باب مالک بن گئے اور اُسکے باطن پر حدیث نفس غالب ہو گئی تو وہ حسن اجماع پر قدرت نہیں رکھتا تو صوفیہ اور اہل رب نے جب سمجھ لیا کہ ہر آئینہ کلام اللہ تعالیٰ کا اور سائل اُسکے اوپر اُسکے بندوں کی طرف اور خطابات اُسکے اُنھیں کے واسطے ہیں تو انھوں نے دیکھا کہ ہر ایک آیت اُسکے کلام سے تعالیٰ شانہ علم کے دریاؤں میں سے ایک دریا ہے ان باتوں کے سبب جنکو وہ متضمن اور متمل ہے علم کے ظاہر اور باطن اور جلی اور خفی سے اور بہت سے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے باین اعتبار کہ وہ آیت آگاہ اور ہوشیار کرتی ہے یا اُسکی طرف سے بلاتی ہے اور دیکھا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو اس حدت کا کتاب اُسکے ساتھ جو اسے فطقی نہیں فرماتے ہیں نہیں ہے وہ مگر وحی کہ اللہ کی طرف سے پہنچی گئی ہے استماع اُسکی طرف تعین ہوتا ہے تو جتنی باتیں اُسکے پاس ہیں انہیں سب سے اہم اور مستم بانشان اشعار و اشماع کی ہے اور دیکھا کہ خوب کان دیکر سننا ملکوۃ کے دروازہ

لکھت کھٹانا اور غربت اور جوع کی برکت کا شہرل کرنا ہر اور دیکھا کہ دوسرے دھانات  
 ہیں جو نفس امارہ کی آتش سے اُٹنے والے ہیں اور عفوت ہر جوشیطان کی پہونک  
 مارنے سے فراہم ہو جاتی ہر اور مخلوط فانی اور غرہ دنیاوی جزو اقدوس کی لیسٹ اور  
 تباہی کی لیسٹ ہیں ایندھن کی مثال ہیں جس سے آگ زیادہ بھڑکے اور قلب اُسکے  
 سبب زیادہ تنگی سے پہونچے تو دنیا کو اُنھوں نے چھوڑ دیا اور اپنی غربت کو اُسکی  
 طرات سے پھیر دیا پس جبکہ آتش نفس سے اُسکی لکڑیاں الگ ہو گئیں اور شعلہ اُسکے  
 پھڑکنے سے ٹھہرے اور دھواں اُسکا کم ہو گیا تو اُنکے باطن اور قلب حاضر علوم  
 کے بنو قیون میں ہوئے اور صفائی فہم کی اُسکے گھاٹوں پر آموجود ہوئی پھر جب کہ  
 وہ حاضر ہوئی تو سماعت کی حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہر آئینہ آسمین پذیر وصیحت  
 اُس شخص کے لیے ہیں جسکو قلب حاصل ہو یا کان اُسے لگایا اور وہ حاضر اور توجہ  
 تھا حضرت شبلی رحمہ اللہ نے کہا قرآن کی نصیحت اُس شخص کے لیے ہیں جسکا قلب  
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاضر ہو کہ ایک آن اور ایک غلہ اُس سے غافل نہیں ہوتا حضرت  
 یحییٰ بن حاذر اسی نے کہا قلب دو قلب ہیں ایک قلب ہر جو دنیا کے اشغال سے  
 بھر گیا ہر حتی کہ جب کوئی خیر امویطاعت سے پیش آیا تو وہ صاحب دل نہیں مانتا  
 کہ وہ کیا کرے اس باعث کہ کہ دل اُسکا دنیا میں مشغول ہو اور ایک قلب وہ ہر  
 کہ آخرت کے احوال سے بھر ہو گیا حتی کہ جب کوئی خیر امور دنیا سے سامنے آئی تو وہ  
 صاحب دل نہیں مانتا کہ کیا کرے اس وجہ سے کہ اُسکا دل آخرت کی طرف  
 جاتا رہا ہر تو بس دیکھ لے کتنا فرق ہر ان جھے ہوئے فہم کی برکت میں اور ان  
 اشغال فانی کی شامت میں شکے باعث تو طاعت اسی سے ٹھیک رہا بعض صوفیہ

نے کتا ہر جن کا نہ قلب تسلیم من الاعراض والاعراض یعنی اُس شخص کے لیے جسکو  
 قلب اعراض اور امراض سے سادہ اور سلامت حاصل ہو حسین ابن منصور نے کہا  
 کہ اُس شخص کے لیے جسکو ایسا قلب حاصل ہو حسین محمود حق کے سوا کوئی خطا  
 نہ ہو اور پڑھا فی الیک قلوبا طامنا بطلت بسوائب الوحی فیما سجد احکم بمعنی  
 میں تھے سنا تاہوں ایسے قلوب کی سناؤنی جسے وحی کے ایسے بادل برسادیے  
 کہ انہیں حکمت کے دریا بہرے ہوئے ہیں اور ابن عطار نے کہا ایک وہ قلب ہے جسے  
 ملاحظہ حق شہیم سے کیا اور اُس کے لیے گداز ہو گیا اور باسوی ہند سے قطع کر اس کے  
 کی طرف جھک گیا اور واسطی نے کہا لہ کری یعنی البتہ نہ نصیحت اُس قوم کے جیسے کہ  
 جو مخصوص ہیں نہ کہ عام آدمیوں کے لیے اُن کو کون کے کیے جنگو قلب حاصل ہو یعنی ذرا  
 میں اور یہ وہ لوگ ہیں جنکے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر او من کان یتناہا جینا ہ  
 یعنی بھلا وہ جو مردہ تھا پھر ہم نے جلایا اور انہی کو واسطی نے کہا ہر کہ مشاہدہ غافل کو ذرا  
 اور پروردگار ہی فہم و ادراک دیتا ہو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ایک شے کی تخلیق کی تو  
 وہ شے اُس کے لیے مخصوص و مشعوع یعنی تواضع اور فروتنی کرتی ہو اور یہ جو واسطی نے کہا  
 بہت قوموں کے حق میں صیغ ہو اور یہ آیت اُن قوموں کے خلاف دوسری قوموں  
 کو حکم کرتی ہو اور وہ ارباب تمکین ہیں جنکے واسطے مشاہدہ اور فہم و فہم جمع ہو جائے  
 ہیں تو موضع فہم کا بات حجت کا محل ہو اور وہ مع قلب ہو اور موضع مشاہدہ کا بصر  
 قلب ہو اور مع کے لیے ایک حکمت اور فائدہ ہو اور بصر کے لیے ایک حکمت اور فائدہ ہو  
 پھر جو شخص حال کے سکندر اور شہ مین ہو سمع اسکی اُسکے بصر میں غائب ہو جائے ہو اور  
 جو شخص صحو اور تمکین کے حال میں ہو اسکی سمع غائب اُسکے بصر میں غائب ہو جائے



اس واسطے کہ وہ مالک گردن حال کے ہیں اور ظرافت و جود ہی سے جو بات سمجھنے کے قابل ہے سمجھنا ہی سبب یہ ہے کہ فہم الہام و سماع کا درد گاہ ہوا اور ابہام و سماع دونوں ظرافت و جود ہی کو چاہتے ہیں اور یہ جود وہی دوسری فرینش کا پیدائش ہے اس شخص کے لیے جو مقام صحیحین تکین اور مقرر ہے اور یہ علاوہ اس وجود کے ہے جو نور سادہ کے لہجے سے تلاشی اور منعہم ہو جاتا ہے اس شخص کے لیے جو فنا کی گزر گاہ سے بڑھ کر گزر گاہ بقا تک پہنچا اور این معون نے کہا کہ ترائینہ اسمین پند و نصیحت اس شخص کے لیے ہے جس کا قلب ایسا ہو کہ آداب خدمت اور آداب طلب کو جانتا ہو اور وہ تین چیزیں ہیں تو قلب نے جب عبادت کا فرہ چکھا تو وہ شہوت کی غلامی سے آزاد ہوا پس شہوت سے جو کوئی رکاوٹ کا ادب کا ایک تہائی حصہ اُسے پایا اور جو کوئی اس خیر کا خواہش مند ہوا جو اسے ادب سے نہیں آیا بعد از انکہ وہ شہوت اسمین ہوا جو پایا تو اُسے ادب کی وہ تہائی حصہ ادب کا پایا اور تیسرے قلب کی سیر ہی اس چیز سے جو وفا کے وقت اُسے بڑھ کر پہلے بخشش کی اس وقت پورا ادب پایا گیا اور محمد ابن علی باقر نے کہا ہے قلب کی موت نفس کی شہوات سے ہے تو جتنا شہوات کو چھوڑا اُسی قدر حیات کا حصہ پایا پس سماع زندون کے لیے ہے و زندون کے لیے نہیں ہے اسلئے تعالے نے فرمایا ہے ہر آئینہ تو مردون کو نہیں سنا سکتا سہیل ابن عبد اللہ نے کہا ہے قلب نرم اور تنگ ہے اسمین خطرات و مہمہ اثر کرتے ہیں اور غور سے کا اثر اُس پر بہت ہے اسلئے تعالے نے فرمایا ہے و من یشئ من ذکر الرحمن فیض لہ شیطانا قولا قرین یعنی اور جو کوئی اللہ تعالے کے ذکر سے اندھا اور غافل ہو تو اُس پر ہم ایک شیطان تقدیر کر دیتے ہیں

جو اُسی کے ساتھ رہتا ہے پس دل ایک کام کرنے والا ہے کہ وہ ٹھکنا ہی نہیں اور  
 نفس جاگتا ہو اگر کہ وہ سوتا ہی نہیں پھر اگر بندہ ہوسمع اللہ تعالیٰ کی باتوں کا تو بہتر  
 ورنہ وہ شیطان اور نفس کا سمع ہے پس ہر چیز سدا بآسماع کی ہے اور نفس کی حرکت  
 سے اور اُسکی جنبش میں شیطان راہ پاتا ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ اگر شیطان نہ نہی  
 کے قلوب کے ارد گرد نہ پھرتے تو ضرور وہ آسمان کے مقامات ملائکہ کو دیکھتے اور حسین  
 نے کہا ہے کہ بصردن کی بصارت اور عارفوں کی معرفت اور علماء ربانی کا تو رہ  
 اور گزشتہ ناچوں کے طریق اور ازل اور ابد اور جو کچھ اُن مولوں کے نابینا ہی  
 کائنات کا وضع ہے وہ سب اُس شخص کے لیے ہے جسکو قلب حاصل ہو یا کہ وہ کائنات  
 سننے کے واسطے لگتا ہو اور اب جو حضرات نے کہا وہ ایسا قلب ہے کہ حق کا ملاحظہ کرنا  
 اور شاہد ہوا اور اُس سے خطرہ اور ترہ کے سبب غائب نہیں ہوتا تو اُسکے ساتھ  
 سنتا ہے بلکہ اُس سے سنتا ہے اور اُسکے ساتھ حاضر ہوتا ہے بلکہ اُسکی شہادت  
 کرتا ہے پھر جبکہ قلب حق کا ملاحظہ ختم جلال سے کرتا ہے اور تازہ اور راز تازہ اور حب  
 سے دیدہ خیال سے مطالعہ کرتا ہے سکون اور قرار آ جاتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے اُس  
 شخص کے واسطے جسکا قلب ہو ایسا تعبیر کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خرید اور خرید  
 قوت دیتا ہو یہاں تک کہ دنیا اور خلق اور نفس سے بھاگ نکلے تب اُسکے خیر کے  
 ساتھ شغولی نہوا ورنہ سوا اللہ کی طرف مائل ہو پس قلب صوفی سازشی دنیا سے  
 مجرور اور الگ تھلاک ہو مکان اپنے لگائے ہونے اور بصیرت کی حاضر ہو پھر اپنے  
 سخی سموعات اور دیکھی بصیرات اور سناٹے ہو مشہودات کی اپنے ہر  
 کی طرف رسیدگی اور اپنے اللہ کی حضوری میں موجودگی اور کل اشیا اللہ تعالیٰ

کے پاس اور وہ اندر کے پاس ہر کو سننا اور دیکھنا اور سنا اور  
 اُنکی تفصیلوں کو نہ سننا اور نہ مشاہدہ کیا اس واسطے کہ وہ جہالاتِ چشمِ شہود کی وسعت سے  
 مدد رک اور معلوم ہوتے ہیں اور تفصیلین طرف وجود کی تسلی سے اور انہیں ہر دین اور  
 اللہ تعالیٰ عالم تمام جمال اور تفصیل کا ہر اور ہر رائے نہ بننے حکمانے سماعت میں قنات  
 انسانوں کی مثال لکھی ہے اور کہا ہے کہ ایک کسان اپنا بیج لے کر نکلا تو اس کا کھیت  
 اُس سے بھر لیا تو کچھ اُسمان سے راستہ پر بیگہ گیا کچھ بھی دیر نہ لگی کہ اسپر پرند ان گرسے  
 اور اُسے چمک گئے اور کچھ زمین سے نمودار پھر پر گرسے اور وہ سنگ و درخت و چتر و پتھری  
 مشی اور کچھ نمی تھی پھر جایا نہان تاک کہ جب اُسکے نشہ پتھر تک پہنچے تو کوئی راستہ اور قند  
 نہ پایا جس میں آسانی اترے تو سوکھ گیا اور زمین کچھ خیز زمین میں گر آجسین کاٹے  
 او نیچے ہوئے تھے چرہ و چہرہ گاہ کہ وہ بڑھا اور اونچا ہوا تو اُس کا کلا کاٹھون نے بھایا  
 پھر اُس کے تباہ اور خراب کر دیا اور اُس سے مل چل گیا اور کچھ اُسمان سے خیز زمین میں گر آ  
 کہ نہ وہ راستہ رہے اور نہ پتھر پر اور نہ آئینہ فارے اور وہ بچا اور پڑھا اور بچا اور پڑھا  
 ہوا تو کسان کی مثال ایک عالم کی ہے اور بیج کی مثال صوبہ کلام کی ہے اور کچھ  
 کے اور بگڑا اُسکی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جو کلام کو سننا چاہے اور اُس کا ارادہ اُسکے  
 سینے کا نہیں ہے پھر قہوری دین میں کہنے کی شیطاں ان کو آواز دے جاتا ہے اُسکے قلب اور  
 اُس کو بھلا دیتا ہے اور جو صاف ہو پتھر پر گڑا اُسکی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جو اُس کو بھلا اور  
 شخصیتا ہے اُسکے بعد کلام قلب تک پہنچتا ہے جہاں کچھ غم اور ارادہ عمل کرنے نہیں ہے  
 تب اُسکے قلب سے دور کر دیتا ہے اور جو خیز زمین پر گر آجسین کاٹے ہیں اُسکی مثال ایسے  
 شخص کی ہے جو کلام کو سننا چاہے اور اُسپر عمل کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہے جو حقیقت اُسکے

اور

شہادت پیش آئیں تو عمل کرنے کے ارادہ سے اُسکو روک دیا پھر اُسکے عمل کی جو نیت کی  
 علیحدہ شہادت سے متروکہ ہو گئی جیسے وہ درخت کہ اُسکا ٹکڑا کاٹا جائے دبا یا اور بجز زمین میں  
 جو اگر اُسکی مثال ایسے شمع کی ہر جو نیت اُسکے عمل کی کرنا ہے تو اُسکو سمجھتا ہے اور ہر عمل  
 کرنا ہے اور اپنی ہوا سے نفسانی سے کنارہ اور یہ جسے ہوا سے علیحدگی اختیار کی اور رہا  
 رہت کے دھڑے پر علاوہ صوفی ہے اس واسطے کہ ہوا و دوس کے اندر علالت اور غم  
 ہے اور نفس کو جب ہوا کے جسکے لگے گئے تو اُسکی طرف مائل ہوتا ہے اور لذت پاتا ہے  
 اور ہوا سے استلذاذ وہی ہر جو حکمتی کا ٹکڑا کاٹنے کی طرح دبا دیا تا کہ صوفی کا قلب  
 اُسکے حب صافی کی علالت سے صافی ہوتی ہے اور جب صافی مطلق روح حضرت یحییٰ  
 سے ہے اور حضرت الہیت کی طرف عروج و جذب و رجوع سے ہوتی ہے اُسکی قوت  
 سے قلب اور نفس چھپے اُسکے لگے جاتے ہیں اور حضرت الہیت کی محبت کی علالت  
 ہوا کے فرد غالب آتی ہے اس واسطے کہ علالت ہوا کی ایک ناپاک و خست کی مثال ہے  
 ہوا زمین کے اوپر چڑھتا ہے اگر گیا کسی طرح کا اُسے قہر اور شہر و زمین ہے اس  
 سبب سے کہ نفس سے اس کے نہیں بڑھ سکتا اور جس کی علالت ایک شہر سے پاک  
 و خست کی مثال ہے جسکی مثال میں خرد و ذہان اُسکا آسمان سے جالین وہ یہ  
 کہ وہ روح میں چڑھتا ہے ہوا کی ذرا کی ذرا اُسکی اُسکا ہوا اور گہریشہ  
 اُسکی نفس کے زمین میں گئے ہوتے ہیں اور جب اسنے زمین شریف کا ایک کلمہ  
 سنا یا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اُسکی ہوا اُسکو روح قلب  
 اور نفس میں جاتا ہے اور اسیر حقیقہ خداوند تعالیٰ ہو جاتا ہے اور کرتا ہے

اشم منک نیماست اعرفم | اظلت لیا ارجت فیک اردانا

یعنی میں خوشبو لیتا ہوں نرم ہوا کے کہ اُس سے واقف نہیں ہوں میرے گمان میں وہ ایک سبزہ رنگ ہے کہ اسے استین تجھے ملی ہیں پھر اس میں کلمہ ہی کلمہ بس جاتا ہے اور بال بال اُس کا سمع اور ذرہ ذرہ اُس کا بصر ہو جاتا ہے تب وہ حالت ہو جاتی ہے کہ کل سماعت کل سے اور کل نظارہ کل سے کرتا ہے اور یہ کہتا ہے شعر

ان تا ملتکم فکلک عیونہ  
او تذکرتم فکلک قلوب

یعنی اگر میں نظر تمہاری طرف کروں تو سراپا چشم ہوں یا تحین یا درون تو بہن دل ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پس میرے بندوں کو بشارت دے جو بات کو سنتے ہیں پھر اس کی خوب پیروی کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور یہی لوگ صاحب خرد ہیں بعض صوفیہ نے کہا ہے نہ اب اور قیل کے سوجز و ہیں انہیں سے سناؤں جزو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ایک جزو تمام مومنون ہیں ہے اور وہ جزو کل مومنین ہیں ہے کہیں حصون ہیں تقسیم ہے تو ایک جہیں سب مومن برابر ہیں وہ شہادت اس کی ہے کہ لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ یعنی نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور ہے رائیہ محمد رسول اللہ کے ہیں اور میں حصہ جوائی رہے وہ کہنے بڑھے ہوئے ہیں اپنے اپنے حقائق ایمان کے اندازہ اور مقدار پر بعضوں نے کہا ہے کہ اس آیت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ظہار ہے یعنی اس میں اور خوب تر ہے ہے جس کو آپ لائے ہو اسطے کہ ہر گاہ اُس کو صحبت ملیں وہ قرب استغفار قبل از آفرینش دنیا حاصل ہو تو سب احوال اسیر انوار ظاہر ہوے اور آپ کے ہمراہ حسن خطاب تھا اور تمام مقامات میں اُس کو سبقت ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فراتے ہیں سخن آفرین اسباقون

یعنی وجود اور پیدائش میں ہم آخرین اور محلِ قدس کے فضل میں خطابِ اول کے سابق ہیں اور فرمایا جو اعداءِ جہلِ شامہ نے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ و اللہ رسول اذا دعاکم لیا بحکمکم یعنی اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے لیے استجابت کو خوب تمہیں بتاؤ۔ اُس چیز کے لیے جو تمہاری زندگی کے باعث ہے جیسے علیہ السلام نے کہا ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ رَاحۃِ طَرَفِ دَمِیْ بِحَیْثُ اَدْرَکَہُ شَبَوْنِیْ اُس شے کی جس کی طرف مجھ پر بلایا ہے شہابی کی اُن تعلقات کے دور کرنے میں جو اُنہیں شغل میں لگائے رکھتے ہیں اور بارِ ناسائی کے ملنے پر نفوس سے کوٹ پڑے اور شدتوں کی تلخی چکھیں اور والدین اور والدین کے لیے رہے اور حسن و ادب سے اُن کا سون میں رہے جس کی طرف اُنہوں نے توجہ کی اور سہولتیں آخر آسان ہو گئیں اور مقصود کی قدر پہچانی اور اپنے مالک کے سوا دوسرے کے تذکرہ کی رغبت سے اپنی جہتوں کو روک لیا تو وہ حیاتِ ابدی پا گئے اُس زندگی کے ساتھ جو ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے گا اور واسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا اُنکی حیات صفائی اُس کے ہر ایک معنوں سے لفظ اور فعل اور بعض صوفیہ نے کہا اگر استجابت کرو تم اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنے امیر سے اور رسول علیہ السلام کے لیے اپنی ظاہرات سے پس نفوس کی حیات متابعت رسولِ مہرِ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو اور ظہار کی حیات شمار نہ کرنا خوب سے ہو اور مہرِ اللہ تعالیٰ سے شرم کرنا تقصیر کے کہنے سے ہو اور ایمان عطا نہ فرمایا اس آیت میں استجابت چار وجہ پہر ہے آیتوں کے اول تو حید کی اجابت ہو اور دوم اجابتِ حق اور سوم اجابتِ تسلیم چوتھے اجابتِ تقرب ہو اور استجابت بقدرِ سماع اور سماعِ کیفیت قسم اور قسم بقدرِ معرفت قدرِ کلام ہو اور معرفت کلام علی قدرِ معرفت اور علم کلام کہے ہو اور وجہ قسم کے غیر مجبور ہیں اس لیے کہ

و جو کلام غیر مضمون میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر دریا سیاحی کلمات رب سیر  
کے لیے نجات ہے تو ہر مکتبہ دریا کلمات ربانی سے پہلے چک جائیں پس اللہ تعالیٰ کے  
واسطے ہر ایک کلمہ میں قرآن سے اس کے کلمات ایسے ہیں کہ اسے پہلے دریا کے دریا چک  
جائیں اور ہر ایک کلام ایک کلمہ ہی بنظر ذات تو حید کے اور ہر ایک کلمہ کلمات ہیں اگر  
نظر وسعت علم پر کہ جس میں بصری رحمہ سے روایت ہے کہ وہ اس حدیث کو حضرت  
نبی علیہ السلام کی طرف مرفوع کرتے تھے فرمایا کہ قرآن سے کوئی آیت نازل نہیں  
ہوئی مگر یہ کہ اس کے لیے ظاہر اور باطن ہے اور ہر ایک حرف کے لیے ایک صبر ہے  
ہر ایک صبر کے لیے ایک مطلع ہے اور وہی کتاب میں ہے کہ اسے اسے اسے مطلع کیا چکر  
کہ اسے مطلع کرتی ہے وہ قوم جو اس کے اوپر عمل کرتی ہے ابو عبیدہ نے کہا میرا لسان ہے کہ میں کا  
یہ قول اس کے سوا نہیں کہ عبد اللہ بن مسعود کے قول کی طرف گیا ہے ابو عبیدہ نے کہا  
میرا لسان ہے کہ حجاج نے شعبہ سے اسے عمرو بن مرقہ سے اسے عبد اللہ بن مسعود کے  
فرمایا کہ کوئی حرف یا آیت نہیں ہے مگر یہ کہ ہر آئینہ اسے ہر ایک قوم نے عمل کیا اس کے لیے  
ایک قوم ہے کہ فقیر اسے عمل کرے گی پس مطلع ایک عقبہ اور کمالی ہے کہ اسے ہر  
علم کی معرفت سے چرختا ہے پس مطلع فہم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لٹا ہے ہر قلب پر جسے  
رزق نوبت سے دیتا ہے اور طریق بن اس کی معنی ذرا دہل ہے اور بعض نے کہا ایک قوم  
نے کہ اگر نظر فقط قرآن اور بطن اس کی معنی ذرا دہل ہے اور بعض نے کہا کہ نظر قصہ  
کی صورت ہے اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دہی ہے اپنے عقاب سے کسی قوم  
پر اور عقاب سے نوٹیر ہو گا تو اس کا ظاہر خبر کا اس سے دینا ہے اور اس کا باطن  
نصیحت اور تنبیہ ہے اس شخص کے لیے جو قرأت کرتا اور بہت سے سماعت

کے

کرتا ہے اور بعض نے کہا ظاہر اسکا اتنا زنا اسکا ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے اور باطن اسکا  
 عمل اس پر واجب ہوتا ہے اور بعض نے کہا ظاہر اسکی تلاوت ہے جیسا وہ نازل ہوا فرمایا  
 حق سبحانہ تعالیٰ نے در تلی القرآن ترتیلایکسان اور بارہم کھلی تلاوت کر قرآن کی ترتیل  
 سے اور بطن اسکا سوچ بچار اور تمہین فکر کرنا ہے اسد تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ  
 ایک کتاب ہے جسے تیری طرف ہم نے اتنا رہز برکت والی ہر تاکہ اسکی آیتوں میں  
 تامل اندیشی کریں اور نصیحت لیں وہ لوگ جو دانش مند ہیں اور بعض نے کہا کہ کل  
 حرف حد یعنی ہر حرف کے لیے حد ہے تلاوت میں کہ مصحف سے جو امام ہے تجاؤ نہ کرے  
 اور تفسیر میں نہ ہو بے منقول سے نہ بڑھے اور تفسیر اور تاویل میں فرق کیا گیا ہے کچھ  
 تفسیر علم ہے آیت کے نزول اور شان اور قصہ کا اور ان اسباب کا جسکے لیے آیت  
 اتری اور یہ تفسیر ہے تمہین کچھ کا ذہن کو کہنا حرام ہے اور ممنوع مگر سماع اور تار  
 سلف سے جائز ہے اور تاویل آیت کا پھیرنا ہے ایک معنی کی طرف جسکا اجمال تمہین  
 ہو جبکہ معنی محتمل جسکو وہ دیکھتا ہے کتاب اور سنت کے موافق ہو پھر تاویل طرح  
 طرح کی معہ دل کی طرح طرح کے حال کے ساتھ ہے اس بیان کے برابر جو ہم نے صفحہ  
 فہم اور ترجمہ معرفت اور منصب قرب الہی سے ذکر کیا ہے ابوالدر درانے کہا کوئی شخص  
 پورا فقیہ نہیں ہوتا حتیٰ کہ قرآن کے وجوہ کثیر نہ دیکھتا ہو تو کیا ہی چنیے کا قول ہے کہ  
 عبد اسد بن مسعود کا کوئی آیت نہیں مگر یہ کہ اس کے لیے ایک قوم ہے کہ مغرب اُسپر  
 وہ لوگ عمل کریں گے اور یہ کلام ترغیب دہتا اور برائی ختم کرنا ہے ہر طالب صاحب امت  
 کو اُسپر کہ اپنے دل سے سوار کلام کو صاف اور سحر کرے اور اس کے معنی و فرق اور  
 اس کے ہر ارچہ شیدہ کو سمجھے دین صورت صوفی کے لیے جو دنیا سے بے غم اور



ما سوا اللہ سے فارغ دل کمانی ہر ایک آیت سے ایک مطلع ہو اور ہر تہذیب و ملت  
 میں نیا مطلع اور فہم نامرتب وہ ہو اور اسکے لیے ہر فہم کے ساتھ عمل والا ہو اور اس عمل  
 فہم عمل کی طرف بلاتا ہو اور اسکا عمل صفائی فہم اور نظروں کو معانی خطاب میں کھینچتا ہو  
 فہم سے علم ہو اور علم سے عمل اور علم و عمل کا تو ہمیں باری باری سے آتے ہیں اور عمل اب  
 وہی قلوب کا عمل ہو اور عمل طلب عمل قلوب کے علاوہ ہو اور عمل قلوب ہی لطافت اور  
 حسد آفت سے علوم کے ہم شکل اور ہم صورت ہیں اس واسطے کہ وہ نیات اور ضمیر اور تعلق  
 روحیہ اور تاویلات دینی اور فسانہ گوئی مخفی ہیں اور جب کبھی ان اعمال سے کوئی عمل  
 کرتے ہیں علم سے ایک علم نکلا بلند ہوتا ہو اور ایک مطلع جدید پر فہم آیت سے طلوع  
 کرتے ہیں اور میرے سر باطن میں یہ بات کاشکتی ہو کہ مطلع سے نہ یہ مراد ہو کہ وہ جہاں  
 فہم کے سبب آیت کے دقیق معنی اور راز سرسبز پر آگاہ ہونے سے ہو ورنہ لیکن مطلع  
 یہ ہو کہ ہر ہر آیت پر اسکے سبب شہود تکلم پر طلوع کرے اس واسطے ہمیں اوصاف  
 اسکے سے ایک وصف اور اسکی صفات سے ایک صفت امانت رکھی ہوئی ہو  
 تو اسکے لیے تعلیمات آیتوں کی تلاوت اور سماع سے تجدید ہوتے ہیں اور  
 آئینہ اسکے لیے بنجانے ہیں جو عظمت جلال سے خبر دیتے ہیں اور ہر آئینہ امام فہم جمادی  
 رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ آپ نے فرمایا ہو ہر آئینہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں  
 کے لیے اپنے کلام میں تعبلی ہوا ہو مگر وہ نہیں دیکھتے پس ہر ایک آیت کے  
 لیے اس وجہ سے مطلع ہو تو حد کلام ہو اور مطلع حد کلام سے شہود تکلم  
 کی طرف ترقی کرتا ہو اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ  
 کہ آپ غش کھا کر ایک دفعہ گر پڑے جب کہ وہ نماز میں تھے تو اس حالت سے

سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں آیت کو دہرانا یا یہاں تک کہ اُسکو میں سے  
اُسکے متکلم سے سنا پس صوفی جب کہ اُسکے لیے نامیہ توحید کا نور چمکا اور اُس نے  
وعدہ و وعید کی سماعت پر کان رکھے اور اُسکا قلب ماسوا اندیسے جھوٹ کر  
اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوا تو اپنی زبان یا غیر کی زبان کو تلاوت میں مثل درخت  
موسیٰ علیہ السلام کے دیکھتا ہوا جان کہ اُسکو اللہ تعالیٰ نے سنا اپنا اُس درخت سے  
خطاب اپنا حضرت علیہ السلام کو اُنی انا اللہ ہر آئینہ میں ہوں اللہ توحید اُسکا سماع  
اللہ تعالیٰ سے تھا اور استماع اُسکا اللہ کی طرف سے اُسکا بصر اُسکے اور اجرا اُسکے  
سمع اُسکا اور علم اُسکا عمل اُسکا اور عمل اُسکا علم اُسکا ہو گیا اور پھر آخر اُسکا اول کو  
اور اول اُسکا اُسکے آخر کو اور اُسکے معنی کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ خطاب ذریات کو آپ  
قول سے کیا کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں تو انھوں نے یہ انداز نہایت صاف  
سنی اُسکے بعد برابر ذریات اصلا اب اور احام میں منتقل ہو گئے فرمایا اللہ تعالیٰ  
نے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے جب توفیام کرنا ہو اور تعقب پیرا سا جہین میں یعنی  
تعقب تیرے ذرہ اہل وجود کے اصلا اب میں جو تیرے آبا و ائیائے ہیں اس ہمیشہ  
ذرات منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ اپنے جساد کی طرف برور کیا پس وہ حکمت کے  
ساتھ قدرت سے اور علم شہادت کے ساتھ عالم غیب سے محبوب ہو گئے اور  
اطوار کثیرہ میں اولتے بدلتے ماری کی ہلکی بہت جمع ہو گئی پس جب کہ اللہ تعالیٰ  
کسی بندہ کے حسن استماع کا ارادہ کرتا ہے اس طرح کہ اُسکو صوفی صافی بنائے تو  
ہمیشہ اُسکے ترکیب اور تجلے کے مراتب میں ترقی دیتا ہے حتیٰ کہ وہ عالم حکمت کی  
ضیق مقام سے خلاص پاکر قضا و قدرت میں نکل آتا ہے اور اُسکی خیم باطن سے

جو وار بار ہو جانے والی ہو پر دہلے حکمت دور ہو جاتے ہیں تو اسے استبرک رکھا  
 سماع کثیف اور عیان ہوتا ہو اور توحید و عرفان اسکا بتیان اور برہان اور  
 اس کے خاطر تاریکی فاصلوں کی لوا مع انوار میں مندرج ہو جاتی ہو بعض نے یہی ہے  
 کہا ہے ہم یاد کرتے ہیں کہ خطاب استبرک کا اس کے اشارہ اس حال کی طرف ہو چکا  
 جس وقت صوفی اس وصف کے ساتھ متحقق اور محو ہوا ہو گیا تو اسکا وقت سر  
 اور تہود اسکا موبد ہو گیا اور سماع اسکا متوالی اور تہجد وہ سنتا ہے اسد تعالیٰ  
 اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو جیسا کہ حق سنتے کا ہے سفیان  
 ابن عیینہ نے کہا ہے اول علم سماع ہے پھر فہم پھر حفظ پھر عمل پھر اسکا پھیلاؤ اور بعض  
 صوفیہ نے کہا ہے حسن سماع کا تعلیم پانا ایسا ہے کہ جس طرح حسن کلام کی تعلیم پانا  
 اور بعض نے کہا ہے کہ حسن سماع سے یہ ہے کہ متکلم کو ملت دیجائے تا آنکہ وہ اپنی  
 بات پوری کرے اور ادھر ادھر حکم دیمان دے اور بات کرنے والے اور یاد  
 رکھنے والے کی طرف متوجہ اور نظر رکھے اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ السلام کے لیے  
 فرماتا ہے اور مست جلدی کہ قرآن کے ساتھ پہلے اس سے کہ وہ تیری طرف ادا  
 پورا کیا جائے اور فرمایا مت غیث دے اس کے ساتھ اپنی زبان کو تاکہ اسے علیہ  
 سے بڑے یہ تعلیم حسن سماع کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول علیہ اسلام  
 کے لیے بعض نے کہا معنی اس کے یہ ہیں کہ مست لکھا اسے صحابہ کو عیب تک کہ تو اس کے  
 سماعی کو سوچ سمجھ لے تاکہ اول تو وہ نہو جو اس کے عجائب اور غرائب میں غلط  
 کرتے ہیں اور نہ کہ ایسا ہو کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان پر جبریل  
 علیہ السلام نازل ہوتے اور وحی انکو پہنچاتے تو قرآن کے پڑھنے میں جھول کے

خوف سے توقف نہ فرماتے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا یعنی ہشتابی نہ کر  
 اسکے پڑھنے میں قبل اسکے کہ جبریل علیہ السلام آپ تکلم انفا کرنے سے فارغ  
 نہ ہو جائے اور کبھی مطالعہ علوم اور اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سماع کے  
 معنی میں آتا ہے اور مطالعہ کرنے والا علوم و اخبار اور توارث اہل صلاح اور ان کے  
 حکایات اور انواع اقسام کے حکم اور امتثال کا محتاج ہوتا ہے جن میں عند باب  
 آخرت سے نجات ہے کہ ان میں وہ ادب فن حسن سماع کا ہو جائے اس واسطے  
 کہ یہ ایک نوع اسی کی ہے اور جس طرح کہ قلب حسن سماع کے لیے مستعد رہد و تقویٰ  
 سے ہوتا ہے یہاں تک کہ جو کچھ سننا اُس میں سے جو بہت اچھا ہے اُسے لے لیا پھر وہ  
 ہر ایک شے سے مطالعہ کے ساتھ اچھی چمکا انتخاب کرنے والا ہو جاتا ہے اور مطالعہ  
 آداب ہے یہ ہے کہ بندہ جب کسی ایک چیز کے مطالعہ کا حدیث و علم سے ارادہ کرے  
 تو سمجھے کہ ہر آئینہ کبھی اُس کا مطالعہ ہو اسے نفسانی اور ذکر و تلاوت اور عمل پر  
 کم مبرمی سے ہوتا ہے تو وہ مطالعہ سے ایسی ہی راحت پاتا ہے جیسے لوگوں کی  
 صحبت اور ان کی بات چیت سے آرام پاتا ہے تو چاہیے کہ نزدیک آدمی اپنے نفس کو  
 اس معاملہ میں ٹٹولے اور مطالعہ کتب سے اپنے وقت کی اُس حد تک کہ اُس کو  
 حاصل کرنا ہے فرمے نہ اُڑے اور حد سے زیادہ کی اُس میں رعایت نہ کرے  
 پس جب کسی کتاب یا اور کسی علمی بات کا مطالعہ کرنا چاہے تو اُس کی طرف  
 مبادرت نہ کرے بلکہ بعد ثبات و قرار اور زانہ اور رجوع کے اللہ تعالیٰ کی طرف  
 اور بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تائید چاہے اس واسطے کہ ہر آئینہ کبھی  
 مطالعہ سے بھی اللہ تعالیٰ وہ عزت و رفی اور نصیب کرنا ہے جو اُس کے حال

کی ترقی ہو اور اسکے لیے استخارہ پہلے دیکوے تو اور بھی اچھا ہے کہ تحقیق بعد فقہ  
 اسپر سمجھنے اور سمجھانے کا دروازہ کھول دیتا ہے بخشش کی راہ سے منجانب اللہ  
 مستزاد اسپر جو صوبت علم سے ظاہر ہو پس علم کے لیے ایک صورت ظاہری اور  
 ایک سر باطنی اور وہ فہم ہے اور اللہ تعالیٰ نے شرف فہم پر اپنے قول سے آگاہ  
 کر دیا ہے فہمنا یا سلیمان و کلا آتینا حکما و علما یعنی سمجھا دیا ہم نے اُسے سلیمان کو  
 اور ہر ایک کو ہم نے حکم اور علم دیا اس میں اشارہ فہم کی طرف زیادہ خصوصیت کے  
 ساتھ کیا اور علیحدہ علیحدہ کر دیا حکم اور علم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر آئینہ اللہ تعالیٰ  
 جسکو چاہتا ہے سناتا ہے پس ہر گاہ سنائے والا خود اللہ تعالیٰ ہے تو کبھو زبان کے  
 واسطے سے سناتا ہے اور کبھو اس شے سے جو اسکو مطالعہ کتب کے ساتھ بیان سے  
 روزی کیا ہے اسی واسطے جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ کشود کرتا ہے مطالعہ کتب سے اُس  
 معنی میں داخل کیا جو سموع سے حسن اجتماع کی برکت سے نصیب ہوتا ہے تا کہ  
 بندہ آمین تجس اپنے حال کی کرے اور اپنے علم اور ادب کو سیکھے ہو اسلئے کہ وہ ایک  
 پیر باب رحمت کے ابواب سے ہے اور سلوک آخرت کے سب سے زیادہ نفع دیتا ہے  
 پیر باب علوم صوفیہ کی فضیلت کے بیان میں روزگار کے ایک نئے کی طرف اشارہ ہے  
 حکیم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت نبی علیہ السلام سے سوال کیا  
 کہ شر کیا چیز ہے تو فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے شر کی بابت سوال نہ کرو اور  
 خیر کی نسبت دریافت کرو تین دفعہ اسکو فرمایا پھر کہا کہ شریروں کے شر علیما  
 شریروں اور نیکوں کے نیک علما نیک ہیں کہ علما اہمیت کے رہنما اور دین کے  
 ستون اور جمالت جلی کے ظلمت کے چراغ اور دیوان اسلام کے پیشرو

اور کتاب و سنت کی حکمتوں کے معاون اور اسد تعالیٰ کے انسان کے خلق ہیں اور  
 بندگان خدا کے عجیب چارہ ساز اور ملت متقیم کے نقاد اور جوئے امامت کے بار  
 اٹھانے والے ہیں تو وہ زیادہ قدر خلق میں جتنا حق تعالیٰ اور پرہیزگار کے ہیں اور  
 تمام بندگان خدا سے بڑھ کر حاجت مند زہد فی اللہ دنیا کے اس واسطے کہ یہ علماء ان  
 باتوں کے محتاج اپنے نفس اور دوسروں کے لیے ہیں تو ان کا قساو و مصلح  
 متعدی ہر سفیان بن عیینہ نے کہا سب آدمیوں میں بڑا جاہل وہ ہے جسے جانی ہوئی  
 بات کا عمل ترک کر دیا اور سب سے بڑھا ہوا عالم وہ شخص ہے جسے عمل اسیر کیا  
 جس کا اسے علم ہوا اور افضل الناس وہ ہے جو سب سے زیادہ اسد تعالیٰ کے لیے  
 فروتنی اور تواضع کرنے والا ہو اور یہ قولی صبیح ہر محکم اس وجہ سے کہ عالم جب اپنی  
 معلومات پر عمل نہ کرے تو وہ عالم ہی نہیں جانتے کہ اسکی فصاحت اور کلمہ اور  
 خدا قرب اور سناظرہ و مجاہدہ کی قوت کتنے مغالطہ نہ دے اس واسطے کہ جاہل ہو اور  
 عالم نہیں ہے الا اگر اسد تعالیٰ رکست علم سے اس پر بخشش کرے کہ ہر آئینہ اسلام میں علم  
 اپنے اہل کو ضائع نہیں کرنا اور عالم کا برکت علم سے پلٹ آنا امید کیا جاتا ہے  
 اور علم فرض ہے اور فضیلت ہے پس فرض وہ ہے کہ انسان کو اس کے جاننے سے  
 چارہ نہیں ہے تاکہ وہ حق و واجب دینے پر قائم ہو اور فضیلت و ہمہ جو مقدر  
 حاجت پر زیادہ ہو ان چیزوں میں سے جو نفس میں فضیلت حاصل کرتا ہے اور  
 کتاب اور سنت کے موافق ہو اور جو علوم کتاب و سنت کے اور جو کچھ ان  
 دونوں سے مستفاد ہو انہی یا ان دونوں کے سمجھنے پر عین یا انکی طرف مستند  
 ہیں خواہ کوئی ہو موافق نہ ہو تو وہ رذیلیت ہے اور فضیلت نہیں ہے

اُس سے انسان کی زیادہ خواری ہوتی ہے اور دنیا و آخرت کی فرومایگی ہے پس جو علم کہ فرض ہو اُسکی نادانستگی کی وسعت انسان کو نہیں یعنی اُسکے جانے بغیر وہ نہیں سکتا بنا بر اُسکے کہ حضرت انس بن مالک نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی طلب کرو اگرچہ ملک چین میں ہو سو اسطے کہ ہر نیک علم طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور علمائے اُس علم میں اختلاف کیا ہے جو فرض ہے بعضوں نے کہا کہ وہ علم اخلاص اور معرفت آفات نفس اور فسادات اُمال کا ہے اس لیے کہ اخلاص کہے کہ ہے امرِ حق اور اخلاص امورِ بہ کے گھروں کو نفس کا مکر اور غرور و سکا ندر و شہوات خفیہ خراب اور تباہ کرتے ہیں تو اُسکا جانا فرض ہو گیا اور بعض نے کہا خطرات اور اُسکی تفصیل کا جانا فرض ہے سو اسطے کہ خطرہ ہے اصل اور بنیاد فعل کی اور اُسکے بعد آؤں شاہین اور اسی سے پہچان پڑتا ہے فرق دار و ملکی اور دار و شیطانی کا تو فعل نہیں صحیح ہوتا جب تک کہ اُسکی سخت نہوا اور بعضوں نے کہا ہے وہ علم وقت کی طلب ہے اور پیل بن عبد اللہ نے کہا کہ وہ علم حال کی طلب ہے یعنی علم اُس طال کا جو اُسکے دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ اور اُسکے درمیان ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ علم حلال کی طلب ہے اس لیے کہ اکل حلال فرض ہے اور ہر آئینہ بعد فرض کے فرضیت طلب حلال کی وارد ہوتی ہے تو اُسکا علم بھی فرض ہو گیا اس خیال سے کہ وہ فرض ہے اور بعضوں نے کہا وہ علم باطن کی طلب ہے اور وہ اُسے کہتے ہیں کہ بندہ کا یقین اُس کا زیادہ ہوتا ہے اور یہ وہ علم ہے کہ جو حاصل ہوتا ہے صحبت سے اور صاحبین کی محبت سے جو علماء صاحب یقین اور زیادہ مقررین ہیں انکو اللہ تعالیٰ نے اپنے لشکر میں داخل کیا ہے کہ اُنکی طرف طالبین کو روانہ کرتا ہے اور اُنکے طریقے

آنکو تو ہی کہہ دیتا ہے اور انہیں کہہ سبب آنکو ہدایت کرتا ہے پس علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے وارث ہیں اور انکے علم یقین کی تعریف حاصل ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ  
 علم خرید و فروخت، ابویاء و طلاق کا ہے کہ جب ارادہ ایمان داخل ہونے کا کسی چیز  
 میں ان سے کرے تو آپس و واجب ہے کہ علم اسکا حاصل کرے اور بعض نے کہا کہ وہ یہ  
 ہے کہ بندہ ایک عمل کا ارادہ کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ ایمان اللہ کے واسطے پس کیا حق ہے کہ  
 تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنی رائے سے عمل کرے اس واسطے کہ وہ جاہل ناواقف  
 اس خیر و نفع سے ہے جو ایمان اس کے نفع اور نقصان کی طرف ہے وہ کسی عالم کی طرف  
 رجوع کرتا ہے مگر اس سے پوچھے عمل سے ناکہ وہ اسکو جواب بصیرت کے ساتھ دے  
 اور اپنی رائے سے عمل نہ کرے اور یہ علم ہے جسکا حاصل کرنا ایمان واجب ہے جہاں  
 کوئی جاہل ہے اور بعض نے کہا علم توحید کی طلب فرض ہے کوئی کہتا ہے کہ طریقہ نظر  
 استدلال ہے اور کوئی کہتا ہے کہ وہ طریقہ نقل ہے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے جبکہ بندہ  
 علامت باطن اور حسن قبول و انقیاد کے ساتھ اسلام میں ہے اور اس کے سینہ میں کوئی  
 شے راسخ نہیں ہوتی تو وہ سالم ہے اور اگر اس کے سینہ میں کوئی بات جم گئی یا کہ کوئی فحش عقیدہ  
 رد و قبح میں و وسوسہ ذاتی ہے یا کسی شبہ میں گرفتار ہے جسکے غائب سے وہ میں پاتا ہے  
 کہ اسے کسی بدعت یا منکرات کی طرف گنج لیا جائے تو آپس واجب ہے کہ اشتباہ اور  
 استکشاف کرے اور اہل علم اور ان کے لوگوں کی طرف رجوع کرے جو اسکو طریق صواب  
 سمجھائے اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے کہا وہ علم فرض پنجگانہ ہے پس اسلام کی بنیاد  
 رکھی گئی اس واسطے کہ وہ سب مسلمانوں پر فرض ہیں اور جب انکا عمل فرض ہے تو اس کے  
 عمل کا علم بھی فرض ہو گیا ہے اور ذکر کیا گیا ہے کہ علم توحید ایمان داخل ہے



اس لیے کہ ایمان اول دو شہادت ہیں اور اخلاص آئین داخل ہو کر کیونکہ وہ اسلام کی ضرورت سے ہو اور علم اخلاص صحت اسلام میں داخل ہو اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اس کی تفتیش کرے کہ مسلمان اس کے بغیر علم کے نہ رہے اور بقدر احوال کہ پہلے بیان ہو چکے اکثر زمینیں ایسے ہیں کہ مسلمان کو اس کے خیال میں وسعت ہو اس واسطے کہ وہ کبھی من کل الوجوہ علم خواہ اور علم حال اور علم طالی کا نہیں رکھتا اور علم یقین جو علماء آخرت سے حاصل ہوتا ہے کہ تو دیکھتا ہے اور اکثر مسلمان ان چیزوں سے لاعلم ہیں اور اگر پیسہ چیزیں پر فرض چیز تین تو البتہ اکثر خلق اس سے عاجز ہیں مگر جسکو اللہ چاہے اور میرا مسلمان ان اقوال میں شیخ ابو طالب کے قول کی طرف زیادہ ہو اور اس کے قول کی طرف سے کہا ہے کہ آپ علم بیع و شرا و نکاح و طلاق کا واجب ہے جبکہ آئین پر ناجائز ہے و تقسیم ہو چکے ہیں غریبی علم اسکا مسلم پر فرض ہے اور اسی طرح وہ چیز جو شیخ ابو طالب نے بیان کی اور میرے نزدیک ہیں مسئلہ میں تو بعض جامع علم فروع کی طلبہ کہتے ہیں کہ اور اللہ شہرت دے والا ہے پس کتاب میں علم جسکی طلب ہر ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ علم امر و نہی ہے اور ما سوره ہے جسے کہنے پر ثواب اور اس کے ترک پر عذاب ہے اور وہی و منوع جسے کہنے پر عذاب اور اس کے ترک پر ثواب ہے اور ما سورات و نیات سے بعضی دوسری میں جو بندہ کو حکم اسلام سے لازم ہیں اور بعض ایسے ہیں زمین امر و نہی کو داخل اس وقت ہوتا ہے جب کوئی امر حادث ہو جو لازم ہو کہ اسکا لزوم اسلام کے حکم کے پیش آوے اسکا علم ضرورت اسلام سے واجب ہے اور جو حادث سے متجدد ہو اور امر و نہی آئین داخل ہو تو اسکا علم اس کے متجدد کے

وقت زہی ہر کہ مسلمان مطلق اسکے جانے بغیر نہیں رہ سکتا اور یہ نصیحت ان سب  
وجوہ سے زیادہ عام تر ہے جو اوپر گذرین اور اسد برا جانب والا ہے بعد اسکے شناخت  
صوفیہ اور علما آخرت نے جو دنیا سے غیبت نہیں رکھتے علم مفروض کی طلب میں  
کوشش میں پانچے چڑھائے تھے کہ اسکو شناخت کیا اور امر ذہنی کو قائم کیا اور اسکا  
خاتم سے متوفیق اتنی عمدہ رہا ہو ہے ہر جب وہ صحیح تقیم اور مستقر ہو ہے پیروی  
کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہان اسکو اللہ تعالیٰ نے استقامت  
کا حکم دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس تقیم ہو جیسے تو امام ہو اور وہ شخص جسے  
تیرے ساتھ توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر دروازے ان علوم کے کھول دیے جنکا پہلے  
ذکر ہو بعضوں نے کہا کون ہے جو اس خطاب استقامت کی طاقت رکھے مگر وہ شخص  
جو مشاہدات قوی اور انور ظاہر اور آثار صادق سے مدد دیے گئے ہیں جنکو ہر عزم کی  
تابت قدمی ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اگر ہم مجھے ثابت رکھتے پھر خطابت  
کیا گیا مشاہدہ اور مشائخہ خطاب کے وقت میں اور وہ بنا اسنوار ہوا قرب کے  
مقام میں اور ذی نسب و بساط انس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکے بعد خطاب قوی  
تعالیٰ کے ساتھ ہوا فاسق کما اوت یعنی پس تقیم ہو جیسے تو امام ہو اور اگر نہ ہوتے  
یہ مقدمات تو نہ پاتے طاقت استقامت کی جسکے ساتھ امام ہوئے اور ان شخص سے  
پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے کہ اسکا استقامت ہو اسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ  
سلم نے فرمایا ہے قائم اور تقیم ہو جان انکے اسکے محافظ نہ ہو سکو گے اور امام جعفر صادق  
نے اس حکم کی تفسیر میں کما اوت کہا ہے کہ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف صحت عزم  
سے باز و انتشا کے اور بعض صاحبین نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو دیکھا کہ امین سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سے روایت کیا گیا ہے کہ ہر مومن  
 آپ نے فرمایا ہے کہ شیعتی سورہ ہود اور خواتین سورہ ہود اور اسکے اخوات نے  
 مجھے بوڑھا اور ضعیف کر دیا تو فرمایا مان کیا پھر میں نے کہا کس خیر نے ایمان آپ کو  
 بوڑھا کر دیا یا بنیائے قصص اور متون کی ہلاکت نے آپ نے فرمایا کہ نہیں و لیکن  
 اسکے قول نے فاسد تقیم کیا اثر پس طرح کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وفات  
 شہادت اس خطاب سے مخاطب ہوئے اور حقایق استقامت کے ساتھ مخاطب  
 کیے گئے اسی طرح علماء و آخرت جو دنیا سے بے رغبت ہیں و دنیا سے بے رغبت ہیں جو مقرب ہیں  
 اللہ تعالیٰ نے انکو حصہ اور نصیب نہیں سے عطا کیا ہے پھر ان پر الہام مطابہ اسکا کیا کہ وہ  
 حق استقامت کے لیے آمادہ اور مستعد ہوں اور استقامت کو بڑا مقصود اور علی مطلب چاہا  
 ابو علی جو رہا ہے کہ ایک طالب استقامت ہوئے طالب کرمیت اس واسطے کہ ہر نیت تیرا  
 نفس طلب کرمیت میں شریک ہو اور تجھ سے تیرا پروردگار استقامت چاہتا ہے اور یہ جو  
 اس نے بیان کیا تیری اصل اور بڑا اگر اس باب میں ہے اور ایک راز چھپا ہوا ہے  
 اکثر اہل سلوک و طلب نے غفلت کی ہے اور بات یہ ہے کہ مجتہد اور عابد لوگوں نے  
 تسبیح یا یہ صاحبین صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اور جو انکو کرامات اور خوارق عادات سے عطا ہوا  
 تو ہمیشہ ان کے نفوس کسی ایک نہ ایک چیز کی طرف انہیں جھانکتے اور تکتے ہیں اور  
 چاہتے ہیں کہ تھوڑا بہت ایمان سے ایمان بھی نصیب ہو اور کیا عجب ہے کہ کوئی انہیں سے  
 شک نہ خاطر ہوتا ہے تا جہت اپنے نفس پر لگاتا ہوا کہ صحت علی میں نہیں اس لیے کوئی بات  
 انہیں سے کشف نہیں ہوتی اور جو اسکا سر انکو معلوم ہوتا تو ان کے معاملہ میں آسانی ہو جاتی  
 تب وہ جان لیتا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کبھی اسکا دروازہ بعضے سے مجتہدوں پر نہ

مفتوح کرتا ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ خوارق عادات و افعال قدرت سے جو وہ دیکھتا ہے  
یقین کو ترقی ہوتی ہے تب اس کا غم دنیا میں زہد کرنے کا اور حدیثات دنیوی سے  
کل جانے کا قوی ہو جاتا ہے اور کچھ اس کے معنی بندے ایسے ہوتے ہیں کہ انکو شک و  
متریقین سے ہوتا ہے اور پردے کے دل کے اٹھائے جاتے ہیں اور جب کو فقط یقین  
سے کشف ہو تو اس کی بدولت وہ خوارق عادات کے مظاہر سے بے نیاز ہوتا ہے ایسے  
کہ مراد اس سے یقین کا حصول ہوتا ہے اور ہر ایک یقین کلی حاصل ہو گیا اور جبکو  
صرف یقین نصیب ہو اس میں سے کسی شے کا کشف ہو تو ارادہ یقین نہیں ہوتا پس  
حکمت مقتضی اس کی نہیں ہے کہ اس کے لیے خوارق عادات سے کشف قدرت ہو اس لیے  
کہ یہ موقع استغنا کا ہے اور حکمت دوسرے کے لیے مقتضی اس کے کشف کی ہے سو اس لیے  
کہ موقع اس کی حاجت کا ہے تو یہ دوسرے شخص سے تعداد اور ریاضت میں کمال درجہ اول شخص  
سے ہر اس حیثیت سے کہ حاصل اس کا یعنی یقین خاص اس کو نصیب ہوا بدو ان اس کے کہ  
قدرت کو معائنہ کرے اس واسطے کہ اس میں ایک انت ہر وہ کیا کہ عجب ہے پس وہ اس کے  
سبب کسی چیز کے دیکھنے سے مستغنی ہو گیا اس واسطے طالب صادق کی راہ یہ ہے کہ مطالعہ  
نفس استقامت سے کرے کہ وہ کل کرامت چھوڑ کر اس کی راہ میں کوئی شے راہ میں کی  
آجائے تو جائز ہے اور چھیڑے اور جو پیش آوے تو اس کی کچھ پروا اسے نہیں ہے اور  
اس سے اس کا کچھ نقصان نہیں ہے اور نقص ہر تو یہی کہ حق استقامت و رجب میں خلل  
اور فرق پڑے پس چاہیے کہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیا جائے اس واسطے کہ وہ طالب حق کے لیے  
بڑی اصل اور اعلیٰ قاعدہ ہے تو علمائے ہذا و مشائخ صوفیہ اور مرقیین اس صورت سے  
کہ واجب حق استقامت کے قیام سے مشرف اور مکرم ہوے تو وہ تمام علوم نصیب

آئینے ہوئے جنکا اشارہ تقدیر میں نے کیا ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور جن کو نے زعم  
 کیا ہے کہ وہ فرض ہے تو اس میں کا علم حال اور علم قیام اور علم خواہ اور علم غریب علم بجز  
 اور اس کی تفصیل ان کو ایک باب خاص میں بیان کرینگے اشارہ اللہ تعالیٰ اور علم یقین اور  
 علم خلاص اور علم نفس اور معرفت اس کی اور اس کے اخلاق کی اور نفس کا علم و معرفت  
 علوم قومی میں سب سے بڑھ کر عزیز اور بزرگ ہے اور مقربین صوفیہ کے طریق سے بہت  
 اور بہت ترسیب آدمیوں میں وہی ہے جو ان سب سے زیادہ بہت اور بہت  
 معرفت نفس میں ہے اور علم معرفت اسام دنیا اور وجہ وفاق ہوئے اور مخفی شہوات  
 اور حرص اس کی اور علم ضرورت اور مطالبہ نفس و قوت بر ضرورت قول اور فعل اور کپڑے  
 پہننے اور تارنے میں کھانے میں اور سونے میں اور حقائق توبہ کی معرفت اور چھپے ہوئے  
 گناہوں کا علم اور ان بنیات کا علم جو برابر کے حسنات ہیں اور نفس کا مطالبہ  
 غیر مطالب کی ترک سے اور باطن کا مطالبہ خجرات مصیبت کے روکنے سے پھر فضول  
 خطنوں کے روکنے سے پھر علم مراقبہ اور علم ان شیا کا جو مراقبہ میں غفلت دے اور علم  
 محاسبہ و رعایت اور علم خالق التوکل اور توکل کے اس کے توکل میں اور مراقبہ میں جو  
 چیزیں مارج اور غفلت ہیں اور چیزیں کہ مارج اور غفلت نہیں ہیں اور فرق اس توکل  
 میں کہ حکم ایمان و جب ہیں اور اس توکل خاص میں جو اہل عرفان کے ساتھ متفق کر  
 اور علم رضا اور مقام رضا کے گناہ اور علم زہد اور اس کی حد بندی اور علم ضرورت سے  
 اور ان باتوں سے جو اس کی حقیقت کی قانع نہیں ہے اور معرفت زہد فی الزہد اور زہد  
 فی الزہد کے بعد معرفت زہد ثالث کی اور علم زاج و ایثار اور معرفت اوقات  
 دعا اور سکوت عن الدعا اور علم محبت و تفاوت محبت علمین کی تفصیلی مثال اس کے

کی گئی اور محبت خاصہ اور ہر گزینہ ایک گروہ نے علماء الدنیا سے انکار کیا دعویٰ علماء  
 آخرت کا محبت خاصہ سے جعل کر ضائع نمودن انکار کیا ہر اور گروہ بجز صبر کے نہیں  
 اور محبت خاص کا تقسیم ہونا محبت ذات اور محبت صفات میں و تفرق و محبت قلب  
 اور محبت روح اور محبت عقل اور محبت نفس میں و تفرق محب اور محیب اور مرید و مراد  
 کے مقام میں ہر علم شاہد ہے سطح ہیئت نور انس و فیض و بسط اور فیض اور  
 اہم و بسط و نشاط میں فرق و علم فنا و بقا و تفرق و احوال و خفا و ستار اور تجلی و جمع  
 و فرق و لوا مع و طواع اور بواہی اور صحو و سکرو غیر ذلک اگر وقت میں گنجائش  
 ہوئی تو انکو ہم بیان کر نیے اور انکو متعدد جلدوں میں شرح و بسط سے لکھنے لیکن  
 عمر کوتاہ ہے اور وقت عزیز ہے اور اگر فقط بہین شریک نہ ہوتی تو اس کے زیادہ وقت  
 تنگ ہوتا اور مختصر تالیف علوم قوم صوفیہ کی صنائع نیک کو بخوشی ہر خدا سے کرم سے  
 ہمیں امید ہے کہ اس سے نفع حاصل ہو اور ہمارے فائدہ کے لیے محبت ہونے ہمارے  
 نقصان کے لیے اور یہ سب علوم ہیں کہ انکے ماوراء اور علوم ہیں کہ انکے مقتضیہ پر عمل  
 کیا اور انہیں کے ساتھ علماء آخرت زما و تقیایہ ہوسے اور علماء دنیا طلب پر حرام  
 ہو گئے ہیں اور وہ علوم ذوقیہ ہیں کہ انکی طرف نہیں قریب ہے کہ نظر ہو پشمک زدنی  
 اور وجدان سے جس طرح کہ علالت و شکر کی کیفیت کا علم کہ وصف سے حاصل نہیں ہوتا  
 تو جسے اُسے چکھا اُسے نے اُسے جانا اور شرف علم صوفیہ اور زما و علماء کا تجھے آگاہ کرنا ہے  
 کہ اوہب علوم کی تحصیل محبت دنیا اور حقائق دنیا کے غل زندی کے ساتھ متعدد  
 دشواریں ہیں اور بسا اوقات محبت دنیا اُسکے حصول کی مدد و معاون ہوتی ہے اور اُسکے  
 کے خصوص پر اشتغال ان علوم میں شائق ہے تو جاہ و رفعت کی محبت انکی سرشت میں

داخل کی گئی جبکہ ان مدارج کا حصول علم کے حصول سے سمجھ لیے تو رحمت کا تحمل اور  
شب بیداری اور سفر فری اور غربت اور اشکال لذت اور ہوا و تاب کا اپنے اور گوارا  
اور قبول کیا اور اس قوم کے علوم دنیا کی محبت کے ساتھ نہیں حاصل ہوئے اور بلا تلخی  
ہو کر انکشاف انکا نہیں ہوتا اور انکا درس بھی خبر مدرسہ تقویٰ کے نہیں ہوتا  
قال اللہ تعالیٰ و تقوا اللہ و علیکم اللہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور دو قسم ہدایت کی  
اور اللہ تمکو تعلیم دینا ہر علم کو میراث تقویٰ بنایا اور اس قوم کے علوم کے سوا آسان  
ہیں بلا شک اسکے خیر کے پس علماء الاخرۃ کے علم کا فضل معلوم ہوا اس حقیقت سے  
کہ اولوالالباب کے سوا دوسرے کے لئے نقاب نہیں کھولتا اور اولوالالباب و دانشمند  
و حقیقت وہی لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی طرف رغبت نہیں کی بعض فقہانے کہا ہے  
جبکہ کوئی شخص اپنے مال کی وصیت عقل الناس کے لیے کرے تو وہ مال زیادہ  
کے لیے خرچ کیا جائے اس واسطے کہ تمام خلق سے زیادہ عقل والے ہیں کہا ہے سید  
بن عبد اللہ شری نے کہ عقل کے ہزار نام ہیں اور ہر ایک نام کے ہزار نام ہیں  
اور ہر نام کا اول ترک دنیا ہو ابو عبد اللہ خواص سے روایت ہے اور یہاں اب حاتم  
سے ہیں کہا ایک دفعہ میں ابو عبد الرحمن حاتم امم کے ساتھ شہر سے میں پہونچا  
اور میں سوئیں آدمی اسکے ساتھ تھے جنکا ارادہ حج کا تھا اور سب کمل اور چہ پہنے  
ہوئے تھے اسکے پاس کھانا تھا اور نہ توشہ دان تھا تو ہم شہر سے میں ایک شخص  
سوداگر کے یہاں اترے جو متعبد درویش دوست تھا اور ہم جب کی ات اسے دعوت  
کی جب صبح ہوئی تو حاتم سے کہا یا اباعبد الرحمن آیا تجھے کسی چیز کی حاجت ہو کہ میں فیاد  
کو اپنے ایک نقیہ کی جایا جا رہا ہوں کہ یہاں ہر اسپر حاتم نے کہا اگر تمہارا فقیہ

بیمار پھر توفیقہ کی بیمار پر بھی ہمارے لیے فضل ہوا اور فقیہ کی طرف نظر نہ اجماع ہوا پس  
 میں بھی تھا رہے ساتھ چلتا ہوں اور محمد بن قتاتلی قاضی شہر نے غایب تھے پھر کہا کہ  
 ہم ابو عبد الرحمن کے ساتھ گئے اور دروازہ پر پہنچے تو ایک ایسی ایک اونکا دروازہ  
 خوشنملا تو حاتم شہر ٹھٹھا رہا کہتا تھا کہ عالم کا دروازہ اس طرح کا بعد ازاں اُن سب کے لیے  
 اجازت ہوئی تو سب گھر میں گئے تو دیکھا کہ ایک مکان پاکیزہ و خوش بھیا ہوا اور نوکر  
 چاکر اور پردے پڑے ہوئے اور خلعت جمع ہو پھر حاتم فکر میں گئے بعد ازاں اُس مجلس  
 کی طرف چلے جہاں وہ قاضی غلیل تھا دیکھیں تو غیس و فرس اُس میں بھی تھے اور  
 انہی قاضی سو رہا تھا اور اُس کے سرخانے ایک لڑکا سبرہ آغاز نامہ میں اُس کے  
 چوڑی تھی پھر رازی تو بیٹھ کر حال پوچھنے لگا اور حاتم کھڑا ہوا کہ اس میں ابن قتاتلی نے  
 اُس کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ وہ بولا کہ میں نہیں بیٹھتا تو ابن قتاتلی نے اُس سے  
 کہا کہ آیا مجھے کسی چیز کی حاجت ہو کہا ہاں کہا وہ کیا ہو کہا ایک سکہ جو مجھ سے چھینا  
 چاہتا ہوں کہا جیسا پوچھیے کہا تو اُس بیٹھ کر کہ میں تجھ سے وہ سکہ پوچھوں تب آپ نے  
 نوکروں سے کہا تو انھوں نے کہیہ لگا دیا اس وقت حاتم نے اُس سے کہا یہ تیرا علم کہا  
 سے تو نے حاصل کیا کہا نفقات نے اُس کی حدیث مجھ سے کی ہو کہا کس سے کہا اصحاب  
 رسول اہل صلی علیہ وسلم سے کہا اور اصحاب رسول اہل صلی علیہ وسلم نے اُس سے  
 کہا رسول اہل صلی علیہ وسلم سے کہا اور رسول اہل صلی علیہ وسلم نے اُس سے کہا کہ  
 سے حاتم نے کہا پس وہ پھر جسکو اہل صلی علیہ وسلم نے نفقات کو اور نفقات نے تم تک  
 اور رسول اہل صلی علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو اور صحابہ نے نفقات کو اور نفقات نے تم تک  
 پہنچائی آیا تو نے سنا کسی کو جو اپنے گھر میں امیر ہو اور اُس کے نوکر چاکر بہت ہوں



تو اسکا درجہ بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہو گا نہین کہ کیا ہر کس طرح تو نے سنا تو کیا  
جس شخص نے دنیا کی طرف زہد کیا ہو اور آخرت میں غنیمت کی ہو اور سائیکس کو دوست  
رکھا ہو اور آخرت کے لیے پہلے سے صحابہ ہو اسکا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ ہو  
حاتم نے کہا پھر تو نے کسی اقتدار اور پیروی کی آیا نبی علیہ اسلام اور اس کے صحابہ اور  
صحابین کی یا کہ فرعون و مردود کی جنہوں نے پہلے پہل جو نہ اور خیمہ انیٹ کی عمارت بنوائی  
ابے علامہ بزم ایسوں کو جاہل جو دنیا کا طالب اور اسکا رغبہ ہو دیکھ تو کہے عالم اور  
حالت میں اس سے بدترین ہوں اور اس کے پاس سے چلا گیا تو ابن مقاتل زیادہ عجیب ہو گیا  
پھر اہل رزم کو اس ناجرے کی جو اس کے اور ابن مقاتل کا تاخیر ہو بھی اس پر سب لوگوں  
نے اس سے کہنا یا ابجد الرحمن فروین میں اس سے بڑی شان کا عالم ہو اور اسکا  
کی طرف اس سے ایسا کیا کہ اسکی طرف قصد اوردانہ ہو اور اس کے پاس پہنچے تب  
کہا اسدیرے اور چرم کے میں ایک عجیب شخص ہوں چاہتا ہوں کہ تو مجھے سکھلا دے  
جو دین کی سب سے پہلی خیر ہو اور میری نماز کی کنجی ہو میں کس طرح نماز کے لیے وضو کر دین  
کہا مان بہت اچھا صاحب زادے اور تیرے میں پاتی تھا پھر وہ بت نے آیا میں  
پاتی تھا پھر طافسی پٹھانیا اور دھویا میں تین بار عرض کی کہ اس کے کما اس طرح وضو کر تو حاتم نے  
اور تین تین بار دھویا بیان تک کہ وہ ہاتھوں کے دھوئے تک پہنچا تو چار دفعہ انکو  
دھویا اس پر طافسی نے اس سے کہا اے اسراف تو نے کیا اس پر حاتم نے اس سے کہا کہیں  
چیز میں کہا تو نے اپنے دونوں ہاتھ چار بار دھوئے حاتم نے کہا اگر سچان اہد میں نے  
ایک چلو یا نی میں اسراف کیا اور آپ نے اس کل جمع میں اسراف نہیں کیا تو کیا  
سمجھ گیا کہ اس نے قصد اعتراف کا اس سے کیا اور اس سے کہنے کا ارادہ کیا

اور گھر میں گھس گیا اور چالیس دن تک لوگوں سے ملاقات نہ کی پھر جب بغداد میں  
 پہنچا تو اہل بغداد اُس کے پاس آکر جمع ہوئے اور اس سے کہا یا ابا عبد الرحمن  
 تو ایک عجیبی شخص گنڈ زبان ہر کوئی تجھ سے کلام نہیں کرتا مگر یہ کہ اُسکو قطع کرتا کر  
 کیا مجھ میں تین خصلتیں ہیں جنکی قوت سے میں اپنے خصم پر غالب آتا ہوں لوگوں  
 نے کہا وہ کیا ہیں کہا جب میرا خصم فائز المرام ہو تو میں خوش ہوتا ہوں اور  
 جب خطا کرے تو میں غمگین ہوتا ہوں اور میں اپنے نفس کی حفاظت اس سے  
 کرتا ہوں کہ اُسپر جہل اور سختی کروں یہ بات احمد بن حنبل کہتے ہو تھی اور اُس کے  
 پاس آیا اور کہا سبحان اللہ کیا ہی عاقل ہے پھر اُس کے پاس آئے کہا یا ابا عبد الرحمن  
 دنیا سے سلامت گیا ہے حاتم نے کہا یا ابا عبد اللہ دنیا سے تو سلامت رہیگا جتنا  
 کہ تجھ میں چار خصلت نہوں کہا وہ کیا ہیں یا ابا عبد الرحمن کہا جہالت جو قوم کرے  
 اُس سے تو درگزر کر اور اپنی جہالت کو اُن سے باز رکھ دو اُن کے لیے اپنی خیر چج کر اور  
 اُنکی خیروں سے تو بایوس ہو جو وقت یہ بڑا تیرا ہو گا تو سلامت رہیگا پھر مدینہ کو گیا  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نہا خشی اللہ من عباده العلماء یعنی ہجر اسکے نہیں کہ اللہ سے  
 ڈرتے وہی بندہ ہیں جو عالم ہیں انما کے کلمہ کے ساتھ ذکر کیا تو علم کا امتقان لوگوں سے  
 ہوتا ہے جو اللہ سے نہیں ڈرتے ہیں مثل اسکے کہ جو وقت کہا نہا یدخل الدار بغدادی  
 یعنی سوا اسکے نہیں کہ گھر میں بغدادی داخل ہو تو بغدادی کے سوا دوسرے کسی کا  
 گھر میں آنا مقفی ہوتا ہے پس علماء آخرت کے لیے یہ بات واضح ہو گئی کہ مقامات  
 قرب اور مواقع عرفان کی راہ سد و نہی مگر جبکہ زہد اور تقویٰ ہو تو بڑی رائے کیا میں نے  
 ایک دن اپنے یاروں سے کہ کل شب کو میں صبح تک کو شش کرتا رہا کہ کہوں اللہ الا

گرین نے اُس پر قدرت نہ پائی پوچھا گیا کہ یہ کیونکر کہا میں نے اپنے لڑکپن میں ایک  
کلمہ کہا تھا تو اب اُس کلمہ کی وحشت مجھ پر پہنچی اور مجھے اُس سے روک دیا اور مجھے  
اُس شخص سے تعجب ہو جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور وہ کسی شخص کے ساتھ اُنکی صفات  
سے نصف ہو پس صفات تقویٰ اور کمالات بے رغبتی دنیا سے بندہ علم میں آئے ہو تا کہ  
اُس شخص نے کہا علم میں راسخ وہ لوگ ہیں جو اپنی ارواح سے غیب غیب میں ہر اس کے  
اندر راسخ ہو گئے ہیں پس یہاں ناغین جسے انغین ہیانا اور دیا سے علم میں نہم کے ساتھ  
دوب گئے تاکہ ترقی حاصل کریں پھر اُنکے لیے خزانہ مجمع شدہ کھل گئے جو ہم سے ہر ایک  
حرف کے نیچے کلام اور عجائب خطاب سے تھے پھر حکم کے ساتھ گفتگو کی اور بعض صوفیہ  
نے کہا ہر راسخ وہ شخص ہے جو خطاب کے محل مراد سے واقف ہو اور کہا فرار نے کہ  
یہ وہ لوگ ہیں جو تمام علوم میں کامل ہیں اور اُنکی معرفت حاصل کی اور تمام حقائق  
کی جہتوں پر مطلع ہوئے ہیں اور یہ ابوسعید کا قول ہے جسکی یہ مراد نہیں ہے کہ راسخ  
فی العلم کے سوا اور یہ بات ہے کہ علوم کی خبریات سے واقف ہو اور انہیں کمال  
رکھتا ہو اور اسے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راسخین فی العلم سے تھے اور  
اس قول اللہ تعالیٰ کے معنی میں توقف کیا وفاقہ و اباباد کہاں تک کیا چیز ہو چکا ہے  
مگر تکلیف نہیں ہے اور منقول ہے کہ یہ وقوف اب کے معنی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے تھا اور اس سے صرف ابوسعید کی مراد ہی ہے جسکی تفسیر کے قبل کلام نے  
جو کلام کے ساتھ کی اور وہ یہ قول ہے طلوع اعلیٰ ہم اخلان فی کل علم ہی وہ آگاہ ہر ساری  
خلق کی جہتوں پر اس واسطے کہ ہر آئینہ ستقی نے اثبات تقویٰ کا وزاہد حق نے زہد کا  
دنیا میں کر دیا اسکا باطن صاف اور اُسکے قلب کا آئینہ روشن ہو گیا اور لوح محفوظ سے

اسکو کسی قدر سامنا اور مجاذات ہو گئی تو اس نے صفائی باطن سے اصول و اہمات  
 علوم کا ادراک کر لیا پس وہ منتہا اقدم علیا کا انکے بلامین جانتا ہے اور ہر ایک کے  
 فائدہ کو سمجھتا ہے اور علوم ختمہ تعلیم و ترقی سے نفوس میں بخیر و شرف اور نیم میں سوائے  
 علم کلی انکا اس سے مستغنی نہیں کرتا کہ جزئی میں رجوع کرے اس کے اہل وہی ہیں جو اسکے  
 خرافہ میں پس ان لوگوں کے نفوس جزئی سے بھر گئے اور اسی میں مشغول ہوئے اور  
 جزئی کے سبب وہ کلی سے منقطع اور علیحدہ ہو گئے اور علما و زہدین کے نفوس نے  
 بعد اسکے کہ ضروری چیزیں انہیں کی جو اصل دین میں ہیں اور بنیاد انکی شریعت سے ہر  
 احد تعالیٰ کی طرف توجہ کیا اور انہما سے اسکی طرف جھک گئے اور ارواح انکی قرب  
 انکی کے مقام سے اصل ہو گئی تب انکی ارواح نے انکے قلوب پر انوار پہنچائے جسکے  
 سبب سے وہ متعدد اور میا ادراک علوم کے کیسے تھے پس انکی ارواح نے عالم ازلی  
 کی توجہ کے سبب ادراک علوم کی حد سے ترقی کی اور ایسے وجود مجرد اور منفرد  
 ہو گئیں جو ظرفیت علم کے لیے صلاحیت رکھتا تھا اور انکے قلوب اس وجہ کی نسبت  
 سے جو نفوس کے ساتھ رکھتے ہیں خرافہ وجودی ہو گئے جو وجود علم کے مناسب  
 نسبت وجودیہ سے تھے تو وہ علوم سے اور علوم انہ سے باہم علیٰ اصل گئے اس سبب  
 سے کہ انفصال علوم کا انہ سے وجہ اتصال لوح محفوظ کے ہو گیا اور انفصال سے  
 مراد صرف یہ ہے کہ انتعاش انکا لوح محفوظ میں ہو دوسرے میں نہیں اور انفصال قلوب  
 کا ارواح کے مقام سے سوائے ہے کہ قلوب مجذب نفوس کی طرف ہر تہہ میں تو ان  
 دونوں مفصل یعنی علوم اور قلوب میں ایک نسبت اشتراک ہے جو باعث تالیف اور  
 امتزاج کے ہے تو علوم انہ واسطے حاصل ہو گئے اور عالم ربانی اسخ فی اعلم ہو گیا

اللہ تعالیٰ نے بعض کتابوں میں جو نازل کی گئیں مہی کی کہ ایسی ہی اسرار و اسرار میں کہ علم آسمان میں ہو کون اُسے اُتارے اور نہ یہ کہو کہ زمین کے اطراف اور کناروں پر کون اُسے چڑھائے اور نہ دریاؤں کے اُس پار ہے کون دریا اُتر جائے کہ اُسکو سے اُنے علم تمہارے قلوب میں رکھا گیا ہے فرشتوں کے آداب سے میرے سامنے آداب کرو اور صدیقین کے اخلاق سے میرے ساتھ پیش آؤ علم کو تمہارے قلوب سے اُسیجاؤ نگاہی کہ تمکو چھپائے گا اور دبائے گا پس فرشتوں کے آداب سے مودب بنو نفس کو اُسکی طبعی اسوہ کی خواہشوں سے باز رکھنا ہو اور صریح علم سے اُنکا جڑ سے اُکھٹرو انا خواہ کسی قول سے ہو یا کسی فعل میں ہو اور یہ اُسی کے لیے صریح اور سبک کر جسے جانا اور قرب حاصل کیا اور حضور ہی کا راستہ حق سبحانہ تعالیٰ کے سامنے پایا اب وہ حق کے واسطے حق کے ساتھ محفوظ ہوتا ہے حسان بن علیہ سے روایت ہے کہ مائے خبر پہنچی کہ خلد ابن ابوس فی الدعنے ایک شہر میں اُترے اور کہا دسترخوان ہمارے سامنے لاؤ تاکہ اُسکے ساتھ بازی کوں یہ بات اُس سے مکر وہ بھی گئی نہ کہا جب سے سلمان ہوا ہوں کوئی کلمہ میری زبان سے کلام میں نہیں نکلا مگر یہ کہ ہمارا سکی میں نے لگائی پھر دوسری لگام دیتا ہوں تم اُسکے سبب میرے پر آغوشہ نہ ہو پس اسی کی مثال فرشتوں کے آداب سے ادب حاصل کرنا ہو اُن میں لکھا ہوا ہے جو چیز تم نہ جانتے ہو اُسکا علم طلب کرو جب تک کہ تم اُسپر عمل نہ کرو جو تم سے جان چکے ہو اور ہر آئینہ ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے کہ شیطان اکثر علم کے ساتھ ہر آئینہ تم پر ہیقت لے گیا ہے تم نے کہا یا رسول اللہ کس طرح علم سے ہمارے اوپر وہ ہیقت لے گیا فرمایا کہ وہ کتا ہے علم طلب کرے

اور عمل نہ کر جب تک کہ علم تو نہ پڑھے اس واسطے ہمیشہ بندہ علم ہی پڑھتا ہی اور عمل کو نالمتا کر یہاں تک کہ مر جائے اور عمل نہ کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے علم کثرت روایت سے نہیں ہوتا علم خوف ہی ہے اور حسن نے کہا ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ ذی علم و روایت کی پروہنیں کرنا اگر پروا کرتا ہے تو صاحب علم و روایت کی کرتا ہے تو علوم و ریاضت علم و راستہ سے نکلے ہوئے ہیں اور علوم و ریاضت خالص دودھ کی مثال ہیں جو پینے والوں کے حلق سے آب سانی اترتا ہے اور علوم و ریاضت کی مثال سکھنے والوں سے نکلتا ہے اگر دودھ نہ ہو تو سکھ بھی نہ ہو مگر سکھ دہشت و چٹنائی ہے جو دودھ سے مقصود ہے اور ریاضت اور پانی بن دودھ میں ایک سہم ہے جس کے ساتھ روح و حیثیت قائم ہے اور ریاضت کے ساتھ اقوم ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور پانی بے ہم نے ہر ایک شے زندہ کی اور فرمایا بھلا وہ شخص مردہ تھا پھر سکھو ہم نے زندہ کیا یعنی کفر کے سبب مردہ تھا پس اسلام سے اُسکو زندہ کیا تو اسلام سے زندہ کرنا وہی قوم اول اور اصل اول ہے اور اسلام کے لیے بہت علم ہیں اور سبانی اسلام کے علوم ہیں اور اسلام بعد ایمان کے صرف تصدیق کی نظر سے ہے ولیکن ایمان کے لیے بعد ازاں کہ اسلام کے ساتھ تحقیق ہو بہت فروع ہیں اور وہ مرتب ہیں جیسے علم یقین اور عین یقین زاد حق یقین کہ وہ ہر آئینہ کھو توحید اور معرفت اور شاہدہ کے لیے متصل ہوتے ہیں اور ایمان کے لیے ہر ایک فروع میں اس کے فروع سے بہت علم ہیں تو علوم اسلام علوم اللسان ہیں اور علوم الایمان علوم القلوب ہیں پھر علم قلوب کے لیے وصف خاص اور وصف عام ہے پھر وصف عام علم یقین ہے اور اس کی طرف کچھ توجہ اور استدلال سے وصول اور ملاپ ہوتا ہے اور ایمان علماء دنیا علماء آخرت کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور ایک وصف

خاص ایمان پر جس علمدار آخرت بخش جس میں اور وہ سکینہ اور ایک آرام کی چیز جو جو مویج  
کے قلوب میں نازلی کی گئی ہو تاکہ وہ اپنے ایمانوں پر اور بھی ایمان زیادہ کریں ایمان  
تمام مراتب کو اسم ایمان متعلیٰ اپنے وصف خاص سے ہی اور اپنے وصف عام سے  
مشتمل نہیں ہو تو بنظر وصف عام یقین اور اس کے مراتب علم ایمان سے ہیں اور بنظر  
وصف عام کے یقین زیادہ علی الایمان ہو اور مشاہدہ وصف خاص یقین میں ہو  
اور وہ عین یقین ہو اور عین یقین میں وصف خاص ہو اور وہ حق یقین ہو  
پس حق یقین ہر وقت مشاہدہ سے بڑھ کر ہو اور حق یقین کا موطن ہر وقت آخرت  
میں ہو اور دنیا میں اُس سے ایک لمحہ کا لمحہ اپنے دل کے لیے ہو اور وہ اُن تمام  
چیزوں کے اعلیٰ اور افضل ہو جو انسا علم مالیہ سے ہیں ہو اسطے کہ وہ وجدان  
تو علم صوفیہ اور زہادی علم کی نسبت اُن علماء دنیا کے علم کی طرف جو ظاہر و شہدائ  
کے طریقے سے درج یقین کو پہنچے ہیں اُس چیز کی نسبت کی مثال ہو جس کا ذکر ہم نے  
علم و تحقیق اور واسطے کیا ہو انکا علم دو دو کی مثال ہو اسو اسطے کہ وہ یقین اور  
ایمان ہو جو کہ جزئیہ و جزو علم صوفیہ باسد تعالیٰ کا مقامات مشاہدہ سے ہو اور عین یقین  
اور حق یقین سکے کے مانند جو جو وجود کے بخلا ہوا ہو پس انسان کی فضیلت  
علم کی فضیلت سے ہو اور اعمال کی زراعت اور وقار ہی قدر ہو کہ قبضہ علم کا  
حاصل ہو تو انوار و بیشک حدیث میں وارد ہوا ہو عالم کو ترجیح عابد پر ایسی ہے  
کہ جیسے تھے میری امت پر ہو اور اس علم میں اشارت علم بیع و شرا و خلاق  
و عتاق کی طرف نہیں ہو اور جو اشارہ ہو وہ علم باسد تعالیٰ اور قوت یقین کی طرف  
ہو اور کھنڈہ علم باسد ہوا ہو صاحب یقین کامل اور حالی آنکہ اُس کے پاس

عرض کفایات کا علم نہیں ہر اور ہر آئینہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علماء تابعین سے بہت بڑھ کر عالم حقایق یقین اور دقائق معرفت کے تمام تحقیق علماء تابعین نہیں ایسے تھے جو علم فتویٰ اور احکام کے اندر انہیں سے بعض کی نسبت بڑی استوار اور مستقیم تھی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کسی خیر کا مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے کہ سعید بن مسیب ہے پوچھو اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے کہ جابر بن عبداللہ سے پوچھو اگر اہل بصرہ کے اسکے فتویٰ پر اتریں تو اسکے لیے وسعت اور گنجائش ہے اور حضرت انس بن مالکؓ فرماتے کہ مولانا حسن سے دریافت کرو اس واسطے کہ ہر آئینہ اُسے یاد رکھ اور ہم بھول گئے تو اُن صحابیہ کا حال یہ تھا کہ علم فتویٰ اور احکام میں تابعین کی طرف لوگوں کو پھیر دیتے تھے اور ان تابعین کو حقایق یقین اور دقائق سکھاتے تھے اور یہ بات اس واسطے تھی کہ صحابہ اس معاملہ میں زیادہ استوار تابعین سے تھے کہ وحی منزل کی طرق انکو پہنچی تھی اور کثرت و وفور علم مجمل و مفصل نے انکو مستغرق کر دیا تو ان سے ایک گروہ نے مجمل اور مفصل کو حاصل کیا اور ایک گروہ نے مفصل بدوین مجمل کے سیکھا اور حال یہ ہے کہ مجمل اصل علم ہے اور اسکا مفصل شارت طلوب اور قوت اصلی سے الگ لگا کر تعداد کتساب کیا گیا اور خواص کے ساتھ مختص ہو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ادع الی سبیل ربک کہتے  
والموعظۃ الحسنۃ و جادلہم بالتی ہی احسن یعنی بلا اپنے پروردگار کی راہ جھکت اور  
اچھی نصیحت کے ساتھ اور انکو الزام دے ایسی چیز سے جو نیک ہو اور فرمایا قل ہر نبی  
ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ یعنی تو کہہ کہ یہ راستہ میرا ہے میں اللہ تعالیٰ کی طرف بصیرت  
لاتا ہوں تو ان سبیلوں کے سالک اور ان دعوتوں کے طلوب قابل ہیں تو بعض



انہیں سے نفوس سرکش اور لاجب ہیں کہ اپنی طبیعت اور جبلت کی گرفتگی پر قائم ہیں  
 تو انکو تخریف کی آتش اور وعظ اور تربیت سے ملائم کیا اور بعض نفوس پاک صاف  
 ہیں جو پاک نہیں سے بنے ہوئے ہیں اور قلوب سے زیادہ پاک ہوتے ہیں ہیں تو جو  
 شخص کہ اسکا نفس بدوگارانہتی جان اسکی قلب کا ہی اسکو وعظ سے ملاتا ہے اور  
 جو شخص کہ اسکا قلب بدوگارانہتی نفس کا ہوا کسی حکمت کے ساتھ طلب کرتا ہے تو  
 جو دعوت وعظ و پند سے بھی ابراہان نے اسے حق قبول کیا اور وہ دعوت بہشت و دوزخ سے  
 ہی اور دعوت جو حکمت سے ہی اسکی اجابت مقربین نے کی اور وہ دعوت ہی عطا و قرب  
 اور صفائی معرفت اور بخارہ توحید کی تصریح اور اظہار سے ہی چھوٹا کہ انھوں نے توبہ کا  
 حقانی اور تعریفانہ ربانی کو پایا تو اپنی ارواح اور قلوب اور نفوس کے ساتھ احباب  
 کی توبہ و تابعت اقوال کی ہو گئی انکی اجابت نفس کی اور تابعت اعمال ان کی  
 اجابت قلب سے اور صاحب احوال جو انکی اجابت رجح سے ہو گئی تو اجابت  
 صوفیہ کی بالکل ہی اور اجابت غیر صوفیہ کی بالبعض ہی دکھا، عمر رضی اللہ عنہ نے  
 کہ اس صلیب پر چم فرمائے اگر اللہ سے خوف نہ کرتا اسکی معصیت نہ کرتا یعنی اگر اسے کہا  
 کتاب امان کی آتش دوزخ سے ہوتی تو صرف معرفت اور ایمان کی عظمت ہی اسکو  
 برائیتہ کرتی کہ وہ جی حق عبودیت کی ادا پر قیام کرے اسوجہ سے کہ حق عظمت  
 اسے پہچانتا تو اجابت صوفیہ دعوت کے لیے اجابت مجاہدانہ محبوب کے لیے لذت اور  
 بے تکلفی کی راہ سے ہی اور غیر صوفیہ سے رحمت اور مجاہدہ سے ہو یہ اجابت ایسی ہی  
 کہ اسکا اثر جیسا کہ استقامت و عبودیت کے حقائق سے قیام ہو گھر یوں اور ہر حق  
 میں ظاہر ہوتا ہے حال اللہ تعالیٰ فاما سن عملی و واقعی و صدق باکسی فیفسرہ

بللیسری یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو جسے دیا اور خون کیا اور نیک بات کو سچ جانا تو  
 قریب ہے کہ ہم اس کو آسانی میں پہنچائیں گے بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ دین کو دے دیا اور  
 کسی چیز کو نہ دیکھا اور بے فائدہ اور گناہوں سے پرہیز کیا اور صدق باطنی کے معنی  
 ہیں طلب قرب پر راز اور کھڑا ہوا اور یہ آیت کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 کے حق میں نازل ہوئی اور اس آیت میں دو معنی و جہ ظاہر ہوتی ہے: عطی اعمال پر  
 موقوفیت کے ساتھ عطا کیا اور وسوسہ شیطانی اور ہوا جس نفسانی سے پرہیز کیا اور  
 ہما و صدق باطنی یعنی باطن کی ملازمت موافق شہوات کے تصفیہ کے ساتھ فرحت  
 لوث وجود کے فیفسرہ بللیسری ہم اسیر سہولت کے دروازے عمل اور عیش اور  
 انس میں کھوتے ہیں اور جسے اعمال سے بخل کیا و استغنی ہو گیا احوال سے و کذب  
 باطنی اور نیک بات کو جھٹلایا یعنی ملکوت میں اپنی بصیرت کے نفوذ سے گرو چڑھا  
 و تھا فیفسرہ بللیسری ہم اس کو آسانی کا دروازہ اعمال میں بند کر دیتے ہیں اور سستی کا  
 باب اسیر کھول دیتے ہیں ہر جب صوفیہ کے نفوس اور قلوب اور ارواح نے ظاہر اور  
 باطن اور حوت قبول کی تو ان کا حصہ علم میں سب سے زیادہ اور معرفت میں اکمل  
 ہوا تو ان کے اعمال یا گنہ اور افضل ہوئے معاذ کے پاس ایک شخص آیا کہا مجھے دو گنا  
 سے خبر دے کہ ایک تہمین سے عبادت کے اندر مجتہد کثیر اعمال کم گناہ ہے مگر یہ کہ وہ  
 ضعیف یقین ہے متواتر شکوہ لاشی ہوتے ہیں معاذ کے کہا ہر تہمین اسکے عمل  
 کو باطل اسکا شک کرتا ہے کہ تو ایک شخص کم عمل کی خبر دے الادہ قوی یقین ہے اور  
 وہ اس حالت میں بس گنہگار ہے تو معاذ نہ سکتا ہوا تو اس شخص نے کہا اور خدا اگر  
 پہلے آدمی کا شک اسکے نیک اعمال کو باطل کرتا ہے تو ضرور اس کا یقین اس کی گناہوں

کو ضائع کر کے کاغذ معارف نے اسکا نام لکھ لیا اور کہا میں نے ایسا کوئی شخص نہیں کیا جو  
اس سے بڑھ کر فقیہ ہو اور لغات کی وصیت میں ہر جو اس نے اپنے پیسے کو کی تصنیف اور فرائض  
عمل کی اشاعت یقین ہی کے ساتھ ہوتی ہو اور آدمی یقین عمل کرتا ہو مگر کسی قدر  
کہ اسکا یقین ہو اور عامل اسکا قصہ نہیں کرنا جب تک کہ قصہ کے یقین میں ہو لیکن  
علم سے افضل ہر سو اسے کہ اسے اودھ مل گیا اور وہ تھا کہ عمل کا ارادہ کرتا تھا کہ اسے  
ارادہ عبودیت کا کیا اور ارادہ عبودیت کا نہیں کرتا تھا اور تھا کہ ارادہ کیا تھا قیام کا حق  
ربوبیت کے ساتھ اور کمال قیام کا یقین بر علم سے ہدایتی کے ساتھ یہ سب صفات  
اور علماء زراہد کے یہ ہو تو اس سے فضل رکھا اور ان کے علم کا ظاہر ہو گیا اب اس کے  
میں ایک مسئلہ کی صورت بیان کرتا ہوں جس سے وہ فضل عالم زراہد عارف کے جو تہتر  
اپنی صفات نفس سے غیر بظاہر ہو جائے ایک عالم کسی مجلس میں آیا اور بیٹھا اور  
اسنے یہ ایک سے کسی جگہ بیٹھیں وہ بیٹھا اپنے لیے بقدر اپنے عمل و علم کے جو  
اپنے حق تھا میں سمجھتا تھا جو بزرگی میرا ایک دوسرے میں اس کے بھتیجیوں سے آیا اور  
اس سے اسی جگہ بیٹھا تب وہ عالم بیٹھا اور اس کا ارادہ تھا کہ دنیا آگئی انگوٹھ میں  
شیرہ فدا ہو گئی اور اگر اس سے ممکن ہوتا تو اس شخص پر حملہ کرتا پس یہ عالم نے اس  
جو اس سے لاش ہو اور ایک عرض ہی جو اس سے عارف ہی تھا اور وہ نہیں جانتا کہ یہ  
ایک عرض پوشیدہ خواہش ہو اور اس کی منشا اس کی منشا اور اس میں فکر  
نہیں کرتا اور اگر وہ جانتا کہ نفس ہر جو ابھرا اور اپنی جمالت کے ساتھ ظاہر ہو  
اور غریب اس کے گھر کی وجہ سے اور کبر اس کا اپنے نفس کو اپنے غیر سے ستر چھنے کے  
باعث ہو تو اس سے بچ جان لیا کہ وہ بہت بڑا ایک غیر ہے ہر اور اس کا قوت ہے

فعل یعنی لانا تکبر ہو تو جب وہ تنگ ہو آؤ اُسکے فعل سے تکبر ہو گیا پس فی عالم زہر  
 اپنے نفس کو کسی غیر کے ساتھ مسلمانوں کے تیز نہیں کہتا اور نہ وہ اپنے نفس کو دیکھتا اگر  
 مقام تیز بین کہ کوئی تیز اسکو مجلس مخصوص سے ساتھ تیز کرے اور اگر فرض اُسکے یہ  
 کیا جائے کہ اس سم کے واقعے آزمائش کی جائے اور دوسرے شخص کے تقدیم و  
 ترغیب سے فسرہ ہوتا ہو نفس اور اُسکے ظہور کو دیکھے اور اس بات کو کہ یہ مرض ہو اور  
 بیترائینہ اگر اس معاملہ میں ڈھیل دین نفس کی طرف شناخت کی اور اُسکی فسرہ کی تو  
 یہ اُسکے حال کا گناہ ہو جاتا تو فوراً اپنے مرض کو ہمد تعالیٰ کی طرف پیش کرتا اور اپنے  
 نفس کے ظہور کی شکایت اسکی طرف کرتا اور خوب توبہ عمل میں لانا اور ظہور نفس کی قطع  
 نسل کر دیتا اور قلب کو اندہ تعالیٰ کی طرف پیش کرتا اس حال سے کہ وہ استغاثہ نفس سے  
 کہ تب ہو کیا اشتغال مرض نفس کے دیکھنے اور علان جسے طلب کرنے کا اُسے مجبور کرتا  
 اس طرح کہ وہ شخص اپنے اس سے اونچا دیکھ گیا اور اس اوقات اُس شخص کے ساتھ  
 جو اُس سے اونچا دیکھ گیا تو غصہ اور انکسار کے ساتھ پیش آیا تا وہ کفار گناہ موجودہ  
 کا اور دوا اپنے مرض لاحق کی کہ اسے اب اس سے ذوق ظاہر و شخصہ بین ہو گیا  
 اور جب کہ اعتبار کرنے والا اعتبار کرے اور اپنے نفس کے حال کو تلاش کرے  
 اسی مقام پر تو اپنے نفس کو اور ہم خلق اور طالب مقاصد دنیا کے مثال دیکھے گا  
 پھر کون فرق آسمان اور اُسکے غیر بین ہو ان لوگوں سے جسکو علم نہیں ہو و اگر ہم  
 زیادہ سائنس کی صورتیں بیان کرتے کہ جس سے زہدین کی فضیلت اور  
 رنجین کا نقص نکل جاتا بیشک وہ موثر ملال ہوتا اور یہ تہہ ہی علوم مشرق  
 سے ہے پس اُنکے علوم نفسیہ اور حوائج شرف کی طرف کیا گمان کرے ہمد توفیق سے

چوتھا باب حال صوفیہ اور اُن کے اختلاف کے بیان میں ہر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے لیے ربی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے فرزند اگر تو صبح اور شام ایسی کرے کہ تیرے قلب میں کسی کی طرف سے کینہ اور بدخواہی نہ ہو تو کر بعد اسکے فرمایا اے میرے فرزند اور یہ میری سنت ہے اور جسے میری سنت کو جلایا اُسے مجھے جلایا اور جسے مجھے جلایا وہ میرے ساتھ ہمیشہ میں ہو گا اور یہ بڑا شرف اور کمال فضل ہے جسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے حق میں دی ہے جسے اُسکی سنت کو جلایا تو یہ صوفیہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اس سنت کو جلایا اور سینوں کے کینہ اور بدخواہی کے صفائی اُنکے کام کی بنائی بلکہ ہر اور اس سے جو ہر کا ظاہر ہو گیا اور فضیلت اُنکی کھل گئی اور وجہ اسکی کہ وہ اس سنت کی اجبار پر قادر ہوئے اور اُسکے حق واجب کے ساتھ مستقیم ہو گئے صرف یہی ہے کہ انہوں نے دنیا میں رہ کر کہا اور دنیا کو دنیا داروں اور اسکے طالبوں پر چھوڑ دیا سو اُسے کہ کینہ اور نفاق کا اُٹھان دینا کے اور اہل دنیا کے نزدیک نصرت اور نصرت کی محبت ہے اور صوفیہ نے اس بارہ میں بالکل بے پروائی اور بے رغبتی کی ہے جیسا کہ بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ جبار اہل طریق انہیں قوموں کے لائق ہے جنہوں نے اپنی اردو حق کے گھور وں کو صاف اور پاک کیا پھر جبکہ اُنکے دلوں کے دنیا کی محبت اور نصرت کی چاہت جاتی رہی تو انہوں نے صبح کی اور شام کی ایسی کہ اُنکے دلوں میں کسی کی طرف سے میل اور کینہ نہ تھا پس جو قول کہنے فرمائے گا ہے کہ اپنی اردو حق کو گھور وں سے پاک صاف کیا اُس سے اشارہ نہایت توضیح کی طرف ہے

اور اسکی طرف کہ وہ اپنے نفوس کو ایسا نہیں دیکھتا کہ کسی مسلمان پر اسکو اپنے نزدیک  
 آپ کو حقیر جاننے کے سبب ترجیح دے اور ممتاز کرے اور اپنی حالت میں نفیض  
 اور کینہ کا سد باب ہو جاتا ہے اور یہ حکایت شہرت پاگئی تو بعض فقرائے ہمارے  
 اصحاب سے کہا کہ مجھے سمجھ پڑا کہ اس کے معنی اپنی ازواجوں سے انھوں نے گھورون کو  
 پاک صاف کیا یہ ہیں کہ گھورون کے ساتھ اشارہ نفوس کی طرف ہے ہوا سٹے کہ  
 وہ گھورے کے مثال ہر ایک غفوت اور بجا ست کی جگہ ہے اور نور روح سے جو  
 اس کے ساتھ ملنے والا ہے پاک اور صاف کر دیا سو سٹے کہ اور روح صوفیہ مقامات  
 قرب میں ہیں اور نفوس میں اسکا نور سرایت کرتا ہے اور نور روح کے ملنے سے نفوس  
 پاک اور طاہر ہوتا ہے اور دھنی خراب چیزیں نفیض اور کینہ اور جنت اور جسد امین  
 ہیں سب اس سے نائل ہو جاتے ہیں تو گویا وہ نور روح سے پاک صاف ہوتا ہے  
 اور یہ معنی صحیح ہیں مگر چہ فائل نے اپنے قول سے اسکا اودہ نہ کیا ہوا اللہ تعالیٰ  
 نے ہستیوں کی صفت میں فرمایا جو نور عنانی صد درہم من غل اخوان علی  
 سر متقابلین یعنی نکال ہم نے لیا جو ان کے سینوں میں کینہ تھا بھائی بنا کر جو  
 تختوں پر آنے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں ابو حفص نے کہا جو قلوب اللہ تعالیٰ  
 کے مالوں اور اسکی محبت پر تعلق اور اسکی ہود پر مجتمع اور اس کے ذکر سے مانوس  
 ہو گئے انہیں کینہ اور جسد کس طرح باقی رہ سکتا ہے ہرگز یہ نہ طلب ہوا جس نفسانی  
 اور ظلمات طبعی سے پاک صاف ہیں بلکہ توفیق کے نور سے سرمہ آلود ہو گئے  
 تو وہ سب بھائی بن گئے پس خلق ان کے حجاب صفات نفوس سے قول  
 اور فعل اور حال سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلاتے رہنے سے

ہیں جو جب انکی نفوس کی صفات بدل لیں اور حجاب اُٹھ گیا اور پردے صیغ ہو گئے اور ہر ایک خیر بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موافقت ہوئی اور اس صورت میں محبت اللہ تعالیٰ کی واجب ہو گئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھیں گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو نشانی بندہ کی محبت کی اپنے رب کے واسطے بتائیے اور بندہ کی جزا کہ وہ خوب پیروی رسول علیہ اسلام کی کرے یہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ اُسے دوست رکھے گا تو متابعت رسول علیہ اسلام کا جو شخص باوجود حصہ دار ہو گا وہی اللہ تعالیٰ کی محبت کا زیادہ حصہ پائے والا ہے اور اسلام کے گروہوں میں سے صوفیہ حسن متابعت میں کامیاب ہوئے اس واسطے کہ ان حضرات نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی اتباع کی اور جس میں کام کا حکم آپ نے اُنکو دیا اُس پر قائم اور ثابت قدم ہوئے اور جس میں خیر کے آپ نے اُنکو روکا اُس سے خشک رہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور جو کچھ رسول مقبول تمہارے پاس لایا اُسکو لو اور قبول کرو اور جن چیزوں سے تمہیں روکا اُس سے باز رہو بعد اسکے اپنے اعمال میں اُنھوں نے آپ کی پیروی و متابعت کی جدوجہد عبادت اور تہجد اور نوافل میں روزہ اور نماز سے اور جو اسکے سوا ہر اور اُنکو برکت اتباع کی روزی اور نصیب ہوئی اقوال اور افعال میں اور اسکے خلاق کے ساتھ شملاتی ہوئے ہیں جیسے اور علم سے اور صغیر اور عفو سے اور زنت اور شفقت اور مدارات اور محبت اور تواضع سے اور اُس کے احوال سے ایک حصہ خون اور سیکھنے اور پیوست اور تعلیم و رضا و صبر و ہر اور توکل کے اُنھیں ملا تو متابعت کے تمام

اقسام کو پورا حاصل کیا اور اسکی نسبت صفت سینہ کو تہا درجہ کے ساتھ زندہ کیا عبد اللہ  
بن زید سے بیوا لیا گیا کہ آپ کے نزدیک صوفیہ کون ہیں فرمایا جو لوگ اپنے عقول سے  
فہم سنت پر قائم ہیں اور اپنے دلوں سے اسکی طرف توجہ ہیں اور اپنے سردار پیو کے  
ساتھ معتصم اپنے شرفوس سے ہیں وہ لوگ صوفیہ ہیں اور یہ پورا پورا وصف ہے جسکے  
ساتھ اسکی تعریف کی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولانا تک کی طرف  
درائم الاقتدار تھے یہاں تک کہ آپ فرماتے میں نے نفس کی طرف مجھے ایک پلاک  
مارنے کے برابر صحت حوالہ اور میری حرمت کر جیسے کہ بچے کی کرتے ہیں اور جن  
چیزوں میں صوفیہ کامیاب متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتے شرف  
اور اعلیٰ انہیں کا یہ وصف ہے اور وہ ہمیشہ کا اقتدار ہے اور اجتہاد ہے اور اس صفت  
سے صدق و اقتدار کے ہر ایک متحقق اور متصف نہیں ہوتا مگر وہ بندہ خدا کا یا ان  
صفا و معرفت سے صاحب کشف اور سینہ اسکا نوریت میں سے روشن ہو گیا اور دل  
اسکا بے سار و قرب تک جا پہنچا اور سر اسکا ہم کلامی کی لذت سے غلبہ نشین ہو گیا  
پھر ان تمام چیزوں میں اسکا نفس حکمی سمیٹا طانی ہو گیا اور باقیہ اسکو ہر ایک شرف  
افت کا گرو دیکھتا ہے اور وہ مثل آتش ہے کہ اگر ایک تنکا اسکا باقی رہ جائے ایک عالم  
کو جلا دے اور وہ بہت ہی جلد لٹنے والا اور بدلتے اور سچ و تاب کہانے میں متاثر ہے  
کمال ہے تو حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کمال لطف سے صوفی کو پہنچا دیا اور کسی قدر  
انکشاف اسکا کر دیا اس قسم کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فرمایا  
اسو بہت صوفی ہمیشہ اپنے مولیٰ کی طرف اس کے شرف سے استغاثہ کیا کرتا ہے اور گوئی کہ وہ  
بندہ کے حق میں ایک نازیبا نہ بنایا گیا ہے کہ اپنے شرف سے اسکی معرفت کے لیے



چلاتا ہے اس حالت کے ساتھ کہ نظر اسکی التجا کہے تستانہ او صدق نیاز و دعا کی طرف کی  
تو بس صوفی اسکے سطرالعہ سے ایک خطہ بھی خالی نہیں رہتا جس طرح کہ وہ اپنے رب  
سے دم بھر کو غافل نہیں ہوتا اور اسکی معرفت کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کے ساتھ مربوط  
اور مضبوط کر دیا اس حدیث میں جو وارد ہوئی ہے کہ جس شخص نے اپنے نفس کو  
پہچانا تو ہر آئینہ اپنے پروردگار کو اپنے پہچانا جیسے رات کی پہچان کو دن کی پہچان  
سے وابستہ کر دیا ایسا وہ کوں شخص ہے جو نسبت مائے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ  
والسلام سے اس سنت کا احیا کرے بخیر صوفی کے جو عالم باسدا و زاہد فی اللہ یا اگر  
تقویٰ کو مستحکم دست سے پکڑے ہوئے ہے اور کون ہے جو اس حال کے فائدہ کار آئے  
صوفی کے سوا ایک تو ہمیشہ کی نیاز مندی اسکی اپنے پروردگار کی طرف جناب اسی  
جل شانہ کے ساتھ تسک اور دست آویز ہے اور اسکے ساتھ غمناہ جوئی ہے اور اس نیاہ  
جوئی میں روح کا استعراق اور دل کا پیڑکار ہونا محل دعا کی طرف ہے اور دل کے محل دعا  
یزمان حال اور شبیں کمون کی جانب کشش ہوتی ہیں کشش کا بعد اپنے مستقر سے جو  
اقسام فانی ہیں اور نزول اسکا قلب کی طرف مدارج علم میں ہے جو رعایت  
حفظ انکی سے محفوظ اور مستور ہے اور کچھ سخت نفس اس تہذیب کے ساتھ نہایت  
اسد حال میں کہتے اور بھانے اور عقد و سند اور تمام خراب عادات کی گزند سے  
محفوظ اور آزاد ہے تو یہ صوفی کا حال ہے اور تمام احوال صوفیہ کو دو تیس  
بار میں ہیں کہ دونوں صوفیہ کا وصف ہے اور حق تعالیٰ کے قول سے ان دونوں  
کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ برگزیدہ اپنی طرف جسکو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو  
اسکی طرف رجوع لائے اسکو راہ راست دکھلاتا ہے تو صوفیہ کی ایک قوم

حضرت اقبال کے ساتھ مخصوص ہوئی اور ایک قوم انہیں کی ہدایت کے ساتھ  
مختص ہوئی مگر امین پہلے ثابت اور رجوع لانے کی شرط پر اس اعتبار میں  
کسی بندہ کی علت نہیں ہر اور یہ محبوب مراد کا حال ہر جسکی ہر اہمیت بنجانب حق اسکے  
عطا اور بخشش سے ہر بدون اسکے کہ کوئی سابقہ ایسا ہو جسے اسے کہیں کیا ہو تہاد  
اسکا اسکے کشف پر مقدم ہو اور اس صورت میں جھوٹیکے ایک گردہ کا یہ حال ہو ا  
کہ پردہ کے دلون سے اٹھ چلے اور یوریقین کے سطوع نے سرعت کی توحال وارڈ کے  
انہیں رجہاد اور اعمال کی خواہش کو برنگختہ کیا تب اعمالی پر ایک بندہ اور عیش  
کے ساتھ حسین انکی آنکھوں کی خشکی تھی جھک گئی تو اجہاد کو انپر کشف نے ہلکا  
اور آسان کر دیا جس طرح کہ فرعون کے ساحران پر اس لذت نے جو صفاء عرفان سے  
انپر نازل ہوئی اس بات کو سہل کر دیا کہ وہ فرعون وعدہ غدا کی برداشت  
کرتے تھے اور سب نے کہا کہ ہم تجھے اس شے پر اختیار اور اختیار کے جو ہم کو دلائل  
پیشہ سے پہنچے ہیں حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کہ انکو غنا  
ازلی کی ہوائیں لگیں تو سجدہ شکر میں گر پڑے اور ایک زبان ہو کر سب نے کہا  
کہ ہم اہل عالم کے پروردگار پر ایمان لانے ابو موسیٰ رفاق سے روایت ہے کہ  
میں نے سنا ابو سعید خدری سے کہ وہ کہتے تھے اہل خالصہ وہ مراد شخص ہیں جنکو  
انکے مولائے برگزیدہ کیا ہوا اور نعمت انکے لیے یوحسی کی اور کو امت انکے  
واسطے میا فرمائی تو انہی حرکات طلب کو ساقط کر دیا اور عمل اور خدمت میں  
انکے حرکات ہفت ذکر اور اسکی مناجات میں عین کرنے اور اسکی قرب  
میں مفرد ہونے پر مبنی جو گنہگار اور فاطمہ مشہور جریرہ شاگرد ابی سعید

گنتی ہیں کہ میں نے خزانہ سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مراد اپنے حال میں بھرا ہوا پتے  
 حرکت پذیر رہ دیا ہوا ہے اور خدمت میں اسکی سعی پوری اور کفایت کی گئی تھی اور  
 بناظر سے محفوظ ہے اور یہ وہ ہے جسکو شیخ ابوسعید نے کہا وہ ایسا ہے جسکی حقیقت حلقہ  
 صوفیہ پر مشتبہ ہے اور کثرت نوافل کے قابل نہیں ہوے اور مشائخ کی ایک جماعت  
 کو دیکھا کہ نوافل میں قلت کرتے تھے تو انکو منہ نہ ہوا کہ یہ حال دائمی سہل تھا ہے  
 اور یہ نہ سمجھے کہ جن لوگوں نے ترک نوافل اور تقصیر فرمایا ہے پر کیا انکی ابتدائی  
 بات حریصین کی تھی سو جب وہ درجہ و درجہ حال کو پہنچے اور ریاضت کے بغیر  
 انکو حاصل ہوا تو حال سے مملو اور مالا مال ہو گئے پس اعمال کے نوافل اور زائد کو  
 چھوڑ دیا مگر لوگوں کے اعمال اور نوافل بہت سہل رہے اور ان خیرات میں انکی  
 آنکھوں کی خشکی ہے اور یہ مرتبہ اول سے اتم و اکمل ہے یہ جو ہم نے اسکی توضیح کی  
 صوفیہ کے دو طریق میں ہے ایک طریقہ ہے اور دوسرا طریق طریق حریصین کا ہے اور  
 یہ وہ لوگ ہیں جنکے لیے انابت کی شرط لگائی گئی ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا  
 وید ہی الیہ من سلیب اور راہ اپنی طرف اس شخص کو دکھلاتا ہے جو انابت اور  
 رجوع کرے تو اول جہاد کا مطالبہ اسے قبل از کشف ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
 اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی اور مجاہدہ کیا ہے ہر گز نہ ہم انکو  
 رہتہ دکھلائیں گے انھیں اللہ تعالیٰ مداح کشف میں مندرج کرتا ہے جس میں ہر طرح کی ریاضت  
 اور محنت ہوا ورنہ ہمارے تاریک کی بیداری اور گرم دھیردن کی تشنگی طلب در شوق  
 کے شعلے انہیں بھڑکتے ہیں اور کامیابی کے انوار انکے برابر حجاب میں ہوتے ہیں اور  
 ارادت کی گرم ریگ میں کر دین برتے ہیں اور ہر ایک عادت اور مانوس سے

حلالیہ ہو جاتے ہیں اور یہ انابت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُنکے لیے شرط لگادی ہے اور  
 ہر اہل کو اُسکے ساتھ مقرون کیا اور اب پھر ہر اہل خاص ہے سو اسے کہ یہ اُسکی  
 ہر اہل اُس ہر اہل عام کے سوا ہے جو اُسکے امر و نہی کی طرف غفلت و دل کی رقتضا  
 سے راہِ راست پاتا ہے اور یہ سالکِ محبوبِ ہر کا حالی ہے تو انابت ہر اہل عام کی  
 غیر ہے پس وہ ہر اہل خاص کی شمر ہوئی اور سیدھی راہ اُسکی طرف بعد از ان پائی  
 کہ اُسکے لیے تختوں سے سیدھی راہ پائی اُسوقت عسکر کی ضیق سے بسر کی فضا کو  
 پہونچے اور جہاد کی سوزش سے احوال کی رحمت میں امن و امان پایا تو اُن کی  
 ریاضتیں پہلے اُنکے کشف و کرامات سے تعین اور مردوں کو ان کے کشف و کرامات  
 اُنکے جد و جہاد سے پیشتر تعین ابو محمد جری سے روایت ہے کہ میں نے سنا ہے عنید  
 علیہ الرحمہ کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم نے قیل و قال سے تصون نہیں حاصل کیا ولیکن  
 بحو کہ اور دنیا کی ترک اور مالوفات و مستحبات کی قطع سے پایا تو محمد بن حنیف نے  
 کہا کہ ارادتِ مراد کی طلب میں عروج کرتا ہے اور ارادت کی حقیقت جد و جہد کی  
 مدد و ستاد و ترکِ راحت ہے اور ابو عثمان کا یہ قول ہے کہ مرید وہ ہے کہ دل اُسکا  
 اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کی طرف سے مر گیا ہو تو وہ اسد کو فقط چاہتا ہے اور اُسی کا  
 قرب اور اُسی کا مستحق رہتا ہے یہاں تک کہ دنیا کی شہوات شوقِ اُسی کی شدت  
 کے سبب اُسکے قلب سے جاتی رہتی ہیں اور اُسی نے کہا ہے کہ مرید وہ ہے جس کا  
 عذاب یہ ہے کہ وہ حیثیتِ معاملات و مقامات سے محجوب اُنکے اُضداد کی جانب  
 ہو جائیں سو یہ دونوں طریقے احوالِ صوفیہ کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں اور ان دو  
 کے سوا دوا در طریقے ہیں کہ ثبوت و تحققِ تصوف کے طریقوں سے نہیں ہیں

ان دونوں میں سے ایک وہ مجذوب ہو جو اپنے جذبہ پر قائم رہا اور کشف علیہ کے بعد  
اجتماع کی طرف نہیں رجوع ہوا اور دوم مجتہد قریاض عابد جو اجتماع کے پیچھے  
کشف کو نہیں پہنچا اور صوفیہ کے لیے ان کے دونوں طریق میں حسن متابعت  
سے صحت ان کے طریق کی اور وجہ ان کے فضل کی ہو اور جس کسی نے اس بات  
کا گمان کیا کہ بدون متابعت کے نائز المرام اور کامیاب ہو تو وہ پس ماندہ اور  
دھوکے میں آگیا اور سعید خراز کا قول ہے کہ جو باطن کا ظاہر اسکے خلاف ہو وہ باخیر  
اور ناحق ہو اور حنفیہ علیہ الرحمہ کا قول تھا کہ ہمارا یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کی حدیث سے ملا ہوا اور گنٹھا ہوا ہے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے  
اپنے نفس پر سخت کو اسیر فرمان رہا کر دیا تو راہین اور فعل میں تو حکمت کے ساتھ  
ان سے کلام کیا اور جس کسی نے ہوا کو اپنے نفس پر حاکم قول و فعل میں کیا تو اس نے  
بدعت کی گفتگو کی نقل ہے کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے ایک روز اپنے پاس  
کہا ہمارے ساتھ چلو کہ اس شخص کو ہم دیکھیں جسے اپنے تئیں فی مشہور کر رکھا ہو  
اور یہ شخص اپنے گرد فواج میں زہد اور عبادت کے ساتھ مشہور اور معروف  
تھا تو ہم اس کی طرف چلے تو وہ جب اپنے گھر سے سیر کی طرف نکلا قبلہ کی طرف  
تھوکا یا پریدنے کہا اے پھر عیوب و اہل اس کے وہ اس سے سلام علیک  
کہا اور کہا یہ شخص بہت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا امین ہے نہین  
پھر وہ مقامات اولیا اور صدیقین کے دعویٰ کا کس طرح امین ہو سکتا ہے اور  
شبلی علیہ الرحمہ کے خادم سے پوچھا کہ تم نے اس کے مرنے کے وقت کیا حال دیکھا  
دیکھا تو کہا جب اس کی زبان بند ہوئی اور پیشانی پر پینا آیا تو جسے اشارہ

کیا کہ نماز کے لیے مجھے وضو کرنا دو تو میں نے اُسے وضو کرایا اُس وقت خلاا اُسکی  
 ڈاڑھی کا میں بھول گیا تو میرا ماتھر کھڑا اور اپنی ڈاڑھی میں میری انگلیاں ڈال کر  
 خلاا کرتا تھا اور پھل بن عبد الدن نے کہا جو جبکہ اُسکی کتاب اور سنت سے  
 شہادت نہ ملے تو وہ ناحق ہے ہر صوفیہ کا حال اور انکا طریقہ اور اس صورت  
 کے علاوہ جو شخص دعویٰ کسی حال کا کرے تو وہ جھوٹا مدعی اور گمراہ ہے  
 یا پخوان باب تصوف کی ماہیت میں ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا ہر ایک بشر کی کنجش ہے اور نہشت کی کنجش مساکین اور فقرا صابر کی محبت ہے  
 کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہنشین ہیں پس تصوف کی ماہیت میں فقیر  
 موجود ہے اور بنیاد اُسکی اور اُسکا قوام ہے حضرت رویم علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ تصوف  
 تین خصلت پر مشتمل ہے تمسک بالفقر اور محتاجی دوم صاحبِ بذل و اِثثار ہونا  
 سوم تعرض اور اختیار کا چھوڑنا اور مفید نے جبکہ تصوف سے پوچھا گیا کہ کیا  
 تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو ہے بدون اسکے کہ کوئی علاقہ ہو اور معرفت  
 کرخی علیہ الرحمہ نے کہا تصوف حقائق کا حصول اور خلاائق کے مال و متاع  
 سے یاس ہے جو شخص صاحبِ فقر نہیں صاحبِ تصوف نہیں ہے اور اُسکی رتبہ اللہ  
 سے پوچھا کہ حقیقت فقیر کیا ہے تو کہا کہ حق کے سوا کسی دوسری چیز کی پروا  
 نہ کرے اور بے گسین فوری نے کہا فقیر کی صفت ہے کہ سکون نہ ہوئے کے رشتہ اور  
 بذل و اِثثار ہو اور بعض نے کہا ہے فقیر وہ ہے کہ غنا سے احتراز کرے اس ثبوت سے  
 کہ غنا اسکے پاس آئے اور اسکے فقر کو بگاڑ دے جس طرح غنی دولت مند فقیر سے پرہیز

کرنا ہو کہ ایسا نہ ہو فقیر آجائے اور اس کے غنا کو فاسد کر دے اور ان اسناد سے جو  
 ابو عبد الرحمن سے پہلے گزریں گے کہ امین نے سنار ابو عبد اللہ ازہری سے کہہ دیا ہے  
 منظر قریش سے سنار ہو کہ وہ کثرت تافروہ ہو کہ جسے اللہ تعالیٰ کی طرف حاجت نہ ہو  
 اور میں نے اس سے سنا کہ وہ تھا تو امین نے ابو بکر مسری سے پوچھا فقیر کیا ہو تو کہا  
 وہ ہو کہ نہ وہ کسی کا مالک ہو اور نہ اس کا کوئی مالک ہو (تو کہ جسے اللہ تعالیٰ کی طرف  
 حاجت نہ ہو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبودیت کے وظیفوں میں مشغول  
 اپنے رب کے اور اُسے پورا اعتماد ہو اُس کے حسن جہت کا اپنے لیے غلام ہو اُسے  
 ضرورت اپنی عرض حاجت کی اس واسطے نہیں ہو کہ وہ جانتا ہو اللہ میرے حال کا علم  
 ہو تو سوال کو در بیان میں مقبول سمجھا ہو اور نشان کے احوال جو میں ان کے طرح طرح  
 کے معنی اور مراد میں اس واسطے کہ انھوں نے اشارہ انہیں احوال کی طرف کیا ہو  
 ایک اوقات میں جو دوسرے اوقات کے علاوہ ہیں اور میں تو عدلیہ حاجت  
 ہو کہ اس کے بعض کو بعض سے جدا کریں اس لیے کہ ہر زمانہ بہت شبہا کا ذکر انھوں نے  
 تصوف کے معنی میں کیا ہو جس کی مثل فقر کے معنی میں بیان کیا ہو بہت چیزیں  
 فقر کے معنی میں ذکر کیں کہ ان کی مثل تصوف کے معنی میں بیان کی ہیں اور جہاں  
 شبہ برپا ہو تو فاضل کا بیان لا بد ہو اس واسطے کہ کبھی اشارات فقر کے زہر  
 کے معنی سے شبہ ہو گئے اور کبھی تصوف کے معنی سے ہو گئے اور طالب رشد کو ایک  
 دوسرے سے تمیز نہیں ہوتا تو ہم کہتے ہیں کہ تصوف غیر فقر ہو اور زہر فقر ہو اور  
 تصوف غیر زہر ہو پس تصوف ایک اہم ایسا ہو جس میں فقر اور زہر کے ممالی حاصل  
 ہیں اور اوصاف اور صفات کے ساتھ شے کے بغیر آدمی صوفی نہیں ہوتا خواہ وہ

اگر اہل فقر و فقیروں کیوں نہ ہوا تو ہر شخص نے کہا کہ تصوف بالکل آداب میں ہر ایک وقت کا ایک ادب ہے اور ہر ایک حال کا ایک ادب ہے اور ہر ایک مقام کا ایک ادب ہے اور ہر ایک جنسے اوقات کے آداب کو اپنے ذمہ لازم کیا تو وہ مردوں کے مرتبہ کو پہنچا اور جسے آداب کو ضائع کیا وہ بعید ہر اس راہ سے کہ عن قرب رہے اور مرد و عورت ہر اس راہ سے کہ اسید قبول اسے ہوا دین بھی کہا ہے ظاہر کا حسن ادب باطن کے حسن ادب کا عنوان ہے اور اس واسطے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اسکا دل خاشع اور متواضع ہو تو اس کے اعضا و جوارح خاشع ہیں اور محمد جزی سے تصوف کا سوال کیا گیا تو فرمایا ہر ایک اعلیٰ خلق میں درانا اور ہر ایک ادنیٰ خلق میں ٹھکانا ہے پس جس وقت تصوف میں یہ معنی مقبول اور تبدیل احوالات سے معلوم ہو سکے اور اسکی حقیقت سمجھ ہو گئی تو معلوم ہوا کہ تصوف زہد اور فقر دونوں سے بڑھ کر ہے اور بعض کا قول ہے فقر کی اتنا سا قدر اس کے شرف کے ابتدا و تصوف ہے اور اہل شام تصوف اور فقر میں فرق اور تمیز نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ ہر اہل قرآن الفقراء اللہ ہیں اور اہل بیابان اللہ یعنی ان فقراء کے لیے جو اللہ کی راہ میں محصور ہوئے وصف صوفیہ ہے اور حق تعالیٰ نے انکو فقر کے نام سے ذکر کیا ہے اور ہم قرب اس بات کو واضح کر چکے ہیں جس سے تصوف اور فقر کے درمیان فرق ظاہر ہو رہا ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ فقیر ہے فقیرین اسکی گرفت کے لیے اور اسکی فضیلت کے ساتھ ثابت ہوئی اور تو نگری پر اسے ترجیح دیتا ہے اسکا جو عوض کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تحقق ہو چکے ہوں اسے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری منت کے فقیر خیر ہیں دولت مندوں سے آدھے دین بیشتر داخل ہونے جو پانچ سو برس کا ہے تو جیسے ہی عوض باقی کو دیکر لیا



حاصلات دانی سے ٹھنک رہے اور فقر خاتمہ کے گلے میں ماتمردا لکر لے اور فضیلت  
 اور معاوضہ کے جاتے رہنے کے سبب زرداں فقر سے درت ہو رہے طریق صوفیہ میں ہیں  
 اعتلال اور سبب کا انا ہے اس واسطے کہ اسے معاوضوں کی طرف ہمیشہ انگوٹھا لگائی ہے  
 اور اس کے لیے دنیا کو چھوڑ دیا ہے اور صوفی نہ موعودہ اجر دن کے بلکہ موجودہ احوال کے  
 سبب تمام چیزوں کو ترک کیے ہوتے ہیں اس واسطے کہ وہ ابن وقت ہے اور غیر فقر کا  
 ترک کرنا نصیب موجود کو اور لوٹنا مسکانت فقر کو ایک ارادہ اور اختیار ہے  
 ہے اور ارادہ اور اختیار صوفی کے حال میں ایک علت ہے اس لیے کہ صوفی جو عالم  
 فی الاشیاء ہو گیا ہے تو ارادہ انہی سے ہوا ہے نہ اپنے ارادہ سے پس وہ صورت  
 جو فقر میں فضیلت اس شریعہ میں دیکھتا ہے اور نہ تو انگری کی صورت میں بلکہ فضیلت اس شریعہ  
 میں دیکھتا ہے چہ میں اسے حق آسانی نے توفیق بخشی ہے اور اسی سے اپنے تئیں اہل  
 کرتا ہے اور ایک شے میں داخل ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن پاتا ہے  
 اور وہ کبھی آسودگی کی صورت میں حکم الہی دیتا ہے جو فقیر کے برخلاف ہے اور ہوش  
 آسودگی میں میں فضیلت دیکھتا ہے اس واسطے کہ حکم الہی اسی میں رہنے کا ہوا ہے  
 اس وسعت میں قسمت نہیں کرتا اور داخل نہیں ہوتا صاحبان دین کا نصیب ہے  
 جبکہ حکم الہی کا علم قوی اور حکم کر لین اور اس معاملہ میں پانوں کی پساں ہے اور عین  
 کے دعویٰ کا باب ہے اور کوئی حال ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ صاحب حال حقوق  
 لگے یہ کہ انکی حکایت کو ترک کرنا باوجود شہادت کرنا ہے لیساک من ہلاک عن بینہ دینے  
 من عن بینہ انبستہ جو ہلاک ہوتا ہے وہ بینہ سے زندہ ہوتا ہے ہر جہت یہ ظاہر  
 ہو چکا تو فقر اور تصوف کے درمیان واضح ہوا اور سمجھا گیا کہ فقر تصوف کی اساس

اور بنیلوہی اور قوم اسکا اُسکے ساتھ ہی اس معنی سے کہ تصوف کے مرتب تک پہنچنا  
جو ہر فقر اسکا طریق بخونہ اس معنی سے کہ وجود تصوف بے وجود فقر لازم آتا ہے مفید  
علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ تصوف اُسکا نام ہے کہ حق تجھے تجھ کے مارے اور اس کے آب  
تجھے جلائے اور یہ وہی بات ہے جسکا ہم نے ذکر کیا ہے کہ صوفی قائم فی اللہ یا اللہ کے  
ساتھ ہے نہ کہ اپنے نفس کے ساتھ اور فقیر اور زاہد دونوں اپنے نفس سے اشیاء میں موجود  
ہیں اپنے ارادے سے واقعہ میں اپنے قدر علیہ کے موافق متہد ہیں اور صوفی اپنے  
نفس کے لیے مستقل اپنی علوات کی طرف غیر مائل اپنے رب کے مراد سے قائم ہیں  
نہ کہ اپنے نفس کی مراد سے ذرائع و مصروف علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ صوفی وہ شخص ہے  
کہ نہ طلب اُسکو تمکائے اور نہ صلب اُسکو بگاڑے جلائے اور یہ بھی اُسکا  
قول ہے کہ صوفیہ نے سب چیزوں پر انکو برگزیدہ فرمایا تو اُسکے اشیاء سے یہ ہے کہ  
اپنے نفوس کے علم پر انھوں نے علم الہی کو اور بھی ارادۂ نفوس پر ارادۂ اللہ کو  
پسند کیا ہے بعض صوفیہ سے کہا گیا کہ طوائف میں سے کس گروہ کے ساتھ ہیں  
صحبت رکھوں کہا صوفیہ سے اس واسطے کہ برے کے لیے اُن کے نزدیک ایک وجہ  
حذر کی ہے اور جو سب سے بُرا اعمال کرتا ہے اُسکی وقعت ان لوگوں کے نزدیک  
کہ تجھے اُس سے بڑھا وادین کہ میرا نفس تجھے مجھ اور خرمین ڈالے اور یہ علم  
ہے کہ نہ فقیر کے پاس پایا جاتا ہے اور نہ زاہد کے پاس اس واسطے کہ زاہد کی بہت  
بڑا جاتا ہے اور لینے کو بڑا سمجھتا ہے اور یہی فقیر کا حال ہے اور یہ حالت اس واسطے  
ہے کہ اسکا ظرف چھوٹا ہے اور وہ اپنے مد علم پر آئے ہوئے ہیں اور بعض صوفیہ نے  
کہا ہے کہ صوفی وہ ہے کہ اُسکے سامنے جب اپنے روحانی پیش آویں یا وہ اچھے

روخلق ہوں تو وہ حسن اور بہت اچھے کے ساتھ ہوا اور فقیر اور زاہد دونوں پوری  
 تمیز دواچھے خلق میں نہیں کرتے بلکہ وہ اخلاق سے بھی ایسی کو اختیار کرتے ہیں جو  
 مایل ترک کی طرف ہوا اور مشاغل دنیا سے باہر ہونے کی طرف درجی ہوا ہے علم سے  
 وہ دونوں اس معاملہ میں حکم کرنے والے ہوں اور صوفی اپنے صدق اتجا اور حسن  
 انابت اور حفظ قرب اور لطیف دخول و خروج الی اللہ سے باہر وجہ کہہ سکا  
 علم اپنے رب کے ساتھ ہوا اور اسکو حظ اپنے رب کی تسکین اور مکالمہ سے ہوا اور اس  
 اشرف کا بجانب اسد خود شکار ٹھہرا اور نشان ہی حضرت ربیم نے فرمایا ہے کہ تھو  
 نفس کا اسد کے ساتھ اسکی مرضی پر چھوڑ دینا ہے اور عربین عثمان کی نے کہا ہے کہ  
 تصوف اسکا نام ہے کہ بندہ ہر وقت اس شے میں مشغول ہو جو اسوقت اول اور  
 افضل ہو اور بعض صوفیہ کا قول ہے کہ تصوف کا اول علم ہے اور اوسط اسکا عمل ہے  
 اور آخر اسکا عطا میں اللہ تعالیٰ ہے اور بعض نے کہا تصوف ہے ذکر یا جماعت  
 اور وجہ باسعادت اور عمل باقیہیت اور بعض نے کہا تصوف ترک تکلف ہے اور  
 نزل روح اور اسل بن عبداللہ صوفی نے کہا جو کہ دیر سے صاف اور مستی و  
 شوق سے چورا اور آدمیوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع ہو سوتا اور شے اسکی  
 نزدیک ہوا ہے اور بعض تصوف سے سوال کیے گئے تو کہا کہ خلقت کی ہر اہمیت  
 اور اخلاق جمعی کی معارف سے دل کی صفائی اور صفات بشری سے  
 انفس دلی اور نفسانی خواہشوں کی تسوی اور صفات برہمائی کا نزول اور  
 علوم حقیقی سے تعلق اور شریعت میں اتباع رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے  
 اور انہوں نے کہا میں نے سوال کیا ہے ایک جگہ پر ایک عورت دیکھی



ہر سی چیز اسپر ڈالتے ہیں اور زمین سے جو چیز نکلتی ہے وہ چھپی ہوئی ہے اور یہی اسکا  
 قول ہے کہ صوفی زمین کے مانند ہے کہ نیک بد سب روز دے ہیں اور ہر کے مانند ہے  
 کہ ہر ایک چیز پر سایہ کرتا ہے اور منیہ ایسا ہے کہ ہر ایک شے کو سیراب کرتا ہے۔ اور صوفی  
 کی ماہیت میں اقوال شامخ ہر قول سے زیادہ ہیں اور انکی نقل کرنے میں طول ہے اور  
 ہم ایک قضا بلکہ کہہ دیتے ہیں زمین اس کے معانی آجائیں صوفی ہمیشہ اپنی اوقات  
 گذشتہ سے پاک کرتا ہے اس راہ سے کہ وہ قلب کو نفس کے لوث سے صاف  
 کرتا ہے اور اس کے اس تصفیہ کو بد اس سے پہنچتی ہے کہ وہ ہم دم اپنے موسے کا  
 محتاج رہتا ہے تو ہمیشہ کے افتخار سے وہ گذشتہوں سے صاف رہتا ہے اور جب  
 ابھی اسکا نفس جنبش کرے اور صفت پر اپنی صفات سے ظاہر ہو تو وہ اپنی بصیرت  
 نافذہ سے اور اک کرتا ہے اور اپنے پروردگار کی طرف گریز کرتا ہے تو اس کے دو دم تصفیہ  
 سے جمیعت شکی ہو اور اس کے نفس کی جنبش سے تفرقہ اسکا ہے اور گذشتہ شکی ہو  
 اپنے رب کے ساتھ وہ اپنے قلب پر اور اپنے قلب کے ساتھ نفس اپنے پر قائم ہے  
 قال اللہ تعالیٰ کو فوا تو امین اللہ شہد اب بالقسط اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر قوم اللہ کے  
 لیے قائم اور سیدھے گواہ عدل کے ساتھ ہو اور یہی قوریۃ اللہ کے لیے نفس پر قیامت  
 کے ساتھ تحقق اور ثابت ہوتا ہے ہر مضمون نے کہ تصوف بالکل اضطراب پر پھر  
 جب سکون تصوف بھی نہیں اور یہ سید ایمان یہ ہے کہ روح درگاہ انہی کی طرف  
 کھینچی گئی ہو اور یہ کہ صوفی کی روح منجذب ناک لگا لے ہوے قرب کے مقام  
 کی طرف ہو اور نفس کے لیے اپنی وضع کے سبب تشریف اپنی عالم کی طرف ہو  
 اور اپنے چھ آئینا پلٹتا ہے اور صوفی کے لیے دوام حرکت ضرور ہے اس طرح کہ کھینچ

ہمیشہ ہی محتاجی اور پینشنہ کی گزیر اور نفس کی صواب اندیشی کے موقوف کی حیا میں ہوا اور جو کوئی اس بات سے واقف ہو گا صوفی کے معنی میں ہر تمام متفرقات پائے گا جو اشارات میں ہیں۔

### چھٹا باب صوفی کی وجہ تسمیہ کے بیان میں ہوا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غلام کی دعوت قبول فرماتے تھے اور حمار پر سوار ہوتے اور صوف کا لباس پہنتے تھے تو اسوجہ سے قوم اس طرف گئی کہ ظاہر لباس کی نسبت سے انکا نام صوفیہ رکھا ہوا ہوا سوا سٹے کہ صوف کا لباس انھوں نے اختیار کیا کہ وہ لطیف و عظیم ہوتا ہوا اور دنیا علیہم السلام کا پرنا و تھا جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ آپ نے فرمایا شہر روم کے ایک پتھر پرسترا دنیا برتنہ یا صاحب چھابیت احرام کے قصد سے گزرے اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صوف اور پینشنہ پہنا کرتے اور زخمت سے پہلے کھایا کرتے تھے اور سورتے جہاں کہیں انکو شام ہو جاتی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر آئینہ ستر اہل بدر کو میں نے دیکھا ہے کہ انکی پوشاک صوف تھی اور انکی ابو ہریرہ اور فضال بن عبید نے یہ تعریف کی ہے کہ وہ بھوک کے مارے گر پڑتے تھے یہاں تک کہ قرب انکو دیوانے خیال کرتے تھے اور دنیا و انکا صوف کا تھا حتیٰ کہ بعضے انہیں کے عرق آلودہ اپنے کپڑوں میں ہو جاتے تو اس سے بھڑکی کی بو آنے لگتی جب کہ وہ بیٹھتے بیٹھتے جیگ جاتا اور ان سے بعضوں نے کہا کہ ہر آئینہ مجھے انکی بو اید اذیتی ہے کہ آپ کہہ انکی بو گندہ ہو جاتی ہے اس کلام سے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف خطاب کرتے تو صوف کا لباس انھوں نے سو اسطے اختیار کیا کہ وہ نہایت  
 دنیا کے نازک اور سرد رقی اور سر عورت پر طالع اور آخرت میں متفرق سو اسطے  
 کہ اپنے موئے کی خدمت میں مشغول اور آخرت کی طرف من ہمت سے انھیں لڑ  
 اور آخرت نفس کی خدمت اور نہایت نہ تھی اور یہ اختیار اشتقاق کی حیثیت سے  
 بھی مناسب اور موزون ہے سو اسطے کہ جب کوئی صوف پہنتا ہے تو عرب اسکو  
 کہتے ہیں تصوف یعنی صوف پہنا جس طرح کہ کوئی قمیض پہنے تو اسکو کہتے قمیض یعنی  
 قمیض پہنا اور چونکہ سیر و طیر میں اسکا حال تھا اس لیے کہ احوال میں بدلتے ملتے  
 رہتے تھے اور انکو ایک بلندی سے زیادہ بلندی پر عربی تھا کوئی وصف انکو مقید  
 اور کوئی لغت انکو مجبوس نہیں کر سکتی تھی اور ترقی علم اور حال کے باب اپر شاہ  
 تھے باطن انکے حقائق کے معدن اور علوم کے مخزن تھے پس ہر گاہ کسی حال کے  
 ساتھ مقید انکا ہونا مقید کی راہ سے معذرا اور دشوار ہوا کہ وجدان انکی  
 نوع نبوغ کی اور ترقی انکی ہر جس کی تھی تو لباس ظاہر کی طرف انکو منسوب  
 کر دیا اور یہ امر اشارہ کرتے ہیں انکی طرف روشن رہنے کے لئے وصف کے  
 معنی و ادنیٰ ملتیر تھا سو اسطے کہ صوف کا پہننا انکے سلف کے متقدمین پر غالب  
 اور مستولی تھا اور اسلئے بھی کہ اسکا حال قرین کا سا ہے چنانچہ پہلے ذکر اسکا ہو چکا  
 اور ہر گاہ نسبت قرب اور غایت شمارہ قرب انکی کی طرف ایک امر صعب ہے کہ  
 کشف اسکا اور شمارہ انکی طرف غلبہ اور جاری ہر کم ہے تو اشارہ انکے بجاوے  
 کی طرف ہوتا ہے اسکا حال چھار ہے اور ہمیں غیرت انکے بڑے مقام کی تھی  
 کہ اشارہ بہت انکی طرف ہونے اور بار بار اسکا تذکرہ زبان و قلم سے کیا گیا ہے

طریق زیادہ متعین باب تھا اور اب ظاہر اور باطن قول اور فعل میں محاللات صوفیہ  
 کا مدار علیہ ہوا اور آئین ایک بات اور ہر کہ انکے پنچاوسے کی طرف نسبت مشعر ہوا  
 کہ دنیا کی آئین قلت ہوا اور شہوات نفسانی کی جانب انکو کم غیبت ہر جس کا مقتضا  
 اچھے اچھے نفیس لباس میں حتی کہ نیا تو سکھیا مرید جو انکے طریق کو پسند کرتا ہوا  
 چاہتا ہوا کہ انکے کاروبار میں داخل ہوں تو وہ اپنے نفس کو تھوڑے گدڑان پر کھڑا کر  
 اور جاتا ہوا کہ کھانا بنایا۔ اسی اور مٹھنے پینے کے بغیر اسے ہر چیز انکے طریق میں  
 دیکھ بھال کر داخل ہوتا ہوا اور یہ امر بتدی کا سمجھا بوجھا ہوا اور انکے حال کا بتلانا  
 اور انکے ساتھ انکو موسوم کرنا اہل ہدایت کی فہم سے نہایت بعید ہوا پس صوفی  
 انکا نام رکھنا نافع تھا اور اوی ہوا اور یہ بھی ہوا کہ اس منشی کے سوا جو کہا جائے کہ  
 انھوں نے صوفیہ نام اس واسطے رکھا ہوا ایک قسم کا غولی ہوا اور جب یہ کہا جائے  
 کہ صوفیہ صوف کے پینے کے سبب نام رکھ لیا ہوا تو دھوئی سے دور ہو گا اور جو  
 چیز دھوئی سے زیادہ دور ہو وہی انکے لائق حال ہوا اور یہ وجہ بھی ہوا کہ صوف کا  
 پیننا انکے کام سے ظاہر ہو چکا تھا ہوا اور انکے کسی خال یا مقام کی طرف تسویب  
 انکو کرنا حکیم باطن ہوا اور ظاہر کے ساتھ حکم کرنا زیادہ موافق اور بہتر ہوا پس یہ کہنا کہ  
 انھوں نے صوفیہ نام صوف پیننے کے سبب رکھا تو وضع اور فروشی سے زیادہ  
 قریب اور لائق ہوا۔ اور یہ بھی لگتی ہوئی بات ہوا کہ کہا جائے کہ ہر گاہ ان  
 لوگوں نے انفس کی اور گناہی اور تواضع اور انکسار اور اوجھل اور آڑ کو  
 اختیار کیا ہوا تو وہ ایسے ہی ہو گئے جیسے بچے پڑھتے جن کو چھٹکتے  
 رہتے ہیں اور کوئی انکو نہیں پوچھتا اور نہ انکی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھتا



توصوفہ کی نسبت سے صوفی کہیں جیسے کوفہ کی نسبت سے کوفی کہا کرتے ہیں اور یہ ہر جو بعینہ اہل علم نے بیان کیا ہے اور اشتقاق کے قریب اور مناسب معنی مقصود ہیں اور ہمیشہ سے صاحبین اور زہاد اور متقیین اور عباد کو صوف ہی کا لباس مرغوب اور مشہور رہا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کیں تو آپ صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھے اور صوف کی اندر بھی اور چادر بھی صوف کی تھی اور استین بھی اسی صوف کی تھی اور آپ کی جوتیاں خیرند بودہ گدھے کی کھال کی تھیں۔ اور بعضوں نے کہا صوفیہ اس لیے نام رکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے صف اول میں اپنی علویت اور اللہ تعالیٰ کی حضور میں بدل و جان حاضر کرنے سے اور اُس کے سامنے اپنے اسرار باطن کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اور بعضوں نے کہا یہ اسم دراصل صوفی تھا پھر وہ نقل مکان کیا اور صوفی اُسکو بنالیا۔ اور کہتے ہیں صوفیہ نام صوفہ کی نسبت سے رکھا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فقراء و مہاجرین کے لیے مخصوص تھا اور اُن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے للفقراء الذین جہروا فی سبیل اللہ لا یتطیعون ضرباً فی الارض الا بآیہ۔ یعنی اُن فقراء کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں گئے زمین میں چلنے کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ تو یہ ہر چند اشتقاق اللہ صوفی کی صورت سے ٹھیک نہیں ہے مگر معنی کے لحاظ سے صحیح ہے اس واسطے کہ صوفیہ کا حال اُن کے حال کے مشابہ ہے باین وجہ کہ وہ باہم جمع اور ملے جملے ایک دوسرے سے صحبت رکھنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے

واسطے اور اللہ کی محبت اور اطاعت میں جیسے اصحاب ہنغہ کہ چار سو آدمی کے قریب  
تھے نہ ان کے بدینہ میں گھر اور نہ بے قبیلے سجد میں ہو بیٹھتے تھے جیسے اگلے کچھ صوفیہ  
گوشتوں اور خانقاہوں میں رہا کیے اور وہ نہ کھیتی کبیری کرتے نہ دودھ کے  
دینے والے جاتو رہا کرتے اور نہ بیوپاری تھے دن کو لکڑیاں جمع کرنے اور گھایاں  
پھوڑتے اور رات کو عبادت اور کلام اللہ کے سنتے اور ملاوت میں مشغول ہوتے  
اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی غم خواری کرتے اور لوگوں کو ان کی غم خواری  
پر برا کھینچتے فرماتے تھے اور ان کے پاس بیٹھتے اور ان کے ساتھ کھاتے تھے اور ان کی شان  
میں یہ آیت نازل ہوئی ولا تظروا الذين يدعون بسم الله فاعلموا انهم من الله  
یعنی اور مت نکال ان لوگوں کو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور ان کی آیت  
چاہتے ہیں اور یہ آیت و صبر نفسک مع الذین یدعون بسم الله فاعلموا انهم من الله  
یعنی وہ اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے  
اور یہ آیت ابن ام مکتوم کے حق میں نازل ہوئی غلبت و قوت ان جاہلہ الکاف  
یعنی تیوری چڑھائی اور سخر پیر لیا کہ اسکے پاس اندھا آیا اور وہ اہل صفہ  
سے تھا تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باعث معتب ہوئے اور  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان سے مصافحہ فرماتے تو ان کے  
ہاتھوں سے اپنا ہاتھ نہ کھینچا کرتے اور دیکھتے پرانگو باٹ دیتے ایک  
کے ساتھ تین اور دوسرے کے ساتھ چار بھیج دیا کرتے اور سعد بن معاذ اپنے  
گھر میں انہیں سے ایسی آدمیوں کو لیجاتے اور کھانا کھاتے تھے اور ابو ہریرہ  
رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ہر آئینہ ستر آدمی اہل صفہ سے دیکھے ہیں کہ وہ

ایک کپڑے سے نماز پڑھتے تھے بعضے انہیں کے ایسے تعبکہ کپڑا لٹکے زانو تک بنیں  
 ہوتا تھا تو جب ایک انہیں سے رکوع میں جاتا تھا ہاتھ بے اسے پکڑ لیتا کہ سبدا  
 اُسکا اندام خیرم کھل جائے۔ بعضے اپنی صفہ نے کہا ہم ایک جماعت حضرت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنا یا رسول اللہ چھارون نے ہمارے پیٹ  
 جلادے یہ بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی اور منبر پر چڑھے بعد ازاں  
 فرمایا اُن لوگوں کا کیا حال ہو جوتے ہیں کہ چھارون نے ہمارے پیٹ جلادے کیا  
 تم نہیں جانتے کہ یہ چھوڑے مدینہ والوں کا کھانا ہے اور ہر آئینہ اُسکے ساتھ ہے  
 اہل مدینہ نے غم خواری کی اور ہم نے تخاری غم خواری اُس کی کہ جس سے انھوں نے  
 ہمارے غم خواری کی اور مجھے اُسکی قسم ہے جسکے قبضہ میں محمد کی جان ہے ہر آئینہ دوہینے  
 ہو کہ رسول اللہ کے گھر میں سے دعوان بنیں اُٹھا اور اُنکے پاس پانی اور کھجور  
 کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
 کہا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صفہ پر کھڑے ہوئے اور اُنکی حاجی  
 اور خوشی اور خوش دلی دیکھی پھر فرمایا اے صاحب صفہ تمہیں بشارت ہو جو تم  
 قائم اُس صفت پر رہا جس پر تم آج کے دن ہو رضی اُس خیر کے ساتھ جو یہ ہیں کہ  
 وہ ہر آئینہ قیامت کے دن میرا رفیق اور ساتھی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ انہیں سے  
 ایک گروہ خراسان میں تھا جو غاروں میں رہا کرتے دیہات اور مہرون میں اُنکی  
 سکونت نہ تھی خراسان میں اُنکو شافعیہ کے نام سے پکارتے اس واسطے کہ شافعی  
 تار کا نام ہے بڑے پادش کی جگہ کے ساتھ اُنکو مہسوب کرتے تھے اور اہل خراسان اُنکو  
 جو عیب کہا کرتے اور حق تعالیٰ نے اہل خیر و صلاح کا ذکر قرآن کریم میں

فرمایا ہر تو ایک قوم کو برابر دوسروں کو مغربین اور نہیں ہے بعض کو صابریں اور صابریں  
 اور ذاکرین اور مجاہدین نام رکھا اور یہ جہاد متفرق نام نہ کہ رہیں ان سب کو  
 صوفی کا نام شامل ہوا اور یہ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا  
 اور بعضوں کا قول ہے کہ تابعین کے زمانہ میں تھا اور حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ  
 سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا طوائف میں ایک صوفی میں نے دیکھا سوچو کچھ اسے  
 میں نے دیا تو اس نے نہیں لیا اور کہا میرے پاس چار دانگ ہیں مجھے کافی ہے جو میرے  
 پاس ہے اور اسکو مضبوط وہ رویت کرتی ہے جو حقیقت ہے کہ اس نے کہا ہے اگر  
 ابو ہاشم صوفی نہ ہوتا تو ریا کے وقتے میں نہ جاتا اور دلیل اس پر ہے کہ یہ نام صرف  
 قدیم ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ نام دو صدی ہجری عربی تک مشہور نہ تھا اس واسطے  
 کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کے اصحاب کو صحابی کے نام  
 سے کہا کرتے کہ اسکو شرف صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حاصل تھا اور اسکی طرف اشارہ ہوا  
 سب اشاروں سے اولیٰ اور افضل تھا اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر ہوا تو جسے  
 صحابی سے علم حاصل کیا اسکا نام تابعی رکھا گیا اسکے بعد جب زمانہ رسالت گزر گیا  
 اور عہد نبوت کو عہد گذرہ اور وحی آسمانی بند ہو گئی اور نور مصطفویٰ چھپ گیا اور  
 رہنمائی مختلف ہو گئیں اور طریقے انواع و اقسام کے ہو گئے اور ہر ایک ذی راے  
 اپنی راے میں فرد ہوا اور علوم کے شرب ہوا مائے نفسانی کے میل تگدے ہو گئے  
 اور متحققین کی بنیادیں ہل گئیں اور زاہدین کے غم اُٹ پٹ ہو گئے اور جہالتیں  
 غالب آئیں اور جناب اُن کے کثیف ہوئے اور عبادت بڑھ گئیں اور اہل عبادت لگ بھگ  
 اور دنیا نے بناؤنگا کیا اور خطاب اسکے بڑھ گئے تو ایک گروہ ان سب سے ایک ہو گئے

خُلقِ اعمالِ صالح اور احوالِ خوش و ودق اُنکی غیبت میں اور قوتِ انی بین میں  
 اور دنیا اور اُسکی محبت میں اُنھوں نے کم رغبتی کی اور گوشہ نشینی اور نہائی کو  
 غیبت جانا اور اپنے نفوس کے لیے گوشے حاصل کیے جن میں وہ کبھی نہ پہنچتے  
 اور کبھی جدا ہو جاتے اہل صفہ کے پیر و باب کے مارک رب ازار باب کے قتل  
 پس اُنکے لیے نثرِ نیاک اعمالی اور نثرِ احوال سے اور علوم کے قبول کیے اُنکے  
 فہم میں صفا آگئی اور زبان کے بعد اُنکے لیے ایک اور زبان اور عرفان کے پچھے  
 ایک اور عرفان اور ایمان کے بعد ایک اور ایمان بلا جیسا کہ طائر نے کہا بیج  
 اُٹھا میں سچا مومن جب کہ ایمان میں ایک مرتبہ شکوت اُسکے علاوہ ہوا جسکا  
 اُنھوں نے قواں قرار کیا تھا تو اُسکی اقتضا سے زمین بہت سے علم حاصل ہوئے  
 جنکو وہ پہچانتے ہیں اور بہت سے اشارات جنکا اُنھوں نے تعابیر کیا ہوسکتا ہے  
 خاص ذروان کے لیے اصطلاحیں تحریر کر لی ہیں جو اُن معانی کی طرف اشارہ کرتی ہیں  
 کہ اُنکو یہ حضرات جانتے پہچانتے ہیں اور بوضاحت اُن احوال کو بیان کرتے ہیں  
 جنکو وہ پاتے اور حاصل کرتے ہیں تو ان متاخرین نے اُسے قدمائے سلف سے  
 اخذ کیا ایسا نہ کہ وہ ہر ایک عہد اور زمانہ میں ایک اسمِ ستر اور چیز مستقر ہوگی  
 تو یہ نام اُن لوگوں میں پھیل گیا اور اُسکے ساتھ خود بھی موسوم ہوئے اور دوسروں  
 کا بھی نام رکھا پس اسمِ اُنکی نشانی ہر اور علم اُنکی صفت ہر اور عبادتِ نکاحیہ  
 اور تقویٰ انکا کرتہ ہر اور حقیقت کے حقائق اُنکے ہر زمین کتبے اور قبیلوں سے  
 نکلے ہوئے نصیحتوں کے مالک غیرت کے قبول میں رہنے والے اور حیرت کے  
 ملکوں میں بسنے والے ہیں مگر یوں اُنکے لیے فضل اتنی سے ترقی ہر اور اک اُنکے

شوق کی شعلہ زن ہو اور فہل بن فرید کہ رہے ہیں اللہ میرے اُنکے گردہ بین  
ہم کو اٹھا اور اُنکے حالات ہمارے نصیب کرو اللہ علم

### ساتوان باب بیصوف اور تشبیہ کے بیان میں ہر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ قیامت کب  
آئے گی تو آپ نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے جب نماز چلے تو آپ نے فرمایا  
تو شخص کہاں ہے جس نے قیامت کی نسبت سوال کیا تھا تو وہ شخص بولایا میں ہوں یا رسول  
آپ نے فرمایا قیامت کب ہے تو نے کیا سامان کیا ہے کہا اُسکے لیے مین نے  
نماز روزہ زیادہ نہیں جمع کیے کس مین نے اُسکے لیے کوئی بڑے عمل نہیں  
کیئے کیے مگر یہ کہ مین اللہ اور اُسکے رسول کو دوست رکھتا ہوں اُس پر مین نے  
فرمایا آدمی اُسکے ساتھ ہے جسکو وہ چاہتا ہے یا کہ تو اُسکے ساتھ ہے جسکو تو چاہتا ہے  
حضرت انس نے کہا کہ تب مین نے مسلمانوں کو اسلام کے بعد کسی شے سے ایسا  
خوش نہیں دیکھا جیسا کہ وہ اس سے خوش ہوئے پس جو شخص صوفیہ کے تشبیہ پر  
کہ اُس نے صوفیہ کا تشبیہ اُنکے سوا دوسرے گروہ سے نہیں اختیار کیا الا انکی محبت  
سے حال آنکہ وہ قاصر ہے ان باتوں پر قائم ہونے سے جو ان مین مین صوفیہ کے  
ساتھ ہوگا اس لیے کہ تشبیہ کو صوفیہ کے ساتھ ارادت اور محبت ہے اور ہر آئینہ  
اس حدیث سے جو ہم نے اُس مسئلہ میں روایت کی ہے واضح تر دوسری حدیث  
وارد ہوئی ہے عبادہ بن صامت نے اپنی زخفاری سے روایت کی ہے کہ  
مین نے عرض کی یا رسول اللہ ہر آئینہ مین اللہ اور اُسکے رسول کو دوست

رکھتا ہوں تو فرمایا کہ ہر آئینہ تو اُسکے ساتھ ہے جسکو تو دوست رکھتا ہے کہنا کہ اُنہوں نے اُسکو دوبارہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو دوبارہ فرمایا پس قفسیہ کی اُن سے محبت نہیں ہوتی مگر اسوجہ سے کہ اُسکی روح اُن شے سے آگاہ اور ہوشیار ہو گئی ہے جس سے ارجوح صوفیہ آگاہ اور خبردار ہیں اسواسطے کہ محبت امر اللہ کی اور اُس شے کی جو اُسکی طرف قرب دے الا اُن شخص کی جو اسکا مقرب ہو روح کو بدوین اسکے کہ تشبیہ نفس کی ظلمت سے باز رہتا ہے اور صوفی اُس سے رہا ہو چکا ہے اور متصوف حال صوفی کی طرف تاک لگا رہا ہے اور وہ تشبیہ صفتا نفسانی کے بقیہ میں شریک ہے۔ اور طریق صوفیہ سے اول ایمان ہے جو علم فی ذوق اور تشبیہ صاحب ایمان ہے اور طریق صوفیت سے ایمان اصل ہے لہذا ہے۔ فنیہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ایمان طریقہ کا ولایت ہے اور اُسکی وجہ ہے کہ صوفیہ نے اکثر حالات کے نزدیک احوال مادہ کیلیاں اور آنا عجیب و غریب کے سبب ممتاز ہو گئے ہیں اسواسطے کہ یہ حضرات خضا و قدرا و عوام غریب کے صاحب مکاشفہ ہیں اور اُنکے اشارے اللہ کے ثمرے امر اور شے کے قرب کی طرف ہیں اور ایمان سپر ایسا ہے باقدیرت ہے اور اہل ملت سے ایک قوم نے کرامات اولیاء سے انکار کیا ہے اور طائفہ ایمان سپر ایمان بالقدوس ہے اور اس قسم کے بہت علوم اُنکے پاس ہیں تو اُنکے طریق ایمان و شے نفس لاتا ہے جسکو حق تعالیٰ نے اپنی فرید جنابت سے مخفی فرمایا ہے پس قفسیہ صاحب ایمان ہے اور متصوف صاحب علم اسواسطے کہ اُن سے ایمان بے نیاز و علم اُنکے طریقہ سے حاصل کیا ہے اور اس سے بہت معلومات اُسکو ہوئیں جس سے استدلال اُنکے تمام و کمال پر ہوتا ہے اور صوفی صاحب ذوق ہے جو صوفی کے حال

سچے متصوف کا حصہ ہوا تو تصوف کے حال میں تشبیہ کا حصہ ہوا و سنت الہی اسی طرح  
 پر جاری ہے کہ ہر صاحب حال جب کو ایک ذوق اُس میں ہے مقرر ہے ایک حال معلوم اور  
 کمشوق ہو جاتا ہے جو اس کے حال سے بلند تر ہے تو وہ حال اور صاحب ذوق ہے اور  
 جو حال اُس پر کشف ہوا ہے اُس میں وہ صاحب علم ہے اور جو اُس سے بڑھ کر حال ہے اُس میں  
 صاحب ایمان ہے تا آنکہ طریق طلب ہمیشہ برابر جاری رہتا ہے تو ذوق کے حال میں  
 وہ صاحب قدم ہے اور علم کے حال میں وہ صاحب نظر ہے اور جو اس سے بڑھا  
 چڑھا حال ہے اُس میں وہ صاحب ایمان ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ان الابرار علی نعیم  
 علی الاراک فیظرون یعنی بیشک جو نیک لوگ ہیں آرام میں تھنوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں  
 ابرار کی اور ان کی شراب کی تعریف کی ہے بعد اسکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا و فرج من  
 تسیم عینا یشریب ہما المقبولون پس ابرار کی شراب میں مقربین کی شراب سے  
 میل ہے اور وہ مقربین کے لیے خالص ہے تو صوفی کے لیے خالص شراب ہے اور  
 متصوف کی شراب میں اسکا میل ہے اور تصوف کی شراب سے تشبیہ کے لیے میل ہے  
 پس صوفی بساط قرب سے قراگاہ روح میں بڑھ گیا ہے اور صوفی کی نسبت تصوف  
 ایسا ہے جیسے کہ راہد کی نسبت تہذیب ہے اسی واسطے کہ یہ فعل اور عمل تکلیف کے  
 ساتھ اُس نے کیا ہے اور سبب پیدا کیا ہے جس سے اشارہ اس بات کی طرف ہو جو  
 صوفی کے وصف سے اُس میں موجود ہے تو وہ متصوف صوفی کے طریق میں اپنے  
 رب کی طرف سیر و سلوک کرنے میں جد و جہد کرتے والا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے سیر و سلوک سابق المفردون یعنی چلو اور بڑھو مغربین سبقت  
 کر گئے ہیں صحابہ نے کہا مغربین کون ہیں یا رسول اللہ تو فرمایا کہ وہ شیعتہ گلان



ذکر آتی ہیں جنکے بارائے ذکر کئے تار دیے ہیں اور قیامت کے دن وہ ملک سبک  
 کار آئینگے پس صوفی مفردین کے مقام میں ہیں اور تصوف سائرین کے مقام میں  
 اپنے سیر میں خزاں گاہ قلب میں ذکر آتی ہے پونچھے واسے ہیں و قلب سے اسکا ہوا  
 ہوا اور اپنی نظر سے امتداد اسکا ہوا اسکی نظر کی جانب جو اسکی طرف ہر پس صوفی  
 صاحب مشاہدہ و روح کے مقام و مستقر میں ہوا اور تصوف صاحب مراقبہ  
 کے مقام میں اور تشبیہ صاحب مجاہدہ و محاسبہ نفس کے مقابلہ اور ہم سری میں ہوا  
 تو صوفی کی تلویں اسکے قلب کے وجود میں ہوا اور تصوف کی اسکی نفس کے وجود  
 میں اور تشبیہ کو تلویں نہیں ہوا سو اسلئے کہ تلویں ارباب احوال کے لیے ہوا اور تشبیہ  
 ایک سالک مجتہد ہوا جو احوال تک نہیں پہنچا اور ان سب کو جامع دائرہ  
 مصطفیٰ ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہوا پھر ہم نے کتاب کا وارث اُن لوگوں کو کر دیا ہیں  
 ہم نے اپنے بندوں سے برگزیدہ کیا ہوا بعضے انہیں سے اپنے نفس کے ظالم ہیں اور  
 بعضے انہیں سے متوسط اور میانہ روی ہیں اور بعضے انہیں کے ہیں جو آگے بڑھ گئے ہیں بعضے  
 کہتے ہیں کہ عالم اہل ہوا اور مقصد عارف اور سابق محب ہوا اور بعض کا قول ہوا کہ ظالم  
 وہ ہوا کہ بلا سے نزاری اور بے مہری کتاب ہوا اور مقصد وہ ہوا جو بلا پر صبر کرتا ہوا اور  
 سابق آسے کہتے ہیں کہ بلا سے لذت پاتا ہوا اور بعضوں نے کہا ظالم وہ ہوا جو  
 غفلت اور عبادت سے عبادت کرے اور مقصد رغبت سے اور خوف سے اور  
 سابق جو اپنے پروردگار کو نہ بھولے اور احمد بن حاکم الطائیف رحمہ اللہ نے کہا کہ  
 ظالم صاحب احوال ہوا اور مقصد صاحب افعال اور سابق صاحب احوال اور  
 یہ سب قول صوفی اور تصوف اور تشبیہ کے حال سے نفروں بہ تناسب ہیں

اور یہ سب اہل صلاح و طہارت تھے کہ انکو دارہ امین مطلقاً جمع اور یکجا کرتا ہی اور خصوصیت  
کی نسبت انہی عطا بخشش کے انہیں ملا دیتا ہی۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے  
فرمایا اس قول میں اللہ تعالیٰ کے فرمایا ہے کہ ہم ظالم النفسہ و متعسفہ و متهم سابقین  
باخیرات کلمہ بالجنتہ یعنی انہیں سے ظالم اپنے نفس کے اور بعض متعسفہ اور بعض خیر  
میں بڑھے ہوئے یہ سب جنت میں ہیں۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ ظالم وہ ہے جو اللہ کو  
دنیا کے واسطے دوست رکھتا ہی اور مقصد وہ ہے جو اللہ کو حقے کے لیے دوست  
رکھتا ہی اور سابق وہ ہے کہ انہی مراد کو اللہ کی مراد کے ساتھ نہیں ساقط کرے اور  
یہی صوفی کا حال ہے تو شبہ اس قوم کے اگر کسی شے کے پیش آیا اور یہ اُنکے قرب  
کا موجب اُنکے لیے ہوتا ہی اور قرب اُنکا ہر ایک چیز کا مقدمہ اور دیا چہ ہی۔  
اپنے شیخ سے میں نے سنا ہے کہ اہل دنیا سے ایک شخص شیخ احمد غزالی کے  
پاس آیا اور ہم صنفان میں تھے یہ شخص اُسے خرقة چاہتا تھا تو اُس سے شیخ نے کہا  
ظلام کے پاس جاؤ اور یہ میری طرف اشارہ تھا تاکہ وہ خرقة کے معنی میں میرے  
کلام کرے پھر اُوکے میں تھے خرقة پہناؤں کہا پھر وہ میرے پاس آیا تو میں نے اُس  
خرقة کے حقوق بیان کیے اور وہ باتیں جو حق خرقة کی رعایت سے واجب ہیں اور  
جو خرقة پہنے اُسکے آداب اور وہ شخص جو اُسکے پہنے کی قابلیت رکھے تو اُس شخص نے  
حقوق خرقة کو بہت بڑا بھاری جانا اور خرقة کے پہنے سے حق کیا یا تب شیخ کو اُس  
معاملہ کی خبر پہنچی جو طالب کے نزدیک میرے قول سے اُسکو نیا معلوم ہوا  
تو مجھے بلایا اور میں نے جو اُس سے کہا تھا اُسپر خفا ہوا اور کہا میں نے

غیر سے پاس اُسے اس لیے بھیجا تھا کہ تو اُس سے باتیں ایسی کر کہ میں سے اُنکی رغبت  
خرقہ کی طرف زیادہ ہو اُس پر تو نے وہ باتیں کہیں جن سے ارادہ مست ہو گیا پھر جن  
بات کا تو نے ذکر کیا وہ صحیح ہیں اور وہ ایسی ہیں کہ حقوق خرقہ سے واجب ہیں  
مگر جب ہم نے بتدی پر لازم گردانیں تو وہ بھلا کا اور اُس پر قیام کرنے سے عاجز آیا  
پس ہم اُسے خرقہ پہناتے ہیں تاکہ قوم کے تشبہ ہو جاوے اور اُنکے لباس سے ملتیں جو  
تو یہ بات اُسکو مجالس اور محافل سے قربت دے گی اور اُنکے ساتھ خضلاط سے اور  
اُنکے احوال اور سین کے دیکھنے سے اُسکی وہ خواہش کہ گاہ راہ اُنکی چلے اور ان خیم  
سے کچھ اُنکے احوال تک پہنچے گا۔ اور شیخ احمد غزالی نے کہا اس قول سے وہ قول  
موافق ہر جو ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے ابو القاسم جنید بغدادی سے بواسطہ ثناء  
کیے کہ وہ جعفر سے کہتے تھے جب کسی فقیر سے تو ملے تو علم سے ابتدا کر اور نرمی سے  
آغاز کر اس لیے کہ علم اسے متوحش کرتا ہو اور نرمی اُسے مانوس کرتی ہو اور صوفیہ  
تشبیہیں سے نرمی پیش آتے ہیں کہ بتدی طالب اُس سے نفع حاصل کرے اور  
جو کوئی انہیں سے حال میں اکمل اور علم میں علامہ وہ زیادہ تر بتدی طالب کے  
ساتھ نرمی اور رفق کرتا ہو۔ بعض صوفیہ سے حکایت ہے کہ اُسکی صحبت میں ایک  
طالب آیا تو اُس نے اپنے نفس کو کثرت معاملات اور مجاہدات میں بکرا اور اُس سے  
ارادہ اُسکا بجز اُسکے نہ تھا کہ بتدی اُسے دیکھے اور اُسکے ادب سے ادب سکھے  
اور اُسکے عمل کی اقتدا کرے اور یہ وہ نرمی ہے کہ کسی چیز میں در نہ آئی مگر یہ کہ  
اُسکو نرمیت اور رزوق دے دی پس تشبہ حقیقی کہنے کے لیے قوم کے طریق سے  
ایمان ہو اور اُسکے موافق عمل ہو اور سلوک و جہاد ہر اس کے موافق جھانکے

ہم نے ذکر کیا کہ وہ صاحب مجاہدہ اور محاسبہ ہر چہ و ہمت صوف صاحب مراقبہ  
 ہو جاتا ہے بعد ازاں وہ صوفی صاحب شہادہ ہو جاتا ہے لیکن جو شخص تصوف  
 اور صوفی کے حالی کی طرف تشبیہ کے ساتھ نظر نہیں کرتا اور نہ وہ اُنکے ادنیٰ مقابہ  
 کا قصد کرتا ہے بلکہ فقط ظاہری کا تشبیہ لباس کے تشبیہ اور نیما کرتا چاہیہ اور  
 صورت پر بدون سیرت اور صفت کے رہتا ہے تو وہ تشبیہ بصوفی نہیں ہر سو اسطے  
 کہ اُنکے ابتدائی حالات کے ساتھ انکی نقل و حکایت نہیں کرتا تو وہ  
 اس وقت تشبیہ کا تشبیہ ہے جو ایک قوم کی طرف صرف اپنے لباس سے منسوب  
 ہوتا ہے اور اُنکے ساتھ ایسی قوم ہے جو اُنکا جلیس ہو وہ بے نصیب رہتا ہے  
 حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس نے ایک قوم کی مشابہت کی تو وہ شخص اسی  
 قوم سے ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ کے لیے بہت سے ملائک  
 ہیں فاضل اُن ملائک سے جو کون کے اعمال نامہ لکھتے ہیں راستوں میں پھرا  
 کرتے ہیں اور مجالس ذکر کو ڈھونڈھا کرتے ہیں تو ہر کسی قوم کو دیتے ہیں کہ  
 اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہیں تو وہ باہم ایک دوسرے کو پکارتے ہیں چلے آؤ  
 اپنے مقصود کی طرف پس قوم کو اپنے بازوؤں سے ظاہر آسمان تک دھک  
 لیتے ہیں تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حال آنکہ وہ خود ذات ہے کیا سب بندے  
 کہتے ہیں فرشتے کہتے ہیں کہ تیری حمد کہتے ہیں اور تیری تسبیح اور تیری تحسین  
 کرتے ہیں پھر فرماتا ہے کیا تجھے اُن لوگوں نے دیکھا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں  
 پس فرماتا ہے جو مجھے دیکھ پاتے تو کیا ہوتا وہ کہتے ہیں اُگے دیتے تو اور زیادہ

تسبیح اور تحمید اور تجید کرتے پھر فرماتا ہے کیا مجھ سے مانگتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ تجھ سے بہشت مانگتے ہیں پھر فرماتا ہے کہ کیا بہشت دیکھی ہے وہ کہتے ہیں کہ نہیں پھر فرماتا ہے کہ کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے تو وہ کہتے ہیں اگر اُسے دیکھتے تو اور زیادہ طلب اُنکی اور حرص زیادہ ہوتی فرشتوں نے کہا اور درخ سے پناہ مانگتے ہیں تو فرماتا ہے کیا اُسے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ نہیں پھر فرماتا ہے کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے فرشتوں نے کہا اور زیادہ پناہ مانگتے اور اُس سے بھاگتے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہیں گواہ کرنا ہوں کہ ہرگزینہ میں نے اُنکو بخشا پھر ایک فرشتہ اُن میں سے کھتا ہے کہ فلا شخص اُن لوگوں میں سے نہیں ہے وہ فقط ایک ضرورت سے آیا تھا تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ باہم ہنشین اور ہم صحبت ہیں اُنکا ہم نشین بے نصیب اور بے بہرہ نہیں رہتا پس صوفیہ کا جلیس اور اُنکا تشبہ اور مجب محروم نہیں رہتا

### آٹھواں باب ملاستی اور اسکے حال کی شرح میں ہے

بعض صوفیہ نے کہا ملاستی وہ شخص ہے جو خیر کو ظاہر نہ کرے اور شر کو مخفی نہ کرے اور شرح اُسکی یہ ہے کہ ملاستی کے عروق اخلاص کا ذائقہ لیتے ہیں اور صدق سے متحقق ہوا تو وہ نہیں چاہتا کہ اُسکے حال اور اعمال پر کوئی مطلع ہو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے فرمایا میں نے خبرائیل سے پوچھا کہ اخلاص کیا ہے اُس نے کہا میں نے حضرت رب العزت سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہے فرمایا وہ ایک سر پر سر ہے جسکو میں اُس شخص کے دل میں اپنے

بندوبین سے امانت رکھتا ہوں جسکو میں دوست رکھتا ہوں پس بلا تشبیہ  
 کہے زیادہ اختصار اس بات کے ساتھ ہر کہ وہ خلاص کے ساتھ متمسک  
 اور معتمد ہیں احوال اور اعمال کے اخفا کو اچھا جانتے ہیں اور اسکی چھپانے میں  
 قدرت پاتے ہیں کہ اگر انکے اعمال و افعال کسی بظاہر ہو جائیں تو اس سے خوش  
 ہوتے ہیں جس طرح کسی گناہ کے کھل جانے سے گنہگار کو خست ہوتی ہر پس  
 ملاستی نے وقوع اخلاص اور اس کے مقام کی قدر و منزلت کی اور اسکا اعتبار اور  
 شمار کر کے اس میں ہاتھ مارا اور صوفی اس کے اخلاص میں اپنے اخلاص سے غائب  
 اور گم ہو گیا۔ ابو یعقوب سوسی نے کہا جب اپنے اخلاص میں آفتون نے خلاص کو  
 نشا ہر کیا تو اسکا اخلاص ایک دوسرے اخلاص کا محتاج ہوا اور وہ انہوں نے  
 کہا اخلاص کی علامات سے تین چیزیں ہیں عوام سے مدح و ذم کی مساوت  
 اور اعمال میں دید اعمال کا بھول جانا اور ثواب اعمال کی خواہش کو  
 آخرت میں چھوڑ دینا۔ ابو عثمان مغربی سے مروی ہر کہ کہا اخلاص وہ چیز ہر  
 جسمین نفس کو خط کسی حال کے ساتھ نہ ہو اور یہ عوام کا اخلاص ہر اور خواص  
 کا اخلاص وہ ہر کہ اپنے انکے ساتھ گزرے اور انہیں کے منجملہ طاعات میں  
 جیسے وہ یکسو ہیں اور نہ اپنے انکی نظر ہر اور نہ انکی کچھ شمار قطار ہر تو یہ اخلاص  
 خواص ہر اور یہ وہ ہر جسکو شیخ ابو عثمان مغربی نے تفصیل وار لکھا ہر اس  
 طرح سے کہ صوفی اور ملاستی کے مابین فرق ظاہر کیا اسواسطے کہ ملاستی نے  
 اپنے عمل اور حال سے خلق کو دور کیا ہر مگر اپنے نفس کو قائم رکھا تو وہ  
 مخلص ہر اور صوفی نے اپنے نفس کو اپنے عمل اور حال سے دور کر دیا

جس طرح کہ اسکے غیر کو دور کر دیا تو وہ مخلص ہو اور مخلص خالص اور مخلص مبین  
 بڑا فرق ہو۔ ابوکرز قاق نے لکھا بڑا مخلص کا نقص اسکے اخلاص میں دیکھتا  
 اپنے اخلاص کا ہو تو جب اسد جانتا ہو کہ اسکے اخلاص کو خالص کرے تو  
 اسکے اخلاص دیدہ ہوگی جو اسکے اخلاص پر ہو ساقط کر دیتا ہو تو وہ مخلص ہوگا  
 یہ مخلص۔ ابوسعید خدری نے لکھا ہو کہ عارفوں کی ریامریدوں کے اخلاص سے افضل ہو  
 اور معنی اسکے قول کے یہ ہیں کہ مریدوں کا اخلاص میں رویت اخلاص کی  
 علت ہو اور عارف اس ریامریدوں سے منزہ ہو جو عمل کو باطل کرنے لگے شاید کہ وہ کچھ  
 اپنے حال اور اعمال سے اپنے علم کامل کے ساتھ جو انہیں اسکے نزدیک ہو  
 مرید کی کشش یا اخلاق نفس سے ایک خلق کی رنج کشی کے لیے ظاہر کرتا ہو  
 اور خاص عارفوں کے لیے اس معاملہ میں ایک علم دقیق اور باریک ہو کہ  
 دوسرا اسکو نہیں جانتا تو کم علم ریایکی صورت اسکو دیکھتا ہو حال آنکہ وہ ریامریدوں  
 اسکے سوا نہیں ہو کہ وہ عروج علم اسکی واسطے اس کے ساتھ ہو بدوں اسکے کہ نفس  
 انہیں مانع ہو یا کوئی آفت انہیں موجود ہو۔ روح میں لکھا ہو کہ اخلاص یہ ہو کہ  
 صاحب اخلاص اسپردارین میں کسی عوض اور دونوں ملک میں سے کسی حصہ  
 روحانی نہ واد بعض صوفیہ نے کہا صدق اخلاص مدہم نظریا اسد سے خلق کے  
 دیکھنے کو چھوٹا تا ہو اور ملاستی خلق کو دیکھتا ہو چہر اپنے عمل اور حال کو چھپاتا ہو  
 اور جو کچھ ہم نے پہلے سے بیان کیا اخلاق صوفی کا و صفت ہو اور اسی واسطے  
 زقاق نے لکھا ہو کہ ہر ایک مخلص کے لیے اپنے اخلاص کے دیکھنے سے پار ہو  
 نہیں ہو اور یہ کمال اخلاص کا نقص ہو اور اخلاص وہی ہو کہ اسد اسکے

صاحب کا محافظ ہوتا کہ تکمیل پہنچی کرے۔ جعفر خلیفہ نے کہا کہ ابو القاسم حمید  
 بغدادی سے بین نے سوال کیا کیا اخلاص اور صدقہ میں کچھ فرق ہے؟ کہا ہاں  
 صدقہ اصل ہے اور وہ اولیٰ ہے اور اخلاص فرع ہے اور وہ تابع ہے اور کہا ان  
 دونوں میں فرق ہے اس واسطے کہ اخلاص جب تک عمل میں نہ آئے نہیں ہوتا  
 پھر کہا کہ وہ یہی اخلاص ہے اور خالص لا اخلاص ہے اور خالصہ جو خالصہ میں ہے تو  
 اس بنا پر اخلاص ملائمتی کا حال ہے اور خالص لا اخلاص صوفی کا حال ہے اور  
 خالصہ جو خالصہ میں ہے ایک خالص لا اخلاص کا نمبر ہے اور وہ بندہ اپنے  
 رسوم سے اپنا قیام اپنے قیوم کے دیکھنے سے فدا اور جاتا رہتا ہے بلکہ اپنے  
 قیام کی رویت سے اسکا غائب ہونا ہے اور وہ استغراق فی اللہ ذات آثار اور  
 لوث اخفا کی آزادی سے ہے اور وہ صوفی کے حال کا گم ہونا ہے اور ملائمتی اپنے  
 مقام اخلاص میں مقیم ہے اور اپنے اخلاص کی حقیقت کی طرف مابینہ ہے اور  
 یہ ملائمتی اور صوفی میں فرق واضح ہے اور خراسان میں ہمیشہ ملائمتیوں کا ایک  
 گروہ رہتا ہے اور انکے لیے شاخ بہن جو انکی بنیاد کو درست کرتے اور طریقے کے  
 حال کی انھیں بتلاتے تھے وہ ہم نے ہر ایشیہ عراق میں دیکھا ان لوگوں کو جو اس  
 راہ کے سالک ہیں گروہ اس نام سے مشہور نہیں ہیں اور اہل عراقی اس نام کو  
 بول چال میں کمتر استعمال کرتے ہیں۔ نقل ہے کہ ایک ملائمتی کو سماع میں مدعو کیا  
 تو وہ نہ آیا تب اس سے بابت اسلئے کہا گیا تو کہا اس واسطے اگر میں آتا تو مجھے وجہ  
 ہوتا اور میں نہیں اپنے گناہ کوئی میرا حال معلوم ہے۔ اور منقول ہے کہ احمد بن  
 ابی انکحاری نے ابو سلیمان دہرانی سے کہا کہ میں جب خلق میں ہوتا ہوں



اپنے معاملہ کی لذت ایسی پاتا ہوں جو صحت خلق میں تین پاتا تو اس سے کہا کہ تو اب کم طاقت پر پس ملائی ہر خند اخلاص کے دستہ کا قابض اور سبط صدق کا فراتش ہر نگر آئین بقیہ رویت خلق کا اور اس شجر کا جو آئین کی بہت عمدہ ہے یعنی بقیہ اخلاص اور صدق کی تحقیق کا موجود ہے اور صوفی اس بقیہ سے پاک اور صاف ہے جو دونوں طرف میں ہر عمل یا ترک عمل سے کہ خلق کے لیے ہر اور بالکل آنکھ دور دفع کر دیا اور نظر فنا و زوال میں آنکھ دیکھا اور اسکے لیے ناہیہ توحید کھل گئی اور اس قول حق سبحانہ تعالیٰ کا بھید بالکمال مل گئے ہاں الا وجہ ہر ایک شرفانی ہر مکرزات اسکی۔ جیسا کہ بعض صوفیہ نے اپنے غلبات کے بعض ادوات میں کہا ہے داریں میں اندکے سوا کوئی نہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ملائی دو دہ سے انھار حال کرتا ہے ان دونوں وجہوں میں سے ایک وجہ تو اخلاق ترقی کے واسطے ہے اور دوسری وجہ جو کمال ترقی وہ ہے کہ غیب سے حال نوع غیرت پوشیدہ رہے اس واسطے کہ جو اپنے محبوب کے ساتھ خلوت نشین ہو تو اسکی اطلاع غیر کو اسے خبری معلوم ہوتی ہے بلکہ صدق محبت میں اسے یہ بھی خبر معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو اطلاع اسکی ہو کہ وہ اپنے محبوب کو چاہتا ہے اور یہ بات اگر بھڑکے تو بھی طریق صوفیہ میں ملت ہے اور نقص ہے برابر ان ملائی تصوف پر تقدم اور صوفی سے موخر ہے اور کہتے ہیں کہ صوفی بلاشبہ سے یہ کہ ذکر چار قسم کا ہے زبان سے اور دل سے اور سر سے اور روح سے توجیب ذکر روح صحیح ہو گیا تو سر اور قلب اور زبان ذکر سے خیر ہوجاتی ہے اور یہ ذکر شاہدہ ہے اور جب ذکر صحیح ہو گیا تو دل اور زبان ذکر سے جب ہوتے ہیں اور یہ ذکر ہیبت ہے اور جب دل کا ذکر

صحیح ہو تو زبان ذکر سے نسبت ہو جاتی ہے اور یہ ذکر نعمات الہی ہے اور ذکر سے جب دل غافل ہو تو زبان ذکر کرنے لگی اور یہ ذکر عابد بعد کا ہے اور ان کے نزدیک ہر ایک کے لیے ان ذکروں میں سے ایک آفت ہے تو ذکر روح کی آفت سر کی اطلاع اسپر ہے اور ذکر سر کی آفت اطلاع اسپر قلب کی ہے اور قلب کے ذکر کے لیے آفت نفس کی اسپر اطلاع ہے اور ذکر نفس کی آفت مسکا دیکھنا ہے یا اسکی عظمت کرنی یا ثواب و جزا لکھنا ہے یا اسے گمان کیا کہ وہ مقامات سے ایک شریک ہو چکے گا۔ اور کمترین خلائق قدر و قیمت میں ان کے نزدیک و شخص ہے جو ارادہ اس کے انکار کا کرے اور اس بات کا کہ خلق اس کے سبب اسکی خدمت میں حاضر ہو اور اس اصل کا عیب پیران لوگوں میں ہو حکم رکھے یہ ہر ذکر روح و ذرات ہے اور ذکر سر و ذرات ان کے رحم میں ہے اور ذکر قلب آلا و نعماد سے اثر صفات کا ذکر ہے اور ذکر نفس علتوں کا متعرض ہے تو معنی اس کے قول کے کہ اطلاع سر کی روح پر یہ ہے کہ وہ اشارہ کرتے ہیں اسکی طرف کہ ذرات کے وقت فنا کے ساتھ ثابت اور متحقق ہے اور اسوقت ذکر ہیبت ذکر صفات ہے جو خبر ہیبت سے خبر دینے والا ہے اور وہ وجود ہیبت اور خون کا ہے اور وجود ہیبت ستمی وجود یا بقیہ کا ہے اور یہ خلافت حال فنا ہے اور اسی طرح ذکر سر ذکر ہیبت ہے اور وہ ذکر صفات نصیب قریب کا مشعر ہے اور ذکر قلب کا جو ذکر آلا و نعماد ہے فی الجملہ بعد کا مشعر ہے اسنو اسے کہ وہ ذکر نعمت کے ساتھ اشتغال ہے اور نعمت دینے والے کی طرف سے ذہول اور غفلت ہے اور خشیش کا دیکھنا بخشنے والے کی طرف سے ایک بعد از لذت ہے اور نفس کی اطلاع ثواب کی طرف وجود اعمال کے شمار کرتی ہے اور یہ حقیقت

میں علت ہر اور یہ قسم اس طریقہ کے ہیں اور نہیں سے بعض بعض سے اعلیٰ  
ہیں و اسد اعلم

نوان باب اس شخص کے بیان میں ہر جو منسوب بصوفیہ ہو  
اور ان میں سے نہیں ہر

ایک گروہ انہیں سے کھو اپنے تئیں قلندر کہتے ہیں اور بھی ملائقیہ اور ملائقیہ کا  
حال ہم بیان کر چکے اور وہ حالی شریف اور مقام نادر ہر اور انہوں نے سنت اور  
زنجار سے تسک کیا اور اخلاص و صدق سے تحقیق ہیں اور وہ اس قسم سے نہیں ہیں  
جنگل شریعے کے گمراہ ہوئے لوگ گمان کرتے ہیں پس قلندر سے اشارہ ان  
اقوام کی طرف ہر کہ ان کے دلوں کی پاکیزگی کی کستی انکی مالک بن گئی ہر بیان تاک  
کہ عادت کو انہوں نے ویران تباہ کر دیا اور ہنشیہنی اور شلاو کے آداب کی  
بیڑیاں ڈال دیں اور چمور دین اور اپنے خوش دلی کے سید انون بن سیر کی اور  
تھارورہ کی قسم سے انکے اعمال تھوڑے مگر فرائض اور لذت دنیا کے کسی خبیث کے  
تھانے کی پروہ نہیں کرتے جو بہا حین شریعے انکی اجازت دی اور بسا اوقات  
انہوں کی رعایت پر انہوں نے استغفار اور مختصا کیا ہر اور غفلت کے  
مقتضی کی طلب نہیں کی اور ساتھ اسکے جمیع اور ذخیرہ کرتے اور زیادہ طلبی  
کے ترک کو اہم سے نہیں دیتے اور تھوڑے پر گزر کرنے دلوں اور دنیا سے  
کم رغبت دلوں اور عباد کے رسول کا برتاؤ نہیں کرتے اور اپنی خوش دلی  
کے اور قانع و اسد تعالیٰ کے ساتھ نہیں اور اسی پر انہوں نے قصہ کو تباہ  
کیا اور انکو جزا سکے کہ سیر اپنی خوش دلی سے ہیں طلب مزید کی طرف جھکا ہر

سماں میں اور ملاستی اور قلندری میں فرق یہ ہے کہ ملاستی اخفاد عبادات میں عمل کرتا ہے اور قلندر سی عبادت کی تخریب میں جمل کرتا ہے اور ملاستی کل باب خیر و بر کے ساتھ متمسک ہے اور ایمین فضل اور زرگی دیکھتا ہے مگر اعمال و افعال کو چھپاتا ہے اور اپنے نفس کو عوم کے موافق اور جہاد میں اپنی صورت اور لباس اور حرکات میں اپنا حال چھپانے کے لیے تاکہ وقف کوئی اس سے شہو جاسے روکے اور شہوات رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ترقی کی طلب میں تاکہ رکھتا ہے اور ہر ایک بات میں جس سے بندہ کو تقرب جو جہد بلیغ کرتا ہے اور قلندری کسی صورت کے ساتھ عقیدہ نہیں ہوتا اور نہ اس کو پرواہ ہے کہ کوئی اس کے حال سے واقف ہو یا نا واقف ہو اور وہ نہیں مائل ہوتا مگر اپنی خوش دلی کی طرف اور وہی اس الماں اور مہربانہ اسکا ہے اور صوفی انبیاء کو ان کے موقعوں پر رکھتا ہے اور سب احوال اور اوقات کی اپنے علم سے تدبیر کرتا ہے خلق کو ان کے تمام پر اور حق کو اس کی جگہ پر قائم کرتا ہے اور جس چیز کو چھپانا چاہیے اسے چھپاتا ہے اور جس کو ظاہر کرنا مناسب ہے اس کو ظاہر کرتا ہے اور تمام کام کو ان کے تمام پر حضور نقل اور دست توحید اور کمال معرفت اور رعایت صدق و اخلاص کے ساتھ لانا ہے پھر ایک گروہ نے اہل فتنہ و مکرابی سے اپنے کو ملاستہ کہلایا اور لباس صوفیہ سے متلبس ہوئے تاکہ اس سے صوفیہ کی طرف منسوب ہوں اور صوفیہ سے وہ کسی بات میں نہیں ہیں بلکہ وہ دھوکے دہری اور علی بن پیرے ہیں اور وہ کچھ صوفیوں کا لباس بچاؤ کے لیے اور کچھ دعوت کے ساتھ پہنتے ہیں اور اہل باحت کی راہ چلتے ہیں اور انکایہ زعم ہوتا ہے کہ حاضر ان کے

اللہ تعالیٰ کی طرف خالص اور رجوع ہو گئے اور کہتے ہیں کہ یہی مقصود میں کامیابی ہے اور شرعی رسوم کا برتنا ہر جہ عوام اور اُن لوگوں کا ہر خشکے فہم قاصر ہیں اور تقلید سے اقتدار کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں اور یہ عین احکام اور زندگی اور آبادی کے توجہ حقیقتیں کہ شریعت نے اُتار دیا ہے وہ زندگی ہے اور یہ گروہ مغرور دھوکے میں پڑے ہوئے اُس بات سے جاہل اور ناواقف ہیں کہ شریعت حق عبودیت ہے اور حقیقت یہی حقیقت عبودیت ہے اور جو شخص اہل حقیقت سے ہو گیا وہ حق عبودیت اور حقیقت عبودیت کا مقید ہو گیا اور ایسے امور اور ترتیبات کا مطالبہ اُس سے ہوا کہ جو اس درجہ تک نہیں پہنچا اُس سے مطالبہ اُنکا نہیں ہوتا نہ یہ کہ تکلیف فحری کے دورے سے اُسکی گردن نکل جائے اور اُسکا باطن کچی اور خریف کو بلا جاوے۔ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وحی سے مواخذہ کیے جاتے تھے اور ہر آئینہ وحی کا سلسلہ ٹوٹ گیا اور اب تم سے مواخذہ ہم تمہارے اعمال کا کرتے ہیں تو جو ہمارے لیے اظہارِ نیک ہے اُسکو قبول کرینگے اور اُس سے قربت کرینگے اور ہمارے وہ اُسکے بطون سے کچھ نہیں ہے اللہ اُس سے محاسبہ اُسکے بطون کا کرے گا اور جو اُسکے سوا ہمارے سامنے ظاہر کرے اُسکو ہم نہیں قبول کرینگے اگرچہ وہ کہے کہ میرا بطون اچھا ہے اور اُس سے منقول ہے کہ اپنے نفس کو تھوڑے کسے سامنے کیا تو جو کوئی اُسکی طرف ید گمانی کرے تو چاہیے کہ اُسکو بُرا بھلا نہ کہے بھر جس وقت ہم دیکھیں کسی شخص کو جو حد و شرع کا استحقاق کرنا ہے صلوٰۃ مفروضہ کو چھوڑ دیتا ہے تلاوت کلام اللہ اور روزہ نماز کی تلاوت کو شمار و اعتبار میں نہیں لاتا اور

حرام مکروہ مقامات میں درنا ہر ہم سکور درنگے اور ہنگو قبول کرینگے اور اس کے  
 دعویٰ کو کہ اسکا بطون صامح ہونہ مانینگے۔ حضرت جنید علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ  
 کہ وہ ایک شخص سے معرفت کا بیان کرتے تھے تو اس شخص نے کہا کہ عارف باللہ  
 تہذیب و تقویٰ کے ترک ملک پہنچتے ہیں تو جنید نے کہا کہ یہ قول اس قوم کا ہے جو  
 ترک اعمال کا کلام کرتے ہیں اور یہ میرے نزدیک بڑی بات ہے اور جو شخص چوری  
 اور زنا کرے ایسے شخص سے بہتر ہے اس شخص سے جو یہ بات کہے اور ہر آئینہ عارف  
 باللہ نے اس سے اعمال حاصل کیے ہیں اور اسی کی طرف ان اعمال میں یہ لوگ  
 رجوع کرتے ہیں اور اگر میں ہزار برس زندہ رہوں ایک ذرہ اعمال پر سے کم نہ کروں  
 الا جب کہ میرا کوئی حائل ہو و اعمال میری معرفت کے موکد و میرے مال کے  
 لیے موجب قوت ہیں۔ اور ان کے منجملہ ایک قوم ایسی ہے جو حلوں کے قائل ہیں  
 اور یہ گمان باطل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حلول کرتا ہے اور ان آسمان میں  
 جنگ و وہ انتخاب کرتا ہے اور قول نصاریٰ جو لاہوت اور ناسوت میں ہے اس کے  
 معنی ان کے فہم کے لیے سبقت کرتا ہے۔ اور انہیں سے بعضے وہ ہیں جو خود بخود  
 خیر و ن کی طرف نظر کرنا مباح جانتے ہیں جس سے اختلاف اس وجہ کی طرف ہے اور  
 ان کے یہ خیال ہیں کہ جس شخص نے اپنے بعض غلیات میں کلمات کے  
 ہمارے مضمونات اور دعوات میں سے کسی شے میں ضمیر اور مخفی تھا شلاً علاج  
 نے کہا انا الحق۔ اور جو کچھ ابو زید سے قول اسکا سبجانی نقل کیا جاتا ہے حاشا  
 کہ ابو زید کی شان میں ہم اعتقاد کریں کہ اس نے ایسا کہا مگر حکایت کے  
 طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اسی طرح سزاوار ہے کہ علاج کے قول میں

اعتقاد کیا جائے اور اگر اسکا ہمین علم ہو تا کہ اُس نے یہ قول حلول سے مضمر اشیائی بیان  
 کیا ہے تو اسکو بھی ہم رد کرتے جس طرح اس فرقہ کی ہم نے تردید کی ہے اور ہر مہینہ  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے واسطے ایک شریعت فرمایا اور  
 صفات لائے ہیں جس سے تمام کچھ اور بیچ سیدھے اور تقیم ہو گئے اور نہایت  
 عقول نے اُن چیزوں پر تنالی کی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا وصف جائز ہے اور ناجائز  
 اور اللہ تعالیٰ پاک ہے اس سے کہ اُس میں کوئی شے حلول کرے یا وہ کسی شے میں حلول  
 کرے حتیٰ کہ شاید بعض مگر وہ بتلا جو بڑی دکا و فشت رکھتا ہو اور اسے ایسے کلمے  
 سنے ہوں جو اُس کے باطن سے متعلق ہوں پھر وہ اپنی فکر میں ایسے کلمات دل سے  
 بناوے جنکو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرے اور وہ بات چیت اللہ تعالیٰ کی اُسی  
 سے ہو جیسے وہ کہے کہ مجھے کہنا اُس نے اور میں نے اُس سے کہا اور یہ ایک شخص ہے  
 یا تو بہت نفس اور حدیث نفس سے کہ علم ہو اپنے پروردگار اور کیفیت سکالہ اور  
 عارفانہ سے لا علم ہے اور اسے عقول و کلمات کے بطلان کا عالم ہے کہ وہ اسے  
 نفسانی ہو سکے یا غفہ اس کے وجود پر کرتا ہے کہ کما و ہم ہو کہ ایک شے ہر طرف اب  
 ہو گیا اور یہ سب کلمات اور اس کی حرات کرنے کا اس بات پر سبب وہ ہے جو بعض  
 محققین کے کلام سے اپنے خطاب سے ہیں کہ اپنے پروردگار سے ہیں کہ کلمات  
 کے ظاہر و باطن میں ہوں کرتے اور انھوں نے اصول قوم کے ساتھ صدق بقوی  
 اور کمالی زبان ہر دین سے تسک اور عتصام کیا ہے ہیں اُس کے اسرار و صفات  
 ہو گئے اُن کے بطون میں خطابوں نے شکل حاصل کی کہ قرآن اور حدیث کے  
 موافق ہیں تو اُن کے ساتھ یہ خطاب استغراق بطون کے وقت نازل ہو ہے

اور یہ کلام نہیں ہیں جسکو وہ سنتے ہیں بلکہ ایک حدیث کی مثال ہے جو نفس میں ہو فکر سے  
 اسکو پاتے ہیں جو کتابہ و دست کے موافق اپنے اہل بک پاس بھیجے ہو علم کے  
 موافق ہو اور یہ انکے ساتھ انکے اسرار و بطون کی سرگوشی اور راز گوئی ہو تو اپنے نفس کے  
 لیے مقام عبودیت اور اپنے مولا کے لیے ربوبیت ثابت کرتے ہیں تو جو وہ پاتے ہیں اپنے  
 نفوس اور اپنے مالک کی طرف نسبت کرتے ہیں و در وہ لوگ اسکے ساتھ جانتے ہیں  
 کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے اور اسکے موافق کہ وہ ایک عالم حادث ہے جس سے اللہ تعالیٰ  
 نے انکے ہاتھوں میں پیدا کر دیا ہے پس صحیح اور کسائی لوگوں کا ایمان ہے کہ اگر ناکار  
 اللہ تعالیٰ کی طرف ان تمام باتوں سے خشکے ساتھ انکے نفوس حدیث کرتے ہیں یہاں تک  
 کہ انکا سیدان جو اسے نفسانی سے پاک ہو جاتا ہے اور انکے باطنوں میں ایک چیز  
 الہام کرتی ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں جسے ایک حادث کی نسبت  
 پیدا کرنے والے کی طرف ہوتی وہ نسبت جو کلام کو تکلیف کی طرف ہوتا کہ جو اللہ تعالیٰ  
 سے محفوظ نہیں اور تمہیں سے ایک گروہ ہے جنکا زعم ہے کہ دریا سے تو صید میں غرق  
 ہوتے ہیں اور قرار و ثبات انکو نہیں ہے اور اپنے نفوس کے لیے اسقاط حرکت و  
 فعل کرتے ہیں اور انکا زعم ہے کہ وہ اشیاء پر مجبور ہیں اور کوئی فعل ان کے لیے  
 اللہ کے فعل کے ساتھ نہیں ہے اور محاسن اور مشتیات نفسانی میں گڑبٹتے  
 ہیں اور بیکاری اور دوام غفلت کی طرف مائل اور اللہ کے ساتھ دین سنی  
 نسبت سے باہر آزاد و احکام حلال اور حرام کو چھوڑ دینا ان کے مرغوب ہے  
 اور سبیل علیہ الرحمہ سے ان شخص کی بابت پوچھا گیا کہ کتنا تھا کہ میں ایک  
 دروازہ کے مثال ہوں جنبش میں نہیں کرتا مگر جب کوئی مجھے جنبش دے



کہا یہ بات کوئی بخیر و آئینی کے نہیں کہتا یا صدیقی یا زبیدی اس واسطے کہ صدیقی ہر بات اس اشارہ سے کہتا ہے کہ اخیابا کا قوم اللہ کے ساتھ ہے اور رسول کے احکام اور حدود و حدود کی رعایت اسکے ساتھ ہوتی ہے اور زبیدی جو اس قول کو کہتا ہے وہ احادیث کا اخیابا کا اندر پر کرتا ہے اور نکلونش اپنے نفس سے ساقط اور دین پرست دین سے اپنے کو الگ کرتا ہے تو جو کوئی حلال اور حرام اور حدود و احکام کا معتقد اور جب اس سے معصیت صادر ہو تو اس کا معترف ہو اس عقائد سے کہ تو یہ اس سے اور جب ہے تو وہ سلیم صحیح ہے اگرچہ قصور و اس پر کے سبب ہو جس کی طرف وہ مائل بطلالت سے ہو اور جو اسے نفس کے ساتھ وہ سیر سفر اور شہروں کی آمد و رفت سے راحت پاتے تاکہ خوب فرسے اڑنے اور نفس کے مشتیات کو پہنچے اس لحاظ سے کہ ایسی شیخ کا پابند نہ ہو اسے ادب دے اور جذب کرے اور جو یکن قیاب ہو اسے دکھلا دے اور اللہ ہی توفیق دے والا

### دسواں باب شیخت کے رتبہ کے بیان میں ہے

حدیث میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہے اس کی قسم جسے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر تم چاہو تو میں تمہاری قسم کھاؤں ہر ائمہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے اللہ کے رتبہ سے بالاتر ہے وہ لوگ ہیں جو اللہ کی محبت اسکے بندوں سے اور بندوں کی محبت اسکے کباروں اور نصیحت کے ساتھ وہ زمین پر چلتے ہیں اور یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کیا رتبہ شیخت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواہ کرے اور بلائے گا اور اس واسطے کہ شیخ اللہ تعالیٰ کی محبت حقیقت اسکے بندوں کی طرف کرتا ہے اور اللہ کے بندوں کی محبت اللہ تعالیٰ کی طرف اور طریق صوفیہ ہے

بین اعلیٰ مراتب سے قربتِ نبوت کا ہر اور دعوت الی اللہ بین وہ نیابتِ نبوت  
 کی ہر پس دلیل اسکی کہ شیخ ہد تعالیٰ کی دوستی اس کے بندوں سے کرنا ہر یہ ہر کہ شیخ  
 طریقِ اقتدار رسولِ ہدیٰ علیہ وسلم کا مرید کو چلاتا ہر اور جب کا اقتدار اور اتباع کا  
 صحیح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اسکو دوست رکھتا ہر فرمایا ہر ہد تعالیٰ نے کہو اگر تم اللہ کو  
 دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور اسکی وجہ کہ شیخ بین  
 یہ صفت ہر کہ وہ بندگانِ الہی کی محبت اللہ تعالیٰ سے کر دیتا ہر یہ ہر کہ وہ ہر ہر کو  
 تزکیہ کا راستہ چلاتا ہر اور جب نفس پاک صاف ہوتا ہر تو دل کا آئینہ چلا تا بار  
 اور آئین انوارِ عظمت اسکی شفاکس ہوتے ہیں اور جمالِ توحید آئین تا بان ہوتا ہر  
 اور چشمِ بصیرت کی سیاہی انوارِ جلالِ قدم اور کمالِ ازل کے نظارہ کی طرف منجذب  
 ہوتی ہر تو ضرور بندہ اپنے پروردگار کو دوست رکھے گا اور یہ ورثہ اور ثمرہ تزکیہ کا ہر  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر کہ ہر آئینہ فحشاء وہ ہو جس نے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ  
 کیا اور فلاح اس کے ظفر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ہر اور یہ ہی ہر کہ دل  
 کا آئینہ جب روشن ہوگا تو آئین دنیا اپنی بُرائی اور حقیقت اور بصیرت کے ساتھ  
 اور آخرت اپنے نفائس اور لطائف کے ساتھ اپنی کنہ اور غایت سے واضح اور  
 واضح ہو جائے گی تو چشمِ دل کے سامنے دارین کی حقیقت اور حاملاتِ شفاء ہو جائیگی  
 اسوقت بندہ باقی کو چاہے گا اور خانی کی طرف رغبت کم کرے گا پس تزکیہ و تہذیب اور تربیت  
 کی ہر ہر کا فائدہ ظاہر ہوگا تو شیخ اللہ تعالیٰ کے لشکرِ نامور میں سے ہر کہ مرید ہوں گوں  
 سے راہ پر لانا ہر اور طالب ہوں گوں سے رہنمائی کرنا ہر۔ عبد اللہ بن بشر صاحب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا گیا کہ اُس نے کہا کہ پہلے یہ کہا جاتا تھا

جب بیس یا زیادہ آدمی جمع ہوں تو اگر ان میں ایسا کوئی شخص نہ ہو تا تھا جو ہندو غرضوں سے ڈرانا ہو تو ہر آئینہ کا ہمین خطر ہوتا تھا تو شاخ پر اسد تعالیٰ کا وقار ہی اور مزید اسے ظاہر و باطن میں ادب حاصل کر کے ہمیں اسد تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہمیں شکوہ اسد نے ہدایت کی تو ان کی ہر بات کی پیروی کر پس ہر گاہ شاخ بندی اور ہاتھ ہوئے تو وہ اپنی ان کے ہونے کے لوگ ان کی پیروی کریں وہ متیقن کے کام اور پیشوا ان کے گئے ہیں خضاب رونی اور صلی اسد علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے حکامیت کے لئے پرکھا جب ہر سے ہندو پر مشغولی میر سے ساغر غالب ہو تو ان کی بہت ضرورت اور لذت حاصل اپنے ذکر میں کرتا ہوں اور جب اپنے ذکر میں کسی بہت اور لذت دلاتا اور وہ ہم سے شوق و محبت کرتا ہی اور میں اس سے محبت و عشق کرتا ہوں اور میر سے اس کے در بیان جو یہ ہے اس کو میں اٹھاتا ہوں جب اور آدمی ہوں جانتے ہیں یہ میں ہوں لہذا وہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کا کلام انبیا کا کلام ہے وہ لوگ حقیقت میں ابدال ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جب میں اپنی زمین پر مقرب اور غائب کرتا چاہوں تو ان میں مجھے وہ یاد آتے ہیں تب ان کے سبب ان لوگوں سے عذاب پھر لیتا ہوں اور سالک کے مرتبے شیخت کو پہنچتے ہیں یہ یہ کہ سالک نفس کی سیاست پر باور نہ رکھنی صفات میں مبتلا اور ترائش میں پڑا ہو اور عہد ہندو مت کے مطابق نے سالک کرتا ہی بیان تک کہ اس کا نفس مطمئن ہو اور اس کی طاعت کے سبب اس سے سزوی اور خشکی جو اس کے باعث اصل پیدا ہوتی ہے اور اسی کی وجہ بندگی کی طاعت و انقیاد سے روگردانی اور کشتی کرتا ہی دور ہو جاتی ہے اور نفس کو جو گرمی روح کی پہنچتی ہے اس سے ملامت ہو جاتا ہے اور یہ وہی نیت

اور اہمیت ہے جسکا اللہ تعالیٰ نے اپنے قول میں بیان کیا ہے تم کلین جلد و ہم دقلوہیم  
 اسے ذکر اللہ یعنی اتنی جلد میں اور انکے قلوب اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف ملامت  
 ہو جاتے ہیں اس حالت میں عبادت کی اجابت کرتا ہے اور طاعت کے لیے  
 ایسا ہوتا ہے اور بندہ کا قلب روح اور نفس کے درمیان متوسط ہے جسکے دو رخ ہیں  
 اُسکے دونوں رخ سے ایک رخ نفس کی طرف ہے اور دوسرا رخ روح کی جانب ہے روح  
 سے مدد اُس رخ سے لیتا ہے جو اُسکے قریب ہے اور نفس کو مدد اُس رخ سے دیتا ہے جو  
 اُسکے قریب ہے یہاں تک کہ نفس مطمئن اور تسلی ہو جائے پھر جبکہ نفس سالک مطمئن  
 ہو اور سالک اُسکی سیاست سے فارغ ہوا تو اُسکا سلوک انتہا کو پہنچا اور سیاست  
 نفس پر ممکن اور نفس اُسکا مطیع و منقاد ہوا اور اہر انہی کی طرف رجوع کی پھر قلب  
 کی زبان متوجہ اور مستعد اُس چیز کے باعث ہوتا ہے جو اُس میں نفس کی طرف پیلان ہوا  
 توجہ سے ہے تو مریدین و طالبین اور صادقین کے نفوس شیخ کے نفس کی جگہ اس کے  
 نزدیک قائم ہوتے ہیں وہ اس لیے کہ جنسیت غیر نفیعت میں موجود ہے اور  
 اس وجہ اس لیے کہ تالیف انہی سے شیخ اور مریدین تالیف وجود ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے  
 اگر تو وہ سب کچھ خارج کرتا جو زمین میں ہے تو اُنکے قلوب کو نہ ملا سکتا لیکن اللہ تعالیٰ نے  
 اپنے انہی باجم تالیف کردی تب مریدوں کے نفوس کو ایسی ہی سیاست کرتا ہے جیسا کہ  
 پہلے اپنے نفس کی سیاست کرتا تھا اور اُسوقت شیخ میں مخلوق باخلاق اللہ کے قول  
 انہی سے موجود ہوتے ہیں الاطالی شوق الاراد اے لقائی وانی اے نقاشم  
 لاشہ شوقا یعنی آگاہ ہو شوق برابر میرے تھا کے واسطے طول پکڑ گیا ہے اور تیرا  
 میں اُن کے تھا کے لیے شائق تر ہوں اور اللہ تعالیٰ نے صاحب اور

مصحوب میں حسن تالیف پیدا کی ہر اسکی جہت سے شریخ کا خربزہ جاتا ہے جو طرح  
 کہ ولادت طبعی میں دنیا باپ کا جزو ہے اور اب یہ ولادت ولادت ہوتی ہے جس کا  
 حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ سے وارد ہو جس شخص کی دو مرتبہ ولادت نہیں ہوتی  
 وہ آسمان کے مقام ملکوت میں ہرگز داخل نہوگا تو پہلی ولادت سے آسمان عالم ملک  
 کے ساتھ ارتباط ہوتا ہے اور اس ولادت سے اسکا ارتباط ملکوت سے ہوتا ہے۔  
 قال اللہ تعالیٰ وکذالک نری ابرہیم لما استسوی والاخر ولیکون من المومنین  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ایسے ہی ہم دکھلاتے تھے ابرہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی  
 سلطنتیں اور سو اسلئے کہ وہ اہل یقین سے ہو جائے اور یقین خالص کمال کے ساتھ  
 اس ولادت میں حاصل ہوتا ہے اور اسی ولادت سے میراث دنیا کا تحقق ہوتا ہے  
 اور جسکو دنیا کا فرقہ نہیں پہونچتا تو وہ پیدا ہی نہیں ہوا اگرچہ آئین کمال ہی فیض  
 اور زکا ہوا سو اسلئے کہ فیض اور زکا عقل کا نتیجہ ہے اور جب عقل نور شرع سے  
 خالی اور خشک ہو تو وہ ملکوت میں داخل نہیں ہوتے اور ہمیشہ ملک میں  
 ڈراؤندہ دل رہتا ہے اور اسی واسلئے علوم ریاضی کی دلیل قاطع پر متوقف ہوا  
 اس لیے کہ وہ ملک میں تصرف ہوا اور ملکوت تک نہیں چڑھا اور ملک ہی کا ظاہر  
 اور ملکوت اسکا باطن ہے اور عقل روح کی زبان ہے اور بصیرت جس سے ہر بات کی شعائیں  
 پیدا ہوتی ہیں قلب روح ہے اور زبان ترجمان قلب ہے اور جو مضمون کہ ترجمان اسلئے  
 ساتھ دیتا ہے اس شخص کو معلوم جو جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہے اور جو کچھ اسلئے  
 پاس ہر جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہے وہ ترجمان پر ظاہر نہیں ہوتا پس یہی سبب ہے  
 کہ صواب سے وہ لوگ محروم رہے جو ایسے عقل والے ہیں کہ نور ہر بات سے عاری

اور انبیاء اور اُن کے تابعین کے پاس موصیت آئی اور خدا کی دین پر اور اُن کے آگے پردہ  
 پر گئے ہیں اسوجہ سے کہ کوئی ذوقیت ترجمان سے اور اُن کے محرمی غایت تہیان سے ہو  
 اور حسب طرح ولادت طبعی میں ذرات اولاد باب کی پشت میں ودیعت رکھے گئے ہیں کہ  
 وہ صلب اولاد کی طرف بعد ادھر ولد ذرہ کے منتقل ہوتے ہیں اور یہ وہ ذرات  
 ہیں کہ وہ فرشتاں میں اُن سے اللہ تعالیٰ نے خطاب است برکیم کیا اور انھوں نے  
 بے کہا جبکہ آدم کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور وہ بطن نعلان سے بلکہ اوٹھانک کے  
 ملے ہوئے تھے تو ذرات اس کے چشم سے روان ایسا ہوئے کہ جیسے عرق موافق ہر ولد  
 کے اولاد آدم سے ایک ایک ذرہ تھا بعد ازاں جبکہ خطاب کیا گیا اور جواب دیا  
 پشت آدم کی پھیر دی گئی تو بعض آباؤ سے وہ ہیں جبکہ صلب میں نفوذ ذرات ہوا  
 یعنی وہ پشت میں اُن کے گھس گئی اور بعض انہیں سے وہ ہیں جبکہ صلب میں نہیں  
 ودیعت ہوئی تو اُن کی نسل قطع ہو گئی اور ایسا ہی شائع کا حال ہے تو انہیں سے کوئی  
 شیع ایسا ہے جس کے اولاد کثرت سے ہوئی اور اُس سے علوم اور احوال حاصل کرتے ہیں  
 اور اُس سے دوسرے کی ذات میں دیتے ہیں جس طرح یہ کہ اُن کو بواسطہ صحبت نبی  
 علیہ السلام پہنچے ہیں اور انہیں سے کوئی ایسا ہے جس کے تھوڑی اولاد ہو اور انہیں  
 سے کوئی ایسا ہے جس کی نسل قطع ہو گئی ہے اور یہ وہی نسل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انکار  
 پر رد کیا ہے جبکہ انھوں نے کہا محمد تبرک کوئی اُن کی نسل میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ  
 نے فرمایا کہ ہر آئینہ میں اندازہ تیرا تیرا ہو وگرنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی نسل قیامت کے قائم ہونے تک باقی ہے اور نسبت حسنی کے اعتبار سے  
 مسلمان کی ہر اہل علم کو پہنچتی ہے حضرت کنیز بن قیس سے روایت ہے

کہ میں اپنی زردار کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ اُنکے پاس ایک شخص  
آپا اور کہا اے زار و زینین میرے پاس مدینہ سے جو مدینہ رسول احمد علیہ السلام کا ایک  
ایک حدیث کے لیے آیا ہوں جو مجھے تجھ سے پہنچی ہے کہ آپ اسی جناب رسول احمد علیہ  
علیہ وسلم سے حدیث کرتے ہیں کہا تو کیا تجھے تجارت کے سبب آنا ہوا کہا نہیں  
کہا اور کسی دوسرے سبب سے تجارت کے سوا کہا نہیں کہا میں نے جناب  
رسول احمد علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جو شخص راستہ چلا  
اور ساقط ہوئی کہ اس سے علم کی خواہش اور حاجت ہو اللہ تعالیٰ اسے جنت  
کے بہتوں سے ایک راستہ پر لے جائے گا اور ملائکہ اسے باذن کو بلائیں گے  
وفا مند کے لیے بھولتے ہیں اور جناب علم کے لیے آفریں چاہتے ہیں جو زمین  
اور آسمان میں ہیں حتیٰ کہ پانی میں چھلپا ہوا ہے اور ہر آئینہ عالم کی تفصیلات  
غائب پر اس قدر رکھ چاند کی تفصیلات تمام ستاروں پر جو اور ہر آئینہ علم اور ارت  
انچا ہیں جو دنیا و دوزخ میں آتے ہیں اور نہ دیتے ہیں ورنہ انکا نبی علم ہو تو  
جسے اسے حاصل کیا تو اس کے عہد یا اور اسے حاصل کیا پس اول شخص جس  
حکمت اور علم پر دہو وہ آدم ابو البشر علیہ السلام ہیں پھر اسے نقل ہوا اور  
اس سے ہولی اور گناہ نقل ہوا اور زورہ مائیں علیہا طرف نفس اور شیطان بلاتے  
ہیں جیسے کہ وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ زمین کے ابراہیم  
ایک شعی ہیرا لے اور اللہ تعالیٰ نے نظران ابراہیم کی طرف کی جبکو پیدا  
اس جو ہرے کیا جسے پہلے پہل مخلوق کیا تو اللہ تعالیٰ کی نظر اس پر نہ تھی  
اس میں خاصیت نہ جناب اللہ سبحانہ کی ہو گئی اور جب زمین اور آسمان کو اس کو

خطاب کیا آؤ تم دفون خود بخود اُسکایہ جواب دیا کہ اُسے ہم فرمانِ دار تو زمین کے  
 اجزائے اس خطاب سے ایک خاصیت اٹھائی پھر یہ خاصیت اُس سے این طور  
 لی گئی کہ اُسکے اجزا صورتِ آدم کی ترکیب کے واسطے حاصل کی گئی تب جسمِ آدم  
 اُن اجزا و زمین سے ترکیب دیا گیا جو اس خاصیت کو شامل تھی پھر اجزا و ارضی  
 کے نسبت سے اُس میں آرزو اور ہونے اس میں لی گئی تا آنکہ اُس نے درختِ فنا  
 کی طرف متوجہ رہا یا اور وہ کھیتوں کا درخت اکثر اقوال میں ہر تو اُسکے قالبِ بین  
 خنائے راہ پائی اور بنیابت و کرم اتنی اُس میں روح چھوٹی گئی جسکی خبر اس آیت  
 میں ہو فاذا سوتیہ و نخت فیہ من ردی علم اور حکمت کو پہنچا پھر سو یہ سے  
 صاحبِ نفس منقوسہ یعنی بچہ زادہ ہوا اور روح کے چھوٹنے سے روحانی والا ہوا  
 اور شرح اُسکی طولانی ہو تو قلب اُسکا کان حکمت اور قالب اُسکا معدن ہوئی  
 آرزو ہو پھر اُس سے علم اور ہوئی تنقل ہوئی اور اُسکی اولاد میں میراث اُسکی ہوئی  
 تب ولادت ظاہری کے طریق سے بواسطہ طبائع جو ہو بھی کا مقام دیا ہوا اور  
 باب ہو گیا اور ولادت معنوی کی راہ سے بواسطہ علم باب بنا تو ولادت ظاہری  
 میں اُسکے فنا نے رکستہ پایا اور ولادت معنوی فنا سے محفوظ رہی اس واسطے  
 کہ وہ شجرہ خلد سے پائے اور وہ شجرہ علم ہر نہ درخت گندم کا جسے پلیس نے شجرہ  
 خلد نام رکھا اس واسطے کہ پلیس ایک شجر کو اُسکی خلد سے دیکھتا اور چاہتا ہے کہ  
 اس کے ظاہر ہو کہ شیخ فی الغنی باب ۱۰ اور اکثر ہمارے شیخ شیخ الاسلام  
 ابو انجیب سرور دی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے میرا بیٹا وہ ہے جو میری راہ چلے اور  
 میری رہنمائی سے راہ پر آئے تو شیخ جو سب احوال اُسکے طریق سے گزرا ہے یعنی تہذیب



مجہدین کے طریق میں رون کیا جاتا ہے اور کبھی محبوبین کے طریق میں اور یہ ہوجہ ہے  
 ہر کہ سالکین اور صاحبین کا اور چار قسموں میں منقسم ہو سالک مجرور اور مجبور مجرور  
 اور سالک مابعد مجذوب اور مجذوب مابعد سالک تو سالک محض شیخت کا اہل  
 نہیں اور نہ اسکو پہنچتا ہے اسلئے کہ صفات نفس سہین باقی ہیں تو وہ رحمت الہی  
 کے حصہ لینے کے وقت معاملہ اور ریاضت کے مقام پر ٹھہرتا ہے اور اس حال  
 تک ترقی نہیں کرتا جسکے سبب وہ ہمتی کی سوزش سے آرام پائے اور مجذوب محض  
 بدون سلوک کے عند تعالیٰ اسے آیات تعین نہیں ظاہر کرتا ہے اور اسکے قلب سے  
 کچھ حجاب اٹھاتا ہے اور معاملہ کے طریق پر نہیں چلتا اور حال آنکہ معاملہ کا اثر  
 کامل ہے کہ غریب اسکی شرح ہم اسکے مقام پر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور  
 یہ بھی شیخت کے لیے اہل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ سے خلہ لینے کے وقت اپنے  
 حال میں خوش ہے بدون اسکے کہ اپنے طریق اعمال پر فرض کے سوا چلتا ہو اور  
 سالک مابعد مجذوب وہ جسکی ابتدا مجاہدہ سے ہو اور نزع کشی اور معاملہ یا  
 اہل میں اور ذرا شمر غریب ہے یہ وہ ہمتی کی جلن سے راحت حال کی طرف نکلا ہو  
 اور ضلالت سے بعد شہد شیعہ پائے اور فضلی کی بلندی پر آرام پایا اور تکلیف کی  
 یقین سے سہولت کے سید ان میں آیا اور قرب کے نفحات سے ماکوس ہو اور  
 مشاہدہ کا روزہ اسکے لیے نکلا تو وہ اپنی پانی اور کاسہ اسکا چھلنے لگتے  
 کے کلمات اس سے صادر ہوتے اور قلوب اسکی طرف مائل ہوتے فتوح  
 غیب سے متواتر پہنچتے ہیں ظاہر اسکا سیدھا اور باطن اسکا مشاہدہ  
 ہوا جلوہ کے لائق ہوا اور اسکے جلوہ میں خلوت اس کے لیے ہو گئی پس

لے کر غالب ہے کہ مغلوب ہووے تعریف کرتا ہے اس پر کوئی تعریف نہیں کرتا۔ ایسا شخص  
 مشیخت کا اہل ہے اس پر اسطے کہ وہ مجنون کی راہ چلا ہے اور احوال مغربیہ کے کچھ  
 حال ملا ہے بعد ازاں کہ ابراہیم صاحب کے طریق اعمال سے داخل ہوا اور اس کے پیرو ہوئے  
 کہ انھیں علوم اُس سے منتقل ہوں اور اس کے طریق میں یہ کہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ  
 لیسوا سپہ سالار میں مقید ہو کہ ایمان عالی اسکا حکم حال کے قید سے رہا نہیں  
 ہوتا اور کمال عطا کو نہیں پہنچتا اپنے حصہ اور درجہ پر خشک رہتا ہے اور وہ خط  
 کثیر روشن ہے اور جو علم دیے گئے ہیں ان کے بڑھنے درجہ میں لیکن مشیخت میں  
 مقام اکمل قسم چارم ہے اور وہ مخدوب یا بعد سالک ہے جسکو پہلے ہی شرف اور  
 انوار یقین حق تعالیٰ دیتا ہے اور اس کے قلب سے پردہ اٹھا دیتا ہے اور شاہدہ کما  
 انوار سے منور ہوتا ہے اور اسکا دل لکھتا اور تشریح ہوتا ہے اور دنیا غور کے طور سے  
 دور ہوتا ہے اور در اخلد کو رجوع کرتا ہے اور دریائے حلال سے سیراب اور کینہ اور  
 غلطیوں سے زما ہو جاتا ہے اور علانیہ کہتا ہے کہ ایسے رب کی میں عبادت نہیں کرتا  
 جسے میں نے نہیں دیکھا پھر اس کے باطن سے اس کے ظاہر کو فیض پہنچتا ہے اور  
 مبادہ اور معاملہ کی صورت بلا وقت اور محنت جاری ہو جاتی ہے بلکہ لذیذ اور  
 خوشگوار سے معلوم ہوتی ہے اور غالب اسکا اس کے قلب کی صفت پر اس غنیمت  
 ہوتا ہے کہ اسکا قلب حب اسی سے بھر جاتا ہے اور اس کی جلد میں قلب کی ہی نہی  
 آجاتی ہے اور نشانی دیکھنے کے نرم ہونے کی یہ ہے کہ اسکا قالب عمل کی تابو  
 ایسی ہی کرتا ہے جس طرح اسکا دل قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مخصوصیت  
 چاہتا ہے اور محبوبان مراد کی محبت سے اسکو محبت خالص نصیب کرتا ہے اسے

انقطاع کرتا ہے پھر ملتتا ہے اور منہ اس سے پھیر لیتا ہے پھر پیام سلام بھیجتا ہے نفس  
 کی افسردگی اس سے دور کرتا ہے اور روح کی لڑی سے جڑے گرتا ہے اور نفس کی گھبراہٹ  
 اس کے دل سے ایک ہو جاتی ہیں قال اشد تعالیٰ انہ تنزل حسن الحدیث کتابا نساہا  
 نساہا فی نقشہ منہ جلود الدین شیون رہم ثم ملین جلود جم و قلوبہم اسے ذکر اللہ  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے بہت اچھی حدیث کتاب ملتی ہوئی دوسرائی ہے اس سے  
 دو نکتے کھڑے کرتے ہیں جلدین اُن لوگوں کی جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں  
 پھر انکی جلدین اور دل اللہ کے ذکر کے لیے پسجتے ہیں۔ روایت کی گئی ہے کہ  
 جیسے قلوب نرم ہوتے ہیں جلدین نرم ہوتی ہیں اور یہ محبوب امر اللہ کے سوا  
 دوسرے کا حال نہیں ہوتا۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ اعلیٰ نے قلب کی طرف  
 راستہ مانگا تو اسکو جواب دیا گیا کہ یہ تیرے اوپر حرام ہے الا تیری راہ اُن عروق  
 کہ راستوں میں ہیں جو نقوش کے ساتھ دل کی حد تک ملے چلے ہیں پھر جب تو  
 رگوں میں داخل ہو گا تو اس کے تنگ راستوں میں پسینے پسینے ہو جائے گا اور تیرا  
 پسینا ایک ہے اس راہ میں اب محنت سے مل جائے گا جو قلب کی جانب سے  
 شریعہ ہوتا ہے اور اس ذریعہ سے تیرا غلبہ قلب تک پہنچے گا اور جب کو میں سی بلو  
 کرنا ہوں اس کے قلب کے باطن سے یہ رگین قطع کرتا ہوں پھر قلب سلیم ہو جاتا ہے  
 جب تو رگوں میں داخل ہو گا قلب کی مختصر یون تک تو نہ پہنچے گا اس لیے قلب  
 تک تیرا تسلط نہ ہو گا پس جو محبوب امر اللہ کہ شیعت کا بل ہے اس کا قلب سلیم  
 و سادہ ہے اور سینہ اس کا کھلا کشادہ اور جلد اس کی ملائم ہوتی تو قلب تک  
 روح اور نفس اس کا طبیعت قلب کے ساتھ ہو گیا اور نفس اس کا بعد از اللہ

وہ ناخبران بدی کا حکم کرنے والا تھا نرم ہو گیا اور نفس کی نرمی سے جلد ملائم ہو گئی اور یافت حال کے بعد صورت اعمال کی طرف پھیرا گیا اور بغیر اسکی روح حضرت آسیہ کی طرف متجذب ہوتی ہے تو قلب روح کا تابع ہو جاتا ہے اور قلب کے تابع نفس اور نفس کا تابع غالب ہو جاتا ہے تو اعمال قلبی و قلبی باہم مل جل جاتے ہیں اور ظاہر و باطن کی طرف اور باطن ظاہر کی طرف پھٹ پڑتا ہے اور قدرتِ مکت کی طرف اور مکت قدرت کی طرف اور دنیا آخرت کی طرف اور آخرت دنیا کی طرف اور اس کے لیے یہ قول صحیح ہو گا کہ اگر پردہ کھولا جائے تو میں زیادہ یقین نکر رہوں پس اس حالت میں حال کی قید سے رہا ہو جاتا ہے اور وہ حال کے اور غالب آتا ہے نیز یہ حال ستولی ہو اور وہ ہر وجہ سے آزاد ہو جاتا ہے اور شیخ اول جو ہمیں کی راہ چلا نفس کی بندگی سے آزاد ہو کر وہ قلب کی قید میں باقی رہتا ہے اور یہ شیخ محبوبین کے طریق میں بند قلب سے آزاد ہو جیسے بند نفس سے آزاد ہو اور یہ شیخ ہے کہ نفس ایک تاریک ارضی پردہ ہے کہ اس سے اول چھوٹ گیا اور قلب حجاب نورانی آسمانی ہے اس سے دوسرا رہا ہو اس وہ اپنے رب کا ہو گیا نہ اپنے قلب کا اور اپنے موقت کا نہ وقت کا تو اللہ کو شیخ کہا اور ایمان اس پر سجایا یا اور اللہ کو سجدہ اس کے سویلہ دل اور خیال کرتا ہے اور اس پر دل اس کا ایمان لانا ہے اور زبان اسکی اسکا آواز کرتی ہے جیسا کہ اپنے بعض جو زمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور بندگی سے اس کا ایک روادان بھی مٹھ نہیں پھیرتا اور عبادت اسکی فرشتوں کی عبادت سے میل کھاتی ہے اور اس کی کے واسطے سجدہ جو کچھ آسمان اور زمین میں کرتے ہیں اور ان کے سامنے وجہ و شام

چھٹے میں تو جسمانی سایہ سجدہ کرنے والے ہیں اور اوج مقرر کے سایے دنیا کا  
 شہادت میں اصل کیفیت ہیں اور سایہ لطیف اور عالم غیب میں اصل لطیف ہے اور  
 سایہ کیفیت اور یہ بات اُس کے لیے حاصل نہیں ہے جو مجاہدین کی راہ چلا اس لیے  
 کہ صورت عموماً کی پروہی کرتا ہے اور اُس چیز سے یہ ہوتا ہے جو وجدانِ حال سے حاصل  
 ہوا اور یہ علم کا مقصور ہے اور نصیب کی کمی کو تاہی ہے اور جو علم ہے بہت ہوتا ہے  
 اچانک کا میل احوال سے پاتا ہے روح بدن سے علی ہوتی ہے اور وہ یہ سمجھا کہ احوال  
 سے بے پروائی نہیں ہے جس طرح دنیا میں ابدان سے بے پروائی نہیں تو  
 جب تک بدن باقی ہیں عمل باقی ہے اور جو شخص اُس تمام میں صبیح ہو گیا جس کا  
 ہم نے ذکر کیا وہ شیخ مطلق اور عارفِ حقیق اور محبوب و راستہ ہے نظر اُس کی  
 دوا ہے اور بات اُس کی شفا ہے وہ اللہ کے ساتھ کلام اور اللہ کے ساتھ سکونت  
 کرتا ہے جیسے کہ دروہی چہشتہ سیری طرف بندہ نورانی سے قریب کرتا ہے تا آنکہ میں  
 اُسے پاتا ہوں اور جب میں اُسے پاتا ہوں تو میں اُس کا کان آنگو اور ماغیر  
 میں جاتا ہوں یہ سب ساتھ وہ بولتا ہے اور میرے ساتھ دیکھتا ہے اور دیکھتا ہے  
 شیخ اللہ کے ساتھ دیکھتا ہے اور اللہ کے ساتھ روکتا ہے تو عینہ اُس کے ثبت مذہب  
 میں ہر رنگے میں بلکہ وہ اللہ کی مراد اور مرضی کے ساتھ ہے اور اللہ اُسے اپنی  
 مراد معلوم کر دیتا ہے تو جب چیزیں اللہ کی مراد سے ہوتی ہیں نہ اُس کی نفس کی  
 مراد سے پھر اگر اُسے علم ہو کہ اللہ اُسے چاہتا ہے کہ اچھی ستمی صورت میں در آوے  
 تو وہ اُنہیں عقل اللہ کی مراد سے ہوتا ہے اس لیے کہ وہ صورت اچھی ستمی ہے  
 یہ خلافت اُس خادم کے جو خدمت عبادت اسی پر قائم ہے

## گیارھواں باب خادم اور تشبہ کے حال کے بیان میں

داؤد علیہ السلام کو وحی آئی اور کہا اے داؤد جب تو میرا کوئی طالب دیکھے تو اس کا  
 خادم بن جا۔ خادم ثواب کی غربت سے خدمت میں درآتا ہے اور اس کی خاطر جو اللہ تعالیٰ  
 نے بندوں کے لیے تیار اور آمادہ کیا ہے اور آرام پہونچانے کے لیے پیش آتا ہے اور  
 اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والوں کی فراخ خاطر آنکھیں معاش کے کاموں سے  
 کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے واسطے کرتا ہے نیک نیت کے ساتھ کرتا ہے تو شیخ  
 اللہ تعالیٰ کی مراد کے ساتھ اور خادم اپنی نیت کے ساتھ قائم ہے پس خادم اللہ  
 کے واسطے ایک کام کرتا ہے اور شیخ اللہ کے ساتھ ایک کام کرتا ہے تو شیخ سقر میں  
 کے مقام میں اور خادم رزار کے مقام میں ہے پس خادم بدل و تیار اور نرمی  
 اختیار سے اختیار کے لیے اختیار کرتا ہے اور اس کی اوقات کا وظیفہ یہ ہے کہ ہنگام  
 خدا کی خدمت کے لیے پیش آئے اور آسمان فیضیت جانتا ہے اور اپنے نورانی  
 اور اعمال پر ترجیح دیتا ہے اور بھی خادم کو وہ شخص جو زمین جانتا شیخ کی جگہ قائم  
 کرتا ہے اور بسا اوقات خادم اپنے نفس سے اور غیب میں ہوتا ہے تو وہ زنی ذلت  
 کو شیخ جانتا ہے اس وجہ سے کہ فی زمانہ عالم کی قلت ہے اور وہ صوفیہ کے علوم  
 باریہ اور بقدر ہو گئے ہیں اور بہت سے فقرائے مشائخ سے بدون علم اور حال  
 کے لقمہ پر قناعت کی ہے تو جو کوئی زیادہ کھانا کھاتا ہو ان کے نزدیک وہ شیخ  
 کا مستحق ہے اور یہ نہیں جانتے کہ وہ خادم شیخ نہیں ہے اور خادم حسن اور  
 خط صالح اللہ کی طرف سے ہے اور ہر آئینہ غسل خادم پر جو غسل ہو وہ اس وقت  
 ابھر رہے ہیں ہر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا گیا آپ نے

ابو بکر اور عمر سے فرمایا کہ تم لوگو! ان دونوں نے کہا ہم روزہ دار ہیں تو آپ نے فرمایا  
 اسی کو گو تھرو اپنے دوسرا بھائیوں کے لیے اور اپنے دوسرا بھائیوں کا کام کرو تم نزدیک  
 آؤ بھر کھاؤ یعنی تم دونوں روزہ داری کے سبب ضعیف ہو گئے ہو خدمت سے پس  
 تمہیں حاجت اسکی ہو جو تمہاری خدمت کرے تو تم دونوں کھاؤ اور اپنی ذرات  
 کی خدمت کرو پس خادم حصول فضل پر چریں ہوتا ہو تو کبھو کسب کو ذریعہ گردانتا کر  
 اور کبھو استغاث اور درپوزہ سے اور کبھو اپنی طرف مالی وقف کی کشش سے یہ جان کر  
 کہ وہ اس کا قائم رکھنے والا اور اسکی صلاحیت رکھتا ہو کہ اسے پہنچائے ان لوگوں  
 کی بہترین مال وقف کیا گیا ہو اور اسکی وہ پروا نہیں کرتا کہ ہر ایک ایسے مقام  
 میں جا پہنچے جسکو شرع نے مذموم نہیں کیا تاکہ خدمت کے ساتھ احاطہ فضل  
 کرے اور شیخ اپنی بصیرت اور قوت علم سے جانتا اور سمجھتا ہو کہ خرچ اور انفاق  
 کو ضرورت ہو علم کا لی کے اور نفس اور چھی خواہش کے شائبہ سے نیت حاصل کرنے  
 کی ہو اور اگر نیت اسکی خالص ہو تو آسمان رغبت نہ کرنا سیکے کہ اسکی مراد آسمان  
 ہو اور حال اسکا ترک مراد و مراد خلق کا قائم اور برقرار رکھنا ہو۔ جنید بغدادی  
 علیہ الرحمہ نے کہا کہ میں نے سری سقطی علیہ الرحمہ کو کہتے سنا ہو کہ جنت کے سید  
 جاسکے گا ایک مختصر استقامت میں جانتا ہوں تو میں نے کہا وہ کیا ہو کہا کسی سے  
 کچھ نہ مانگا اور نہ کسی سے کہے اور نہ تیرے ساتھ کوئی شریک رہے کہ اس سے کسی کو  
 تو یہ موت اور خادم سمجھتا ہو کہ جنت کے طریق سے غیب ہو اور بدلی تیار ہو  
 ورت کہ نوافل پر خدمت مقدم ہو اور اسکا فضل دیکھتا ہو اور خدمت کو ان  
 نوافل پر ترجیح ہو جب کو بندہ ثواب حاصل کرنے کے لیے ادا کرتا ہو الا وہ نوافل

خسے ساتھ نخری اپنی صحت جالی کی اسد تعالیٰ کے ساتھ کرنا ہے کہ یہ تقدیر قبل از وعدہ  
اور نوافل پر فضل خدمت کی دلائل سے یہ روایت ہے انہی کے کہ کہا ہم رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے بعضے ہم میں سے روزہ دار تھے اور بعضے ہم سے  
انظار کرنے والے تھے تو ہم ایک منزل میں باہم اترے بہت ہی گرمی آسند  
تھی تو ہم میں سے بعضے دھوپ اپنے کا قوسہ رکھتے تھے اور اکثر ہم میں کسی  
سایہ سے جنگے پاس کھلی تھے اس سے سایہ کیے ہوئے تھے یہ پھر روزہ دار ہو گئے  
اور روزہ کھونے ہوئے کھڑے ہو گئے پھر غیمہ لٹکائے اور نڈوٹوں کو پانی پلایا  
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج روزہ کھونے ہوئے اجڑا  
نے گئے اور یہ حدیث دلیل ہے کہ نوافل پر خدمت کو فضل ہے اور خادم کے لیے مقام  
ناور ہے جسکی آگے رغبت ہوتی ہے مگر جو شخص نیت کا خالص کرنا نفس کی آغوش  
سے نہیں جاتا اور خادم کا تشبہ کرتا ہے اور خدمت فقو کے لیے پیش آتا ہے اور  
خدمت کے مدخل میں داخل ہوتا ہے حسن ارادت کے ساتھ کہ وہ خادم کی اعلیٰ جانتا ہے  
تو اسکی خدمت آمیز اور ملی ہوئی ہوتی ہے بعضے افسانے سے تو ایسے ہیں کہ خادم  
آسمین اپنے مقصد کو پہنچ جاتا ہے اس سبب سے کہ اسکی ایمان کی جلیہ بڑا ہے  
اسکی ارادت قوم کی خدمت میں نیک ہے اور بعضے وہ ہیں کہ آسمین اپنے مقصد  
کو نہیں پہنچتے اس سبب سے کہ آسمین ہوا سے نفسانی کی آغوش میں ہوتی ہے تو  
وہ ایک شے اسکی غیر موضوع میں رہ جاتا ہے اور وہ گھوڑا نہیں ہوا اسکی خدمت  
اپنے مصارف میں کرتا ہے اور ایسے شخص کی بعض اوقات خدمت کرتا ہے جسکا  
ہر شے نہیں ہے اور خلق سے تعریف اور ثنا چاہتا ہے علاوہ اس کے جو جواب



اور رضا سے اسی کو چاہتا ہے اور بسا اوقات تعریف کے لیے خدمت کرتا ہے اور بعض اوقات خدمت سے باز رہتا ہے اس سبب سے کہ ہوا ہے نفس اُس سے ملتی ہے ایسے شخص کے حق میں جو اُس سے بڑی طرح ملاقات کرتا ہے اور جب خدمت کی مراعات رضا اور رغبت دونوں حالت میں نہیں کرتا اس واسطے کہ اُس کے قلب کا خراج ہو کر اُس کے ہونے سے محروم ہو جاتا ہے اور خادم رضا اور رغبت میں ہونے کی پیروی خدمت کے اندر نہیں کرتا اور اللہ کے کام میں اُس سے مواخذہ کسی لائم کی ملامت نہیں کرتے اور وہ ایک غم کو اُس کی جگہ پر رکھتا ہے تو اب یہ شخص جس کی ہم نے یہی تعریف کی ہے تمام یعنی تکلیف خادم بنا ہوا ہے اور خادم نہیں کہ اور خادم اور تمام میں اُس شخص کے سوا کوئی تیسر نہیں کرنا جسکو مصیبت ثبات کا اور ثبات کے خالص کرنے کا شواہب ہونے علم سے جو اور اصل تمام اپنے اکثر مصارف میں خادم کے ثواب کو پہنچ جاتا ہے اور اُس کے مرتبہ کو نہیں فائز ہوتا اس واسطے کہ اسے غیو اسے نفس کی آئینہ نش کے سبب حال خادم سے بھرا ہوا ہے و لیکن جو شخص خدمت فقر کے لیے مقرر ہے کہ مال وقت اُس کے سپرد کرے یا اُس کے منافع کو خرچ جاتا ہے اور وہ خدمت اُس عطیہ کے لیے کرتا ہے جو اُس سے ملتی ہے باقی اور حصہ کے لیے جو سہر دست اُسکو حاصل ہوتا ہے پس اپنے نفس کے لیے خدمت کرتا ہے کہ دوسرے شخص کے لیے کرتا ہے جو اسکا فائدہ موقوف ہو تو وہ خدمت نہ کرے اور بسا اوقات خدمت کرنے والا دوسروں سے اپنی خدمت قیما ہے تو وہ اپنے خطا نفس کے ساتھ اُسکی خدمت کرتا ہے جو اسکی خدمت کرتا ہے اور مغلون میں اسکی طرف حاجت اُسے ہوتی ہے کہ اُسکی

تکرت ہو اور اس سے اپنے لیے جاہ و خشم جماتا ہے کہ بہت اُسکے توابع اور ساتھی  
ہیں پس یہ شخص اپنے ہوائے نفس کا خادم ہو اور اپنی دنیا کا طالب ہو رات  
دن اُن چیزوں کے حصول میں مصروف رہتا ہے وہ اپنی قدر و منزلت قائم  
کرتا ہے اور اپنے نفس اور بی بی اور اولاد کو راضی رکھتا ہے پھر دنیا میں ذی مقدر  
ہوتا ہے اور وہ لباس پہنتا ہے جو خدام اور فقرا کا نہیں ہے اور خطوط کے طلب پر  
اُس کا نفس اُٹھتا ہے اور جب ریاست اُس پر غالب ہوتی ہے اور جس قدر اُس کا  
منافع زیادہ ہوتا ہے مادہ اُسکے ہوی کا زیادہ ہوتا ہے اور فقر پر دست درازی  
اور تظاول کرتا ہے اور فقرا کو ہسلی زیادہ خوشامد کی حاجت پڑتی ہے تاکہ اُسکی  
رضا حاصل کریں اور اُسکے ظلم و حیف سے بچیں کہ وظیفہ جو وقت سے  
انکو ملتا ہے جتنا ہے پس اُسکے مناسب حال یہ ہے کہ مستخدم یعنی خدمت  
لے لے والا اُس کا نام رکھیں اور وہ نہ خادم ہو اور نہ متخادم ہو اور ان تمام باتوں  
کے ساتھ اکثر وہ شخص اُنکی برکات سے کامیاب ہوتا ہے باین وجہ کہ فقرا کی  
خدمت کو غیروں کی خدمت پر اختیار اور راج کرتا ہے اور اُس نسبت اچھین  
فقرا کے ساتھ ہوتی ہے اور ہر اُسکے دوست و دشمن اُس کے لیے اچھے کام لگاتے ہیں  
تو لڑیہ وہ لوگ ہیں جنکے ساتھی سنگاتی اُنکی بددلتی پر غیب اور خود  
نہیں ہوتے اور اُس کے دوست و دشمن گاہی

بار جوانی باب شامخ صوفیہ کے خرقہ کے بیان میں ہے

خرقہ کا پتہ شامخ اور پردے کے درمیان ایک ربط اور میوٹہ اور ایک کمرہ اور  
ان کے پردے کے پتے ہیں اور کمرہ کی دھندل کے پتے ہیں

میں جاری ہے تو فرقہ پرستی کے لیے منکر کیا انکار کر سکتا ہے ایسے طالبِ پیروی نے  
 طلبِ بی صداق ہے وہ ایسے شیخ کا اپنے حسنِ ظن اور عقیدہ ہے قصد کرتا ہے جسکو  
 اپنے نفس میں صلاح دین کے لیے محکم اور استوار کرتا ہے کہ اسی سے راستہ نشیانی اور  
 ہدایت کرے اور کامیابی کا طریق اُسے شناخت کرنے اور دکھلاوے کہ نفوس  
 میں یہ آفات ہیں اور اعمال میں یہ فساد ہیں اور ان دروزوں کے دشمن آتا ہے  
 تاکہ اپنے نفس کو اُس کے سپرد کرے اور اُسکی راے کو تسلیم اور قبول کرے اور اپنی  
 تمام گردشوں میں اُس سے مشورہ لے اور تصویب کرے پھر شیخ اُسے فرقہ  
 پرستاتا ہے کہ اہل اُس کے تصرف کا یہ ہیں ہے تو فرقہ کا پختہ علامت اُسکی ہے کہ اُسے  
 اپنے کو شیخ کے سپرد کر دیا اور اُسکا شیخ کے حکم میں درانا اسدا اور ہند کے رسول  
 کے حکم میں داخل ہونا ہے اور بیعت رسول اللہ کے ساتھ ہو جائے سنت ہے جسکا نازہ  
 کرنا ہے حضرت عبادۃ نے اپنے والدِ عصمت سے روایت کی ہے کہا ہم نے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی حکم کے سنتے اور ہانتے تشریف اور فراموشی اور  
 غم میں اور اس بات پر کہ ہم اولی الامر کے حکم میں ترائے نہ کریں اور جہانِ آہون  
 جو بات کہیں اور اللہ تعالیٰ کے تعین احکام میں کسی لازم کی لامست ہے  
 تشریف تو فرقہ میں بیعت کے معنی ہیں اور فرقہ بیعت میں در آنے کے لیے  
 دلیل ہے اور پورا مقصود و وجہ بیعت ہے اور بیعت سے مرید کو ہر ایک خبر کی  
 رسید ہے بابت یہ ہے روایت ہے کہ جیساکوئی استاد ہو تو اُسکا اہام  
 شیطان ہے اور استاد ابو القاسم شیرازی نے اپنے شیخ ابو علی دقاق سے حکایت  
 کی ہے کہ ترائے اُسے کہا ہے درخت جب آب سے آپس باغبان بغیر اگتا ہے

تو انہیں بھولے تھے اور وہ پھل نہیں لاتا اور وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا ہے اور ممکن ہے کہ وہ پھل لائے جیسے پھاؤسی جنگلی درخت لاتے ہیں مگر ان کے میوے میں باغ کے میوے کا فرق نہیں ہوتا اور جب ایک جگہ سے دوسری جگہ پود لگائی جاتی ہے تو اس کی حالت اچھی ہوتی ہے اور پھل اس میں زیادہ آتے ہیں اس سبب سے کہ اس میں تصرف ہوتا ہے اور ہر آئینہ شرع نے تعلیم کا وقتنا تعلیم یافتہ کہتے ہیں کیا ہوا اس کے شکار مارے ہوئے کو حلال کیا برخلاف اس کے جسے تعلیم نہ دی گئی ہے وہ شکار کو نہیں کھاتے سنا ہے کہ جسے منافع اور حیات دینے والے کو نہیں دیکھا تو وہ رستگاری نہ لائے گا اور ہمارے واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ خصائص حسنہ ہیں جنکی اقتدا اور پیروی کی جائے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم و ادب حاصل کیے ہیں جیسا کہ بعض صحابہ کے فضول ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر ایک چیز کو کر و بات تک جانا تو فرمایا حق جیہ شیخ کے تحت حکم دیا اور اسکی صحبت میں بیٹھا اور اس کے ادب اور قاعدوں سے تربیت یافتہ ہوا شیخ کے باطن سے ایک حال مرید کے باطن میں سرایت اور نفوذ کرتا ہے جس طرح کہ ایک چراغ دوسرے چراغ سے نور لیتا ہے شیخ کا کلام مرید کے باطن کو حامل کر دیتا ہے اور شیخ کی بات میں حال کے نقائص بھرے جوتے ہیں اور صحبت داری اور باتوں کے شننے سے شیخ کی جانب سے حال منتقل مرید کی طرف ہوتا ہے اور یہ نہیں ہوتا ہے کہ اس مرید کے لیے جسے اپنے نفس کو شیخ کے ساتھ روکا ہے اور اپنے نفس کے ارادہ سے علیحدہ ہو گیا اور اپنے نفس کے

ترک اختیار سے شیخ میں فضا اور کم ہو گیا تو صاحب اور مصوب کے درمیان تالیف  
 اسی سے ایک میل اور پیوند نسبت روحی اور طہارت خلقی کے باعث ہو جا تا کہ  
 بعد ازاں ہمیشہ شیخ کے ساتھ بے اختیار ہی کے ساتھ باادب رہتا ہی یہاں تک  
 کہ شیخ کے ساتھ ترک اختیار سے اسکو ترقی اسد کے ساتھ ترک اختیار کی حاصل  
 ہو جاتی ہی اور وہ اسد کے سمجھتا ہی جیسے وہ پہلے شیخ کے سمجھتا تھا اور اس خیر کل کا  
 مبدع و شیوخ کی صحبت اور ملازمت ہی اور خرچہ اسکا مقدمہ اور غازی اور خرچہ نوی  
 جو سنت ہو سکی وجہ یہ کہ نسبت خالد نے روایت کی نبی علیہ السلام کہڑے لائے  
 کہ ہمیں ایک سیاہ چھوٹی کبلی تھی پھر فرمایا تم سے دیکھتے ہو کہ یہ میں پناؤں تو وہ غائب  
 ہوئی پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو میرے پاس لاؤ کہہ کہ  
 میں سامنے لائی گئی تو وہ مجھے اپنے ہاتھ سے پنا یا اور فرمایا کہ تو ہیں اور پنا  
 وہ ترسہ اس قول کو دہرایا اور آپ اس کبلی کے دوئے در او سرخ کی طرف  
 نگاہ کرتے تھے اور فرماتے تھے یا اہم خالد یہ سنا دہو اور سنا و عیش کی زبان  
 میں اچھی خبر کو کہتے ہیں اور چھپو بات میں کہ اس شکل پر خرچہ کیا پنا نا جسکو  
 شیخ نے ازنا ناما مستدر کے تین زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھا اور  
 یہ صورت اور ہاتھ کے پنا اور اسکو طہارین والا شیوخ کے اچھا جاننے کے سبب  
 سے وہ اس وقت سے اسکی وصل ایسی قدر ہو سکی کہ اس نے روایت کی اور اسکی  
 پنا ہادی وہ حکیم جو ہم نے دیکھی اور کو کسی وقت اور میری ہوسن اس  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی اور کو زیادہ اور خرچہ اس سے ہو کہ کبلی اقتدار میں  
 ہو کہ خلق کو حق کی طرف دعوت کرے۔ اور ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام

قدیم میں امت کی طرف سے حاکم کر دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمایا ہر اور مرید کا شیخ کو حاکم کرنا اس سنت تکمیل کا بارہ کرنا ہر حال میں تعالیٰ فلا وربک لا یؤمنون حتی یکلموک فیما شجر بنہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا وھما نصبت ویسکوا سلیم یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو قسم میرے رب کی ہر وہ ایمان والے عین میں جب تک تجھے حکم اور نصف نہ بدین کہیں معاملہ میں کہ وہ باجم جھگڑا کرتے ہیں بعد ازاں وہ اپنے دلوں میں تلخی نہ پائیں اس فیصلہ سے جو تو کر دے اور وہ قبول اور تسلیم اچھی طرح کریں۔ اور اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور ایک شخص اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا حرجہ کے ایک غمراہ کی بابت بے لگے اور شراج پانی کا ٹرہا مانا تا کہ وہ دونوں میں سے مجھروں کی آب پاشی کیا کرتے تھے تو نبی علیہ السلام نے اس پر فرمایا یا زبیر آب پاشی کر پھر اپنے ہمسایہ کے لیے پانی جانے دے تو وہ دوسرا شخص غصہ ہوا اور کہا رسول اللہ نے اپنے بھوپھی زاد بھائی کے لیے فیصلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جس میں اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جان بڑھنا ہر اور اخیر تسلیم کی شرط آیت میں لگا دی اور ہوا اقیما وظاہری ہر اور تلخی کی نفی کی اور وہ اقیما وظاہری ہر اور مرید کی شرط بعد تکمیل کے ہر پس خرقة کی پوشش اس کے باطن سے الیہام شیخ کو اسکی تمام گردن میں دو کر تھی ہر اور شیخوں پر اعتراض کرنے سے ڈرائی ہر اسو سے کہ وہ مریدوں کے حق میں سم قاتل ہر اور یہ بات نشا و نامور ہو کہ باطن میں مرید شیخ پر اعتراض کرے پھر ظاہر اور نبات پائے اور مرید اپنی شکلات میں حدیقات شیخ کی نسبت

قصہ موسیٰ علیہ السلام کا مختصر علیہ السلام کے یاد کو کہ خضر سے کیا کیا تصدیقات  
 صادر ہوئیں جبکہ موسیٰ علیہ السلام انکار کرتے تھے پھر جبکہ اُسکے بعضی کوئے گئے  
 تو موسیٰ کے لیے آسمان و جہنم اب ظاہر ہوئی تو اسی طرح مرید کو سراور ہر کہ چاہے  
 شیخ سے ہر تصدیق جسکی جو مشکل معلوم ہو تو شیخ کے پاس اُسکا بیان اور اسکی  
 صحت کی برہان ہو جو ہر اور شیخ کا تھا فرقہ پرانے میں رسول اللہ کے ہاتھ کا  
 نائب ہر اور مرید کی تسلیم اُسکے لیے ایسا نہ اُسدا اور اُسکے رسول کے لیے تسلیم ہر  
 قال اللہ تعالیٰ ان الذين يبايعونك انما يبايعونك الله يد الله فوق ايديهم فمن  
 انكث فانما يانكث علي نفسه يعني اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تحقیق جو لوگ تم سے بیعت  
 کرتے ہیں اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اور اللہ کا ہاتھ تم کے ہاتھ پر ہے جو کوئی عہد شکنی کرے تو وہ  
 اپنے آپ سے کٹے گا اور شیخ شراذہ فرقہ کا مرید سے عہد و نالیاں ہر اور اُسے  
 فرقہ کے حقوق بتلاتا ہر شیخ مرید کے لیے ایک صورت ہر کہ مرید مطالبات اسی  
 اور مرید اسے ہر اس صورت کے پیچھے دیکھتا ہر جو سطح جائتہ تک میں سے اس طرف  
 اور پیچھے کوئی دیکھتا ہر اور مرید کا یہ عقیدہ ہر کہ شیخ ایک دروازہ ہر جسکو اللہ تعالیٰ  
 نے اپنے آستانہ کرم کی طرف کشادہ کر دیا ہر اسی میں سے داخل ہوتا ہر اور  
 اسی کی طرف رجوع کرتا ہر اور شیخ کے ساتھ اُسکی دروہا میں اور حالت دینی و دنیوی  
 نازل ہوتی ہیں اور حقائق دیکھتا ہر کہ شیخ خدا سے کریم کے ساتھ نازل کرتا ہر  
 وہ چیزات جسکے ساتھ مرید نازل کیا جاتا ہر اور اس باب میں اللہ کی طرف  
 ہر چہ کہ ہے رجوع کرتا ہر جس طرح کہ مرید اسکی طرف رجوع کرتا ہر اور شیخ کے  
 لیے بات چیت کا دروازہ ہوتے اور جائتے کشادہ ہر تو شیخ اپنے ہر اُسکے

امانت اُسکے پاس ہو اور اس کی طرف جبریل کی حاجتوں  
 کی زرات کے حوائج اور عبادت دین و دنیا کے  
 لئے بشرانِ حکیمہ اللہ والا وجہ اور من و مراد حجاب  
 نے فرمایا ہو اور کسی آدمی کی حد نہیں ہو کہ اُس  
 میں ایسا کرے یا پھر وہ کچھ سے یا کسی رسول  
 ساتھ مخصوص ہو اور اسی طرح وحی اور پردہ  
 نہ اور نہ نام و غیرہ سے مشائخ اور شیخین فی العلم  
 مریدوں کے لئے شیخوں کے ساتھ ایک وقت  
 نہ ترکِ شہر خوار کی کاہر اور ولادت  
 میں خوار کی کا وقت لازمِ صفت کا وقت ہو اور  
 کے لائق نہیں ہو کہ وہ شیخ سے بلا اُسکی اجازت کے  
 ست کے ادب دینے کے لئے فرمایا ہو کہ مومن وہی  
 ایمان لائے ہیں اور جب اُسکے ساتھ کسی امر مانع  
 پہنچتا ہے اُس سے اجازت نہ لے لیں ہر شے جو لب  
 اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لائے ہیں وہ جب تجھ سے اپنے  
 نفس کو تو چاہتے نہیں سے اجازت دے اور کوئی  
 شیخ مفارقت کا حکم دے کہ وہ نہیں دیتا مگر جبکہ وہ جائے  
 ان پہنچا ہو اور یہ کو قدرت اُسکی ہو کہ استقلالِ نفس  
 پہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسکے لئے نعم کا روزگار ہو



پھر جب مرید اس رقبہ کو پہنچ جاتے اور حواج اور مہات کو اسد تعالیٰ کے ساتھ  
 اتارے اور ہمدردیہ کو فائز ہو کر اسد تعالیٰ سے تعزفات اور تہنات فی سبحانہ تک  
 اس کے بندہ مسائل محتاج کے لیے سمجھے تو واقعی اس کے فطام اور درود چھوڑنے کا وقت  
 آ رہی ہو یا اور وقت فطام سے پہلے جب وہ جد ہوجائے تو بہتہ میں عین اس کے لگتی  
 ہوئی کہ دنیا کی طرف پہرے نہ رہی کی متابعت کہ جو ولادت طبعی میں غیر قوت  
 کے درود چھوڑائے ہوئے کو پہنچتے ہیں اور شایخ کی صحبت کا یہ تلازمہ حقیقی  
 کے واسطے ہی اور ہر حقیقی خرقہ ارادت پنتا ہی اور جانتا جا ہے کہ خرقہ در خرقہ  
 ہیں خرقہ ارادت کا اور خرقہ تبرک کا اور اصل خرقہ جس کا قصہ شایخ نے مریدوں  
 کے لیے کیا ہے وہ خرقہ ارادت ہی اور خرقہ تبرک خرقہ ارادہ کا تشبیہ ہی تو ہر حقیقی  
 کے لیے خرقہ ارادت ہی اور خرقہ تبرک تشبیہ کے لیے اور جو شخص ایک قوم کا  
 متنبہ ہو تو وہ اسی قوم سے ہی اور خرقہ کا سراور عیدیر ہی کہ جب طالب  
 مذاق شیخ کی صحبت میں در آیا اور اپنے نفس کو اس کے تفویض کر دیا اور  
 جو تہجد کی طرح یا پ کے ساتھ ہو گیا کہ اپنے علم سے شیخ اس کی تربیت کرتے ہیں  
 اسد تعالیٰ سے صدق افتخار اور جس استغاثہ کے ساتھ مدد ملی گئی ہے اور  
 شیخ کے واسطے ہمیشہ نازدہ کے سبب اشرف اور واقفیت باطنوں پر ہوتی ہے  
 تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرید کوئے کبرے ایسے پنتا ہی جسے درویش قانع زار ہر  
 اور اس شکل بن لباس سے اس کے نفس کے اندر ایک پوشیدہ ہوا ہے نفس ہی کہ  
 ہر کی نظر سے دیکھا جاسے تو اسپر بار ایک نرم کپڑے کا پنتا ہی سخت اور  
 دو بھر ہی اور اس کے نفس کی خواہش اور پسندیدگی اس میں ہی کہ چھو کے

ملک گناہوں کا لباس پہن چکی اور گمان کے موافق بننا اور ختم حلی تین اور دین کم اور زیادہ ہوئے تو ایسی صورت کے چاہئے وہے کو شیخ اس قسم کے کیٹے پہناے جس سے اسکی ہڈی اور غرض نفس کی خشک ہو اور کبھو مدد کے بدن پہلے ایک نیم کیٹے پہنتے ہیں یا پوشاک میں ایسی صورت ہونی چاہی جسکی طرف عادت طبعیت ہو سکتی ہو تو شیخ اسکو وہ پہناتا ہے جو نفس کو اسکی عادت سے اور مرد سے خارج کر دے پس پکڑے میں شیخ تصرف کرتا ہے جیسا کہ کھاتے میں کرتا ہے اور جس طرح مرد کے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں کرتا ہے اور جس طرح کہ اس کے مرد میں تصرف کرتا ہے جیسی مصلحت دیکھے ہمیشہ ذکر کرنا اور نماز میں مافلون کا پڑھنا اور کلام احمد پڑھنا اور خدمت کرنا اور جس طرح وہ تصرف کرتا ہے کہ مرید سے کسب معاش کرانے یا فتوح پریا اور خیر پر رکھے پس شیخ کو اخلاق باطن ہوتا ہے اور اختلاف استعدادات پر اطلاع ہوتی ہے تو ہر ایک مرید کو معاش اور معاد کے لیے حکم کرتا ہے حسین اسکی صلاح حال ہو اور طرح طرح کی استعدادوں کے ہونے کے باعث دعوت کے مراتب بھی انواع اقسام کے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دعوت کرو اور بلا اپنے رب کے کہنتہ کی طرف حکمت سے اور نیک سود مند سے اور اُن سے مجادلہ کرو ان پیروں کے ساتھ جو حسن ہوں پس حکمت دعوت میں ایک رتبہ ہے و معظمت نکاحی یہی حال ہے اور مجادلہ کا بھی پھر جسکی دعوت حکمت کے ساتھ چاہیے اسکو نصیحت اور نیک سے مدعو نہ کیا جائے اور جو نصیحت کے قابل نہ ہو وہ حکمت کے ساتھ دعوت نہ کیا جائے پس اسی طرح شیخ کو علم ہے کہ کون دراز کی وضع پر ہے اور کون مقرب میں گئے ٹھہرے ہیں اور

کسے دوام ذکر کی صلاحیت ہے اور کسکو صلاحیت ہمیشہ نماز پڑھنے کی ہے اور کون شخص  
 ہے جو موت کے کپڑے یا باریکہ نرم کپڑے پہننا چاہتا ہے نو میر کو اسکی عادت ہے پھوڑتا ہے  
 اور میر سے نفس کی تنگی نکالتا ہے اور اپنے اختیار سے اُسے گھلاتا ہے اور اپنے اختیار  
 سے کپڑا پہناتا ہے اور اُسکے لائق ہو اور اس ہیئت جو اُسکے لائق ہو اور خاص  
 خرقہ اور ہیئت سے اُسکے ہوجی کے مرض کی دوا کرے اور اس بڑا اُس سے مرید کے  
 رضی برضا و مولی ہونے کا قصد کرے تو سچا مرید جسکا باطن آتش ارادت سے  
 شغفل ہو ابتدا کر کار اور شدت ارادت میں ایک سانپ ڈسے جو سے کی مثال ہے  
 ہو دو دار و اور خیر بشر و اسے کا خواہاں اور حرمی ہو تا ہے اور جب وہ کسی شیخ کو پایا  
 تو شیخ کے باطن سے توجہ صادق اُسکے لیے برائیتہ ہوتی ہے کہ وہ آپر مطلع ہے اور  
 مرید کے باطن سے صدق محبت خوشنما کرتا ہے اور یہ مالت قلوب اور قنارب و روح  
 اور انہیں جو سرازری ہے اُسکے غلو کے باعث اُن دونوں کے شد اور فی ہمد اور ہمد  
 یکجائی سے ہوتا ہے پس وہ تیس جو مرید کو وہ پہناتا ہے ایک خرقہ ہے کہ مرید کو بیشتر  
 اسکی دیتا ہے کہ شیخ کی حسن توجہ اُسکے ساتھ ہے اور مرید کے لیے وہی کام کرتا ہے  
 جو یوسف علیہ السلام کے تیس سے یعقوب علیہ السلام کے لیے کیا تھا اور مقبول  
 ہے کہ جب در اہیم خلیل علیہ السلام آگ میں ڈسے گئے تو آب کے بدن سے کپڑے  
 اتار لیے گئے اور ہر ہنہ آتش میں جھونک دیے گئے اُس وقت جبریل علیہ السلام  
 اُنکے لیے ایک کرتہ بہشت کے حریر کا لائے اور انھیں پہنا دیا اور وہ کرتہ برہیم  
 علیہ السلام کے پاس رہا جب اُنکا انتقال ہوا تو حضرت اسحق علیہ السلام  
 کو ورتہ میں طاب وہ مرے تو یعقوب علیہ السلام کے ورتہ میں آیا اور

یعقوب علیہ السلام نے اُس فیص کو ایک تعویذ میں رکھا اور یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دیا تو یہ کبھی اُسکو اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے پھر جب وہ نوین میں رہنے ڈانے گئے تو حضرت جبریل اُنکے پاس آئے اور آپ کے پاس وہ تعویذ تھا تو کرتے کو اُس میں سے نکالا اور وہ آپ کو پہنا دیا اور مجاہد سے روایت ہے کہ یوسف علیہ السلام وانا تراندہ کے ساتھ تھے اسی سے کہ وہ نہ جانیں کہ کترا اُنکا یعقوب علیہ السلام کے بصارت کو پھیرائے گا مگر یہ فیص ابراہیم علیہ السلام کا تھا اور مجاہد نے بیان کیا جو ہم نے بیان کیا کہ جبریل نے آپ سے کہا کہ اپنا کرو بھیج دو اس واسطے کہ بہشت کی آئین خوشبو ہر کسی کو قرار دلا یا مریض کو نہیں بھیجتے کہ اُسے صحیح اور تندرست نہ کرے تو سچے مرید کے نزدیک وہ خرقہ اُسکے لیے بہشت کے خوشبو سے بسا ہو اور زبان و جہ کہ اللہ صحبت کے ساتھ اُسکے شمار میں آیا ہر اور خرقہ کا پہننا اس قبیل سے ہے کہ اللہ کی عنایت آپس پر اور اُسکی طرف کا فضل ہے۔ ولیکن خرقہ تبرک کو جو وہ مانگتا ہے تو اُسکا مقصود ہے کہ اس قوم کے لباس سے برکت حاصل کرے اور ایسا شخص شرائط صحبت کے ساتھ مطاہرہ نہیں کیا جاتا بلکہ حد و شرعی کے لزوم اور اس کردہ کے ملنے جلنے کے لیے نصیحت کیا جاتا ہے تاکہ اُنکے برکات اس شخص کو پہنچیں اور اُنکے ادب سے متحلی ہو اور عنقریب اُسکو بیان ملک دے گا کہ خرقہ ارادت کا اہل ہو جائے اسی واسطے خرقہ تبرک ہر ایک طالب کے لیے مہندہ لی ہے اور خرقہ ارادت ممنوع ہے اور اصداقِ رغب سے کہ اُسکو دیا جاتا ہے اور خرقہ میں نیلے رنگ کا پہننا مشائخ کے مستحبات سے ہے پس اگر شیخ کی یہ رائے ہو کہ مرید کو دوسرے رنگ کا پہننا ہے

تو کسی کو حق نہیں کہ اچھا اعتراض کرے اس واسطے کہ مشائخ کی رہنمائی اُنکے افعال  
بحکم وقت خاصہ وقت ہوتی ہیں اور ہمارے شیخ فرمایا کرتے کہ ایک فقیر تھا جو  
چھوٹی آستینوں کا خرچہ پہنا کرتا کہ خدمت کرنے کے لیے اُس سے زیادہ مدد ملے۔  
اور شیخ کے لیے جائز رہا کہ یہ کو بہ فعات خرچے متعدد قسم کے پہنائے جس میں  
حرید کے لیے صلوٰۃ جسد رکھے اور یہ یعنی اُس خلیہ پر ہر جس کا ذکر ہم نے معاذ اللہ  
ہوئی ہے لباس اور رنگ میں کیا ہر پس نیلے رنگ کا پسند کرتا ہر اس واسطے کہ  
وہ فقیر کے لیے زیادہ ملائم ہوں جب ہر کہ وہ بیل کو اٹھاتا ہر اور زیادہ سست و شوکا  
اسی لیے محتاج نہیں ہوتا تو یہی کافی ہر اور اس کے سوا جو وہ اس معاملہ میں بعض  
صوفیہ بیان کرتے ہیں وہ کلام اتنا ہی ہر کلام اہل تکلف اور صنم سے کہ دین  
اور حقیقت سے وہ کچھ بھی نہیں ہیں شیخ سدید الدین ابو الفخر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ  
سے میں نے سنا ہر کہ کہا میں ابی بکر شراطی کے پاس بغداد میں تھا کہ ہماری  
طرف سے ایک فقیر اپنے گوشہ سے باہر آیا پہلے چلت کپڑے پہنے ہوئے تھا تو  
بعض فقرائے اُس سے کہا کہ کپڑے کس واسطے پہین دھوئے ہو کہا ہر بھائی مجھے خدمت  
نہیں ہر پھر شیخ ابو الفخر ہمیشہ فرہ فقیر کے اس قول کا کہ مجھے فرصت نہیں ہر  
یاو کیا کرتے تھے اس واسطے کہ وہ فقیر اس قول میں مصادق تھا تو اُس کے قول پر  
ایک لذت پاتا ہوں اور رکت حاصل کرتا ہوں جب اُس سے میں یاد کرتا ہوں پس  
اُس وجہ سے اُنھوں نے رنگین خرچہ اختیار کیا اس واسطے کہ وہ ایک رعایت  
وقت کے خیال کے شغل میں ہر دگر نہ جو لباس چاہے حرید کو پہنا دے سفید  
ہو یا کسی رنگ کا ہر میں شیخ کو اُس کا اختیار اُس کے حسن مقصد اور امور

عمل سے حاصل ہوا اور واقعی میں نے بہت شلخ دیکھے کہ وہ خرقہ نہیں پہناتے اور بہت قوموں کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہیں بدون اس کے کہ خرقہ پہنتے ہو اور اُس سے علوم اور ادب حاصل کرتے ہیں اور پہلے ایک طبقہ سلف کے صاحبین سے تھا جو خرقہ کو نہیں جانتے تھے اور نہ جدیدوں کو پہناتے تھے پھر جو اُسے پہناتا ہوا اُس کے لیے مقصد صحیح اور اصلاح سنت سے اور شاہد شریع سے موجود ہوا اور جو اُسے نہیں پہناتا تو اُس کے لیے اُس کی ہوا اور انہیں اُس کے لیے مقصد صحیح ہوا اور شلخ کے تمام تصرفات راستی اور صواب پر محمول ہیں اور اُس میں نیک نیتی ضرر ہوتی ہوا اور اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ اور اُن کے آثار کے ساتھ نفع بخشے گا انشاء اللہ تعالیٰ

شیرحوان باب رباط یعنی خالقانہ کے پشندون کی فضیلت میں ہوا

قال اللہ تعالیٰ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ذنبک کر فیہا جمعیہ لیسج لہ فیہا بالغدو والاحمال رجال لا یتلمیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ و اقسام الصلوۃ و اتیان الزکوۃ شیخا فون یوما متقلب فیہ القلوب والابصار یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہوا اُن گروہ میں کہ اللہ نے اُس کا حکم دیا ہوا کہ بلند کیے جائیں اور انہیں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے صبح اور شام انہیں اللہ کے واسطے تسبیح اور تقدیل و ہر ذکر تھے ہیں بلکہ نہ تجارت کیل میں ڈالتی ہوا نہ بیع و عافیل کرتی ہوا اللہ کے ذکر تھے اور نماز کے پڑھنے اور زکوۃ کے دینے سے خوف اُس دن سے کھاتے ہیں حسین قلوب اور انہیں اُنٹ پلٹ

جائیں گے بعض کہتے ہیں کہ یہ بیت مسجد میں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مدینہ کے گھر میں  
اور بعض کا قول ہے کہ رسول علیہ السلام کے گھر میں اور روایت ہے کہ جب یہ  
آیت نازل ہوئی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ان  
بیت میں سے علی اور فاطمہ کا گھر ہے فرمایا ہاں افضل امین کا ہے اور جسے کہا  
وہ زمین کے سب بقعہ ہیں جو رسول اللہ علیہ السلام کے لیے سجدہ گاہ بنائی گئی  
تو اس بنا پر اعتبار مردانِ ناک کے ساتھ ہے نہ جگہوں کی چار دیواری کا اور جو  
بقعہ کہ مردوں کو اس صفت کے ساتھ آخو اور انحصار کرے وہی گھر ایسے  
ہیں کہ اللہ نے اُنکے رفیع ہونے کا حکم دیا ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ  
نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کوئی صبح اور کوئی شام ایسی نہیں ہے مگر یہ  
کہ زمین کے بقعے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں آیا کوئی میرے اوپر کوئی شخص  
گذرے جسے تیرے اوپر نماز پڑھی یا اللہ کا ذکر تیرے اوپر کیا تو بعض کہتے ہیں کہ ہاں  
اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں تو جسوقت کہا کہ مان تو یہ بقعہ جان لیتا ہے کہ اُن میں  
کو میرے اور اسوہ سے فضل ہے اور کوئی بندہ نہیں جس نے زمین کے کسی ایک  
بقعہ پر اللہ کا ذکر کیا یا اللہ کے واسطے اسپر نماز ادا کی مگر یہ کہ وہ بقعہ مسکن  
شہادت اسکے لیے اسکے پروردگار کے سامنے دے اور اسپر ہر نے کے  
روز روئے۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس آیت میں نماز اہم علیہم السلام  
والارض یعنی پس نہ روئے اُن پر آسمان اور زمین اہل اللہ تعالیٰ کی  
فضیلت میں اہل طاعت سے تنبیہ اور اُتھار ہے اس واسطے کہ زمین اُن پر  
روئی ہے اور اُن لوگوں پر جو دنیا کی طرف رغب اور ہوس کے تابع ہیں

نہیں ہوتے تو اہل خانقاہ دینی رجال اور مریدین اس واسطے کہ ان لوگوں نے اپنے  
 نفوس کو اللہ تعالیٰ کی طاعت پر بند کر دیا ہے اور اللہ کی طرف ٹوٹ پڑے تو اللہ نے  
 ان کے لیے دنیا کو خاتمہ بنا دیا۔ عمران بن حصین نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اللہ کا ہو یا اللہ کے لگا ہوا یا اللہ کے ساتھ ہو یا اللہ کے  
 اور اس کو رزق اس طرح دیتا ہے جس کا وہ حساب نہیں کرتا اور جو شخص دنیا کا ہو یا  
 اسے اللہ اسی دنیا کے سپرد کرتا ہے۔ اور اصل رباط وہ ہے جو چین ٹھوڑے باندھے  
 جائیں پھر ہر ایک قلعہ اور درندہ کے لیے رباط عمل ہو کہ اس کے باشندے اپنے  
 اگلے پچھلے دشمنوں کو دفع کوئن تو مجاہد رباط اپنے اس پاس داسے کو مدافعت  
 کرتا ہے اور رباط کا رہنے والا اللہ کی طاعت پر جو اس کی ذات اور دعائے بلندگان خدا  
 اور ان لوگوں سے دور ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا  
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر آئینہ نیک سلمان کے سبب اس کے  
 گھر کی اور ہمسایہ کے سر آدمیوں سے بلا دور ہوتی ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 روایت ہے کہ فرمایا۔ اگر اللہ کے بندے نماز پڑھتے اور چمکے دودھ پیئے اور میوے  
 چرتے نہوتے تو ہر آئینہ تمھارے اوپر اللہ خدا بخت ڈالتا اور جو خوب کو تیار اور  
 پیتا۔ اور بن عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ  
 اللہ تعالیٰ ایک مرد کی صلاح اور نیکو کاری سے اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد  
 اور گھر والوں اور اس پر بیویوں کو صاحب صلاح و طہارت کرتا ہے اور ہر آئینہ اللہ کی  
 حفاظت اور دنیا میں رہنے کے جب تک یہ شخص ان میں سے ہے گا۔ اور داؤد بن صالح  
 نے روایت کی کہ کہا کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے مجھ سے کہا اے میرے بھتیجے



کیا تو جانتا ہے کہ یہ بیت اسبر و اصبار و اور بطوار و اخراج رہو اور تعالیٰ میں غنی ہو کر  
 اور لگے رہو کس چیز کے حق میں نازل ہوئی ہے میں نے کہا کہ نہیں کہا ہے میرے بھتیجے  
 زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے غزوے اور جہاد نہیں تھے جنہیں مگھوڑے  
 بانڈھے جاتے مگر وہ انتظار ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد تنہا پس بباطن نفس کے  
 جہاد کے لیے تھا اور باشندہ بباطن کا مرد بباطن کا ہے، قال اللہ تعالیٰ وجاہد  
 فی اللہ حق جہاد یعنی جہاد کرو اس کی راہ میں جو اس کے جہاد کا حق ہے عبد اللہ بن  
 مبارک نے کہا وہ مجاہدہ نفس اور ہوی کا ہے اور وہ حق جہاد ہے اور وہی جہاد کہ  
 ہے اس روایت کے موافق جو حدیث شریف میں وارد ہے کہ ہر نبی رسول مصلیٰ علیہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا یا نبی بعض ضرورت سے واپس تشریف لائے کہا ہم نے جہاد  
 صغیرے جہاد کہیں طرف رجوع کی اور مقول ہے کہ ہر نبی بعض مہاجرین نے اپنے ایک  
 بھائی کو لکھا ہے وہ غزوہ کے لیے ملا تھا تو اس کو لکھا بھائی میرے کل سرور اور وزیر  
 میرے لیے ایک گھوڑا بھیجیں اور دروازہ مجھ پر بند ہے جو وہاں میں اس کے بھائی نے  
 لکھا اگر کل آدمی ایسے ہوتے کہ جو تو نے اپنے اوپر لازم کیا ہے وہ بھی لازم پکڑتے  
 تو مسلمانوں کے کاموں میں خلل پڑتا اور کافر لوگ غالب آتے ہوا سب غزوہ اور  
 جہاد سے چارہ نہیں ہے پھر اسے لکھا کہ اے میرے بھائی جس کام پر میں ہوں اس کو  
 اگر سب آدمی لازم پکڑتے اور اپنے اپنے گوشوں مصلوں کے اور اللہ اکبر کہتے تو  
 قسطنطینہ لپیٹنے لگتے کہانے کہا ہے عبادت قانون میں نیک نیتی اور صفائی باطن کے  
 ساتھ آواروں کا بلند کرنا ان مقصدوں کو عمل کر دیتا ہے جو کونو اظہار و دلکشی میں ڈالتے  
 ہیں تو اباب بباطن کا جہاد و عباد کو موجب برکات ہوتا ہے جبکہ ٹھیک اس

طریقہ پر جو جسکے لیے ربط موضوع اور مقرر ہوا اور باب ربط تسنن معاملہ اور رعایت اوقات کے ساتھ ثابت ہوں اور اعمال کے تباہ کرنے والوں سے ضبط اور احوال کے اصلاح کرنے والوں پر افتادہ دوسری سطحی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا اس آیت کے معنی میں اصبر و اصاب رو اور ابھو کہ دنیا سے بامید سلامت جبر کرو اور لڑائی جہاد کے وقت ثبات اور استقامت کے ساتھ شکیبائی اور نفس امارہ کی ہوا و ہوس کی بندش کرو اور نہ ہست جو تھار سیٹھی آتی ہو اس سے خوف کرو اور بچو شاید کہ بساط کراست پر کل کے دن تم فلاح پاؤ اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ میری بلا پر صبر اور سکون کرو اور میری نعمتوں پر بازداشت نفس اور میرے دشمنوں کے گھر میں گھوڑے باندھو اور میرے غیر کی محبت سے بچو شاید کہ کل میری بقا سے تم فلاح اور نظریاؤ اور درباط یعنی خانقاہ کے باشندوں کی شرطیں یہ ہیں خلق کے ساتھ معاملہ لغت اور معاملہ کافق کے ساتھ جاری کرنا اور حصول حاش کو سبب الاسباب کے بحرو سے پرچھوڑ دینا اور بھیتوں سے نفس کو باز رکھنا اور برے انجام سے پرہیز کرنا اور اپنے رات دن کو عادات قدم کے عوض عبادت کو سے وصل کرنا۔ اوقات کا بچنا اور دوطایف سے لگے رہنا اور نمازوں کا منتظر رہنا اور غفلت سے پرہیز کرنا تاکہ اس کے سبب وہ مربوط مجاہد ہو جاوے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ وضو کا کرویات میں پورا کرنا اور قدموں کا مساجد کی طرف بڑھانا اور ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد انتظار کرنا خطاؤں کو خوب ہی دھوڑتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سنو میں اس بات کی

تعمین خبر دیتا ہوں جس سے اللہ تمہاری خطائیں معاف اور درجہ تمہارے بڑھائے  
 صحابہ نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا اس باع ابو ضور فی المکارہ و کثرة الخطا  
 الی المساجد و قنطار الصلوة بعد الصلوة قد لکم الرباط قد لکم الرباط  
 یعنی تکلیفات میں اچھی طرح وضو کرنا اور مسجدوں کو زیادہ چلنا اور ایک  
 نماز کے بعد دوسری نماز کی راہ دیکھنی پس یہ رباط ہے پس یہ رباط یعنی  
 جہاد کا اسمیں تو اب ہے

چودھوان باب اہل صفہ سے خائفہ والوں کی مشابہت کے  
 بیان میں ہے

قال اللہ تعالیٰ السجد اس علی التقویٰ من اول یوم اتی ان تقوم فیہ فیہ رجاء کجوں  
 ان یتطردوا و السجد اس طہرین یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر آئینہ وہ مسجد جس کی بنیاد  
 تقویٰ پر رکھی گئی پہلے ہی دن سے اس کے مستحق تھے کہ آئینہ تو قیام کرے آئین  
 ایسے مرد ہیں جو چاہتے ہیں کہ خوب ہی صاحب طہارت ہوں اور اللہ اہل طہارت  
 کو دوست رکھتا ہے۔ یہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف ہے  
 ان سے پوچھا کہ تم لوگ کیا عمل کرتے ہو جو اللہ نے تمہاری تعریف اس منزل  
 کے ساتھ کی ان صحابہ نے کہا کہ ہم دھیان کے لینے کے بعد آبدست لیتے تھے  
 اور یہ پورے کے مثل جو آداب ہیں صوفیہ کا روضہ ہر ربط کی ملازمت اور اس کا  
 عند کرتے ہیں اور رباط ان کا گھر اور خیمہ خرگاہ ہے اور ہر قوم کا ایک گھر ہے اور رباط  
 ان کا گھر ہے اور ہر آئینہ اہل صفہ اس بڑا دین مشابہ ہو گئے ہیں اس حدیث کے  
 موافق جو علمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا کہ وہ جب مدینہ

میں آتا اور مذہب میں اسکا کوئی شخشا ہوتا تو اس کے بہان اترتا پھر اگر وہ ان کوئی جان پہچان نہوتا تو صفہ میں اترتا اور میں ان لوگوں میں سے تھا جو صفہ میں اترتے تو قوم جو رباط میں تھی بانجم ان کے ربط ضبط تھا ایک ارادہ اور غم اور یکساں اجول پر متفق تھے اور اس معنی کے خاطر ربط موضوع ہوا کہ باشندے اس کے موصوف اس صفت میں ہوں جو اس آیت میں ہے قال اللہ تعالیٰ ذر عظامی صدورہم من علی انخوانا علی سر متقابلین یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور نکال دیا ہم نے ان کے سینوں میں سے جو کچھ کہینہ تھا بھائی بنا کر ان کے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوئے اور یہ مقابلہ باطن اور ظاہر کے برابر اور یکساں ہوئے ہے اور جس نے اپنے بھائی کے لیے دل میں کہینہ کھا تو وہ اس کے مقابل نہیں ہے اگرچہ منہ اسکا اسکی طرف ہو پس اہل صفہ اس طرح کے تھے وجہ یہ کہ کہینہ اور حسد کا خوش وجود دنیا ہی اور دنیا کی محبت کل خطاؤں کی اصل ہے تو اہل صفہ نے دنیا کو ترک کر دیا اور وہ یہ کھیتی کرتے تھے اور نہ دودھ کے جانور یا تھے تھے پس ان کے باطنوں سے کہینہ اور بغض دور ہو گیا اور اسی طرح اہل ربط اپنے ظاہر اور باطن کے ساتھ متقابل اور الفت اور مودت پر متفق تھے اور کلام اور طعام کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں اور اجتماع کی برکت کو جانتے ہیں۔ وحشی بن حریف نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کی کہ ہر کہینہ اہل صفہ نے کہا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے فرمایا ید کہ تم علیحدہ علیحدہ اپنے کھانے پر بیٹھتے ہو تم جمع ہو اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اللہ تمہارے لیے اس میں برکت دے گا اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہ خوان پر کھانا کھایا اور چھوٹے پیالے میں وزہ اُنکے لیے باریک چائی پکاائی گئی تو پوچھا کہ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے کہا کہ دسترخوان پر پس عینا داوڑ باندھنے نہائی چاہی اس وجہ سے کہ اجتماع سے امتزاف آئے گی اور اس سبب سے کہ اُنکے نفوس جواوہوسوں کو جمع کدے ہیں اور غیر مقصود چیزوں میں غور کرتے ہیں تو سلامتی انھوں نے نہائی میں رکھی اور صوفیہ نے اپنے قوت عمل اور صحت حال کی وجہ سے اسکو دور اپنے سے کر دیا اور جماعت خانوں میں مصلے پر جمع ہونا اچھا جانا پس ہر ایک کا سجدہ اسکا گوشہ ہی اور ہر ایک نے اپنے اپنے مقصود کے لیے قصد اور گوشہ کی اور شاید ایک بھی انہیں سے نہو کہ قصد اسکا اپنے سجادہ سے قدیم تر تھا اُسے اور اُنکے لیے مصلے اختیار کرنے میں ایک وجہ سخت سے ہی ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اُنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بویا پوست خرما سے بنایا کرتی تھیں آپ رحمت کی نماز پڑھا کرتے اور بیویوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ وہ مسجد میں اپنے لیے کچھ رکھتا تھا اُنکے لئے تاکہ اُس پر ٹیرھیں اور باو میں جوان اور بوڑھے اور اہل فہم اور صاحب فہم سب ہی قسم کے ہوتے ہیں تو شائع ضعیف گوشہ نشینی کے لیے زیادہ لائق ہیں اس نظر سے کہ نفس خواہشمند خواب و آرام کا ہوتا ہے اور حرکات اور سکناات میں نہائی اور فرد چاہتا ہے تو نفس فرد اور غیر فرد کا متعلق نہ رہتا اور آسانی میں ہوتا ہے اور جوان کا جی جماعت خانہ میں بیٹھنے سے گھٹتا ہے اس سبب سے کہ دُعا کی نظر کے سامنے ہونا پڑتا ہے اور

تاکہ انجیر بہت سی نگاہیں پڑیں اور وہ نقید اور ادب آموز ہو اور یہ بات حاصل  
 نہیں ہوتی الا جبکہ جماعت خانہ میں گروہ خانقاہ حفظ اوقات اور ضبط انفاس  
 اور نگہداشت جو اس کا اہتمام کرتا ہے ہوں جیسے کہ اصحاب رسول احمد علی علیہ  
 وسلم تھے لکل امرئ منہم یومئذ شان یعنی آج کے دن انہیں سے  
 ہر ایک شخص کے لیے ایک شان ہو جو اسکو میں ہو انکو آخرت کے ارادہ سے  
 وہ کام تھے جو باہمی اشتغال سے بے پروا اور فارغ تھے اور اہل صدق و فضیلت  
 کے لیے ایسا ہی سرور ہے کہ انکا اجتماع اُنکے وقت کے لیے باعث عزت ہو  
 اور جب جو ان کی اوقات میں کھیل اور ماس ہوئے تھیں انداز ہوا تو اولی یہ ہو  
 کہ جو ان طالب تنہائی اور گوشہ نشینی اپنے ہر لازم کرے اور شیخ ایک گوشہ اور مکان  
 خلوت جو ان کو دے گا تاکہ جو ان اپنے نفس کو ہوائے نفسانی اور کمی باتوں  
 میں دھیان دینے سے باز رکھے اور شیخ جماعت خانہ میں رہے کہ حال اسکا  
 قوی ہو اور مدارت خلق پر صبر کر سکا ہو اور محبت و امتداد کے بدر انجام  
 سے رہیں ہو اور جماعت میں اسکا وقار و جود ہو تو غیر اس کے انضباط حاصل  
 کرتا ہو اور وہ مکدر نہیں ہو واد خدمت کی شرح یہ ہو کہ جو شخص خانقاہ میں داخل  
 ہو اور معاملہ کا فرہ ہوتے نہ کھاتا ہو اور جو ان مقبہ سے وہ خبر درویش ہو تو اسکی  
 شان یہ ہو کہ خدمت پر نامور کیا جائے تاکہ اسکی عبادت اسکی خدمت ہو اور جس  
 خدمت سے اہل اللہ کے قلوب کو اپنی طرف کھینچے اور متوجہ کرے تو اسکی  
 برکت اس کے شامل حال ہوگی اور عبادت میں جو بھائی مشغول ہیں انکو ہر  
 دے گا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہو من احوۃ بطالبہ

الی بعض احوال فی بعضی بعضہم الی بعض احوال فی بعضی بعضہم الی بعض احوال فی بعضی بعضہم الی بعض احوال فی بعضی بعضہم  
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب مومن بھائی ہیں انہیں کا ایک  
 دوسرے سے حاجت ردائی چاہتا ہے تو وہ ایک دوسرے کی حاجت بر لاتے ہیں  
 اللہ انکی حاجت کو قیامت کے دن روا کرے گا دین بہت بوسیلہ خدمت بیکار  
 سے جودل کو فروہ کرنی ہے محفوظ رہتا ہے اور قوم صوفیہ کی خدمت بیکار اعمال صالحہ  
 اور یہ کامیابیوں کے طریقوں سے ایک طریق ہے کہ اوصاف جمیلہ و احوال حسنہ انکو  
 حاصل کرانی ہے اور جو کوئی انکی خدمت سے نہیں ہے اور نہ تراش مند اور نہ اسے کا انکی  
 ہریت سے ہے تو ایسے لوگوں سے خدمت لینا پسند نہیں کرنا۔ وقت ابن لاری سے  
 روایت ہے کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور وہ مجھ سے کہا کرتے  
 کہ مسلمان ہو اسو اسٹے کہ اگر تو اسلام لے آئے تو مسلمانوں کی امانت میں تجھ سے  
 مددوں کو نہ لاتی نہیں بلکہ انکی امانتوں کے کام میں اس شخص سے امداد طلب کروں  
 جو انہیں سے یعنی مسلمان ہو کہ انکی امانتوں کے کام میں انکا کیا تو عمر نے کہا کہ میں بزرگ ہوں  
 نہیں ہے جب انکی وفات تھا وقت قریب آیا تو مجھے آواز دیا اور کہا جاننا تمہارا  
 ہی پاس ہے تو قوم خدمت اختیار کو کہہ جاتے ہیں اور انکی اس کار میں سے بھی انکا  
 کرتے ہیں جب اسکا یہ ہے کہ جو شخص انکے طریق کو پسند نہیں کرتا تو اکثر اوقات  
 انکو دیکر کے مسرت کا خواہان ہو جاتا ہے بڑھ کر ان سے منافع ہے جو انکے سبب  
 ملتے ہیں اسو اسٹے کہ یہ حضرات بھی بشر ہیں اور ان سے بہت امور اقتضار  
 بشری سے ظاہر ہوتے ہیں اور غیر جسکو انکے مقاصد کا علم نہیں ہے ان سے انکا  
 کرنا ہے اور اعتراض جڑتا ہے اور ان حضرات کا اسوجہ سے کہ طق پر انکو شفقت ہے

ہنگامہ آفرینہ اس راہ سے کہ وہ کسی ایک مسلمان پر اپنا خزانہ اور علیحدہ تہ تیلا میں  
 اور طالب جوان نے جب اہل اللہ کی خدمت کی جو اسکی ملاقات میں گئے ہوئے  
 تو خواب میں انکے شریک ہونا ہوا اور جہان کہیں اسکو اہلیت خدمت کی انکے  
 احوال بلند اور روشن کی باعث نہ تو خود انکی خدمت کا اہل ہوا اسکی یہ خدمت کوئے  
 اس واسطے کہ خدمت اہل قرب کی نشانی اللہ تعالیٰ کی محبت کی ہر حضرت انس  
 بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہر کہ کہا جس وقت ترک سے حضرت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو فرمایا مدینہ سے جب قرب ہوئے کہ ہر ائینہ مدینہ  
 میں بہت توہین ہیں کہ تم نے کوئی سفر نہیں کیا اور نہ کوئی فراخ راستے پہاڑوں  
 کے طرے گریہ کہ وہ توہین تمہارے ساتھ تھیں صحابہ نے کہا اور یہ بھی مدینہ میں  
 موجود ہیں فرمایا ان انکو عذر نہ دے روک لیا پس قوم کا فخر متلک ز تصور کے عذر اور  
 مالاہلیت کے سبب قوم کے درجہ تک پہنچنے سے ترک کیا اس کے بعد وہ ہندوستان  
 کے اس پاس جو طرفہ گھونٹے لگا اس حالت سے کہ خدمت میں وہ اپنی گوشہ نشینی  
 کرتا تھا جہاں شفقت کی نگاہ سے ممنوع آیا وہاں کام خدمت سے عذر خواہی  
 اور معافی چاہتا تھا پس اللہ اس پر اسے خرا دیتا ہر جو بہت اچھی اور عمدہ ہوا  
 اور بہت بڑی عطا اسکو انرا دانی فرماتا ہر اور اسی طرح اہل صفہ و تقویٰ پر ایک  
 دوسرے کی معاونت کرتے تھے اور دنیا کے مصالح اور دین سے غارتگی کی  
 خیمہ خدائی پر اتفاق کرتے تھے

نذر حوان باب ارباب رابط اور صوفیہ کے خصوصیات کے  
 بیان میں ہر اور یہ شخص اس خیرون میں تہر جکا وہ با اتم



معاہدہ اور ان کے ساتھ مضامینہ اور مجادلہ کرتے ہیں

جان رکھو کہ اس خانقاہ کی بنیاد سیّدی کی رشت سے ہے اور اہل خانقاہ کے ایسے احوال ہیں جنکے باعث وہ غیر طوائف سے ممتاز ہو گئے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے راستہ پر ہیں۔

قَالَ اَللّٰهُ تَعَالٰی اَوَّلَ مَا خَلَقَ

ہدی اَللّٰہ جہد اہم ائمہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ ہیں جن کو

اللہ نے ہدایت کی ہے تو انکی ہدایت کی پیروی کر اور جو کچھ تصور چاہے

زمانہ کے بعض لوگوں میں دیکھا جاتا ہے اور انکے سلف کے طریقہ سے خلاف

پایا جاتا ہے اس سے کوئی حرج اور اعتراض انکے اصل امر اور صحت طریق میں

نہیں ہوتا اور اس قدر آثار گذشتہ سے باقی ہے اور صوفیوں کا خانقاہ میں جمناؤ

اور جو کچھ کہ انکے لیے اللہ تعالیٰ نے نرمی اور لطف سے بھیجا ہے وہ مناسخ سلف

کے باتنوں کی جمیعت کی برکت اور عطا حق کے آثار سے ہے جو انکے حق میں تھی

اور اب جو خانقاہوں میں اجتماع طاعت حق اور ادب ظاہری کے رسوم پر ہے

وہ درحقیقت عکس اس نوع جمیعت کا ہے جو سلف کے باتنوں سے اور سلف کے

طریق پر خلاف کے سلوک سے رہ گیا ہے تو وہ خانقاہ میں ایسے ہیں کہ گویا تیسرے

ہاں اور انہیں قلوب متقی اور عزم متحہ ہیں اور یہ بات غیر گروہوں میں نہیں

پائی جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے وصف میں فرمایا ہے کہ انہیں بتیان

اور ان میں جو ایک دیکھتا دیکھتا ہوئی مضبوط ہے اور انکے برخلاف

انہوں کی طرف سے ہے فرمایا کہ تم یہ سمجھو کہ جمع ہیں اور حال انکے دلی انکے پرانہ

ہیں نعمان بن بشیر نے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وہ مسلم ہے، سنا ہے کہ فرماتے تھے مومن لوگ ایک آدمی ہی کے بدن کے مثل ہیں جب ایک عضو میں اُسکے اعضا سے درد ہو تو کل بدن دردناک ہو جاتا ہے اور جب ایک مومن دردناک ہو تو سب مومن دردناک ہو لیں صوفیہ کے وظائف لازمی سے یہ ہر کیفیت باطن کا حفظ کریں اور تفرقہ کو برائیت کی باطن کے اذان سے دور کریں اس واسطے کہ یہ لوگ روح کی نسبت سے شمع ہیں اور تالیف انہی کے رابطہ سے باہم شفق ہیں اور قلوب کے مشابہہ سے موافق ہیں اور نفوس کی راستگی اور قلوب کی صفا کی کے لیے خانقاہ میں باہم بندھے اور ملے ہوئے ہیں تو ان کے لیے لغت اور قود اور خیر خواہی سے چارہ نہیں اور وہ ضروری اور لا بد ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ مومن ملتا اور لغت کرتا ہے اور اُس سے دوسرا لغت کرتا ہے اور حیر اُس شخص میں نہیں ہے جو نہ دوسرے سے ملے اور نہ اُس سے دوسرا شخص ملے اور لغت کرے اور حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ اُن کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ارواح جنو مجندہ یعنی لشکر مجتمعہ ہیں تو جو اسی میں جاتا ہے سچا سنا ہے کہ وہ لغت کرتا ہے اور جو انجان اجنبی ہے وہ الگ رہتا ہے اور پس اُن کا یہ حال ہے کہ اپنی جمیعت سے اُن کے باطن مجتمع ہوتے ہیں اور نفوس اُن کے پابند ہوتے ہیں اس واسطے کہ بعض اُن میں سے دید باقی اور نگاہ رکھنے والے دوسرے بعض کے ہیں اس حدیث کے موافق کہ مومن آئینہ مومن کا ہے تو جب کبھی اُن میں سے کسی ایک کی طرف سے تفرقہ کا نشان ظاہر ہوتا ہے یہ لوگ اُس سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ تفرقہ

ظہور نفس سے ظاہر ہوتا ہے اور نفس کا ظہور وقت کا حق شائع کرنے سے ہے یہی بہتر وقت  
 نفس فقیر کا ظہور کرتا ہے تو اس سے وہ جان لیتے ہیں کہ جمعیت کے دائرہ سے  
 بہتر شخص باہر ہو گیا اور اسپر علم لگا دیے ہیں کہ اسے وقت کا حکم تلف کیا اور کیا  
 اور حسن رعایت کو چھوڑ دیا تب وہ دائرہ جمعیت کی طرف متاخر کے ساتھ کھجا جاتا ہے  
 محمد عبداللہ نے کہا کہ میں نے رویم کو کتنے سنا ہے کہ صوفیوں میں خیر جب ملک ہنر  
 کہ وہ باہم متاخر رکھیں اور جبکہ صلح کو بن اور باہم مل جائیں ہلاک اور تباہ ہو جائے  
 ہیں اور رویم سے یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ایک دوسرے کی جاسوسی اور  
 جو یا کی رکھیں اس خوف سے کہ نفس ظہور کرے کہتے ہیں کہ جب باہم صلح کر لیں اور  
 اپنے درمیان سے متاخرت کو دور کر دیں تو خوف ہے کہ بنیاد باطنوں میں سالمیت  
 اور نشاط مل جائے اور آداب غاصص کے ترک میں ایک دوسرے سے  
 چشم پوشی اور درگزر کرے اور اس ذریعہ سے نفوس کا ظہور اور استیلا ہو اور یہ سب  
 قرین انطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے کہ اللہ اس شخص پر رحم کرے جو مجھے میرے  
 عیبوں کی طرف رہنمائی کرے۔ محمد بن نعمان نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر  
 رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اور انصار کی ایک مجلس میں کہا کہ خبر دو تم مجھے کہ  
 اگر بعض امور کے اندر میں میں رخصت دوں تو تم کیا کرو گے کہ ہم خاموش ہو جائیں  
 کہا پس اسے دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ خبر دو تم مجھے اگر میں بعض امور میں رخصت  
 دوں تو تم کیا کرو بشرط اس حد کے کہا اگر میں یہ کام کروں تو تجھے ہم ہر  
 سہام ملے گا کہیں تب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اب تم ہو یعنی اپنی صفات  
 رعلیٰ مخصوصہ کے ساتھ قائم ہو اور جب نفس صوفی عقب اور خست و مست

کے ساتھ اپنے بعض بھائیوں کے طور کرے تو اس کے بھائی کی شرط یہ ہے کہ اس کے  
 نفس کو اپنے قلب کے ساتھ مقابل کرے اس واسطے کہ نفس جب قلب کے ساتھ  
 مقابل ہوتا ہے تو شر کا مادہ بیٹھ جاتا ہے اور جب کہ نفس کے مقابل نفس ہوتا ہے  
 میں جوش آتا ہے اور عصمت چلی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بہت اچھی بات  
 کے ساتھ تو جواب دے پس ناگاہ وہ شخص جس کے درمیان اور تیرے عداوت ہے  
 کو پاک و گہرا دوست ہے اور یہ نہیں دیا جاتا مگر انھیں لوگوں کو جو سب کر رہے ہیں  
 پھر شیخ یا خادم کے پاس جب کوئی فقیر اپنے بھائی کی شکایت لے جائے تو اسے  
 پہنچتا ہے کہ ان دونوں میں سے جس پر خلی ظاہر کرے پس زیادتی کرنے والے کو  
 کہے کہ کس واسطے تو نے اسپر تعدی کی اور جس پر تعدی ہوئی اس سے کہے کیا تو نے  
 گناہ کیا تو نے یہاں تک کہ میرے اوپر اسپر تعدی کی اور میری اور تسلط کیا اور  
 آیا تو نے اس کے نفس کا مقابلہ اپنے قلب سے کیا یا نہیں کیا تاکہ اپنے بھائی سے  
 نرمی تو کرے اور نفرت اور محبت کا حق ادا کرے تو ہر ایک ان دونوں میں سے  
 تصور دار اور دائرہ جمعیت سے خارج ہے تو وہ نفرت کے ساتھ دائرہ کی طرف  
 پھیرا جاتا ہے تو وہ استغفار کرتا ہے اور صلہ کی راہ نہیں چلتا حضرت عائشہ  
 رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ  
 میرے ان لوگوں میں سے مجھے کہہ کہ وہ جب بھلائی کریں تو خوشنمون ہوں اور  
 جب بُرائی کریں تو استغفار کریں تو استغفار ظاہر میں بھائیوں کے ساتھ اور باطن میں  
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوگی اور اللہ تعالیٰ کو وہ اپنے آپ کے استغفار  
 میں دیکھتے ہیں تو اسی واسطے وہ صف نعال میں اپنے قدموں پر

کھڑے ہوئے تین سبب تو وضع اور انکساری اور اپنے شیخ کو میں نے ایک فقیر  
 سے گئے ہوئے تھا جبکہ اسکے اور اسکے بعض بھائی کے درمیان وحشت پیدا  
 ہوئی تھی اور استغفار کر تو فقیر کہتا تھا میں اپنا باطن صاف نہیں پاتا اور نہ  
 استغفار کرنے پر بغیر صفائی باطن کے استغفار سے بے کمر ہونا اختیار کرتا ہوں  
 پھر شیخ کہتا تھا کہ تو اچھو تو تیری سعی اور قیام کی برکت سے صفائی تجھے روزی ہوگی  
 تو وہ یہ پاتا تھا اور اسکا اثر فقیر پر معلوم ہوتا تھا اور دل نرم ہوتے تھے اور وحشت  
 دور ہوتی تھی اور یہ اُسی گروہ کی خاصیت ہے کہ وہ رات کو نہیں سوتے اس  
 حالت کے ساتھ کہ باطن اُنکے وحشت کے بھرے ہوں اور کھانے کے لیے  
 جمع ہوتے ہیں جب اُنکے دلوں میں وحشت ہو اور وہ جمعیت ظاہری کسی  
 چیز کے اپنے امور میں نہیں پاتے جب تک کہ اُنکے باطن مجتمع نہ ہوں اور تفرقہ اور  
 پرانگی در نہ ہو پھر جب استغفار کے لیے فقیر کھڑا ہو تو اسکے استغفار کا  
 رد کرنا کسی حال میں رو نہیں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا رحم کرو تم رحم کیے  
 جاؤ گے اور خوش ہو جاؤ گی خوش نش ہوگی۔ اور صوفیہ کے لیے بعد استغفار شیخ کے  
 ماتہ چہنہ میں ایک اصل سنت ہے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا میں ایک سر پرست  
 جمعیت فوج قلیل میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا تو لوگوں  
 بکسو ہوئے اور پھر گئے اور میں انہیں لوگوں میں سے تھا جو پھر گئے تھے تو ہم نے  
 کہا ہم کیا کریں ورنہ ہمارے ہم دشمن پر حملہ کرنے سے بھاگ گئے اور غضب میں پڑے  
 پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم مدینہ میں داخل ہوں تو اُسیاں تو بہ کریں گے پھر

ہم نے کہا کہ ہم اپنے تین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش کوں  
 پس اگر ہماری توبہ قبول ہو تو بہتر ورنہ ہم کہیں چلے جائیں گے پھر ہم نماز صبح سے  
 پیشتر آپ کی خدمت میں آئے پس آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کون قوم  
 ہو ہم نے کہا کہ ہم چکوڑے ہیں فرمایا کہ نہیں بلکہ لڑائی میں عسکار ہو میں تمہارا گروہ  
 ہوں ہم گروہ مسلمانان میں عرب میں محاورہ ہے عسکار اجل ہر امر جبکہ وہ شخص پھر سے  
 بعد ازان لوٹ کر حملہ کرے اور عسکار معنی عطا ہے اور رجاء یعنی پھر سے دہلے  
 اور لوٹنے والے کے ہر کہا پھر آپ کے پاس آئے اور ہاتھ چومے۔ اور  
 روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح جب وہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
 نے ہاتھ چومے اور ابی ترغوی سے روایت ہے کہ کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی خدمت میں آئے پھر میں آپ کی طرف اُترا اور آپ کے ہاتھ کو  
 بوسہ دیا اور یہ ہاتھ کے بوسہ دینے میں رخصت جواز ہے ولیکن صوفی کا ادب  
 یہ ہے کہ جب اپنے نفس کو دیکھے کہ اس سے افتخار و تعزز کرے یا اپنے وصف  
 کو ظاہر کرے تو اس سے باز رہے اور اگر اس سے محفوظ رہے تو مضائقہ نہیں  
 کہ ہاتھ کو بوسہ دے اور بھائیوں سے گلے ملے بعد ازان کہ وہ استغفار کر چکے  
 بایں وجہ کہ ہوسے رخصت سے اُفتخار کی طرف رجوع کی اور تعزز کہ سبغہ عزت  
 سے جمعیت کے دل میں آئے تو نفس کے غلبہ سے وہ غریب و لوطین اور  
 بعد ہوسے اور نفس کی غیبت اور استغفار سے اور ڈٹائے اور جس نے ہوسے  
 بھائی سے معافی چاہی اور اسے قبول کیا تو خطائی دور ہے بلکہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی بابت وعید آئی ہے کہ اب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص کے سامنے اُس کے بھائی نے  
 مہذبت کی اور اُس نے قبول نہ کی تو اُس پر وہی عائد ہو جو اُس شخص پر کہ خراج کے  
 لینے اور بیع کے اندر تشویش پیدا کرے۔ اور جائز نے بھی جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جس شخص سے کوئی مہذبت اور باز نشست  
 ازگناہ کرے اور وہ قبول نہ کرے حوض کوثر پر وارد ہوگا اور سنت سے یہ بات  
 ہے کہ بعد استغفار بھائیوں کے لیے کچھ پیش کرے روایت ہے کہ کعب بن  
 مالکؓ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہر آئینہ میری تو بہ  
 سے ہے امر ہے کہ اپنے کل مال سے الگ ہو جائوں اور اپنی قوم کے گھروں کو ہجرت  
 کروں حسین میں نے گناہ کیا ہے تو نبی علیہ السلام نے اُس سے فرمایا ایک  
 تنہا کی اس میں سب تجھے کافی ہے تب سے صوفیہ کی پیشت ہو گئی کہ بعد از استغفار  
 و مسافرت کے نادان کا سوا بلکہ کہن اور بے یسبب قصد مالت کی فرض سے  
 ہیں تاکہ اُن کے باطن جمیعت پر ہوں جیسے کہ اُن کے ظاہر جمیعت سے ہیں اور یہ وہ  
 امر ہے جس کے ساتھ حضرت اب صوفیہ سفرو اور کیا طوائف اسلام سے ہر گئے ہیں  
 پھر فقیر کی شرط جب کہ وہ خانقاہ میں سکونت کرے اور جانتے کہ اُس کے مال و قوت  
 سے کھائے یا آئین سے جو باشندگان خانقاہ کے ہے در یوزہ گری سے  
 غالب کی جائے یہ ہر کہ اُس کے سامنے شغل باہر سے ایسا ہو جس میں کسب کی  
 گنجائش نہ ہو کہ جو بیکاری اور امور غیر محض میں غور و فکر کے لیے اُس کو  
 ترست ہو اور جدوجہد سے اہل روزہ کے شرائط پر قائم نہ ہو تو اُس کو سزاوار  
 نہیں ہے کہ مال خانقاہ سے کھائے بلکہ اکتساب معاش کرے اور اپنی

لکائی سے کہا کہ اس لیے کہ خانقا کا کھانا ان لوگوں کے لیے ہو چکا اس کے ساتھ مل  
 کامل ہو گیا ہر تو اس کی خدمت اہل دنیا اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اپنے مولا کی خدمت  
 میں مشغول ہیں الا یہ کہ وہ ایک شیخ عالم بقیہ کے زیر سیاست ہو چکی صحبت سے  
 نفع حاصل ہو اور اس کی ہر بیت سے راہ راست پاتا ہو اور شیخ کی اس سے ہو کہ مالی  
 خافہ سے اس کو کھانا ملے تو شیخ کا تصرف ضرورت بعینہ سے ہو گا اور بخل ان شاؤ  
 کے جو اس معاملہ میں شیخ کو ہو یہی ہے کہ نیت اس کی ہو کہ اس کو فخر کی خدمت میں  
 مشغول کرے اس صورت میں جو وہ کھانا ہو اس کی خدمت کے عوض میں ہو گا۔  
 ابو عمر والا حاجی سے روایت ہے کہ کہا مدت تلک میں جنید کے پاس رہا تو مجھے  
 کبھی ہرگز اُس نے نہ دیکھا مگر یہ کہ کسی قسم کی عبارت میں مشغول تھا اور مجھ سے  
 نہ بولے تھے کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ جماعت سے مکان خالی تھا تو میں اُٹھا اور  
 کپڑے اپنے اُتارے اور مکان صاف کیا اور پاکیزہ کر دیا اور پانی اسپر چھڑکا اور  
 طہارت کی جگہ کو دھویا پھر شیخ ادھر آئے اور میرے اوپر گر و غبار پڑا ویسا تو  
 میرے لئے دعا کی اور کہا مہربان خدایا اسے علیک برائیں بار  
 اور عیسیٰ شاخ صوفیہ جو انان نوخیز کو خدمت کی طرف بلائے تھے میں تاکہ کیا رسی  
 سے وہ محفوظ رہیں اور ہر ایک کو ایک حصہ حائلہ کا ملتا ہے اور ایک حصہ  
 خدمت کا۔ ابو مخزومہ سے روایت ہے کہ کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے  
 لیے بانی زفرم سے کھینچنا اور بلانا اور بنی عبدالدار کے واسطے درباری  
 اور اسی کی خدمت و خادموں نے کی تفریق میں فخر پر کرتے ہیں اور کسی قسم



کی قدر کے ترک میں ہتھیں معذور ہوتا والا وہ شخص کہ اپنے وقت میں پورا مشغول ہو اور کامل اشتغال سے بیماری مراد اعضا و جوارح یعنی ہاتھ پائیوں سے نہیں ہر والا مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ رعایت اور محاسبہ اور دل کے ساتھ اور جسم کے ساتھ ایک وقت اور دل کے ساتھ بدو نہ جسم کے دوسرے وقت مشغول ہو اور نقصان سے زیادت کی طلب ہو اس واسطے کہ فقیر کا حقوق وقت پر قائم ہونا مشغول کامل ہے اور اسی سے نعمت فراغ اور نعمت کفایت کا شکر ادا ہوتا ہے اور بیماری میں نعمت فراغ اور کفایت کی ناشکری ہے حضرت سہری علیہ الرحمۃ سے سنا گیا کہ کہتے تھے جو شخص قدر نعمت نہیں جانتا اسے نعمت کا سلب اس طرح ہو جاتا کہ کہ وہ خبر نہیں ہوتا۔ اور کبھی شیخ یعنی بوڑھا اس شخص کے کھانا اناقاہت سے کھاتا ہے معذور ہوتا ہے جو کھانے سے عاجز ہے اور جو ان معذور نہیں یہ باسما علی الاطلاق قوم کے دونوں طریق کے شرط میں ہے باین تفصیل کہ شرع کے فتویٰ کی حیثیت سے نہ اگر وقت کی شرط ہو کہ متصوفہ کے لیے ہے اور جو لباس متصوفہ کے لباس میں ہے اور اگر انکا فرقہ ہے ہو تو اسکا کھانا اور فتویٰ انکے لیے ہاں نہ ملتا ہے اور اس مسئلہ میں نعمت پر تباہی ہے بغیر نعمت کے جو اہل ارادت کا مشغل ہے اور اگر وقت کی شرط یہ ہے کہ جو طریق صوفیہ عملاً اور مالاً رکھتا ہو تو اسکا کھانا انکے لیے نہ رہتا ہے کہ یہ بیکار ہے اور تصبیح اور نماز کے مائل ہیں اور اہل ارادت کے طریق شایخ صوفیہ کے نزدیک مشہور ہیں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثل گوز ہے کی سی مثل ہے شیخ کی نسبت جو لان کرتا ہے اور شیخ کی طرف رجوع کرتا ہے اور ہر شیخ

سین سو گرتا ہر اور بحریمان کی طرات رجوع کرتا ہر قوم اپنا کھانا پیر ہنگارون کو  
کھلاؤ اور مومنون کو نیکی پہونچائے

سوطوان باب سفر اور مقام میں احوال مشائخ کے اختلاف  
کے بیان میں ہر

مشائخ صوفیہ کے احوال مختلف ہیں بعضے ابتدا میں مسافرت کرتے ہیں اور  
نہایت میں مقیم ہوتے ہیں اور بعضے ابتدا میں مقیم اور نہایت میں مسافرت کرتے ہیں  
اور بعضے مقیم ہیں کبھی سفر نہیں کرتے اور بعضے ہمیشہ سفر میں رہتے ہیں اور ایک  
جگہ قیام نہیں کرتے اور ہم ہر ایک کے حال کی شرح کرنیکے اور اسکا مقصد بیان  
کرنیکے جسکی طرات اسکو رغبت ہو۔ تو جس نے ابتدا میں سفر اور نہایت میں قیام  
کی ہر تو قصد اسکے سفر کا بہت باتوں کے لیے ہر انہیں سے یہ ہر کہ علم سے کچھ سیکھے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کہ علم طلب کرو اگرچہ وہ چین میں ہو اور  
بعض نے کہا ایک شخص اگر شام سے اقصائے یں تک ایک کلمہ کہے لیے ہو اسے  
ہر ایت پر ایجاے سفر کرے تو اسکا سفر فوائے نہیں ہو۔ اور نقل ہر کہ جا برین ہر بعد  
نے مدینہ سے مصر کی طرات مینے بحرین ایک حدیث کے لیے سفر کیا اسے یہ خبر  
پہونچی تھی کہ انس اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث  
کرتے ہیں اور ہر آئینہ رسول علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے علم کی  
طلب میں نکلا تو وہ جب تک واپس آئے اسکی راہ میں ہو۔ اور اس قول  
اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہر الساجون کہ وہ لوگ طالبان علم ہیں اور  
ابن ہارون نے روایت کی ہر کہا ہم اباسید کے پاس جاتے تو وہ کہتے

مہربان ہو و صیغہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ ہر آئینہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ لوگ تمہارے تابع ہیں اور زمین اطاعت سے مرد و عورت و ناس و کائنات کے کہ دین کو سیکھیں تو جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں پھر کے ساتھ یاد کرو اور نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے علم کا سیکھنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس بھیجی ہے کہ جس شخص نے علم کے طلب میں سفر کیا اُس کے لیے جنت کا راستہ سہل ہے اور ائمہ امین اُس کے مقاصد سے ایک یہ ہے کہ شایخ اور سچے بھائیوں سے ملاقات کرے پس مرید کے حق میں ہر ایک سچے اور صادق کی ملاقات سے ترقی ہو اور کبھی مردوں کا دیکھنا اُسے نفع دیتا ہے جیسے کہ اسکو مردوں کا قول نفع کرتا ہے اور تحقیق بعضوں نے کہا ہے کہ جس شخص کا دیکھنا تجھے نفع دے تو اُس کا کلام تجھے فائدہ نہ دے گا اور اس قول میں دو وجہ ہیں ایک یہ ہے کہ صدیق مراد بکر فعل کی زبان سے صادق قول کے ساتھ کلام اس سے زیادہ کرتا ہے جو قول کی زبان سے اُسکے ساتھ کلام کرے تو جب سچا آدمی اُس صدیق کی چلت پھرت کی طرف نگاہ کرے اُسکے جانے اور آنے اور اسکی خلوت اور خلوت اور کلام اور سکوت میں کچھ ہر نظر کرنے سے نفع حاصل ہو تو یہ فائدہ اُسکے دیکھنے کا ہے اور جسکے احوال اور افعال ایسے نہ ہوں تو اُس کا کلام بھی نفع نہیں دیتا سو اسطے کہ وہ اپنے چوہی کے ساتھ کلام کرتا ہے اور قول کی تو نہایت طلب کی تو نہایت کے موافق ہوتی ہے اور قلب کی تو نہایت مستقر

ہو گی جس قدر کہ اُسکو استقامت اور قیام واجب فی عبودیت اور اُسکی حقیقت پر ہو گی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ علماء و دانش فی العلم اور مردانِ کمال کی نظر تریاقِ کمال ہے کہ انہیں سے ایک بھی کسی سچے مرد کی طرف دیکھے تو اپنی جہنمِ باطن کی تیز نگاہ سے پالتا ہے کہ صادق کی حسن استعداد کیسی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطیاتِ خاص کی اہلیت اور قابلیت اُسے کس قدر ہے تو اُسکے تلب میں محبتِ صادق کے عہدوں سے پڑتی ہے اور اُسکی طرف دل سے بنظرِ محبت دیکھتا ہے اور یہ حضرات شکر اُسی سے ہیں تو اپنی نظر سے احوالِ سینہ اور آثارِ فریضہ جمع کرنے اور دیتے ہیں اور شکرِ قدرت اُسی سے کیا انکار کر سکتا ہے ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح بعضے اُسی سا بیون میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ جب اُسے کسی ایک انسان کی طرف دیکھا تو اپنی نظر سے اُسکو ہلاک کر دیا وہ ایک خاصیت اپنے بعض خاص بندوں کی نظر میں رکھی کہ جب وہ کسی سچے طالب کی طرف دیکھے تو اُسکو ایک حال اور حیات عطا کرے اور ہر آئینہ ہمارے شیخ علیہ الرحمہ کا یہ حال تھا کہ وہ اُسی کی مسجد خیف میں پھرتے تھے اور ایک ایک کا منہ دیکھتے تھے اس بارہ میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں کہ جب انھوں نے کسی شخص کی طرف دیکھا تو اُسکو سعادت بخشی تو میں یہ طلب متواتر کرتا ہوں اور ابتداء کے مقاصد سفر سے یہ ہے کہ مالوفات سے انقطاع ہوتا ہے اور معلوم و معبود کی طرف جو میل نفس ہو اُس سے علیحدگی ہوتی ہے اور نفس کو دوستان اور اہل اور وطن کی سفارت کی تلخی پانے کی برداشت ہوتی ہے پس جس کے لیے ان مالوفات پر صبر کیا کہ اُسکی

اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے اجر ملے گا تو اسے بڑی فضیلت حاصل کی۔ عبد اللہ بن عمر بن العاص سے روایت ہے کہ انہیں بین ایک مرد نے وفات پائی ان میں سے جو وہیں نہ رہیں پیدا ہوئے جو پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی بعد اُسکے فرمایا بکافش اپنی پیدائش کے مقام کے سوا اور کہیں مرنے کو تو گرنے کہا اور یہ کیوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مرد جب پر دس بین مرنے کو تو اُسکے لیے اُسکے سولہ سے اُسکے انتہا کے تمام تک جنت سے اندازہ کیا جاتا ہے۔ اور مقاصد سفر سے یہ ہے کہ نفوس کے دقیقہ لگ جاتے ہیں اور انکی رعنائیں اور دعوتے نکلتے ہیں اس واسطے کہ اُسکی حقیقتیں بغیر سفر کے قریب انکشاف نہیں ہیں اور سفر کو اسی واسطے سفر کہتے ہیں کہ اخلاق کو وہ ظاہر کر دیتا ہے اور جب وہ اپنے مرض سے واقف ہوا تو اُسکے علاج کو تیار ہوتا ہے اور جو سفر کا اثر بتدی کے نفس میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ نوافل کا اثر نماز روزہ اور تہجد وغیرہ سے ہوتا ہے اور اس واسطے کہ نفل خوان سیر سفر کرنے والا اللہ کی طرف مختلف کے قربات کے تمام تک ہے اور سافر سافرتین قطع کرتا ہے اور وحشت و بیابان میں اللہ کے لیے اس نیت سے سیرانی اللہ خلاف ہونے اور لذت دنیا کرنا ہے۔ اور علی بن عبد الرحیم سے منقول ہے کہ میں نے نوری سے سنا کہ تھے کہ تصوف تمام غلو نفسانی کا ترک ہے تو جب بتدی خط نفس کو چھوڑ کر سفر کرتا ہے تو نفس قرار پکڑتا ہے اور نرم ہوتا ہے جس طرح دوام نوافل سے ملائم ہوتا ہے اور سفر سے اُسکے لیے ایک دباغت ہوئی ہے جس سے سختی اور خشکی پیدا نہیں اور عفونت طبعی باقی رہتی ہے جس طرح کہ جلد کی صورت سے جلد کپڑے

کی ضرورت ہو جاتی ہے نفس لطیفان کی طبیعت سے ایمان کی طبیعت پائتا ہے۔ اور پھر  
 کے مقاصد سے بھی آواز اور عبرت کا دیکھنا اور فکروں کی چراگاہ ہوں نظر کا پھرانا  
 اور زمین اور پہاڑوں کے ٹکڑوں کا اور مردوں کے قدم کا جو لا نگاہ دیکھنا اور  
 جمادات کے فزوں سے سبحان اسد کا شننا اور قطع ہمسایہ کی زبان حال سے  
 سمجھنا۔ ہر آئینہ آیات عبرت ہائے ستودہ کے تجدد سے بیداری اور ہوشیاری  
 تازہ ہوتی ہے اور موافق مشہود کے نظارہ سے شواہد اور دلائل بڑھ جاتے ہیں  
 اسد تعالیٰ نے فرمایا ہے قریب ہے کہ ہم انھیں دنیا میں اور انکے نفوس میں اپنی  
 نشانیاں دکھلائینگے یہاں تک کہ انکو کھل جائے کہ وہ حق ہے۔ اور ہر آئینہ صوفیہ  
 کو سری سقلی فرمایا کرتے جسوقت جاڑے گئے اور بہار آئی اور درخت سرسبز ہوئے  
 تو سیر و سفر خوش ہے۔ اور مقاصد سفر سے گمانی کا قبول کرنا اور لطیف قبول کا پھوڑنا  
 تو سچے کام صدق پورا اچھی طرح ہوتا ہے اور خلق سے حسن اقبال نصیب اور  
 کمتر ہے کہ ایک تپا آدمی جو اخلاص کے دستہ کو مضبوط تھامے ہوئے اور دل اسکا  
 آباد و مگرہ کہ اسکو اقبال خلق روزی ہوتا ہے یہاں تک کہ بعضے منشاخ سے  
 بین نہیں ہوتا ہے کہ وہ بعضے منشاخ سے حکایت کرتے تھے کہ اُس نے کہا میں اپنے  
 پاس ظائق کا آنا چاہتا ہوں نہ اس لیے کہ اپنے نفس کو دوسری سے ہر وہاں بکرون  
 کیونکہ مجھے پرہیز میں کہ وہ لوگ آویں یا جائیں وہ لیکن خلاق کا ایک علامت ہے  
 جو صحت حالی کی دلیل ہے تو جب اس میں مرید کو استیلا ہو تو وہ اپنے نفس سے این اس  
 طرف سے نہیں ہوتا کہ اسپر توجہ اس طرح کہ جس طرح کہ خلق کی طرف تامل ہو اور  
 بسا اوقات اسپر مدارت کشادہ ہوتا ہے اور ٹکولی کی راہ سے نفس اس کے

سائے آتا ہے یعنی بن ابرار سے ہوں تب خلق میری طرف رجوع لائی ہے اور عذاب  
مجمودہ کے اندر آنے کے طریق سے پیش آتا ہے اور زمین و بھلائی اور فضیلت  
کی بندگان خدا کی خدمت اور صرف ماحضرتین اُسے دکھاتا ہے اور حال آنکہ نفس اور  
شیطان اُسے ہمراہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اولوں سکون الی الاسباب کی طرف  
اور قبول خلق کے فرہ لینے کی جانب اُسے پھینکتے ہیں اور اگر وہ روزوں سپر غالب  
ہو جائے ہیں تو بناوٹ اور تشویش کی طرف کشش کرنے ہیں اور بیوقوفانہ داسے  
پر فرق بڑھ جاتا ہے اور وہ اُس سے نہیں ہو سکتا۔ اور بعض صاحبین کو یہ سنا کہ  
کہ اُس نے اپنے ایک حریف سے کہا اب تو ایسے مقام پر پہنچ گیا ہے کہ وہاں شیطان  
تحرارت کی راہ سے تھوڑا تک نہیں پہنچ سکتا مگر خیر کے طریق سے تیرے پاس تاک  
ہو چکے گا اور یہ بڑے قدم کے لیے کوشش کی جگہ ہے پس اللہ تعالیٰ ہی سچے  
کی خبر لیتا ہے جب وہ من سم کی کسی بات میں مبتلا ہوتا ہے اور اپنی غیبت مقرر  
اور رعایت لاف سے سفر کی طرف اُسکو اکھیر لجاتا ہے تو وہ خوشنواؤں سے اور اُس  
حال سے جہاں یہ روزہ کبیر کشادہ ہوتا ہے تو سفر میں نکلنے سے وہ اللہ تعالیٰ  
کے واسطے مجرور اور مغرور ہو جاتا ہے اور یہ ایک نہایت اچھا مقصد ہے جو صاحبین  
کو سفر میں حاصل ہوتا ہے پس یہ تمام مقاصد وہ ہیں جو شایخ کو علاوہ حج اور غزوہ  
اور زیارت بیت المقدس کی امید میں مطلوب ہوتے ہیں۔ اور منقول ہے کہ  
ابن عمر بیت المقدس کے قصد سے باہر مدینہ سے نکلے اور انہیں یا انچون وقت  
کی نماز پڑھی پھر اُسکی صبح کو جلد مدینہ کی طرف روانہ ہوئے پھر جبکہ اللہ ابتدا سے اُس  
کے استقامت سے صادق پراسان کرے تو سفر دن کی طرف اُسکا سفر پھیرتا ہے

اور عبرت لینے کا حصہ اسے عطا کرتا ہے اور وہ اپنی ضرورت کے موافق علم سے اپنا  
 نصیب لیتا ہے اور صاحبین کے قرب سے فائدہ اٹھاتا ہے اور متقیوں کے حال شاہدہ  
 کرنے کے فائدے اس کے دل میں نقش ہو جاتے ہیں اور قربان درگاہ انہی کی معرفت  
 کی خوشبو سونگھنے سے باطن اس کا معطر ہو جاتا ہے اور اہل البدو و خالصان بارگاہ  
 نظر کی حمایت اور حوال نفس کے امتحان سے قطع میں ہو بیٹھا اور شعر اس کی عادت  
 و اخلاق کے، نیند اور خفی خواہشیں نمایاں کر دیتا ہے اور خلق کی نظر اس کے باطن سے  
 ساقط ہو جاتی ہے اور وہ غلوب ہو جائیگا غالب نہ رہے گا جیسا کہ بعد تاملی نے  
 موسیٰ علیہ السلام کی خبر دینے کے لیے فرمایا ہے پس میں تمہارے پاس سے بھاگ  
 گیا جب تم سے میں تمہارے پیچھے پروردگار نے حکم بخشا اور مجھے نبی مرسل  
 بنایا پس اب اسے اس کے مقام کی طرف پھیرتا ہے اور بڑی بخشش سے اس کی  
 امداد کرتا ہے اور متقین کا اسے امام بناتا ہے جس کی اقتدا کی جائے اور مومنین کا  
 پیشوا بناتا ہے جس سے ہدایت لی جائے۔ اور جو کہ ابتدا میں تقیم اور تہما کو سیاح  
 مسافر ہوا وہ ایسا شخص ہوتا ہے کہ اس کے لیے اس کے ابتدا اطل میں صحبت صحیح  
 میسر کر دیتا ہے اور ایک شیخ عالم اس کے لیے مقرر کرتا ہے جس کی شہادت سے وہ راہ  
 چلتا ہے اور تحقیق کے منازل پر اسے چڑھاتا ہے تب وہ اپنی اراوت کے مقام  
 کا التزام کرتا ہے اور جو اسے عادت سے پھیرتا ہے اس کی صحبت میں رہتا ہے اور ہر گز  
 شبلی علیہ طرہ حصری کو کہا کرتے جبکہ اس کا احرا تہ اہل تہاکہ تیرے دل میں اگر ایک  
 جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس کے سوا گزرتے حرام ہے تیرے اوپر کہ تو میرے  
 پاس آئے تو جس کو ایسی صحبت نصیب ہو اب ہر فرام ہوا سو اسے کھرا ایک سفر



اور خلیفہ سے جو اسے منظور ہوا اس کے لیے صحبت بہتر ہو اور یہ کہ زنا ق سے مردی کر  
 کہ دہاتے تھے کہ عربیہ میں یہ واجب اب کہ فرشتہ بائیں طرف بکامیاب رہیں تا کہ  
 مسکنہ لکھے پھر سب کو اس شخص کی صحبت نصیب ہو جو ایسے اعلیٰ احوال اور تہذیب  
 بلند کی جانب بلائے اس پر مغارفت اور سفر کا حرام ہر بعد اس کے جبکہ اجتہاد میں  
 لزوم صحبت اور حسن اقتداء سے مطلب اس کا مضبوط ہو گیا اور احوال سے سیراب  
 اور مردان خدا کے درجہ کو پہنچ گیا اور ابھیات کے چٹے اس کے دل سے  
 جاری ہوئے اور نفس اس کا سادون کالینے والا تو حمت انہی کی خوشبو اطراف  
 شہر اور اکنان زمین میں سچے بھائیوں کے سینوں سے سونگتا ہر ملاقاتوں کی  
 ہر گردن اٹھاتا ہر دور دنیا کی سیر کے لیے اعتقاد ہی اس قدر تعالیٰ شہروں میں سیر کرنا ہر  
 تاکہ بندگان خدا کو اس سے فائدہ پہنچے اور اہل صدق کے اسرار اس کے حالی کے  
 بقناطیس سے نکلتے ہیں اور حق نمایوں کے مشتاقوں کی خوشنہیں کھاتی ہیں  
 دونوں کی زمین میں فلاح کا خم یونہی ہر اور اہل صلاح اس کے کلام اور صحبت سے  
 بکثرت ہو جاتے ہیں اور یہ مثال ہر اس امت رہنما کی جو انجیل میں ہو۔  
 کو زرع اخراج شکارہ فائزہ فاسقلان فاستوی علی سوقہ یعنی جیسے جیتی  
 جسے برگ و بار اپنے نکالے پھر اس کی پشت قوسی کی پھر فریہ جو ابھرا پنی سا قون پر  
 اکھڑا ہوا بعض کی برکت بعض کو پہنچتی ہو اور ایک کے احوال دوسرے میں سرایت  
 کرتے ہیں اور وہ نہ کا طریق آباد اور فائدہ رسائی کا پھر ہر امر تہذیبی حضرت ابی ہریرہ  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریشیہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے  
 سیدھی راہ کی طرف بلایا اسے ثواب اسی قدر ملتا ہے جتنے ثواب کہ بائیں کو لین اور

انکے خوابوں سے بہ خواب چوتھیں گناہ اوردہ جسے گناہی کی طرف بلایا ہے گناہ اسکے  
 تو ابعین کے گناہوں کے برابر ہوتا ہے کہ یہ گناہ انکے گناہوں کو نہیں کم کرتا لیکن جو  
 مقیم ہوا اور سفر کیا ہی نہیں یہ ایسا ایک شخص ہوتا ہے جسے حق تعالیٰ پرورش کرتا ہے  
 اور دوست رکھتا ہے اور خیر کے دروازے اس پر کھولتا ہے اور اپنی عنایت سے  
 اسکو کھینچتا ہے اور ہر آئینہ خبرین دار ہے کہ فدا مات آبی سے ایک جہزہ دو جہاز  
 کے عمل کا مقابلہ کرتا ہے زان بعد جب کہ اس سے صدق معلوم ہو اور حاجت  
 اسکی ایسے شخص کی طرف دیکھے جس سے یہ نفع اٹھائے کسی ایک صدیق کو اسکی  
 طرف روہن کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے کلام سے اسکی مدد کرتا ہے اور اسکا فوز  
 اور تدارک اپنے دیکھنے اور بار کرنے اور قوت مل کرتا ہے اور اسے کمال اہلیت  
 کے لیے تھوڑی صحبت صاحب اور محبوب کی کافی ہو اور سنت آدمی کا اجازت  
 حکمت قائم رکھنے کے لیے اسباب کے عطائے حق میں حاجت تھوڑی صحبت کی ہر  
 اور ہوشیار بیدار بہت کے واسطے تھوڑی کے ساتھ ہو اور صحبت قلیل اسے بہت  
 سے مشاہدہ اور سیر و سفر سے مستغنی کر دے اور سفر سے دراز سے وہ عطر و آفراس  
 پر کتھا کرے اور تار اور عسرت دیکھنے کو شفاعت اور اسے بدلتا ہے جیسا کہ بعضوں نے  
 کہا مثل ہے کہ انکھین کھولو اور دیکھو اور میں کہتا ہوں انکھین بند کرو اور دیکھو اور  
 بعض صاحبین کو یہ کہتے ہیں نے سنا ہے کہ اسد کے بہت ایسے بندے ہیں جکا طور  
 انکے گھٹنے میں زانوؤں پر انکے سر میں اور وہ قرب کے مقامات میں ہیں جو کسی  
 خلعت نہائی اور خلوت میں اب دنیا انکے خاطر خوش کر رہا ہو وہ ظلمات میں  
 جا کر کیا کرے اور ہر کلمہ کہ لیسٹ میں اسانو کے توفیق سمجھئے ہو سے ہوں

تو آسمانوں میں آنکھ پھیر کر کیا کام نہ لائے اور جسکی آنکھ کی سیاہی نے دنیا کے تفرقات کو  
 جمع کر لیا یا بانوں کے چھانٹنے سے اسکو فائدہ کیا ہے اور جو اپنی فطرت کی خوبی سے اور اوج  
 کے جگہ سون میں جا پہنچا اسے صورتوں کی زیارت کیا نفع بخشے۔ روایت ہے کہ زور انہوں  
 مصری نے بایزید کے پاس دیکھتے تھے بچا اور کہا اُس سے کوئی خواب اور صحت کب ملک  
 اور حال رائے کا فائدہ کوچ کر لیا یا نہیں ہے۔ فائدہ ہے کہ اسکا کہ میرے بھائی سے کہہ دو کہ مردہ ہو  
 جو تمام رہت سہوار ہے اور صبح کا اٹھنے سے پیشتر منہ پر کر کے ذرا منہ پر لٹکا کر اسے صبا  
 جو وہ کلام ہے جسکو تمہارے احوال نہیں پہنچتے۔ اور پھر کہتے تھے اس فراموشی سے  
 سفر کو خوش رہو کہ یا نبی حبیب کہیں زیادہ پر جاوے تو ہمیں تغیر آجاتا ہے اور وہ دیتا ہے  
 کہ بعض نے اس کلام پر کہا ہے ذرا سہمہ لیا تو اسکا تغیر نہ آوے اور اگر گاہ کہ مرید پران  
 کی ہوا و مت نفس مار دے کہ قطع مسافت سے کہوئے حتی کہ اسکے نہانین اوقات کو گزرے  
 اور اسکے اطلاق نہ ہو کہ کو محدود سے بدلے اور بعد قی و اخلاق اللہ تعالیٰ کے پیش آمد  
 سے لے کر اسکے لیے سب تفرقات جمع ہونگے اور سفر سے زیادہ حشر میں اُسے فائدہ ہوگا  
 اسوئے کہ سفر ماندگی اور رحمت اور شوق اور عادت اور مصائب سے خالی نہیں ہوتا  
 کہ ما تو انون کو انکی سیاستیں معلوم کر کے صفت ازہر تو تازہ ہوتا ہے اور بجز تازہ و تو تازہ کو  
 کے جو سب شخص اس بات پر قادر نہیں ہوتا کہ سفر کے مصائب جدید پر علم کو مسلط  
 کرے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا جو ایک مرد کو اچھا جانتا تھا کیا اُسے  
 صحبت پڑی ہے یا یہ سفر میں جسکے ساتھ اُسکے اخلاق کی پرستندگی کی جائے کہ ان  
 فرمایا تو میں تجھے نہیں سمجھتا کہ اُسے تو جانتا ہے پس اللہ جب اپنے بندہ کو اُسکے ابتدائی  
 حالی میں شوق سفر پہنچائے اور بہت باندھے اور جس اقبال سے حشر میں مستمع

اور تفسیر کرے اور مردانِ رواہ سے ایسے شخص کو جسکی طرف صحیح جس سے صلاح حالی سیکھے  
 تو بس اس پر حسان کیا اس قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے وہ سن تو تھا کہ میں  
 محض جلا ویز زرقہ من صیف کا عیب کہ یہ وہی مردِ عالم کی طرف تونا ہوا ہے کہ اسے کئی  
 مشکل اور دینی سے پیش آوے تو اندہ اس کے پاس ایسے شخص کو بھیج دیا اور اسکی  
 مشکل حل کر دے پس جبکہ شروع کی شرطوں پر افسانہ تمام کیا تو تفسیر میں یہ بیان کیا  
 میں اترتا کہ غمراہ روزی ہونگے اس صورت میں غمراہ تندرست رہیں اور آخر  
 رہتا ہے اور اس مقام میں صاحبین کی ایک جماعت تھیں انکی رہی اور جو شخص انہیں  
 سفر کرتا رہے تو اسے اپنے قلب کی صلاح اور صحت حال اس میں کئی روز ان سے  
 بعض کا قول ہے کہ ہمیں توحید کہہ ہر ایک راہ کو تو ایک مسجد کا ممان ہوا اور نو  
 وفات تپائے گرد و نثاروں کے درمیان میں۔ ہر ایم جو اس اسی طبقہ سے تھے کہ ایک  
 تھیں چالیس دن سے زیادہ قیام نہیں کرتے اور انکا عقائد تھا کہ اگر چالیس  
 دن سے زیادہ قیام کرے تو اس کے توکل میں خرابی آئے سولہ گون کا علم اور انکی  
 معرفت ہو اس سے تھی کہ سب دیکھتا اور جانتا تھا۔ اور اس سے حکایت ہے کہ  
 میں ایک جنگل میں گیا رہ دن بغیر کھانا کھائے رہا اور میرے نفس نے تاک لگائی کہ  
 جنگل کی گھاس کھائے تو میں نے بنری کو دیکھا کہ میرے سامنے چلی آتی ہے میں  
 اس سے کھا گا میرے گرد دیکھا تو وہ مجھ سے بھر گئی تھی اُسے دجھا گیا کہ آپ کیوں اس  
 سے کھا گئے تھے کہا میرے نفس نے چاہا تھا کہ وہ میری فریاد کو بوجھے گا تو یہ  
 لوگ اپنے دین کے ساتھ کھا گئے وہ میں۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا سب سے زیادہ

محبوب اللہ کے نزدیک غربا بین اصحاب نے پوچھا وہ غربا کون ہیں فرمایا جو اپنے دین کے ساتھ چھانٹنے والے ہیں جو عیسیٰ بن مریم کے پاس قیامت کے دن جمع ہونگے اور یہ سب اخوان مختلف ہیں اور ان حوال کے آدمی وہ ہیں کہ صحت و حسن نیت مع اللہ کی پیروی کی اور حسن نیت صدق کی متقنی ہو اور صدق یعنی محمودی چاہے کسی طرح احوال بد سے پس جو کوئی سفر کرے اسے چاہیے کہ اپنے حوال کی تفتیش اور اپنی نیت کو صحیح کرے اور نیت کے خلوص پر تفتیش نفس سے کوئی قاور نہیں بلکہ شخص کہ علم تیسرے نفسی کا مل اور دنیا بین زہر کا برا حصہ رکھتا ہو اور جو کوئی پوشیدہ بیوی کو بغل بین دہائے ہوئے ہو اور زہد بین اتنا کونہ پونچا ہو وہ نیت کے صحیح کرنے پر قادر نہیں اور سفر پر نادہ خوشی جیلے نفسانی کرتی ہو اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ یہ داعیہ حق ہو اور داعیہ حق اور داعیہ نفس میں تفریق نہیں کرتا اور یہ شخص صحت نیت کے علم میں محتاج اس علم کا جو جس سے خطر دن کو معلوم کرے اور خطر دن کی شرح اور اس کا علم ایک باب جدا گانہ کافی نفسہ محتاج ہو اور ہم آپ اسکی طرف ایک رمز سے اشارہ کرتے ہیں جسے وہ شخص ادراک کر لے گا جسے ایمین سے کچھ پیش آیا ہو گا اس واسطے کہ اکثر اسکے علم اور معرفت سے دور ہیں۔ جانتا چاہیے کہ ہم نے جو نشاط نفس کا ذکر کیا ہے وہ فقیر کے لیے اکثر امور میں پیش آتی ہیں اس واسطے کہ کبھی کبھی فقیر باغ اور بیابانوں میں نکل جانے کے سبب آرام اور رحمت پاتا ہو جو دوسرے وقت اسے نظر ہوتی ہو اور ہر چند اسکے لیے موجب خوش دلی کا ایک وقت میں ہو اور سبب اس خوش دلی کا اس وقت یہ ہوتا ہو کہ نفس اپنی غرض پوری ہونے اور بیابان کی سیر اور تفریح ملنے سے پھیلتا اور پھولتا ہو اور صوفی وہ پھیلا اور

جو لا قودہ قلب سے دو ہو جاتا ہے اور اس سے قطع اپنی خواہشوں کی ترقی میں ترقی ترقی  
 قلب کو تفریح ہوتی ہے نہ بیا باق ہے بلکہ اس وجہ سے کہ نفس اس سے دور ہوا اپنے شخص کی طرح  
 جسکے پاس سے ہنسنے کا جو آپس گراں تھا جدا ہو گیا بعد ازاں جبکہ فقیر اپنے گوشہ کی طرف  
 پھر اور اپنے معاملہ کے دفتر کو کھولا اور اپنے حال کے قاعدہ کو جدا کیا تو نفس کو قلب کے  
 پاس پایا ایک خریز گرائی کے ساتھ جو اسکے ملاں اور اس سے عاجز ہونے کی موجب  
 ہوتی ہے اور جب قدر اسکی گرائی زیادہ ہوتی ہے اسی قدر قلب کم رہتا ہے اور سب اسکی زیادہ  
 لگائی کا ہے کہ اسکو خواہشوں کے پانے کے لیے چھوڑ دیا تو سپا بان کی طرف جانا عین مرض  
 ہو جاتا ہے اور فقیر سمجھتا ہے کہ وہ تفریح اور دوا ہے پس اگر تنہا لی اور خلوت پر مصیبت کا تو نفس کو  
 زیادہ گداز دینا اور سبک اور لطیف ہو جاتا اور قلب کے لیے ایک نیک صاحب ہو جاتا  
 جسکو یہ گراں نہ معلوم ہوتا اور اسی پر قیاس تفریح کا مسافرت کے ساتھ ہوتا ہے تو نفس  
 کے لیے تفریحات کے وہم کی طرف جتنیں اور کوہ پچاندین تو جو اس نکتہ کو جانتا ہے تو وہ  
 ایسے کھتار تفریحات پر جسکا انجام خراب ہے غرہ نہیں ہوتا اور نہ اس کے گرد بے خوف  
 رہتا ہے اور خطرہ سفر کے خطرہ پر ثابت قدم رہتا ہے اور اس خطرہ کی پروا نہیں کرتا بلکہ اسکو  
 نفس اور اسکے نشاط پر بدن کر کے بے اتفاقی سے ترک کرتا ہے اور اسی قبیل سے ہے  
 اور اندر عالم قول رسول قبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ ہر آئینہ آفتاب شیطان کی دروغ  
 کے دریاں سے طلوع کرتا ہے سو نفس کے آفتاب نکلتے وقت جست اور چل کود  
 ہوا کرتی ہیں اور یہ جسمانی اور زحمت کی جگہ کیلئے نفس سے فرار اور طبعیت سے بچتا ہے  
 اور اسکی شرح طولانی اور گہری ہے اور اسی قسم سے صبح کے وقت بیمار کے مرض میں  
 اور کسی ہر مخلات اوقات شام کے سو نفس کا اتنا ترزا اور اتنا سا

قلب کی آئینک اور انکیر کی شکل پر ہو جاتا ہے اور بہت سی ذرات اس قسم کے فقیر  
آتے ہیں اور اکثر مد اعلیٰ میں ارتقا نفس سے دخل پاتے ہیں اور گمان ہوتا ہے کہ یہ  
قلب کی نسبت وحی کا حکم ہے اور اکثر اوقات اسے دکھائی دیتا ہے کہ وہ ہند کے ساتھ  
حملہ کرتا ہے اور ہند کے ساتھ کتنا ہے اور ہند کے ساتھ جنبش کرتا ہے سو وہ طاری ہے کہ  
کہ نفس کی نسبت دیگر چیزیں مبتلا ہوتا ہے اور یہ اشتباہ انھیں کو وقع ہوتا ہے جو اہل  
قلوب اور صاحب احوال ہیں اور جو صاحب دل اور صاحب حال نہیں ہیں وہ اس سے  
مغفل ہیں اور یہ ایک قدم کی لغزش کا گاہ ہے کہ عوام کو نہیں بلکہ خواص کے ساتھ  
مختص ہے سو اسکو جان رکھو اور یہ ایسی بات ہے جسکا علم نادار اور نایاب ہے اور جنس  
و سفر کی سیادی میں صحیح وجہ پانے کے لیے ادنیٰ مراتب نفرا سے یہ ہے کہ استخارہ کی  
تعمانہ پہلے ادھر سے اور یہ نماز استخارہ کی تشریح نہیں ہوتی اور اگر فقیر کے لیے خطرہ  
کی صحت یا سفر میں مصلحت کی وجہ ایک بیان کے ساتھ جو خطرہ سے واضح ہے  
ظاہر ہو تو قوم کے لیے علم کے بیان میں بابت صحت خطرہ بہت مراتب ہیں اور  
اس قسم کے جوڑ رکھو اس سے ہیں تو ان سب میں نماز استخارہ نہیں فرمادے گشت  
یہ جاتی ہو اسے کہ یہ اتباع سنت ہے اور ہمیں برکت ہے اور وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
علیہ وسلم کی تعلیم ہے جو جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہائے تعلیم استخارہ کی یہ کو دیا کرتے تھے کہ کلام اللہ  
کی سورت کی تعلیم دیتے تھے کہا جب تم میں سے کوئی کسی بات کا قصد کرے یا کسی بات  
کو چاہے تو دو رکعت سو اوض کے پڑھے پھر کہے اللہم انی استخیرک بعلمک و استقدرک  
بقدرتک و اسالک من فضلك اعطینم فانک تقدر و لا تقدر و تعلم و لا تعلم فاعلم انہ علم اللہ

ستر حوا ان باب ان خیرون کے بیان میں ہر جنگی طاقت صوفی کو  
فرائض اور فضائل سے سفر میں احتیاج ہے۔

موقوفہ کے مسائل سے گوشتب فقہ میں مذکور ہوتے ہیں اور اس کے لیے یہ کتاب  
موضوع نہیں ہے لیکن ہم انکو اس واسطے کہ احکام شریعہ کے ذکر سے جو کچھ نیا ہو  
پرکت لینے کے لیے بسبیل اختصار بیان کرتے ہیں صوفی مسافر کے لیے علم تیمم اور  
صبح نوزہ اور قصر اور جمع نماز بارہ نہیں ہے لیکن تیمم بیض اور ساز کے لیے خضاب  
اور مدھ میں جبکہ پانی نہ ہو انھیں یا مال کے تلف یا غرض بڑھنے کا خوف ہو بنا بر  
قول صحیح مذہب کے یا نہ کہ یا کم جاری یا فقیہ کی مجلس کی وجہ سے ضرورت پانی  
کی ہو جائز ہے اور ان تمام احوال میں تیمم سے نماز ٹوٹے اور دوسری دفعہ اس سبب  
نماز واجب نہیں ہے اور جائز ہے کہ اگرچہ تیمم سے نماز ٹوٹے اور صحیح زیر ہے  
کہ نماز دوبارہ ٹوٹے اور تیمم نماز میں گزرتے شرط ہے کہ پانی کو مداخل طلب  
میں دھونڈتے اور مداخل طلب وہ کہ جن میں جہان مسافر یا غی منزل میں لگتی  
اور رکائیں کے دھونڈتے میں چلا جائے یا ہو اور وقت کے گزرنے کے بعد  
غائب ہوتی ہے اور ہمیں چھوٹا سفر کے سفر کی مثال ہے اور اگر تیمم سے  
آخر وقت میں پانی کے عین پر ٹوٹے مذہب اصح کے موافق جائز ہے اور  
جب تیمم سے نماز ادا کی تو دوبارہ ٹوٹے اور اگر وقت باقی ہو اور



پانی میں نہا دہم ہو تو اس وقت تیمم جاتا رہے گا مثلاً جبکہ گاروان وغیرہ آتا ہو یا نظر ٹپا دیا اور اگر  
 نماز کے درمیان پانی نظر آیا تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی اور نہ اس پر اعادہ اسکا ہی اور  
 نماز سے اسکا باہر آنا اور اسے نوز نماز کا وضو سے ادا کرنا مذہب صبح کے روضے  
 مستحب ہی اور فرض کے لیے وقت کے آنے سے تیمم نہ کرے اور ہر فرض کے لیے تیمم کرے  
 جب تک کہ چاہے نوافل ایک تیمم سے پڑھے مگر نفل کے تیمم سے ادا ہے فرض جائز نہیں  
 اور جو کوئی پانی اور مٹی نہ پائے تو نماز ادا کرے اور نماز کا اعادہ کرے جب کوئی غیر ان  
 دونوں میں سے پائے مگر مٹی یعنی پے وضو ہو تو کلام مجید کو نہ چھوے اور اگر جب ٹپا ہو  
 یعنی محتاج غسل ہو تو نماز میں قرآن کی قرات نہ کرے بلکہ قرات کے عوض ذکر اللہ  
 تعالیٰ کا کرے اور تیمم نہ کرے مگر یا کہ مٹی سے جو زیت اور خرنوب سے ملی ہو اور غبار سے جو  
 حیوان اور لباس پر پڑا ہو اس سے تیمم جائز ہی اور تیمم کے وقت بسم اللہ کے اور  
 نماز کے سبب ہونے کی نیت کرے قبل اسکے کہ مٹی پر ہاتھ مارے اور نہ پورا ہاتھ صبرے  
 کہے لے انگلیوں کو ملائے اور مسح سارے ہاتھ پر کرے ہوا سے کہ اگر فرض کے محل  
 سے کچھ بھی مسح ہے باقی چھ یا ایک کا تو تیمم صحیح نہ ہو گا اور ایک قبلی کھلی انگلیوں کے  
 ساتھ ہاتھوں کے دستے ٹپکے اور فرض کی جگہ سب مٹی سے ہاتھ صبرے اور اگر  
 بغیر در نہ یا زیادہ کے ہوسکے جس طرح ممکن ہو ضروری کہ فرض کی جگہ مٹی کو ہونچائے  
 اور مسح کرے جب فارغ ہو ایک تھیلی کو دوسری تھیلی سے حتیٰ کہ دونوں پر مسح ہو جائے  
 اور درمیان کے نیچے تک ہاتھ کو پھیرے بدو ن اسکے کہاں نکلنے کے متعلق تاکہ مٹی  
 کو ہونچائے اور روزہ کا مسح نین دن رات سفر میں اور ایک دن رات حضر میں ہی  
 اور دست کی ابتدا وضو جانے سے روزہ پھٹنے کے بعد ہی نہ کہ روزہ پھٹنے کے وقت

ہر اور موزہ پہننے کے وقت نیت کی حاجت نہیں ہر بلکہ احتیاج کمال طہارت  
 تک ہر تا آنکہ ایک موزہ اگر پہن لیا ہو قبل اسکے کہ دوسرا موزہ پہنے تو موزہ پہن کر  
 نہیں ہر اور موزہ میں شرط ہے کہ ہر در پہنیں طہا ممکن ہو اور فرض کا محل چھپ جائے  
 اور ہر کا مسح موزہ کے اوپر سے کافی ہو اور اولیٰ یہ ہر کہ موزہ کے اوپر بلا ٹکڑے مسخ  
 کرے اور جبکہ مدت کے گزرنے یا محل فرض زیادہ جگہ کھلے سے مسح کا حکم جاری ہے  
 اگرچہ اسپر لقاہ اور لپیٹ اور وہ با طہارت ہو تو دونوں پائون دھوئے بنا بر توب  
 مسح کے بدرون اسکے کہ دوبارہ وضو کرے اور مسح والا سفر کے اندر کا اگر مقیم  
 ہو جائے تو مسح ایسے ہی کرے کہ جیسے حفرین کرے اور اسی طرح مقیم اگر سفر کرے  
 تو مسافر کی طرح مسح کرے اور غدا اگر چاہے ملا ہو اور اسپر جو باہر پہن لیا تو مسح ہر  
 جائز ہو اور خیمہ نگرہ کئے ہوئے مسح درست ہو اگر اس سے محل فرض چھپ جائے  
 اور اوپر کی بناوٹ والے پر جس سے کچھ پائون دھنکا اور باقی لقاہ ہو جائز نہیں ہر  
 لیکن قصر اور جمع تو نظر اور عصر میں جمع دونوں سے ایک کے وقت کرے اور ہر ایک  
 کے لیے تیمم کرے اور کلام وغیرہ سے انہیں فصل نہ کرے اور اسی طرح مغرب اور عشا  
 میں جمع ہو اور مغرب میں کچھ قصر نہیں بلکہ ان دونوں کو ایسے ہی ادا کرے جس طرح  
 بلا قصر جمع پڑھتے ہیں اور سنت موکدہ کو دو سنت ہیں جمع کر کے نظر اور عصر کے فرض  
 سے پہلے پڑھے اور جب دونوں فرض سے فارغ ہو تو جو نظر کے فرض کے  
 بعد پڑھتا ہو دو رکعت یا چار پڑھے اور جب فرض غروب اور عشا پڑھے  
 تو اسکی سنتیں چار پڑھے اور ان دونوں کے بعد ویرا کرین اور سواری  
 پر فرض کا ادا اسی میں جائز نہیں ہر الا نمازی کے لیے تیمم کہ ٹرائی برابر

یا رہی ہو اور یہ سن موکدہ اور نوافل میں بھی جائز ہو اور سواری کی پشت پر نماز سے  
 باقی رہی اور رکوع اور سجود میں انشاہ اور سجود کا انشاہ رکوع سے زیادہ نیچے ہوا واجب  
 وہ ممکن پر قادر ہو مثلاً جبکہ گناہ میں ہو یا اور کسی چیز میں ہو اور منہ کا طریق کی  
 طرف رو قبیلہ ہونے کے قائم مقام ہو اور راستہ کے سوا اسکا متغیر نہ ہو مگر قبلہ کی طرف  
 حتیٰ کہ اگر سواری کو اس سمت سے جدھر کو متوجہ ہو مؤثر کہ قبلہ کی جانب نہ ہو تو  
 اسکی نماز باطل ہو جائے گی اور پیدل سفر میں نقلیٰ رہے دور احرام کے وقت اسکو  
 قبلہ رو ہونا کافی ہو اور احرام میں نہیں کافی ہو مگر قبلہ رخ ہونا اور رکوع و سجدہ  
 کے لیے ایما اسے کافی ہو اور سواری کے لیے احرام کے واسطے ہر رو قبیلہ ہونے کی حاجت  
 نہیں ہے اور جب سفر مقیم ہو بعد از ان سفر کرے تو اسپر اسدن کے ردہ کا پورا  
 کرنا واجب ہے اور یہی طرح اگر مسافر اور بعد از ان مقیم ہو اور سفر میں ردہ پھٹا  
 نہ رکھنے سے فصل ہو اور نماز میں قصر پوری نماز کے فصل ہو سو مقدار صوفی کے  
 لیے سفر کے امور بابت حکم شرع سے جان لینا کافی ہے۔ باقی سب مشروب اور  
 مستحب تو یہ بات مند اور مذکور کہ اپنی ذات کے لیے رکعت کا رفیق تلاش کرے  
 جو امر میں پرمیں ہو اسواسیہ کہ کہا گیا ہے اول رفیق بعد اس کے طریق اور خدا بند رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اوی کے سفر کر کے سے ہی فرمائی کہ لا احبک وہ صوفی ایسا  
 جو جو رفت نفس کا وقت کار ہو نہائی کو بصیرت الی اسے اپنے کام میں پسند کرنا ہو  
 نہائی کا سفر میں مضائقہ نہیں اور جب ایک جماعت ہو تو سفر اور مذکور ان میں  
 ایک امیر ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سفر میں  
 کسی شخص سے ملو ایک کو امیر بنا لو اور جسکو صوفیہ پیش رو نام رکھتے ہیں وہ

امیر ہو اور چاہیے کہ امیر جماعت میں سب سے زیادہ دنیا ہے کم رغبت اور سب  
 سے زیادہ صاحب حقوقی اور سب سے بڑھ کر عزت اور سخاوت میں اور سب  
 میں زیادہ مہربان ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا ساتھیوں اہل صحبت میں سے اللہ کے نزدیک  
 وہ ہے جو زمین سے ہتر اپنے ساتھی کے لیے ہو۔ عبداللہ مروسی سے منقول ہے کہ  
 کہ ابا علی رباطی اُس کے ساتھ سفر میں ہوا تو کما کما میرے ذمہ وہ چسپ ہو کہ میں امیر  
 ہوں یا تم تو کما کما تم پر وہ ہمیشہ اپنا اور ابا علی کا زاد راہ اپنی پشت پر لا د کرتا  
 اور ایک رات میں میرا تو تمام رات عبداللہ اپنے رفیق کے سر پر کھڑا کر کے  
 اپنی چادر کے ساتھ منہ سے بچاتا تھا اور جب کہیں ابا علی لے کر ایسا نڈر تو وہ  
 لے کر گیا میں امیر نہیں ہوں اور میرے اوپر میری طاعت اور انصاف دو جب ہو  
 لیکن اگر امیر خیزہ فزا کو اپنے ساتھ رکھے اس خواہش سے کہ وہ اس کی اطاعت  
 کریں اور غرض سرداری اور عزت ہو تاکہ اُن لوگوں پر جو خادم خانقاہ میں تسلط  
 کرے اور اس کا نفس اپنی مراد کو پیونچے تو یہ ارباب ہوئی کا طریق یہ جو جاہلی ہیں اور  
 صوفیہ طریق کے خلاف ہیں اور وہ ایسے شخص کا راستہ ہے جو دنیا کا جمع کرنا  
 چاہتا ہے تو اپنے نفس کے لیے رفیق لوگ حاصل کرتا ہے جو دنیا کی طرف  
 مائل ہیں جمع اس لیے ہوتے ہیں کہ نفس کے اغراض حاصل کریں اور اہل  
 دنیا اور ظالموں پر دخول پیش نظر رکھتے ہیں کہ مطالب نفس کی تحصیل کا  
 توسل ہو اور یہ ان کا جمع ہونا خافی اس سے نہیں ہوتا کہ غیبت میں خود  
 رہیں اور مقامات مکررہ میں داخل ہوں اور خانقاہ کی آمدنی بڑھنے

اور فائدہ اور تفریح حاصل ہوا اور جب کبھی خانقاہ میں غول زیادہ ہو تو مقام کو چھوڑا  
چکلا بناوین ہر چند کہ دین کا سامان شکل ہوا اور جب کبھی آمدنی میں قلت ہو جا  
تو خانقاہ سے سفر کریں اگرچہ دین کے اسباب آسان ہوں اور پیو فیہ کا طریق  
نہیں ہو اور تجربات سے ہو کہ اپنے بھائیوں کو نصحت اور وداع کریں تب وہ سفر کا  
ارادہ کریں اور اُنکے لیے وہ دعا مانگیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانے ہی  
بعض نے کہا ہے کہ میں عمر القیصر بن عمر کے ساتھ مدینہ تک گیا پھر جب اُس سے  
مفارقت کرنا چاہا تو میری مشایعت کی یعنی غوثی دو سوا تھ چلے اور کہا میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ بقمان نے اپنے بیٹے سے  
کہا اے فرزند میرا بیٹہ جب اللہ تعالیٰ کے سپرد کسی چیز کو امانت کیا تو اسے حفاظت کی فرما  
اور عین اللہ کو تیرا دین اور امانت اور میرے عمل کے خاتمہ سپرد کرنا ہوں اور یہ دین  
از قم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ہر آئینہ آپ نے  
فرمایا ہے جب تم سے کوئی سفر کرے تو چاہیے کہ اپنے بھائی کو سپرد کر دے اس واسطے  
کہ اللہ تعالیٰ اُسکے لیے برکت رکھ کر دعا میں کرتا ہے اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
روایت کیا گیا ہے کہ آپ جب کسی کو وداع کرنے کو فرماتے خدا تیرا ندراہ نقوے  
کرت اور میرے گناہ بخشے اور میری طرف متوجہ کرے جس طرف تو توجہ کرے اور سزاوار  
ہو کہ اُسکے بھائی ارقماد اسکا کریں کہ جب اُنکے لیے وہ دعا کرے اور خدا تعالیٰ کے  
سپرد کرے کہ ہر آئینہ اللہ اسکی عاقبت کرنا ہے سو وہ یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو  
عطیات کو دیتے تھے کہ ناگاہ ایک مرد اپنے بیٹے کو ساتھ لے آیا اُس سے عمر نے کہا  
جیسا یہ شیرے مشابہ ہے اور کسی کو میں نے مشابہ کسی کے نہیں دیکھا تو مرد

نے کہا اُسکی حکایت میں امیر المومنینؑ تجھ سے کہتا ہوں سفر کا میں نے ارادہ کیا اور یہ  
 اپنی ماں کے پیٹ میں تھا اُسکی ماں نے مجھ سے کہا کہ تو جا تا ہے اور مجھے اس حالت  
 میں چھوڑے جاتا ہے سو میں نے کہا اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو تیرے پیٹ میں ہے پھر میں  
 چلا گیا پھر میں واپس آیا تو معلوم ہوا کہ وہ مرنے لگی تھی سو ہم بٹھے باہم باتیں کر رہے تھے  
 کہ کیا ایک آگ قبر پر روشن نظر آئی تو میں نے قوم سے کہا کہ یہ آگ کیا ہے قوم کے  
 لوگوں نے کہا یہ فلاں عورت کی قبر سے ہے جسے ہم ہر ایک رات دیکھ کر تے ہیں سو  
 میں نے کہا قسم ہے اللہ کی وہ عورت تھی روزہ دار قائم الیٰ علیٰ حق سو میں نے قبیلہ کو  
 کو ساتھ لیا یہاں تک کہ قبر تک پہنچے اور ہم نے اُسے کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک  
 ایک چراغ نظر آیا اور یہ ایک بہرہ کا چلتا دیکھا تب کہا گیا کہ یہ تیری امانت ہے اور اگر  
 اُسکی ماں کو ہم سپرد کرتے تو اُسکو بھی زندہ مانتے سو عمر نے کہا ہر آئینہ وہ قبر سے  
 ساتھ نہایت اس سے کہ کو آگ سے منشا بہ ہو اور چاہیے کہ جس منزل سے  
 کو چ کرے دو رکعت کے ساتھ اُسے رحمت کرے اور اللہم زدونی التقویٰ و  
 اغفر لی ذنوبی و جہنمی الخیر انما لو جہت۔ اور اس میں پاک نے روایت کی ہے کہ  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی منزل میں نہیں اترتے مگر یہ دو رکعت کے  
 ساتھ اُسکے دو رکعت کے ساتھ چاہیے کہ ہر ایک منزل اور خانقاہ کو جن سے کو چ  
 کرے دو رکعت کے ساتھ ورج کرے اور وہ ایک پڑھ تو یہ کہ سبحان اللہ اسی سفر میں  
 ہزار و اکانہ مقررین بسم اللہ و اللہ اکبر تو کثرت علی اللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ  
 البعلیٰ اعظم اللہ انت اکمال علی انظر ذلت استعان علی الامور و سنت یہ کہ  
 کہ صبح کے وقت منزلوں سے کو چ کرے اور جہزات کے دن سے شروع کرے

کعب بن مالک نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرات کے ذوق کے  
 سوا کمتر سفر کیلئے باہر جاتے اور آپ جب کبھی چاہتے کہ ٹھیکر مسجدین اور دن کے اول  
 وقت روانہ فرماتے اور منتخب ہے کہ جب منزل کے قریب پہنچے تو یہ کہے اللہم  
 رب السموات والارضین ورب الزمردین و ما اظلمین ورب السیاحین و ما اظلمین و  
 رب الیام و الدن و الدین ورب البحار و البقرین اس کے خیر خواہ منزل و خیر خواہ و غریب  
 من شرفنا المنزل و شرفنا الہ اور جب اترے تو دو رکعت نماز پڑھے اور جو مسافر کے  
 ساتھ خیرین یا ہشتمین انہیں سے ایک طہارت کا برتن ہر گشتے میں کہ اگر ہر چھوٹے  
 کے ساتھ چار خیرین ہمیشہ سفر اور حضرین تہتی میں لٹا۔ رسی۔ سولی مع مانگہ۔  
 پنجمی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم جب سفر کرتے تو باغ خیرات سے ساتھ رکھتے اور ہمہ زمان اور  
 استرو۔ سوا کی کنگھی اور ایک روایت میں ہے ہر مقررہ اور موسیقی کے پاس  
 سے عصا بھی بردار نہیں ہوتا اور وہ بھی سنت ہے۔ معاذ بن جبل سے  
 روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر میں نے نسیہ اختیار  
 کیا تو برا رہیم ہے اسے اختیار کیا ہے اور جو عصا اختیار کرے کہ اگر ایم اور موسیقی  
 اسے اختیار کیا ہے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت  
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عصا پر سنا کرنا دنیا کے اخلاق سے ہے ایک  
 رسول علیہ السلام کے پاس عصا تھا جس پر آپ نکیہ لگاتے اور آپ عصا پر نکیہ  
 لگاتے کا حکم دیتے اور لونا بھی سنت ہے ہر چار بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ  
 اس درمیان میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے سے حضور کر رہے تھے

کہ دفعۃً آپ کی طرف لوگوں نے غش کی یعنی سرعت اور شتابی کی اور اصل اسکی  
 گریہ و رازی ہر جیسے مکانان کے ساتھ ہو اور رونے وقت اسکی طرف دوڑنا کر  
 کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارا حال ہر نوعرض کی یا رسول اللہ  
 پانی میں نہین ملتا ہے ہم چاہیں یا وضو کریں مگر آپ کے سامنے تو آپ نے  
 ٹوٹے پر ہاتھ اپنا رکھ دیا پھر میں نے دیکھا تو آپ کی انگلیوں سے چشمہ کی  
 طرح اُبلتا تھا پھر قوم نے اُس سے وضو کیا میں نے پوچھا تم کتنے آدمی تھے  
 کہا جو ہم لا کر آدمی ہوتے تو ہمیں کفایت کرتا ہم حدیث کی لڑائی میں پندرہ  
 سو تھے اور صوفیہ کی سنت سے کر کا باندھنا ہو اور وہ سخت سے ہو ابو سعید  
 نے روایت کی ہے کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ  
 علیہم الرضوان نے مدینہ سے مکہ تک پیادہ یا حج کیا اور فرمایا کہ مکر بند سے نبی  
 مکرمین باندھو تو ہم نے باندھیں اور آپ کے پیچھے دوڑتے ہوئے چلے اور ظاہر  
 آداب صوفیہ سے یہ کہ جب خانقاہ سے باہر جائیں تو دو رکعت نماز صبح سفر  
 کے دن پڑھیں جیسا کہ ہم نے گھر سے رخصت ہونے کے وقت دو رکعت  
 کا ذکر کیا ہے اور پہلے موزہ اپنے آگے رکھے بعد ازاں اول و نہی استین  
 پھر بائیں استین پہنے پھر میان بند یعنی پیکلے کہ مکر اُس سے باندھے  
 اور تھیلی تحلیل کی لے اور اُسے چھارے اور وہاں پر مئے جہان موزہ  
 پہنا جائے اور ٹوہرہ کو گٹھے بچھائے اور ایک جوتے کا نعل دوسرے سے  
 رگڑتے اور بائیں ماتھر میں جوتا اور ذہن میں یہی پکڑے اور تھیلی میں جوتے  
 اس طرح رکھے کہ اثر یاں اسکی نیچے کی طرف رہیں اور تھیلی کا سہارا جسے



اور اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں تہنیج جو اوپر اٹھ کرے اور اپنی بیٹھ چھوٹے  
 اسے رکھے پھر مصلے پڑھے اور اپنے بائیں ہاتھ سے موزہ آگے رکھے اور انگوٹھا چھوٹے  
 اور داہنے سے شروع کرے اور اپنے اوپر لپٹی اور ٹیکہ سے زمین پر نہ گرنے دے پھر  
 دونوں ہاتھ دھوئے اور پھر اپنا ہاتھ اس موضع کی طرف کرے جہاں سے وہ جاتا ہے  
 اور خاصہ میں کو دوا کرے اور کوئی بھائی خانقاہ کے باہر تک لوٹا مشکیزہ لیے  
 تو اسے منع کرے اسی طرح عصا اور چھال اور جو ساتھ ساتھ بطور رخصت  
 چلے انکو دوا کرے پھر مشکیزہ کو بکیرے اور داہنے ہاتھ سے اٹھائے اور بائیں کو ڈھکی  
 بغل کے نیچے سے نکالے اور بائیں طرف مشکیزہ کو باندھ لے اور درنا نشانہ اسکا خالی  
 رہے اور مشکیزہ کی گرہ داہنی طرف رہے پھر جبکہ راہ میں مقام بزرگ پر پہنچے یا  
 جمائیوں کی جماعت پیشوائی کو آئیں یا کوئی شیخ ایک جماعت کا پیشوائی کو آئے  
 تو مشکیزہ کو کھولے اور انکا استقبال کرے و سلام علیک اُسے  
 کرے پھر جب اُسے علیحدہ ہو تو مشکیزہ باندھے اور جب منزل کے قریب پہنچے  
 خانقاہ ہو یا اور جگہ ہو تو مشکیزہ کو کھولے اسے اور بائیں طرف کی بغل میں دبا لے اور  
 اسی طرح عصا اور چھال کو اپنے بائیں ہاتھ میں لیے اور ان رسوم کو خراسان کے اور  
 بہار کے فقراء نے سچسچ جانا ہے اور عراق اور شام اور مغرب کے اکثر فقراء اسکے  
 پابند نہیں ہوتے اور اُلمی رعایت کے باب میں فقراء کے درمیان تکرار ہے تو جو لوگ  
 اسکے پابند نہیں کہتے ہیں کہ یہ رسوم غیر لازم ہیں اور اسکے التزام سے صورتوں کا  
 ساتھ تو حق ہے اور حقائق سے غفلت ہے اور جو اسکے پابند ہیں وہ کہتے ہیں  
 یہ آداب ہیں کہ تقدیر میں نے انکو وضع کیا ہے اور جب ایسے شخص کو دیکھتے ہیں

کہ جو ان سب یا بعض کے خالی ہیں تو عیب لگانے کی اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ وہ صوفی نہیں ہے اور دونوں گروہ انکار میں حد سے تجاوز نہیں اور صحیح اس میں ہے کہ جو کوئی اسکی پابندی کرتے ہیں اسپر کوئی انکار نہیں کرتا تو شرع میں منکر نہیں ہے اور وہ ایک چھاؤں ہے اور جو کوئی پابندی اسکی نہیں کرتا تو اسپر کوئی انکار نہیں کرتا تو شرع میں واجب ہے اور نہ مستحب ہے اور کوہستان اور خراسان کے بہت سے فقرا ان رسوم کی رعایت میں اس حد تک مبالغہ کرتے ہیں کہ ان کے درجہ تک نکل جاتے ہیں اور عراق و شام اور مغرب کے بہت سے فقرا اس سے علیحدگی اس حد تک کرتے ہیں کہ وہ تفریط تک پہنچ جاتے ہیں اور نہ ان کے یہ بات ہے کہ جس چیز کو شرع انکار کرے اور ناجائز وہ منکر ہے اور جسکو وہ انکار کرے تو وہ منکر نہیں اور بھائیوں کے تصرفات کے لیے عذر دریاں کی جائیں جب تک کہ ان میں منکر نہ ہو یا مستحب میں خلل نہ پیدا ہو دے اور اسد توفیق بخشے والا ہے

اٹھارھواں باب سفر کے آنے اور خانقاہ کے داخلہ اور اس کے ادب کے بیان میں ہے

فقیر کو چاہیے کہ جب سفر سے واپس آئے تو مقام کے آفات سے بد بولے کے ساتھ نیاہ مانگے جس طرح سفر کی سختی سے نیاہ مانگتا ہے اور دعا مانگو یہ ہے اللہم انی اعوذ بک من وشارا سفر کا ہے البقاء بسوء السفر فی الاموال والولد اور جب اس شہر کے قریب میں شہر نے کار آمد ہو چکے تو اس شہر پر زندہ اور مردہ سے سلام علیک کہے اور قرآن شریف سے جو آسان ہو کر

اور زمرہ اور مردہ لوگوں کے لیے اٹھو ہر یہ سنائے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کے ساتھ کہیں  
 کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر آئینہ رویت کی گئی ہے کہ آپ جیب غزوہ یاج سے  
 رجوع فرمائے تو زمین کی ہر بلندی پر تین بار کبیر کہتے تھے اور فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ  
 لا شریک لہ لا الہ الا اللہ وحده محمد وہو علی کل شے قدیر آجوں مائجون عابدون ساجدون  
 انشا اللہ بن صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ و نهرم الاحواب و مدہ اور جب شہر  
 فطر آئے تو یہ پڑھے اللھم اجعل لنا یساراً و اراوزنا حسناً۔ اور اگر غسل کرے  
 بہتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء سے کہ آپ نے دخول مکہ کے لیے  
 غسل فرمایا تھا اور یہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ طلب جواب سے  
 واپس آئے اور مدینہ میں فروکش ہوئے تو اپنی زمرہ اتاری و غسل کیا اور حمام گئے  
 و نہ وضو تازہ کرے اور سفید کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور اس سے بھائیوں کی  
 ملاقات کیے پیار ہو اور زمرہ مردہ جو میان ہیں ان سے برکت حاصل کرنے کی  
 نیت کرے اور ان کی زیارت کرے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا دیا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد گھر سے باہر نکلا کہ اپنے بھائی کی زیارت  
 آئی اللہ کہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے رشتہ میں ایک فرشتہ بھلا دیا اور اسے کہا کہ کہا  
 کا تیرا ارادہ ہے کہ افسانے کی زیارت کا کافریت کے سبب کہا نہیں کہا نعمت کے شکر  
 کے لیے جو تجھے اس سے ملی ہو کہا نہیں کہا اگر کوئی اسے میں فی اللہ دوست  
 لیتا ہو تو کہ میں ہر آیت تیری طرف اللہ کا بھیجا ہوں اس پیام کے ساتھ کہ  
 اللہ تجھے دوست رکھتا ہے اس دوست کے سبب جو اس سے کہتا ہے اور ابو ہریرہ  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام سے روایت کی کہ ہر آئینہ

اپنے لئے فرمایا ہر جب ایک مرد اپنے بھائی کی عیادت یا زیارت فی ہمد کرے تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے خوش رہو اور خوش تیر چلنا ہر اور خیریت سے ایک کام رہنے کو ملیگا۔ اور رسول ہمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک فرمایا ہر کہ بین پہلے تھیں قبور کی زیارت سے منع کرتا تھا تو انکی زیارت کر دے اسلئے کہ وہ آخرت کو یا د دلائی ہر تو اس سے فقیر کے لئے فائدہ زندوں و مردوں کا ہر خیریت شہرین داخل ہو تو ساجد کے کسی ایک مسجد میں پہلے دو گنبدین پڑھے پس جامع مسجد کا قصد کرے تو اور زیادہ اعلیٰ اور افضل ہر اور ہر گنبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں داخل ہوتے اور دو رکعت نماز پڑھتے بعد ازاں گھر میں جاتے اور فقیر کے لئے خانقاہ ہی گھر برابر ہر پھر خانقاہ کا قصد کرتے اور خانقاہ کا قصد سنت سے ہر اس روایت کے موافق جو طحطاوی رضی اللہ عنہ سے ہر کہا ایک شخص تھا کہ جب مدینہ آتا اور اسکا کوئی شناسا ہوتا تو اسلئے پاس آتا اور جو نہ ہوتا تو مصغیرین آتا سو میں ان لوگوں سے ہون جو مصغیرین آتے پھر جب خانقاہ میں آتے تو اس طرح جانے جہان موزہ اتارے پھر ٹپکا کھولے اور وہ کھڑا ہو پھر تعمیلی کو بایں ہاتھ کے ساتھ بایں استین سے نکالے اور تعمیلی کا منہ دہنے ہاتھ سے کھولے اور بایں ہاتھ سے جو انکا لے پھر جو تے کو زمین پر رکھے اور انکا لے تعمیلی میں ڈالے تب بایں موزہ اتارے پھر اگر وضو سے ہو تو دونوں یا ٹون دھو ڈالے موزہ اتارنے کے بعد کہہ کہ بہتہ کشی اور پسینا دور ہو اور جب پہلے پڑائے تو معلیٰ کو بایں طرف لیٹے اور پٹے ہوئے کے ساتھ دونوں یا ٹون کو بونچے پھر قبلہ رو ہو اور دو رکعت پڑھے پھر سلام پھیرے اور معلیٰ کے مسجد کی جگہ کو ٹون پٹے سے پکارتے

اور یہ وہ رسومِ ظاہری ہیں جنکو بعض صوفیہ نے مستحسن جانا ہے جو انکا پابند ہو کر  
انکار نہیں کیا جاتا اس واسطے کہ یہ نتائج کے احسان سے ہی ہو کر انکی ظاہری نیت  
اس میں یہ کہ فریہ کو ہر ایک بات میں صورتِ خاص کے ساتھ مقید کیا جاتے تاکہ  
وہ ہمیشہ ایسی حرکات کا تخلص رہے اور بلا قصد و غمیت اور ادب کے کسی  
حرکت کا ترک نہ ہو اور فقر سے جو کوئی اسکی کسی چیز میں خلل ڈالے تو اس پر  
انکار نہ کیا جائے یعنی نہ کیا جائے کہ وہ برا کرتا ہے جب تک کہ وہ جب انتخاب کا وہ خلل  
نہ اس واسطے کہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متصوفہ کے اکثر رسوم کے مقید نہ تھے  
اور جو ان آدمی جو ان رسوم کے ساتھ اعتراض اُس پر کرنا بدو ان اسکے کہ اشیاء میں جب  
اُمی نظر کریں چاہتے ہیں ظاہری سوشائیز خانقاہ میں بغیر تین تین چڑھائے درخت  
ہو اور ہر آئینہ سفر میں وہ آستینیں نہیں چڑھائے تھا تو آگاہ کر دے اس بات  
سے کہ آستینے تامل انکا لوگوں کے دیکھنے کے واسطے نہیں کیا جیسے کہ شرعی  
مستحب میں خلل نہیں ڈالا اور دوسرے آستین چڑھائے ہونا قیاس شکا  
باندھنے پر کہ اسے اور شکا باندھنا سنتِ پر عیساکہ ہم نے ذکر کیا کہ اصحابِ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر میں جو سب سے زیادہ کم سے زیادہ کیا کہ یہاں بھی  
پس آستینوں کا چڑھانا اسی معنی میں ہے کہ چلنے میں اسے شکا دھری ہو جو کوئی کہ  
باندھے آستینیں چڑھائے خانقاہ میں داخل ہو یا سہی ہو اور جو سفر میں کرنا سنت  
نہ اس واسطے کہ باندھے ہو تو صدق اسی میں ہے کہ ایسا ہی داخل ہو اور دوسرے  
باندھے اور آستینوں کے چڑھانے کا لوگوں نے رکھنے کو قصد نہ کیا ہے اس واسطے  
کہ یہ ایک تکلف ہے اور غلطی کی طرف نظر اور قصوت کی بنا پر دینی اور

منظر خلق سے گرنے پر ہر اور متصوفہ پر جن باتوں میں انکار کیا جاتا ہے اور انجملہ ایک ہے کہ یہ لوگ جب خانقاہ میں داخل ہوتے ہیں تو ابتداً اسلام سے نہیں گرتے اور منکر کتاہر کہ یہ خلاف مندوب و سبب ہر اور انکار کرنے والے کو یہ نہیں سزاوار ہے کہ وہ انکار بغیر ان کے مقاصد جانے کرے جنہیں ان کا اعتماد ہر اور سلام ان کا چھوڑ دینا بہت وجہ کو محتمل ہے ایک یہ ہر کہ سلام سہارا ہے ایک اسم ہر اور تہنیت عند اللہ بن عمر نے روایت کی ہے کہ ما کہ حضرت نبی علیہ السلام نے پاس سے ایک شخص گزرا جب کہ آپ پیشاب کرتے تھے اس نے آپ کو سلام کیا یعنی السلام علیکم کہا آپ نے جواب اسے نہ دیا یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ شخص آنکھوں سے اوجھل ہو جائے پھر آپ نے دیوار پر ہاتھ مارا اور اس سے اپنے منہ پر مسح کیا پھر دوسری دفعہ مارا اور اس سے اپنے دونوں ہاتھ پر مسح کیا غرض یہ کہ تیمم کر لیا اس کے بعد اس شخص کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ ہر تہنیت مجھے سلام کے جواب سے بجز اسکے اور کسی چیز نے نہیں روکا کہ میں طہارت سے نہ تھا اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے سلام سنا جواب نہیں دیا جب تک کہ وضو نہیں کیا پھر اس سے معذرت کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا طہارت بغیر مجھے مکروہ معلوم ہوا اور بھی ایک جماعت فقرا سے سفر میں صبح کرتے ہیں اور کسی کو نہیں سے وضو نہیں ہوتا تو اگر با وضو سلام کرے اور بے وضو چپ ہو رہے اس کا حال کھل جائے ہو سب سلام ترک کیا جاتا ہے تاکہ جسے وضو کرنا ہو وضو کرے اور یا تو نہ دھوئے جسے دھونے ہوں تاکہ جسے وضو کا حال معلوم نہ ہو جب تک کہ ان کا سلام طہارت سے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا ہے اور کبھی تقیم بھی طہارت سے نہیں ہوتے تو سلام کے

جواب کے لیے ظاہر ہے مستعد ہوا سو اسلئے کہ سلام ایک اسم امارت ہی سے ہوا اور  
یہ وجہ عمدہ تر دیگر وجوہات سے ہے جو بیان کی جاتی ہیں اور ان وجوہ سے یہ بھی ہے کہ  
جب سفر سے کوئی آتا ہے تو بھائی اُس سے بغل گیر ہوئے ہیں اور بھی ایسا ہوتا ہے  
کہ راستہ اور سفر کے آثار گرد و غبار اسپر پڑا ہوتا ہے جو مکر وہ معلوم ہوتا ہے تو وضو اور  
یا کینرگی سے وہ مستعد ہوتا ہے پھر سلام اور معافہ کرتا ہے اور یہ بھی ایک وجہ ہے کہ  
خانقاہ کے بواغ صاحب مراقبہ و احوال ہیں تو دفعۃً اگر اُسے کوئی کسے اسلام علیکم تو  
مراقبہ والا اُس سے چونک اٹھتا ہے اور حافظ قلب شوش ہو جاتا ہے اور سلام پر  
مقدم ہے کہ خانقاہ میں پانوں کے دھونے اور وضو کرنے اور دو رکعت پڑھنے سے  
اُنس اور آرام پاوے یعنی سب جان لین کہ نرانا صاحب سفر سے آئے ہیں تو سب  
کوئی اُسکے لیے تیار ہو جائیں جس طرح کہ وہ خانقاہ پہنچے یا تھوڑا تھوڑا وضو کر  
نماز پڑھ کر اُنکے لیے تیار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے حتیٰ تسانوا یعنی  
تاکہ تم آپس میں استیناس کرو اور ہر ایک قوم کا استیناس اُسکے حسبِ حال کر  
اور یہ بھی وجہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے سوا کہیں داخلہ و اذنہ انکی نسبت وہ سافر  
کہ وہ اُسکے بھائی بند اور دوست اُنکی نسبت باطنی کے سبب ہیں جو ایک بار  
میں سب کو جمع کرنی والی ہو اور گھر کا گھر اور گاؤں اُسکا گاؤں ہر تو رکعت  
امین دیکھتا ہے کہ خلق کے معاملہ سے پہلے ہم کے معاملہ سے گھر کو گھومے اور  
جس طرح انکی خدمت ترک سلام میں کی گئی تو انکی طبیعت کہ شخص اگر کسی سے تعلق  
سلام علیکم کرے اُسکا انتظار نہ کریں اور میرا جانیں جو صلح سلام نہ کرے وہ اس کے  
واسطے ایک نیت ہے اُس شخص سے یہ بھی جو سلام اُسکو کرے ایک نیت ہے

اور قوم کے لیے آداب اور قواعد میں کہ شرع نے جاری کیا اور بعض آداب انہیں کے وہ ہیں جنکو شلایخ نے مستحسن رکھا تو جو شرع میں آئے اُسکا ہم نے بیان کر دیا کہ کمر باندھے اور عصا اور ٹوٹا لے اور دہن کے تیز پہنے اور بائیں کے اتارے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جو تباہ ہو تو ہمیشہ دہن کے اور جو اتار تو ہمیشہ بائیں کے یا دونوں کو ساٹھا کر اتارو۔ یا دونوں کو ساتھ بیٹھو۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دہن کے پہلے بایان جو اتار رکھتے اور بائیں سے پہلے دہن کے پائوں میں پہنتے اور مصلیٰ بچھاتے جو سنت ہے اور ہم نے اُسے بیان کیا ہے اور دوسرے کے مصلیٰ پر ایک کانہ بیٹھنا شروع اور سنون پڑا اور ہر آئینہ ایک بڑی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آدمی دوسری جگہ اپنے اختیار سے امام نہوا دینا اُسکے اہل میں اور نہ اُسکی تعظیم کی جگہ بیٹھے الا جبکہ وہ اجازت دے اور جب بھائیوں کو سلام کرے تو یہ اُسے اور وہ اس کے بغلیں ہوں کہ ہر آئینہ جابر بن عبد اللہ نے روایت کی ہے کہ کما جبکہ جعفر ملک جافہ سے آئے تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے معاف کیا اور اگر بوسہ دے انہیں تو اُسکا مضائقہ نہیں ہے۔ روایت ہے کہ جب حضرت آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی دونوں آنکھوں کے چمچ میں بوسہ دیا اور فرمایا کہ جعفر کے آنے سے جنتا میں خوش ہوا اُس سے بڑھ کر کس فیض سے خوش نہیں ہوا اور اپنے بھائیوں سے مصافحہ کرے کہ بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مسلمان کا بوسہ اپنے بھائی کے لیے مصافحہ ہے۔ اور انس بن مالک نے روایت کی ہے کہ کما کہ گایا یا رسول اللہ آدمی اپنے دوست اور



بھائی سے ملے تو ان کے لیے محلے فرمایا کہ نہیں کہا گیا اس سے لیٹے اور چومے فرمایا کہ نہیں  
 کہا گیا کہ صاف فخر کرے فرمایا کہ مان اور خالقہ کے باشندہ فقیروں کی سختی ہو کہ  
 فقرا سے ملاقات فرما کہنے سے کریں۔ عکرمہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جسدِ نبی کی خدمت میں آیا دوبار فرمایا کہ جبار کب  
 الہما جو بیٹے سوار حیرت کرنے والے کو مر جا ہی یعنی فرخی کو پوچھے۔ اور اگر اس کے  
 لیے کچھ ہے ہوں تو مضائقہ نہیں اور وہ سنوں ہو اور خطاب رسول مقبول صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ جعفر کے لیے مکتوب ہو جس دن وہ آئے۔  
 اور آئے وہ اسے کہ لیے کہا تا پیش کرنا مستحب ہے یقیناً صبرہ نے روایت  
 کی کہ پیغام لے کر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ ہم آپ  
 کے مکان پر نہ ملے اور حضرت عائشہ صدیقہ سے ملاقات کی تو آپ نے حریرہ کا حکم دیا  
 اور ہمارے واسطے وہ خواہاں کیا اور ایک قناع میں ہم کو دیا گیا اور قناع طبع بھی  
 ہم نے اسے کھایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریف لائے آپ نے فرمایا  
 تمہیں کچھ ملا ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ اور آئے وہ اپنے پرستار کے کہ فقرا  
 کے سامنے حق قدم سے کچھ پیش کرے۔ حدیث میں آ رہی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ  
 علیہ وسلم جب مدینہ میں آئے تو اونٹ و ج کیے تھے اور بعد عصر کسی آنے والا  
 کا آ کر وہ جلتے ہیں اسکی وجہ سنت ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے رات کے چلنے سے منع کیا ہے اور صوفیہ حضرات کے بعد ارادہ اور استعداد  
 رات کے استقبال کو طہارت کے ساتھ اور ذکر و استغفار پر چھٹکنے کو ہوتے ہیں  
 جابر بن عبد اللہ نے روایت کی ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہر جب کوئی تم میں کا سفر کرتے تو رات کو اپنے اہل کے پاس نہ جائے  
اور کعب بن مالک سے بروایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے نہیں  
آتے مگر دن کو درپہر کے وقت تو دن چڑھتے آتے کو مستحب جانتے تھے اگر وہ  
وقت جاتا رہے کہ ہر آئینہ کبھو چلنے میں ضعف کے سبب دیر ہو جاتی یہ یا اسکے سوا  
اور کچھ ہو تو عصر تک بغیر کے لیے باقی دن کا غدر ہو سوا سٹے کہ تعویذ کا احتمال ہو اور  
جب عصر کا وقت آجائے تو اس کی طرف تمام سنت پڑھ کر کی نسبت ہوئی ہر جو چڑھتے  
دن کا آنا ہو سوا سٹے کہ یہ لوگ عصر کے بعد آئے کو مکروہ جانتے تھے اور اس سبب سے  
زیادہ عالم ہر پھر جب عصر کا وقت آجائے تو اتنا صبح ہو کر سے تاکہ نہ چھوٹے کی  
سنت پر عمل ہو اور اس میں ایک بات اور بھی ہو اور وہ یہ ہے کہ عصر کے بعد نماز کو وہ ہر  
اور ادب یہ ہے کہ آنے والا دو رکعت نماز ادا کرے اسی واسطے عصر کے بعد نماز کو وہ چاہتے  
ہیں اور کبھو آنے والے فقر سے کم خانقاہ میں آنے سے وقف ہوتے ہیں اور سر اسیمہ  
و تھیر ہو جاتے ہیں تو سنت یہ ہے کہ اسکے پاس کو بیچیں و بہت دوستانہ اور کسی  
خوشی سے ملین تاکہ اس کا دل کل جائے اور اس کی سر سبکی دفع ہو کہ اس میں بڑی فضیلت ہے  
ابوز فاعہ سے روایت ہے کہ امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیا آپ  
اس وقت خطبہ پڑھتے تھے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ یہ ایک شخص سا فرمایا ہر اپنے  
دین کا سوال کرتا ہر اور نہیں جانتا اس کا دین کیا ہے کہ اگر حضرت نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم میرے سامنے تشریف لائے اور خطبہ اپنا چھوڑ دیا پھر کسی لائے جس کی بات  
لو ہے کہ تھے تب آپ بیٹھے بعد ازاں مجھے تعلیم کرنا شروع کیا اس میں سے جو اس  
نے انکو سکھایا تھا بعد اسکے آپ خطبہ پر متوجہ ہوئے اور اُس کے آخر کو تمام

اسپر کیا کہ جو فقرا کے عمدہ اخلاق میں مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور سہ دیکھے مکرہات  
 کا تحمل کرنا اور کچھ فقیر خانقاہ میں آنا ہی اور متصوفہ کے بعض مراسم چھوڑ دیتا ہی تو وہ  
 چھرکا اور دکھاتا ہی اور وہاں سے خارج کیا جاتا ہی اور یہ بڑی خطا ہی اس واسطے  
 کہ کبھی ایسا ہوتا ہی کہ اکثر اولیاء اور صالحان ظاہری رسوم سے دقت نہیں ہوتے  
 اور نیک نیتی سے خانقاہوں کا ارادہ کرتے ہیں تو جب انکو مکرہات کا سامنا ہوتا تو  
 اندیشہ یہ کہ ایسا سے انکے باطن میں شوش ہوں اور جو شخص منکر اٹکا ہو اس کے دین  
 دنیا کو نقصان پہنچے تو اس سے پرہیز کرنا لازم ہی اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے اخلاق پر نظر کرے اور آپ کی مدارات اور نرمی جو آپ کا بڑا وظیفہ کے ساتھ تھا  
 اور ترائینہ روایت صحیح یہ حدیث ہے کہ ایک اعرابی یعنی درساٹی مسجد میں آیا اور سنے  
 پیشاب کر دیا تو آپ نے حکم دیا کہ ایک پانی عراڈول لائے اور اُس جگہ پر ڈالا اور  
 اعرابی کو نہ چھرکا بلکہ اُس کے ساتھ رعایت کی اور نرمی اور ولایت سے جو وجہ تھا  
 اسے بتلایا اور سختی اور نہت نہت اور غلبہ مسلمانوں پر قول اور فعل سے کوناقوس  
 خبیثہ کا کام ہی اور وہ حال متصوفہ کے خلاف ہی اور جو ان لوگوں میں سے جو خانقاہ  
 میں آوے کہ دراصل وہاں ٹھہرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو بعد ازاں کہ اُسکے لیے  
 مکان یا ایسا نہ ہو اُس سے اچھی طرح گفتگو کی جائے بہت خوبی کے ساتھ وہاں  
 سے واپس کر دیا جائے تو یہ ہی جو اہل خانقاہ کے لائق ہی اور جب کاربناؤ فقرہ سنا  
 کے ماتر پانچوں دبانے سے کہنے میں تو وہ خوش خوئی اور نیک عالمی حدیث میں  
 آئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دعوت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 خدمت میں آیا اور آپ کا ایک حبشی غلام آپ کی پیٹھ دبارتا تھا تو میں نے کہا

یارسون اسد تپ کا کیا حال ہو تو فرمایا کہ اُنہی نے مجھے گرا دیا تو اس کے ساتھ فرما حدی  
 اچھی معلوم ہوتی ہے جو اس کے سفر سے آنے اور تھک جانے کے وقت ہاتھ پائیوں  
 دباتا ہے ولیکن جو کوئی اس کی عادت کرے اور ہاتھ پائیوں دبانے کو دوست رکھے  
 اور اس سے فیند آنے کی خواہش کرے اور اسے برقرار رکھے جب تک کہ سینہ نہ آوے  
 تو یہ فقر کے مناسب حال نہیں ہے اگر چہ شرع میں جائز ہو اور فقرا میں سے یہ ساری ایک  
 شخص تھا کہ جب ہاتھ پائیوں دہواتا اور اس سے لذت اٹھاتا اور اس کی خواہش سے غلام  
 اسے ہو جاتا تو اس غلام کو پاؤں دہوانے کی حقوت جانتا تھا۔ اور اہل فریست کے  
 لیے وہ امور میں چین گنجائش میلان کی نصرت اور جواز کی طرف نہیں ہے۔ اور آداب  
 فقیر سے یہ کہ سفر سے آنے کے بعد جب وہ ٹھہرے اور بیٹھے تو خود کلام میں مبتدا کرے  
 سوار اس کے دوسرا اس سے بات کرے۔ اور سب سے کہ تین روز تو تھک کرے اور ملاقات  
 کا ارادہ کرے مجلس وغیرہ میں جانے جو شہر میں جانے سے اسے مقصود ہے حتی کہ اگر  
 کی تکان جاتی رہے اور اس کا باطن اپنی حالت پر آجائے سو اسے کہ سفر اور  
 اس کے عوارض سے طبیعت میں اس کی فرق آجاتا ہے اور کدرا میں سما جاتا ہے تا آنکہ میں  
 روز میں جو اس کے شکانے سے ہو جاتے ہیں اور اس کا باطن صلاحت پر آئے  
 اور فوراً باطن سے منسلخ کی ملاقات اور زیارتوں کے لیے مستعد ہو جائے سو اسے  
 کہ جب اس کا باطن روشن ہو تو خیر کا پورا خطر ہر ایک شیخ اور بھائی سے جنگی ملاقات کو  
 حاصل کرنا ہے۔ اور میں اپنے شیخ سے سنا کرتا جب وہ یاروں کو نصیحت کرتے اور کہتے  
 کہ ان اہل طریق سے بجز ایسے وقت کے جو صافی ہو یا تین ست کر دو اور اس میں  
 بہت بڑا فائدہ ہے سو اسے کہ کلام کا نور طلب کے نور کے موافق ہے اور رعایت کا

نور قلب کے نور کے تقدار ہی اور جب شیخ یا بھائی کے پاس آئے اور اُس سے ملاقات کرے تو اُسے چاہیے کہ جب معاودت کا ارادہ کرے تو اجازت مانگے سو اسطیکہ کہ اگر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے روایت کی ہے کہ اہل بیت علیہم السلام نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کرے اور اُس کے پاس بیٹھے تو ہرگز بغیر اجازت و امان سے نہ اُٹھے اور اگر نیت ہو کہ چند روز قیام کرے اور اُس کے وقت میں واپس آئے اور اُس کے نفس کو پیکاری اور خالی بیٹھے رہنے کا شوق ہو تو حضرت کی درخواست کرے جسکو وہ بھلائے اور جو اپنے پروردگار کے لیے ہمیشہ کام کرتا ہو تو اُسکو عبادت کا مشغل کافی ہے سو اسطیکہ اہل عبادت کی خدمت عبادت کے قائم مقام ہے اور خانقاہ سے بغیر و امان کے شیخ یا سجادہ نشین کی اجازت کے باہر نہ نکلے اور نہ کوئی کام بغیر اُسکی رائے کے کرے پس یہ تمام اعمال ہیں جب کار تاؤ اور باب خانقاہ کرتے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں توفیق اور تادیب میں ترقی بخشنے

انیسواں باب معنوی سبب کے حال کے بیان میں ،

صوفیہ کے احوال غفلت ہیں کہ اسباب کے ساتھ گذر کرین یا اسباب سے اعراض کرین تو بعضی وہ ہیں جو فتوح پرستے ہیں تو وہ ماہی کے مائل ہیں کہ کسی پیشہ سے اور نہ سوال سے سبب معاش کا کرتے ہیں اور بعضی انہیں سے پیشہ کرتے ہیں اور بعضی وہ ہیں کہ فاقہ کے وقت سوال کرتے ہیں اور ہر ایک طرز میں انکو ایک اور اور مدد بخشی وہ رعایت کرتے ہیں اور اُس سے تجاوز نہیں کرتے اور جب کہ فقیہ علم کے ساتھ اپنے نفس کی سیاست کرے تو اللہ تعالیٰ سے اُسکو نعمتیں فرمیں حاصل ہوتا ہے جسمیں وہ سبب یا ترک سبب سے داخل ہوتا ہے پس فقیر کو نہیں

چاہیے کہ حقیقی الوسع سوال کرے اس واسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکی سوال پر ترغیب اور ترغیب سے باز نہ گئے کیا ہم سو ترغیب پر ہر کہ جو ثوابان نے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری ایک بات قبول کرے میں اس کے لئے جنت کا ذمہ دار ہوں ثوابان نے کہا کہ میں نے کہا میں فرمایا لوگوں سے کوئی خیر نہ مانگ پھر ثوابان کا یہ حال تھا کہ اگر اس کے کوڑے کا ڈور اگر پڑتا تو کسی سے نہ کہتا کہ اسے اٹھا دینا وہ آپ اترتے اور اس کو اٹھا لیتے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر کوئی تم میں سے ایک رسی لے اور اس سے ایک لکڑی کا گٹھا باندھ کر اپنی بیوی پر لادے پھر اس کے حاصل سے کھائے اور صدقہ دے تو اس سے بہتر ہے کہ کسی شخص کے پاس آئے اور اس سے سوال کرے خواہ وہ اسے دے یا نہ دے پس ہر مینہ او سچا ماتھ بیچے سے بہتر ہے بلال بن رباح سے روایت ہے کہ میں مدینہ آیا اور ابی سعید کے یہاں آتا اور ہم اور وہ دونوں ایک جگہ بیٹھے تو اس نے حکایت کی کہ ایک روز مجھے صبح ہوئی کہ ہمارے پاس کھانے کو نہ تھا اور میں نے اپنے پیٹ سے بھوک کے سبب پھر باندھ لیا تو مجھ سے میری بی بی نے کہا رسول اللہ کے پاس جاؤ کہ اسے پاس فلاں آیا تو اس کو دیا اور فلاں آیا اور اس کو دیا کہا کہ میں آپ سے پاس گیا اور میں نے کہا کہ میں کچھ مانگوں تو مانگنے کے لئے میں گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ اس وقت خطبہ پڑھتے تھے اور فرما رہے تھے میں نے سنا کہ

عنہ یغفر اللہ لمن استغنى فیه اللہ ومن سألنا شیئاً فوجزناہ <sup>اعطیناہ</sup> وودینا ومن استغنى عنہ واستغنى فهو حب الینا من سألنا شیئاً فوجزناہ <sup>اعطیناہ</sup> وودینا

اُسکو اللہ بخشا ہے اور جو غنا چاہے اُسکو اللہ غنی کرتا ہے اور جو ہم سے کچھ مانگے اگرچہ وہ چیز ملے تو ہم اُسے دین اور غم خواری اُسکی کرین اور جو کوئی اُسے چھوڑے اور بے پروا کرے تو وہ ہمیں زیادہ عزیز اُس سے ہے جو ہم سے سوال کرے۔ کہا میں لٹا ہوا رہا اور اُس سے کچھ نہیں مانگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے رزق دیا یہاں تک کہ میں انصار کے صاحبِ خانہ کو نہیں جانتا جو مجھ سے مال میں زیادہ ہو۔ لیکن ترہیب اور خوف کی راہ سے تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رویت کی گئی کہ آپ نے فرمایا: عیشہ تمہارے ایک کے ساتھ سوال رہے گا یہاں تک کہ وہ ہمت ملے اس حالت سے کہ اُسکے منہ میں گوشت ٹکڑا ہو اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبکین وہ شخص نہیں ہے جسکو ایک قلمہ اور دو قلمہ اور ایک چھوڑا اور دو چھوڑے پہنچیں مگر وہ شخص سبکین ہے۔ جو لوگوں سے سوال نہ کرے اور مکان اُسکا نہ جانا ہو کہ اُسے دیا جائے یہ ہر حال سچے فقیر اور حقیقی متصوف کا کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگے اور ان فقرائے بعض ایسے ہیں کہ ادب کو یہ ہوتے ہیں حتیٰ کہ اُس حال کو وہ ادب پر ہونچا رہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بھی شراتا ہے کہ دنیا کی چیزوں سے مانگے یہاں تک کہ جب سوال کا نفس ارادہ کرے تو ہیبت اُسے ہٹا دے اور سوال کے اقدام کو جرات سمجھے تو اس حالت میں اللہ تعالیٰ فی سوال اُسکو دیتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر نیت آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور ہر وقت وہ پوچھتے تھے کہ اُسکے کہ آگ تک پہنچیں تو کہا: آج مجھے کوئی حاجت ہے آپ نے کہا کہ کیا تیری طرف تو نہیں ہے پھر آپ سے

کہا کہ تو اپنے رب سے ہی سوال کر کہ میں سے سوال سے اُس کا علم میرے حال سے کفایت کرے اور کچھ اُس کے شعل سے ضعیف ہو تا اور اُس کا تاب تو اللہ تعالیٰ کے بندگی مانگتا ہے اور اُو مخلوق سے سوال کرنا نہیں تجویز کرتا تو اللہ تعالیٰ اُس کی طرف بلا سوال مخلوق کے روزی بھیجتا ہے۔ بعضے صاحبین سے یہاں معلوم ہوا ہے کہ اُس نے کہا جب فقر نفس کے مطالبہ کو کسی خیر کے لیے پائے تو یہ مطالبہ خالی اُس سے نہیں کہ اُس رزق کا جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُس کے پاس پہنچائے پس نفس کو اُس کی اطلاع ہو سو بعض فقرائے نفس انتظار اُس کا کرتے ہیں جو شرفِ پید ا ہوا اور گویا کہ نفس اُس خیر کی خبر دیتا ہے جو میرے واسطے ہے یا یہ کہ وہ عقوبت کسی گناہ کی ہے جو اُس سے پایا گیا پس جبکہ فقیر اپنے معلوم کو اللہ تعالیٰ پر اُس کی حاجت کرے تو اُسے چاہیے کہ اُسے اور اُس کی طرح و مشورہ سے اور درویش نمازی سے اور کیے یا رب اگر یہ مطالبہ گناہ کی عقوبت ہے تو میں تجھ سے شش مانگتا ہوں اور تیری طرف تو یہ کرتا ہوں اور جو اُس رزق کے لیے ہے جو اُس سے تو نے تمہارے گناہ کی طرف توجہ اُسے میرے پاس پہنچا دے پس اللہ تعالیٰ اُس کے پاس پہنچا دے گا اگر اُس کا رزق اور نصیب ہے ورنہ اُس کے باطن سے مطالبہ اور جو اُس میں طاعتی رہے گی پس فقیر کی شان یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ اپنی حقانیت کے پیرا تو اُسے کوئی خیر دیکھا یا نصیب یا اُس مطالبہ کو اُس کے قلب سے دور کر دیکھا ہو کہ اللہ جانے تو تعالیٰ کے لیے طریق حکمت کے بہت دروازے ہیں اور طریق قدرت کے بہت دروازے ہیں تو طریق حکمت سے کوئی دروازہ کھول دے گا ورنہ قدرت کے طریق سے کوئی دروازہ مفتوح کرے گا اور اُس کے پاس کوئی فرق عبادت سے بیونہی کے جس طرح سے کہ مریم علیہا السلام کے پاس آتے تھے کلمہ اذنی علیہا



زکریا اور اب وجہ عند ہارز قاتان یا مریم الی لک ہر قاتل ہر من عند اللہ یعنی جب  
 کسی زکریا علیہ السلام کے پاس آئے محراب میں تو ان کے پاس کھائے کی چیز پاتے  
 تو کہتے اگر مریم پر کہاں کے مجھے ملین وہ کہتین یہ اللہ کے پاس سے آتی ہیں۔ یعنی  
 فقر سے نقل ہر ایک دن میں بھوکا تھا اور حال میرا تھا کہ میں کسی کے تہ مانگوں  
 پھر میں بندہ کی بعض جگہ گذر کر نا ہوا اور سانسے ہوتا ہوا آیا کہ شاید اللہ تعالیٰ  
 کو کی چیز اپنے بعض بندوں کے مقررے دلوں کے تو کچھ تقدیر میں نہ تھا میری بھوکا  
 سورا اور خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ ظالی جگہ جاؤ اور  
 وہ جگہ تلامذہی چروٹان ایک نیلگوں خرقہ چڑھیں روٹیاں ہیں انھیں تو کھا لیں  
 اور اپنے کام میں لاپس حال یہ ہر کہ جو کوئی مخلوقات سے علیحدہ اور ہمدی کا  
 چور ہے وہ غنا میں کیتا ایسا ہر کہ اُسے کو کی چیز نہیں ہر قی حکمت کے اور قدرت  
 کے دروازے میں سے چل جاتے ہیں ورنہ اس کے جو سوال کو بہتر نہیں سے  
 یہ ہر کہ منبر محل کا اس کے سوال کو سواٹے کہ چنے آدمی کا کہنا نفس کا مان  
 لیتا ہی اور ہر کہ شیخ نے اللہ انیر مجتبیٰ سے حکایت بیان کی کہ پہرے پاس ایک  
 دن میرا بیٹا آیا اور کہا مجھے دانے چاہی ہیں میں نے اُس سے کہا دانے لیا کرو گے  
 تو چاہتی چیز بیان کی کہ وہ دانے سے خریدو گا پھر کہا تیری اجازت ہو تو ماؤں اور  
 دانے قرض لون میں نے کہا مان نے نفس سے تو اس قرض کو مانگ کہ یہ بہتر  
 اُس سے ہو کہ جس سے قرض لے۔ اور بعضوں نے صدیقیہ سے اس مضمون کو نظم کیا کہ  
 اور کہا اگر تیری خواہش ہو کہ تلی کے یا میں مال قرض نے ماکہ نفس کے شہیات  
 میں اُسکو تو صرف کو سے تو نفس سے سوال کر کہ وہ مبر کے خزانہ تیرے لیے

نہج کرے جب تہود کی کارنامہ آئے تو اس کے ساتھ نرمی کرے پھر اگر نفس پر کام کرے تو غشی ہو اور اگر بیمار کرے تو ہر ایک بخیل بعد از ان بہت معذرت کرتا ہی پس ہر گاہ فقیر سب کچھ کو بخش انتہا کو پہنچا دے اور ضعف و ناتوانی کے قریب اور ضرورت کا ثبوت ہو اور اپنے مولیٰ سے مانگے اور وہ اس کے لیے کچھ تقدیر نہ رکھے اور حال یہ کہ اپنے حال کے مشغولی سے اس کا وقت پیشہ کے لیے نیچے تو اس وقت سبب کا دروازہ کھٹکھٹائے اور سوال کرے اس واسطے کہ تحقیق فاقہ کے وقت بعض مہین ایسا کیا کرتے تھے۔ ابی سعید خدری سے نقل ہے کہ فاقہ کے وقت پانچ سو میلے تب کہتے تھے تھہ اور ابی جعفر حداد سے منقول ہے جو جنید کے استاد تھے کہ وہ مغرب اور عشا کے درمیان باہر آتے اور ایک یا دو دروازہ پر سوال کرتے اور یہ ایک یا دو دن کے بعد بقدر حاجت اس کی جائداد ہو جاتی اور ابراہیم بن ابراہیم سے منقول ہے کہ وہ بصرہ جامع مسجد میں متکلف تھے اور تین رات میں ایک رات کو روزہ کھوتے اور فطار کی اشک و دروازوں سے مانگتے تھے اور سفیان ثوری سے نقل ہے کہ حجاز سے منہاجین سے سفر کرتے اور اس میں مانگتے اور کہا آپ نے میں نے فیاضیت کی حدیث بیان کرتا تو میرے لیے کھانا لایا جاتا تو میں حاجت کے قدر لیتا اور باقی چھوڑ دیتا۔ اور ہر آئینہ حدیث میں وارد ہوا ہے جو شخص بھوکا ہو اور نہ مانگا پھر گیا تو جہنم میں داخل ہوا اور جو شخص صاحب علم ہو اور اس کا علم کے ساتھ اس کو حاصل ایک حال ہو تو اس قسم کی بات کی پروا نہیں کرتا بلکہ وہ علم کے ساتھ سوال کرتا ہے اور علم کے ساتھ سوال سے باز رہتا ہے۔ اور اس کے بعض مشائخ نے

ایک شخص کی حکایت کی جو مقرر گناہوں پر تھا پھر بیدار ہوا اور توبہ کی اور اُسکی توبہ بہت  
 اچھی ہوئی اور اُسکو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک حال پیدا ہو گیا میں نے ارادہ کیا کہ  
 قافلہ کے ساتوین حج کروں اور یہ میں نے نیت کر لی کہ کسی کے کچھ نہ مانگوں اور میرے  
 اکتفا کی کہ اللہ کو میرے حال کا علم ہی کہہ کہ چند روز میں راستہ میں رہا تو اللہ تعالیٰ نے  
 حاجت کے وقت توفیق اور پانی بھیجا پھر توقف اچھڑا اور کچھ مجھے یہ پہونچا تو میں  
 بھوکا اور پیاسا رہا حتیٰ کہ میرے بدن میں طاقت در اندر رہی اور چلنے سے باز رہا  
 اور کچھ کچھ قافلہ پہنچ کر گیا بیان تک کہ قافلہ آگے بڑھ گیا تو یہ میں نے اپنے دل سے  
 کہا اب میری طرف سے نفس کا بلاکت میں ڈالنا ہی اور اللہ نے اس کے منع کیا کہ  
 اور یہ شرط کا مسئلہ ہی سوال کروں پھر جب سوال کا ارادہ کیا تو میرے اندر سے ہلکا  
 ہو سکا اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسے میں نہ توڑو گا اور میری  
 خدمت شکنی سے پہلے موت میرے اوپر پہونچی تب ایک درخت میں نے ٹکا اور اُسکے  
 سایہ میں بیٹھا اور سرائیا ٹکا دیا جس طرح کوئی کرنے کے لیے ڈال دیتا ہی اور قافلہ  
 پہونچا اور میں نے اس درخت میں اس حالت میں تھا کہ اچانک ایک جوان غلام نے آواز  
 دیا وہ مجھ پر آیا تو میں اٹھا اور اس کے ہاتھ میں ایک برتن تھا جس میں پانی تھا پھر مجھ سے کہا  
 اے تو میں نے پیاسا میرے سامنے کھانا رکھا اور کہا کہ کھا تو میں نے کھا یا بعد ازاں مجھ سے  
 کہ تو کیا قافلہ چاہتا ہی میں نے کہا مجھے کون قافلہ پہونچا ایسا اب کہ وہ چلا گیا اور پھر گیا  
 پھر مجھ سے کہا کہ اٹھو اور میرا ہاتھ لگنا اور میرے ساتھ تھوڑے قدر چلا پھر تھوڑے کہا  
 کہ بیشک قافلہ میرے پاس آتا ہی میں ایک ساعت بیٹھا رہا پھر اچانک میں قافلہ کے  
 آگے تھا جو میری طرف آتا تھا یہ نشان اس شخص کی ہی جو اپنے مولا کے ساتھ صدق

سے معاملہ کرے۔ اور شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ بعض صوفیہ نے قول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سب سے حلال زیادہ کھانا نمون کا اپنے ہاتھ کے کب کا ہے اس طرح تاویل کیا ہے کہ وہ مسئلہ فاقہ کے وقت ہے اور شیخ ابوطالب نے اس تاویل سے انکار کیا جو اس صوفی نے کی اور ذکر کیا کہ جعفر خلدی اس تاویل کو ایک شیخ صوفیہ سے نقل کرتا تھا اور میرے دل میں یہ پڑا اور بعد ازاں میرے شیخ صوفی نے ہاتھ کے کب سے وہ مراد نہیں لی جس سے ابوطالب نے انکار کیا ہے بلکہ ہاتھ کے کب سے مراد ہاتھ کا اس کی طرف عند حاجت اٹھانا ہے تو وہ سب سے زیادہ حلال ہے انہیں سے مسئلو من کھانا ہے جب اس کے سوال کو بعد قبول کرے اور رزق اس کی طرف روانہ کرے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے حکایت فرمایا کہ رب الی لما نزلت الی بن خیر فقیر یعنی اسی پروردگار کو جو تارے میری طرف اچھی جیسے اسکا میں محتاج ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ کھانا کھا کر موسیٰ علیہ السلام نے بات اس وقت کہی کہ سال کی میری اس کے پیٹ میں لاغری کے سبب دکھائی دیتی تھی اور فقیر باقر رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ بات اس وقت کہی جب کہ وہ ایک چھوٹے کی ٹکڑے کی تھی اور طرف سے روایت ہے کہ ہر تینہ اس نے کھا خیر ہوا ہو و اللہ اگر ہی اللہ کے پاس کچھ بھی ہوتا تو عورت کیسے پیچھے نہ جاتے الا بعد نے اسے اس کام پر برکتیہ کیا اور شیخ ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے تفسیر زاد سی سے ذکر کیا کہ جس نے اسے قول میں کہا ہے۔ الی لما نزلت اسے بن خیر فقیر موسیٰ علیہ السلام حلق سے یہ سوال نہیں کیا بلکہ اسکا سوال حق سے تھا اور نفس کی غز نہیں مانگی بلکہ سکون قلب مانگا اور ابو سعید قرظ نے کہا ہے کہ طلق اس خیر کے درمیان جو ان کے لیے ہے اور

خیر کے جو انکی طرف ہر متر و مین سو جتنے نظر اسکی طرف کی توجہ اسکے لیے ہر تو زبان فقر کے  
ساتھ کلام کیا اور جتنے نظر اسکی طرف کی جو اسکی طرف ہونا اور فقار کی زبان سے بات کی  
کہا تم نہیں دیکھتے کلیم علیہ السلام کا حال کہ جب خواص اُن شہداء کو دیکھا جسکے ساتھ حق  
نے اُس سے خطاب کیا کس طرح کہا ارنی انظر الیک اور جب اپنے نفس کی طرف دیکھا  
کیسا فقر ظاہر کیا اور کہا ائی لما انزلت الی من خیر فقیر اور اُن نے کہا ہر اُس نے خود  
سے نظر پر بیت کی طرف کی تو خشوع اور خضوع کیا اور نیاز مندی کی زبان سے کلام کیا  
بائیں وجہ کہ اُسکے سیر پر انوار نازل ہوئے اور نیاز مندی وہ جو غلام کو اپنے مولیٰ کی  
طرف ہر حال میں ہوتی ہو نہ وہ نیاز مندی جو سوال اور طلب کی ہوتی ہو اور توبہ  
کہا ہر کہ محتاج ہوں اسوجہ سے کہ تو نے مجھے علم الیقین سے مخصوص کیا ہر اس بات  
کا کہ تو مجھے یقین اور حق الیقین تک ترقی بخشے اور میرے دل میں آنا ہوا  
ابعد و نامتر جو اس قول کے معنی میں لما انزلت الی من خیر فقیر کہ ہر شہید و تارنا اُسکا  
منہر ہو کہ اُسکا مرتبہ حقیقت قرب سے بعید ہو گیا تو اس صورت میں آنا اعلیٰ علیہ السلام  
ہو تا ہر پس منزل پر قناعت نہیں کی اور ارادہ کیا کہ تارنے واسے کا قرب حاصل  
ہو اور تین شخص کا فقر صحیح ہو گیا تو اُسکا اسکے آخرت کے اجر میں جس طرح  
فقر اُسکا اسکے دنیا کے اجر میں ہر اور رجوع اُسے دارین میں اسکی طرف ہر اور  
اسی سے دونوں گھر کی حاجتیں مانگتا ہوا اور اسکے نزدیک و دونوں حاجتیں برابر  
ہیں پس کوئی شغل اللہ کے سوا دو جہان میں اُسکا نہیں ہے

بیسواں باب اس شخص کے بیان میں جو غریب سے کھانا کھا

جب کوئی کا شغل اللہ کے ساتھ کمال ہو جائے اور زہد اُسکا اسکے تقویٰ کے

سبب پورا ہو وقت کا حکم اُسکے لیے یہ ہر کہ سبب بنانے کو چھوڑے اور صرح توحید  
اور صریح کفالت منجانب اہل الکفر اُسکے کشف ہو جائے تو اُسکے باطن سے اقسام  
اقسام کے اہتمام دور ہو جاتے ہیں اور اُسکا مقدمہ یہ ہوتا ہے کہ اہل اُسکے لیے مقابلہ  
کے طور پر ایک دروازہ معرفت کا فتوح کرتا ہے ہر ایک فعل پر جو اُس سے صادر ہو  
حتیٰ کہ اگر کوئی منغیر گناہ ہی اُسکے حاکم کے موافق یا منطبق گناہ اُس قسم کا عبادت  
جو شرع میں ممنوع ہو تو اُسکا انجام اُس وقت یا اُس بدن یا نیگا بعض صوفیہ کا قول ہے  
کہ ہر مینہ میں اپنا گناہ اپنے لئے خلی میں جانتا ہوں اور کہتے ہیں کہ ایک صوفی  
سکا نوزہ جو ہے نہ کاٹ ڈالا سو جب اُسے دیکھا تو منجم ہوا اور کہا اگر تو قبیلہ ہارک  
ہوتا میری سواری کے اونٹ کو ہلاک کرنا قبیلہ ذیل بن شبیان کا تو اور کار ہستہ میں  
کاتب کوڑا ہوا اس سے اشارہ ہر اُسکے حاکم کے آنے والے نے اُسے مقابل اُسکے  
کسی شہر پر یہ وجہ اُسپر کر دیا تو ہمیشہ اُسکے ساتھ مقابل ہوتے ہیں جو تعزیرات  
اکتیدہ کے متفقین ہوتے ہیں بیان تک کہ محاسبہ اور صدق مراقبہ کے سبب حقوق  
عبودیت کی تصنیع اور علم وقت کے مخالفت سے غصہ و غصہ رہتا ہے اور فعل  
اکی کا حکم اُسکے لیے رہ جاتا ہے اور اسو اسد کے افعال اُسکے نزدیک ہوتے ہیں  
پس اسد سجانہ کو ذوق اور مال اسطیٰ اور مانع جانتا ہے نہ کہ علما اور ایمان باری تعالیٰ  
اُسکی مدد گاری کرتا ہے اور صرح توحید اور معرفت فعل الہی کی اُسے توفیق دیتا ہے  
جیسا کہ بعض صوفیہ سے مشہور ہے کہ اُسکے دل میں خطرہ رزق کے اہتمام کا  
آیا تو وہ کسی جگہ کو نکل گیا تب ایک پرندہ قبرہ دیکھا جو اندھا نظر اور ضعیف  
تھا اسی تعجب میں آن کر وہاں ٹھہر گیا اس فکر میں کہ کیا وہ کھاتا ہے یا لا نکہ

اُترنے اور چلنے اور ٹکھون سے عاجز ہو وہ اسی حالت میں تھا کہ اچانک زمین تنق ہو گئی  
اور زمین سے دوسکڑنے لگے ایک مین صاف تل تھے اور دوسرے مین صاف پانی  
تھا اُسے تل کھائے اور پانی پیا چڑ زمین تنق ہوئی اور دونوں سکڑے غائب ہو گئے  
کہا جب مین نے یہ دیکھا تو میرے دل سے وہ اہتمام رزق کا جاتا رہا پھر جبکہ حق تعالیٰ  
نے اپنے بندہ کو اس مقام پر بٹھرایا تو اُسکے باطن سے اہتمام و تقسام دور کر دیا  
اور سبب پیدا کر کے اور سوال وغیرہ سے حاصل کرنے کو عزم کا تہہ جاتا ہی اور وہ  
خود سبب و اختیار و وقت از اختیار اللہ کے فعل کا نظارہ کرنے والا اللہ کے  
حکم کا راہ دیکھنے والا ہو جاتا ہے تو قسمیں اسکی طرف روان اور عطا اُسکے کشادہ  
ہوتے ہیں اور اللہ کے فعل کا درجہ ملاحظہ اور اسکی کے حواف کے ناک سے  
اسکو تعلیمات اسکی بطریق افعال کشف ہوتے ہیں اور تجلی بطریق افعال ایک مرتبہ  
ترتیب کا ہوتا ہے اس سے تجلی بطریق الصفات کو ترتیب پاتا ہے اور اس سے تجلی ذات  
تک پہنچتا ہے اور ان تعلیمات میں اشارہ ہر مرتبہ کا یقین میں اور مقامات کا  
توجہ میں کہ ایک شے دوسری شے پر فائق ہے اور ایک شے دوسری شے سے صاف تر ہے  
تو تجلی بطریق افعال خدا و سلیم کی صفائی پیدا کرتی ہے اور تجلی بطریق صفات ہیبت  
اور اس عطا کرتی ہے اور تجلی بالذات فنا اور بقا ہستی ہے اور جو ترک اختیار اور  
اللہ تعالیٰ نے فعل سے شہر او جو ہوتا ہے اسکا نام فنا ہے کہ جس سے فنا اور ارادہ و ہوا  
مرا لیتے ہیں اور ارادہ تقسام ہوتی ہیں لطیف تر ہے اور یہ فنا و فنا و ظاہر ہے  
ولیکن فنا باطن یہ ہے کہ نور شہود کے چمکنے پر آثار وجود مٹ جائیں وہ تجلی ذات  
میں ہوتی ہے اور وہ دنیا میں اقسام یقین سے اکمل ہے مگر تجلی حکم ذات کی

ہجرت کے نہیں ہوئی اور وہ ایسا مقام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے شب معراج میں اُس نے حصہ لیا اور موسیٰ علیہ السلام اس سے لڑائی  
 کے ساتھ ممنوع ہوئے پس جانتا چاہیے کہ ہمارا قول تجلی کے مسئلہ میں ایک  
 اشارہ یقین اور رویت بصیرت کے خلاف قرب کی طرف ہے تو بندہ جب اقسام  
 تجلی کے بجا وہی تک پہنچتا ہے اور وہ فعل الہی کا فعل ماسوا سے خالی ہے  
 تو فتوح کے اقسام کو پہنچتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے جس شخص کی طرف اس رزق میں سے بغیر خواہ اور  
 قرب کے کچھ بھی نہ کرنا ہے تو چاہیے کہ اُسے لے اور چاہیے کہ اُسکے رزق کو اس کے  
 دست پر پہنچائے اور اگر اُسے نہ پہنچا دے تو اُس کو دے جو اُس سے زیادہ حاجت مند  
 ہو اور یہی دلالت ظاہر ہے کہ بندہ کو قدر حاجت سے زیادہ لینا جائز ہے  
 اس غیت سے کہ دوسرے کو دے اور یہ کیوں نہ لے۔ خالق دانکہ وہ اللہ تعالیٰ  
 کے فعل کو دیکھ رہا ہے ان بعد جب کہ اُس نے لیا تو اُن میں سے بعض وہ ہیں  
 کہ وہ محتاج کو دے دیتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو خرچ کرنے میں توقع کرتے ہیں  
 اس وقت ملک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کو علیٰ خاص و درود ہوتا کہ اُسکا  
 لینا ہی حق کے ساتھ ہو اور اُسکا خرچ کرنا بھی حق کے ساتھ ہو۔ حضرت عمر  
 بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم مجھے عیادت دیا کرتے تو میں آپ سے کہا کہ انا یا رسول اللہ جو مجھ سے  
 زیادہ محتاج ہے اُسے دیکھ کر آپ نے فرمایا اُسے خود اپنے پاس رکھو یا اللہ  
 کر اور جو تیرے پاس یہ مال آیا در حالیکہ تو نے اُس سے غلو و تشریف چاہتا ہے



اور نہ تو سائل ہر تو اسے لے لے اور جو تیرے پاس نہ آئے اس کے پیچھے تیرا نفس نہ جلتے  
 سالم نے کہا میں اسی سبب سے ابن عمر کسی سے سوال کیا کرتے اور نہ کسی چیز کو رد کرتے  
 جو انکو دیکھائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احکام سے اصحاب کو ہدیر  
 تک پہنچا دیا تھا کہ وہ افعال اسی جہان کو دیکھتے تھے اور تہذیب سے حسن تدبیر  
 انہی کی طرف جلتے تھے۔ نسل بن عبد اللہ شہری سے سوال کیا گیا کہ علم حال کیا ہے  
 کہا وہ تک تدبیر ہے اور اگر کسی میں ہو تو وہ اذنا زمین سے ہے۔ اور زہد بن خالد  
 نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جس کے پاس خیر  
 مانگے وہ بغیر طبع نفس کے اس کے بھائی کی طرح ہے بوجھے تو اسے چاہیے کہ قبول کرے  
 اس واسطے کہ وہ اس کے سوا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا رزق ہر جسے اللہ نے اس کے پاس  
 بھیجا ہے اور یہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قیام اور وقوف کیے ہوئے ہے ہر ہمدی  
 بھیجی ہوئی خیر کے قبول میں مامون اس سے ہر جس کا خوف اس کی نسبت ہر حرف  
 اس شخص سے ہے ہر جو رد کرتا ہے اس واسطے کہ جو شخص ایک خیر کو رد کرتا ہے اس بات  
 سے اس میں نہیں ہر کہ نفس اپنے تسلط باہین وجہ ہو کہ زہد کی نگاہ سے دیکھتے اور اس کے  
 لینے میں نظر خلق سے کر جاتا ہے اس کا نام اس کا صدق و اخلاص کے ساتھ تحقیق  
 ہے اور دوسرے کو اس خیر کے دینے میں ثابت کرنا اس کی حقیقت کا ہے یعنی کہ وہ  
 ایک خیر و حقیقت کے ساتھ ہے تو وہ ہمیشہ دونوں حال میں ایسا رہے ہر جسے  
 خیر شخص بغیر رخصت دیکھتا ہے اس کے علم کا علم ہے اور اس مقام میں زہد  
 اندر زہد تحقیق ہوتا ہے اور اہل فتوح سے بعضے وہ ہیں جنکو فتوح کو اس کے پاس آنے  
 کا علم ہوتا ہے اور بعضے وہ ہیں جو نہیں چاہتے کہ فتوح ان کے پاس آتی ہے جس سے

انہیں سے بعضے وہ ہیں جو فتوح کو کام میں نہیں لاتے مگر اس وقت کہ بیشتر سے اسکو  
 اللہ تعالیٰ کے معلوم کرانے سے علم اسکا ہو گیا ہو اور بعضے انہیں سے وہ ہیں کہ  
 لئے لیتے ہیں بدون اس کے کہ بیشتر کے علم ہونے کا انہیں انتظار اور نگہانی ہو اس طرح  
 پر کہ اس کے لئے خالی ایک فعل ہو اور جو شخص پہلے علم ہونے کا اسے انتظار ہو اس  
 سے ٹھکر کرے جو تقدم علم کا منتظر ہو اسوجہ سے کہ اسکی بیعت اس کے ساتھ پوری کر  
 اور ترک اختیار میں وہ اپنے ارادہ اور علم حال سے بالکل بہرہ اور نسیان ہو چکا ہو  
 اور انہیں سے بعضے وہ ہیں جن کے پاس فتوح بدون اس کے آتی ہو کہ انہیں پہلے  
 سے علم ہو یا اللہ کی رحمت سے خالی فعل دیکھیں لیکن اسے محبت کا ہر عہہ عام  
 و ست کامی سے بدلانی دینیت نصیب ہوتا ہے اور کچھ جو یہ جرحہ نعمت ہو وہ کہ تفر  
 سے اس کے بھی ہو جاتا ہے اور یہ حال پہلے دو حالوں کی نسبت ضعیف ہو اس واسطے کہ  
 وہ صدیقوں کے نزدیک بہت میں ایک علت ہو اور صدق میں ایک بظاہر ہو اور  
 فتوح کبھی صورت کرنے میں بھی منتظر علم کا رہتا ہے اس طرح کہ لینے میں انتظار کیا کرتا ہے اس واسطے کہ  
 حرج میں نفس اور کیا تاہر جس طرح لینے میں قوت پاتا ہے اور اس سے کامل زیادہ وہ ہر  
 جو فتح کرنے سے ختم راہ اس کے لینے میں مختار ہو بعد از انکہ تصرف کی محنت اسے شقیق  
 ہو گئی ہو اس دلیل سے کہ انتظار علم دینی ہوتا ہے جہاں تمام نفس کا موقع ہو اور وہ  
 تعبیه ہوئی کے ساتھ موجود ہے جو جگہ صرح علم کے ہوتے ہوئے تمام جاتا رہا ہو  
 بلا علم جدید کی محتاجی کے لیتا ہے اور اس طرح فتح کرتا ہے اور یہ شخص کا حال ہو کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تحقیق ہوا ہو کہ نہدی طرف سے بطور حکایت  
 جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو اسکا میں کان اور آنکھ ہو جاتا ہوں تو

وہ مجھ سے سنتا ہے اور مجھ سے دیکھتا ہے اور مجھ سے بات کہتا ہے میرا گاہ بگاہ کا تعارف صحیح ہو گیا تو اسکا تصرف بھی ٹھیک ہو گیا اور یہ کہ یہ چہرے بھی زیادہ نایاب احوال ہیں اگر اور چہرے شیخ ضیاء الدین اور مجتبیٰ خردی رحمہ اللہ شیخ حاد دوسری سے حکایت کرتے ہیں کہ وہ ہر آئینہ کہا کرتے کہ میں فضل کے کھانے کے سوا دوسرا کھانا نہیں کھاتا اور وہ میں ایک شخص کو دیکھا کرتے کہ وہ انکی طرف کوئی چیز بھیجتا ہے اور خواب دیکھنے والے کو خواب میں بتلا دیتا کہ عمار کے پاس یہ اور وہ شیخ دو اور مشہور ہے کہ ایک عرصہ تک وہ بیٹے و اقارب خواب میں دیکھا کرتے کہ میرے لیے فانی شخص کے اور غلام اور غلام چیر تار کی لٹی ہے اور انہیں سے نقل کی گئی ہے کہ وہ کہا کرتے کہ میں فضل کی غذا سے پرورش پاتا ہوں اس پر اسکا نام نہیں ہوتا اور تمام الفضل سے وہ چیز اور کھانے سے جو فوٹ حق سے صحت حاصل کر کے لیے جو وہ مونی ہو اور شخص کہ اسکی یہ حالت ہو وہ غنی باشد ہے واسطی نے کہا کہ اسکا محتاج ہو کر ہمارے دیون کے درجہ میں سے اعلیٰ درجہ ہے اور اسد کے ساتھ غنی ہونا صدیقوں کے مراتب سے اعلیٰ مرتبہ ہے۔ اور اسے سعید قرار دے کہا ہے کہ جو اسکی تائید کا عارف اور جاننے والا ہے تائید حق میں ہو اور فنا ہو گیا پس وقت مع الفتوح و وقت مع السد ناظر الی اسد ہے اور اس بارہ میں جو کچھ حکایتیں ہیں ان سب میں بہت اچھی یہ حکایت ہے کہ بعض صوفیہ نے نوری رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ اپنا ماترہ عیلائے اور لوگوں سے بیک مانگتے کیا میں نے اس امر کو اس سے بزرگ سمجھا اور اسکی نسبت اچھا نہ جانتا تو میں جفید کے پاس گیا اور اسے خبر دی کہ یہ امر چاہیے کہ سچے بھاری نہ معلوم ہو اس واسطے کہ نوری لوگوں سے نہیں مانگتا مگر اس لیے کہ اسکو

آخرت وہ نور اگر تب وہ اجر بامین کے اس طرح پر کہ اسکو مغز بہو نیلے اور حید کا  
قول لعلی صم تاکہ انکو وہوت۔ ایسا ہی جیسا کہ بعض صوفیہ کا یہ قول لیل علیا یلا فلا فلا  
یعطی الثواب یعنی اوپر والا مالتھ لینے والے کا مالتھ ہی اسواسے کہ وہ ثواب دیتا ہی کہا  
بعد ازاں حید نے کہا ترازو تو ب سو دم وزن کیے پھر ایک شمع بھر دم لیے اور اس  
سیکڑے میں ڈال دیے پھر کہا کہ اس کے پاس یہ لچا تو میں نے دل میں کہا وزن صرف  
اس لیے ہوتا ہی کہ اسکی مقدار معلوم ہو پھر غیر وزن کیے دم وزن کیے تو میں نے کیونکر  
طاویے حالانکہ وہ درحکیم ہو اور مجھے شرم آئی کہ اس سے دریافت کروں پھر میں  
تفصیل انوری کے پاس گیا تو اس نے کہا لاؤ ترازو تو ب سو دم اس نے تولے اور کہا اس کے  
پاس لوتا لیا اور اس کے کندے کے میں تجھ سے کچھ قبول نہیں کرتا اور جو سو دم پر  
تر حارہ سے لیا کہ اسے تو مجھے اور زیادہ تعجب ہوا پھر میں نے آپ سے یہ ماجرا پوچھا  
تو کہا کہ حید درحکیم ہو اسکا یہ ارادہ تھا کہ رشتی کو اس کے دولون طرف سے لے لے  
سو دم کو اپنی ذات کے لیے لے لے تاکہ ثواب حاصل ہو اور پھر ایک شمع دم اند کے  
واسے ڈال دیے تو میں نے وہ لے لے جو اند کے واسطے تھے اور جو اپنے نفس کو واسطے  
دیے وہ پھر دیے کہا پھر اسے میں حید سے پاس لے گیا تو وہ روئے اور کہا چا  
مال سلیم اور ہمارا مال میرا اور جو طائف میں نے اپنے شیخ کے صحابہ سے سنا  
انہیں سے یہ کہ شیخ نے ایک روز اپنے یاروں سے کہا کہ ہم کسی قدر مالی کے تہند  
ہیں تو تم اپنے اپنے خلوسکانوں میں جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرو اور جو خدا  
تم کو عطا کرے میرے پاس لے آؤ یسوان سب نے ایسا ہی کیا بعد ازاں ایک  
شخص انہیں سے آیا جو اسماعیل بطاحی کے نام سے مشہور تھا اور ایک کاغذ لایا جس

تیس دائرہ تھے اور کہا یہ ہر جو اللہ نے مجھے میرے درخت میں عطا فرمایا ہے تو شیخ نے  
وہ کاغذ لیلیا ایک ہی ساعت گزری تھی کہ ایک ایک ایک شخص لایا اور دنا لایا اور شیخ  
کے سامنے رکھ دیا پھر کاغذ کھولا اور دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک ایک شخص لایا اور شیخ نے  
دائرہ پر رکھا اور کہا یہ شیخ اسماعیل کی قیام ہے یا ایک کلام جس کے یہ معنی ہیں اور میں نے  
سنایا ہے کہ شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ نے ایک شخص کے پاس آ کر بیٹھا اور کہا فلاں  
کا تیرے پاس غلہ اور سونا ہے آسمان سے اس قدر غلہ اور اس قدر سونا آئے دیدو  
اس شخص نے کہا میں کس طرف تیرے واسطے میں جو میرے پاس ہے تو صرف کروں  
اور اگر آپ سے استفادہ کروں تو آپ تصدق فرمائیں تو میں نے اس شخص کو شیخ نے اسکو  
اسکو انعام دیا پھر اسے شیخ کی نسبت سے پوچھا کہ کیا اور جو عطا تھا اس قدر عطا کر دیا  
جب انہیں سے تصدق ہوا تو صاحب امانت کا ایک غلہ آیا اور وہ بعض اوقات  
عراق میں تھا کہ شیخ عبدالقادر کے پاس اس قدر غلہ اور اس قدر سونا ہوتا دے  
اور یہ وہی مقدار تھی جو شیخ عبدالقادر نے میں کی تھی شیخ نے اسے توفیق پر  
غنا کیا اور کہا تو نے فقرا کی نسبت یہ ظن کیا کہ انکے اشارت صحیح اور مومن  
ہوئے تو بندہ جیکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح ہو اور اپنی ہوا کو استغناء اور کسی کے لیے  
فنا کر دیا تو اللہ اس کے باطن سے دنیا کے غم رفع کر دیتا ہو اور استغناء اس کے  
قلب میں دیتا ہو اور نرمی کے دروازے کھول دیتا ہو اور بقدر رخ اور فکر  
کہ بعض فقرا پر تسلط ہوتے ہیں اس سبب سے ہیں کہ انکے قلوب اس باب میں  
مکمل کو نہیں پہنچے کہ اللہ کے ساتھ مشغول ہوں اور جہان بندگی کی رعایت  
میں کو تشدد اور اتہام کریں پس بقدر کہ غم اور جہاں سے خالی ہوتے ہیں اسی قدر

دنیا کے تم و ہم میں مبتلا رہتے ہیں اور جو ہم انہی سے وہ منکر ہوتے تو دنیا کے غم و غم  
نہ چکتے بلکہ فداغت اور ترقی کرتے۔ روزیت ہر کہ عوف ابن عبد اللہ مسعودی کے  
تین سو ساٹھ دوست صدیق تھے اور وہ ہر ایک کے پاس ایک دن رہتے اور دوسرے  
کے تیس دوست صدیق تھے ہر ایک کے پاس ایک دن رہتے اور ایک کے سات  
بخائی تھے مہینہ میں ایک دن ایک کے پاس رہتے پس بھائی اُنکے اُنکا مال تھا  
اور مال جب اُسی اللہ ناظر الی اللہ کے لیے قائم کرے جو توحید میں کامل ہو وہ  
ایک نعمت خوش گوار ہو جاتی ہے۔ شیخ ابی مسعود رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آیا  
جو صاحب احوال سینہ نما اور شیا میں فعل انہی کے ساتھ وقت اپنے حال میں  
متکون اپنے اختیار کا تارک اور شیا بد کہ بہت سے متقدمین ترک اختیار کی تھی حق میں  
وہ سبقت لے گیا ہو اور ہم نے اُس سے دیکھے اور شاہدہ احوال صحیحہ کیے جو قوت اور بین  
سے تھے تو اُس سے ایک شخص نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں تیری کچھ مدد کروں ہر روز  
روڈیان تیرے پاس بیٹھوں مگر بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ مال اُس ہوتا ہے شیخ نے کہا  
ہم نہیں کہتے کہ مال اُس ہے اور سو اُسے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے صانع کر دیتا ہے  
اور اُس کے فعل کو ہم دیکھتے ہیں پس جو ہمارے صہر میں دیتا ہے اُسے ہم مبارک  
جاتے ہیں اور اُس نہیں سمجھتے ابابکر کتابی سے روایت ہے کہ کہا میں اور عمرو الملکی  
اور عیاش بن احمد بن یس ہیں ساتویں ہے کہ صبح کی نماز عصر کے وقت سے پڑھا  
کرتے اور کہہ میں مجھ کو دیکھتے رہتے نہیں بہارے پاس کوئی پیسا بد نہ تھے اور  
پسا اوقات ہماری صاحب ایک دن اور دو اور تین اور چار اور پانچ  
دن بھوک رہتی تھی اور کسی سے ہم سوال نہ کرتے اور ہمارے لیے اگر کوئی

شہ ظاہر ہوتی اور ہسکی وجہ ہم غیر سوال اور پیسے کے جانے اُسے لے لیتے اور اُسے  
 کھا لیتے نہیں تو بھوکے رہنے اور جب بھوکہ زیادہ لگتی اور میں خوف اپنے جانوں پر  
 کے نقصان کا ہوتا تو اباسعید حار کے پاس جاتے وہ ہمارے یہ طرح طرح کے کھانے  
 لاتے اور اُسکے سوا یہ دوسرے پاس جاتے اور کسی سے منشرح ہونے اس وجہ سے  
 کہ ہم اُسکے آؤر درع سے واقف تھے۔ اور بایزید سے کہا کہ ہم تجھے کوئی پیشہ کرتے  
 نہیں دیکھتے پھر کہاں سے آپ کی معاش ہو تو کہا میرا مولائے اور رور کو روزی تیار  
 جو تو دیکھتا ہو کیا بایزید کو روزی نہ دے گا۔ سلی نے کہا ہر کہ میں نے اباجہد بعد  
 رازی سے سنا ہے کہ کتا تھا میں نے مظفر القریبلی سے سنا ہے کہ وہ کتا تھا کہ فقیر  
 وہ جو جسے اسد کی طرح بھی حاجت نہوا اور بعض عوفیہ نے کہا گیا کہ فقیر کیا چیز کو  
 حاجت کا قلب پر تھوڑا اور ماسوا اسد سے اُسکا مودنا اور بعض عوفیہ نے کہا تو  
 فقیر کا خیال ایسا اس شخص سے ہو جو اُسے دیتا ہو۔ اس شخص کی طرف سے جسکے  
 ہاتھ سے ملتا ہو اور جسے وسائل اور درمیاں سے لیا تو وہ سنی فقیروں کے واسطے  
 ہے کہ اُسکی بہت پست ہو۔ اباسلیمان دارانی سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے زاہدوں  
 کا اخیر قدم اول قدم متوکلین کا ہو۔ روایت ہے کہ بعض عارفوں نے یہ کیا اور  
 اپنے بہت سے اُس حد کو پہنچا کہ لوگوں سے جدا ہو گیا اور شہروں سے نکل گیا اور کہا میں  
 کسی سے کچھ نہ مانگوں گا یہاں تک کہ میرا رزق میرے پاس آوے اور میرے نکلنے  
 پھر ایک پھاڑ کے نیچے سات دن مانگا کہ اُسکو کوئی شے نہ ملی حتی کہ قریب تھا کہ ہلاک  
 ہو جائے تب کہا اسی پروردگار اگر تو نے مجھے زندگی دی تو مجھے میرا رزق دے  
 جو میری قسمت میں دیا ہو اور میں تو اپنی طرف مجھے پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے

جس کے قلب میں الہام کیا کہ جسے اپنی غمت اور اپنے جلال کی قسم ہر مین تجھے رزق دے گا  
 جب تک کہ تو تھوڑے مین نہ جائے اور لوگوں مین نہ رہے تب شہر مین آیا اور  
 آدمیوں کے درمیان قیام کیا تو ایک آیا کہ یہ کھانا حاضر ہے اور یہ پانی موجود ہے  
 اُس نے کھایا اور سیا پھر اپنے دل مین اُس سے خون کیا تو ہاتھ سے سنا کہ تو نے  
 ارادہ کیا تھا کہ اُن کی ملکیت کو اپنے زہد سے دنیا مین باطل اور بطل کر کے کیا تو  
 نہیں جانتا کہ وہ جو بندوں کو بندوں کے ہاتھ سے رزق دیتا ہے یہ بات اُسے زیادہ  
 محبوب اور مرغوب ہے کہ اُن کو قدرت کے ہاتھوں سے رزق دے پس جو کہ فتح کے  
 کے ساتھ ڈٹا ہوا ہے اُن کے نزدیک آدمیوں کے ہاتھ اور قدرت کے ہاتھ اور دونوں  
 کے ہاتھ برابر ہیں اور اُس کے نزدیک قدرت اور حکمت برابر ہے اور روئے لکڑے  
 چاہتا اور قطع اسباب کی طرف جانا گرویدہ اسباب کے رویہ کا ہونا ہے اور جب  
 توحید صحیح ہو گئی تو انسان کی آنکھ مین اسباب خود متلاشی اور مدھوم ہو جاتا  
 ہیں۔ یہی بن معاذ رازی سے سمجھ کر کہ وہ کہتے تھے جسے معاش کے دروازہ کو  
 بلا قدرت کی کلید کے کھولنا چاہا وہ مخلوقات کے سپرد ہو گیا۔ بعضے متقلبین نے  
 کہا ہر مین ایک بڑا پیشہ در تھا تو مجھ سے ترک اُسکا چاہا گیا تو میرے سینہ مین  
 بات کھٹکی کہ بحر کمان سے معاش آئے گی تب ہاتھ نے غیب سے آواز دی تھی مین  
 نہیں دیکھتا تھا میری طرف قطع کر کے آتا ہے اور اپنے رزق کی بابت میرے اوپر  
 تہمت میرے ذمہ ہے کہ تیرا خادم ایک دوست کو اپنے دوستوں سے کروں یا  
 ایک شافعی کو اپنے دشمنوں سے تیرا سخر اور محکوم کروں۔ توجہ سوئی کا حال  
 ہو گیا اور اپنی طحون سے جدا اور ہر ایک شوق اور جھانکناک سے باز رہا



اسکی خدمت دنیا کرے گی اور دنیا اسکی اچھی خادمہ بن جائیگی اور جو اس سے رخصتی ہوگی وہ گئی ہوگی پس صاحب فتوح نفس کی جنبش کو شوق کے ساتھ خیانت اور گناہ سمجھتا ہے۔  
 روایت ہے کہ احمد بن حنبل ایک دن باب اشام کے رستہ پر چلے پھرانا اسنے خرید  
 کیا اور یہاں پر کوئی اسکا اٹھانے والا نہ تھا پھر یوب جمال ملا اور اسے اٹھا کر لے گیا  
 اور احمد نے اسے اجرت دیدی پھر جبکہ گھر میں آیا بعد ازاں کہ اذن پایا اتفاق سے  
 گرو دون نے روٹی پکا رکھی تھی اسکی جو گھر میں موجود تھا اور دنیاں تخت پر تاکہ  
 پھر پری ہو جائیں تو یوب نے اسے دیکھا اور وہ صائم الدہر تھا پس احمد نے اپنے  
 بیٹے صالح سے کہا کہ یوب کو روٹی دو اسے دو گروہ روٹی کے دیے اسے دونوں  
 پھر دین پھر احمد نے کہا دونوں رکھو بعد ازاں تھوڑی دیر پھر پھر کہا کہ دونوں  
 روٹی لے اور یوب کو دے جا کہ پھر وہ ملا اور دونوں روٹی اسے لے لیں پھر صالح تعجب  
 کرتا ہوا آگیا پھر احمد نے اس سے کہا کہ اسکی پھیرنے اور لینے سے تعجب ہو کہ کہا ان کہا  
 یہ مرد صالح ہے کہ روٹی دیکھی اور نفس اسکا روٹی کی طرف تر جابہم نے اسے  
 پاہت کے ساتھ دیا تو اسنے پھیر دیا پھر وہ مایوس ہو گیا تو ہم نے پھرنا امید کی بعد  
 دو بارہ دین پس کہا گیا ہے کہ یہ ارباب صدق کا مال ہے کہ اگر سوال کیا تو علم کے  
 سوال کیا اور اگر باز رہے تو مال کے ساتھ باز رہے اور اگر قبول کیا تو علم کے  
 ساتھ قبول کیا تو جسکو فتوح کا حالی نصیب نہیں ہوتا تو اسے کہیے سوال اور  
 پیشہ کا حال بشیر عالم ہے ولیکن جو سائل کہ ملا وقت ضرورت حاجت سے زیادہ چاہے  
 وہ صوفیہ سے بالکل نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ نے سائل کو سنا کہ وہ ناگ رہا تھا  
 تو جواز کے پاس تھا اس سے کہا کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا کہ سائل کو کھانا دے

اُنہیں لکھا کہ دے تو دیا تب عمر نے نظر کیا دیکھا کہ اس کے بغل کیے نیچے ایک جھولی  
 زردی سے بھری ہوئی تھی اُسوقت عمر نے لکھا کہ آیا تیرے کبنا ہر تو کما نہیں پس کہا  
 کہ تو سائل نہیں ہر مگر سوداگر ہر ہر اسکی جھولی اہل صدقہ کے آگے بھاڑی اور  
 اُسے دُور مارے اور علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ اہل بیتہ اللہ تعالیٰ کے  
 لیے اُس کے خلق میں فقر کے ثواب اور فقر کے عذاب ہیں تو فقر کی علامت جب کہ  
 وہ ثواب کے ساتھ ہو یہ ہر کہ اُس کے خلق نیک ہوں اور اپنے رب کی اطاعت  
 کرے اور اپنے مال کی شکایت نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کا شکر اپنے فقر پر کرے اور  
 فقر کی علامت جبکہ وہ عذاب ہو یہ ہر کہ خلق اُس کے بُرے ہوں اور اپنے رب کی  
 نافرمانی کرے اور شکایت بہت زیادہ لائے اور قضا کی نسبت غصہ کرے پس طای  
 صوفیہ سراوان میں اس سے اور فتوح اور صدق مع اللہ ہر حال

میں جس طرح بدے

اکیسواں باب قبیر و اور سائل صوفیہ اور اُن کے صحت مقاصد کے

بیان میں ہے

صوفی اللہ کے واسطے نکاح کرتا ہے جس طرح اللہ کے واسطے شجرہ ہوتا ہے جس  
 اُس کے شجرہ کا ایک قصہ اور وقت ہے اور نکاح کرنے کے لیے ایک قصہ اور  
 وقت ہے اور صادق شجرہ اور مابلی کا وقت جانتا ہے سو بسطے کہ صوفی کی کثرت  
 طبیعت علم کے دانہ سے لگام دی ہوئی ہے جب اُس کے لیے شجرہ بہتر ہو تو اُس پر  
 طبیعت نکاح کی جلدی نہیں کرتی اور زود و اج پر اقدام نہیں کرتی الا جبکہ کثرت  
 میں صلاحیت آوے اور مری کرنے کا اُسے استحقاق ہو اور یہ جب ہر شخص

سطح و معتقد ہو اور جو اس سے چاہا جائے اُسکو قبول کرے جیسے ایک آدمی کہ وہ خوش  
 آئیند بات کو کرے اور نقصان کی چیز سے باز رہے تو جب نفس محکوم اور مطیع ہو جائے  
 اور اسی کی طرف وہ رجوع کرتا رہے اور قلب کی لڑائی سے بیزار ہو تو اُن دونوں میں  
 انصاف کے ساتھ صلح کرائی جائے اور دونوں کے معاملہ میں عدل سے نظر  
 کی جائے اور صوفیہ سے جسے تجرید و صبر گنایا یہ صبر اُس وقت تک ہر کہ کتاب اپنی  
 مدت کو پہنچ جائے یعنی وقتِ تقدیر پورا ہو پھر اُسکے لیے بی بی انتخاب  
 کی جائے اور اُسکا مددگار اور اسبابِ مہیا کرے اور ایک رفیق کے ساتھ  
 جس سے وہ نکاح کرے زندگی خوش بسر کرے اور رزق اُسکی طرف بھیجا جائے اور  
 مریدِ جلدی کرے اور طبیعت اُسکی حق کم اور خیانت اُسکو شامل ہو اس سبب سے  
 کہ شہوت کا دھواں اُسے جو علم کے شعاع کو کھاتا ہو اور اوجِ غریمت سے جو  
 اُسکے مال کا تقاضا اور اُسکی ارادت کا موجب ہو اور اُسکے صدقِ طلب کی  
 شرط ہر خص کے نشیب میں جا پڑے کہ وہ ابد کی طرف سے ایک حمتِ عالم  
 خلقت کے لیے ہر نقصان کے ساتھ اُسپر حکم کیا جاتا ہو اور خسارت کی اُسپر  
 شہادت ہوتی ہو اور اس طرح کی غفلت مردوں کے لیے مضمض ہو۔ سیدنا سیدنا  
 نستر نے کہا ہے جب مرید کا ایسا حال ہو جس سے زیادتی کی امید ہو تو اُسپر  
 ایسا پہنچا اور اُسکی رجوع ابتلا میں ایسے حال کی طرف جو اس سے اونٹ  
 درجہ کا ہو نقصان ہو اور صفت ہو اور بعض فقرائے بین نے سنا ہے جب کہ  
 اُس سے پوچھا کہ نکاح کیوں نہیں کرتے تو کہا عورت مردوں ہی کے واسطے  
 لائق ہے اور مردوں کے درجہ کو بین نہیں پہنچا ہوں پھر میں اس طرح نکاح کروں

اپس صاف و تون کے لیے بلوغ کا ایک وقت ہے جس کے آنے کے وقت نکاح کرتے ہیں اور ہر آئینہ اجماع و حدیث متعارضی اور خیالِ دل جل گئے کہ تجریدِ فضل ہی یا نکاحِ فضل ہی اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام احوال کے موافق اقسام و انواع کا ہو تو بعضے انہیں سے تجرید کی فضیلت میں ہیں اور بعضے تباہ کی فضیلت میں اور یہ سب تعارض اس شخص کے حق میں ہو کہ اس کی آتشِ شہوت اُسکا کمالی تقویٰ اور قہرِ جوشی کے سبب ٹھنڈک اور سلامتی ہو اور نہ اُسکے سوا جو اور مرد ہو کہ بغیرِ شہوت کا خوف ہو نکاحِ انہیں واجب ہو جس حال میں کہ شہوت غالب ہو اور انہیں میں خلاف اس شخص کے حق میں ہو جس میں غلبہ شہوت کا ہو تو صوفی جب بی بی و ملا ہو گیا تو بھائیوں پر اس کی مذہبِ انہارا اور درگزر کرنے میں زیادہ طلبی سے مقرر اور وہ جب ہو جب وہ ضعیف احوالِ قاصرِ رتبہ رجال سے نظر آئے جیسے کہ ہم نے پہلے وصف کیا ہے اس صبر کا جسے صبر کیا حتیٰ کہ وہ فحشاءِ اُسکے لیے ہو کہ اس کی کتاب اپنی مدت کو پہنچی۔ عوف بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ کے پاس غنیمت کا مال آتا تو اسی دن اُسکو بانٹ دیتے پس تملیل کو دو حصہ اور مجرود کو ایک حصہ عطا فرماتے سو ہم بلائے گئے اور میں عمار بن یاسر سے طلب ہوا تو مجھے دو حصہ دیے اور اُسے ایک حصہ سو وہ حصہ ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے بشرہ سے جان لیا اور اُن لوگوں نے جو حاضر تھے اُس وقت آپ کے پاس سونے کی ایک لڑی باقی تھی سو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے اپنے عصائی نوک سے اُٹھاتے تھے اور وہ گر جاتی تھی اور

آپ فرماتے تھے کہ تم جاؤ اس روز کیا حال ہو گا جب تمہارے لیے اس کی کثرت ہوگی  
 تو کسی نے آپ کو جواب نہ دیا پھر غار نے کہا ہم دوست رکھتے ہیں یا رسول اللہ  
 اس بات کو کہ تمہارا لیے اس سے زیادتی اور کثرت ہو تو انہماج اور اولاد  
 پھر زیادہ نصیب کے لیے وقت پر بند دگا اور اس کے قصد کے لیے موجب محبت  
 اور اس کی زندگی کے لیے زیادہ باعث لذت ہو اور فقر کے لیے ابتداء فقر  
 میں بہتر ہے کہ علاقہ کو نفع کرے اور موانع کو مٹائے اور سفر و سیاحت کرتا رہے  
 اور خطر و نپر چرے اور اسباب سے الگ ہو اور حجاب کی خیروں سے باہر  
 جاسے اور نکاح کرنا غریب اور اولاد غریبی سے رخصت اور سہولت میں  
 کرنا ہو اور رحمت سے تلخ عیشی کی طرف پھرنا ہو اور ناز و اج اور اولاد کے  
 ساتھ قیدی بننا ہو اور خبری کے مواقع کے گرد پھرنا ہو اور نہ ہر کے بعد دنیا کی  
 طرف متوجہ ہونا اور طبیعت و عادت کے موافق ہوئی کے رخ مڑنا ہو اور اولاد  
 دارانی نے کہا ہر تین چیزیں ہیں جس نے وہ طلب کیں وہ ہر آئینہ دنیا کی  
 طرف مائل ہوا جس نے سناش طلب کی یا کسی عورت سے نکاح کیا یا حدیث کو لکھا  
 اور کہا کسی کو میں نے اپنے یاروں سے نہیں دیکھا کہ اس نے نکاح کیا اور  
 پھر اپنے بہرے پر ثابت رہا ہو۔ حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں نے اپنے بعد عورت سے زیادہ کوئی نعمت  
 نہیں چھوڑا کہ مردوں کو زیادہ ضرر ہو۔ اور جابر بن حیوۃ نے معاذ بن جبل  
 سے روایت کی ہے کہ اس نے فرمایا کہ میں نے بتلا ہوسے تو ہم نے صبر کیا  
 اور زمری اور فائدہ میں ہم بتلا ہوسے تو ہم نے صبر نہ ہو سکا اور ہر تین

خونسا کی زیادہ انہیں سے جتنا تمہارے لیے مجھے خوف ہو وہ عورات کا فتنہ ہو کر  
وقت کہ سونے کے کنگن اور زخام کی ایک بڑی چادر اور عین کی سیرخ سنباب  
پہنین اور مالدار کو رنج میں اور فقیر کو تکلیف میں ڈالیں اس چیز کے لیے جو وہ  
بنائے اور تعبے حکمانے کہا ہے کہ بخر دکا علاج عورات کے علاج سے بہتر ہے اور  
سہل بن عبد اللہ سے عورات کے بارہ میں سوال کیا تو کہا ابصر غنم خیر  
من الصبر علیہن و ابصر علیہن خیر من الصبر علی النار یعنی عورتوں سے صبر کرنا بیٹھنا  
بہتر ہے کہ ان پر صبر کرے اور رحمتیں اٹھائے اور ان پر صبر کرنا بہتر ہے اس سے  
کہ دوزخ کے اوپر صبر کرے اور اس کا عذاب جھیلے اور اس آیت کی تفسیر  
میں خلق الانسان ضعیفا یعنی انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے  
کہ وہ عورتوں سے صبر نہیں کر سکتا۔ اور اس آیت کے معنی میں رہنا  
و لا تحملن الا طاقته لنا یعنی اے ہمارے پروردگار! اور نہ اٹھو اہم سے وہ  
چیز جس کی ہمیں طاقت نہیں ہے۔ مراد غلبہ شہوت ہے پس فقیر اگر مقابلہ نفس  
پر تیار ہو اور مخالف نفس میں حسن معاملہ سے علم و ذوق نصیب ہو اور عورتوں  
سے صبر کرے تو در حقیقت پورا فضل حاصل کیا اور عقل کو کام میں لایا اور  
سہل کام کی طرف راستہ پایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا ہے کہ دوسو برس کے بعد تمہارے درمیان سے بہتر مرد ضعیف اور عورت  
کہا یا رسول اللہ ضعیف بکاؤ کیا چیز ہے فرمایا وہ شخص ہے جس کے نبی بی ہونہ  
اولاد ہو اور بعض فقرا نے کہا جب کہ اس سے کہا گیا کہ نکاح کر لو۔ کہ میں  
ماجھت مند اپنے نفس کے طلاق دینے کی طرف زیادہ تر اس کی نسبت ہوں

کہ میں نکاح کرنے کی طرف جا چھند ہوں اور بشر بن حراف سے کہا گیا کہ لوگ آپ کے حق میں کلام اور گفتگو کرتے ہیں کہا گیا کہ میں کہا گیا کہ یہ کہتے ہیں کہ آپ تارک السنہ ہیں یعنی نکاح نہیں کرتے شہر کہا کہ اُسے کہہ دو کہ میں فرض میں سنت سے مشغول ہوں اور وہ یہ کہا کہ یہ تھے کہ اگر ایک مرغی میری عیال ہو تو مجھے خون پر کہ میں پل پر چلا دو ہوں اور صوفی نفس اور اسکے مطالبہ کا مبتلا ہو۔ اور وہ ایک شغل میں ہر جو اسکے نفس سے بے شغل اور فارغ کہ تاہر اور جب اسکے مطالبوں پر نہ لی کے مطالبے اور اضافہ ہونگے تو اسکی طلب بھی لمضا عت ہو جائیگی اور اسکی ارادت تھک جائے گی اور اسکی غنیمت میں فتور آئے گا اور نفس نے جب طمع کی تو پس طمع ہی کی اور جو قناعت کی تو پس قناعت ہی کی تو جو ان آدمی جو خواہش نکاح کے مادہ و ذرا کرنے کی رکھتا ہے تو ہمیشہ روزہ داری سے مدد چاہے اس واسطے کہ نفس کے قطع قمع میں اور اسکے مغلوب کرنے میں روزہ کا اثر ظاہر ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر جو انون کی ایک جماعت پر ہوا اور وہ پھر اٹھاتے تھے تو فرمایا اگر وہ جو انان جو تم میں سے نکاح کا مقدر رکھے وہ چاہے کہ نکاح کرے اور جسے مقدر نہ ہو اسے چاہے کہ روزہ رکھے سو اسطے کہ روزہ اسکے لیے وجاہ ہو۔ اصل وجاہ کی خصیوں کا کوفت کو ب اور زیرہ زیرہ کہ ماہر عرب لوگ بکرے کو خصی کرتے تاکہ اسکی فولت اور زری جاتی رہے اور نہ تازہ ہو جائے اور اسی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادہ ہے مومنے خصی قربانی کیے اور کہا گیا ہے کہ وہ نفس ہر اگر تو اسے مشغول نہ رکھے گا تو وہ تجھے مشغول کرے گا تو جب مرد جو ان ہمیشہ غسل میں

مشغولی رہے گا اور اسکا عبادت میں گزار ہوگا تو نفس کے خطرات اس کے کم ہو جائیں گے  
 اور اسکا عبادت میں مشغول رہنا اسکو یہ فائدہ دے گا کہ معاملہ کی جلد ادائیگی اور اس  
 زیادہ عمل کی محبت ہوگی اور دولت کے دروازہ اس پر کشادہ ہوں گے اور عمل میں  
 زندگی بسر کرنا اس پر آسان ہوگا پس وہ اپنے حال اور وقت پر اسکی غیت کرے گا  
 کہ زود سے زمین کے درت آئے اور پھر زمین میں رہنے کے حسن ادب سے یہ بات ہو کہ  
 عورتوں کے خیالات کو اپنے باطن میں جگہ نہ دے اور جب کبھی اس کے دل میں غیبت  
 اور شہوت کا خطرہ گزرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف حسن امانت کے ساتھ گریز کرے  
 پس اب حق تعالیٰ توت غیبت سے اسکا تدارک فرمائے گا اور نفس کے  
 مخالفت کے ساتھ اسکی تائید کرے گا بلکہ اس کے نفس پر فور اس کے قلب کا کس  
 ڈائے گا کہ یہ ثواب اس کے اچھی تو بہ اور رجوع کا ہر پھر مطالبہ سے نفس سکون  
 کرے گا بعد ازاں اس کے نفس پر ظاہر وہ باتیں کی جائیں جو نکاح سے اس پر  
 عام ہوئی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ بڑے مقاموں میں جائے جو دولت اور غوری کو پہنچا  
 اور ایک چیز کو بیوجہ حاصل کرے اور جو قطع رحم کرنے والوں سے امید لی جائے  
 اس وجہ سے کہ خاطر التفات بی بی اور اسکی حرمت کی طرف ہو اور بہت سی  
 کلمتیں ہیں جن کے شمار نہیں ہو سکتے اور عبد اللہ بن عمر سے پوچھا کہ جبدا عبد اللہ  
 کیا ہے کہا کہ کثرت عیال کی اور قلت مال کی اور بعضوں نے کہا ہے کہ کثرت  
 عیال کے دو فقر ہیں سے ایک ہے اور قلت عیال دو تو انگریزین سے ایک ہے  
 اور دوسرا یہ ہیں ان آدمی کہتے تھے کہ جو عورت کی راتوں کا عادی ہو وہ فلاح اور  
 نجات نہ پائے گا اور ہمیں شک نہیں کہ عورت نہ فاحیت اور تنہائی



بلاتی ہے اور مشغول بائقہ ہونے کے قیام اور رات اور دن کے روز و شب کا بیکاری اور باطن پر  
مفلسی کا خوف اور اہل جمع کرنے کی محبت غالب ہو جاتی ہے اور پیب مجروح سے دور ہوا کہ  
ہر آئینہ وارہ ہوا ہے کہ جب دوسو برس کے بعد زمانہ آئے تو میری امت کے لیے تجرید  
سہا ہے پھر اگر فقیر کے دل میں نکاح کے خطرے متواتر آئیں اور باطن کا عامی شخص  
نماز اور ذکر اور تلاوت میں دور اور زائل ہو تو چاہیے کہ اول اللہ تعالیٰ سے مدد  
مانگے پھر مشائخ اور بھائیوں سے اور اُن سے اپنے حال کی شرح کے اور اُن سے  
خواہش کرے کہ وہ اسکے لیے اللہ سے حسن اختیار کی دعا مانگیں اور زندہ  
اور مردے اور مساجد اور شاہدوں میں گھومتا رہے اور اسکو بڑا کام جانے  
اور ایمان قلمت توجہ اور پروا سے نہ آئے اس لیے کہ ایک بڑے فتنہ اور خطر  
عظیم کا دروازہ ہے اور ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ تمہاری ہی بیان  
اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں تو اُن سے تم ڈرو اور اللہ تعالیٰ سے  
بہت غم اور ضرعت کرے اور اُن کے سامنے خلوت میں خوب روئے اور  
استخارہ کر کرے اور ہر چند قوت اور مہر کے نصیب ہووے تاکہ صاف فضل  
اُسی سے بھلائی اُس میں ظاہر ہو جائے تو یہ کمال ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ اُس کا  
کشف ہے پر کر دیتا ہے خواہ ممانعت ہو یا اجازت خواب میں ہو یا جانتے میں  
یا کسی زبان پر جس کے دین اور حال کا اُسے وثوق ہو کہ وہ جب اشارہ کرتا ہے تو  
نہیں کرتا مگر چشم دل کی بصیرت سے اور جب وہ حکم کرے تو نہیں کرتا مگر حق  
ساتھ تو اس وقت اس کا نکاح کرنا ایسا ہوتا ہے جیسا تبیر اور مدد دہنی ہے  
اور ہم نے سنا ہے کہ شیخ عبد اللہ اذہبی کو کسی نے صاحبین سے کہا کہ نکاح کس کو ہے

کیا ہر آپ نے کہا میں نے تو نکاح نہیں کیا جتنا کہ مجھ سے جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کہا کہ نکاح کر پس آپ سے اس شخص نے کہا کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نصحت کا حکم دیتے ہیں اور قوم کا طریق الزم غنیمت ہر تو میں  
 نہیں جانتا کہ شیخ نے اُسکے جواب میں کیا کہا الا میں اتنا ہوں کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نصحت کا حکم دیتے ہیں اور اُسکا حکم زبان شرع پر ہر گز نہیں  
 اتجا جناب انہی میں کی اور اُسکی طرف نیاز مندی کی اور اُس سے استخارہ کیا  
 تو اُسکو اللہ کشف کر دیا ہر ایک آگاہی کے ساتھ خود خواب کے اندر یاد رکھا یہ  
 امر نصحت نہیں ہوتا بلکہ وہ ایسا امر ہر جسکا اتباع ارباب غنیمت کرتے ہیں  
 اس واسطے کہ یہ علم حال سے ہر نہ علم حکم سے اور جو مجھے دل میں واقع ہوا اُسکی صحت  
 پر یہ دلیل ہر جو آپ سے منقول ہر کہ فرمایا میں زوجہ چاہتا تھا ایک مدت تک  
 اور زوجہ پر حرات نہیں کرتا تھا اس خوف سے کہ وقت مکہ نہ ہو گا پھر میں نے  
 صبر کیا یہاں تک کہ کتاب اپنی مدت کو پہنچ گئی اللہ تعالیٰ نے چار بیسیاں لکھے  
 بھیجیں ان میں کوئی ایسی نہیں ملکہ کہ وہ ۱۵ روزہ اور غنیمت میرے اوپر صرف  
 کرنی ہر پس یہ کامل صبر جمیل کا ثمرہ ہر تو جب فقیر صبر کرنا ہر اور اللہ سے کشور  
 ناگتا ہر اُسکو کشور اور راستہ ملتا ہر۔ دن قی اللہ تعالیٰ نے بخر خا ویر زمین  
 جنت لکھتا ہے یعنی اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہر اُسکے لیے راستہ بنا گا اور  
 اور رزق دیتا ہر اُسے اُس جگہ سے کہ وہ چاہتا ہو سو ہر گاہ فقیر بہت زیادہ  
 تضرع اور دعا کے بعد نکاح کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی  
 وارد اذن کے ساتھ نازل ہو تو یہ غایت اور نہایت محسنی اور اگر

اذن کے پہنچنے تک صبر کر کے اور اسکی کوشش دعا و ناری میں ہو چکے تو یہ حصہ  
 اسکا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گا اور اسکی نیک نیتی اور عہدق مطلب اور حسن جا اور  
 اپنے پروردگار پر بھروسہ کرنے کے باعث تائید اسکی ہوگی۔ اور عبداللہ بن عباس  
 سے منقول ہے کہ احوال کی عبادت پوری تب ہی ہوتی ہے کہ وہ نکاح کرے اور سچ  
 خراسان سے ایک شیخ کا ذکر ہے کہ وہ نکاح بہت کیا کرتے تھے کہ دو یا تین بی بی سے  
 خالی نہ رہتے تو اسپر صوفیوں نے اس بابت لعن کی تو کہا تیا کوئی تم میں کھانتا ہے  
 کہ وہ اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک جلسہ بیٹھا یا ایک وقفہ ٹھہرا اور پھر  
 اس کے قلب پر خطرہ شہوت کا گذر تو ان صوفیہ نے کہا کہ میں بھی ایسا ہوتا ہوں کیا  
 اگر میں ہر شے اپنی تمام عمر میں تمہارے سے حال کے ساتھ ہوں ایک وقت میں تو  
 میں ہرگز نکاح نہ کرتا لیکن میرے قلب میں شہوت کا خطرہ کبھی نہیں گذرتا کہ میرے  
 حال سے مجھے غافل کر دے مگر یہ کہ میں اسکا نفاذ کر دیتا ہوں تاکہ اس سے مجھے رحمت  
 ملے اور اپنے شغل کی طرف رجوع کروں اسکی بعد کہا کہ چالیس برس ہوئے کہ میرے  
 قلب پر گناہ کا خطرہ نہیں گذرا پس سچے لوگ نکاح کے کام میں نہیں دروازے الا  
 یہ میرے لئے اور ان لوگوں نے نہ انفس کا انقطاع کرنا چاہا نہ کوئی بھی تو نا اور غلام  
 رستم فی اعلم کے لیے ایسے احوال نکاح کرنے میں حاصل ہوتے ہیں کہ وہ شخص عین  
 کے ساتھ ہیں اور وہ یہ کہ نفوس ان حضرات کے بہت بڑے مجاہدوں اور مرقیوں  
 محنتوں کے بعد ملنے ہو جاتے ہیں اور قلوب ان کے اقبال کرتے ہیں اور قلوب کے  
 لیے اقبال اور ادبار ہر شخص صوفیہ کہتے ہیں کہ ہر آئینہ قلوب کی واسطہ اقبال  
 و ادبار ہر قلوب وہ میٹھ پھرتے ہیں نرمی کے ساتھ رخت پاتے ہیں اور جب

وہ پیش آتے ہیں تو دنیا کی طرف پھیرے جاتے ہیں درین صورت انکے قلوب پر  
 اقبال مگر تھوڑے وقت کے لیے کرتے ہیں اور انکا اقبال دوم نہیں رکھتا مگر  
 اس لیے کہ نفوس انکے طمانیت کے ساتھ ہیں اور سازعت سے رُکے ہوئے اور  
 قلوب میں مدخلت چھوڑے ہوئے ہیں تو جب نفوس مطمئن ہوں اور اپنی خطا و سبکی  
 اور وحشت اور بد خوئی سے بھر جاتے ہیں تو نفوس کے بہت حقوق قلوب پر عائد  
 ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات انکے حقوق سے انکے خطوط ہو جاتے ہیں اس لیے کہ  
 اور ارحق میں قناعت ہے اور اخذ حظ میں وسعت ہے اور یہ صوفیہ کے علم دقیق  
 سے ہے اس واسطے کہ یہ حضرت نکاح مباح سے حظ نفس کے پہونچانے میں وسعت  
 پاتے ہیں کیونکہ وہ نفس مخالفت ہوئی کرتا ہے حتیٰ کہ مرض اسکا دوا ہو جاتا ہے  
 اور اسکی مباح ضرورت اور شروع لذت اسکو مستغنیٰ ہوتی ہے اور اسکی غمگینی  
 اور ارا دون میں خلل نہیں ہوتا بلکہ جب کبھی نفوس زکیہ اپنے خطوط سے بھرے  
 تو قلب میں زیادہ انشراح اور تساع ہوتا ہے اور قلب نفس میں موافقت  
 ہو جاتی ہے کہ ایک دوسرے پر عطف کرتا ہے اور ہر ایک جوان و دون میں سے  
 جو حصہ پائے دوسرے کو زیادہ دیتا ہے سو جب کبھی اللہ تعالیٰ سے قلب اپنا  
 حصہ لیتا ہے تو نفس کو طمانیت کا خلعت پہناتا ہے اسوقت قلب کو زیادہ  
 اطمینان اسوجہ سے ہوتا ہے کہ نفس کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے اور اسکی  
 تشید پڑھتا ہے آسمان پوشاک جب بدلے تو پھر بدلے زمین بد خوب پوشاک  
 جو خود ابرماری نے بنی بنی بنی اور جب کبھی نفس اپنا خطا ٹھاتا ہے تو قلب  
 خوش ہوتا ہے کہ ہمسایہ کی راحت سے ہمسایہ شفیق راحت پاتا ہے

نصف فقر کو میں نے کہتے سنا ہے کہ نفس قلب سے کہتا ہے کہ تو میرا شریک کھانے میں  
 ہو میں تیرا شریک نماز میں ہو گا اور یہ کیا اب احوال سے ہے جو عالم ربانی کے سوا  
 و سوا اس کی صلاحیت نہیں رکھتا اور بہت سے مدعی ہیں جو اپنی ذات سے اس کا  
 رعم کر کے ہلاک ہوتے ہیں اور ایسا بندہ نکاح سے ترقی پاتا ہے اور اس کو نقصان  
 نہیں پہنچتا ہے اور بندہ جب اس کا علم کمال کو پہنچے تو وہ اشیاء سے اخذ کرتا ہے  
 و اس سے اشیاء نہیں اخذ کرتا۔ اور بنید کا یہ حال تھا کہ کہتے تھے میں بی بی کی  
 حقیقہ اُسی قدر رکھتا ہوں جیسے غذا کی مجھے احتیاج ہے۔ اور بعض علمائے  
 حقے کو گون کو صوفیوں کے حق میں ٹھن کرتے ہوئے سنا تھا اس پر عجیب وہ کیا چیز  
 و تیرے نزدیک نہیں کیا نقصان کی بات ہے تو کہا یہ لوگ کھاتے بہت ہیں سو  
 ہا اور تو بھی اگر بھوکا ہو جیسے وہ بھوکے ہوتے ہیں تو ایسے ہی کھا جائے جیسے  
 یہ کھاتے ہیں بعدہ کہا اور نکاح بہت کرتے ہیں سو کہا اور تو بھی گزشتہ کا  
 احتیاط کرے جیسے وہ حفظ کرتے ہیں تو بھی نکاح کرے جیسے وہ نکاح کرتے ہیں  
 ہا اور کچھ اور بھی کہا کہ گانا سنتے ہیں تو کہا اور تو بھی لفظ کرنا جیسے وہ نظر کرتے ہیں تو  
 سنتا جیسے وہ سنتے ہیں۔ اور شیخ ابن عربیہ کہا کرتے ہیں یوں کی کثرت دنیا سے  
 میں بڑا سواستے کہ علی مرتضیٰ بنی ابراہیم صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے سب سے زیادہ زہد دنیا کے کم رغبت کرنے والے تھے اور ان کی چاہیدیاں  
 میں اور وہ تو زبان انکی حرم تھیں اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے  
 ہیں کہ میں سب سے بہتر وہ ہے جو سبکی چاہیدیاں بہت ہوں اور دنیا راہ دنیا میں  
 ہو ہے کہ ایک عابد دنیا سے عبادت کے لیے قطع تعلق کر کے دنیا میں رہاں تک

کہ اپنے اہل زمانہ پر فوقیت لے گیا اُسکا ذکر زمانہ کے نبی کے سامنے ہوا تو کہا اچھا آدمی ہے اگر وہ سنت لے کوئی چیز ترک نہ کرنا پھر عابد تک یہ بات پہنچی اور اُسے اندر میں ڈالا اور کہا مجھے کیا فائدہ عبادت سے ہے جو میں سنت کا تارک ہوں میری علیہ السلام کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کتنا مان تو نکاح کا تارک ہے کہا میں نے اس واسطے نہیں ترک کیا کہ اُسے میں حرام جانتا ہوں اور میں صرف اس وجہ سے باز رہا ہوں کہ میں فقیر ہوں کچھ میرے پاس نہیں ہے اور میں خود لوگوں پر بار ہوں کہ ایک بار مجھے یہ کھلاتا ہے اور ایک بار مجھے وہ کھلاتا ہے تو مجھے یہ مکر وہ حلوم ہوتا ہے کہ ایک عورت سے نکاح کروں جو سختی اور بلا میں اُسے ڈالوں اور خواہ مخواہ اسے سنگ کروں تب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس سے کہا اور مجھے بھی امر مانع ہے کہ ماں تپ نے فرمایا میں تجھ سے اپنی بیٹی یا بہتا ہوں اور اپنی بیٹی سے اُنھوں نے نکاح کر دیا اور عبداللہ بن مسعود کہا کرتے جو میری عمر میں دس دن ہی باقی رہیں تو مجھے یہ بات محبوب و مرغوب ہے کہ میں نکاح کروں اور محمد رسول اللہ سے نہ ملوں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نہیں ذکر کیا مگر انھیں دنیا کا جو بی بی والے ہیں اور بچے کہتے ہیں کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام نے نکاح کیا اس سبب سے کہ وہ سنت ہے اور نبی کے پاس نہیں جاتے تھے بعضوں کا قول ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قریب ہے کہ وہ نکاح کوین جب وہ زمین پر اترینگے اور اُنکے اولاد ہوگی اور بعضوں کا قول ہے کہ نبی کے پاس کی ایک کعت مجرد کی نشر کعت سے بہتر ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح میری سنت ہے پس میری سنت پر

جیسے عمل نہیں کیا وہ مجھ سے نہیں ہر پس تم لوگ نکاح کرو سو اسطے کہ میں تم سے  
 اہمت کو زیادہ کرنے والا ہوں اور جو ذی مقدم ہو تو چاہیے کہ وہ نکاح کرے اور  
 جو ایسا نہ ہو تو اُس پر روزہ لازم ہیں اسو اسطے کہ روزہ اُسکے وجار ہیں یعنی جس کی نماز  
 اور بیابا ہے وہ کو چاہیے کہ زوجہ کے ساتھ زیادہ خلط اور محبت کرنے سے پرہیز کرے  
 تا بحمدیکہ درود و وظائف اور تمام اوقات سے جاتا رہے اسو اسطے کہ میں اُسر  
 کرنے سے نفس اور اُسکا لشکر قوی ہوتا ہے اور اُسکی علو محبت میں فتور پڑتا ہے۔  
 اور بیابا ہے آدمی کے لیے بی بی کے سبب دو وقت ہیں ایک آفت اُسکے عام حال  
 کے سبب ہے اور ایک آفت اُسکے خاص حال سے تو اُسکے حال کی آفت یہ ہے  
 کہ اسباب عیشت میں اُسے زیادہ ہر تمام کرنا ہوتا ہے جس بصری کما کو تے وہ ہر  
 اُس مرد کی کسی دن صبح نہیں ہوگی جو اپنی بی بی کی اطاعت اُسکی خواہش اور  
 فرمائش کے اندر کرتا ہو مگر یہ کہ اسد اُسکے منہ کے بل و فرخ میں ہر خدا دل دے  
 اور خبر میں ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مرد کی موت روز بد و مان بائیلہ  
 اولاد کے ماتون ہوگی جو اُسے مفاسی کے ساتھ ترماٹینگے اور اُسے بکلیغین اُن  
 بیرون کی دینگے بکلی طاقت اُسے ہوگی تو وہ ایسے شکانون میں جائے گا جن میں  
 اُسکا بیان جانا ہے تب یہ لاک ہوگا۔ اور روز آیت ہو کہ یونس علیہ السلام کے  
 پاس ایک قوم آئی تو آپ نے اُنکی ضیافت کی اور آپ اپنے گھر میں آتے اور  
 باتیں تھے پس اُنکی بی بی اُنکو ستاتی تھی اور اُس پر ظلم اور زیادتی کرتی اور آپ  
 خاموش تھے تو قوم کو اس سے تعجب ہوا اور اُسے پوچھتے ہوئے ڈرتے تھے  
 آپ نے کہا تم اس سے تعجب نہ کرو سو اسطے کہ اسوتے میں نے دعا مانگی ہے





آفت کی طلب ہوتی ہو اور یہ استراحت روح پر موقوف ہو اور جب روح میں جو  
 لوہیت کے تعلق کے ساتھ مخصوص ہو وہ ذخیل اور بطانہ بن جاتا ہو تو روح میں بلاوت  
 اور عبادت آجاتی ہو اور فتوح کی ترقی کا سد باب ہوتا ہو اور اس بلاوت کا شعور  
 اور انتیاز روح کے اندر کمتر ہوتا ہو تو چاہیے کہ تم در و در خد کر و اور اس قبیل کی  
 آفت ایک گروہ میں پھیل گئی ہو جو مشاہدہ کے قابل ہوئی ہو اور جبکہ باب حلال  
 میں ایک بطانہ جب کا ہو جس سے روح کی تلاوت و وظائف جب بارگاہ اسی کے  
 قیام میں پیدا ہو کر کیا تمہارا ظن اس شخص کے حق میں ہو جو باب غیر مشروع میں دعویٰ  
 کرتا ہو اسکو سکون نفس مغرور اور مفتون کرتا ہو اور یہ گمان اسکو ہو کہ سرگروہ اور قبیل ہوئی  
 ہوتا تو نفس کو سکون ہوتا اور حال یہ ہو کہ نفس اس میں ہمیشہ ساکن نہیں ہوتا بلکہ روح  
 سے وہ وصف طلب کرتا ہو اور اسے اپنی طرف اس صورت سے اخذ کرتا ہو کہ میں  
 ان باتوں سے بچ گیا ہوں نہیں اور لوگ شاہد سے مفتون و مغالطہ میں پڑے  
 ہوئے ہیں تو میں نے صورت فسق سے جو اس کے نزدیک شراب شہوت کی جھلک اور  
 کٹ بہن محفوظ اور صوم امر ہو حاصل کیا ہو اس واسطے کہ اگر علت شراب کی جاتی  
 رہتی تو جھلک اور کٹ باقی نہ رہتی تو اس سے قطعاً حذر کرنا چاہیے اور جو زمین حال و  
 صفت میں دعویٰ کرے اسکی بات نہیں سنی چاہیے اس واسطے کہ وہ جھوٹا مدعی ہو اور  
 اسی بات کے واسطے طیبیوں نے کہا کہ جماع عشق کے عیوان کو سکون دیتا ہو نہ  
 غیر عشق سے ہو پس جانتا چاہیے کہ اسکی مستند اسکی شہوت ہو اور جو حال کا این  
 دعویٰ کرے جھوٹا ہو اور یہ تاہل بی بی داہے کی آفتیں ہیں اور مجرورین یا ہے  
 کی آفت شہوت کا اسکی خاطر میں گذرتا ہو اور اس کے خیال میں آتا ہو

اور جسکے باطن میں طہارت دی گئی ہو تو اُسکا باطن شہوت کے طغرات سے میلان  
ہوتا اور اُسکے دل میں خطرہ آئے تو حسنِ قوہ اور نیاہِ فقر کے اُسے مٹاتا ہے اور  
جب فکر نے افسانہ گوئی کی تو خطرہ کثیف اور پرکار پیدا ہوتا ہے اور قلب سے نکل کر  
سینہ تک پہنچتا ہے اور اس حالت میں خطرہ کے ساتھ عضو کے احساس سے خوف  
کرتے تو یہ پوشیدہ عمل ہے اور کیا ہی بری بات اس سے آدمی کے لیے جو حضور  
اور بیداری کی طرف تاک لگا رہا ہو پس یہ حال فاحشہ ہے اور بیشک یہ قول کہا گیا  
کہ خیال فاحشہ کا عارفوں کے قلب میں گزرا یا سیاہی ہے جیسے فعلی اُن لوگوں کا  
جو اُسے کرتے ہیں و اللہ اعلم

بایسوان باب قول کی بابت ہے جو سماع میں قبول اور خیال  
کے رو سے ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پس خوشخبری میرے اُن بندوں کو ہے جو قول کو سنتے ہیں  
پھر اُنہیں سے جو احسن اور بہت اچھا ہو اُسکی پیروی کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں  
جنکو اللہ تعالیٰ نے ہر ایت کی ہے اور یہ لوگ صاحبِ عقل و دانش ہیں یہ بعض صوفیہ  
نے کہا ہے کہ احسن کے معنی یہ ہیں کہ جو زیادہ ہر ایت اور ارشاد کرے اور حقِ عزوجل  
نے فرمایا ہے اور جو وقت اُس چیز کو سنا جو رسول پر اتاری گئی ہو اُنکی آنکھوں کو  
دیکھے گا کہ اُنسو بہا رہے ہیں اُن چیزوں سے جو انھوں نے سچی سچی جانی ہیں یا سادی  
حق سنانی جہین اہل ایمان دو آدمی بھی اختلاف نہیں کرتے اُسکے سنے و  
کے لیے حکم کیا گیا ہے کہ وہ صاحبِ ہر ایت اور ذی عقل ہے اور یہ سماعِ اہل  
حرارت کو یقین کی پروت پروردگار ہے تو اُنہیں اُنسو بہائی ہیں اور اسطے

کہ وہ آنسو بھی رنج اور غم کے سبب جوش کرتا ہے اور لہجہ و خن گرم ہوا اور کھوشوق کے سبب جوش کرتا ہے اور شوق گرم ہوا اور کھوندہ است سے جوش کرتا ہے اور دست گرم ہوا تو جھوٹ سماع ان صفات کو جوش میں لایا ایسے صاحب دل جو چین کی برودت سے مملو ہو تو اس کو رلاتا ہے اور آنسوؤں کو جاری کرتا ہے اس واسطے کہ حرارت اور برودت جب آپس میں ٹکراتی ہیں وہ دونوں پانی ٹپکاتے ہیں تو جب غلبہ میں سماع نازل ہوتا ہے کھو تو اس کا نزول خفیف ہوتا ہے تو اس کا بدن میں اثر ظاہر ہوتا ہے اور بدن کی جلد کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں اور تعالیٰ فرماتا ہے  
تَقشعر منه جلود الفزین یخشون ریحیم یعنی اُس سے اُن لوگوں کی کھال پر بال کھڑے ہوتے ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور کھو اس کا وقوع اور رد و تسلیم ہوتا ہے اور اثر اس کا سمیت دماغ کے اوپر گرتا ہے اُس چیز کے مثالی جو عقل کی خبر دینے والی ہو تو ایک بے حادثہ چیز کا اگر ناغفیم معلوم ہوتا ہے پھر اُس سے آنسو آنسو گراتی ہے اور کھو اس کا اثر روح کی طرف گرتا ہے اور اُس سے روح ایسی توجہ سے ندرتی ہے کہ قالب کا سیاہ بند قرب ہوتا ہے کہ اُس سے تنگ ہو جاسے اور زمین نہ سماے تب اُس سے چیخ نکلتی اور قریب پیدا ہوتا ہے اور یہ سب احوال ہیں جن کو عیاب حال سے اہل حال یاسے ہیں اور کھو جو اسے نفس کی دلالت سے اس کی نقل جھوٹے لوگ اتارتے ہیں۔ روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اکثر اپنے ورہین کسی ایک آیت سے گذرتے تو آنسو اٹکا گلا دباتا تھا اور پگڑتے اور ایک اور دودن کبڑے رہتے تھے کہ لوگ ان کی عیادت کرتے اور بیمار سمجھتے جاتے تھے پس سماع اللہ کریم سے رحمت کو کھینچتا ہے۔ زید بن اسلم نے روایت کی ہے کہ کما

ابلی بن کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے قرأتِ کلامِ مجید کی پڑھی تو سب کو رقت ہوئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رقت کے وقت دعا کو غنیمت جانو اور تم کلثوم سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ کے خون سے بندہ کے بدن پر بال کھڑے ہو جائیں تو اُس سے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جسطرح کہ سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جب اللہ کے خون سے بدن پر بال کھڑے ہو جائیں لہذا اُن کا شک و دوزخ پر حرام کر دیتا ہے اور یہ سب وہ ہیں جن سے انکار نہیں کیا جاتا اور نہ اُن میں اختلاف ہے اختلاف نہیں۔ مگر اشعارِ بحان کے ساتھ سنئے ہیں اور اس سے بہت کثرت سے اقوال ہیں اور احوال جدا جدا ہیں بعضے شکر اُسے فوق سے ملاتے ہیں اور بعضے مریض اس کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ حق و واضح ہے اور یہ دونوں افراط اور تقریط کی طرف کھینچتے ہیں۔ ابو الحسن بن سالم سے پوچھا گیا کہ سماع کا انکار کس طرح کرتے ہو حالِ آنکہ عینہ اور سری شلی اور ذوالنون اُسے سننا کرتے تھے تو کہایں کہ ذکرِ سماع کا انکار کروں حالِ آنکہ اُس شخص نے جائز رکھا ہے اور سننا ہے جو مجھ سے بہت بہتر ہے۔ ہر آئینہ عجزاً یا سننا کرتے تھے اور شکر بھی ہے تو نہ وہ جب سماع میں ہو اور یہ قول صحیح ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہر آئینہ ابو بکرؓ کے پاس آئے اُن حال میں کہ آپ کے پاس دو بونڈیاں گارہی اور دھن بجا رہی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اوڑھے ہوئے تھے تو اُن لوگوں کو ابو بکر نے جھڑکا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ کھولا اور فرمایا

ابو بکر ان دونوں کو چھوڑ دے کہ ہر آئینہ عید کے دن ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا تے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھا دی کہ مجھے اپنی چادر میں چھپا لیتے اور میں ان جاشینوں کی طرف دیکھتی جو مسجد میں کھلتے تھے حتیٰ کہ تکلیف جاتے اور شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے اسکا ذکر کیا ہے جو اسکے جائز رکھنے کی دلالت کرتی ہے اور بہت سے سلف صحابی اور تابعین وغیرہم سے نقل کی ہے اور شیخ ابوطالب مکی کا قول معتبر ہے کہ علم و خرد اور کمال حالی انبو تھا اور سلف کے احوال جانتے تھے اور ورع و تقویٰ انہیں تھا اور محبوب اور اولیٰ کو سوچتے اور شائستہ کرتے تھے اور اسنے کہا ہے کہ سماع حرام ہے اور حلال ہے تو جس نے اسے نفس کے مشاہدہ شہوت اور ہوی سے سنا وہ حرام ہے اور جس نے اسے معقول کو مباح صفت پر لٹھری یا زور سے سنا وہ شہر ہے اس لیے کہ اس میں داخل ہے اور جس نے اسے قلب سے سنا جو ایسے معانی کا مشاہدہ کرتا ہے کہ اسکو دلیل پر پہنچاتا ہے اور اس کے شاہد طراف طیل ہیں تو وہ مباح ہے اور شیخ ابی طالب مکی کا قول ہے اور وہ صحیح ہے پس اب اس کے منع اور تحريم پر علماء قول نہیں ہوتا اور نہ اس کے سننے والے پر انکار کا ہوتا ہے جیسا کہ اس کے انکار میں مبایعہ کرنے والے قاری لوگ زائد نہیں ہوتے کہ تھے ہیں اور نہ اس میں علی الاطلاق وسعت و بجاتی ہے جیسا کہ متسی باز اس کے ساتھ چھوڑنے والے اس کے شر و طواہر آداب کے چنے والے اسرار پر کرتے ہیں اور ہم تفصیل وار آئین جو امر ہے اسکو بیان کرنے کے اور خیر و اچھیل سے اسکی ماہیت کو دفع کرنے کے پس دف اور ربانہ ان دونوں میں ہر چند مذہب شافعی کے موافق وسعت ہے مگر ان دونوں کا ترک اور احوط کا لینا اور محلات سے نکلنا اولے ہے اور اس کے

سوا اگر قصائد بہشت اور ہونہار کے ذکر اور آخرت کی ترغیب اور ملک جبار کے نعمتوں کی توصیف اور عبادات کے تذکرہ اور خیرات کی طرح شوق دلانے میں ہوں تو انکار کی کوئی سبیل نہیں ہے اور اسی قبیل سے بین غازی اور حاجی لوگوں کے قصیدہ سے ہمارا اور حج کی تعریف میں جن سے غازیوں کے دے ہوئے غم اور حاجیوں کے ٹھنڈے شوق جو ش میں آئیں مگر جو قصائد ایسے ہوں جس میں ذکر قدر اور خسار اور غور توں کے حسن و جمال کا ہو تو ایسے سماع کے لیے حماؤ و اہل دیانات کے لائق نہیں ہے اور اگر ایسے ہوں جہاں ذکر جد الہی اور وصل اور قطع اور منع کا اس قسم سے ہو کہ جس کا محمول امور حق سبحانہ و تعالیٰ پر کرا فریب ہو اور وہ حیدروں کے احوال بدلتے رہنا اور طالبین کے سر پر آفات آتی ہے اور جو اس کو سننے اور اُس کے نزدیک ایک حادثہ ہو گزشتہ زمانہ نام ہو یا اُس کے نزدیک امور آئندہ کا غم ناظرہ ہو تو اُس کے سماع پر کیونکر انکار کیا جائے اور ہر آئینہ کہا گیا ہے کہ بعض اہل وجد سماع سے رزق اور قوت پاتے ہیں اور اُس سے طر اور وصال کے روزوں کے لیے تقویت حاصل کرتے ہیں اور سماع کے وقت شوق جو ش کرتا ہے کہ اُس سے عموک کی سوزش جاتی رہتی ہے پھر جب بندہ ایک بیت شعر کی سنتا ہے اور اس کا قلب اُس میں حاضر ہوتا ہے گویا وہ ساربان مہرِ خورشید سنتا ہے جو کتا ہے مثلاً اے اسی تو یہ کرتا ہوں کہ میں نے بہ خطا کی روز ہوئے افروز معاصی بہ لکھنے کے عشق اور بہ لکھنے کے اور اُس کے دیکھنے سے تو یہ کب کی ہے اور ہمارا دل خوش ہوتا ہے کیونکہ وہ اس میں ایک قوت غم کی پاناہی جس سے آخر وقت تک امر حق پر ثابت قدم رہے وہ اس سماع میں

ذکر آئی کرنے والا ہوتا ہے ہمارے بعض اصحاب نے بیان کیا ہے کہ ہم اپنے یاروں کے وجدوں کو تین چیزوں میں پہچان کرتے تھے سوال کے وقت غصہ کے وقت اور سماع کے وقت۔ اور جنید کا قول ہے کہ اس گروہ پر تین جگہ رحمت نازل ہوتی ہے کھانے کے وقت اس واسطے کہ وہ فاقہ کے بعد کھانا کھاتے ہیں اور جب باہر مل کر ذکر آئی کرتے ہیں اس واسطے کہ وہ وقت سماع صدیقین اور احوال انبیاء میں قیام و اعتکاف کرتے ہیں اس واسطے کہ یہ لوگ وجد اور حال سے سماعت کرتے ہیں اور حق کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اور رویم سے صوفیہ کے وجد عند السماع کی بابت پوچھا گیا تو کہا کہ یہ لوگ اُن معانی سے آگاہ ہوتے ہیں جو اور غیر لوگوں سے چھپے ہوئے ہیں پس اُنکی طرف اشارہ سے وہ معانی کہ تین نے بیان کی ہیں اور اور اس سے خوشی کے باعث لطف اور خط اٹھاتے اور راز و نعمت سے مستمع ہوتے ہیں اور وقت پر حجاب آجاتا ہے تب یہ خوشی پلٹ کر زاری ہو جاتی ہے جو بعضے تو انہیں سے کپڑے پھاڑتے ہیں اور بعضے انہیں سے روتے ہیں اور بعضے پیچھیں مارتے ہیں۔ محمد بن سلیمان سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے صاحب سماع استنار اور تجلی کے درمیان ہی تو استنار و سوزش کا قمرہ دیتا ہے اور تجلی فرید کا قاعدہ دیتی ہے تو استنار سے حرکات حریہ میں کے پیدا ہوتے ہیں اور وہ ضعف اور عجز کا عمل ہے اور تجلی سے واصلین کو سکون حاصل ہوتا ہے اور وہ عمل استقامت اور یکسوئی کا ہے اور اسی طرح عمل حضرت ہے کہ اس میں بھڑاس کے موار و محبت میں لائیں کھایا کرے اور کچھ نہیں ہے اور خند الرحمن سلجی نے کہا کہ میں نے اپنے دادا سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے مستمع کو چاہیے دل زندہ اور نفس مردہ سے سماع کو

نے اور جب کا دل مردہ اور نفس زندہ ہو اُس کے لیے سماع حلال نہیں ہے اور اس  
 قول اللہ تعالیٰ کے معانی میں تیرید فی الخلق مایثار۔ کہا گیا ہے کہ صوت حسن  
 اور آواز خوش ہے اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے اللہ خوش آواز آدمی کے  
 قرآن کو اُس سے بڑھ کر سنتا ہے جو کوئی مالک اپنی نوٹندی کی بات سننے کی طرف  
 کان الگا کر سنتا ہے۔ جنید سے نقل ہے کہ خواب میں ابلیس کو مین نے دیکھا  
 تو اُس سے کہا کہ ہمارے یاروں کے کسی چیز میں نظریا ب ہوتا ہے یا ان سے  
 تجھے کچھ ملتا ہے تو جواب دیا کہ میرے اوپر اُنکا کام دشوار ہے اور میرے اوپر  
 یہ بڑی قسم ہے کہ اُن سے مین کچھ مانوں مگر یہ کہ در وقت مین مین نے کہا کہ کس وقت کہا  
 ایک سماع کے وقت اور نظر کے وقت کہ اُن سے اُمین چور لیتا ہوں اور  
 اُس سے اُمین پر پوچھتا ہوں کہا مین نے اپنا خواب بعض شاخ سے کہا تو  
 اُسے جواب دین کہا کہ اگر مین اُسے دیکھتا تو اُس سے کہتا کہ اے اُمین تیرے اُس سے  
 سماع کیا جبکہ سماع کیا اور جسے نظر اُسکی طرف کی جبکہ اُسے نظر کی تو اُس سے  
 تجھے کچھ رحمت ملتی ہے یا اُس سے تو کچھ اثر اسکتا ہے تو مین نے کہا آپ نے سچ  
 اور عاشقہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے پاس ایک کینتر تھی کہ مجھے گناہ سننا  
 رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریف لائے اور وہ اپنے بدستور  
 گاتی رہی پھر چمڑے تو وہ بھاگ گئی اُس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 جیسے تو عمر نے کہا یا رسول اللہ کس چیز سے آپ کو ہنسی آتی تو آپ نے اُسے  
 کینتر کی بات کہی تو عمر نے کہا کہ مین یہاں سے نہ ہوں گا جب تک کہ مین  
 وہ کینتر نہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سننا ہے تب حضرت علیہ السلام نے اُس



کہنے کو حکم دیا اور اسے حکم پڑھایا۔ اور شیخ ابوطالب کی ہاتھ دکر کہا کہ خطار کے بیان میں  
 کنیز بن بنی جو گایا کرتی تھیں اور اس کے بجائی ان کنیزوں کے پاس جمع ہوتے تھے اور  
 کیا میں نے خلافت ابودردان کا صبی سے کی ہے اور اس کے بیان کنیز بن بنی جو گانا  
 سنا کر تین کہ صوفیہ کے لیے تیار کی تھیں اور یہ قول جو میں نے نقل کیا ہے شیخ ابوطالب  
 انکی حکایت بخر کہا اور میرے ہند یہ میں اس سے بظناب صوب اور ہتر ہے اور وہ نہیں  
 قبول کیا جاتا مگر اس شرط سے کہ قلب طاهر ہو اور نہ کھنڈ ہو اور قول اللہ تعالیٰ کے  
 شرط کا وفائی پر عظیم حاکمۃ الاعین و انھن الصدور۔ اور یہ قول شیخ ابوطالب لکھی  
 نہیں ہے مگر عجیب اور غریب اور اس کے مثل سے منفرہ صحیح ہے اور حدیث میں درود  
 علیہ السلام کی مدح کے اندر وارد ہے کہ وہ خوش آواز اپنے آواز پر فخر اور بلور کے  
 چرتے میں تھے یہاں تک کہ اس وجہ اسکی آواز سننے کے لیے جمع ہو جاتے اور ہزاروں  
 جنازہ اسکی مجلس سے اٹھائے جاتے تھے۔ اور ابی موسیٰ اشعری کی تعریف میں جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ وہ آل داؤد کی فرامیر سے  
 ایک فرما عطا کیا گیا ہے اور رسول اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ  
 کہ ان میں آئینہ حکمت۔ یعنی ہر آئینہ شعر حکمت ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و  
 سلم کے پاس ایک شخص آیا اور آپ نے پاس ایک قوم بھی قرآن پڑھ رہی تھی اور  
 ایک قوم شعر پڑھتی تھی تو اس شخص نے کہا یا رسول اللہ قرآن اور شعر آپ نے  
 فرمایا۔ سن ہذا فرقہ میں ہذا فرقہ۔ یعنی ایک دفعہ اس سے اور ایک دفعہ اس سے  
 اور ہذا فرقہ میں ہذا فرقہ۔ یعنی ایک دفعہ اس سے اور ایک دفعہ اس سے  
 یہ ہیں سے ولا غیر فی علم اذالم یکن لہ ہذا فرقہ اور بھی ہذا فرقہ ان کی ہذا فرقہ

فی امر از اہل مین کہ بہ حکیم آنا اور ذالامہ صدر را یعنی اس حکیم کوئی غیر از خودی نہیں  
جب کہ انکو یہ بات حاصل نہیں ہو کہ خطا اور غلطی کو اسکی صفائی کہ درت سے  
حفاظت نہ کرے اور نہ کوئی خوبی اس مابین ہو کہ اسکے لیے کوئی ایسا حکیم نہ ہو  
کہ جب وہ کسی امر کو وارد کرے تو اسکا صد اڑی کرے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے اسے کہا یا ابالیلی اللہ تیرے شیعہ کی آواز بند نہ کرے بعد از ان وہ  
سورس سے زندہ رہا اور وہ سب آدمیوں سے زیادہ خوبصورت اور خوشنما  
ہو سکے درخت آکے کھٹے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان  
کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے تو وہ منبر پر کھڑے ہو کر ان لوگوں کی ہجو کرتے جو  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ فرماتے صلی اللہ علیہ  
وسلم کہ روح القدس حسان کے ساتھ ہو جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی طرف لڑائی لڑتے ہیں۔ اور ابو اسباس خضر کو بچنے سے بچا لیا  
کہا کہ مین نے تم سے کہا سماع کی بابت کیا کہتے ہو حسین اصحاب اختلاف کرتے  
ہیں کہ وہ مسافرت اب زلال ہو کہ اسبر کوئی نہیں ٹھہرا اگر علما کا قدم۔ اور خدا و پیر  
سے مشغول ہو کہ کہانین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو ان سے  
عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ اس سماع سے کچھ انکار کرتے ہیں فرمایا کہ میں اس  
انکار نہیں کرتا مگر ان سے کہہ دے کہ اس سے پہلے قرآن پڑھیں اور اُسکے بعد  
قرآن پڑھیں سو میں نے کہا یا رسول اللہ وہ لوگ مجھے ایذا دیتے اور خوش  
ہوتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس شخص کو پایا یا علی کہ وہ تیرے اصحاب میں پس مشاوا  
فر کرتے اور کہتے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گنیت بخشی مگر وہ

انکار کی انہیں یہ ہو کہ ایک مریض کی جماعت بیمار اہل ارادین دہرائے اور صدق  
 مجاہدہ پر اُنکے نفوس نشانی نہیں ہوتے مگر صفات نفس کے طور اور احوال قلب  
 کا علم نہ مکتوبہ اور اُنکی حرکات کو قانون علم سے منقبض کر کے اور وہ جان لیں کہ  
 اُنکے فائدہ کی باتیں کیا ہیں اور اُنکے نقصان کی باتیں کیا ہیں حکایت ہو کہ  
 جب ذوالنون بغداد میں آئے تو ایک جماعت اُنکے پاس آئی اور اُنکے ساتھ  
 ایک قوال تھا پھر آپ سے اُن لوگوں نے اجازت مانگی اور آپ نے کہا اچھا  
 اسوقت قوال نے یہ شمار کرتے ہوئے صغیر ہوا کہ غرضی بہ عذری بہ اذافہ کما  
 دانت جمعیت من قلبی بہ ہوئے قد کان تشرکاء اما تفرقی لقلب بہ اذافہ کما  
 بکا بہ پھر نکاد دل خوش ہوا اور کھڑے ہو گئے اور وہ کیا اور پیشانی کے بل کر پڑے  
 اور اُنکی پیشانی سے خون ٹپکتا تھا اور زمین پر نہیں گرتا تھا پھر اُن لوگوں میں سے  
 ایک شخص کھڑا ہوا سو اُنکی طرف ذوالنون نے دیکھا اور کہا خون اور زہر نہ کہ  
 اُس سے جو تھمے دیکھتا ہے جیسے تو کھڑا ہوتا ہے میرا وہ شخص بٹھیر گیا اور اُسکا بیٹھنا  
 اُسکے صدق اور علم کے سبب تھا کہ وہ کامل بحالی نہیں ہو تو ابجد کے ساتھ  
 کھڑے ہونے کے لائق اور قابل نہیں ہیں پس انہیں سے ایک شخص بغیر سوچے  
 اور بغیر جانے اپنے قیام کے کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ جب  
 اُسے ایک موزون کن راگ کے سننے اور نفس کا حجاب جو طبیعت کے  
 انبساط سے تشریح ہو قلب کے چہرہ پر لٹک جاتا ہے اور طبیعت سے خوشی پیدا  
 ہوتی ہے اُنکے خون کو کم کر دیتی ہے تو چہرہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور روز دینیت کے  
 ساتھ رقص کرتا ہے جو فصیح سے ملا ہوا ہوتا ہے اور وہ اہل حق کے نزدیک

حرم ہر اور وہ گمان کرتا ہے کہ قلب کی خوشی ہے اور حالانکہ اُس نے نہ وجہ قلب کو  
اور نہ اُس کی خوشی کو اندر تعالیٰ کے ساتھ دیکھا ہے اور نہ کسی زندگی کی قسم ہے کہ  
قلب کی خوشی ہے بلکہ قلب نفس کے رنگ سے رنگا ہوا ہے جو ہر کی طرف  
مائل اور بلاکت کے لیے موافق ہے نہ وہ حرکات میں حسن نیت کی طرف راہ ہوتا ہے  
اور نہ وہ صحت اور ادب کی شرائط کو سمجھتا ہے اور ایسے رقص کے لیے کہا گیا ہے کہ  
ارقص بعض یعنی رقص نقصان ہے اس واسطے کہ طبیعت سے صادر ہوا ہے اور نیت  
صالح کے مفقود نہیں ہے علیٰ الخصوص جبکہ اُس کے حرکات کی اکثریت نفاق  
اور دوزخی کے ساتھ تردد اور قریب بعض حاضرین سے جا ملی ہو بغیر اُس کے کہ نیت ہو  
بلکہ نشاۃ نفس کی دلالت سے اور وہ یہ ہے کہ وہ معانفہ کرتا ہے اور ہاتھ پاؤں کو  
بوسہ دیتا ہے اور اس کے سوا اور حرکات جنہر متصوفہ سے کوئی بجز ان کے اتنا نہیں کرتا  
جسکو تصوفت سوا لباس اور صورت محض کے اور کچھ حاصل نہیں ہے یا کہ قوال  
امر وہ ہے جس کے دیکھنے کی طرف نفوس متجذب ہوتے ہیں اور اُس سے لذت حاصل  
کرتے ہیں اور دل میں بڑے خطرے آتے ہیں کہ فوراً بت کا سر مجلس قریب ہو اور  
باطن جو ہوئی سے بھرے ہوئے ہیں حرکات اور رقص اور اظہار تو اجدی سفارت  
سے مراد صلت اور خط کتابت کرتے ہیں تو یہ عین فسق ہے جسکی حرمت پر اجماع  
و اتفاق ہے تو اس وقت پہلے لوگ یعنی جنکا آخرین ذکر ہوا زیادہ کی امید کے  
قابل از رہے حال ان لوگوں سے ہیں جنکا یہ منصوبہ اور یہ حرکتیں ہیں اس واسطے  
کہ وہ ان کا مشق دیکھتے ہیں اور یہ اُسکو نہیں دیکھتے اور اُسے عبادت ظاہر اس  
شخص پر کرتے ہیں جو نہیں جانتا کہ اُس نے اہل دیانات سے ایک کو تہمت

نگائی اسپر رضی ہو تا ہی اور اسکو برا نہیں جانتا تو اس وجہ سے شکر کرنے سے انکار  
 پہونچا اور وہ معذرت کا مستحق ہی سو بہت سی حرکتیں سنت عداوت کی موجب  
 ہوتی ہیں اور بہت سی برائی خدیان وقت کو بے رونق کرتی ہیں پس منکر کا مرید  
 طالب پر انکار ایسی حرکتوں سے اسکو روکتا ہی اور ایسے مجالس سے اُسے دُراتا کہ  
 اور یہ انکار صحیح ہی اور کھوایا ہوا ہی کہ بعضے صادق سچے آدمی ایک بے تک  
 اور دُزن کے سبب نقص کرنے لگتے ہیں بدون اس کے کہ وجہ اور حال کا اظہار کریں  
 اور اس میں وجہ اسکی نیت کی یہ ہوتی ہی کہ وہ بسا اوقات حرکت میں بعضے فقرے  
 موافقت کرتا ہی پھر وہ ایک موزون حرکت کے ساتھ خبش کرتا ہی بدون اس کے  
 کہ وہ وجہ اور حال کا دعویٰ کرے اسکی حرکت باطل کی طرف پھیری جاتی ہی  
 اس واسطے کہ وہ حرکت ہر چند شرع کے حکم میں حرام نہیں ہو مگر وہ حکم حال طلال  
 میں ہی اسوجہ سے کہ اس میں ابوہی نو اسکی حرکات اور قصص اُن مباحات  
 کی قبیل سے ہو جاتی ہیں جو اسپر ہنسی اور کھیل اور بی بی اور اولاد کے کھلانے  
 سے گذرتے ہیں اور یہ خوش دلی کے باب میں داخل ہوتے ہیں اور یہ اکثر  
 حسن نیت کے سبب حادث ہو جاتا ہی جب اُس سے نیت ہو کہ نفس کی  
 تکان دور کرے۔ جیسے کہ حضرت ابی وردا رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ  
 جڑائینہ آپ نے کہا کہ میں ایک باطل شر سے اپنے نفس کی تکان دور کرتا ہوں  
 تاکہ یہ مددگار میرے لیے خفی ہو اور آرام کے مقام پر نماز کا اوقات میں  
 پُر حنا لکھوہ ہی کہ اسکا کام کرنے سے آرام پائیں اور نفوس اپنے بعض  
 مقاصد کے ساتھ ترک عمل سے مدارات کیے جائیں اور حلیت کی جگہ

خوش آئند معلوم ہوں اور اپنی ترکیب مختلف اور پیدائش کی ترتیب سے آدمی ہر  
قسم کا اپنے اصول خلقت کے اقسام سے ہوتا ہے اور اسکی شرح دوسرے کسی باب میں  
گنہگار کی ہر اسکے قوی حق محض پر صبر کرنے کو فرمانین کرتے تو ایسی باتوں میں کیا  
ہم نے ذکر کیا ہے وصفت کا دینا اس قسم کے مباح سے ہے جو لوہی طرت جو باطل نہیں ہے  
کشتش کہ اس سے حق پر بددیجائے اس واسطے کہ مباح اگرچہ حقیقت شرع میں  
باطل نہیں ہے اس واسطے کہ مباح کی تعریف یہ ہے کہ اسکے دونوں طرف برابر ہوں اور  
دونوں جانب ان کے معتدل ہوں مگر یہ کہ وہ احوال کی نسبت باطل ہے اور زمین نے  
سبیل بن عبد اللہ کے بعض کلام میں دیکھا ہے کہ وہ صادق کے وصف میں کہتے ہیں  
کہ صادق کا جمل اسکے علم کے لیے زیادت اور اسکا باطل اسکے حق کے لیے فرید  
اور اسکی دنیا اسکی آخرت کے لیے فرید ہے اور اسی واسطے جائز رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے لیے عورتیں محبوب کی گئیں تاکہ یہ اسکے نفس شریعت کا خطہ سنگی طاریا و تہدیک  
مقام کے لیے ہو جسکو اسکے حضور عطا کیے ہیں اور اس پر حقوق اسکے بڑھائے گئے ہیں  
تو جو کہ باطل مرتکب کا تعصیب غیر کے حق میں بہاغات مقبولہ پر خصت شرعی مرد و  
عزیزت حال سے ہو وہ تحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں عبادت کے نقش اور  
نشان سے نقش اور مرتب ہو اور ہر آئینہ نکاح کی فضیلت میں ایسا کچھ  
ورود ہوا کہ وہ دلالت اسپر کرتا ہے کہ نکاح عبادت ہے اور اسی سے  
بعض حق قیاس اسکا اشتہائی دین و دنیا کی مصلحتوں کو ہی اس بنا پر کہ اسکی  
شرح میں فقہار نے اصول مسئلہ تخلی منو اخل العبادت (خلوت میں داخل  
کا پڑھنا) میں دیا ہے پس اس پر یہ نفس کو نہ دے اس نسبت کے ساتھ

حال کے دعویٰ سے الگ ہوئے والا اس میں انکار منکر سے خارج ہوتا ہے اور فی الواقع اس کا نہ اس کے لیے مفہوم ہے اور نہ اس کے لیے مفید ہے اور بسا اوقات حسن نیت کے سبب ترویج میں عبادت ہو جاتی ہے خصوصاً جب کہ وہ اپنے نفس میں اپنے پروردگار کے ساتھ خوشی کو مضمر کر لے اور اس کی رحمت اور عطا فیات کے نام ہونے پر نظر کرے لیکن مناسخ اور ان کے اقتدار کرنے والوں کے لائق رخصت نہیں ہے اس وجہ سے کہ اس میں ابو کی مشابہت ہے اور ابو ان کے منصب کے سزاوار نہیں ہے اور اس قسم کی بات ممکن ہے حال کے خلاف اور سبائیں ہے اور وجہ اس کی کہ سماع میں انکار ممنوع ہے یہ ہے کہ جو شخص مطلق سماع کا منکر ہے بدو ان کے تفصیل کے تین باتوں میں ایک بات سے خالی نہ ہو گا یا تو وہ ستن اور احادیث سے جاہل اور نادان تھا ہے یا کہ وہ فریفتہ ان اعمال اختیار ہوا ہے جو اس کے لیے مقدر ہوئے ہیں اور یا وہ طبیعت کا غبی ہے کہ اسے ذوق ہی نہیں جو انکار پر اصرار کرتا ہے اور ہر ایک ان تینوں میں سے مقابل اس کے کہ جو اس کے آگے قریب آتا ہے پہلے جو مدعیوں اور آثار سے ناواقف ہے وہ اس سے واقف ہو جو ہم قدر ہوا ہے رضی اللہ عنہما کو بیان کر چکے ہیں اور اخبار و آثار جو اس باب میں وارد ہیں اور بعضے جنبش کرنے والوں کی جنبش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیمت کو جان گیا جو حبشہ کے لیے رخصت میں تھی۔ اور ان کی طرف عالمہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا ہے اس وقت ہے کہ حرکت اور جنبش ان نکتوں سے ہے جو ہیں چکا ہم نے ذکر کیا ہے اور ہرگز نہیں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور علی رضی اللہ عنہ

سے فرمایا تو مجھ سے ہر اور میں مجھ سے ہوں اس پر وہ اچھلے اور کودے اور مجھ سے آپ  
 نے فرمایا کہ تو مجھ سے خلق اور خلق میں شاہد ہر تو وہ اچھلے اور کودے اور زید سے  
 فرمایا کہ تو ہمارا بھائی ہر اور ہمارا مولا ہر تو وہ اچھلے اور کودے اور مجھ سے اپنے شیخ  
 کے قصہ میں اچھلے اور کودے تھے حسین علی اور جعفر اور زید باجم جملہ بے تھے  
 اور جو منکر کہ اس پر ضرور ہو کہ اعمال اختیار اُس کے مقدر کیے گئے اس سے کہا جاسے  
 آپ کا قرب الی اللہ عبادت کے سبب اس واسطے ہر کہ تیرے اعضا و جوارح معاوضہ  
 میں لگے ہوے ہیں اور اگر تیری نیت قلب کی نہ ہوتی تیرے جوارح یعنی ہاتھ پاؤں  
 کے عمل کے لیے قدر نہ ہوتی اس واسطے کہ اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں اور ہر ایک  
 شخص کے لیے وہی ہر جو اسے نیت کی اور نیت اس وجہ سے ہر کہ تو اپنے رب  
 کی طرف خوف اور رجاء کی نظر سے دیکھتا ہر تو جو کوئی شر سے ایک بیت کا نشہ والا  
 ہر تو اس سے وہ مضمیٰ اخذ کرتا ہر جو اُس کو یاد اُس کے رب کی دلائل ہر خوشی سے یا  
 غم سے یا عاجزی سے یا نیاز مندی اور عجبی سے۔ کس طرح اس قسم کے احوال  
 میں اُس کا قلب جبکہ وہ اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہر اُلٹ پلٹ ہوتا ہر اور اگر  
 کسی بزدل کی آواز سننی یہ آواز سن کر خوش ہوتا ہر اور اللہ تعالیٰ کی قدرت میں فکر کرتا ہر  
 کہ پرند کا گلا کیا چھبنا یا ہر اور اُس کا خلق اُس کے بس میں کر دیا ہر اور کس طرح  
 اُس کے خلق سے آواز نکلتی ہر اور کانون ملک پہنچتی ہر اس تمام فکر میں وہ  
 تسبیح اور تقدیس کہنے والا ہر پھر وہ جب آدمی کی آواز سنتا ہر اور اس طرح کی فکر  
 اُس کے سامنے موجود ہوئی اور اُس کا باطن ذکر اور فکر سے پھر گیا تو کہیں نہ اُس کا انکار  
 کیا جاسے تھے صاحبین نے حکایت کی ہر کہ میں دریا کنارے سے جہدہ کی



مسجد میں تنگ تھا تو ایک روز میں نے ایک قوم دیکھی کہ اسکے ایک طرف وہ  
لوگ کچھ بڑھ رہے تھے تو اپنے دل میں میں نے اُسے بُرا جانا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ  
کے گھروں میں سے ایک گھر میں شعر خوانی کرتے ہیں پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کو خواب میں اُسی رات دیکھا اور آپ اُسی طرف وجود میں بیٹھے  
ہوئے تھے اور آپ کے برابر ابوبکر تھے اور اُسوقت ابوبکر کچھ گن گنا رہتے اور  
حضرت بنی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی طرف کان لگا لئے ہیں رہتے اور اپنا ہاتھ  
سید پر اس طرح رکھتے تھے جیسے کوئی اُس سے وعدہ کرتا ہو تب اپنے دل ہی دل  
میں میں نے کہا کہ مجھے یہ سزاوار نہیں ہے کہ ان لوگوں کو جو میں رہتے ہوں اُنکا  
اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رہے ہیں اور ابوبکر آپ کے برابر ہیں  
رہے ہیں اُسوقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور آپ  
فرما رہے ہیں کہ یہ حق حق یا حق از حق زمانِ جسوقت کہ یہ آواز امر کی ہو جسکی  
طرف دیکھنے سے فتنہ کا خوف یا عورت غیر محرم کی ہو اگرچہ اذکار اور افکار سے  
جو ہم نے ذکر کیے پایا جائے سُنا اُسکا فتنہ کے خوف سے حرام ہے نہ کہ صرف  
آواز کی وجہ سے بلکہ صوت کا سماعِ حریم فتنہ گردنا جاتا ہے اور ہر ایک حرام کا  
ایک حریم ہے جسپر مصلحت کی وجہ سے ممانعت کا حکم کھینچتا ہے جیسے بوسہ جو ان  
بقرہ و درگاہ کے لیے کہ ممانعت حرام کا حریم بنالیا گیا اور جیسے نامحرم عورت کے ساتھ  
فلوات میں دینا اور اُسکے سوا جو جو پس اس بنیاد پر مصلحت اسکی تقاضی ہے کہ  
سماع سے منع کیا جائے جبکہ شہتے و دے کا حال اور اُن بات کا جسکی طرف  
اُسکو سماع اُسکا پہونچا رہا ہے پس اس طرح حرام منع ہوتا ہے اور کچھ تو سماع کا

انکار وہ شخص کرتا ہے جس کی طبیعت جاہلیہ یعنی بستیہ اور ہسردہ ہو کہ اسے ذوق ہی نہیں ہوگا  
تمام دکھا جاتا ہے جسکو لذت جماع سے واقفیت نہیں ہے اور اندھے کو جمال خالق سے  
نفع نہیں اور جو مصیبت میں نہ پڑا ہو وہ اکثر طبع الانانہ و انالیہ رجحون پر ہوگا  
پھر کیا انکار اس دوست سے کیا جائے جسکا باطن شوق اور محبت سے پرورش پاتے  
ہے اور وہ اپنی روح کو زندہ نفس آثارہ کے پتھر کی قیقین میں بند رکھتا ہے اسکی  
روح کو جھونکے جب وطن کی ہوا کے لگتے ہیں اور غربت کی فوج کے طلایہ سے  
نظر آتے ہیں اور وہ نفس کے سبب پر دیس میں ہی جدائی کے پیالے گونست  
لے لے کوئی رہا ہے مجاہد کے بار کے پیچے رہا ہے اور شاہدہ یعنی عالم شہادت کی  
سوانح اس سے نہیں اٹھائی جاتی اور ہر چند کثرت اعمال سے نفس کے منازل پر  
کرتا ہے مگر کعبہ وصال کے پاس نہیں پہنچتا اور اسکے لیے شے ہوے پر دے نہیں سکتا  
جاتے تو لبی لہبی سانس نے کر خوش ہوتا ہے اور سختی اور گزند کی شدت سے ہلاکت  
کے ساتھ رحمت پاتا ہے اور نفس اور شیطان سچو دونوں موانع اسکے ہیں غلبہ  
ہو کر کتا ہے یا جلی نعمان باندہ فلیما + نسیم اصبا + خالص الی نسیم + نمان + صبا  
اور امانست + علی قلب مخزون تجلت ہو ما + احد بردیا او شفت منی حرام +  
علی کبد یقی الامیمہ + الا ان + الی طیلی قدیمہ + و اقل دار الثمین  
قدیمہ + ترجمہ نعمان کی دو جبل و احد چھوڑ دو وہ با و صبا کو جھڑکے  
آنے دو جھوم جھوم + با و صبا مجب ہے تو جب کہ وہ چلے + میرے دل  
خزینہ + تو چاہے رہیں جھوم + خند کنٹھے طے کہ تشفی ملے کہ ہو جگر می سے  
جسین مغر کھانین نے تمام جھوم + میرے مرض قدیم ہیں بیلے کے عشق کے

ہر جو مرض قدیم چھاتا وہی ہر دھوم دھواؤں کا کہ نہ کر کے محبت میں ہر مگر حکیم کا بجا آنا  
اور نہیں اسکے سوا کچھ جان پڑتا اور یہاں نہیں الا حق امدتِ عالی کا اور اس محبت  
خاص کا وہ انکار کرتا ہی جو علمائے راسخ اور ابدالِ مقرب کے ساتھ مختص ہی اور ہر گام  
اس کے قدمِ قاصرین یہ بات قرار پا چکی کہ محبت استعدا شال اور خیال اور خیال  
اور شکال کی کرنی ہی تو قومِ صوفیہ کی محبت سے اُسے انکار کیا اور حالانکہ وہ نہیں  
جانتا کہ قومِ صوفیہ کے حضرات ایمان کے مراقبہ میں محسوس سے بھی کامل تر کو  
پہنچ گئے ہیں اور نفوس و ارواح کو کشف و عیان کی شدت سے تصدیق اور  
قربان کر دیا اور جناب رسولِ امدِ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ  
عنه نے روایت کی کہ آپ نے ایک بٹے کا ذکر کیا جو پہاڑ پر بنی اسرائیل میں تھا  
اُسے اپنی ماں سے کہا انا آسمان کی کس نے پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے کہا زمین سے  
پیدا کی وہ بولی کہ اللہ نے کہا پہاڑ سے پیدا کیے وہ بولی کہ اللہ نے بولا کہ ابر  
کے پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے پھر اُسے کہا کہ میں اللہ کے لیے ایک شانِ اڑھال  
سنتا ہوں اور پہاڑ کے اوپر سے گزرا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پس جمالِ ازلی اسی  
ارواح کے لیے کشف ہی جو عقل کے لیے کیف نہیں ہی اور نہ قسم کے لیے مفسر ہو  
اس واسطے کہ عقل عالمِ شہادت کی موکل اور نفوس ہی وہ امدِ جانہ سے کہہ سکتی  
پاتی ہی مگر وہ دمض ملک اور شہود کے عزم کی طرف اٹھو راہ نہیں ملتی جو غیب کے  
پردہ میں تجلی کرنے والی ارواح کے لیے ظاہر ہونے والا ہی اور طالعِ جمال سے یہ  
مرتبہ خاص ہے جو تہذیب اور عام تر اس سے جو مرتبہ محبت خاص کے عام چھوڑ کر تین وہ  
جمالِ کمال کا دیکھتا ہی کبریا اور جلال سے اور طیات و نواں کے استقلال سے

اور ان صفات سے جو قسم ان اشیا کی طرف ہیں جو ظاہر سے ابدون میں ہوتی ہیں  
اور از لون میں ذات کی ملازم ہیں پس کمال کا ایک جمال ہے جو حواس سے ادراک  
اور قیاس سے اسکا استنباط نہیں ہوتا اور اس جمال کی دید میں مجہول کے ایک  
گروہ نے شروع کیا جو تجلی صفات سے مخصوص ہیں اور اسکے موافق انکو ذوق اور  
شوق اور وجد و سماع میں حاصل ہوا اور اولین کو تجلی ذات سے ایک حصہ عطا  
ہوا تو انکا وجد علی قدر وجود ہوا اور سماع انکا بحد شہود ہوا اور بعضے متشاخ نے  
حکایت ہے کہ ہم نے ایک جماعت ان لوگوں کی دیکھی جو یانی اور چوہا پر چلتے ہیں  
سماع سنتے ہیں اور سپر وجد کرنے میں اور سماع کے وقت وہ دیوانے  
مست ہو جاتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہم ساحل پر تھے تو ہمارے بعض  
صحابیوں نے سنا تو وہ پانی پر تصرف آمد و رفت کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے  
مکان کو واپس آئے اور نقل ہے کہ بعض ان حضرات سے سماع کے وقت آگ  
لوٹتے تھے اور اس سے انکو خبر نہیں ہوتی تھی اور نقل ہے کہ بعض صوفیہ کو سماع  
کے وقت وجد پیدا ہوا تو شمع لی اور اپنی آنکھ میں کرنی نقل نے کہا کہ میں آنکھی  
آنکھ کے قریب ہوا کہ دیکھوں تو میں نے آگ یا نور کو دیکھا کہ آنکھ کے نکلتا تھا  
اور شمع کی آگ کو روک رہا تھا اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں  
کہا ہے کہ ہم اگر سماع سے محل مطابق غیر مقید مفصل انکار کریں تو ستر صدیق کے نزدیک  
انکار ہوتا ہے اور اگر مجہول جانتے ہوں کہ انکار قراد اور عقائد کے قلب سے  
اقرب ہے کہ ہم ایسا نہ کہتے اس واسطے کہ ہم وہ جانتے ہیں جو وہ نہیں جانتے اور  
ہم نے سلف کے صحابہ اور تابعین سے وہ سنا ہے جسکو وہ نہیں سنتے اور یہ قول

شیخ کا اس سبب سے ہے کہ اُنکو احادیث اور آثار کا بڑا علم تھا جس کے ساتھ ہی اجتہاد اور  
تحریر بھی صواب کا درجہ حاصل تھا اگرچہ اہل انکار کے پیغمبران معذرت کھاتے ہیں  
اور ہم اُنکے لیے توضیح سے کہتے ہیں کہ فرق کیا ہے اُس سماع میں جو اختیار کیا جائے  
اور اُس سماع میں جس سے انکار کیا جائے۔ اور شبلی نے ایک کو یہ گلے  
ہوئے شہادتِ مسلمی کو پوچھتا ہوں ہر مخبر کوئی بھی یا نہ ہو جسکو یہ علم ہو کہ  
اُترتی وہ ہر کہاں ہو تو شبلی رحمہ اللہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا نہیں وہ ہر کوئی  
مخبر اُسکا دعو عالم میں نہیں ہے اور بعض نے کہا ہر کہ وہ صفات باطن کا سرچوں  
طرح کہ طائفت صفات ظاہر کا سرچہ۔ اور ظاہر کی صفات حرکت اور سکون ہے اور باطن  
کی صفات احوال اور اخلاق ہیں اور انہیں سرچ نے کہا ہر کہ اہل سماع کے تین  
طبقہ ہیں پس ایک قوم وہ ہے جو اپنے سماع میں جو وہ سنتے ہیں انہیں اپنی نسبت  
مخاطبات حق کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ایک قوم وہ ہے کہ ان چیزوں سے جو  
سنتے ہیں اپنے احوال اور مقام اور اوقات کے مخاطبات کی طرف رجوع  
کرتے ہیں تو یہ لوگ علم کے ارتباط اور صدق سے طلبہ رکھنے والے ان چیزوں میں  
ہیں کہ وہ اللہ کے لیے اُس سے اشارہ کرتے ہیں اور ایک قوم وہ فقرا و مجرمان  
جنہوں نے علاقہ قطع کر ڈالے اور اُنکے قلوب محبت دنیا اور جمع و منع سے  
ملوث نہیں ہوئے سو یہ لوگ اپنے قلب کے خوش کرنے کے لیے سنتے ہیں  
اور اُنکے لیے سماع لائق ہے اس واسطے کہ وہ سب آدمیوں کی نسبت زیادہ  
سلامت کے قریب ہیں اور سب سے زیادہ فتنہ سے بچے ہوئے ہیں اور جو لوگ  
دنیا کی محبت سے ملوث ہیں تو اُنکا سماع طبیعت اور تکلف کا سماع ہے۔ اور

بعضے صوفیہ سے سوال کیا گیا کہ سماع میں تکلف کیا چیز ہو تو کہا کہ یہ دو قسم کا ایک تکلف سننے والے میں طلب جاہ یا نفع دنیوی کے لیے ہر اور یہ فریب اور خیانت ہر اور ایک تکلف اس میں حقیقت کی طلب کے لیے ہر جیسا کہ کوئی وجد کو تواجد سے طلب کرے اور وہ ہنتر لہر سکے ہر کہ یہ تکلف گریہ جائز کرے اگر کوئی ہنتر کرے کہ یہ ہیئت اجتماع بدعت ہر اسے جواب دیا جائے کہ بدعت مجذور اور ممنوع وہ بدعت ہر کہ کسی سنت مامور کو فراہم ہو اور جو اس صفت کی نہ تو وہ جائز ہر اور یہ ایسا ہر کہ جس طرح کوئی آنے والے کے لیے اٹھ کھڑا ہو سو یہ قیام پہلے نہ تھا اور عرب کی عادت میں اسکا ترک تھا یہاں تک کہ منقول ہر کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور آپ کے واسطے قیام نہیں کیا جاتا تھا اور جن شہروں اور ملکوں میں کہ یہ قیام ان کی عادت ہر تو جب مدارات و قلوب خوش کرنے کے لیے یہ قیام قصد کیا جائے تو جائز ہر اس واسطے کہ ترک اسکا دلون کو وحشت دلاتا ہر اور سینوں کو غصہ سے بھرتا ہر پس یہ قیام عشرت اور حسن صحبت کے قبیل سے ہوگا اور ایسی بدعت جائز ہوگی اس واسطے کہ وہ کسی سنت مامورہ کی فرحت نہیں کرتی

تیسواں باب اُن سماع کے بیان میں جو رد اور انکار کی رو سے ہر

ہم صحت سماع کی وجہ بیان کر چکے ہیں اور جو اصل صدق کے لائق اُس سے ہر اور جہاں فتنہ اُسکے طریق میں پیل گیا اور صحت ان میں جاتی رہی اور جس کے مارے بہت اقوام نے اسکا اہتمام کیا جس کے اعمال تھوڑے ہیں اور احوال

اُنکے بگڑ گئے ہیں اور سماع کے لیے بہت اجتماع کثرت ہے کیے اور اکثر اوقات اُس  
 جماؤ کے لیے کھانے پکوانے جاتے ہیں جسکے لیے نفوس اس حال کے طلب کرتے ہیں  
 نہ اس لیے کہ اُنکے دلوں میں سماع کی رغبت ہے جیسا کہ صادقین کی سیرت اور  
 عادت تھی تو سماع معلول ہو جاتا ہے کہ نفوس اُسکی طرف مائل اس لیے ہوتے ہیں  
 کہ کھانے خوب کھائیں اور لہو و لب اور غفلت کے مقام میں فرے اڑائیں اور  
 یہ مملکت اندر پردے کے اوپر ترقی کے خواہش کو قطع کرتی ہے اور اُسکے طریق سے  
 اوقات کا ضائع کرنا اور عبادات سے کم فائدہ اٹھاتا ہے اور اس اجتماع میں  
 رغبت اس واسطے ہوتی ہے کہ طبیعت کی چھتی چیزیں ملیں اور عیش و عشرت اور  
 لہو و طب سے خوش ہوں اور پوشیدہ نہیں ہو کہ یہ اجتماع اہل صدق کے  
 نزدیک مردود ہے اور مشہور قول ہے کہ سماع عارف کے سوا دوسرے کے لیے  
 صحیح نہیں ہے اور ہندی مرید کے لیے مباح نہیں ہے اور حفید رحمۃ اللہ علیہ نے  
 کہا ہے کہ جب تم مرید کو دیکھو کہ وہ سماع چاہتا ہے تو جان لو کہ اُس میں بطلان کا  
 بقیہ ہے اور کہتے ہیں کہ حفید نے سماع کا سُفنا چھوڑ دیا تو اُسے کہا گیا کہ پہلے آپ  
 سُفنا کرتے تھے تو کہا اُسکے ساتھ اُس نے کہا کہ اپنے نفس کے لیے آپ سُنتے تھے تو فرمایا کہ  
 کس واسطے وہ نہیں سُنتے تھے مگر اہل سے اور اہل کے ساتھ سُنتے تھے پھر جب کہ  
 بھائی تم اور پائیدار ہو گئے تو چھوڑ دیا پس سماع کو اختیار نہیں جہاں اُسکو اختیار  
 کیا مگر شرائط اور قیود اور آداب کے ساتھ کہ اُس آغوش کو یاد کرتے تھے  
 اور بہشت کی رغبت کرتے اور دوزخ سے ڈرتے تھے اور اُس سے زیادہ  
 اُنکی طلب ہوتی تھی اور اُس سے اُنکے احوال منور تھے اور یہ اُنکو

بعض اوقات اتفاق ہوتا تھا کہ یہ کہ اُسکو عادت اور معمول بنا دین حتیٰ کہ بڑے بزرگوں نے اور اُدکو چھوڑ دیا۔ اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ کتاب قضایں لکھا کہ کہ راگ ہو کر لڑی ہے کہ باطل سے شبابہ ہو اور کہا جس نے اُسکی کثرت کی وہ نادان سبک عقل ہے اُسکی شہادت رد کی جائے۔ اور صاحب شافعی نے اپسر اتفاق کیا ہے کہ غیر محرم عورت سے سماع کا سننا جائز نہیں ہے خواہ وہ آزاد ہو یا لونڈی ہو مثنو لکھوے ہو یا کہ حجاب میں ہو اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ آپ لکڑی سے آواز نکالنے کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے کہ زندیقوں نے اُسکو بجا دیا ہے تاکہ قرآن سے اُسکے ساتھ مشغول ہوں اور کہا اسکا مضائقہ نہیں کہ آخان اور خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھیں جس طرح پرہو اور مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ہے جب ایک شخص لونڈی خریدے اور اُسکو گھاسین یا اتو اُسکے لیے جائز ہے کہ اس غیب کے سبب واپس کر دے اور وہ گل اہل مدینہ کا مذہب ہے اور اسی طرح امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے اور راگ سننا داخل گناہ ہے اور اُسکو چند فقہانے مباح کیا ہے اور جن فقہانے اُسے مباح کیا ہے وہ بھی اعلان اُسکا مساجد اور بزرگ مقامات میں سننا نہیں درست سمجھتے اور اس تفسیر میں کہا گیا ہے۔ وں الناس من ایتھرے لہو اکدیت۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ وہ راگ اور ہمسکا استماع ہے۔ اور اس آیت کے معنی میں کہا گیا ہے۔ و انتم سامعون۔ یعنی گمانے والے ہو۔ عکرمہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ نفث حیرین وہ راگ ہے اہل بین بولتے ہیں صد فلان جب کہ اُسے گانا گایا اور



قول اللہ تعالیٰ وبتقریر من استلمعت منهم بصوتک اس میں مجاہد نے کہا کہ اگر اور  
 فراموش ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہر ایسی چیز  
 پہلے پہل فوجہ کیا اور اول اول گانا گایا اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے  
 روایت کی ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کے سوا نہیں کہ دو  
 آواز بدکار سے نہی کیا گیا ہوں ایک آواز خوشی کے وقت ہو اور ایک آواز غم  
 مصیبت کے وقت ہو اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں  
 گایا اور میں نے امتعا کیا اور غصہ کو میں نے دانتے ہاتھ سے چھو اس وقت سے  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے  
 روایت ہے کہ اگر رگ دل میں نفاق ہو گانا نہی اور روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ  
 عنہ اپنی قوم پر گندے جبکہ اجماع باندھے ہوئے تھے اور انہیں ایک شخص گانا تھا  
 تو آپ نے کہا خبردار یہ بد بھاری نہ تھے گانا اور روایت ہے کہ قاسم بن محمد  
 سے ایک شخص نے رگ کی بابت سوال کیا تو کہا میں اس سے کچھ نہ روکتا ہوں  
 اور نہ ہی اسے اس میں کچھ جانتا ہوں کہا کہ کیا وہ حرام ہے کہ اگر کسی شخص دیکھ  
 جب اللہ نے غنی اور باطل الگ کر دیا انہیں سے کس میں خدا گردانا جاوے اور  
 فضیل بن عیاض نے کہا ہے کہ رگ زنا کا مترادف اور نکاح سے ہے کہ خدا طلب کا  
 جواز ہے والا ہی اور پروردگار کا قصہ دلانے والا ہے اور نقص مہذب نے کہا ہے خدا سے  
 اپنے نہیں چاہا کہ وہ شہوت بڑھاتا ہو اور عورت کو کھوتا ہو اور وہ شراب کی  
 بابت کہتا ہے اور کہتا ہے وہ کام جو شہوت بڑھاتا ہو اور جو فانی نے کہا ہے کہ اگر کسی  
 کو عورت شہوت رگ اور زنا سے ہوشیاری میں آتی ہو اور طبیعت دار

آدمی راگ کے وقت وہ پھرین پسند کرتا ہے جسکو وہ پسند نہیں کرتا تھا پہلی بچانا  
 تاملی دینا اور ناچنا اور پس لے فعل ایسے صادر ہوتے ہیں جو سبک عقلی پر دلیل  
 ہیں اور خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا دن مسلمانوں کے طریق سے  
 نہیں ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت نے شعر سے  
 وہ راگ کے مباح ہونے پر دلالت نہیں کرتا سمجھئے کہ شعر ایک کلام منظوم ہے  
 اور جو شعر منو وہ کلام منثور ہے پس اسکا اچھا اچھا ہے اور بُرا اچھا ہے اور  
 غنائت ہی ہوتا ہے کہ اسکان سے ہو اور اگر منصف فصاحت اور نثر زبان کے اجتماع  
 میں اور گوئی کے دن سمیت بیٹھنے اور غزل خوان کی شباهت میں فکر اور غور کرے  
 اور اپنے دل میں تصور کرے کہ آیا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس  
 نشست کی مثل کبھی ہوئی ہو اور آیا قوال غزل خوان کو اس مجلس میں بلایا  
 اور اس کے سنے کے لیے جمع ہو کر بیٹھے ہیں تو ہمیں شک نہیں کہ وہ حال رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے اسکا انکار کریگا اور آپس اگر کوئی فضیلت ہوتی جو  
 طلب کی جاتی تو اسے چھوڑ لیا پس جو اشارہ کرتا ہو کہ وہ فضیلت ہے کہ طلب کیجئے  
 اور اس کے لیے اجتماع ہو جسے معرفت و حوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور صحابہ و تابعین کے ذوق سے بہرہ ور ہو اور بعض متاخرین کے احسان  
 سے سرعت حاصل کرتے ہیں اور اکثر لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں اور جب بھی  
 اپنے اسلاف یا خیر سے محبت اٹھائی جاتی ہو تو وہ متانت کی دلیلیں پیش  
 کرتے ہیں اور حال آنگاہی صفت کے لوگ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 قریب نہ تھے اور ان کی ہر بیت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بیت سے

مشابہ تر ہے اور اکثر فقرا قرآن میں بلا غلبہ بہت چیزیں ظاہر کرتے ہیں عبد اللہ بن عمرو بن زبیر نے کہا کہ میں نے اپنی دادی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا تھا تو کہا کہ وہ تھے اس حالت میں جیسا کہ انکا اللہ تعالیٰ نے وصفت کیا ہے کہ انکے سینے انکی آنسو بہاتی ہیں اور بدن پر انکے بال کھڑے ہو جاتے ہیں کہ انکے سینے کہا آج کے زمانہ میں جب قرآن لوگوں کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو انہیں کوئی شخص شمس کھا کر گرتا ہے میری دادی نے کہا کہ ابو ذر ابیہ رضی اللہ عنہ اور روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اہل عراق سے ایک شخص کے گھر سے کہ وہ گناہ کرتا ہے کہا اسکو کیا ہوا ہے لوگوں نے کہا کہ جب اُسکے آگے قرآن پڑھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر سنتا ہے تو وہ گر پڑتا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ہر آیت اللہ سے ڈرتے ہیں اور گرتے ہیں ہر آیت اللہ انہیں سے ایک کچھ پیٹ میں دیتا ہے ایسا نہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور ان سیروں کے آگے ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جو کھڑے تھے آسو سے کہ قرآن پڑھا جاتا تھا تو کہا ہمارے اور انکے درمیان ایک شخص انہیں کو گھر کی صحبت پر دونوں پاؤں اپنے پھیلا کر بیٹھے پھر انکے آگے قرآن اول سے آخر تک پڑھا جاتا ہے پھر وہ اگر اپنے کو گرا دے تو وہ سچا ہے اور یہ قول اُسے انکا سلسلہ نہیں ہر اس واسطے کہ بعضے شیخوں کو اسکا اتفاق پڑا ہے کہ ان کا وہ باعث ہو کر اکثر دن کے حق میں متوہم ہوتا ہے کہ کبھو ایسا تکلف اور پاک سبب بعضوں سے ہوتا ہے اور بعضوں سے باین وجہ ہوتا ہے کہ علم ان کو کم ہے

اور جل آنکا ہوئی سے ملا ہوا ہی وجہ سے غور اس اعتبار نازل ہوتا ہے پھر اہل حیرت  
فضولیات سے کرتا ہی نہیں جانتا کہ یہ بات اس کے دین کو ضرر پہنچاتی ہے اور کہہ دو وہ  
نہیں جانتا کہ یہ نفس کی طرف سے ہے لیکن استغراق میں غفلت بطور یہ کرتا ہے کہ وجہ کو ہٹا  
حد سے باہر کرتا ہے جس پر سزاوار تھا کہ وہ ٹھہرا رہے اور یہ صدق کے خلاف ہے۔ نقل ہے کہ  
موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو غصا کیا تو ایک شخص نے ان سے اپنا تبصص  
بھاڑ ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ کرتے دوسرے کہہ دو کہ ان کا تہذیب کا ہے  
اور اپنے قلب کو شرح و بسط دے۔ لیکن جبکہ جماع کے متعلق یہ ہو کہ کسی امر وارث کے  
سے تو اس وقت آفت پہنچتی ہے اور اہل دیانات پر اسکا انکار مقرر ہو گیا۔ بقیہ  
بن ولید نے کہا کہ کراہت کیا کرتے تھے اس بات سے کہ ترکے اور خواہ صورت کی  
طرف کیجیں اور عطا نے کہا ہر ایک نظر کہ قلب کو اسکی ہو۔ جو تو آسمان خیر نہیں ہر  
اور بعضے تابعین نے کہا ہے بن جوان نائب کے لیے اس قدر دوزخ جانو ضرر صان  
سے نہیں ڈرتا جس قدر کہ مجھے خوف اس کے لیے غلام احمد سے پہلے کہ اس کے تین بیوی بچے  
اور بعضے تابعین نے یہ بھی کہا ہے کہ لو طہ تین قسم ہیں ایک قسم وہ ہیں جو نظر  
کرتے اور دیکھتے ہیں اور ایک قسم ہے جو مصافحہ کرتے ہیں اور ایک قسم ہیں  
جو یہ عمل کرتے ہیں پس طاغیہ صوفیہ پر وجہ ہے کہ ایسی جماعتوں سے بہتر نہ ہوں  
اور تہمت کی تلگوں سے علیحدہ رہیں اس واسطے کہ تصوف کل صدق ہو اور  
کل جہ ہے۔ بعض صوفیہ کا قول ہے کہ تصوف سر اسر جہی آسمان کو لی خیر ہزل  
اور یہودگی کی نہ ملاؤ پس یہ آثار سماج سے اقتباب اور بہتر کرنے پر  
ولایت کرتے ہیں اور پہلا باب ان بیانوں کے ساتھ جو آسمان ہے

اسکے جو انبردالت کرتا ہے اپنے شرائط کے ساتھ اور ان مکررات سے دفع ہونے کے ساتھ جفا ہم نے ذکر کیا ہے اور ہم نے قول فیصل کر دیا ہے اور قصائد اور غما وغیرہ میں تفریق کی ہے اور ایک جماعت صاحبین سے تھی کہ یہ نہیں سنتے تھے اور اسکے ساتھ اس شخص پر انکار نہیں کرتے تھے جو نیک نیتی سے سنتا تھا اور ادب کی اہمیں رعایت کرتا تھا

چوبیسواں باب قول فی السماع کے بیان میں جو علو اور استغنا کی رو سے ہے

معلوم کر دے کہ وجہ اور حال سابقہ کو بتلاتا ہے جو مفقود ہو گیا ہو تو چستہ مفقود نہیں کیا تو وہ پائے گا بھی نہیں اور کچھ بیٹھنا بایں علت ہے کہ بندہ کا وجود صفات کے وجود اور اسکے بقایا کے سبب فرحت کرتا ہے پس اگر بندہ خالص ہو تو آزاد خالص ہو گیا اور جو آزاد خالص ہو گیا وہ شرک و جد سے رخصت اور الگ ہو گیا تو وہ کاشرک بقایا کا شکار کرتا ہے اور وجود بقایا کا عیبات کے کسی شے کی مخالفت سے ہوتی ہے اور حضری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ کیا ہی دون اور بت اس شخص کا حال ہے جو محتاج اسکا ہو جو اسکو جگہ سے اکٹھے تو وہ سماع محض کے حق میں اس نظر سے کہ وہ واجد کو جگہ سے بلا دیتا ہے اور باطن میں اٹھ کرتا ہے اور ظاہر میں اٹھ کر پتید ہوتا ہے اور بندہ کو ایک حال سے دوسرے حالی کی طرف بدل دیتا ہے ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ مبطل کے حق میں ہے اور اسکے سوا نہیں کہ حق اور مبطل کے حال میں اختلاف ہوتا ہے یعنی مبطل وجود ہوئی کی وجہ سے وجد کرتا ہے اور محض ارادہ قلب کے وجود سے وجد کرتا ہے اور اسی واسطے

کہا گیا ہے کہ سماع قلب میں کوئی چیز پیدا نہیں کرتا اور وہ فقط اسی چیز کو جنبش دیتا ہے جو قلب میں ہے پس جو شخص کہ اسکا باطن ماسوا اسد سے متعلق ہے اسکو سماع جنبش دیتا ہے تب وہ ہوسلی کے ساتھ وجد کرتا ہے اور جو شخص کہ اسکا باطن اسد کی محبت سے متعلق ہے وہ ارادہ قلب سے وجد کرتا ہے تو مبطل حجاب نفس کے ساتھ محبوب ہے اور محق حجاب قلب سے محبوب ہے اور حجاب نفس ارضی تار یک ہے اور حجاب قلب آسمانی نورانی ہے اور جو شخص ایسا ہے کہ اسنے سابقہ کو شہود کے ساتھ ہمیشہ ہونے کی وجہ سے نہیں مفقود کیا ہے اور وجود کے دہنوں سے لغزش میں نہ پڑے وہ سماع سنتا ہے اور نہ وہ وجد کرتا ہے اور اسی کا طے بعض صوفیہ نے کہا ہے میں پورا سدا بھیج ہوں کہ کوئی قول میرے اندر نفوذ اور اثر نہیں کرتا اور منشاء دیور می رحمہ اسکا ایک قوم پر گذر جو جن میں ایک قوال تھا جب اسکو دیکھا تو چپ ہو رہے تب آپ نے فرمایا کہ پھر جاؤ اس چیز کی طرف جس میں تم تھے و اسد اگر دنیا کے تمام کھیل میرے کان میں بھر جاتے میرے ارادہ کو باز نہ رکھتے اور نہ وہ بعض علت کو تشفادیتے جو میرے سابقہ میں پس وجد روح گرفتار نفس کا چیمنا اور حلا نا ہے کبھو مبطل کے حق میں اور گرفتار قلب کا کبھو محق کے حق میں ہے تو وجد کا منبع روح روحانی محق اور مبطل کے حق میں اور وجد کبھو تو معانی کے سمجھنے سے ظاہر ہوتا ہے اور کبھو محض نعمات اور احسان سے تو جو معافی کے قبیل سے ہو مبطل کہنے سماع میں نفس شریک روح ہوتا ہے اور محق کے لیے قلب شریک اسکے ہوتا ہے اور جو محض نعمات کے قبیل سے ہو سماع کہنے سے روح مجرذ ہوتی ہے مگر مبطل کے لیے نفس

استراق سمع کرتا ہے اور بجھ کر لیے قلب استراق سمع کرتا ہے اور وجہ اسکی کہ روح نفوس  
 سے لذت حاصل کرتی ہے یہ ہر کہ عالم روحانی حسن اور جمال کا مجمع ہے اور وجودِ متنا  
 موجودات میں تو لا اور فعل استحسن ہے اور شکل و صورت میں تناسب کا ہونا  
 روحانیت کی سیرت ہے فوجِ روح نے نعمات لذت اور اکان متناسب  
 تیروچہ جنسیت اس سے اثر قبول کیا پھر بشرع کے ساتھ مصالح عالم حکمت کی وجہ  
 سے مفید ہو گئے اور بندہ کے لیے دنیا اور دین میں حدود کی رعایت عین مصلحت  
 ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ روح نعمات سے اس لئے لذت پاتی ہے کہ نعمات  
 کے ساتھ روح سے نفس نے ایمانِ حقی سے بات چیت ایسے رفو اشارہ سے  
 کی جیسے دو عاشق مشوق میں ہوتی ہے اور نفوس و روح میں تعاشق مصلحتی ہے  
 چونکہ نفس کے ثنوت ہونے اور روح کے مذکر ہونے کی طرف کھینچتا ہے اور مذکر اور  
 ثنوت میں محاشقہ بالطبع واقع ہے۔ اسد تعالیٰ نے فرمایا ہے وجعل شہا زو جہا  
 لیکن ایسا اور بنایا اس سے جوڑا اسکا تاکہ اس سے آرام پائے اور حق  
 سبحانہ تعالیٰ کے قول میں اشعار اور سیارہا ہی لازم اور میل کی طرف ہے جو ابتلا  
 اور تعاشق کا موجب ہے اور نعمات سے روح لذت پاتی ہے اس واسطے کہ  
 دو تعاشق کے درمیان وہ پتہ فریہندہ بات کا کہنا ہے اور جس طرح عالم حکمت  
 میں حق تعالیٰ سے پیدا ہوئے عالم قدرت میں روح روحانی سے نفس پیدا ہوا  
 تو یہ ثابت اس پہل سے ہوا اور یہ اس لیے کہ نفس بوجہ حیوانی ہے روح  
 روحانی کے قریب سے محسوس ہو گیا اور انکی جنس ہی اس طرح ہے کہ جنس حیوان  
 کی اور روح سے متماز ہو گیا اس سبب سے کہ روح روحانی سے اسکو شرف

قرب تھا تو وہ نفس ہو گیا پھر جبکہ نفس روح روحانی سے عالم قدرت میں پیدا  
 ہوا جس طرح کہ آدم سے خوا عالم حکمت میں پیدا ہوئی پس یہ ناکث اور عشق  
 ہمدگر نسبت ثنوت اور نذر کرنے کے یہاں سے ظاہر ہوا اور اس طریق  
 سے روح نفحات سے خوش ہوتی رہی اس واسطے کہ وہ دو متعاشق میں مرسلات  
 ہیں اور ان دونوں کے جج میں مکالمہ ہے اور ایک قافی نے کہا ہے کہ عظیم  
 منافی الوجود عیننا ہے فنحن سکوت والہوی تیکلم بہ سے بتلائین آنکہ ہماری  
 طرات سے وجود میں ہم چپ ہیں اور عشق جو باتیں بتا رہا ہے ہم چپ رہنے  
 نفس سے لذت اٹھائی تو نفس حسین ہوئی کی علت ہے اسنے وجد کیا اور عارفی حدوت  
 سے جنبش ان چیزوں کے ساتھ کی جو اسمیں تھیں اور قلب نے جو ارادہ کا ملحق تھا  
 ان چیزوں کے ساتھ حرکت کی جو اسمیں تھیں اسوجہ سے کہ روح میں ایک عارض  
 موجود ہے اور اسے خضر اور ابرقنا علی الارض جرمہ و الارض میں کاس الکرام نصیب ہے  
 سے میکشی کی اور زمین پر جرمہ زری ہم نے کی بہر زمین کے واسطے جام کرمت  
 سے نصیب ہے تو نفس مطلق اس کے فلک قلب کے لیے زمین ہے اور قلب متقی  
 انہی رنگ کے آسمان کے لیے زمین ہے پس مردوں کے مقام پر پہونچا ہوا اور  
 صاحب جو ہر جوارح احوال سے مجرور اور غالی ہے اسنے وادی مقدس میں نفس  
 اور قلب کی دونوں جوتیاں اثار ڈالیں اور صفت کی نیچاک میں بادشاہ مانتہ  
 اقامتہ اسکی حضور میں قرار پکڑا اور خوشی منائی اور نور عیان سے اکالی کے احرام کو  
 جلا پھونک دیا اور اسکی رنج خواہیے محبوب کے اثار دیکھنے میں مشغول ہے اپنے  
 عاشق کے ہر تکتہ دہمازی کی طرف مائل نہیں ہوتی تو جو کوئی حیران



مشتاق ہو رہا اور خواہی مشتاق کی فریاد و رسی کی نصرت نہیں کرتا اور کیا یہ حال ہو  
 اس کے سر کو سماع جنبش نہیں دیتا یعنی گران درگروہ چانتا ہے اور گروہ حال ہے  
 کہ اہکان وجود اپنے لطیف کا ناما پوسی و رختی زمیندہ باتون کی اس روح کو پانی اور  
 اس سے نہیں جانتی تو کس طرح اسے سماع پاسکتا اور اس سے مل سکتا ہے اس  
 طریق سے کہ سخی بکھے باوین اور وہ بہت عطا اور کثیف ہے اور جو کوئی رخصت  
 لطیف کے اٹھانے سے رازمانی کرے تو وہ عمارت کے بارگراں کا تحمل کس طرح  
 ہو سکتا ہے اور اس سے قریب تر ایک عمارت ہے جو قریب بقیع ہے۔ وجہ ایک  
 دروہی سبحانہ و تعالیٰ کی طرف ہے ہے اور جو اللہ کا ارادہ کرے تو اس غیر زینت  
 نہیں کرنا جو من عند اللہ ہو اور جو شخص محل قرب میں شفق بقرب ہوا نہ اسکو مکمل  
 کھلاوے اور نہ اسکو جنبش دینی ہے وہ چیز کہ من عند اللہ ہو سو اسطے کہ وارد  
 من عند اللہ بعد اور مسافت کی خبر دیتا ہے اور قریب یا بندہ ہے وہ دروہ کو ملکر  
 کیا کرے اور وجد آتش ہے اور رب پائے والے کا قلب نوری اور نور آتش سے  
 نہیں بسف تر ہے اور کثیف لطیف کے اور تسلط نہیں ہے پس جب ملک کہ مرد  
 رسیدہ ہے راہ استقامت پر ہمیشہ برابر چلتا رہے وجود کے جملہ دن اور کشائش  
 کے سبب اپنے طریق معبود سے خوف نہو اسکو وجد سماع نہیں پاتا پھر اگر فو  
 اس میں آئے اور اس کے کسی قصور نے روکا اس باعث کہ محتجج حسن کی طرف سے  
 اس کے تامل اور تامل اور تامل اور تامل کی طرح کی مجنون سے برہمت اور  
 سازگار ہے یعنی اس پر ایک وجود پہنچتا ہے جسکو وجد یا تامل اس سبب  
 کہ از انشراح و تامل کے وقت بندہ حجاب قلب کی طرف خود گرتا ہے تو

جو شخص حق کے ساتھ ہے جب اسے نفوس ہو تو قلب پر کرنا اور غفلت کرنا ہی اور جو  
 شخص قلب کے ساتھ ہے جب وہ اپنے نفس پر واقع اور غفلت ہوتا ہے۔ اپنے  
 بعضے متنازع سے میں نے سنا ہے کہ وہ بعض صوفیہ سے حکایت کرتے ہیں کہ ہرگز  
 سماع سے اسکو وجد ہوا تو اسے پوچھا کہ کہاں تیرا حالی اور کہاں یہ وجد۔ جواب  
 دیا کہ ایک داخل میں ہے اور آیا کہ مجھے اس گھاٹ پر اتار دیا۔ بعضے صاحب سہل نے  
 بیان کیا کہ برسوں میں سہل کے ساتھ رہا کبھی میں نے انکو نہیں دیکھا کہ کسی چیز سے  
 متغیر ہو سہل جو ذکر اور قرآن سے سنا کرتے پھر جبکہ اسکی عمر آفر کو پہنچی انکے سامنے  
 یہ آیت پڑھی گئی سلا یؤخذ منکم فدیۃ یعنی تم سے کوئی فدیہ نہ لیا جائے گا تو آپ  
 کب کیا تے اور تریب تھا کہ گرین تو میں نے اسکا حال پوچھا کہ مجھے ضعف  
 آگیا تھا اور ایک دفعہ یہ آیت سنئی تھی۔ الملک یؤخذہ حق الرحمن۔ آج کے دن  
 بادشاہت حق میں ہو تو آپ پڑھنے لگے تو ابن سالم نے آپ سے سوال کیا جو  
 آپ کے یار تھے کہا ہر آئینہ مجھے ضعف آگیا پھر آپ سے کہا گیا کہ اگر یہ ضعف ہو تو  
 قوت کیا ہے کہا قوت یہ ہے کہ ہر آئینہ کامل اسپر کوئی درد نہیں آتا مگر یہ کہ یہی  
 قوت حال سے اسکو بچاتا ہے پس اسکو کوئی درد متغیر نہیں کرتا اور اسی قوت  
 سے ہے قول ابی بکر رضی اللہ عنہ کا۔ لہذا کتنا حق نسبت اقلوب یعنی اسے  
 ہی ہم تھے حتی کہ دل سخت ہو گئے جب کہ ایک شخص کو قرآن کے پڑھتے وقت  
 روتے دیکھا اور قول آپ کا نسبت یعنی سخت اور صلب ہو گیا اور قرآن کی  
 سماعت خیر میں پڑ گئی اور اس کے انوار سے مالوف اور انوس ہو گئے یہی کوئی  
 نئی چیز وہ نہیں پاتے تاکہ متغیر ہو اور صاحب وجد اسکی مثال ہر جسکو سنی

چیز معلوم ہو اور اسی واسطے بعض صوفیہ نے کہا ہے میرا جالی نماز کے پہلے جیسے میرا  
 حال نماز کے اندر چر اشارہ اس سے ہے کہ حالی شہود کو استمراری پس اسی طرح سماع  
 میں ایسا ہے جیسا سماع سے پہلے تھا اور غیب نے کہا کہ وجد فضل علم کے ساتھ غفر  
 نہیں ہے اور فضل علم فضل وجد سے بہت پر ہے اور شیخ حماد رحمہ اللہ سے ہیں  
 ہر پنجہ کہ وہ کہا کرتے کہ اگر یہ بقیمہ وجود سے ہے اور عیب قریب یعنی قوی ہیں  
 لہذا اس شخص کے لیے جو اس معنی میں اشارہ جانتا ہو اور سمجھتا ہو اور ایسا شخص  
 اور انہم اور نادار الوجود ہے۔ اور معلوم کر دے کہ یہ کرنے والوں کے لیے مختلف  
 و بعد سماع کے وقت میں انہیں سے بعض خوف سے روتے ہیں اور بعض خوشی  
 کے مارے روتے ہیں اور کوئی ایسا ہے کہ وہ خوشی کے انداز سے روتا ہے جیسا  
 کہ شاعر نے کہا ہے ہر شخص اس سرور علیٰ حتیٰ انہی میں عظم بقدر سنی ابجائی +  
 سے انداز میں بدن میں سرور اس قدر کہ میں + عظمت سے اسکی جس نے  
 کیا خوش تھا رو دیا پختہ ہو بیکر کنانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ غوام کا سماع  
 طبیعت کی متابعت سے ہے اور مردہوں کا سماع خون ورجا سے ہے اور اولیاء  
 کا سماع نعمتوں اور آلاء کے دیکھنے سے ہے اور عارفوں کا سماع مشاہدہ  
 حقیقہ اور اصل حقیقت کا سماع کشف اور عیان سے ہے اور انہیں سے ہر ایک  
 کے لیے ایک مصدر اور مقام ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ موارڈ ترفیع میں پھر  
 ایک شکل سے یا ایک موافق سے ملتے ہیں تو جو در و شکل سے ملا اُس سے  
 مل گیا اور جو در و موافق سے ملا اُسے ٹھہرا دیا اور یہ سب ارباب سماع کے  
 موجدید اور احوال ہیں اور جسکو ہم نے ذکر کیا ان شخص کا حال ہے جو سماع سے

بلند اور مرتفع ہے اور یہ اختلافات اقسام بکا کے اختلاف برزخ کو ہم نے خوف  
 اور شوق اور فرح سے بیان کیا ہے اور انہیں سے اعلیٰ درجہ کا بکا اور فرح ہے جسے  
 کوئی شخص آئندہ مدت کے سفر بعد اپنے گھر گئے ہیں آتا ہے تو اہل کے دیکھنے کے  
 وقت خوشی کی کثرت اور قوت سے رونما ہے اور گریہ میں ایک اور مرتبہ ہے جو اس  
 بھی نمایاں تر ہے اسکا بیان نادر ہے اور اسکی شرح بھی نادر ہے اور اسکا بیان اس  
 وجہ سے کہ ہم اس کے اور اس کے قاصر ہے بڑا معلوم ہوتا ہے تو اکثر اسکا بیان انکا  
 کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور غریب سے اُسپر جفا ہوتی ہے اور اُن سے جاتا ہے جو اسے خدا  
 و صولاً پاتا ہے یا اسکو نبی محبت اور مثالوں کے جھٹاتا ہے اور وہ بکا و جدان بکا  
 فرح کے علاوہ ہے اور وہ حق الیقین کے بعض موطن میں پیدا ہوتا ہے اور دنیا  
 میں حق الیقین سے تھوڑے اور تارین تو اُسکے بعض موطن میں بکا یا بجا تاکر  
 اسوجہ سے کہ محبت اور قدیم میں فائز اور تائن ہوتا ہے پس بکا ایک ترشح ہوتا ہے  
 جو حد و ف کے وصف سے ہے اس سبب سے کہ عظمت رحمن کی سطو مستور  
 شعلہ زنی کرتی ہے۔ و یقرب من ذلک متلافی انشاء قطر انعام تہلاتی مختلف  
 الاجرام۔ اور یہ وجد ہر چند عزیز الوجود ہے بقیہ پر شعر ہے جو تبار صرف کے فتح  
 کرتا ہے ان کچھ دنیا میں بندہ اس حال سے متحقق ہوتا ہے کہ آثار سے  
 بالکل پاک اور منزہ ہو اور انوار میں ڈوبا ہو اور زبان بعد اس سے مقام بقا کو  
 ترقی کرے اور اسکو ایسا وجود پھر دیا جائے جو مظهر ہو تو بکا کے اقسام اسکی  
 طرف عائد ہوتے ہیں خوف اور شوق سے اور خوشی سے اور وجدان سے کہ  
 صورت میں اُنکے متشاکل اور متائن اُنکے حقائق سے ہو ایک فسق

الطیفت کے ساتھ جملہ لوگوں سے لوگ ادراک کرتے ہیں اور اس صورت میں سماع سے  
 بھی ایک قسم اسپر وجود کرتی ہے اور یہ قسم اُس کے لیے مفید ہے اور اُس کے ساتھ مقہور  
 لیتا ہے اُسے جب وہ چاہتا ہے اور رد کرتا ہے جب چاہتا ہے اور یہ سماع متکلف ہے  
 اُس سی نفس کے ساتھ ہوتا ہے جو مشتمل ہو اور روشن ہو اور اپنی طبیعت کی ہمت  
 ہو اور طایفہ اپنی حاصل کی ہو اور روئے اُسے ایک نفسی اُسمین سے  
 سکھلا دی ہے تو اُس کا سماع نفس کے لیے ایک قسم کا تمتع اور ارتفاع ہے جس  
 طرح لذات اور شہوات سے تمتع حاصل کرتا ہے نہ کہ یہ اُس سے سماع لیتا ہے یا  
 اُسے بڑھاتا ہے اور یا اسپر بنا کر ظاہر کرتا ہے تو اُس میں نفس ایسا ہوتا ہے کہ کٹیا  
 باپ کی گود میں کہ اُس کو بعض اوقات بعضی خواہشوں میں خوش کر دیتا ہے اور  
 اسی تھیل سے ہے یہ نقل کہ آیا محمد الراشی اپنے یاروں کو سماع میں مشغول  
 کرنے اور آپ اُسے ایک طرف گوشہ میں جا کر نماز پڑھتے تو ہر آیتہ ان نعمات  
 نے ایسا ہی رکھتے پایا ہے جیسا کہ اُس نے علی نے پایا ہے تو اُسے نفس خوش اس سے  
 ہو کر لٹھیا اس واسطے روح کا مورد اس میں صفائی کے سبب ہر وقت زیادہ  
 ہوتا ہے کہ روح نے نفس اپنی تمتع اور ارتفاع میں دوہا ہے کیونکہ نفس باوجود طائفت  
 کے اپنی ذلت اور بناوٹ کے سبب موصوف باجہلیت ہوتا ہے  
 اور اُس کے بعد میں فتوح سے قسام روح اور اُس کے حصے داخل ہو جاتے ہیں اور  
 اُس کے کان میں نماز کے وقت آسمان کا براہ پانا اُس کی اور اُس کی حقیقت مناجات  
 اور کلام تغزل کے ختم میں درمیان مکر اور حیلہ کرنے والا نہیں ہے اور وہ  
 اقسام بلاخر اجمت اپنے اپنے محل تک پہنچ جاتے ہیں اور کوئی فراغت

نہیں ہو اور یہ سب اسوجہ سے کہ ایمان کے ساتھ سیتہ کی خیر کو سمجھتے ہو  
 اور اللہ حسن اور نہان جو اور یہی واسطے کہا گیا ہو کہ سماع ایک قوم کے لیے  
 مثل دوہرہ اور ایک قوم کے لیے مثل غذا اور ایک قوم کے لیے شکم کے مثل ہو  
 اور اقسام بجا کے خود سے جو مروی ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے الی سے فرمایا کہ کلام مجید پڑھ انھوں نے عرض کی ہیں آپ کے سامنے  
 پڑھوں اور حالانکہ آپ کے اوپر نازل ہوا ہو تو حضرت نے فرمایا مجھے قسمت ہو کہ  
 اسے میں اپنے غیرے شنون پھر سورۃ النسا پڑھنی شروع کی بیان کیا کہ وہ اس  
 آیت پر پہنچے فلیف اذ جناس کل امتہ تشید وجناب علی ہوا لا تشیدا۔  
 یعنی پھر کیا حال ہو گا جب ہم ہر ایک امت سے ایک ایک گواہ بلائیں اور  
 مجھے ان سب پر شہادت کے لیے بلائیں تو کیا ایک حضرت کی دونوں انگلیاں  
 اشک ریزان نہیں۔ اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر سود  
 کے سامنے آئے اور ہاتھ سے اشک کو ملا اور پھر اپنے دونوں لب اس پر رکھ کے  
 دیر تک روایکے اور کہا اے عمر بیان اشک کر اگر نے ہیں اور شکران جو ہی  
 اس کی طرف اسام بجا کر شہان اور امین ایک فضیلت ہے جس کو بغیر صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے اٹھا ہوا فرمایا۔ اللهم ارزقنی عیدین ہطائین یعنی اے اللہ  
 میرے ماری مجھے کہ دو انگلیاں جو بہت اشک ریزان ہوں اور بگانی ہے  
 جو پرتند اور پربت ہو اور وہ اتم ہو کہ یہ اشک کی طرف ایک وجود الگانہ  
 کے ساتھ جو اس کو کم نہان سے مقام بقا میں عطا کیا گیا ہو اس کی طرف  
 خود کرتا ہو

## پچیسواں باب قول فی السماع کے بیان میں ادب اور توجہ کے ساتھ

اور یہ باب ادب سماع اور حکم جاسہ درسی اور خدمات متعلقہ پر جو آئین ہیں اور جو چیزیں کہ آئین مآثورہ منقول اور معذور ممنوع سے جو ان سب پر مشتمل ہو۔ بنا برقصوت مجاہد احوال میں صدق پر ہو اور وہ جدید یعنی درستی اور کوشش بالکل ہو صادق کے سزاوارت میں ہو کہ وہ ایسی مجلس میں جانے کا ارادہ کرے جس میں راہگاہ ہو تاکہ جب کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نیت کرے اور اپنی ارادہ اور طلب میں اس سے ترقی کی امید ہو اور نفس کے کسی جہی کی طرف مائل ہونے سے پرہیز کرے پھر استخارہ پہلی مجلس میں جانے کے لیے کرے اور اللہ تعالیٰ سے برکت کا آئین سوال کرے جب کہ وہ جانا چاہے اور جب مجلس میں آئے تو صدق اور وقار کو ہاتھ اور پاؤں کے سکون سے لازم رکھے۔ ابو بکر کثافی رحمہ اللہ نے کہا کہ جمع پر واجب ہے کہ وہ اپنی سماع میں اس سے راحت ایسی حاصل نہ کرے جس سے سماع اُس کے وجد یا شوق یا بے ہوار کو برنگینہ کرے اور وارد اُس کا ہر ایک حرکت اور سکون اُس سے کھو کر تو صادق وجد سے بچے اور آئین حرکت سے پرہیز کرے جب تک ہو سکے علاج بخصوص جب کہ شیخون کی حضوری میں ہو۔ حکایت ہے کہ ایک جوان مفید رحمہ اللہ کی صحبت میں رہتا تھا اور جب کبھی کوئی چہرہ شنی نعرہ مارا اور متغیر ہو گیا تو آپ نے اس سے ایک روز کہا کہ آج کے بعد اگر تم سے کوئی چہرہ نہ ظاہر ہوئی تو میری صحبت میں مدت بیٹھو تو اس کے بعد وہ اپنے تئیں مضبوط کرتا

اور بسا اوقات اُسکے ہر ایک بال سے عرق کے قطرے ٹپکا گئے۔ پھر جبکہ ہر ایک  
 دن اُن دنوں سے آیا ایک سخت نعرہ مارا اور روح اُسکی نکلی گئی تو صدق سے نہیں ہر  
 کہ ملا وجد نازل وجد کا اظہار یا حال کا دعویٰ بغیر حال حاصل کے کرے اور عین  
 اتفاق پر مشہور ہو کہ نصیر آبادی رحمہ اللہ سماع کے بڑے حریف تھے تو اس میں  
 لوگ بہت غصہ ہوتے کہا مان وہ اس سے بہتر ہو کہ ہم شیخین اور غیبت کریں تو اسے  
 ابو عمر بن عبید وغیرہ اُسکے بھائیوں نے کہا افسوس ہر باالاقاسم سماع کی  
 لغزش بدتر ہو اتنی اور اتنی برسوں سے کہ ہم لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور  
 اسوجہ سے کہ سماع کی لغزش اشارہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور کلمے جھوٹ سے  
 حال کا مروج اور معطر کرنا ہو اور ہمیں کئی گناہ ہیں ایک تو اُن میں سے یہ ہو کہ  
 وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتا ہو کہ اسکو اللہ نے ایک چیز بخشی ہو اور حال آئمہ  
 بخشی نہیں۔ اور اللہ پر جھوٹ لگانا سب گناہوں سے بدتر ہو اور ایک اُن میں  
 سے یہ ہو کہ بعض حاضرین کو فریب دینا ہو کہ اُسکی نسبت حسن ظن کریں اور  
 فریب دینا خیانت یعنی دغلی اور نارستہی ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا ہو کہ جسے میں فریب دیا وہ ہم میں سے نہیں ہو اور ایک اُن میں سے  
 یہ ہو کہ ہر گاہ وہ بطل ہو اور چشم صلاح سے اپنے کو دکھلاتا ہو تو غفریب  
 اس سے ظاہر وہ امر ہو جائے گا جو اہل اعتقاد کے عقیدہ کو فاسد کر دے اور  
 نتیجہ یہ ہو کہ اور لوگوں کی نسبت جو اس کے امثال ہیں اُسکا اعتقاد خراب ہو جائے  
 پس اہل صلاح کے حق میں قسا و عقیدہ کا سبب پیدا کرنے والا ہو گا۔ اور  
 اس سے نقصان اُس شخص کو پہونچے گا جو حسن ظن رکھتا ہو اور اس سے صاف



کی مدد دینا ہو جائے گی اور اس سے بہت کچھ آفتیں پیدا ہوگی جس سے اس شخص پر کسی  
 پیرے کی جو اس سے بحث کرے گا اور ایک کہیں سے یہ کہ حاضرین کو انکے قیام اور  
 قعود میں ہوا نفقت کی ضرورت پیش آئیگی تو وہ اپنے جھوٹ سے لوگوں تکلیف تکلیف  
 دینے والا ٹھہرے گا اور جماعت میں وہ شخص موجود ہو کہ نور فرستے دیکھتا ہے  
 کہ وہ جھوٹا ہے اور اپنے نفس پر مجلس کی ہوا نفقت کو مدد دے سے اٹھاتا ہے اور  
 گناہوں کی شرح آئین بہت ہوتی ہے تو چاہیے کہ اپنے اہل و عیال کے خون کرے  
 اور جنبش نہ کرے مگر جبکہ اسکی جنبش رخصتہ دار کی سی ہو جو بند کرنے کی راہ اسے  
 ملے یا چھینکنے والے کے مثل جبکہ اسکی قدرت نہیں ہے کہ چھینک آئی ہوئی کو  
 روک دے اور اسکی جنبش سانس کی طرح قہراً اور جبراً ہو جسکو دافعیہ طبیعت  
 منقصی ہے۔ سرورج نے کہا ہے نعرہ اور فریاد میں صاحب وجد کی شرط ہے کہ وجد  
 اس حد کو پہنچ جائے کہ اس کے شعر پراگندہ یا جاری جائے تو اسکو خبر نہ کہ درہر اور  
 یہ اہل وجد کی نوبت شاذ نا درہی ہوتی ہے اور کچھ اس مرتبہ کو غیبت سے صاحب  
 حالی نہیں پہنچتا مگر اسکی آواز ایسی نکلتی ہے جیسے کسی کو نفس ہو اور وہ ایک  
 قسم کے ارادہ سے ہوتا ہے جو مضطر سے ملا ہوا ہے اور مضبوط حرکات کی رعایت  
 اور نعرہ کی رو سے جو اکثر دن کے چار ڈالنے میں زیادہ ہو کہ ہر اس واسطے  
 کہ اسکا اتلاف اور خراج باطل ہو اور اسی طرح سرنیدہ کی طرف خرقہ پھینکنا اور  
 سرور اور اسکے بنین کہ یہ فوت کیا جائے الا جب کہ اسکی نیت ایسی موجود  
 ہو کہ آئین تکلیف بناوٹ اور یا کاری بنو اور جب کہ نیت نیک ہے تو قول کی  
 طرف خرقہ کے پھینکنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہر آئینہ کعب بن زبیر سے

روایت ہے کہ وہ مسجد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور  
 آیات پڑھیں جنکی اول بیت یہ ہیں سے بابت سجاد قطبی الیوم مقبوک +  
 یعنی سجاد و محبوبہ جدا ہو گئی تو آج میرا دل ہوش سے گیا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ وہ  
 اس بیت تک پہنچا کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہندوستان کیوں آئے  
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روشنی اور فیاض حاصل کی جاتی ہے  
 اللہ کی تلوار دن میں سے ایک کچی ہوئی تلوار ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے اُس سے کہا کہ تو کون ہے سو کہا۔ اے اللہ ان لا الہ الا اللہ وہ  
 ان محمد رسول اللہ میں کعب بن زبیر ہوں تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے اُسکی طرف ایک چادر چاڑھے ہوئے تھے پھینک دی جب نہایت معاویہ  
 کا تھا تو اُسکے پاس آدی بچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر ہمارے  
 ہاتھ دس ہزار کو بیچ کر دے اُسکو واپس معاویہ کی طرف یہ کہہ کر بھیج دیا میں رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا کسی کو نہیں دے سکتا جب وہ مر گیا تو معاویہ نے  
 اُسکی اولاد کے لیے بیس ہزار بھیجے اور چادر لیلی اور وہ چادر آج کے دن ابام  
 ناصر الدین اللہ کے پاس موجود ہے کہ اُسکی برکات اُسکے ایام شہدہ پر پہنچی  
 اور متصوف کے آداب ہیں کہ اُنکا التزام یہ حضرات کرتے ہیں اور اُنکا کمال محبت  
 اور معاشرت میں ہوتا ہے اور سلف کے بہت لوگ اُسکے مقید نہیں ہوتے تھے  
 مگر ہر ایک بات کو ان لوگوں نے پسند کیا اور اُسکے دو پر اتفاق کیا ہے اور نہ پیر  
 شرع کا انکار کوئی وجہ انکار کی نہیں تھیں تو ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان  
 لوگوں میں سے اگر کوئی سماع میں متحرک ہوا اور اُس سے فرقہ بگڑا

ایک دفعہ اس پسر نازل ہوا اور اس نے اپنا عامہ قوال کی طرف پیشک دیا تو مسخ کرنے  
 نزدیکی یہ ہو کہ حاضرین سر پر ہنہ کرنے میں اس کے ساتھ موافقت کریں جبکہ یہ امر گروہ  
 اور شیعہ سے ہوا اور اگر فعل شیخون کی حضور میں جو انوں سے ہو تو شیخون پر وہ نہیں ہر  
 کہ اس میں جو انوں کی موافقت کریں اور قبیہ حاضرین پر جو انوں کے لیے ترک  
 موافقت حکم مشائخ پہنچتا ہو چر جب سماع سے خاموش ہوں صاحب  
 حال کو خرقہ داپس دیا جاتا ہو اور حضار مجلس عماموں کے اٹھانے سے اسکا  
 ساتھ دیتے ہیں پھر انھیں فوراً سروں کی موافقت کے لیے پہنتے ہیں اور جب  
 خرقہ قوال کی طرف پیشک جاسے تو وہ قوال کا ہر جب کہ اس نے ارادہ اس نے  
 عطا کا کیا ہو اور اگر قوال کو عطا کرنے کا قصد نہیں کیا تو بعض نے کہا ہو کہ وہ  
 قوال کا ہو چکا اس واسطے کہ اسکا حرکت ہی قوال ہو اور اسی کی طرف سے وہ  
 موجب صادر ہو کہ خرقہ کو پیشک دے اور بعض کا قول ہے کہ وہ مجلس بھر کے  
 لیے ہو کہ اگر اچھا قوال ہو کہ اس میں حرکت قوال کا برکت جماعت کے ساتھ ہو  
 کہ وہ عید پیدا ہو اور احمد اذ و جد قول کے گانے پر حضور نہیں ہر پس قول نہیں  
 سے ایک ہو گا۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے  
 بعد فرمایا جو شخص ایسی جگہ ٹھہرے اس کے لیے یہ درجہ ہو اور جو بار بار جاسے  
 اس کے لیے یہ درجہ ہو اور عقیدہ ہو اس کے لیے یہ ثواب ہو تو جو ان لوگ کتابی  
 کرتے اور بڑے اور سردار کرتے تیرون جھنڈے کے پاس ہوتے پھر جب اور  
 نے سلطان کو فتح دی تو وہ انوں نے خواستہ گازی کی کہ یہ فتح ہمارے  
 ناصر ہوا اور بڑے لوگوں نے کہا کہ ہم تمہارے یار اور پشتی تھے پس مال

غنیمت ہم سے الگ الگ نہ لیا تو اللہ تعالیٰ نے نازل یہ آیت کی۔ لیکن کتاب  
 عن الانفال قل الانفال لله والرسول۔ یعنی تجھ سے مال غنیمت کا سوال کرتے  
 ہیں کہہ دے کہ مال غنیمت اللہ اور رسول کے واسطے ہے پھر حضرت بنی صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ان سب پر برابر مال غنیمت تقسیم کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ اگر  
 گاتے والا قوم مین سے ہو تو وہ ایک کے مثل تو لگنا جائے گا اور قوم سے ہو تو جو  
 اسکی قیمت ہو اسے دی جائے اور جو فقرا کے خرقرن سے ہو ان سب کے در میان  
 تقسیم کیا جائے اور کہا گیا اگر قواں اجرت پر آیا ہو تو اسکو کچھ مین سے ملے گا اور  
 اگر وہ شریعہ اجرت ہو تو اسکو دیا جائے گا اور سب مین اسوقت مین کہ وہ ان  
 شیخ موجود حکم دے اور وہ ان پر شیخ موجود ہو جسکی بزرگ دخت اور اسکی احکا  
 امتثال ہو تو شیخ مین حکم دیگا جو اسکی رائے مین آوے کہ ہر آئینہ مین مختلف  
 ہواں ہوتے ہیں اور شیخ کے لیے جتنا حاصل ہو تو جو اسکی رائے مین آئے  
 کہ اسے آپس کسی کو اقتراض مین اور بعض اجاب اور بعض جھمارنے اسکا خیر اور  
 معاوضہ دے دیا اور قواں وقوم آپس رضی ہو گئی اور ہر ایک شخص ان مین سے  
 اسکی فرقہ کی طرف ہوا تو جائز ہے اور اگر ایک نے ان مین سے ایثار اور دے  
 دیا تو پھر اسکا کیا اسوجہ سے کہ اسنے اسکی غنیمت سے اتنا دیا تو قواں کو اسکا  
 فرقہ دیا جائے گا اگرچہ پھر سے فرقہ کا چاک کرنا جسکو سچے صاحب حال سے  
 ایسے غلبہ کے سبب چلاؤ ڈال دے جس سے وہ بے اختیار ہو گیا جس طرح کہ  
 نفس کو غلبہ ہو اگر تا ہی پھر جو کوئی اسکی روکنے کا قصد کرے تو سب اسکی  
 کوہستہ کر کے ہاتھ لیتے ہیں ترک باخرقہ ہو اور اسکی کہ وہ نفسی غلبہ کے

آثار سے ایک اثر جو درختمہ کا پاکی کرنا آثار و جد سے ایک اثر جو تو خرقہ میں  
 اثر ربانی آگیا اسکا حق ہے کہ سب لوگوں کو دیا جائے اور اگر زوار کرام کے لیے  
 سر پر رکھا جائے تو نفع شروع اور اس نجد میں دنیا بہم بیوم القدر و تقرب  
 العبد بالدار ہے اور اس نجد میں جو ملک ان کے جامہ سے ہونے کے  
 ہون کہ وصل کا وعدہ قریب ہے پنجاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کا  
 استقبال فرمایا کرتے اور اس سے برکت حاصل کرتے اور زمانہ کہ نئی تارکی  
 چیز جو بس کا وعدہ پروردگار سے کیا تھا پس پٹیا جو خرقہ تازہ دار و عہد کا ہر تو  
 ظہر ہے خرقہ کا یہ ہے کہ حاضرین کو بانٹ دیا جائے اور جو ثابت خرقہ اس کے تابع  
 ہیں اسکا حکم یہ ہے کہ ختیج اس کے حق میں حکم جاری کرے اگر بعض فقر کو مخصوص  
 اس کے حصہ سے کر دے تو اسکو اختیار ہے اور اگر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو بھی  
 اسکو اختیار ہے اور یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ یہ تفریط اور خیر فضول ہے سو اسے  
 کہ جو کچھ خرقہ اس کے موقع پر وہی فائدہ حاصل ہوتا ہے جسکے حاجت ہو جیسا  
 کہ ترا خرقہ فائدہ دیتا ہے۔ اور امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے  
 روایت ہے کہ ایک حلہ حریر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ  
 آیا تو وہ میرے پاس بھیج دیا میں وہ پہن کر ماہر دیا تو آپ نے فرمایا کہ جو میں اپنی  
 ذات کے لیے مکروہ جانتا ہوں اس سے تیرے لیے راضی نہیں پھر آپ  
 نے اسے ٹکڑے کر کے عورتوں کو اور عینان بنادین اور ایک روایت  
 میں ہے کہ میں آپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اسکو کیا کروں یا میں اسے  
 پس میں فرمایا کہ نہیں نیلیں اسکی اور عینان نو اطم کے لیے بنا دو

مقصود فاطمہ بنت اسد اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فاطمہ بنت  
 حمزہ اُن سے ہیں اور اس برویت میں ہے کہ ہدیہ ایک حلہ حریر کا دو ہر اسلا ہوا تھا  
 اور یہ وجہ کیس کے بھانسنے اور اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں سنت کے اندر  
 ہے۔ حکایت ہے کہ نبیؐ پور کے مقام ایک دعوت میں فقیہ اور صوفی جمع ہوئے  
 اور خرقہ گبر اور وان شیخ الفقہ ابو محمد جوئی اور شیخ الصوفیہ ابو القاسم  
 قشیری تھے اور اپنی عادت کے موافق خرقہ کو تقسیم کر لیا تو شیخ ابو محمد نے  
 بعض فقہاء کی طرف توجہ کی اور یکے سے کہا کہ یہ اسرار اور بلائ مال ہی تو  
 ابو القاسم قشیری نے سن لیا اور کچھ نہ کہا یہاں تک کہ تقسیم ہو چکی بھر خادم  
 کو بلایا اور کہا مجلس میں دیکھو جس کے پاس چٹا پیر انا سہلے ہو تو اُسے میرے  
 پاس لے آئیے وہ صلیٰ زاپا پھر ایک شخص آگاہ و نفع کار کو حاضر کیا اور کہا  
 سہلے کتنے پر زیادہ سے زیادہ خریدو گے کہا ایک دینار پر کہا اور ایک ہی  
 قطعہ ہوتا تو کتنے کا ہوتا کہا نصف دینار کا پھر شیخ ابو محمد کی طرف متوجہ ہوئے  
 اور کہا اسکا نام مال کا تلف کرنا نہیں ہے اور پھٹا ہوا خرقہ سب حاضرین پر  
 تقسیم ہونا ہے خواہ ہم جنس ہوں یا غیر جنس جب کہ قوم کی نسبت اُنکو حسن  
 ملے ہو اس اعتقاد سے کہ خرقہ سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ طارق بن شہاب  
 نے روایت کی کہ اہل بصرہ نے اہل نہاوند سے محارہ کیا اور انکی آمد اور انکی  
 کو قہ نے کی اور عمار بن یاسر اہل کو قہ کے سردار تھے اور قہیاب ہوئے  
 اور اہل بصرہ نے چاہا کہ انھیں سے کو قہ کے لوگوں کو کچھ نہاوند بنی شیم  
 سے ایک شخص اپنے بھائی سے کہا کہ اسکا جد بھی خصوصت کو قہ کے واسطے

تو چاہتا ہے کہ ہماری خدمتوں میں تو ضرور ایک ہو آپ نے حضرت عمرؓ کو لکھا حضرت نے  
 جواب لکھا کہ غنیمت اُسکے لیے ہے جو لڑائی میں موجود ہو اور بعض اس طرف لگے ہیں کہ  
 پٹاخرفہ عباسی تقسیم ہوا اور جو زمین ثابت ہو قوال کو دیا جائے اور استدلال  
 اس روایت سے اپنی قیادہ کے ساتھ کیا گیا ہے کہ کہا جب زمین کے دن لڑائی میں  
 اپنے اور زار رکھ دیے اور قوم سے ہم کو فرست علیؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 کہا جس شخص نے کسی قتل کو مارا اُسکا لباس مارنے والے کا حق ہے اور یہ اُسکے  
 لیے وہ صحیح خرقہ ہیں جو اور عینا فرقی ہو اُسکا حکم ہے کہ حاضرین کے حصہ کرتے ہیں  
 وہ بے بائین اور اگر مجلس میں تقسیم کے وقت داخل ہو جو حاضر پہلے تھا وہ بھی  
 نے کاروبار و شاعری و علم و ہنر کی ہر کام کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے خدمت میں تین دن بعد جنگ خیبر سے آئے تو ہمارے حصہ لگائے گئے اور  
 کسی کو حصہ نہیں دیا گیا جو ہمارے سونے میں موجود نہ تھا اور قوم منوفیہ کے لیے سماع  
 میں اُسکے لباس پر مجلس کا موجود ہونا مکروہ معلوم ہوتا ہے جسے متعبد حیلہ ذوق اُسکا  
 پر نہیں فرما سکا کہ اگر اُسکا جو نکر نہیں ہے یا دنیا درجو تکلف اور عداوت کا  
 شایع ہو یا وہ نہ گنہگار نہ لے والا ہو اپنے قراحت حاضر ہی کو تشویش وقت  
 رہا جو حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے پاس پہنچے کہ چنانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوتے ہوئے اور کہا یا  
 محمدؐ اللہ تعالیٰ تیرا دوست ہے تو اوست کے قراوت مندوں سے پہلے آوتے ہیں تیرے  
 لیے یہی شہر ہشتین دنوں کے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں  
 اور فرمایا میں کوئی ایسا شخص ہے جو ہمارے لیے قمار پڑے تو ایک بدوی نے

کہا مان یا رسول اللہ تو فرمایا لا تو اعرابی نے پڑھا ہے اللہ تعالیٰ جیتا الہوی لہدیٰ  
 نکلا طبیب لہاد لہادی اللہ تعالیٰ شفقت بہ بنو نعندہ رفعتی و ترباتی ترجمہ  
 ہر آئینہ عشق کے سانپ نے میرے جگر میں کاٹا ہے کہ اسکا نہ کوئی طبیب جو نہ مٹر  
 پڑھنے والا نہ مگر وہ ہر طبیب کہ جسکا میں شہافتہ اور زہافتہ ہوا ہوں اس کے پاس میرا  
 منتہی ہے اور ہر چہرہ ہر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجد کیا اور آپ کے ساتھ  
 صحابہ نے بھی وجد کیا یہاں تک کہ رد در مبارک آپ کے شانہ سے گر پڑی ہر جب فارغ  
 ہوئے ہر ایک شخص انہیں سے اپنی اپنی جگہ آئے معاویہ بن ابی سفیان نے کہا  
 اچھا آپ کا لعب ہر یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا آد یا معاویہ ڈھنکے پر غم نہیں ہے  
 جیسے ذکر تہذیب کے شے پر اہمز آواز و جنبش نہو پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے اپنی چادر کے چار سو ٹکڑے کر کے حاضرین کو بانٹ دیے اور یہ حدیث  
 ہم نے سند سے وارد کی ہے جیسا کہ ہم نے سنا اور پایا اور ہر آئینہ اسکی صحت میں  
 اہل حدیث نے کلام کیا ہے اور ہم نے کوئی چیز ایسی نہیں پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے منقول اور وہ ہم شکل اہل زبان کے وجد اور انکی سماع و اجتماع  
 اور انکی ہدایت کے ہو مگر یہ حدیث اور کیا اچھی حجت اہل صوفیہ اور اہل باطن کے  
 واسطے ہے انکی سماع اور انکی خرقہ چاک کرنے اور ان کے بانٹ لینے میں اگر وہ صحیح  
 ہو اور اللہ بہتر دانا ہے اور میرے دل میں کھلتی ہے کہ وہ صحیح نہیں ہو سکتا  
 آسمان ذوق اسکا نہیں پاتا ہوں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم  
 اپنے اصحاب کے ساتھ اور ان پیسہ و ن کی وہ اقساما دکر نہ سہا  
 بنا بر اس کے جو میں اس حدیث میں ہو گیا ہے اور دل اس کے نبول سے



۱۰۔ انکار کرتا ہے اور اسے خوب تر جانتے والا اسکا ہے

چھبیسواں باب ان چلوں کے بیان میں جنکا التزام صوفیہ  
کر لے ہیں

چلے سے قوم صوفیہ کا کوئی خاص مطلب نہیں ہے جسکے سوا وہ اسکی طلب نہ کرتے  
ہوں لیکن جبکہ علم وفات کی منی مفتیں نہیں داخل ہوتی ہیں تو چلے کے ساتھ وقت  
کا تقید کرنا انکو محبوب اور مرغوب ہوا اس امید سے کہ چلے کا علم انکے تمام زمانے  
پر جاری ہو جائے گا تو وہ اپنی جمیع اوقات اسی ہیئت سے رہیں جو چلے میں ہوتی  
ہیں اسکی یہی کہ چلا ذکر کے ساتھ مخصوص حدیث شریف میں ہے کہ جسے چالیس دن  
اسد کے واسطے خالص کر دیے حکمت کے چشمے اسکے قلب سے زبان پر اسکے  
ظاہر ہوتے ہیں اور ہر آئینہ اسد تعالیٰ نے چلے کو ذکر کے ساتھ قصہ موسیٰ  
علیہ السلام میں مخصوص فرمایا ہے اور چلے کے ساتھ تخصیص امر اسی فرید ترک  
زیادہ کے لیے ہے۔ قال اسد تعالیٰ وواعظنا موسیٰ ثلثین لیلة وثمانیۃ بعشر فتمت  
رسالہ اللہ لیلة اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا تھا اور اسکو دس  
رات کے ساتھ پورا کیا اسکے پروردگار کا میقات اور زمانہ پورا چالیس رات  
کا ہے اور قصہ اسکا یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا  
جبکہ وہ مصر میں تھے کہ اسد تعالیٰ جب انکے دشمنوں کو ہلاک اور انکو دشمنوں  
کے ہاتھوں سے خلاص کرے گا تو اسد تعالیٰ کے پاس سے ایک کتاب انکے واسطے  
آئے گی جس میں حلال اور حرام اور عذر و داور احکام کا واضح بیان ہوگا پھر جبکہ اسد  
تعالیٰ نے وہ کام کیا اور دشمنوں کو ہلاک کر دیا تو موسیٰ نے اپنے پروردگار سے

کتاب نام کی تب اُسکو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تین دن روزہ رکھے اور وہ فقیر کی  
 ہر جگہ تیس مرتبہ پوری ہوئیں تو اُسے منہ کی بدبو بری معلوم ہوئی تو خربہ چلی  
 رخت کی لکڑی سے مسواک کی تب اُس سے فرشتوں نے کہا کہ ہم تیرے منہ  
 سے مشک کی خوشبو سونگتے تھے تو نے اُسے مسواک سے کچھ دیا پھر اُسکو  
 اللہ تعالیٰ نے ذی الحجہ کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کیا تو نہیں جانتا  
 کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو محض مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ معلوم ہوئی ہے  
 اور موسیٰ علیہ السلام کا روزہ یہ تھا کہ دن کو کھانا چھوڑ دین اور رات کو کھانے  
 بلکہ چالیس دن بغیر کھائے نہ کر گئے اس سے معلوم ہوا کہ عمدہ کا کھانے  
 سے خالی ہونا ایک بڑی اصل اس بات میں ہر یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام  
 اسکے محتاج ہوئے جب کہ مکالمہ انہی کے لیے وہ مستعد ہوئے تھے اور علوم  
 لدنی اُن لوگوں کے دل میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف دنیا سے قطع تعلق کیے  
 ہوتے ہیں ایک قسم کا مکالمہ ہر اور جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی طرف چالیس دن  
 نماز اور روزہ ہو گیا اس طرح کہ اپنے نفس سے معاملہ بعدہ ہلکا رکھنے کا کیا ہو تو  
 اللہ انہیں علوم لدنی کو نثار کر دیتا ہے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اسکی خبر دی الایہ امر کہ مدت چالیس دن کا تعین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 وسلمین نصین اور اس میں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو رکھا تھا  
 اور چالیس دن سے قید اور حد لگانی ایک ثابت کے واسطے ہے اور اسکی  
 حقیقت پر کوئی مطلع نہیں ہے۔ دنیا علیہم السلام جبکہ اللہ تعالیٰ نے انکو معلوم  
 کر دیا یا وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے بنایا کے سوا اسکے معلوم کرنے سے مخصوص

کر دیا اور اسکی پوشیدگی میں ایک معنی چمک رہے ہیں اور بعد بہتر دانا کر اور وہ  
 یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا کرنا چاہا تو خمیر کی بدلت اسقدر تعداد  
 سے مقرر کی جیسا کہ وارد ہوا ہے ترطیفۃ آدم بیدہ اربعین صباحا یعنی آدم کی سرشت  
 کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے چالیس دن خمیر کیا تو آدم جبکہ دایرین کی آبادی کے لیے  
 صلاح خواہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس سے دنیا کی آبادی چاہی تھی جس طرح کہ ہنسی کی  
 آبادی اس سے چاہی تھی اس لیے اس ترکیب کے ساتھ اسکو پیدا کیا جو عالم حکمت  
 اور شہادت اور اس درویش کے مناسب تھی اور قانون حکمت کے موافق اسکی  
 دنیا کی آبادی بن نہ آتی جس حالت میں کہ سفلی اجزاز میں سے وہ مخلوق نہو تا پس  
 مٹی سے اسکو پیدا کیا اور چالیس دن اسکی سرشت کو خمیر کیا تاکہ اس چالیس دن  
 کے خمیر سے چالیس جناب حضرت آدمی سے دور ہو جائے اور بارگاہ آدمی اور  
 مقامات قرب سے شجاک رہے اسویشہ کہ اس جناب سے رنگ بنجائے تو دنیا محو  
 شوقی تو عالم حکمت کی آبادی اور زمین خلیفۃ اللہ ہونے کے لیے بعد از مقام  
 قرب نے ایمین خیر کلزی پس ہر روز اللہ تعالیٰ کی طاعت کے لیے دنیا سے  
 انقطاع کرنا اور اسکی سانسے اسے اور ادھکاش کی طرف توڑے کھینچنا ایک جناب  
 سے نکالتا ہے جو ایک معنی ہے کہ ایمین رامت رہتا ہوا ہے اور ہر ایک جناب نے  
 اپنے کئے موافق شجذب ہوا اور منزل حاصل کرنا ہے قرب حضرت آدمی جو مجمع  
 علوم اور انکشاف ہے ہر جناب کہ چلا اور اچھا تو پیر سے دور ہو جاتے ہیں  
 اور علوم و معارف اس پر خوب ریش کرتے ہیں بعد ازاں علوم و معارف  
 جو ایمان ہی انوار سے بدل جاتے ہیں اس سبب سے کہ اور عظمت

اتنی کی آنکھ سے متصل بہتے ہیں اسوقت ایمانِ حدیثِ نفس کے علومِ الہامیہ بن جاتے ہیں اور حدیثِ نفس کے احرامِ انوارِ طہمت کے قبول کرنے کو پیش آتے ہیں پس اگر وجودِ نفس اور اسکی حدیثِ نفوتی تو علومِ آئینہِ ظاہر نہوتے ہو اسطے کہ حدیثِ نفس قبولِ انوار کے لیے ظرافتِ وجودی ہو اور قلبِ بین بالذات قبولِ علم کے لیے کوئی شکر نہیں ہو اور خطابِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قوال ہو کہ اُسکے قلب سے حکمت کے چشمے اُسکی زبان پر ظاہر ہونگے اشارہ اُسکی طرف ہو کہ قلب کا ایک رخ نفس کی طرف ہی اسوجہ سے کہ توجہ اُسکی عالمِ شہادت کی طرف ہو اور ایک رخ اُسکا روح کی طرف اس اعتبار سے ہو کہ اُسکی توجہ عالمِ غیب کی طرف ہو تو جو علومِ نفس میں پیدا کیے گئے ہیں اُنسے قلب مدد چاہتا ہو اور بڑا جو اُسکی ترجمان ہو اُسکے حوالہ کرتا ہو تو علومِ ظہورِ قلب سے ہو اسواطے کہ علومِ اسمین جز پکڑے ہوئے ہیں تو قلب اور روح کے لیے قربِ انہی سے وہ مراتب حاصل ہیں جو الہام کے ربوں سے ہر سے ہیں پس بندہ اللہ کی طرف جھک پڑنے اور لوگوں سے یک سو ہونے کے سبب اپنی مسافتِ ہمت و خود کو قطع کرتا ہو اور اپنے نفس کے معاون سے جوابِ علوم کو نکالتا ہو اور ہر آئینہ حدیثِ بین وارد ہو۔

انسان معاونِ کماون الذہب و الفضة خیارِ ہم نے اجماعاً یہ خیارِ ہم فی الاسلام اذا فقهوا یعنی آدمی سوئے چاندی کی کسی کمان میں جو چلتی ہو میں اُنہیں کے اچھے ہیں وہی اسلام میں اُنکے بہترین ہیں جب کہ وہ فقیہ ہوں تو ہر روز اللہ کے واسطے عمل میں خلوص کرنے کے سبب وہ ایک طبقہ کیلانی پیدا ہوتی طہقات سے دور کرتا ہو جو اللہ تعالیٰ سے اسکو

دور رکھتا ہی رہا تا تک کہ چلے کے چالیس دن پورے کرنے سے چالیس دن بطون کو ایک دن پیچھے ایک طبق بلقات حجاب سے دور کر دینا ہی اور اس بندہ کی محنت کی نشانی اور چلے سے اُس پر اثر کرنے کی علامت اور خلاص کی شرطوں کا پورا کرنا یہ کہ چلے کے بعد دنیا سے کم رغبت کرے اور غریب کے گھر سے الگ ہو جائے اور دارِ اقلیتائی طرف رجوع کرے اور اسے کہ دنیا میں زہد کرنا اور حکمت کی ضرورت سے ہو اور جو دنیا میں زہد نہ کرے تو اُس کو حکمت نصیب نہ ہوگی اور جو حکمت چلے کے بعد برہمن نہ ہو تو ظاہر ہو جائے گا کہ اُس نے شرائط میں کچھ خلل ڈالا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے بے خالص نہیں ہوا اور جو اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص نہیں ہوا تو اس نے اللہ کی عبادت نہیں کی اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو خلاص کا حکم فرمایا ہے کہ ہم کو خدائی کا حکم دیا۔ قال اللہ تعالیٰ واما بعد والایعبدوا اللہ وحده لا شریک لہ المبین۔ اور وہ لوگ نہیں حکم دیے گئے مگر اس واسطے کہ اللہ کی عبادت کریں اس طرح کہ دین کو اس کے بے خالص کریں صفوان بن عسان رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا خلاص اور شرک دونوں گھٹاؤں کے بل پروردگارِ غریب کے سامنے حاضر آئیں گے تو اللہ تعالیٰ خلاص کو حکم دے گا کہ تو اپنے اہلِ خلاص کے ساتھ جنتِ نجا اور شرک کو حکم دے گا کہ تو اپنے اہلِ شرک کے ساتھ دوزخ میں جا اور اس بنیاد سے سلمیٰ نے کہا علی بن عبید بن جراح نے سنا اور اس کا پوچھا کہ خلاص کیا چیز ہے اُس نے کہا ابراہیم حقیقی سے ہیں نے سنا اور اس سے پوچھا کہ خلاص کیا چیز ہے اُس نے کہا محمد بن جعفر انصاری سے ہیں نے سنا

اور اُس نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا احمد بن سید نے میں نے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا ابایقوب اشبروطی سے میں نے سوال اخلاص سے کیا کہ کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا احمد بن حسان سے میں نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا کہ احمد بن علی الجعفی سے میں نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا کہ میں نے عبد الواحد بن زید سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا کہ حسن سے میں نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا کہ میں نے خدیفہ سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ جبریل نے کہا میں نے حضرت رب العزت جل جلالہ سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ حکم ہوا کہ وہ میرے اسرار سے ایک سرور جسکو میں نے اُن لوگوں کے قلب میں رکھا ہے جسکو میں اپنے بندوں سے دوست برکتا ہوں تو بعض آدمی خلوت میں مخالفت نفس پر داخل ہوتے ہیں اس واسطے کہ نفس بالطنین خلوت سے کراہت کرنے والا ہے خلق کی مخالفت کی طرف بہت ہی مائل ہے پس جب کہ اُسکو اُسکی عادت کے قرار کا وہ سے اکیٹرا اور اللہ تعالیٰ کی طاعت میں قید کیا تو اُسکے قلب میں خلوت بعد اُس تلخی کے آتی ہے جو اس سیر داخل ہوتی ہیں اور انون رحمہ اللہ نے کہا میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جو خلوت سے بڑھ کر باعث اخلاص ہو اور جسے خلوت کو دوست رکھا تو ہر آئینہ اُسے اخلاص کے گھر کا ستون پکڑ لیا اور ارکان صدق سے ایک رکن پر قیام ہو گیا اور شبلی رحمہ اللہ نے ایک شخص سے کہا جس نے صحبت آپ سے پانچ ہی

وحدت کے لازم اپنے اوپر کرے اور قوم سے اپنے نام کو مٹا دے اور دیوار کی طرف متھڑ  
 رکھ جب تک کہ قوم سے اور یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ نے کہا کہ وحدت یعنی تنہائی  
 حد یقین کی آرزو ہے اور انسانوں میں سے جس کے باطن سے فراغت خلوت آوے  
 اور اس کی طرف نفس کھینچے تو یہ اتم و اکمل اور بڑی دلیل اس کے کمال استعداد کی  
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حال روایت کیا گیا جو اس پر دلالت  
 کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پہلے پہل جو وحی سے جناب رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوا وہ خواب میں میاں صداقت پر تو آپ رویا میں  
 دیکھتے تھے مگر اس طرح کہ جیسے سچ عموماً ظاہر ہوتا ہے پھر آپ کو خلوت پسند  
 آئی اور حرامین آپ تشریف لاتے تھے اور آسمان کئی رات برابر عبادت اور  
 خلوت کیا کرتے اور اس کے لیے توشہ تیار ہوا کرتا پھر حضرت خدیجہ کے پاس آئے  
 پھر اس کے منہ کے لیے آپ تیار فرماتے پس اچانک حق آن پہونچا اور آپ  
 غار حرا میں تھے آسمان ایک فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا اقرأ یعنی پڑھ سو  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں قاری اور پڑھنے والا نہیں  
 ہوں پھر مجھے اسے پکڑا اور بوجھایا کہ وہ اپنی غایت کو پہونچا پھر مجھے  
 چھوڑ دیا اور کہا پڑھ تو میں نے کہا کہ میں قاری نہیں ہوں پھر مجھے پکڑا اور دہرایا  
 کہ پڑھ تو میں نے کہا کہ وہ اپنی غایت کو پہونچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ  
 پڑھ تو میں نے کہا کہ میں قاری نہیں ہوں تو اس نے مجھے پکڑا اور  
 تیسری بار دہرایا کہ وہ اپنی غایت کو پہونچا پھر مجھے چھوڑ دیا پھر  
 کہا اقرأ باسم ربک الذی خلق الانسان من علق۔ یعنی پڑھ

اپنے رب کے اسم سے جس نے کہ پیدا کیا انسان کو خون بستہ سے یہاں تک کہ عالم عظیم  
تاک پہونچا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ رہے اس نے اس  
حالت میں کہ اس کے دفعہ ظاہر کرنے سے فرستے تھے یہاں تاک کہ خدیجہ کے پاس  
آئے اور فرمایا زناونی زناونی۔ یعنی کلمی تھے اڑھ و کلمی مجھے اڑھاؤ تو اس کو  
کلمی اڑھاؤ یہاں تاک کہ آپ سے خوف جاتا رہا اور خدیجہ کے کہا میرے واسطے  
کیا صلاح ہو اور ان کو خبر دی پھر فرمایا میں اپنی قتل پر ڈرتا ہوں خدیجہ نے کہا  
نہیں ہرگز نہیں خوش ہو اس کی قسم جو کہ تھے اللہ تلکین ابد تک اہ کرے گا  
اس واسطے کہ تو صلہ رحم کرتا ہو اور بات سچ کہتا ہو اور بار اٹھاتا ہو اور معدوم  
کسب کرتا ہو اور یتیمان کی ضیافت کرتا ہو اور جو عیبتیں پہونچتی ہیں اس میں  
امانت کرتا ہو پھر خدیجہ آپ کو ساتھ لے کر چلے یہاں تاک کہ ورقہ بن نوفل کے  
پاس گئے اور وہ ایک شخص تھا کہ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا اور وہ کتاب  
عربی لکھتا تھا اور انجیل میں سے وہ عربی میں لکھتا جو اس پر تھا کہ اس کو لکھے اور  
ایک بوڑھا بزرگ رہی تھا کہ بائیا ہو گیا تھا تو اس سے خدیجہ نے کہا اے چچا  
اپنے بھتیجے کی بات سنیں ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے کیا تو دیکھتا ہو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا  
یہ وہی ناموس ہے جس کو موسیٰ پر نازل کیا کاش میں جو ان ہوتا کاش میں زندہ  
اس وقت ہوتا جب تو مجھے خارج کر دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا  
وہ مجھے نکالنے والے ہیں ورقہ نے کہا ہاں اس واسطے کہ کوئی ایسی چیز جو تو لا رہا  
ہرگز نہیں لایا مگر یہ کہ وہ عدوت اور ایذا سے نشانہ لایا گیا اور مردوں اگر نہ تھے



تو میں تیری بھاری مدد کرونگا اور جابر بن عبد اللہ نے روایت کی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا قطع وحی کا ذکر کرتے تھے میں کہا اپنی حدیث میں کہ اس درمیان میں کہ میں چلا جاتا تھا آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی میں نے سر اٹھایا اچانک ایک فرشتہ دیکھا جو درمیان آیا اور وہ میرے آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہوا اور خون سے مین پھر گیا اور پلٹ آیا اور میں نے کہا - زطلونی زطلونی نہ تر ولی تب اللہ تعالیٰ نے نازل کیا - یا ایہا المدثر تم فائدہ رتا دار خرفاء ہجر - اور ہر آئینہ نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار گئے تاکہ پہاڑ کی چوٹیوں سے اپنی جان کو دین تو جب کبھی آپ پہاڑ کی بلندی پر پہنچتے تاکہ اُس سے اپنے سینہ میں گرا دین جبریل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور کہتے یا محمد انک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سچا رسول اللہ کا ہے اس کے دل آپ کا شہر جاتا اور جب قطع وحی کو طویل ہوتا اور اسی طرح پھر ہوتا تو جبریل اور اسی کے شکستے تو یہ اختیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے خبر دینے والی اصل ہیں اس معاملہ میں کہ شاخ شہر مدینہ اور طابون کے لیے خلوت پسندی اس واسطے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے لیے خلوت خالص ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ وہ باتیں کنشود کرتا کہ جو اسکی مانوس خلوت میں ہوں یہ کہ یا معاوضہ اللہ کی طرف سے اُن کے لیے ان چیزوں کا ہے جو انھوں نے اللہ کے واسطے چھوڑ دیں بعد ازاں قوم کی خلوت سے ستمی اور چلہ اور اُسکے تکیلہ کا اثر ظاہر ہو کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی بشارتوں کے ببادی اور اُسکے ظایاے منیہ ظاہر ہوں

## ستا نیسوان باب فتوح اربعین کے بیان میں

اور ہرگز نینہ طریق خلوت اور اربعین میں ایک قوم نے غلطی کی ہر اور کلمات کو ان کی  
 سے تحریف اور تبدیل کر دیا اور شیطان اُن پر داخل ہوا اور غرور و فریفتگی کا دروازہ  
 اُن پر کھول دیا اور خلوت میں بلا اصل مستقیم جو اخلاص کو حق خلوت پہنچاتا ہے  
 داخل ہوئے اور اُن لوگوں نے یہ سُن لیا کہ مشائخ اور صوفیہ کے لیے خلوت میں  
 تحقیر اور اُن کے لیے واقعات ظاہر ہوئے اور مکاشفہ غرائب اور عجائبات کے  
 ساتھ اُن کو ہوا تو اُسکے حاصل کرنے کے لیے یہ لوگ خلوت میں لگے اور یہ شخص  
 اعتدال و ضلال ہر مان صحیح یہ کہ قوم نے خلوت اور وحدت دین کی سلامتی  
 اور نفس کے احوال کی جستجو اور اسد تعالیٰ کے واسطے عمل کرنے کے لیے اختیار کی  
 اپنی عمر والا غلطی سے نفل ہے کہ اُسے کہا ہرگز صاف نہ ہو گا عاقل کے لیے انجام  
 مگر یہ کہ اُن باتوں کو مضبوط کر لے جو اسپر و جب ہیں۔ یعنی حال اولیٰ کی اصلاح  
 اور اُن مقامات کی اصلاح کہ اُن کی معرفت سنا اور سنا خواہ زیادہ ہو یا ناقص  
 ہوا ہو تو اسپر و جب ہے کہ خلوت کے موضع تلاش کرتے تاکہ اُسکے معارض کو  
 کوئی مشائخ نویس اگر معارض ہو تو وہ جو چاہتا ہے وہ بگڑ جائیگا۔ ابابہ غزالی  
 سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں جو خلوت کو عجز پر ترجیح دے تو سنا اور سنا کہ وہ  
 تمام از کار ہے بجز ذکر اسی غرض و حل کے خالی ہو اور جمیع مہمات سے بجز خدا اپنے  
 رب کے خالی ہو اور نفس جو تمام اسباب میں مطالبہ کرتا ہے اُس سے خالی  
 ہو اگر ان صفات کے ساتھ نہ تو اُسکے فتنہ یا بلا میں اُس کو ڈالے گی۔ ایک  
 شخص ابی بکر و اُن کی زیارت کو آیا اور کہا کہ مجھے وصیت کیسے فرمایا میں نے سنا

دنیا و آخرت کی بھلائی خلوت اور قلت میں اور مان دونوں کی بُرائی کثرت اور كثرة میں پائی تو جو شخص خلوت میں کسی سبب اور بہانہ سے بیٹھا تو شیطان اُس پر داخل ہوا اور ہر طرح کی نافرمانی کو اُس کے لیے فرین اور تار استہ کرتا ہے اور وہ چھوٹے اور دھوکے کی باتوں سے مملو ہو گیا اور سمجھا کہ میرا حال اچھا ہے قنہ اُس قوم میں آن پہونچا جو خلوت میں بدو و شراط خلوت کے داخل ہوئے اور کسی ایک ذکر و ذکر کا سے یہ متوجہ ہوئے اور اپنے نفوس کی ماندگی اور تکان کو گوشہ نشینی کے ساتھ خلوت سے اُٹا مارا اور شغویوں کو جو اس سے باز رکھا جس طرح کہ رہب ترسا اور برہمن اور فلسفہ کا عمل ہے اور جمیع ہمت میں جو وحدت ہے اُس کی صفاء باطن میں شلفا برہمی تاثیر ہے تو جو چیزیں کہ انہیں سے حسن سیاست شرعی اور صدق رضا بقوت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہیں انکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طلب روشن ہو جائے اور دنیا سے کم رغبتی ہوتی ہے اور ذکر میں حلاوت آتی ہے اور جو معاملہ اللہ کے واسطے ہو اُس میں اخلاص ہوتا ہے جیسے نماز اور تلاوت وغیرہ اور جو انہیں سے ایسے ہوں کہ سیاست شرع اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس میں نہ تو اُن سے نفس میں صفائی آتی ہے جس سے علوم ریاضی کے حصول میں مدد حاصل ہوتی ہے کہ انکی طرف تلاسفہ اور دہریہ حدرا ت کو شرمندہ اور خوار کرے متوجہ ہوتے ہیں اور جس قدر کہ اسکی کثرت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے اور جو شخص اسکی طرف متوجہ ہوتا ہے شیطان ان چیزوں کے وسائل سے جو علوم دیا ضنیہ وہ حاصل کرتا ہے یا ان اشیاء سے کہ صدق خاطر وغیرہ سے اُسکو خود دار ہونا اور نظر اُٹا کر رہی پاتا ہے اگر

یہاں تک کہ سب تمام انکی جانب کرتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ مقصود کو پہنچ گیا  
 اور نہیں جانتا کہ یہ فن نصاریٰ اور یہ ہونوں کے لیے فائدہ سے غیر ممنوع ہے اور  
 خلوت سے مقصود نہیں انہیں سے بعضے کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ استقامت  
 سچے چاہتا ہے اور تو کرامت کا طلبگار ہے اور کچھ خرق عادات اور  
 صدق فراست سے صادقین پر کھل جاتا ہے اور اُن کے دینی بات ظاہر ہو جاتی  
 اور کچھ نہیں کھلتی اور اُسکا نہ ہونا اُن کے حال میں اعتراض پیدا نہیں کرتا اگر  
 اعتراض اُن کے حال میں پیدا کرتا ہے تو وہ مرتب اخراج حد استقامت  
 سے ہے پھر جو کچھ صادقین پر انہیں سے کشف ہوتا ہے اُن کے فرید یقین کا  
 سبب ہو جاتا ہے اور صدق مجاہدہ و معاملہ اور دنیا کی بے رغبتی اور اخلاق  
 حمیدہ سے متعلق ہونے کی طرف مائل کرتا ہے اور جو کچھ اسمین سے اس شخص پر  
 کشف ہوتا ہے جو سیاست شرع سے خارج ہو سکے واسطے فرید بعد اور  
 غرور اور حماقت کا اور لوگوں سے تکبر اور خلق کے حسب لگانے کا باعث  
 ہوتا ہے اور یہ حالت انکی رہتی ہے حتیٰ کہ اسلام کے سلسلہ کا حلقہ انکی  
 گردن سے نکل جاتا ہے اور وہ حدود و احکام اور ظلال و حرام سے انکار کرتا ہے  
 اور اُسکا گمان ہوتا ہے کہ عبادت سے مقصود اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور متابعت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کر دیتا ہے پھر بعد از ان سو فتنہ رفتہ  
 اس سے بلند اور زہد بنی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم گمراہی سے بے  
 مانتے ہیں اور کھو تو دم کو خیالات پیدا ہوتے ہیں جنکو وہ لوگ وقائع  
 تصور کرنے ہیں اور مشائخ کے وقائع سے اُنکو تفسیر دیتے ہیں

بدون اس کے کہ حقیقت کا جسکے علم ہو تو جو کوئی اسکی تحقیق چاہے تو اسے جان لینا چاہیے کہ ہر آئینہ جب ایک بندہ الگ ہی کا خاص ہو گیا اور اپنی نیت کو اس نے درست کیا اور چالیس دن یا زیادہ خلوت میں بیٹھا تو انہیں سے بعضے وہ ہیں کہ اپنے باطن کو صفائی یقین دیتا ہے اور اپنے قلب سے حجاب کو اٹھاتا ہے اور ایسا ہو جاتا ہے کہ جیسا انہیں سے بعضوں نے کہا ہے دیکھا ہے میرے قلب نے میرے پروردگار کو اور کبھی اس مقام کو ایک دفعہ اس طرح پہنچتا ہے کہ اپنے اوقات کو اعمال صالحہ سے آباد اور غنا و جوارح کو امور ممنوعہ سے باز رکھے اور تقسیم اور بار و وظائف اور عبادت اور ذکر سے اوقات پر کرے اور یکبار اسے حق تعالیٰ اس کے مقام صدق اور قوت استعداد پر بلا کسی عمل کے پہنچا دیتا ہے جو اس سے صاف ہو اور یکبار اس وجہ کو ذکر سے ذکر واحد کے التزام سے پاتا ہے اور اس واسطے کہ وہ ہمیشہ اس ذکر کی تکرار اور ترمیم کرتا ہے اور اسکو کھاتا ہے اور اسکی عبادت پانچوں وقت کی نماز فریضہ اور سنت موکدہ فقط ہوتی ہے اور اس کے تمام اوقات ذکر و عبادت سے خالی نہیں رہتے اس طرح ہے کہ اس کے اندر کوئی فتور نہیں آتا اور وہ اپنے کوئی اسکی طرف سے قصور ہوتا ہے اور برابر ہمیشہ اس ذکر کو ہر تار بال التزام ہے جس سے کہ وضو اور کھانے کے وقت میں بھی اس سے نہیں چھوٹتا۔ اور شلک کی ایک جامع نے ذکر سے کلمہ لا الہ الا اللہ کو قبول کیا ہے اور اس کلمہ کی ایک خاصیت نور باطن اور قصد کی جمعیت دینے میں ہے جب کہ کوئی مخلص صادق اسکی مدد سے کرے اور وہ اس نسبت کے لیے عطیات انہی سے ہے اور انہیں ایک خاصیت اس نسبت کے لیے ہے اس بات میں جسکی روایت

محمد الرحمن بن زید نے کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب مجھے اس  
 امت مرحومہ سے خبر دے فرمایا است محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ہیں علماء گوشہ نشین  
 پارسا بردبار گزیرہ دانا راست کار گویا کہ وہ انبیاء ہیں توڑی عطایہ مجھ سے فصاحت  
 اور توڑی عمل پرین اُسے خوش ہون اور لا الہ الا اللہ کے ساتھ ہیں انگوشت میں  
 داخل کرونگا اے عیسیٰ وہ اکثر بہشت کے رہتے والے ہیں سو بیشک کسی قوم کی بزر  
 زبان ہے لا الہ الا اللہ کی اطاعت نہیں کی عیسیٰ کہ انکی زبانوں نے کی اور نہ قوم کی  
 گردنیں ہرگز سجدہ میں جھکیں عیسیٰ کہ انکی گردنیں جھکیں اور عبد اللہ بن عمر بن عباس  
 رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا ہر آئینہ یہ آیت تو ریت میں لکھی ہوئی ہے یا ایہا  
 البنی ارسلناک مشاہد و نبیر و خیر المرسلین و کثر الامیین انت عبدی  
 و رسولی سمیتک التوکل لیس لفظ ولا غلیظ ولا صخاب فی الاسواق ولا یجری باسیسیتہ  
 اسیرہ و لکن یفوقہ و یفصح و لن یضنہ حتی تقام بہ الملتہ المعرفۃ بان یقولوا لا الہ الا اللہ و  
 یفتخوا عینا عیما و اذانہما و قلوبا علقا یعنی اے نبی ہم نے تجھے عیجا اے شہادت اور شہادت  
 دینے والا اور ڈرانے والا مومنوں کے لیے پناہ اور نافرمانوں کو گون کے لیے خزانہ تو  
 میرا بندہ ہے اور تو میرا رسول ہے نام تیرا میں نے متوکل رکھا جو نہ دل اور بات کا سخت  
 اور کڑی اور نہ باناروں میں خستہ چلائے والا ہے اور نہ جبرائی کا بد لا بُرائی  
 سے کرتا ہے الا یہ کہ وہ منافق اور دکر کرنا ہے اور میں اسکی روح قبض نہ کرونگا  
 جب تک کہ اُسکے سبب ٹیڑھی لست سیدھی نہ ہو جاے اس طرح کہ کہیں  
 وہ لا الہ الا اللہ و کہوین زندہ ہے انکین اور بہرے کان اور جو غلاف میں لست  
 ہوئے دل میں پھر جانیہ خلوت میں بندہ اس کلمہ کو واقعت دل سے کہے

ساتھ اپنی زبان پر بار بار لاتا رہے یہاں تک کہ کلمہ قلب میں جڑ پکڑتا اور حدیث نفس کو دور کر دے کہ اس کے نئی قلب میں حدیث نفس کے قائم مقام ہو جاتے ہیں پھر جب کہ کلمہ غائب ہو گیا اور زبان پر آسان ہو تو قلب اس کو گھینچتا اور پی جاتا ہے پھر اگر زبان چپ رہی تو قلب نہیں چپ رہتا پھر وہ کلمہ قلب میں جو ہرن جاتا رہا اور اس کے جو ہرن جانے سے دل میں نور یقین قرار پکڑ لیتا ہے حتیٰ کہ جب دل روز قلب سے صورت کلمہ دور ہو جاتی ہے تو اس کا نور جو ہر ہو کر رہ جاتا ہے اور ذکر کلمت مذکور یعنی حق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ لیتا رہا اور اس وقت ذکر ذرات ہو جاتا رہا اور یہی ذکر شاہد اور مکاشفہ اور معائنہ ہے یعنی ذکر ذرات کا نور ذکر کے جو ہر ہونے سے اور یہ خلوت سے اعلیٰ درجہ کا مقصد ہے اور یہ بھی خلوت سے حاصل ہوتا ہے نہ کلمہ کے ذکر سے بلکہ تلاوت قرآن مجید سے جب کثرت سے تلاوت کرے اور زبان ساتھ قلب کی موافقت میں جدوجہد ہو یہاں تک کہ تلاوت زبان پر جاری ہو جائے اور کلام کے معنی حدیث نفس کے قائم مقام ہو جائے اور اس وقت بندہ کو تلاوت و نماز میں سہولت پیدا ہوتی ہے اور اس سہولت سے تلاوت اور نماز میں باطن روشن اور نورانی ہو جاتا ہے اور قلب میں نور کلام کا جو ہرن جاتا ہے اور اسی سے ذکر ذرات بھی ہوتا ہے اور قلب میں نور کلام جمع ہوتا ہے جس کے ساتھ کلام کو زیادہ پاک کی ترنگی نظر آتی ہے اور اس عطیہ کے سوا علوم الہامی لدنی بندہ پر آسوتے ہوئے ہیں اور اس قدر حقیقت ذکر اور تلاوت پر بندہ کے پہنچنے تک جب کہ اس کا باطن صاف ہو جاتا ہے وہ کبھی کمال انس اور تلاوت ذکر کے ذکر میں گم ہو جاتا ہے حتیٰ کہ وہ ذکر میں غائب ہونے کے اندر رونے والے ہیں

ملجا تاہی اور گویا سوتاہی اور کچھ حقائق اسکو خیال کے پیرایہ میں جلوہ گر ہوتے ہیں  
 جس طرح کسی نے خواب میں دیکھا کہ اسنے ایک سانپ مارا تو اسکو بغیر دینے والا  
 کتاہی کہ تو دشمن پر تعجب ہو گا پھر اسنے دشمن پر فتح پائی اور وہ کشتہ ہو چکا  
 حق تعالیٰ نے مکاشفہ کر دیا اور یہ فتح روح مجردہ کے خواب کے فرشتہ نے اسکے لیے  
 ایک بدن اس روح کے لیے سانپ کے خیال سے ڈھال دیا تو روح جو کشتہ  
 ظفر ہی حق کا خدیناہی اور خیال جو بدن کے مانند ہی ایک صورت خیالی ہی جو خواب  
 دیکھنے والے کے نفس پر سمجھائی اسوجہ سے کہ میداری میں قوت دہی اور خیالی  
 باہم ملی ہوئی ہیں پس کشتہ ظفر کی روح سانپ کے بدن خیالی سے مرکب  
 ہو جاتی ہی اسواسنے تعبیر کی حاجت نہیں اسواسنے کہ اگر کشتہ اس حقیقت کا  
 ہوتا جو روح ظفر کی ہی تعبیر اس صورت خیالی کی جو بدن کے مانند ہو تو خیالی  
 تعبیر کی نہوتی اور ظفر کوئی دیکھنا اور ظفر صحیح ہوتی اور کچھ سوچنے کے وہم و  
 خیال کے اشتعال سے خواب میں بغیر ظفر کے خیال مجردہ خالی ہوتاہی اس  
 وقت وہ خواب پریشان ہوتاہی تب وقت غنائی و ظلام کشمیر میں اور اسکی تعبیر  
 نہیں ہوتی اور غائب قوت نہ سمجھتا کہ وہ ایک خیالی ہی ہوتاہی جو اسکی  
 سے بدون اس بات کے کہ وہ کسی حقیقت کا ظرف ہو یہ ہوتاہی تو اسپر کوئی  
 بنائین رکھی جاتی اور اسکی طرف توجہ ہوتی تو اس پر وقت نہیں ہوتا اور وہ  
 فقط خیال ہی اور یہ گواہ کہ ایک بچہ آدمی اسد قافلہ کے درمیان غائب ہو گیا پھر  
 نکاس کہ محسوس بھی وہ غائب ہو گیا اس میں کہ اگر کوئی آدمی اسنے پاس  
 جانے تو اسکو خبر اسکی نہیں اسوجہ سے کہ وہ نہ کہنے اور نہ اسے جانے



ابتداء اُس کے نفس سے مثال اور خیال پیدا ہوتا ہے زمین روح کشف کی چوکی جاتی ہے  
 پھر جبکہ وہ اپنی غیبیت سے عود کرتا اور اُسکو افاقہ ہوتا ہے تو یہ ہوتا ہے کہ اُسکی تفسیر  
 اُسکے باطن سے آتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عطا ہے اور یا اُسکی شارح  
 شیخ اُسکا ہے جس طرح کوئی معتبر خواب کی تفسیر کہتا ہے اور یہ واقعہ ہوتا ہے سو اسطیلکہ وہ  
 ایک حقیقت کا کشف مثال کے لباس میں ہوا اور صحت واقعہ کی شرط اولاً ذکر میں  
 حلو میں ہے دوسرے ذکر میں اُسکا مستغرق ہوتا ہے اور اُسکی علامت یہ ہے کہ دنیا کے  
 سبب رغبتی اور تقویٰ کی ملازمت ہو سو اسطیلکہ اللہ تعالیٰ نے واقعہ میں اُسکو امر  
 کشوف کا سبب مورد حکمت بنایا ہے اور حکمت زہد اور تقویٰ کا حکم کرتی ہے اور کہہ دے کہ  
 اُسکے لیے حقائق مجرد الباس مثال کے ہوتے ہیں اور کشف اور خبر دنیا میں جانب  
 اللہ تعالیٰ اُسکے لیے ہے اور یہ کہہ دیکھنے سے ہوتا ہے اور کہہ سونے سے اور وہ کہہ  
 اپنے باطن سے سنتا ہے اور کہہ وہ وہ اسے کرتا ہے نہ اُسکے باطن سے جیسے طاقت  
 کہ وہ فرشتہ قیب مشہور ہے کہ اس سے وہ ایک اور کو جبکہ اسید اگرنا اللہ تعالیٰ اُسکے  
 یا غیر کے لیے چاہتا ہے جان لیتا ہے پس اللہ کا خبر اُسکو دینا اُسکے ساتھ اُسکے  
 یقین زیادہ ہونے کا ہوتا ہے یا خوب میں ایک شے کی حقیقت کو دیکھتا ہے بعض  
 صرف سے نقل ہے کہ اُسکے لیے شربت ایک پیما میں لایا تھا اور اُسے اپنے  
 ہاتھ سے اُسے رکھ دیا اور کہا ہر غینہ عالم میں ایک حادثہ پیدا ہوا اور میں اُسکو  
 دیکھا تب تک کہ جان لوں کہ وہ کیا ہے پھر شہر کشف ہوا کہ ایک قوم مکہ میں نفل  
 ہوتی اور ان میں نفل کیا اور یا سلیمان خود میں سے حکایت ہے کہ کہا ایک  
 دن میں سوہر ایک گدھے پر تھا اور اُسے ایک مکھی ستا رہی تھی اور

اور اپنے سر کو نیچے کی طرف جھکا تا تھا تو میں اُس کے سر پر لکڑی جو میرے ہاتھ میں تھی  
 مارتا تھا پھر گدھے نے اپنا سر میری طرف اٹھایا اور کہا مار کہ تو اپنے سر پر مارتا ہے  
 اُس نے بوجھا کہا کہ اے اباسلیمان یہ تیرا قہر یا اُسکو تو نے سُنا ہے کہا میں نے اس  
 سُنا ہے علی کہ تم نے مجھ سے سُنا۔ اور حکایت ہے احمد بن عطار در ذباری سے کہا  
 مجھے طہارت کے احکامات اختیار تھے تو ایک رات استنجا کرتا رہتا تھا کہ  
 ایک تھائی گزر گئی اور میرا دل خوش ہوا اور وحی میرا گھٹا پھر میں رویا اور کہا میں  
 اب اللہ العفو تو ایک اور سنی اور کسی کو نہ دیکھا وہ کہتا تھا اے اباعبد اللہ عفو علم  
 میں ہے۔ اور کہو اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر آیات اور کرات کا کشف اُسکی تربیت اور  
 تقویت یقین اور ایمان کے لیے کرتا ہے۔ روایت ہے کہ جعفر طوسی رحمہ اللہ کے  
 پاس ایک قیمتی نگینہ تھا اور وہ ایک دن کشتی میں دجلہ پر سوار تھا تو اُسے ارادہ  
 کیا کہ ملاح کو پیسہ دے اور کپڑا کھولا تو نگینہ دجلہ ندی میں گریڑا اور اُس کے پاس  
 ایک دعا مجرب کھوئی خبر کی تھی اور اُس کے ساتھ دعا کیا کرتے پس نگینہ کو درویش کے  
 درمیان پایا جنکو وہ اُلٹ رہے تھے اور دعا یہ کہے یا جامع الناس لیوم لا یخسر  
 فیہ اجمع علیہ فمالی۔ اور میں نے اپنے شیخ سے ہمدان میں سُنا ہے کہ ایک شخص کی  
 حکایت اُس کے سامنے کی گئی کہ بعض غلو ت میں اُسپر کشف ہوا کہ لو کہ اسکا کھجور  
 میں تھا قریب ہے کہ وہ کشتی سے پانی میں گر پڑے کہا میں نے اس سے جھڑکا اور وہ  
 ننگرا اور شیخ شخص ہمدان کے نواح میں تھا اور بیٹا اسکا کھجور میں تھا پھر جب  
 وہ لوکا ریا تو اُسے خبر دی کہ میں پانی میں گر پڑا ہوا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے  
 مدینہ میں منبر پر یا ساریہ ابجمل کہا اور شکر نماؤند میں تھابت شکر سے

اگر پہاڑ کی طرف بکری اور دشمن پر فتح پائی تب لشکر کے کہا گیا کیونکہ تم نے یہ جانا تو  
 کہا ہم نے عجم کی آواز سنی اور وہ کہتے تھے یا ساریہ اچھل۔ ابن سالم کا قول تھا کہ  
 ایمان کے چار رکن ہیں ایک رکن ایمان بالقدرۃ ہے اور ایک رکن ایمان بالحکمت اور  
 ایک رکن قوت و طاقت ہے بری ہونا اور ایک رکن الصدق و جل سے سب  
 چیزوں میں مدد مانگنا سو اس سے سوال کیا گیا کہ ایمان بالقدرت کے معنی کیا  
 ہیں تو جواب دیا کہ وہ یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اور انکارت کرو اس بات سے کہ  
 ایک بندہ اللہ کا مشرق میں دہنی کروٹ سوتا ہو اور اللہ کی عنایت اور رحم  
 سے یہ ہو کہ اسکو قوت ایسی بخشی کہ وہ دہنی کروٹ سے جواب میں کروٹ لے تو وہ  
 مغرب میں ہو تم اس کے جواب کا اور اس کے ہونے کا ایمان رکھو۔ اور مجھ سے ایک  
 فقیر کی حکایت کی گئی کہ وہ کہہ میں تھا اور ایک شخص بغداد میں تھا جس کے موت کی  
 خبر مشہور ہوئی کہ وہ مر گیا پس اللہ تعالیٰ نے اسکو مکاشفہ ایک آدمی کے ساتھ اس  
 حال میں کہ سوا تھا کرایا کہ وہ بغداد کی بازار میں چلتا پھرتا ہے تو فقیر نے جس کے دستوں  
 کو بزدلی کہ وہ نہیں مرے اور ایسا ہی قبا پران تک کہ مجھ سے اس شخص نے ذکر کیا  
 کہ میرا بیٹہ وہ اس حالت میں کہ مکاشفہ شخص کا سوار کی حالت میں کیا گیا کہ  
 میں نے اسے بازار میں دیکھا اور میں اپنے گاتوں کے نواری کی تہور سے کی آواز بلند  
 کی پھر میں سنتا تھا اور یہ سب موجب اور عطیات اتی ہیں اور کچھ ایک قوم  
 کو ان وقت بات کا مکاشفہ کرایا جاتا ہے اور یہ مرتبہ عطا ہوتا ہے اور کچھ لوگوں  
 سے بڑھ کر وہ شخص ہوتا ہے جسکو ان کیفیت اور کرامات سے کچھ بھی حاصل نہیں  
 ہوتا اور اس کے کہ یہ سب تقویت یقین کے اسباب ہیں اور جو شخص کہ اسکو

یقین پھر عطا کیا گیا اسکو حاجت ان چیزوں سے کسی چیز کی نہیں ہو پس یہ  
کل جتنے کہ آیات فروز اس سے ہیں جسکا ہم نے ذکر کیا کہ قلب میں ذکر جو ہر  
ہن جاتا اور پڑھ لیتا ہو اور ذکر ذات کا موجود ہونا ہو اسواسطے کہ اس ملک  
میں مریدوں کی تقویت اور سالکوں کی تربیت ہو تاکہ انکو زیادہ یقین ہو  
ہو جسکے سبب وہ لوگ نفس کی جنگ جوئی اور لذت دنیا کی فراوانی کرنے  
کی طرف منجذب ہوں اور اسکے سبب انکا غم آمیدہ اُسے قربات کے  
ساتھ اوقات کی تبادلی کے لیے رہا نہ ہو پس اُس سے یہ لوگ خوش ہوں  
اور رفتہ رفتہ اُس شخص کے طریق پر چلیں جو اس سے یقین صرف کے ساتھ  
سکا شفیع کیا گیا اسوجہ سے کہ نفس اسکا سریع الاجابت اور پل الانقاد  
اور کامل استعدادی اور اولین کے لیے اُسے وہ چیزیں نرم ہو گئیں جو سخت  
نہ تھیں اور جو باتیں پوشیدہ تھیں وہ مکشوف ہوئیں اور کچھ اسکی صورتیں  
ترسائوں اور ترہنوں سے جو بے نیل مدی پر نہیں چلتے اور ملک کے طریق پر  
جاستے ہیں روکی اور باز رکھی نہیں جاتیں تاکہ یہ معاملہ اُنکے حق میں گراور  
استدراج ہو جائے اور اپنے حال کو مستحسن جانیں اور دوری اور راندگی  
کے قرار گاہ میں ٹھہرے رہیں اس غرض سے کہ وہ اسیر بانی رہیں اُس حالت  
میں کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہو کہ وہ زندہ ہوں اور گمراہ اور بلائی و دباہی  
بتلا رہیں اور سالک ٹھوڑی بات جو اُسکے لیے حاصل ہو جائے اُسپر فریفتہ  
ہوں اور سمجھتے کہ اگر وہ پانی پر چلے اور ہوا میں اڑے تو یہ اسکو مانع نہیں ہے  
کہ حق تقوت اور زہد کو ادا نہ کرے مگر جو شخص کہ ایک خیال میں اُلجا

یا غلط پر قناعت کی اور خلوت کی بنیاد کو اطلاع سے مستحکم نہ کیا وہ مکر سے خلوت میں  
 جانا ہی اور غور سے نکلتا ہی پھر وہ عبادت کو ترک کرنا اور انکو چھوڑ چھوڑا اور  
 اللہ تعالیٰ سوال کی نسبت اس سے طلب کیا اور اس کے دل سے شریعت کی  
 و ہرشت جاتی رہتی رہا اور ذرا وقت میں پہنچتا ہی پس ہر صدق کو جان  
 لینا چاہیے کہ خلوت سے مقصد و غرض ہی تعالیٰ کی طرف ہے نہ کہ اوقات کی تاب  
 حسنہ سے آباد اور غنا و جوارح کو کہ وہاں سے باز رہے ارباب خلوت کی قوم  
 کے لیے اور انکی مدد و مست اور تقسیم اسکی اوقات پر لائق ہی اور ایک قوم کو ذکر  
 واحد یعنی فقط ایک ذکر کا انہیں مناسب ہی اور ایک قوم کے لیے مراقبہ کی  
 ہمیشگی اور ایک گروہ کے لیے ذکر سے اور دو وظائف کی طرف نقل کرنا اور  
 ایک گروہ کے واسطے دو وظائف سے ذکر کی طرف جانا اور اس کے مقدار کی  
 معرفت شیخ کی صحبت اسکو سکھلاتی ہی جو نوعیت اور اختلاف اوضاع پر  
 مطلع ہو کہ وہ امت کا غیر خواہ اور اس گروہ کا مہربان ہو مرید کو اس کے واسطے  
 چاہتا ہی نہ اپنے نفس کے لیے آزاد ہو اسے نفس سے دوست ہی استتباع  
 اور جو شخص محب استتباع کا ہو اور ایسا شخص اصلاح زیادہ کرے امور  
 انسا دوس سے کمتر ہوتے ہیں

اٹھائیسواں باب اربعین میں داخل ہونے کے بیان میں  
 روایت ہے کہ جب داؤد علیہ السلام خطا میں مبتلا ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے  
 لیے چالیس رات اور دن سجدہ میں گرے رہے یہاں تک کہ اس کے پروردگار  
 کی طرف سے مغافی اور غفرت آئی اور تیرائینہ بات ثابت ہو چکی ہی کہ تنہائی

اور گوشہ نشینی اصل امر اور دستاویز اہل صدق کی ہے جو خوشی و غمات اسپر شمر رہے تو مصلیٰ تمام عمر خلوت ہو اور اسکا دین درست اور خفیہ ہر عیب و زلفت سے ہی بچا کر یہ بات اسکو پیش نہوا اور وہ پہلے اپنے نفس و بھراہل و اولاد میں بچسا ہوا ہو تو چاہیے کہ اسکے نفس کے لیے اس سے ایک حصہ ہو۔ سیفان تو برہی سے منقول ہے اس روایت میں جو احمد بن حنبل نے خالد بن زید رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ کہا یہ کہا جاتا تھا کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس روز اخلاص بجا نہ لایا مگر یہ کہ اللہ بجا نہ نے حکمت کو اس کے دل میں جمایا اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا رغب کر دیا اور دنیا کے مرض اور درد کو دکھا دیا پس بندہ اپنے نفس سے برس دن میں ایک دفعہ قہر اسکا کرتا ہے اور مرید طالب جب خلوت میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو ایمان سب سے کامل یہ امر ہے کہ دنیا سے تھجروا و خالی ہو اور جن چیزوں کا وہ مالک ہے انکو خارج اور دفعہ کرے اور غسل کامل کرے جب کہ پوشاک اور جانمازی احتیاط پاکیزگی اور طہارت سے کر لی ہو اور دو رکعت نماز پڑھے اور گرہ اور عارضی اور فزونی اور شوع سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور باطن و ظاہر کو یکساں بنائے اور زنا و فحش اور حسد و کینہ و خیانت میں نہ پئے پھر اپنی خلوت کی بجا نہ سے ایمان سے بچ کر نماز و دعا اور اجتماع کے دوسرے کام کے لیے نہ نکلے سوائے کہ نماز جماعت کا خیال چھوڑ دینا غلطی اور خطا ہے اور اگر باہر نکلنے میں تفرقہ پائے تو ایک شخص اس کے لیے ایسا ہو جو اس کے ساتھ خلوت میں نماز اور کھانا اور کھانا روز نہیں ہے کہ اکیلے نماز پڑھے پھر نہ ہی ہو کہ جماعت کے ترک میں اسپر فتوان کا خوف ہو اور ہم نے دکھا ہے کہ بعض لوگوں کی عقل خلوت

میں خوش ہو گئی اور شاید کہ یہ بات جماعت کی نماز چھوڑنے پر اصرار کی خواہش سے  
 ہو سوسا کے سر اٹھ رہی ہو کہ اپنی خلوت سے نماز جماعت کے لیے باہر آئے درمیانیکہ  
 وہ اتر آئے ایسا کہ ذکر میں اُسکے فتور نہیں آتا اور جو دیکھے کثرت سے نگاہ اُسکی  
 طرف نہ دوڑے اور جو سنے اُسکی جماعت نہ کرے اس واسطے کہ قوت حافظہ اور  
 تخیلہ ایک لوح کے مثل ہو جسمیں ہر ایک چیز دیکھی اور سنی ہوئی نقش بکرتی ہو  
 تو اس سے وسوسا اور حدیث نفس اور غلط زیادہ بڑھتا ہو اور اس بات  
 کی کوشش کرے کہ جماعت میں ایسے پہنچے کہ امام کے ساتھ تکبیر تحریم میں  
 شریک ہو پھر جب امام سلام پھیرے اور وہاں سے الٹا پھرے تو یہ اپنی خلوت  
 کو چلا آوے اور اپنے باہر آئے میں اس بات سے پرہیز کرے کہ لوگ اُسکی طرف  
 مٹورین اور خلوت میں اُسکے بیٹھنے کو جائیں اس واسطے کہ کہا گیا ہے اللہ کے  
 نزدیک منزلت کی قطع مت رکھو جب کہ تو لوگوں کے سامنے اپنی منزلت چاہتا ہو  
 اور ایک اصل یہ ہے جس سے بہت اعمال فاسد اور تباہ ہو جاتے ہیں جب کہ  
 حسین کوئی نر و گدازت کرے اور بیت احوال اُس سے سدھ جاتے ہیں جبکہ  
 کوئی اُسکا اعتبار و پاس خاطر رکھے اور خلوت میں اپنے وقت کو اللہ کے لیے  
 ایک چیز ہی ہوتی ہے کہ اُن فعلوں کی مدد و ست سے جو اُسکی رضا کے ہوں  
 آفات یا فوکر یا نماز یا مراقبہ اور جیسا کسی وقت ان اقسام سے نکان ہو تو  
 سوچے پس اگر یہ ہے تو توڑی توڑی شمار کرتوں کی یا تلاوت اور ذکر کی  
 تفریق کرے فوراً اگر چاہے کہ حکم وقت کے ساتھ رہے تو ان اقسام سے جو قسم  
 اُسکے دل پر لگی اور زبان معلوم ہو اس پر اٹھا داور تھوڑا دکرے اور جب

اس سے مستی معلوم ہو سوا ہے اور جو چاہے کہ ایک سجدہ یا ایک رکوع یا ایک دو رکعت میں ایک ساعت یا دو ساعت ٹھہرا رہے تو ایسا ہی کرے اور خلوت میں ہمیشہ با وضو رہنے کا التزام کرے اور سوتے نہیں جب تک کہ نیند کا غلبہ نہ ہو بعد اسکے کہ نیند کو کئی بار اپنے سے ٹال دیا ہو اور یہ شغل اس کا رہے دن رہے اور جب کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذکر ہو اور نفس زبان سے ذکر کرتے کرتے تنک جاے تو اسے دل سے کہے بدو ان اسکے کہ زبان کو جنبش ہو اور سہل رہے بعد اندھے کہا ہے جب تو لا الہ الا اللہ کہے تو کلمہ کو کھینچے اور قدم حق کی حرکت نظر کر پھر اسکو نایاب کر اور اسکے ماسوا کو باطل اور چاہیے کہ جانے ہر شے اور خیر کے مانند جو حلقہ خلق کو پاتا ہے تو فعل رضا کے ساتھ لزوم دہی پر رہے اور جو شخص اربعین اور خلوت میں بیٹھے تو بہتر ہے کہ روٹی اور نمک پر قناعت کرے اور ہر رات ایک رطل بغدادی عشاء آخر کے بعد کھائے در رطل کا وزن قریب آدھ سیر کے بارہ اوقیہ اور اوقیہ چالیس درم پس رطل چار سو اسی درم کا ہے اور درم کا وزن اٹھائیس جو کے برابر ہے اور اس درم شرعی کی سات شقال کے حساب سے رطل تین سو چھتیس شقال کے برابر ہے اور اگر اسکو نصفاً نصف تقسیم کرے تو اول شب نصف رطل اور آخر شب نصف رطل کھائے کہ یہ سجدہ کے لیے سبک اور قیام شب اور اسکے ذکر اور نماز سے زندہ رکھنے کے لیے زندہ معین اور مددگار ہے اور اگر چاہے کہ سحری تک آخر افطار کرے تو اختیار ہے اور ناکر نان خورش یعنی سالن بخون لگاؤں بغیر صبر آئے تو اسے کھائے اور اگر وہ ایسی چیز ہے



جور وئی کے قائم مقام ہو تو اس کے موافق روئی میں سے کم کر دے اور اگر اس مقدار سے بھی قلت کرنی چاہے تو ہر رات ایک لقمہ سے کم لکھائے اس طرح سے کہ اس کی قلت عشرہ آخرین اربعین سے آدھے رطل تک پہنچے اور اگر قوی ہو تو نفس کو قانع اول اربعین سے آدھے رطل پر کرے اور ہر رات تھوڑا تھوڑا لکھائے یہاں تک کہ فطاری اس کی عشرہ آخرین جو تھائی رطل کو پہنچے اور شامخ صوفیہ کا اتفاق ہو کہ کہ بنائے اور کی چار چیزوں پر کم کھانا اور کم سونا اور کم بولنا اور لوگوں سے گوشہ میں رہنا اور جو کئے دو وقت بنائے ہیں ایک ان دونوں میں جو تیس ساعت کا آخری تو ایک رطل سے دو ساعت بھی ایک اوقیہ بیکار کھانے کا ہے کہ اس کو بعد نماز عشاء کھائے یا اس کو دو دفعہ کے کھانے میں تقسیم کرے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور پورا وقت بہتر ساعت کے شروع پر ہی پس و در رات طر اور تیسری رات فطاری اور ہر ایک دن رات کے لیے رطل کا ایک تہائی ہو گا اور ان دونوں وقتوں کے درمیان ایک وقت ہو اور وہ یہ ہے کہ ہر دور رات سے ایک رات کو فطار کرے اور ہر ایک دن رات کے لیے نصف رطل ہو اور یہ سزاوار ہے کہ عمل میں آئے جب یہ کوئی تصکاوٹ اور تنگ دلی آپس اور انقباض و انقباض دلی ذکر میں نہ پیدا کرے اور جبکہ انہیں سے کچھ بھی پائے تو چاہیے کہ ہر رات فطار کرے اور ایک رطل دو وقت میں یا ایک ہی وقت میں تناول کرے پس نفس جبکہ ایک رات کو دور رات سے فطار کرنا شروع کرے اور پھر ہر ایک رات کا فطار چاہے تو قناعت کرے اور اگر ہر رات کے فطار سے سہولت کی جائے رطل پر قناعت نہ کرے اور ناخوش اور دل خواہ چیزیں نہیں طلب کرے اور اسی پر قیاس کر لو پس اگر کلاچ دیا جائے تو وہ لپٹائے اور اگر قناعت

کرایا جائے تو قناعت کرے۔ اور بعض صوفی ہر رات کو گھٹائے تھے حتیٰ کہ نفس کو  
 بہت ہی کم قوت پر لا کر رکھا اور صاحبین سے بعض ایسے تھے جو غذا حیوان کی  
 گٹھلیوں سے وزن اور ہر رات ایک گٹھلی برابر کم کرتے اور بعض انہیں سے غذا گیلی  
 لکڑی سے وزن کرتے اور خشکی کے بقدر ہر رات گٹھنا دیتے اور بعض ہر شب روٹی  
 کے ساتوین حصہ کی ایک چوٹائی کھاتے کہ اٹھائیسواں حصہ یہاں تک کہ ایک  
 روٹی مہینے میں کم ہو جاتی اور بعض انہیں ایسے تھے کہ کھانے میں تاخیر کرتے  
 اور تعلیل غذا عمل نکر تے مگر اسکی تاخیر میں رفتہ رفتہ عمل کرتے تھے کہ ایک شب  
 دوسری شب میں دراتے اور ایک گروہ نے یہ عمل تحقیق کیا ہر کہ انکا ٹر اور  
 بھوکا رکھنا اپنے کو سات دن اور دس دن اور پندرہ دن اور چالیس دن تک  
 پہنچ گیا ہر اور ہر آئینہ سہل بن عبد اللہ سے کہا گیا کہ یہ شخص جو چالیس دن  
 اور اس سے زیادہ دن کے بعد کھاتا ہر تو اسکی بھوک کی سورش اس سے  
 کہاں چلی جاتی ہر کہا اسکو نو سجھا دیتا ہر اور بعض صاحبین سے اسکا سوال  
 کیا گیا تو بھر سے یہ کلام ذکر کیا گیا ایسی عبادت کے ساتھ کہ وہ اس بات پر  
 دلالت کرتی تھی کہ وہ شخص ایک فرحت اپنے پروردگار سے پاتا ہر جسکے ساتھ  
 آتش کہ سبکی منطفی ہو جاتی ہر اور یہ بات خلقت میں موجود ہر کہ ایک آدمی  
 میں فرحت آتی ہر اور وہ بھوکا تھا تو اس سے بھوک جاتی رہتی ہر اور ایسا ہی  
 خوف کی راہ میں یہ بات ہو جاتی ہر اور جسے یہ کام کیا اور اپنے نفس کو ان  
 اقسام سے جہکا ہم نے ذکر کیا کسی میں کہا دیا تو یہ امر اسکے عقل کے نقصان  
 اور اس کے جسم کے اضطراب میں اثر نہیں کرتا جب کہ وہ صدق اور

اخلاص کی حمایت میں ہوتا ہے البتہ یہ بات اور دوم ذکر اس شخص کے لئے خوف کا باعث ہے جسے اللہ تعالیٰ کے واسطے اخلاص حاصل نہیں کیا۔ اور ہر آئینہ کہا گیا ہے کہ بھوک کی حد یہ ہے کہ بھوکا روٹی وغیرہ میں جو کھانے کی ضرورت نہیں تمیز نہ کرے اور جب نفس ہائے روٹی کی تمیز میں کی تو وہ بھوکا نہیں ہے اور یہ بات کچھ تین دن بعد دو معدوں کے آخرین پانی جاتی ہے اور یہ صدیقوں کی بھوک ہے اور اس وقت غذا کا طلب کرنا اس ضرورت سے ہوتا ہے کہ بدن بنا رہے اور فراغی بندگی کے قائم رہیں اور یہ ضرورت اس شخص کے لیے ہے جو تہجد تک تقییل غذا میں اجتہاد نہ کرے مگر جس نے کہ اس میں اپنے نفس کو کھسا دیا تو وہ اس سے زیادہ پرچالیں روز تک صبر کرنا ہو جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ بھوک کی حد یہ ہے کہ وہ بھوکے اور جب اس کے بھوک پر لکھیں بیٹھے تو یہ اسپر دلیل ہے کہ معدہ اس کا چکنا چکی سے خالی ہے اور اس کے بھوک میں ایسی صفائی ہے جیسے کہ پانی میں کہ گھسی اسکا اردہ نہیں کہتی۔ روایت ہے کہ شیخان ثوری اور ابیہم بن ادیم رضی اللہ عنہما تین تین دن بھوکے رہتے اور ابویکسودیق رضی اللہ عنہ چھ دن تک بھوکے رہتے اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سات دن بھوکے رہتے۔ اور ہمارے داد احمد بن عبد اللہ مشہور عمرویہ رحمہ اللہ کا حال مشہور ہے اور وہ احمد بن سودی ثوری کے بارے میں کہ وہ چالیس روز تک بھوکے رہتے اور اس معاملہ میں اجتہاد چھ کا چھ ہمارے کالوں تک پہنچا ہے کہ ایک شخص خواجه کا نام ہے نے پایا اور اسے کھو گیا نہیں اور میں نے یہاں تا ہر حال یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کو ایک اور دم کھاتا

اور ہم نے نہیں سنا کہ اس امین کوئی شخص طر اور تدریج کو اس عذر تک پہنچا ہو  
اور ابتداء میں اسکی حالت جیسا کہ منقول ہے یہ تھی کہ وہ غذا کو لکڑی کے ٹکڑے لانے  
سے گستاخا تھا پھر وہ بھوکا رہتا حتیٰ کہ چالیس دن میں ایک بار آہ تک اسکی نوبت  
آگئی پھر وہ راہ بھی ایک جماعت صادقین کی ملتے ہیں اور کچھ راہ غیر صادق  
سے ملتے ہیں اسی سبب سے کہ ہوسا اُنکے باطن میں خوشیدہ ہے کہ وہ مذاکے  
ترک انہر آسان کر دیتی ہے جب کہ اسکو خلاق کے بغور دیکھنے کی طلب ہوتی ہے  
اور یہ عین نفاق ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم اس سے پناہ مانگتے ہیں اور صادق  
اکثر اوقات طر تا دہر ہوتا ہے جب اسکے حال سے کوئی واقف نہ ہو اور اکثر اوقات  
اس معاملہ میں خیریت اسکی ضعیف ہو جاتی ہے جب کہ اسکے طر سے لوگ  
واقف ہو جائیں اسواسطے کہ صدق اسکا طر میں اور نظر اسکی اس اسد کی  
طرف جسکے لیے وہ بھوکا رہتا ہے طر کو انہر آسان کر دیتی ہے پس جب کسی کو  
اسکا علم ہوا تو اس میں خیریت اسکی ضعیف ہو جاتی ہے اور یہ صادق کی  
علامت ہے اور جب کبھی اُسے اپنے نفس میں دریافت کیا کہ وہ اس بات  
کو دوست رکھتا ہے کہ گمراہی کی نظر سے دیکھا جائے تو نفس کو چاہیے کہ متم  
کرے اسواسطے کہ نفاق کی آئینہ اس میں ہو اور جو کوئی اسد کے واسطے طر  
کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے عوض روحانی اسکے باطن میں فرحت عطا کرتا ہے کہ  
اسکو کھانا فراموش ہو جاتا ہے اور کچھ نہیں بھولتا اگر اسکا قلب انوار سے  
سجھاتا ہے کہ وہ فرحت روحانی کی جاذب کو قوی کرتا ہے اور اسکو اسکے مرکز سے  
آزاد گاہ کی طرف عالم روحانی سے کھینچتا ہے اور اسکی سبب فرحت نفسانی کی

زمین سے نفرت کرتا ہے، لیکن اگر جذبہ روح کا جذبہ مقناطیس سے جو لوہے پر ہوتا ہے  
 بہت بڑھ کر ہے جبکہ جذبہ نفس کا مخالف روح کے ہو اس حالت میں کہ نفس طہینہ  
 اور اسپر روح کے انوار قلب منور کے واسطے سے نکلس ہوے ہوں اس واسطے  
 کہ مقناطیس لوہے کو جذب ایک روح کے سبب کرتا ہے جو مقناطیس کی  
 ہم شکل ہو ہے، یہی تو غلبیت خاص کی وجہ سے اسکو پہنچتا ہے پس جب کہ  
 نفس چھٹس روح کا اس نور روح کے عکس سے ہو جاتا ہے جو اسکو قلب کے  
 واسطے سے پہنچتا ہے تو نفس میں ایک روح حاصل ہوتی ہے کہ قلب اسکی  
 استمداد روح سے اور ایصال اسکا نفس کو کرتا ہے اس واسطے روح نفس کو  
 اس روح کی غلبیت سے جو آسمان پیدا ہو گئی ہے پہنچتی ہے پھر دنیا کے کھانے  
 اور حیوانی خواہشیں قہر ہو جاتی ہیں اور اس کے نزدیک اس قول رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی تحقق ہو جاتے ہیں۔ بہت خندہ بی لطمہ یعنی  
 میں رات گذر اتا ہوں اپنے رب کے پاس کہ مجھے وہ کھانا کھلاتا ہے اور پانی  
 پلاتا ہے اور اس حالت پر سبکی میں نے قرابت کی نہیں قدرت رکھتا کہ وہ بندہ  
 جس کے اعمال اور اقوال اور تمام احوال ضرورت ہو جائیں اس کھانا بھی ضرورت  
 کھاتا ہے اور اگر فی النمل وہ کلمہ غیر ضرورت کہے تو آسمان بھونکے کی آتش بھڑک اٹھے  
 بس طرح آگ لگ رہی ہیں جتنی ہو اس واسطے کہ نفس خواہیدہ ہر ایک چیز سے جاگ  
 اٹھتا ہے جو اسکو جگا دے اور جب وہ جاگ اٹھا تو وہ اپنے ہوئی کی طرف منتقل ہوا  
 پس بندہ جو اس کے ساتھ ہو اگر سیاست نفس کو جانتا ہے اور اسکو علم روزی  
 ہوا ہے اس پر طر آسان ہے اور تائید اسی اسکو پہنچتی ہے خصوصاً جب کہ

خطبات انہی سے کسی جبر کا اسکو کشف ہو گیا اور مجھ سے ایک فقیر نے حکایت کی کہ اسکو بھوک شدت سے معلوم ہوئی اور وہ نہ مانگتا تھا اور نہ کوئی اسکا پریشہ تھا کہا جب اہتمام اور جبر کو بھوک عرصہ کے بعد پہنچی تو اسد تعالیٰ نے مجھے سبب عطا کیا تو میں نے وہ سبب لیا اور چاہا کہ اسے بین کھاؤں جب اسے بین نے توڑا تو ایک خور اشمن سے نکلی کہ توڑنے بعد اس سے بین نے کہا چرخے ایسی خوشی اس سے حاصل ہوئی کہ بہت دنوں تک میں کھانے سے مستغنی ہو گیا اور مجھ سے ذکر کیا کہ جو سبب کے درمیان سے نکلی۔ اور ایمان بالقدرت ایمان کے ارکان سے ایک رکن ہر پاس یہ حکایت تسلیم کی گئی اور اس سے انکار نہیں کیا گیا۔ اور سہیل بن عبد اسد رحمہ اللہ نے کہا ہر جسے چالیس دن طر کیا اس کے لیے ملکوت سے قدرت ظاہر ہوئی اور کہا جاتا تھا کہ بندہ زہد حقیقی جس میں کچھ آمیزش نہ ہو نہیں کرتا مگر اسوقت کہ قدرت کا مشاہدہ ملکوت سے کرے۔ اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے کہا ہر جس نے ایسے شخص کو معلوم کیا جسے تاخیر قوت میں نفس کی ریاضت چالیس دن کا طر کیا اور اسکا حال یہ تھا کہ وہ افطار کو ہر شب چودھویں صعدرات تک تاخیر میں ڈالتا ایمان تک کہ آدھے مہینے میں طریل کرتا پھر اربعین کو ایک سال اور چار مہینے طر کرتا تب ایمان دیانی یعنی دن اور رات مندرج ہو جاتے اور سمجھ جاتے تا کہ اربعین ایک دن کے برابر ہو جاتا۔ اور میرے سامنے ذکر ہوا کہ جس شخص نے یہ کہا اس کے لیے عالم ملکوت سے آیات ظاہر ہوئے اور قدرت جبروت کے معنی اس سے کشف ہوتے تھے ساتھ اس نے تجلی اس کے واسطے کی جس طرح چاہی

اور جانتا چاہیے کہ طرہ و قوت غذا اگر عین فضیلت ہوئی تو کسی نبی سے قوت نہوئی  
اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقصیٰ نماز کو پہنچتے اور اسمین شک  
نہیں کہ اُس کے لیے ایک فضیلت ہو جس سے انکار نہیں ہو سکتا اور اعطیات  
اتنی اسمین منحصر نہیں اس واسطے کہ کچھ وہ شخص جو سارے دن کھایا کرے  
اُس سے افضل ہوتا ہو جو اربعین کی طرح کرتا ہو اور کچھ وہ شخص جس کو معافی قدرت  
سے کچھ بھی شکست نہیں افضل اُس سے ہوتا ہو جس کو وہ معافی کشف  
ہوتے ہوں جب کہ صرف معرفت سے اُس کو اللہ تعالیٰ نے کشف دیا ہو  
پس قدرت ایک اثر قادر ہے۔ اور جو شخص قرب قادر کا اہل ہو گیا اُس کو  
قدرت سے کسی چیز کا جب اور انکار نہیں ہوتا اور وہ قدرت کو دیکھتا ہو کہ  
عالم حکمت کے اجزاء کے پردہ سے جلوہ کر رہی ہو تو جب کہ بندہ اللہ تعالیٰ  
کے لیے چالیس دن خالص ہوا اور کسی حال کے ضبط میں انواع عمل اور ذکر  
اور قوت وغیرہ سے جنگا ہم نے ذکر کیا ہو کوشش اور جہد کی اس اربعین  
کی برکت اُس کے تمام اوقات و ساعات پر پہنچتی ہو۔ اور وہ ایک اچھا  
طریقہ ہو جس پر ایک گروہ صاحبین نے اعتماد کیا ہو اور صاحبین کی ایک جماعت  
تھی جو اربعین کے لیے ذیقعدہ اور دس دن ذیحجہ کے اختیار کرتے تھے  
اور وہ موسیٰ علیہ السلام کا اربعین ہو۔ حجاج نے کجول سے روایت کی ہو  
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو جس نے اللہ تعالیٰ کے  
لیے چالیس دن عبادت خالص کی اُس کے دل سے حکمت کے چشمے دسکی  
زبان سے جاری ہو۔

انتہیوان باب اخلاق صوفیہ اور غریح خلق کے بیان میں ہے  
حضرت صوفیہ اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور لوگوں سے زیادہ صبر  
پے ہوئے ہیں اور بڑے متقی سب سے اُسکے احسانت کے ہیں اور اخلاق  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متخلق ہونا حسن اقتدار اور حیاء  
سنت سے ہے اس بنا پر کہ جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اچھ میرے فرزند اگر تو اسکی قدرت  
رکھے کہ تو صبح اور شام ہر طرح کرے کہ تیرے دل میں کسی کی طرف خیال نہ ہو تو یہاں  
اگر مجھ فرمایا اچھ فرزند اور میری سنت سے ہے اور جسے میری سنت کو زندہ کیا تو میرا تائب  
ہستے مجھے زندہ کیا اور جسے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا پس صوفیہ  
سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا اس واسطے کہ وہ اپنے شہر و رع میں  
آپ کے اقوال کی رعایت کی توفیق دے دے گئے اور اپنے اعمال کے درمیان  
آپ کے اعمال کی اقتدائی اور اسکا ثمرہ اُنکو ملے ملا کہ وہ آپ کے اخلاق کے  
ساتھ اپنے نمایات میں متحقق ہوئے اور اخلاق کی درستی اور تہذیب نیوں  
ہوتی مگر جب کہ پہلے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ ہو اور تزکیہ کا طریق سیاست شریعت  
کے اذعان اور مان لینے سے ہے اور ہر تائب حق سبحانہ و تعالیٰ اسے اپنے نبی  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے۔ وانک لعلی خلق عظیم یعنی اور یہ کہ تائب تو  
بڑے خلق پر ہے۔ ہر گاہ کہ آپ شرف الناس اور زیادہ پاکیزہ نفس تھے تو خلق  
میں بھی اُن سب سے اچھے تھے۔ بجا ہد نے کہا اے خلق عظیم سے ہر آدمی کے  
دین عظیم اور دین اعمال صاکنہ اور اخلاق تسنہ کا مجموعہ ہے۔ حضرت عائشہ



رضی اللہ عنہما سے خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کیا گیا فرمایا کہ آپ کا  
 خلق قرآن تھا قیادہ نے کہا وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے ساتھ آپ اور کتب اور نبی الہی  
 کے ساتھ نہ ہو کرتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول میں کان خفہ اقرآن  
 بڑا سر ہو اور علم غافل و پوشیدہ ہو جس کے ساتھ آپ نے کلام نہیں کیا مگر اس  
 سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی آسمانی اور صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی برکت سے اور اس کلمہ سے کہ خذوا شطر وکلم من ہذہ انکیر وکفری حاصل  
 کرو دین کا ایک حصہ اس حصہ سے مخصوص کیا اور یہ اسوجہ سے کہ نفوس  
 انواع و اقسام کی مشرت اور طبائع کے پیدا کیے گئے ہیں کہ یہ ان کے لوازم  
 اور ضروریات سے ہیں بعضے شے سے پیدا کیے گئے اور انکی اُسکے موافق ایک  
 طبع ہو اور بعضے پانی سے اور انکی اُسکے موافق طبیعت ہو اور اسی طرح جماد  
 ہونے میں کالی شے سردی ہوتی ہے اور اصالانی نبی کی کنکالی شے سے جو کہ  
 نارغیہ کیلئے ہوتے سفال کے ہو اور ان ہول کے موافق جو اعلیٰ میراث  
 کے پیدا دی نبی ساز و سامان میں صفات یہی و سبب اور شیطانیت سے کہ  
 صفت شیطنیت کی انسان میں حاصل ہوئی جسکی طرف اشارہ قول اللہ تعالیٰ  
 سے ہے میں اصالانی کا انکار۔ باین وجہ کہ آگ سفالی اور کیسے برتن  
 داخل ہوتی ہے اور قدر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وخلق الجن من نار جہنم  
 اور اور جن کو پیدا کیا آگ کے شعلہ کے جسمیں و جواہر میں اور ہندو  
 نے پیچہ پوشیدہ طعن اور بڑی غلامیت سے شیطان کا حصہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کھینچ لیا اور الگ کر دیا اس وجہ سے کہ

موافق جو طینہ بنت کحرت کی حدیث طویل میں وارد ہے کہ اس درمیان میں کہ ہم  
 اپنے گمرون میں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فصاحت یعنی دودھ ٹھیک  
 بھائی کے ساتھ ہماری بیوی بکرہ بنیں تھے کہ انکا بھائی ہمارے پاس دوڑا ہوا آیا کہ  
 کہا میرے اس قریشی بھائی کے پاس دو آدمی آئے کہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے  
 اور مولتا دیا اور اس کے پیٹ کو چاک کیا تو میں اور میرا باپ دونوں اس کے پاس  
 دوڑتے ہوئے گئے اور اسکو ہم نے کھرایا کہ رنگہ کے سنا خون سے بدلا ہوا تھا پھر اسکو  
 باپ نے گلے لگایا اور کہا اگر فرزند کیا تیرا حال ہے کہ آؤں میرے پاسی نے سفید کپڑے  
 پہنے ہوئے پھر مجھے لٹایا اور میرا پیٹ چاک کیا تب میں نے کچھ نکالا اور اسکو بھینک دیا  
 پھر اسکو ویسا ہی کر دیا وہی تھا اس کے بعد اسکو ہم نے کھچے آئے پھر اس کے باپ  
 نے کہا کہ اسی طینہ تھے درمیان میں ہوا کہ میرے اس بیٹے کو کچھ مدد نہ پہونچے ہمارے  
 ساتھ حلوہ کا کھوکھیل اس کے کہ کوئی بات اسی ظاہر ہو جس سے ہم ڈرتے ہیں اس کے  
 کہنے قیامت میں پہونچا تو میں نے کہا کہ تم نہ سنا کہ تم نے کہا کہ اس کے پاس  
 پہونچا یا نہیں اس سے کہ وہ طاقت ہو اسکی ہاں نے کہا کہ کس سبب سے تم نے آئے  
 اور جان انکو کھوکھیل بہت ورس اس کے رکھنے کی تم نے کہا کہ وہ اسکو کوئی دیکھنا  
 والا کہ اللہ تعالیٰ سے بہتر نہیں ہے اسکا حق ادا کروا اور ہم نے اس بات کو دہرا کر  
 جو ہمارے وعدہ و جب تھا اور ہم نے کہا کہ تم اس کے ہلاک ہونے کو کوئی بڑا سید ہو  
 سے ڈرتے ہیں اس لیے ہم انکے لیے پہونچا دیتے ہیں آپ کی ہاں نے کہا کہ وہ کیا  
 تھا ہے پاس جس سے تعذیب تمہاری اس طاقت کی ہو جو کونچھوڑا جب تک  
 کہ ہم نے اسکی خبر نہ دی آپ نے کہ انہم خطا اس کی طرف سے اس کے واسطے

اورے کا تھا قسم ہر اللہ تعالیٰ کی کہ اسکی طرف شیطان کی راہ نہیں ہے اور تیرا  
 میرے اس بیٹے کے لیے ایک نشان ظاہر ہونے والی ہے کیا میں نہیں اسکی خبر سے  
 آگاہ کروں ہم نے کہا مان آپ نے کہا میں اسکی حاملہ ہوئی اور اس سے خفیہ ترکوں  
 حمل مجھے نہیں ہوا پھر جب اسے محل سے میں ہوئی تو مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ گویا  
 مجھ سے ایک نور پیدا ہوا جس سے تمام کے محل روشن ہو گئے پھر جب میں نے  
 دنیا تو اس طرح واقع ہوا کہ اس طرح کوئی مولود نہیں گرا کہ اپنے ماتحتی شہر ہو سزا  
 آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھا تو غیر تم اسکو بیان چھوڑاؤ۔ بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ  
 نے اپنے رسول کو شیطان کے حصہ سے پاک اور مطہر کیا تو نفسِ زکیٰ نبوی نقوس  
 بشری کے حد پر باقی رہا کہ اس کے لیے صفات و اطلاق کے ساتھ ظہور ہو جو  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر باقی رکھی گئیں اور اس سے مقصود رحمت خلق  
 کے حق میں جو اس واسطے کہ ان صفات کی اصول اور بنیاد نفوس امت میں  
 ظلمت و زندقہ کے ساتھ موجود ہیں بسبب یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے حال میں اور امت کے حال میں تفاوت ہے سو ان صفات نے جو رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ظہور کے ساتھ باقی رکھی گئیں اُن کے مقابلہ میں آیات  
 حکمت کی تسبیح سے اعانت چاہی کہ ان صفاتِ مظہرہ کا تہ اتصال کریں  
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے ماویا کہ رحمت خاص اُس کے نبی کے لیے اور رحمت عام  
 امت کے لیے ہو جو ساعات اور اوقات پر ظہور صفات کے ہنگام منقہ نزول  
 آیات کے ساتھ ہیں قال اللہ تعالیٰ و قالوا لولا انزل علیہ القرآن جملۃ واحدہ لکون  
 لنبیۃ پیغمبروں کی درگاہ تریلا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور کہنے لگے

وہ لوگ جو منکر ہیں کیونکہ تمہارا پیر قرآن سارہ ایک ساتھ یہ طرح آتا رہا تھا  
 کہ اُس سے تیرے دل کا ہم ثابت رکھیں اور تمہارے پیر حسد کیا اور دل کا ثابت  
 کرنا اسوقت ہو کہ نفس کی حرکت سے جو فروعی صفات کے ساتھ ہو دے اُسکو  
 اضطراب ہو سو اسلئے کہ قلب اور نفس کے درمیان ایک ارتباط اور تعلق ہو اور  
 ہر ایک اضطراب کے وقت ایک آیت کا نزول ہو جس میں ایک خلقی صلاح اور  
 نورانی وجود ہو خواہ تصریحاً اور کھلا کھلا ہو یا کہ توہیناً اور کثافت ہو جسے نفس شریفہ  
 جو یہ کو اسوقت حرکت ہوئی کہ آپ کے ذہان شریف زخم کے حد سے منکسر  
 ہوئے اور خون تھا کہ آپ کے چہرہ مبارک پر بہتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم اس خون کو ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ کس طرح وہ قوم طالح پائے گی  
 جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو شرننگ کر دیا اور حالانکہ وہ اُنکے پروردگار کی طرف  
 انکی دعوت کرتا، مرتب اللہ تعالیٰ نے یہ بیت نازل کی یس ملک میں لاہرتے  
 اور آپسیر قلب نبوی نے صبر کا جامہ پہن لیا تاکہ اضطراب کے بعد قرار حاصل ہو  
 پس جبکہ آیات قرآنی مختلف اوقات میں فروعی صفات پر متفرق نازل ہوئیں تو قرآن  
 سے اخلاق نبوی صاف ہو گئے تاکہ آپ کا خلق قرآن اور نفس رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے اندر ان صفات کے اتمام میں بھی اس حدیث شریفہ کے حاصل ہوں  
 انما اما بشر انس کا نفسوں یعنی میں بھی تو آدمی ہوں بلادیا جاتا ہوں جسے مجھوتے  
 تو آپ کے نفس شریف کے صفات کا فاعل اسوقت میں کہ نزول آیات کی خواہش تھی  
 اسواسلئے تھا کہ نفوس امت ادب حاصل کون اور مذہب ہوں بسبب اسکا مرت  
 حمت اُنکے فی میں ہر تاکہ اُنکے نفوس پاک اور اخلاق اُنکے شریف ہو جائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اخلاق اللہ تعالیٰ کے پاس خزانہ  
 میں رکھے ہوئے ہیں تو جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے  
 تو اس خزانہ سے اُسکو ایک نفع عطا کرتا ہے اور حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ میں  
 فرمایا ہے کہ میں اسی واسطے پیدا کیا ہوں کہ احکام اخلاق کو پورا اور مکمل کروں اور حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ہر تائب بندہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک سو گئی  
 دنیا کی خلق ہیں کہ جس کسی کو بخشنے سے ایک سو بھی عطا فرمائے تو وہ شخص جنت  
 میں داخل ہوا پس اُسکا شمار اور اُسکا حصہ نہیں ہو سکتا مگر وحی آسمانی سے  
 جو کسی رسول اور نبی کے واسطے ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسکو اپنی خلق پر ظاہر  
 کیے جو صفات انہی سے خبر دیتے ہیں اور یہ اُنکے لئے ظاہر نہیں کیے مگر اس  
 مقصود سے کہ اُنکو ان اُمور کی طرف بلائے اور اگر نہ ایسا ہوتا کہ خلق باخلاق  
 اللہ کی صفت تو اسے خبر ہی میں رکھتا تو ان اُمور صفات کو انکے لئے نہ ظاہر کرتا  
 تاکہ انکی طرف دعوت خلق کرے اور جبکو چاہے اپنی محبت سے شخص کرے اور  
 بعید نہیں اور انکے خدا جانے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول جو کان فہم لہ القرآن  
 ہے اس میں ایک راز خاص اور باریک خفا اخلاق ربانی کی طرف ہو تو اس بات  
 کے ساتھ اور صحیح کہنے میں کہ ذات رسول اللہ تخلق باخلاق اللہ تعالیٰ حضرت  
 انہی سے درج ہیں اُس شخص کو اپنے اس قول سے کہ کان فہم لہ القرآن تعبیر اور  
 بیان کیا اور طلال کے شہر سے اولیٰ صفات مقال بتقیقہ حای کا ترجمہ رکھا  
 اور یہ اُنکے وفور علیہ اور کمال ادب سے تھا اور اس میں واقعہ آیتناک سبحان  
 من لکنا فی القرآن العظیم اور اس آیت و انک لعلی خلق عظیم کے در بیان

ایک سنا بہت ہی جو قول عائشہ رضی اللہ عنہا کہ کہانی خلقہ القرآن جو شعر ہے  
 جنید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ آپ کا خلق عظیم کے ساتھ موسوم ایسے ہوا کہ آپ کو  
 اللہ تعالیٰ کے ہوا اور بات متنی اور واسطی رحمہ اللہ نے کہا اسکی یہ وجہ ہے کہ آپ نے  
 حق تعالیٰ کے بہتے دونوں جہان کو دیکھا اور اسے کچھ سو کا در رکھا اور نبی  
 بعض کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلایق سے لوگوں کے ساتھ  
 حسن معاشرت کی اور اپنے قلب کے ساتھ اسے علیحدہ رہنے اور یہ وہ مطلب  
 ہے جو بعض صوفیہ نے تصون کے معنی میں کہا ہے کہ تصون خلق کے ساتھ  
 خلق اور حق کے ساتھ صدق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کا خلق اسوجبت  
 عظیم ہے کہ مخلوقات آپ کی نظر میں خالق کے مشابہہ کے سبب صغیر اور حقیر  
 ہو گئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا خلق عظیم اس واسطے ہے کہ اس میں حکام خلاق  
 اور بزرگ خصال آتے تھے اور تبراۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی  
 امت کی وصیت حسن خلق کی طرف اس حدیث میں فرمائی ہے جو حضرت  
 جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
 کہ تم میں سے زیادہ تر محبوب اور سہرا مجلس میں قریب قیامت کے دن وہ  
 شخص ہے کہ جو تم میں سے اخلاق کے اندر اسن ہو گا اور تم میں سے زیادہ تر  
 بعضی اور مجھ سے دور مجلس میں قیامت کے دن وہ لوگ ہیں جو ترثارون  
 اور تشہ قون اور تفتیقون ہیں صحابہ سے کہا کہ یا رسول اللہ ترثارون  
 اور تشہ قون کو تو تم سمجھے متفتقون کون لوگ ہیں فرمایا کہ وہ شکہ  
 ہیں اور ترثارون یعنی ترتر باتیں کثرت سے کرنے والے اور تشہ قون

وہ لوگ ہیں جو کلامِ میں لوگوں پر گردن اٹھا کر جو رکھنے والے ہیں۔ واسطی  
 رحمہ اللہ نے کہا کہ خلقِ عظیم یہ ہے کہ نہ یہ کسی سے خصوصیت کرے اور نہ کوئی اس  
 سے خصوصیت کرے اور یہ بھی کہا کہ دنیا کی اعلیٰ خلق عظیم تھی اور آئینہ توڑے  
 خلق پر ہے اس سبب سے کہ تو نے اپنے سر کے دینے کی ملاوت پائی ہو اور یہ  
 بھی کہا ہے کہ اس سبب سے کہ تو نے طرح طرح کی کشتیں جو مجھے میں نے دی ہیں  
 انکو بھٹ بھی طرح سے قبول کیا ہے ان دنیا کی نسبت جو تجربے پہلے تھے۔ اور  
 حسین نے کہا ہے اس سبب سے کہ بخار خلق تیرے اندر مطالعہ حق کے ساتھ اثر  
 نہیں کرتا۔ اور کہا گیا ہے کہ خلقِ عظیم لباسِ تقویٰ اور تخلق باخلاقی اللہ ہی  
 اس واسطے کہ اُسکے ہوتے ہوئے خطرہ غرضوں کے لیے نہیں باقی رہا۔ اور بعض  
 صوفیہ نے کہا ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا پورا اور اہلِ حق۔ و تو تقول علیہ  
 بعض الا قایل لا خزانہ بالیمن۔ یعنی اور اگر دنیا کا ہر کول بات تو  
 ہم اُسکا دار بنانا نہ کر لے اس واسطے کہ جب اللہ تعالیٰ نے باین طور فرمایا دنیا  
 کی اور آیتہ توڑے خلق پر پڑے تو حضرت کو حاضر کیا اور جب آپ کو حاضر کیا تو  
 آپ کو غفلت اور حجاب میں رکھا اور یہ قول اللہ تعالیٰ کا پورا اور اہم ہے  
 لا خزانہ اری ہم اُسکا دار بنانا نہ کر لے اس واسطے کہ انہیں فنا ہو اور اسی  
 حال میں تو جیہ تفسیر کرنے والے کے قول میں نظر اور بحث ہے تو کیوں نہیں  
 کہا اگر ایمان فنا ہووے تو اُسکے قول دنیا میں بقا ہے اور وہ بقا بقا فنا  
 ہے اور بقا فنا سے اہم و اہلِ حق اور یہ منصب رسالت کے لیے سزاوارتہ ہے۔  
 اس واسطے کہ فنا کو اسی واسطے اعزاز ہے کہ وہ وجودِ مذہب کے فراہم ہے

پھر جبکہ مذہم کو جو اسے نکال ڈالا اور نعوت و صفات بدل گئے تو پھر کون غرت  
 فیما بین باقی رہ گئی پس حضورؐ کی اسلکی اسلک کے ساتھ ہر نہ کہ اس کے نفس کے ساتھ  
 پھر اب کون سے حجاب یہاں باقی رہے اور بعضوں نے کہا ہر کہ کوئی خلق عظیم  
 دیا گیا پس وہ نہر گزرتین مقامات پر دیا گیا ہو اسلے کہ مقامات کے یہاں تباہی  
 ہو اور خلق ایک ارتباط نعوت و صفات کے ساتھ ہو۔ اور جنید نے کہا ہر کہ شہنشاہ  
 حیرین جمع ہیں پنجا اور الفت اور نصحت اور شفقت۔ اور ابن عطاء نے کہا ہر کہ خلق  
 عظیم ہر کہ اسلک کوئی اختیار نہو اور وہ فنا و نفس و فنا و مال و فوات کے ساتھ  
 محکوم ہو۔ اور ابو سعید قرشی کا قول ہر کہ عظیم اسد ہر اور اسلے اخلاق سے جو ہر  
 اور کرم اور صغ اور عفو اور حسان ہر کیا تم نہیں دیکھتے حضرت علیہ السلام کے قول  
 کی طرف کہ ہر آئینہ اسد کے واسطے ایک سو کئی دہائی خلق ہیں حسین ایک بھی خلق  
 انہیں کا ہر تو وہ بہشت میں داخل ہو گا پس ہر گاہ اسد تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ  
 آپ تخلق ہوئے تو اس قول کے ساتھ و ناک لعلی خلق عظیم۔ سنا حاصل کی اور  
 بعض کا۔ قول ہر کہ ہر خلق اس واسطے عظیم ہوا کہ تو اخلاق کے ساتھ رضی نہوا  
 اور آگے بڑھا اور ہر کی اور نعوت پر نہ ٹھہرا یہاں تک کہ تو ذات تک پہنچا اور  
 بعض نے کہتے ہیں کہ جب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حجاز کی طرف بھیجا تو اس کے  
 سبب لذات اور شہوات سے روکا اور آپ کو غربت اور کرمیت میں ڈالا پھر جبکہ  
 اس کے ذریعہ سے صفات پاک پہلے اخلاق سے ہوئے تو آپ کے واسطے فرمایا و  
 ناک لعلی خلق عظیم۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہر کہ نبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ تم کہ مکالم اخلاق دس مہینے آدمی میں ہوئے ہیں



اور اس کے بیٹے میں بھی ہوتے اور بیٹے میں ہوتے ہیں اور اس کے باب میں نہیں ہوتے اور غلام میں ہوتے ہیں اور اس کے مالک میں نہیں ہوتے اسکی تقسیم اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے کرتا ہے جسکے حق میں عداوت چاہتا ہے۔ سچ بولنا اور دنیا سے سچی نافرمانی اور یہ آپ بیٹ نہ بھڑکھائے اور اسکا جہنم اور اس کے ساتھ بھڑکے ہوں اور اسکی کو دنیا اور بکسوں کا بدلہ دینا اور امانت کو محفوظ رکھنا اور رشتہ داروں سے سلوک کرنا اور اہل صحبت کے ساتھ عاجزی اور حیا کی ضیافت اور ان سبکی چوٹی کی چیز چاہی۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ زیادہ لوگ وہ کون ہیں کہ جہنم میں جائینگے فرمایا کہ اللہ کا خوف اور حسن خلق اور سوال کیا گیا کہ دوزخ میں زیادہ کون لوگ جائیں گے فرمایا کہ غم اور خوشی۔ غم تو دنیا کے خطوط جاتے رہتے کا ہی اس واسطے کہ یہ غم دلی کو متضمن ہو اور ایمان اللہ تعالیٰ پر اعتراض اور نقصا سے نافرمانی نہ ہو اور خوشی وہ ہی جو دنیا کے خطوط ممنوع سے حاصل ہو اس آیت کریمہ کے موافق لکھلا تا سوا علی ما قانم ولا تفرحوا بما آتاکم یعنی تاکہ تم گئی ہوئی چیزوں پر غمناک نہ ہو اور ان چیزوں کے ساتھ جو تم کو ملی ہیں خوش نہ ہو اور یہ وہ خوشی ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اذ قال لا قومہ ولا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین یعنی جو وقت فاروں کو اسکی قوم نے کہا کہ تو خوش مت ہو کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ خوشی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا جبکہ دیکھا اسکی گنجیوں کو زور آور کر وہ مشکل ہے اٹھاتے تھے لیکن جو خوشی از قسم آخر وی ہیں تو وہ محمود ہیں کہ انہیں حمد کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لہذا اللہ کے فضل اور رحمت سے

قوس کے ساتھ چاہئے کہ خوش ہوں۔ اور عبد اللہ بن مبارک نے حسن خلق کی تفسیر  
 کی ہے اور کہا کہ وہ کشادہ اور شگفتہ روئی اور بھلائی کا خیر چکرنا اور اندر سے رکتنا تو  
 صوفیہ نے اپنے نفوس کو متراض مجاہدون اور خفیوں سے کیا تا آنکہ تہذیب  
 اخلاق کو قبول کیا اور بسا نفوس میں جو اعمال کی اجابت کرتے ہیں مگر اخلاق  
 کی اجابت نہیں تو عباد کے نفوس نے اعمال کی اجابت کی اور اخلاق سے کشی  
 اور روگردانی کی اور نفوس زیادہ نے بعض اخلاق کی اجابت کی اور بعض کی  
 نہیں کی اور نفوس صوفیہ نے کل اخلاق کریمہ کی اجابت کی البتہ کتنا سے  
 روایت ہے کہ وہ کہتے تھے تصوف خلق ہے تو جو تیرے اور خلق میں زیادہ ہوا وہ  
 تیرے اور تصوف میں زیادہ ہوا پس جو عابد لوگ ہیں انھوں نے نفوس سے اجابت  
 اعمال کی اس واسطے کہ وہ نور اسلام کے ساتھ چلتے ہیں اور جو زاہد ہیں ان کے  
 نفوس نے بعض اخلاق کی اجابت کی اس واسطے کہ وہ نور ایمان کے ساتھ  
 چلتے ہیں اور صوفیہ اہل قرب ہیں وہ نور احسان کے ساتھ چلتے ہیں جو جبروت  
 اہل قرب اور صوفیہ کے باطنوں نے نور یقین حاصل کیا اور یہ ان کے بطون  
 میں بڑھ کر گیا تو قلب کو صلاحیت ہر ایک اطراف اور جانب کی پیدا  
 ہوئی اس واسطے کہ قلب کا بعض حصہ نور اسلام سے سفید اور روشن ہوتا ہے  
 اور بعض حصہ نور ایمان سے اور کل قلب نور احسان اور اقیان سے نورانی  
 ہوتا ہے پس جبکہ قلب روشن اور منور ہو گیا اس کا نور نفس پر منعکس ہوا اور  
 قلب کا ایک رخ نفس کی طرف اور ایک رخ روح کی طرف ہے اور نفس کا  
 ایک رخ قلب کی جانب اور ایک رخ طبیعت و سرشت کی جانب ہے اور

جسکے قلب کل روشن نور و روح کی طرف نہیں کل متوجہ ہوتا اور ہر وقت وہ دو چیزیں یعنی دو رخ ہوتا ہے جو ایک رخ روح کی طرف اور ایک رخ نفس کی طرف اور جب کہ کل قلب روشن ہوتا تو وہ پورے روح کی طرف متوجہ ہوتا ہے پھر اسکو روح پاتا ہے اور یہی ہے کہ اور نور و اشراق میں زیادہ ہوتی ہے اور جب کہ کسی قلب روح کی طرف متوجہ ہوتا ہے نفس قلب کی طرف کھینچتا ہے اور جب کہ کسی وہ متوجہ ہوتا ہے تو قلب کی طرف متوجہ ہوتا اسی رخ کی طرف سے جو اس کے قریب ہے اور نفس نور ہو جاتا ہے اسوقت کہ وہ قلب کی طرف متوجہ اسی رخ سے ہوتا ہے جو قلب کے نزدیک ہے اور اسکی نورانیت کی علامت اسکی طمانیت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک رضیتہ رضیتہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف خوش اور پسندیدہ رجوع کر اور جب کہ اس کے رخ کی جو قلب کے قریب ہے ایسے ہی ہے کہ قریب سے سبب کے ایک رخ کی ہوتی ہے کہ بولی سے حاصل ہوا اور جو کچھ ظلمت کہ نفس پر باقی رہ جاتی ہے وہ اس کے ایک رخ کے باعث ہوتی ہے جو سخت اور طبیعت کے نزدیک ہوتی ہے جو طرح کہ سبب کے باہر کا رخ ایک قسم کی کہرت اور نقصان رکھتا ہے جو اس کے اندر کی نورانیت کے برخلاف ہے اور جب کہ نفس کے دو رخ میں سے ایک رخ نور ہو گیا تو وہ تہذیب و اخلاق اور ذیل صفات کی طرف متوجہ ہوتا اور اسی واسطے ابدال ابدال کے نام کے موسوم ہوتا ہے اور جب کہ ہمیں یہ ہے کہ صوفی کا قلب جو ہمیشہ توجہ الی اللہ اور ذکر قلب اور لسان سے کرتا ہے تو وہ ذکر ذات کی جانب ترقی کرتا ہے اور اسوقت وہ مثل عرش ہو جاتا ہے عرش عالم خلق و ملکوت میں قلب کا سات جہ

اور قلب عالم اور قدر میں عرش ہو اور صل بن عبد اللہ ستیری نے کہا ہے قلب  
عرش کے مثل اور سینہ کسی کے مثل ہو اور حق تعالیٰ کی طرف سے ولید ہو میری  
سمائی میری زمین اور میرے آسمان ہیں زمین ہو اور میری دست میرے مومن  
بندہ کے قلب میں ہو ہر جگہ قلب ذکر ذات کے نور سے سر بہ آلود اور قرب کی  
ہوا سے بحر موج زن ہو گیا تو نفوت اور صفات کی صفائی اخلاق نفس کی کثرون  
میں جاری ہوئیں اور خلاق اللہ تعالیٰ سے خلق ثابت ہو گیا شیخ ابو القاسم  
گرگانی سچو کہ اُس نے کہا ہر آئینہ تبا نوے اسما حسن بنده سا لک کے لیے  
اوصاف ہو جاتے ہیں اور پھر بھی یہ نفس سلوک میں دراصل نہیں ہو اور شیخ  
کی مراد اس سے یہ ہے کہ بندہ ہر ایک اسم کے ایک صفت حاصل کرتا ہے جو بشر کے  
ضعف حال اور اس کے تصور کے مناسب ہے مثلاً وہ اسم اللہ تعالیٰ سے الرحم کہ  
بعض رحمت بقدر تصور بشر کے ہے اور شائع کے کل اشارات اسما و صفات  
میں جو ان کے علوم میں سب سے زیادہ بزرگ ہیں اسی معنی اور تفسیر کی بنا پر ہیں  
اور جس کسی نے اس سے توہم حلوں کا کچھ بھی کیا وہ زندیق اور ملحد ہو گیا اور  
ہر کیفیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو ایک وصیت فرمائی  
جو احسن اخلاق کو جامع ہے فرمایا اے اے معاذ میں تجھے وصیت کرتا ہوں  
خوف خدا اور صدق کلام اور وفادار ہونا اور امانت اور ترک خیانت  
اور حفظ ہمسایہ اور رحم یتیم اور نرمی کلام اور سلام اور حسن عمل اور قصر امل  
اور قصد عمل اور لزوم رکان اور قرآن میں نفع اور محبت آخرت اور ضبط راب  
از حساب اور تواضع اور اجتناب دشنام طہیم اور ترک زب مصادق

اور اطاعت گنہگار اور نام عادل کی نافرمانی یا خرابی زمین کی مین و صفت کرتا ہوں تجھے کہ خدا سے ڈرو ہر ایک پتھر اور درخت اور پلٹنے کے نزدیک اور تو بہرہ را یک گناہ ہے پوشیدہ کے پوشیدہ سے اور ظاہر کے ظاہر سے۔ اسکے ساتھ اس لئے اپنے بندوں کو ادب دیا ہے اور انکو مکام اخلاق اور محاسن ادب کی طرف دعوت کی ہے۔ اور عاؤن نے یہ بھی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے کہ اسلام مکام اخلاق اور محاسن ادب سے ڈھکا ہوا ہے۔ اور ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کوئی چیز نہیں ہے جو میرا نہیں رکھی جائے کہ ان تر حسن خلقی سے نہیں ہے اور حسن خلقی والا اسکے سبب درجہ نازمی اور روزہ دار کو پہنچتا ہے۔ اور تہذیب اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا کہ آپ سب سے زیادہ سخی تھے کہ رات کو آپ کے پاس دینا رہنا اور نہ ایک درم نہ لکڑی کا کسی ایسے شخص کو نہ پایا کہ اسکو آپ عطا فرمائیں اور رات ہو جاتی تو آپ اپنے گھر رجعت فرماتے جب ملک کہ اس سے بری نہیں ہو جاتے اور دنیا سے نکل مراد نہ کرتے تھے اور آپ کی قوت عام اکثر چھوڑے اور جو سے تھی جو بہت ہلکے اور کم قیمت ہیں اور اسکے سوچو ہوتا وہ فی سبیل اللہ دیتے اور کوئی چیز آپ سے نہ مانگی جاتی کہ آپ عطا نہ فرماتے پھر اپنی قوت عام کی طرف رجوع کرتے اور زمین سے آپ ہتھکڑی لیتے کہ اکثر اوقات سال تمام ہونے سے پہلے ہو جاتی اور آپ جو مال کا بیٹھتے اور کپڑوں میں بوند لگاتے اور خدمت اہل خانہ میں مشغول رہتے اور انکے ساتھ گوشت کاٹا کرتے۔ اور آپ چاہیں سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ تواضع تھے اللہ تعالیٰ کی

رحمت ہو آپ کے اور آپ کے آل و اصحاب سب پر ہو

تیسواں باب اخلاق صوفیہ کی تفصیل میں ہے

اخلاق صوفیہ میں سب سے اچھا خلق تواضع ہے اور بندہ کے لیے اس تواضع سے افضل کوئی لباس نہیں۔ اور جسکو تواضع اور حکمت کا خزانہ یا تھولگ گیا وہ اپنے نفس کو ہر ایک شخص کے سامنے ایک اندازہ پر رکھتا ہے جسکو وہ جانتا ہے کہ اسکو قائم رکھتا ہے اور وہ ہر ایک شخص کو اپنے نفس کی طرف سے اُس اندازہ پر جو اُس کے نزدیک ہے قائم رکھتا ہے اور جسکو یہ بات نصیب ہوئی تو ہر آئینہ آرام سے رہا اور دوسرے کو آرام سے رکھا اور نہیں جانتے اسکو مگر وہ لوگ جو عالم ہیں۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے وحی میرے پاس بھیجی کہ تواضع کرو تم اور ایک دوسرے پر بغاوت یعنی گردن کشی اور ظلم نہ کرو۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے اس آیت کی تفسیر میں۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یعنی کہو اگر تم اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو میری پیروی کرو کہنا انکوئی اور نفوی اور خون اور ذلت نفس میں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع سے یہ بات تھی کہ آپ دعوت آزاد اور غلام سب کی دعوت قبول کرتے اور ہدیہ اُنکا لیتے اور اگرچہ وہ ایک ہی گھونٹ دودھ کا ہو یا کہ خرگوش کی ران ہوتی اور اُسکی ہکافات کرتے اور اسکو نوش فرماتے اور آپ کنیز اور مسکین کی اہانت پر غور نہ کرتے۔ اور سلیمان بن عمرو بن شعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے کہ تواضع کی چیز ہے کہ یہ بات ہے کہ جس سے

تو لے اُسکو پہلے سلام کرے اور جو تجھے سلام کرے اُسکا تو جواب دے اور مجلس میں  
 اور فی مقام پر بیٹھے نہیں تو راضی ہو اور یہ بات ہے کہ اپنی تعریف اور تہکید و تکرار  
 کو دوست نہ کرے۔ اور آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ خوشی ہو اُس شخص کو جس نے  
 تواضع بلا نقص کی اور اپنے نفس میں تذلل بغیر سکنت کیا۔ جنیٹہ سے  
 سوال تواضع کی نسبت کیا گیا کہا بازو کا جھکانا اور ہیلو کا نرم کرنا ہے۔ اور نبیل سے  
 تواضع کا سوال کیا گیا تو کہا کہ حق کے لیے خضوع اور اُسکی نیکیا دکرے اور جو حکم دیا  
 اُسکو قبول کرے اور اُسکی سماعت کرے۔ اور یہ بھی کہا جو شخص اپنے نفس کی نسبت  
 کا اعتقاد کرے تو اُسکے لیے تواضع میں حصہ نہیں ہے اور وہ بے بن غبہ نے کہا  
 کتاب اللہ میں لکھا ہے کہ میں نے پشت آدم سے دریافت کو نکالا سو کوئی  
 قلب تواضع میں بڑھ کر قلب موسیٰ سے نہ پایا اسی واسطے اُسکو میں نے  
 برگزیدہ کیا اور اُس نے کلام کیا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ جس نے اپنے نفس کے  
 امور نہ مانی کو جانا اور پہچانا اُسے بلند سی اور شرف میں طمع نہیں کی اور تواضع  
 کی راہ چلتا ہے تو وہ خصوصیت اُس شخص سے نہیں کرتا جو اُسکی خدمت کرے اور پہنچا  
 کا شکر کرتا ہے اُسکی نسبت جو اُسکی تعریف کرے۔ اور ابو حفص نے کہا جو شخص اس  
 بات کو محبوب رکھے کہ اُسکا قلب تواضع کرے تو چاہیے کہ صاحبین کی صحبت میں  
 رہے اور التزام اُنکی حرمت کا کرے پس اُنکی خدمت تواضع سے جو اُنکے نفس میں ہے  
 اُنکی افتد اگر لگیا اور تکیہ نہ کر لگیا۔ اور لقمان علیہ السلام نے کہا ہے کہ ہر ایک شی  
 ایک مزاری ہے اور اُن کی سودی تواضع ہے۔ اور ثوری نے کہا ہے پانچ نفوس دنیا میں  
 غریب ترین خلق ہیں عالم راہد۔ اور فقیہ صوفی۔ اور غنی متواضع۔ اور فقیر غنا کر

اور شریف روشن اور جلارنے کہا ہر اگر شرف تو وضع کا نہوتا تو ہم جب چلتے تو خطرہ  
 میں پڑتے نہ اور یوسف بن اسباط نے کہا جب کہ غایت تو وضع سے سوال کیا گیا  
 کہ اگر تو اپنے گھر سے باہر نکلے تو کسی سے نہ ملے مگر یہ کہ تو اسے اپنے سے بہتر خیال  
 کرے اور میں نے اپنے شیخ ضیاء الدین ابو انیسب کو دیکھا جب کہ میں اس کے ساتھ  
 شہام کی طرف سفر میں تھا اور ہر آئینہ بعض اہل دنیا نے آپ کے پاس اسیران  
 فرنگ کے ہر دن پر کھانا فرنگ سے بھیجا اور وہ لوگ اُن کے قید میں تھے ہر جب  
 دسترخوان بچھایا گیا اور قیدی لوگ برتنوں کے لیے منتظر تھے کہ وہ برتن خالی ہوں  
 آپ نے خادم کو فرمایا کہ قیدیوں کو حاضر لاؤ تاکہ دسترخوان پر نقرہ کے ساتھ چھین  
 خادم اُن کو لایا اور دسترخوان پر ایک صفت میں اُنکو بٹھلایا اور شیخ اپنے مصلے  
 سے اُٹھے اور چلتے ہوئے اُنکی طرف آئے اور اُنکے جج میں اس طرح بیٹھے کہ گویا  
 ایک اُٹھین سے دھتے بعد ازان آپ نے کھانا کھلایا اور اُن سب نے  
 کھایا اور چھین آپ کے چہرہ پر وہ بات ظاہر ہوئی جو آپ کے باطن نے وضع  
 شدہ اور اُنکساری نفسہ اور انہر کر کے سے علحدگی اپنے ایمان اور علم اور  
 عمل سے نازل کی اور ابو الحسین فارسی سے سموعہ کہ کہتے تھے میں نے  
 حریری سے سنا ہے کہ کہتے تھے اہل معرفت کی صحیح یہ بات ہوئی ہے کہ دین کے  
 لیے سرمایہ ہر پانچ ظاہر میں اور پانچ باطن میں ہیں پس جو ظاہر میں ہیں  
 وہ صدق زبان اور سخاوت میں اور تو وضع ابدان میں اور اوست  
 سے رکنا اور ادب کا بلا غدر اُٹھانا اور باطن کے یہ ہیں بحسب وجہ  
 سید اپنے کے اور خوف فراق اپنے سید کا اور امید وصول اپنے



سید کی اور اپنے فعل پر نہایت اور چنانچہ بے اور کبریٰ بن عازنے کہا ہے کہ تو وضع  
 خلق میں اچھی ہے مگر دولت مندوں میں زیادہ اچھی ہے اور کبر خلتی میں بڑا ہے اور فقر میں  
 بدتر ہے۔ اور ذوالنون کا قول ہے کہ تو وضع کی علامات سے تین بیڑیں نفس کی تصنیف اور  
 عیب کی شناخت اور لوگوں کی تعلیم کو حید کی حرمت سے اور امر حق اور نصیحت کا ہر  
 سے قبول کرتا اور بایزید سے کہا گیا آدمی کب تو وضع ہوتا ہے کہا جب اپنے نفس سے  
 لیے کوئی حق نہ دیکھے اور نہ کوئی حال اپنے علم سے اسوجہ سے کہ نفس شریر اور عیب دار  
 ہے اور خلق میں کسی کو آپ سے زیادہ شریک نہ اعتقاد کرے۔ بعض حکماء نے کہا ہے  
 کہ ہم نے تو وضع جل اور بخل کے ساتھ محمود اور عمدہ تر اس کبر سے پائی جو ادب  
 اور سخاوت کے ساتھ ہوا اور بعض حکیموں سے پوچھا گیا کہ تو کوئی ایسی نعمت  
 جانتا ہے جس پر حسد نہ ہو اور ایسی بلا کہ صاحب بلا پر کوئی رحم نہ کرے کہا مان وہ نعمت  
 تو تو وضع ہے اور وہ بلا کبر ہے اور تو وضع کی اصل حقیقت کا کھول دینا ہے کہ تو وضع  
 رعایت اعتدال کی کبر اور صفہ میں ہے پس کبر انسان کا اپنے نفس کو اپنے خیر  
 سے زیادہ روٹھا کرنا ہے اور صفہ انسان کا اپنے نفس کو ایسی جگہ رکھنا جس سے  
 بے اور عیب لگتا ہو اور اپنے حق کے ضائع کرنے تک پہنچا ہے اور ہر آئینہ  
 اکثر اشارت متنازع سے جو شرح تو وضع میں بہت چیزیں مفہوم ہوئی ہیں اس  
 تک کہ تو وضع کو آئینہ ضو کی جگہ قائم کیا ہے اور آئینہ ہوا بلندی از اطراف سے  
 انفریط کی پستی میں داخل ہوتی ہے اور حد اعتدال سے انحراف تو ہم ہوتا ہے اور  
 آئینہ انکا قصد بہا لغہ مریدوں کے استقبال نفس میں ہے اس خوف سے کہ  
 محدث عجب اور کبر تک ذلت پہنچے پس کثر بہ بات ہے کہ میرا تہذیب و سلطان

حال میں عجب سے علیحدہ ہو چکی کہ ہر آئینہ بزرگوں کی ایک جماعت سے ایسے کلمات  
 نقل کیے گئے ہیں جو بودی اور فاضلی غرض تک ہوتے ہیں اور حقد کلمات ہیں قبل  
 کے جو مشائخ سے نقل کیے گئے ہیں تو اس سبب سے ہیں کہ انہیں ملکر لکھا یا موجود ہو  
 اور شکر حال کے خلیق میں محصور ہیں اور انہی ابتدا اور میں میدان محدود بنو بنیادی  
 تک نہیں برآمد ہوے اور یہ بات جبکہ صاحب بصیرت اپنی نظر کو تیز کر کے  
 دیکھے تو اسے معلوم ہوگا اس سبب سے ہر کہ نفس اشتراق سمع کرتا ہے یعنی جیسے  
 ہوے سنتا ہے جبکہ کوئی وارد قلب پر نازل ہوتا ہے اور نفس نے جب اشتراق  
 سمع کیا اسوقت کہ قلب پر کوئی وارد فظاہر ہوا تو وہ اپنی صفت کے ساتھ اس  
 طور سے ظہور کرتا ہے کہ وہ وقت اور نعمت حال پر گراں نہیں ہوتا تو اسی سے  
 کلمات اس قسم کے جو کب تک پہنچتے ہیں پیدا ہوتے ہیں جیسے کہ بعض کا یہ قول  
 ہے کہ کون میرے برابر نیلگون آسمان کے نیچے ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ میرا قدم  
 سب ادلیا کی گردن پر ہے اور جیسے بعض کا قول کہ زمین نیچی اور لگام دی میں نے  
 اور زمین کے کناروں پر میں پھرا اور کہا ہے کوئی جنگ آور تو کوئی میرے سامنے  
 نہیں آیا۔ اس سے اشارہ اسکی طرف ہے کہ وہ اپنے وقت میں لیکتا اور منفرد ہے اور  
 اور جس کسی پر یہ بات مشکل معلوم ہو اور اس بات سے واقف نہ ہو کہ یہ سب کچھ  
 اشتراق سمع اور قلب کی واردات پر کان لگانے سے ہے تو چاہیے کہ اسکا وزن  
 میرا حال محاب رسول امد علیہ وسلم میں کرے کہ ان میں کیسی  
 تو وضع تھی اور قدر اس قسم کے کلمات سے پرہیز کرتے تھے اور اسکو عبید  
 جانتے تھے کہ بندہ کے لیے ایسی چیز کے ساتھ غلبہ درفتخار کرے الا خدا و تعالیٰ

کلام کے لیے ایک وجہ ہمت میں بنائی جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اوبال آ نکا  
 شکر حال میں ہے اور متواری لوگوں کا کلام گمان کیا جاتا ہے تو ان شاہین نے  
 جو صاحب تکلیف ہیں جب جان لیا کہ یہ مرض نفوس میں گہرا دبا ہوا ہے تو توضع  
 کی شرح میں انھوں نے بے لاف یہاں تک کہ اُس حد کو پہنچا دیا کہ وہ توضع شامل  
 در صنف کے ہو گئی تاکہ مریدوں کی دوا علاج اُس سے کریں اور توضع میں اعتدال  
 ہے کہ انسان رضی اسیر ہو کہ جس مقام پر وہ مستحق ہے اُس سے کسی قدر فروتر جگہ  
 اختیار کرے اور اگر کوئی شخص نفس کی سرکشی سے مین ہو سکے تو وہ اُس حد پر  
 شہرے جسکا وہ مستحق ہے بدون اس کے کہ کچھ مسمیٰ زیادتی یا کمی ہو مگر جگہ اگر کوئی  
 نفس کی جبلت میں ہے اس واسطے کہ پیدا ہوا ہے مصلحت سے جو مثل فخر کے ہے یعنی  
 سو کھمچی سے جو مثل بے رتن کے کھنکھنی ہے تو اُن میں ایک نسبت آتشی ہے اور  
 یا طبع مرکب آتش کی طرف اُسکو استغلا کی خواہش ہے تو اُس کے علاج کے لیے توضع  
 کی احتیاج ہوئی اور جس جگہ کا وہ مستحق ہے اُس سے کسی قدر نیچے درجہ پر ٹھہرانے  
 کی ضرورت ہے تاکہ اُن میں کبر کو راستہ نہ ملے پس کبر انسان کا ظن ہے کہ وہ دوسرے  
 سے بہت بڑا ہے اور کبر اُس کے اظہار کا نام ہے اور یہ ایک صفت ہے جسکا مستحق  
 کوئی سوا اللہ تعالیٰ کے نہیں ہے اور مخلوقات سے جس کسی نے اُسکا ردھوی  
 کیا وہ جھوٹا ہے اور کبر عجاب سے پیدا ہوا اور عجاب حقیقت محاسن کے  
 جل سے پیدا ہوا اور جل حقیقت انسانیت سے باہر ہوتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ  
 اللہ تعالیٰ نے شان کر کے عظمت زمانی ہے اپنے اس قول سے کہ ہر آئینہ کیستیکر  
 کو دروست نہیں رکھتا اور فرمایا ہے کیا دوزخ میں متکبروں کا سکون

وہاں ہی نہیں ہے اور ہر ایک نے وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبریا میری چادر  
 اور عظمت میری شلوکہ ہے تو جو مجھ سے کسی ایک میں ان دونوں کے نزاع کرے  
 تو میں اُسکو توڑ کر الگ کر دوں اور ایک رویت میں ہے کہ اُسے دوزخ کے باب  
 میں پھینک دوں اور حق غرور نے انسان کو طغیان میں اُسکی حد پر پھیرنے  
 کے لیے فرمایا ہے اور زمین پر اتر کر ست چل اس واسطے کہ تو زمین کو تپیں بھارت سکتا  
 اور نہ بہاؤں کے طول میں پہونچ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پس چاہیے  
 کہ انسان اُس چیز کی طرف نظر کرے جس سے وہ پیدا ہوا ہے وہ اپنے جندہ سے  
 پیدا ہوا ہے اور اس سے بلیغ تر قول اللہ تعالیٰ کا ہے ہے۔ قتل الانسان ما اقره  
 من اوتئ خلقه من نطفة خلقه فقدره۔ مارا جاے انسان کیا ہی ناشکر ہے  
 کس چیز سے اُسکو پیدا کیا نشہ سے پیدا کیا پھر اُسکا اندازہ کیا۔ اور بعض صوفیہ  
 نے بعض متکبران سے یہ کہا آغاز تیرا نطفہ پاک ہے اور انجام تیرا مردار گندہ ہے  
 اور تو ان دونوں کے درمیان ہے کہ گندگی کا حامل ہے اور اس مضمون کو ایک شاعر  
 نے نظم کیا ہے کہ کیف تیر ہوسن رخصت ہو ابد الدہر ضجیعہ ہے کیونکہ تیرے  
 جو خلیفے سات ہووے ہم خواب دینہ دن اور رات ہے اور جب  
 تو وضع قلب سے جاتی رہی اور غور نے تیرا جان جلیے کی تو اُسکا تر بعض اعضا میں  
 پھیلتا ہے اور برتن سے وہی پکتا ہے جو آئین ہوتا ہے سو گھبراؤ اُسکا گردن  
 میں کچی سے ظاہر ہوتا ہے اور کچھو خسارہ میں تیرے پن سے پیدا ہوتا ہے  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور لوگوں کے درمیان خسار اپنا میٹر جا کر۔ اور کچھو  
 سر میں نفس کی گردن کشی سے ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

پھر انھوں نے اپنے سرور کو اور دیکھا انکو تو نے کہ اعراض اور خرات کو نے میں  
 اس حال میں کہ مغروہین اور جس طور سے کہ غرور و جوج اور غصائیں تقسیم ہوتا کر  
 اور اس سے تشافین پیدا ہوتی ہیں اسی طور سے بعض ایمان کے بعض سے کثیف  
 اور بھاری ہوتے ہیں جیسے درزا و زارش اور غرت وغیرہ مگر یہ کہ غرت کبر سے  
 متشابہ صورت میں ہے اور حقیقت کی رو سے مختلف ہے جس طرح تو وضع صفہ کے  
 متشابہ ہے اور تو وضع محمود اور صفہ مذموم ہے اور کبر مذموم ہے اور غرت محمود ہے اور کبر  
 نے فرمایا ہے اور اللہ ہی کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے  
 عزت ہے اور مومن کے لیے نہیں ہر وہ کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے اس واسطے کہ  
 عزت پہرے کہ انسان اپنی حقیقت نفس کو پہچانے اور اسکا اکرام اسطرح کرے کہ  
 اسکو دنیا کے اعراض جاننے کے لیے حوازی نہ کرے جیسے کبر انسان کا اپنے نفس سے  
 جامل رہنا اور اسکا منزلت اس کے آتما نہ ماری۔ بعض صوفیہ نے کہا جن سے ماہک  
 فی نفسک یعنی کیا ہے تو اپنے نفس میں عظیم کہا میں عظیم تو نہیں مگر عزیز ہوں اور عزت  
 ہر گاہ مذموم نہ تھی اور وہ کبر کس قسم شکل ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا زمین پر بغیر حق  
 کے استکبار اور غرور کرتے ہیں اس میں ایک پوشیدہ اشارہ ہے اس کے ثبوت  
 کے لیے کہ حق کے ساتھ عزت ہے پس حد تو وضع پر شہرنا بدو ن اس کے ضمیر کی  
 عزت میل اور خرات ہونے شہرنا صراط غرت پہرے جو کبر کی دوزخ میں بنائی  
 ہوئی ہے۔ اور اس میں تائید نہیں پائے اور نہ اس پر قائم ہوتے ہیں مگر انھیں کے  
 قدم جو علماء ادب و تقصد و مقربین اور عیس ابدال اور صدیقین ہیں بعض  
 صوفیہ نے کہا ہے کہ جسے کبر کیا تو اس نے اپنے نفس کی فرونائگی سے خبر دی

عقلمند نفس کو اس کے اٹھانے کے لئے ہر گاہ ضرورت پڑے اور اس کو اپنے لئے خیر کرے

اور جسے تو وضع کی اُسے کرم طبع کو ظاہر کیا۔ اور ترندی نے کہا ہے کہ تو وضع دوم  
 ہو اول یہ کہ بندہ اللہ کے امر و نہی کے لیے تو وضع اور فرود تہی کرے اس واسطے  
 کہ نفس اپنی رحمت طلب کرنے کے لیے اُسکے امر سے بچتا اور ہٹتا ہے اور شہوت  
 کے سبب جو اُٹھتا ہے اُسکی نہی میں خواہش کرتا ہے پس جبکہ نفس اسکا امر و نہی  
 اتنی سے شیر خوار ہوا تو یہ تو وضع ہے اور قسم دوم یہ ہے کہ اپنے نفس عظمت آہی  
 کے لیے سبک کرے تو اگر اُسکا نفس کسی چیز کو مانگے اُن چیزوں میں سے جو اُسکے  
 لیے چھوڑی گئیں کوئی قسم کے اقسام سے ہو اُسکو یہ روکتی ہے اور ان سب کا  
 خلاصہ یہ ہے کہ اُسکی مشیت اُتھیت اتنی پر چھوڑ دیا ہے۔ اور معلوم کرو کہ بندہ  
 تو وضع کی حقیقت کو پہنچتا مگر اسوقت کہ اُسکے قلب میں نور شاہدہ کا نہر چلے  
 پس اسوقت نفس اُسکا گداز میں آتا ہے اور اُسکے گداز میں اُسکی صفائی کثیر  
 عجب سے ہے اسوقت وہ ملائم ہوتا ہے اور حق و خلق کا مطیع بنتا ہے اس واسطے کہ  
 آثار اُسکے مٹ جاتے ہیں اور اُسکا التهاب اور غبار مٹ جاتا ہے اور تو وضع کا  
 حظ وافی ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے قرب کے مقامات میں تھا  
 اُس حدیث میں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ ایک رات  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہ تھے تو مجھے غیرت آئی جو عورت  
 کو ہوتی ہے اس بات کی کہ اپنے کسی اور کے پاس ازواج سے گئے ہونے تو  
 میں نے آپ کی ازواج کے حجروں میں تلاش کیا اور نہ پایا پھر مسجد میں آپ کو  
 سجدہ کرتے ہوئے پایا جیسے پُرانا کپڑا ہوا اور آپ سجدہ میں کہ رہے تھے میرے  
 لیے میرے سوا دل اور خیال نے سجدہ کیا اور میرا دل تیرے اوپر ایمان لایا

اور میری زبان نے تیرا قرار کیا اور اب میں تیرے حضور میں حاضر ہوں اے عظیم اور  
 اچھے گناہ کے بخشنے والے۔ اور قول حضرت علیہ السلام کا سجدہ تیرے لیے  
 میرے سودا دل اور خیال نے کیا اتنا درجہ کی تواضع ہو کہ آثار وجود کو مٹاتی ہو  
 اس واسطے کہ ایک ذرہ فی حقیقت سجدہ سے نہیں کیا نہ ظاہر میں نہ باطن میں  
 اور ہر گاہ صوفی کو بہرہ تواضع خاص سے بساط قرب پر نہاد اور خلق کی تواضع  
 سے بھی بہرہ اندوز نہ ہو گا اور یہ ایک سعادت ہو جب کہ وہ پیش آتی ہو تو پوری  
 پوری آتی ہو اور تواضع صوفیہ کے بڑے شریف اخلاق سے ہو اور اخلاق  
 صوفیہ سے مدارات اور خلق سے اذیت کا اٹھانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و  
 سلم سے یہ روایت ہو کہ ہر آئینہ آپ نے ایک شخص کو اپنے صحابہ سے یہودیوں  
 کے درمیان مقبول پایا اور پتھر تاوان نہ ڈالا اور دم حتی پر آئینہ دنی نہیں کی  
 بلکہ دیت یعنی خون بہا اسکا سوا دیت عربی کے ساتھ اپنی طرف سے اور اکی  
 حالانکہ آپ کے اصحاب کو ایک اونٹ کی حاجت تھی جس سے وہ قوت حاصل  
 کریں۔ اور آپ کے حسن مدارات سے یہ ہو کہ کھانے کی مذمت نہیں کی اور  
 نہ خادم کو چھڑکی دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی تو کبھو مجھے افس  
 نہ کیا اور نہ کسی شے کی نسبت جو میں نے کی نہیں کہا کہ کس واسطے اسے  
 کیا اور نہ اس چیز کے لیے جو میں نے ترک کی فرمایا کہ کیوں نہیں کی۔ اور رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم خلق میں اچھے آدمیوں سے تھے اور نہ میں نے ہرگز خد کو یا  
 حریر کو یا اور کسی چیز کو چھوا اور ماتہ لگایا جو زیادہ نرم رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی تحصیل سے ہو اور نہ میں نے قطعاً مشک سونگھا اور نہ کوئی دوسرا  
 عطر جو زیادہ خوشبودار عرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو ہر ایک کے ساتھ  
 اہل اور اولاد و ہمسایہ اور اصحاب اور خلق تمام سے مدارات کرتے خلاق صوفیہ  
 سے ہو اور اذیت اٹھانے سے جو ہر نفس کا کھلتا ہو اور کہا گیا ہے کہ ہر ایک چیز کا جو  
 ہو اور انسان کا جو ہر عقل اور عقل کا جو ہر صبر ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا  
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مومن جو لوگوں کی صحبت میں رہے اور انکی  
 اذیت پر صبر کرے ہر شخص سے ہو جو ان سے اخلاط نہ کرے اور نہ انکی اذیت پر  
 صبر کرے۔ اور مدین میں ہے کہ آیا تم سے کوئی ایسا ہے جو مثل ابوہمضہم کے ہو جو چھا  
 کہ ابوہمضہم کیا کیا کرتا تھا فرمایا کہ وہ تھا کہ جب صبح کو اٹھتا تو کہتا اکیس میں نے آج  
 کے دن عرض و تبر و اپنی اس شخص پر تصدق کی جو میرے اوپر ظلم کرے تو جو کوئی  
 مجھے مارے میں اسے نہ ماروں گا اور جو مجھے گالیوں دے میں اسے نہ گالیوں دوں گا  
 اور جو میرے اوپر ظلم کرے اس پر میں ظلم نہ کروں گا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
 سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن مانگا کہ  
 اغترأؤن اور میں آپ کے پاس تھی آپ نے فرمایا براہی ابن عبسیرہ یا ابن عبسیرہ  
 یعنی بیٹا یا بھائی کنبہ قبیلہ کا پھر آپ نے اجازت آنے کی دی پھر باتوں میں مکات  
 کی پھر جب وہ چلا گیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جو کہا تھا سو کہا تھا پھر  
 آپ نے نرم گفتگو کی فرمایا کہ عائشہ ہر مینہ شہر پر تراد میں ہے وہ شخص ہے  
 جسکو آدمی ترک کر دین یا اسکو زندہ کر دین اسو اسے کہ اسے شش سے محفوظ  
 رہیں اور ابوذر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ



آپ نے فرمایا اللہ سے تو خوف کرو جان کہ میں تو ہوا دربر الی کے بعد بنی کر جو اسکو  
سنا دے اور لوگوں سے جس خلق پیش آسا وسطے کہ کوئی شری نہیں ہو جسکے ساتھ  
استہلال قوت عقل اور وفور علم و علم پر ایک شخص ہو سکے جیسا کہ حسن ہدایت ہو  
اور نفس ہمیشہ اس شخص سے غلبہ یزنا ہو جو اسکی مراد کے برخلاف کرنا ہو اور  
وہ غریب اور غنیب کو نیک کرنا ہو اور ہدایت سے گمئی نفس کا قطع اور طیش از قوت  
اسکی رو رہونی ہو۔ اور تحقیق وارد ہوا ہو کہ جسے غصہ کو کھایا اور وہ طاقت غصہ  
جلانے کی رکھتا تھا تو اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام خلق کے سامنے  
بلانے کا نام لے اسکو اختیار دے کہ کس جو رکود چاہتا ہو۔ اور جابر نے روایت کی ہے  
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خبردار آگاہ ہو میں تمہیں خبر  
دیتا ہوں کہ دو رخ کسپر حرام ہے ہر ایک آسان نرم سہل قریب آدمی پر۔ اور  
ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کے  
پاس گئے اور اس سے تپلائے تو وہ کانپا تب فرمایا کہ درود مت کہ میں بادشاہ  
نہیں ہوں بلکہ میں صرف قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سو کھا گوشت  
کھا یا کرتی اور بعض صوفیہ نے صوفیہ کی ملائت جانب میں آیات کے ہیں  
جسکا یہ ترجمہ ہے آیات سبک ہیں اور ملائم ہیں تو انگریزین سہولت کے  
کرمت اور کم کے ہیں محافظ اہل دولت ہیں۔ یہ نہیں کہتے ہیں وہ گالی نہکتے  
فحش جب بولیں اگر ان سے کوئی جھگڑے نہ وہ صاحب خصوصیت ہیں۔  
کسی سے تو اگر ایمان ملے سمجھے کہ ہر مردار ہستارہ ہے کہ چلتے دیکھو اسے اہل سیاحت ہیں  
اور ابوداؤد نے حضرت بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا جو شخص

کہ انکو رتی اور زری کا ہرہ عطا ہوا ہو تو ہر ایک نے خیر سے انکو ہرہ عطا کیا اور جو رتی  
 کے حصے سے محروم رکھا گیا اُسے حصہ خیر سے نہیں ملا۔ عبد اللہ بن ابی بکر نے  
 عرب کے ایک شخص سے حدیث روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ وسلم کو مجھ سے زحمت پہنچی میرے پائوں میں بھاری جوتا تھا اور میرا  
 پائوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائوں پر پڑ گیا آپ نے میرے آپکے  
 کوزہ مارا جو مائتوبین تھا اور فرمایا اللہ کے نام کی قسم جو کہ تو نے مجھے تخلیف دی  
 اے امین رات کو اپنے نفس پر ملامت کرتا رہا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو دروند کیا کہا پھر میں نے رات بسر کی جیسا کہ اللہ کو اُکھا علم جو بحر حب ہے مجھے  
 صبح ہوئی تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ وہ کہتا تھا فلاں شخص کہاں ہے میں نے کہا یہ  
 ہوں وہ اللہ وہ شخص کہ مجھ سے کل باجرا گذرا کہا میں چلا ڈرتا ہوں ابھر کہا تحقیق تو نے  
 اپنے چوتے سے کل میرا پائوں کچلا اور مجھے دکھ دیا تو میں نے میرے کوزہ مارا  
 پس یہ اسی بھیربان ہیں انکو لے جا۔ اور اخلاق صوفیہ سے ایشار اور برسات  
 ہو اور اس پر فرط شفقت اور رحمت انکو براگشتہ کرتی ہو جو طبیعت سے اور شرعاً  
 قوت یقین سے ہوتی ہو وہ موجود کو خیر کر ڈالتے ہیں اور مفقود پر مہر  
 کرتے ہیں۔ ابو زید بسطامی نے کہا ہر میرے اوپر کسی نے غلبہ نہیں کیا جیسا  
 کہ بلخ کے ایک شخص نے غلبہ کیا وہ میرے پاس ہماختہ کو آیا اور کہا اے یار تیر  
 آپ کے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہے میں نے کہا کہ جب ہم نے پایا تو کھایا اور  
 جب جہنم کو نہ ملا تو میر کیا اُسپر کہا ایسے تو ہمارے نزدیک بلخ کے تھے ہیں تو میں نے  
 اُس سے کہا تمہارے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہے تو کہا کہ جب ہضم کو

کچھ نہ ملا تو شکر کیا اور جب ہم کو ملا تو فریح کر ڈالا۔ اور ذوالنون کا قول ہے کہ دراہر  
 جس کا سینہ کشادہ ہو اس کی عین علانیہ ہیں جمع کا فرح کرنا اور مفقود کا نہ  
 مانگنا اور قوت کا فرح کرنا۔ عبد اللہ بن عباس نے روایت کی کہ اس رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے نصیر کے دن فرمایا اگر تم چاہو تو مہاجرین کو  
 اپنے مال اور ملک سے بانٹ دو اور اس غنیمت کے مال میں تم ان کے  
 شریک ہو اور جو تم چاہو تو تمہارا ملک اور مال تمہارے پاس رہے اور ہم  
 غنیمت کے مال سے بچیں کچھ نہ بائیں گے تب انصار نے کہا بلکہ ہم انکو دینا مانا اور  
 زمین بانٹ دیں گے اور غنیمت کا مال انہیں دیں گے اور ہم انہیں شریک نہوں گے  
 اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ویوترون علی انفسہم ولو کان  
 بہم خصاصة۔ یعنی اور اپنی جانوں پر ایثار اور اختیار کرتے ہیں ہر جگہ کہ انکو  
 احتیاج ہو۔ اور پھر یہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ کہا ایک شخص  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس حال میں کہ اسے بچہ پونچا تھا  
 اور کہا یا رسول اللہ میں بھوکا ہوں مجھے کچھ کھلاؤ تو آپ نے اپنی ازواج کے  
 پاس بھیجا کہ تمہارے پاس کھانا کچھ موجود ہے تو سب نے کہا اے بھائی کسی کی  
 قسم ہر جس نے تجھے حق کے ساتھ نبی کیا ہے کہ ہمارے پاس بانی کے سوا کچھ نہیں ہے  
 اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہمارے پاس کچھ نہیں جو تجھے آج کی  
 رات کھلا دین پھر فرمایا جو اسکو آج کی رات کھانا کھلائے اللہ اس پر رحم کرے گا اس وقت  
 انصار میں سے ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ میں پھر اسے اپنے  
 گھر لے گیا اور اپنی بی بی سے کہا کہ یہ مہمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے

تو اسکا اعزاز اور اکرام کر اور اس سے کوئی رکھی تیر دریغ نہ کر اُس نے کہا ہمارے پاس  
تو سو اسے بچوں کی خوراک کے نہیں ہو کہا کہ اٹھ اٹھو کھانے کی طرف مائی بالی دے  
تاکہ وہ سو جائیں اور کچھ نہ کھائیں پھر چراغ روشن کر پھر جبکہ مہمان کھانا شروع کرے  
اٹھ گویا کہ چراغ کی تپتی تیز کر رہی ہو اور اسکو بھجا دے اور چلی آج ہم اپنی زبانوں کو سوجھ  
چلائیں کہ کھانا چاہتے ہیں مہمان رسول اللہ کی خاطر یہاں تک کہ اسکا پیٹ بھر جائے  
پس وہ بی بی انھی اور دونوں کو ہلایا حتہ کہ وہ غیہ کھائے سو گئے اور کچھ نہیں کھایا  
پھر وہ انھی اور شریہ بنایا اور چراغ جلایا پھر جب کہ مہمان نے کھانا شروع کیا وہ  
انھی گویا کہ چراغ کی تپتی چاقی کرتی ہو اور اسکو بھجا دیا اور ان دونوں مہمان  
بی بی نے منہ چلانا شروع کیا مہمان رسول اللہ کے لیے اور مہمان نے گمان  
کیا کہ وہ دونوں اس کے ساتھ کھا رہے ہیں یہاں تک کہ مہمان نے پیٹ بھر  
کھا لیا اور یہ دونوں بیو کے سو رہے پھر جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے پس جب کہ انکی طرف دیکھا تو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کیا بعد ازاں فرمایا کہ ہر اکینہ آج کی راست  
اللہ تعالیٰ نے تعجب کیا فلاں اور فلاں سے اور نازل یہ آیت کی وجوہ ترون  
علی افسم ولو کان بہم خصاصۃ۔ اور اس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعض صحاب  
نے نبی علیہ السلام کے لیے بکری کی سرری بھیجی ہو کی ہدیہ کی اور وہ تکلیف  
میں تھے اور اُس نے اسے بکرا اپنے ہمسایہ کے پاس بھیجا اور اُس نے دوسرے کے پاس  
اور دوسرے نے تیسرے کے پاس اور سات آدمیوں نے دست بہ دست یوں ہی  
پھرایا پھر اول کے پاس گھوم کر وہ کھانا آیا تو اس کے لیے وہ آیت نازل

ہوئی۔ اور ابوالحسن انطاکی نے روایت کی ہے کہ اُسکے پاس تیس آدمی سے زیادہ  
 جمع ہوئے ایک کانوں میں جو رنر کے قریب تھا اور اُسکے پاس تھوڑے گردے  
 روٹیوں کے تھے کہ پانچ آدمیوں کا بھی انہیں سے پیٹ نہ بھرتا تو روٹیوں کو توڑا  
 اور چراغ کو بجھا دیا اور کھانے کے پستے پھر جب کھانا بڑھا یا تو دیکھیں تو  
 وہ کھانا بدستور موجود ہے کہ انہیں سے نہ کھایا تھا اس سبب سے کہ ہر ایک نے اپنے  
 نفس دوسرے کو فیتار اور اتار کیا۔ اور غدیفہ عدوی سے حکایت ہے کہ میں یرموک  
 کے دن اپنے چچیرے بھائی کی تلاش میں چلا اور میرے پاس تھوڑا پانی  
 تھا اور میں کہتا تھا کہ اگر اُس میں کچھ رقی حیات کی ہے تو اُسکو میں پلاؤں اور  
 اُسکا منہ پوچھوں تو اچانک مجھے وہ ملا میں نے کہا کہ مجھے میں پانی پلاؤں اُسے  
 اشارہ کیا کہ مان تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ آہ کہہ رہا تھا تب میرے بھائی  
 نے کہا کہ یہ پانی اُس کے پاس ہے جاتے اُسکے پاس لے گیا اور وہ  
 ہشام بن عاص تھا میں نے کہا کہ مجھے پانی پلاؤں تو ہشام نے دوسرے  
 کو شنا کہ آہ کہہ رہا تھا پس اُس نے کہا کہ اُسکے پاس ہے جا میں اُسکے  
 پاس لے گیا اچانک دیکھا کہ وہ مچکا تھا پھر میں ہشام کی طرف اُٹھ کر آیا تو  
 دیکھا کہ وہ بھی مچکا تھا تب میں اپنے بھائی کی طرف پہنچا تو وہ مچکا تھا  
 اور ابوالحسن بوشنجی سے سوال کیا گیا کہ فتوت کیا ہے تو کہا میرے  
 نزدیک فتوت وہ ہے جسکے ساتھ وصف اللہ تعالیٰ ہے انصار کا اس آیت  
 میں کیا ہے۔ والذین تموا اللہ والایمان۔ یعنی اور وہ لوگ  
 جو گمروں کو اور ایمان کو بکڑے ہوئے ہیں۔ ابن عطار نے کہا ماحی

یو خرون علیٰ نفسہم چودا کراد کوکان بہم خصاصۃ یعنی جو ما و فخر یعنی اپنے نفسوں پر جو و اور کریم کو اختیار کرتے ہیں اور اگرچہ اُسکو احتیاج بھوک اور غلشی کی ہو اور بعض نے کہا ایتار وہ ہے کہ بجائیوں کے حفظ کو دینا اور آخرت کے کام میں اپنے حفظ پر مقدم رکھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ ایتارم اختیار سے نہیں ہوتا بلکہ ایتار وہ ہے کہ کل خلائق کے حقوق کو اپنے حق پر تو مقدم رکھے اور انہیں تو ایتار نہ کرے کہ یہ بجائی اور یہ ساتھی اور یہ جان بچان ہے۔ یوسف بن حسین کا قول ہے کہ جس نے اپنے نفس کے لیے ملکیت اعتقاد لی اُس سے ایتار صحیح نہیں ہوتا اس واسطے کہ وہ اپنے نفس کو زیادہ مستحق اُس چیز کا سمجھتا ہے اس واسطے کہ اُسے اپنی ملک سمجھتا ہے بلکہ ایتار اُس شخص سے آتا ہے جو تمام اشیاء کو اہل کی سمجھے پس جو کوئی اُسکو پہونچا دی اُسکا مستحق ہے پس جب کوئی خیر اس میں سے اُس کے پاس آئے تو وہ اپنے نفس اور ماتہ کو امانت دار اعتقاد کرے کہ اُس چیز کو اُسکے مالک کے پاس پہونچا دے یا اُسکو ادا کرے اور بعضوں نے کہا حقیقت ایتار یہ ہے کہ آخرت کا حصہ تو اپنے بجائیوں پر ایتار کرے اس واسطے کہ دنیا تھوڑی مالیت کی ہے اس سے کہ کوئی محل یا ذکر اُسکے ایتار کے لیے ہو اور اسی قبیل سے ہے جو منقول ہے کہ بعض صوفیہ نے اپنے ایک بجائی کو دیکھا اور زیادہ شگفتہ ہوئی اُسکے متقابل ظاہر کی پس اُسکے بجائی نے یہ بات اس سے بڑی سمجھی تو کہا اے بجائی میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے جب دو مسلمان باہم ملاقات کریں تو انہیں سورج و رحمت مازل ہوئی ہیں انہیں سے تو ہے رحمت اُس شخص کے لیے جو زیادہ شگفتہ رہے ہو

اور دس محنت اُسکے لیے جو اُس سکم ہو تو میں نے چاہا کہ میں اُنکو جسے شگفتہ روئی میں  
 ہوں نہ کہ تیرے واسطے زیادہ حصہ محنت کا ہو۔ ابو اقصا سہماری سے مشغول ہے کہ  
 میں نے ابوبکر بن سعد ان سے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا جو کوئی صوفیہ سے صحبت رکھے تو  
 چاہیے کہ بلا نفس اور بلا قلب اور بلا ملک صحبت رکھے پس جبکہ وہ کسی خیر کی طرف اپنے  
 اسباب سے نظر کرے گا تو یہ بات اُسکو حصول مقاصد سے قطع کرے گی۔ اور سہل بن  
 جبرہ بعد صوفی نے کہا ہے کہ صوفی وہ ہے جو اپنے خون کو حلال اور ملک اپنی کو مباح سمجھے  
 اور وہ ہم کا قول ہے کہ تصوف تین خصلتوں پر مبنی ہے فقر اور انقار کو کرے رہے اور  
 بزل و اختیار سے تحقیق ہو اور تعرض اور اختیار کو ترک کر دے۔ روایت ہے کہ جب  
 صوفیہ کی بیانی اور غمازی کی گئی اور غنید فقر کے باعث جدا ہوسے اور شہام و  
 رقام و نور سے بکڑے گئے اور عالمی گردن مارنے کے لیے نطع بچایا گیا تو نور سے  
 سبقت کی تو اُس سے پرچھا گیا کہ کیوں تو نے بشارت کی تو کہا کہ میں اپنے مایوس  
 کو ایک ساعت زیادہ حیات پسند کرتا ہوں اور مشغول ہے کہ رو دباری اپنے  
 بعض یاروں کے گھر پر آیا اور اُسے موجود نہ پایا اور دروازہ اُسکے گھر کا بند پایا تب  
 آپ نے فرمایا کہ صوفی اور اس کا دروازہ بند تو فرماؤ اُسکے دروازہ کو تو لوگوں نے  
 توڑ ڈالا اور حکم دیا کہ جو کچھ اُسکے گھر میں ملے اُسے سچ ڈالو تو تمہیں کہے لیے اسباب  
 باز رہے گئے اور رقم قیمت لی اور گھر میں بیٹھ رہے پھر صاحب خانہ آیا اور کچھ  
 نہ کہا اور اُسکی بی بی آئی اور چادر اوڑھے ہوئے تھی اور گھر کے اندر آئی  
 اور چادر کو سینک دیا اور یہ کہا یہ بھی بقیہ گھر کے اسباب کی ہے اور اُسے  
 سچ ڈالو یہاں لے اُس سے کہا کہ یہ تکلف اپنے اختیار سے تو نے کیوں کیا

وہ بولی کہ خاموش مثل شیخ ہمیر دست درازی و تسلط کرتے اور چمارے اور حکم کرے اور باز رکھے اور چر چمارے پاس کوئی چیز باقی رہے کہ اسے سنیت رکھیں۔ اور حکایت ہے کہ قیس بن سعد بیمار ہوا تو اُسکے بھائیوں نے اُسکی عیادت میں دیر کی تو اُنکا حال پوچھا لوگوں نے کہا کہ وہ اُس سے شرمائے ہیں کہ تیرا قرض اُنکے ذمہ کر لیا اسد مال کو رسوا اور خوار کرے جو بھائیوں کو ملاقات سے باز رکھتا ہے پھر ڈنگی کو حکم دیا کہ وہ ڈنگی پیٹ دے کہ حقیقیس کا مال قرض ہو وہ اُسکو ملا لیا تب تو اُسکے گھر کی دلیلیز ٹوٹ گئی اتنی کثرت اُسکے عیادت کرنے والوں کی ہوئی اور نقل ہے کہ ایک شخص جو اُسکا دوست تھا آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو جب وہ باہر آیا تو کہا تو کس لیے میرے پاس آنا کہا چار سو درم گے بے جو میرے اور قرض ہیں تو گھر میں گیا اور چار سو درم تو لے اور اُسکو دیدیے اور گھر میں رہنا جو اُسکے لیا اُسکی بی بی نے کہا کیوں نہیں بہانہ کر دیا جبکہ میرے اوپر دنیا گران معلوم ہوا کہ امین اس لیے روتا ہوں کہ اُسکے حال کی پریشانی نہیں کی تا آنکہ وہ محتاج اس بات کا ہوا کہ میرے پاس اُسکے لیے آیا۔ اور ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ کسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشعر بن جب لڑائی میں بے توشہ ہو جاتے ہیں اور اُنکے عیال کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو وہ جمع کرتے ہیں جو کچھ اُنکے پاس ہو تا ہے پھر اُسکو ایک برتن سے ہانت دیتے ہیں تو وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔ اور جابر نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کی ہے کہ آپ جب جہاد کا ارادہ کرتے فرماتے اگر وہ مہاجرین و انصار کے ہر مہینہ ایک قوم بخارے بھائیوں میں سے ایسی ہی کہ نہ اُن کے پاس مال ہی



اور نہ اسباب ہی تو چاہیے کہ ہر ایک آدمی تم میں سے اپنے شامل ایک اور دو اور  
 تین کو کرے اور تم میں سے ہر ایک کو اپنے اوٹ کی سواری باری سے ایسی ہی  
 ملے جیسے کہ انہیں سے ایک ایک کو اپنی باری سے ملے کہا میں نے اپنے شریک  
 دو یا تین کو کہا کہ میری نوبت سواری میں نہیں تھی مگر سعد کہ انہیں سے ایک  
 کی نوبت تھی۔ اُس سے روایت ہے کہ جب عبدالرحمن بن عوف مدینہ میں آئے تو  
 اُس کے موافقات اور پیچھا چارہ نے سعد بن ربیع سے کہا پھر سعد نے کہا میں اپنا مال  
 آدھوں آدھ تجھے بانٹ دیتا ہوں اور میری دو بی بی ہیں ایک کو انہیں سے طلاق  
 دیتا ہوں جب اُس کے ایام عدت گزر جائیں تو اُس سے نکاح کر کے تب عبدالرحمن  
 نے اُس سے کہا اللہ تجھے تیرے اہل اور مال میں برکت دے پس ایشیا پر صوفی کو  
 اُس کے نفس کی طہارت اور اُس کے سرشت کے شرف نے ہی برا لکھتے کیا اور  
 اللہ تعالیٰ اُسے صوفی اسوقت بناتا ہے کہ جب اُسکی سرشت کو اس صفت  
 کے لیے تیار اور مستعد کر لیا اور جس کسی کے خمیر میں سخاوت ہو اور سخی قریب ہے  
 کہ صوفی ہو جائے اس واسطے کہ سخاوت طینت کی صفت ہے اور اُس کے مقابلہ میں  
 قسح یعنی بخل ہے اور قسح صفت نفس کے لوازم سے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور  
 جو اس نفس کے حرص و بخل سے محفوظ و مصنون ہو وہ صاحب فلاح و نجات  
 کے ہیں فلاح کا حکم اُس کے ساتھ دیا کہ وہ بخل سے بچیں اور فلاح کا حکم اُس کے  
 لیے فرمایا جو بذل و اتفاق کریں سو کہا و ماز قنا ہم یفقون اولیٰک علی  
 ہدیٰ من بہم و اولیٰک ہم اعلیٰون یعنی اور ان چیزوں سے جو ہم نے روزی  
 کی ہیں دیتے اور خرچ کرتے ہیں وہ لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے

راستہ پر ہیں اور وہ صاحب فلاح ہیں اور فلاح سعادت داریں کے لیے اسم جامع  
 ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے قول سے آگاہ کر دیا تین ملکات ہیں  
 اور تین نجات ہیں ہر ملکات سے ایک تنہا مطاع یعنی نخل پذیر فتر گردانا ہے اور  
 خالی نخل کو نہیں فرمایا کہ وہ ہلک ہے بلکہ وہ ہلک اُس وقت ہوگا کہ وہ مطاع ہو مگر  
 اُس کا غیر مطاع نفس میں ہونا سو وہ انکار نہیں کیا جاتا اس واسطے کہ وہ لوہ زم نفس سے  
 ہے کہ اُسکی اصل پیدائش خاکی سے مددیانے والا ہے اور مٹی میں قبض و رساک ہے  
 اور یہ آدمی سے کچھ تعجب نہیں اور وہ جلی اور پیدائشی ہے اور تعجب ہے تو اُسکا ہے کہ  
 سخاوت کا وجود سرشت میں ہو اور وہ نفوس صوفیہ کے لیے حاصل ہے جو انگوٹوں  
 و انیسار کی طرف بلاتا ہے اور سخاوت جو دے کا مل تراور تمام تر پس خود کے مقابل  
 نخل ہے اور سخا کے مقابل شح ہے اور جو در نخل کی طرف سے عادت کے طریق سے  
 اکتساب راہ پاتا ہے برخلاف شح اور سخا کے جبکہ وہ دونوں سرشت میں داخل ہیں  
 پس جتنے نسخی ہیں وہ سب جو ادین اور ہر ایک جو ادسخی نہیں ہے اور حق سبحانہ و  
 تعالیٰ سخا کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا اس واسطے کہ سخا نتائج سرشت اور طبیعت  
 سے ہے اور اللہ تعالیٰ سرشت و طبیعت سے پاک اور منزہ ہے اور جو دین ریا کو دخل  
 ہوتا ہے اور انسان اُسکو عمل میں لانا ہے اس حالت میں کہ وہ خلق اور حق سے  
 عوض پانے پر تاک لگاتا ہے خواہ لوگوں کی ثنا و غیرہ ہو خواہ اللہ تعالیٰ سے ثواب  
 ہو اور سخا میں ریا کو دخل نہیں ہوتا اس واسطے کہ وہ پیدا ایسے نفس سے  
 ہوتی ہے جو پاک صاف اور دنیا و آخرت کے بدر سے بلند تر ہے اس واسطے کہ  
 عوض کا چاہنا نخل کی خبر دیتا ہے اس واسطے کہ اُسکی علت طلب عوض ہے پس

جو چیز کا خاص شخص ہو وہ نہا ہی درین صورت نمایاں صفا کے لیے ہو اور تیار اہل انوار کے واسطے ہو اور چنانچہ کہ قول اللہ تعالیٰ میں - انما الطغیاء لوجہ امس لانہ یرید منکم جزاء و لا شکورا - یعنی اسکے سوا نہیں ہو کہ ہم تمہیں خالص اللہ کے واسطے کھانا کھلانے ہیں نہ تم سے ہمیں خواہش جزا اور بدلے کی ہو اور نہ تم سے شکریہ چاہتے ہیں نفسی خواہش مانگنے کے لیے ہو جیسے کہ فرمایا لانہ یرید بعد اس قول لوجہ کے تو جو اللہ کے واسطے ہو تو عوض چاہتے کیا اشعار نہیں کرتا بلکہ سرشت اپنی طہارت کے سبب مراد حق کی طرف منجذب ہوتی ہو نہ کہ غرض کے لیے اور یہ کامل تر سخا پاکیزہ تر سخاوتوں سے ہو - اسما و بنت ابی بکر نے روایت کی ہو کہ امین نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس کچھ نہیں ہوتا مگر اسی قدر کہ زبیر مجھے دیتا ہو پھر میں دینی ہوں فرمایا کہ مان تو مت بند کرو نہ تیرے اوپر دینا بند کر دے گا - اور اخلاق صوفیہ سے درگزر اور عفو اور بڑائی کا مقابلہ بھلائی سے ہو - سفیان کا مقولہ ہو احسان اسکو کہنے ہیں کہ جو تیرے ساتھ بڑائی کرے اسکے ساتھ تو بھلائی کرے اس واسطے کہ محسن پر احسان کرنا تجارت ہو جیسے بازار کی نقدی ہو ایک چیز لے اور ایک چیز دے - اور حسن کا قول ہو احسان وہ ہو کہ عام پر ہو نہ یہ کہ خاص ہو جیسے آفتاب اور چوہا اور ابرہہ اس نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میں نے محلات ایسے دیکھے کہ جو بہشت میں بلند تھے میں نے کہا اے جبریل یہ کسکے لیے ہیں کہا غصہ کھانے والوں اور لوگوں سے عفو کرنے والوں کے لیے - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہر ائمہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک مجلس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص آیا اور ابو بکر کے حق میں بُرا بھلا

کہنے لگا اور وہ خاموش تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے پھر ابو بکر نے بعضی  
 باتیں جو اُسے کہی تھیں اُلٹ کر اُسکو کہیں تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام غصہ ہو کر  
 اور اُسے آپ کے ساتھ ابو بکر ہو کر اور کہا یا رسول اللہ اُسے مجھے گالیان دین  
 اور آپ مسکراتے رہے پھر میں نے اُسے اُلٹ کر کہا جو اُسے مجھے کہا تھا تو  
 آپ غصہ ہو کر اور اُٹھ کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا کہ توجہ تک خاموش تھا  
 تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا کہ اُسکو اُلٹ کر کہتا تھا پھر جب تو بولا شیطان نے  
 جواب دیا کہنا شروع کیا پھر مجھے یہ نہ تھا کہ ایسی جگہ بیٹھوں جہاں شیطان ہوا ابو بکر  
 تین باتیں ہیں جو سب حق ہیں۔ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو سپر ظلم کسی طرح کا کیا جائے  
 اور وہ اُسے غفور ہے مگر یہ کہ اللہ اسکی بڑی مدد کرے اور کوئی بندہ ایسا نہیں ہے  
 کہ سوال کا دروازہ کھولے جس سے وہ کثرت کا ارادہ کرے مگر یہ کہ اللہ اسکے اظہار  
 کو زیادہ کرے۔ اور کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ وہ بخشش یا انعام کا دروازہ کھولے  
 جسکے ساتھ اسکی طلب خیرات اللہ کی ہو مگر یہ کہ اللہ اسکے لیے کثرت سے ترقی  
 کرتا ہے۔ حذیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر جانی  
 مست ہو کہ کو تم اگر لوگ احسان کریں تو ہم احسان کریں اور وہ ظلم کریں تو ہم ظلم کریں  
 مگر اپنے نفسوں کو ٹھہراؤ اگر لوگ احسان کریں تو ہم احسان کرو اور اگر وہ بُرائی کریں  
 تو ہم ظلم نہ کرو۔ اور بعض صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ایک شخص جو سپر میرا گذر ہوا ہے  
 تو وہ نہ میری دعوت کرتا ہے اور نہ مجھے نماز رکھتا ہے تو جب میرے پاس آئے  
 تو اُسکے عوض کروں یعنی نہ کھلاؤں نہ نماز رکھوں آپ نے فرمایا کہ نہیں  
 تو اُسکی دعوت کر۔ اور فضیل نے کہا ہے کہ فتوت بھائیوں کی فرشتوں سے

در گذار اور ساخت ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وصل رحم وہ  
 نہیں ہے جو مکافات کرے یعنی جیسا کہ دوسرا کرتا ہے ویسا وہ بھی کرے لیکن وصل  
 وہ ہے کہ جب قطع رحم دوسرا کرے تو یہ اُسکا وصل کرے۔ اور حضرت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مکامِ اخلاق سے یہ ہے کہ تو غفوراً شخص سے کرے  
 جو غیر سے اور ظلم کرے اور تو وصل کرتے اُس شخص سے جو قطع کرے اور جو تو اُسے  
 عطا دے جو تجھے محروم رکھے اور اخلاقِ صوفیہ سے کشادہ روی اور طلاقت و جہ  
 ہی صوفی کا بیکار اُسکی خلوت میں ہے اور بشیر و تنگنالی مثنائی اُسکی لوگوں کے ساتھ ہے جو  
 اُسکے چہرہ پر بشارت اُسکے انوارِ قلب کے آثار سے ہے اور ہر آئینہ باطن صوفی  
 نمازلات الیہ اور وہاب قدسیہ میں نزول کرتا ہے جس سے قلب تر و تازہ ہو تاکہ  
 اور فرح و سرور سے لبریز ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ کے فضل و رحمت سے سوا اُسکے سوا  
 چاہے کہ خوش ہوں اور سرور جب کہ ممکن ہو اَدل سے اُسکے آثارِ صورت پر پہنچنے  
 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وجہ یومئذ مسفرة یعنی کتنے ہی چہرہ آج کے دن  
 روشن جلتے ہوئے بشارت پانے والے ہیں یعنی خوش ہیں بعض نے کہا ہے  
 کہ چہرے روشن اس سبب سے ہوئے کہ مدتوں راہِ خدا میں غبارِ الودہ ہوئے تھے  
 اور پھر چہرہ پر پہنچنے کی دل سے مثال ایسی ہے کہ جس طرح چراغ کا نور شیشہ  
 اور چراغِ اعدان پر گرتا ہے پس چہرہ مشکاة یعنی چراغِ اعدان ہے اور قلب شیشہ ہے اور  
 روح چراغ ہے تو جب دل فرہ دارِ سحر ازی سے خوش ہو تاکہ تو بشارت چہرہ پر  
 ظاہر ہوئی ہے قال اللہ تعالیٰ تعرف فی وجوہہم نضرة النعیم یعنی اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا کہ اُنکے چہروں میں نضرة نعیم کو پائے گا یعنی نازکی اور چمک اُسکی پائے گا

مخافہ عرب میں کہا جاتا ہے انفس اللہیات جسوقت سنبہ ہر ہر بھرا اور کلیا تاہی -  
 وجوہ یوسینڈ ماضیہ یعنی کتے ہی چہرہ اُسدن مازہ اور شگفتہ ہیں کہ اپنے  
 پروردگار کی طرف دیکھنے والے ہیں پس جبکہ انھوں نے دیکھا تو پس تر و مازہ ہو  
 سو صوفیہ سے جو اہل مشاہدہ ہیں انکی چشم دل نور شاہدہ سے روشن ہو گئیں  
 اور انکے قلوب کے آئینہ صیقل ہو گئے اور انہیں جمال ازلی کا نور منعکس ہوا اور  
 جب آفتاب صیقل کیے ہوئے آئینہ پر چمکتا ہے تو دیوار میں روشن اور درخشان  
 ہو جاتی ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ یساہم فی وجوہہم من اترا سجد یعنی اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا ہے کہ انسانی آنکھ کے چہرہ میں سجدہ کے اثر سے ہر اور جب کہ ظلال کے  
 یعنی قابون کے سجدہ سے چہرہ اثر پذیر ہوا قول الہی میں و ظلالہم بعد و الاصال  
 تو کیونکر بشود جمال سے وہ اثر پذیر نہوگا۔ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک محدث اور نیک صدقہ ہے اور  
 معروف سے یہ بھی ہے کہ تو اپنی کشادہ روی کے ساتھ ملاقات کرے اور یہ کہ  
 اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈالے۔ اور سعد بن عبد الرحمن  
 زبیدی نے کہا کہ مجھے بتاتا ہے ہر ایک شخص ملائم شگفتہ و ہنسور و لیکن  
 جو شخص کہ تو اُس سے کشادہ روی سے ملاقات کرے اور وہ تجھ سے ترش روی  
 سے ملے تو گویا تیرے اوپر احسان کرتا ہے تو اللہ فقرا میں اُسکے نسل زیادہ کرے  
 اور اخلاق صوفیہ ہے سہولت اور چمکنا اور لوگوں سے اُنکے اخلاق اور طبائع  
 کی طرف میل اور نزول کرنا اور تکلف اور بے راہ روی ہے۔ اور ہر آئینہ اس  
 معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انجاء اور احادیث ہیں اور

اخلاق صوفیہ اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چرہ انارے اور حکایت کرتے ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے ہیں میں فرارح کرتا ہوں اور نہیں کہتا ہوں مگر جو حق بات ہو۔ روایت ہے کہ ایک شخص تھا جسے زائرین حرام کہتے تھے اور وہ گنوار بدوسی تھا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آتا مگر ایک شخص کے ساتھ جسکو وہ ہدیہ رسول اللہ کرتا سو وہ ایک دن آیا اور رسول اللہ نے اسے مدینہ کی بازار میں پایا کہ اپنے لیے کچھ سودا خریدنا تھا اور وہ اسدن آپ کے پاس نہیں آیا تھا تو آپ نے اسے پیچھے سے دو لون ہاتھ سے گھسے میں بھر لیا تو وہ پیچھے کی طرف پھرتا تو نبی علیہ السلام کو دیکھا اور آپ کے دونوں ہاتھ کو سہ دیا تب نبی علیہ السلام نے فرمایا کون ہے جو اس بندہ کو خریدتا ہے اس نے کہا کہ کون ایگا یا رسول اللہ مجھے کھوئے کو تو فرمایا اگر اللہ کے نزدیک فائدہ والا ہے پھر رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہر اہل شہر کے لیے ایک بادۂ یعنی صحرانشین ہے اور بادۂ آل محمد کا زائون حرام ہے۔ اور حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ مجھے اونٹ پر سوار کراؤ آپ نے فرمایا مجھے ہم اسی کئے پیچھے پر سوار کرائینگے اس نے کہا کہ میں کہتا ہوں مجھے اونٹ پر سوار کراؤ آپ کہتے ہیں کہ اُنسی کئے پیچھے پر تو آپ نے فرمایا کہ اونٹ بچہ اُنسی کا ہے۔ اور حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے کچھ زینین کہ نوش کر رہے تھے تو فرمایا اس کھانے میں سے کھاؤ سو میں بھی کچھ زینین کھانے لگا پھر آپ نے فرمایا تو کچھ زینین کھاتا ہے اور حالانکہ تو رہدے یعنی آنگہ کا

درمند جو میں نے کہا اب میں دوسری طرف جیانا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ اور انہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دن فرمایا اے دوکان دے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح رہتے تھے جبکہ وہ گھر میں کیلے ہوتے کہا سب آدمیوں سے زیادہ ملائم سکھاتے ہوئے تھے۔ اور آپ نے روایت کی ہے کہ مجھ سے آپ سبقت لیگئے پھر میں سبقت لیگئی پھر آپ سبقت لیگئے بعد اسکے پھر سبقت لیگئی بعد ازاں فرمایا کہ یہ سبقت تیری ہے۔ اور حضرت انس سے روایت ہے کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اختلاف کرتے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے یا ابا حمیرا فعل الخیر یعنی ابا حمیرا کیا کیا خیر نے اور خیر چھوٹی چڑیا ہوتی ہے اور روایت ہے کہ عمر سبقت زبیر سے لیگئے رضی اللہ عنہما پھر زبیر سبقت لے گئے اور کہا رب کعبہ کی قسم ہر مین تجھ سے سبقت لے گیا پھر عمر نے سبقت کی اور عمر نے کہا مجھے رب کعبہ کی قسم ہر کس سے تیرے اوپر میں سبقت لے گیا اور عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ عیسیٰ نے مجھ سے کہا تو میں تجھ سے پانی میں نہا قشہ کروں کہ ہم دونوں میں سے کون زیادہ نیسی سانس کا ہے اور ہم محرم تھے۔ اور بکر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ خربوزہ کا تبارح کرتے تھے اور جب وقت کہ خائف ہوتے تو وہ رجال ہو جاتے تھے عرب کے محاورہ میں بدح بدح جب کہ ایک چیز کو پسینا یعنی خربوزہ ایک دوسرے پر پھینکتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کے لیے مین حریرہ لالی جو انکے واسطے مین نے پکایا تھا اور سودہ سے کہ میرے اور اسکے بیچ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم





اور اعمالی و اعمال کی پوشاکی کو زیب بدن کہتے ہیں اور اس معاملہ میں حد اعتدال پر بجز صوفی کے دوسرا نہیں ٹھہرتا جو کہ نفس کے لیے قاہر و رب و صفت اور اس کے اخلاقی اور طبائع عالم اپنے و فوہ علم سے اسکا نگہاشت کرنے والا ہو نا آئنگہ اچھین وہ صراط اعتدال پر افراط و تفریط کے درمیان ٹھہرے اور مریدان مبتدی کے لیے اس سے کثرت مناسب نہیں اس واسطے کہ انکو علم اور معرفت نفس کی کم ہوا اور ایسا نہ کہ حد اعتدال سے تجاوز کر جائیں اس واسطے کہ نفس کے لیے ان موقعوں پر کو پہچاند ہی جو فساد کی طرف منجر ہوتی ہو اور غماض کی طرف میل کرنے لگیں پس لوگوں کی طبائع کی طرف اتنا آسانی نفس کے لیے زیبا ہو جو ان سے بڑھا چڑھا ہو اور اسے جال اور مقام کی بلند سی کے باعث ترقی کی ہو تو وہ انکی طرف اترے اور انکی طبیعتوں کی طرف میل کرے جب کہ وہ علم کے ساتھ تزلزل کرے مگر جو شخص اپنی صفات حال پر اسے بلند نہوا ہو اور زمین جہنم کے لیے طبائع اور فتنوں کا استنراج ہو جو سرکش اور امارہ اور فرمان وہ برے کاموں کے ہیں جب ان حال میں اور مجالس میں رہتا ہے تو نفس اپنا خطا اٹھائے گا اور نیے مطالب کو غنیمت کرے گا اور رخصت اور جوار کی طرف راحت طلب کرے گا اور رخصت کی طرف اترنا اکثر اوقات اس شخص کو پسند آئے گا جو غنیف کے اور پر سوار اور پرستہ بدی کی نشان دہی نہیں ہو پس صوفیہ صاحب علم کے لیے ان باتوں میں جبکا ہم نے ذکر کیا جو ترویج اور تفریح ہو کہ وہ دل کی حاجت کو اس کی ملک جانتے ہیں اور ایک چیز جب کہ حاجت کے لیے و کھی جائے تو بقدر حاجت اندازہ کی جائے و در بقدر حاجت کی تک و میٹا اس معاملہ میں ایک بار ایک علم پر جو ہر ایک شخص

کے لیے تسلیم نہیں کیا جاتا سعد بن العاص نے اپنے بیٹے سے کہا تو اپنے مزاج میں  
اعتدال رکھو اس واسطے کہ افراط و تفریط میں قدر رکھو تاہر اور نادان تیرے اور جرأت کر سکے  
اور اسکا ترک اہل نفس و محبت کو غصہ دلاتا ہے اور ہنشینوں کو وحشت میں مبتلا کر  
اور بعض نے کہا کہ مزاج قدر بلکہ اسلب کرنے والا اور برادری کا قطع کرنے والا ہے  
اور جس طرح کہ معرفت اعتدال ہمیں صعب و مشکل ہے اسی طرح اعتدال کا مانی  
میں سچا و متواضع رہو اور ہنسی انسان کے خاصہ نفس ہے ہر اور انسان کو غلبہ حیوان  
سے تیز تر کرتی ہے اور ہنسی نہیں آتی مگر تعجب کے سبب جو پہلے سے ہو اور تعجب  
فکر کو چاہتا ہے اور فکر انسان کا شرف ہے اور خاصیت ہے اور اعتدال کی معرفت  
اس میں ہر شان ایک ایسے شخص کی ہے جس کا قدم علم میں راسخ ہو اور سچو واسطے  
یہ قول زبان زد ہر ایک و کثرۃ الضحک فانہ یبیت الغلب یعنی جو کثرت ضحک  
کے واسطے کہ وہ دل کو مردہ کر دیتی ہے اور بعض کا قول ہے کہ کثرت ضحک  
کی روحیت ہے ہر اور جیسی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہر کائنات اللہ تعالیٰ  
بہت ہلنے والے سے بغض رکھتا ہے بغیر اسکے کہ زمین و آسمان و آتش و پانی میں کو  
جو بے حاجت ہو اور بیدار و عید اور مزاج میں فرق بیان کیا گیا ہے کہ بداعیہ وہ ہے  
جس کے جد غضب نہ دلائے اور مزاج وہ ہے جس کے جد غصہ دلائے اور بدغیظہ وہ ہے  
نے غصہ کو نماز میں گناہ قرار دیا ہے اور وضو کے بطلان پر اس سے حکم کیا کہ  
گناہ قائم مقام خروج عاریت کے ہے یعنی جیسے خروج بول و باز سے بطلان  
وضو ہوتا ہے اسی طرح غصہ سے جو نماز میں گناہ ہے وضو باطل ہو جاتا ہے پس  
مزاج اور ضحک میں اعتدال نہیں حاصل ہوتا ہے الا آنسو وقت کہ خوف اور

قبض اور بیعت کئے تنگ مقام سے خلاص اور خارج ہو جاتے اس واسطے کہ وہ ان  
مضائق سے ہر ایک مضیق میں بعض تقویم کو قائم کرنا ہی تو اہمیں حال کو اعتدال  
ہو جاتا ہے اور ستیم ہو جاتا ہے پس بسط اور جارد و لون فراح اور غمک کو پیدا  
کرتے ہیں اور خوف و قبض اہمیں عدل کے ساتھ حکم کرتے ہیں اور اخلاق صوفیہ  
سے ترک تکلف ہے اور یہ اس واسطے کہ تکلف بناوٹ ہے اور عمل اور نفس پر ظلم  
لوگوں کے سبب ہوتا ہے اور یہ احوال صوفیہ کے بسائے اور خلاف ہے اور بعض تکلف ہیں  
مقدورات سے منازعت و قسمت زنی سے نارضا مندی پوشیدہ ہے اور کہا گیا ہے کہ تقصیر  
ترک تکلف ہے اور تکلف مخالفت ہے اور صاوقیں کے رستہ سے مخالفت ہے۔ اس پر ایک  
سے روایت ہے کہ رسول اللہ کے ولیمہ میں حاضر ہوا کہ اُس میں نہ روئی تھی اور نہ گوشت  
تھا۔ اور جابر سے مروی ہے کہ اُس کے پاس چند آدمی اُس کے صحاب سے آئے تو اُن کے  
لیے روئی اور سرکہ لائے اور کہا کھاؤ کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
سلم کو کہ فرماتے تھے چھاؤ ناخوش سرکہ کا۔ اور سفیان بن سلم سے روایت ہے کہ میں  
مسلمان فارسی کے پاس گیا تو میرے لیے روئی اور نمک نکالا اور کھاؤ کاش  
اگر رسول اللہ کو منع نہ کرتے اس سے کہ کوئی تکلف کسی کے واسطے نہ کرے تو میں  
اتھار سے بے تکلف کرتا اور تکلف سب چیزوں میں مذموم ہے جیسے پوشاک میں  
تکلف لوگوں کے دکھلانے کو بدوں اُس کے کہ کوئی نیت اہمیں ہو اور کلام میں  
تکلف کرنا اور زیادہ خوشامد تعلق کرنا جو اہل زمانہ کا قاعدہ ہے تو بعید ہے کہ اس کا  
سلامت اور محفوظ رہا ہو مگر ایک دوا و بہت خوشامدی ایسے ہوتے ہیں کہ جان  
میں نہ تباہ نہ تعلق نہ کریں اور وہ تعلق بچھڑان نہیں آتا اور ہر ایک شخص تعلق کرنا ہے

اُس حد تک کہ مرتجع بنفلاق تک پہنچا دیتا ہو اور وہ حال صوفی کے خلاف ہو اور اس  
 ابی امامہ نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا جیسا اور بھی یعنی کلام  
 بین در ماندگی دونوں خلاف ایمان کی ہیں اور نیز اور بیان بنفلاق کے ذکر میں ہیں اور  
 بخش ہو اور بیان سے بیان مراد کثرت کلام اور تکلف کرنا لوگوں کے خاطر ہمین  
 زیادہ خوشامد اور تعریف آگئی اور اپنی فصاحت کا اظہار ہوا اور یہ شان اہل صدق  
 سے نہیں ہو اور ابی وائل سے حکایت ہے کہ مین اپنے ایک بھراہی کے ساتھ  
 مسلمان کی ملاقات کو گیا تو ہمارے لیے جو کی روٹی اور جو کو ب نمک پیش کیا تب  
 میرے ساتھی نے کہا کاش اگر اس نمک میں پودنیہ ہوتا تو اور چھا اور خوشبودار ہوتا  
 تو مسلمان باہر گیا اور ٹونا گور کھا اور پودنیہ لیا پھر تب ہم کھانے کو میرے ساتھی نے کہا  
 کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو قانع اُس خیر پر کیا جو ہمیں روزی کیا اُس مسلمان نے کہا کہ اگر  
 تو قانع اپنی روزی پر ہوتا تو میرا ٹونا رہن ہوتا اور میں حکایت میں مسلمان کی طرف  
 سے قول اور فعل ترک تکلف ہو اور یونس نبی علیہ السلام کی مدح میں ہے کہ اُس کے  
 بھائی اُسکی زیارت کو آئے تو آپ نے ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا اُنکے سامنے  
 رکھا اور اُنکے لیے سال کا ٹاجو اُسے بویا تھا پھر کہا اگر نہ اللہ تعالیٰ تکلف نہ ہوا تو  
 پرست کرتا تو میں تمھارے لیے تکلف کرتا اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ جب تو زیارت  
 کے جانے کا قصد کرے تو جو حاضر ہو اُسے سامنے رکھو اور جب تو کسج دوسرے کی  
 زیارت کی خواہش کرے تو باقی مت چھوڑ اور زیرین احوام سے روایت ہے کہ  
 سنادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ڈگنی مٹی کہ اُسی اُن لوگوں  
 کی بخشش کہ جو میری امت کے مردوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور وہ تکلف

نہیں کرتے گا کہ ہر کہیں تکلف سے بری ہوں اور میری ہمت کے ساتھ جہاں بھی بری ہوں  
 اور روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی فاقبتنا فیما جئنا وعلینا وفضیلتنا  
 واخلأ وصدائق غلبنا وفاقبتہا بامنی بس ہم نے اس میں پیدا کیا غلہ اور انگوٹھ اور گیارہ  
 سہست کہ جانوروں کو فربہ کرے اور تینوں اور رحمت خرا اور باغات گھسنے، نجوم  
 اور درہ اور بیوہ اور تاب کو بچر کہا یہ سب ہم نے جان لیا پس کہا کیا پتھر کی کاراوی  
 نے کہ عمر کے ماتھ میں عصا تھا اسے زمین پر مارا پھر کہا یہ قسم اللہ کی تکلف ہے تو کہ  
 لوگوں جو تمہارے لیے بیان کیا جاے پس جو کچھ تم جانو اس پر عمل کرو اور جو تم نہ جانتو  
 اس کے علم اللہ کے اور جو اللہ کا خطا صوفیہ سے اتفاق ہو بدون اس کے کہ کسی  
 اسمین کرو اور ذخیرہ جمع نہ کرو اور اس واسطے کہ صوفی فضل حق کی خرابی  
 کرتا ہے تو وہ ایسا ہے کہ اگر دیا کفارے کھڑا ہو اور دیا کفارے کھڑا ہوئے اور  
 پانی انہی مشک اور گلاب میں نہ دین پھر تا اور جمع کرتا ہے وہ بھی جی اللہ عنہ نے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی دن  
 ایسا نہیں ہے کہ وہ فرشتے ہیں جو نہ کرتے اور بکار نہ ہیں ایک انہیں سے  
 کتاب برائی خرچ کرنے والے کو پیشتر عطا کر دے اور دوسرا کتاب دے کہ انہی میں تکلف کر  
 اور اس نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز دوسرے  
 دن کے لیے جمع اور ذخیرہ نہیں کرتے تھے اور روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تین پرندہ یہ آئے آپ نے خادمہ کو ایک پرندہ کھلایا  
 جب دوسرا دن ہوا تو ان پرندوں کے سامنے پکا کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا کیا میں نے تمہیں منع کیا کہ کوئی چیز دوسرے دن کے لیے

مت سینت رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر صبح کو روزی دیتا ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلال کے پاس تھے اور اُوقت ایک ڈھیری چھوڑوں کی اُسکے پاس تھی سو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے اسی بلال کسایا رسول اللہ اسکو ذخیرہ کرنا ہوں فرمایا گیا تو نہیں ڈرتا جسے بلال کو نفع دیا اور تو نہیں ڈرتا خدا صاحب عرش سے کہ وہ گئی کرے۔ اور روایت ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام درخت کھایا کرتے اور بالوں کا کپڑا پہنا کرتے اور جہان شام بخون ہوتا رات کو رہتے اور اُسکے اولاد نہ تھی کہ وہ مرے اور نہ گھر تھا کہ اُجڑنا اور کچھ صبح کے لیے سینت نہ رکھتے۔ اور صوفی کا یہ حال ہے کہ اُسکے کل دفینہ اللہ کے خزانوں میں ہیں اس سبب سے کہ اُسکا توکل اور اعتماد اپنے رب کے اور صحیح اور صادق ہے پس دنیا صوفی کے لیے ایک مسافر خانہ کے مثال ہے کہ نہ اُٹھیں و نہ رات دیکھتا ہے اور نہ اُسکے لیے اُس سے زیادہ بڑھاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم اللہ پر توکل کرو جیسا کہ حق توکل ہے اللہ تمہیں رزق اسی طرح دے جس طرح کہ پرندوں کو دیتا ہے صبح کو جھوکا اٹھاتا ہے اور شام کو سیر کر دے۔ جاہلے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز کبھو کوئی چیز نہیں مانگی گئی کہ کہا ہونین۔ ابن عبیدین کہتا کہ جب آپ کے پاس کوئی چیز نہ تھی وعدہ نہوتا۔ عبد الغفر بن محمد نے ابن خنیسا سے روایت کی ہے کہ اہل بیت علیہم السلام نے کہا کہ زمین کے پردہ پر کوئی کتبہ قبیلہ مگردن سے نہیں مگر یہ کہ میں انہیں پھر ہوں تو میں نے کسی کو زیادہ بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مال کا خیر کرنے والا نہیں پایا اور اخلاق صوفیہ سے دنیا سے تھوڑی چیز پر قناعت ہے۔ ذوالنون مہرئی نے

کہا ہر کہ جسے قناعت کی اپنے اہل زمانہ سے آرام پایا اور اپنے ہمسروں پر غالب  
 آیا اور بشر بن حارث نے کہا ہر کہ اگر قناعت بین بخر عزت کے اور کوئی فائدہ نہوتا  
 تو صاحب قناعت کے لیے کافی تھا۔ اور بنان بن حمال نے کہا ہر کہ اگر عید ماطع  
 والعبد حرافقہ ترجمہ فطیم آزاد ہو غلام اگر وہ طمع کرے اور ہو غلام حرجو قناعت  
 کا دم بھرے اور بعض صوفیہ نے کہا ہر کہ اپنی حرص سے قناعت کے ساتھ  
 انتقام سے جس طرح کہ تو اپنے دشمن سے قصاص کے ساتھ بدلہ لیتا ہے۔ اور ابو بکر  
 مرزئی نے کہا ہر کہ عقل مند وہ شخص ہو جسے دنیا کی تدبیر قناعت اور توقف سے  
 کی اور آخرت کی تدبیر حرص اور تعبیل سے کی اور یحییٰ بن ساذن نے کہا جسے رزق کے  
 ساتھ قناعت کی تو وہ آخرت کو کمائے گیا اور زندگی اسکی خوش دھرمی ہوئی اور  
 امیر المومنین علی ابن ابی طالب کم الد وجہ نے کہا کہ قناعت ایک تلوار ہے کہ وہ  
 زخم سے بغیر کام کے نہیں آتی۔ محمد الرحمن بن ابی سعید نے اپنے باپ سے  
 روایت کی کہ ہر کوہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس وقت کہ آپ صبر  
 پر تھے فرمایا جو قلیل اور کافی ہو بہتر جو اس سے کہ زیادہ ہو اور ابو ذہب میں شمول  
 کرے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ہر آئینہ فرمایا ہر آئینہ نہایت  
 پاک کی اس شخص نے جو اسلام لایا اور کفایت اس کا رزق ہو پھر آپ اس شخص نے صبر  
 کیا۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 دعا مانگی اور کہا اے ان محمد کا رزق قوت کر۔ اور جابر رضی اللہ عنہ نے روایت  
 کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کہ قناعت ایک مال پر  
 بھی نہیں ہو چکتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا تم کتاب اللہ



خود اور حکمت کے چستے بنجاؤ اور اپنے نفسوں کو مردوں میں شمار کرو اور خدا تعالیٰ سے روز کے روز مانگا کرو اور حسین حضرت نبوکی ایسی کہ وہ زیادہ ہو۔ اور عبد اللہ بن مجبص نے اپنے باپ سے نقل کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسے اس سے گھر میں صبح کی اور اسکا بدن درست ہو اور اسکے پاس ایک دن کی روزی ہو تو گویا دنیا اسکے احاطہ میں آگئی۔ اور اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے فلحقینہ حیاتنا حیاتہ یعنی پس البتہ ہم اسکو زندہ رکھینگے ایسی حیات سے جو طبع اور غش آئندہ ہے کہ وہ قناعت ہو پس صوفی عدل سے اپنے نفس پر غالب ہو اور نفس کے طبع کلمہ قفسکار ہو اور قناعت کے فوائد حاصل کر سکے گا باہر ہو اور نفس اسکے استخراج کی طرف واصل ہو اس واسطے کہ وہ جانتا ہے کہ اسکا فرض کیا ہے اور اسکی دو کیا ہے۔ ابو سلیمان دارانی نے کہا ہے کہ قناعت رضا حاصل ہوتی ہے جیسے درع زہد ہے۔ اور اخلاق صوفیہ سے ہے جھگڑے نہیں اور غصہ کو چھوڑنا اگر حق کے ساتھ ہو اور نرمی اور بردباری پر عروسہ کرنا اور یہ اس واسطے ہے کہ نفوس اچھلتے کودتے ہیں اور جھگڑا لوگوں میں ظاہر ہوتا ہے اور صوفی نے اپنے پار کے نفس کو طور کرتے ہوئے دیکھا تو اسکا مقابلہ قلب کے ساتھ کرتا ہے اور جب نفس سے مقابل کیا گیا تو وحشت جاتی رہتی ہے اور قناعت منطقی ہو جاتا ہے اور تعالیٰ اپنی رحمت کے لیے فرماتا ہے۔ ادفع بالتی ہی احسن ثاود اللہ ہی یناب وبینہ عداۃ کاتہ دلی صیم۔ یعنی جواب میں تو اسے بہت اچھی بات کہو پھر ایک بار کہہ دو کہ تیرے اور اسکے درمیان عداوت ہے ایسا ہو جائے گا کہ گویا بڑا گھرا یا رہے۔ اور مراد یعنی ستیزہ اور جدل نہیں نکالنا جاتا مگر ان نفوس زکیہ پاکیزہ سے کہ کینہ ان سے نکل گیا اور

انفوس میں وجود کینہ ستیزہ باطل ہو اور جب باطن سے ستیزہ نہ جاتا رہا تو طاہر سے بھی  
 جاتا رہا اور کبھی کینہ نفس میں اس شخص سے ہوتا ہو جس کے ماضی اور شاکلی باہمی  
 حسد کے باعث ہوتا ہو اور جو شخص کہ نفس کی گذارش میں زہد کی آتش سے دنیا  
 میں زہتا درجہ کو پہنچا کینہ اس کے باطن سے مٹ جاتا ہو اور اس میں حسد و نفرت  
 فانیہ میں جاہ و مال سے باقی نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے متقین اہل جنت کے وصف  
 میں فرمایا ہو ذر غنا مانی صد ورحم من علی یعنی ہم نے دور کر دیا جو کچھ کہ کینہ سے  
 آنکے سینوں میں تھا۔ ابو حفص کا قول ہے کہ کینہ کس طرح باقی رہ سکتا ہے ان قلوب  
 میں جنکو اللہ کے ساتھ ایثار ہو اور جو اس کی محبت میں جمے ہوئے ہیں اور اس کی  
 مودت پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اس کے ذکر میں اس کی پکڑے ہوئے ہیں اس واسطے کہ یہ  
 قلوب ہو جس نفسانی سے صاف اور طائع کی تیرگی سے پاک ہیں بلکہ نوریت میں سے  
 سرسبز آلود ہیں تو وہ باجم بھائی بھائی ہو گئے ہیں اس لیے اہل تصوف کے قلوب  
 اور ان لوگوں کے ہیں جو ایک کلمہ پر مجتمع اور ملے ہوئے ہیں اور شرائط طریق کا  
 التزام کیا ہو اور تحقیق کے ساتھ تقیانی پر جھکے ہوئے ہیں۔ اور آدمی دوم وہ ہیں  
 ایک وہ مرد ہو جو طالب ان چیزوں کا ہو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور جو چیزیں  
 اللہ کے پاس ہیں ان کی طرف اپنے نفس اور دوسرے کی جو جھکنا اور بلاناہی پس  
 تحقیق صوفی کو ان مرتبہ کے ہوتے ہوئے کیا حسد و ستیزہ اور کینہ ہو گا  
 اس واسطے کہ یہ اس کے ساتھ ایک طریق اور ایک جہت میں ہو اور اس کا عارفی  
 اور اس کا مددگار ہو اور مومنین دیوار بنیاد کے شمال ایک دوسرے کو فروست  
 اور استواری دیتے ہیں اور ایک شخص جو جب جاہ و مال اور ریاست اور

خلق کی نمائش بر غبتوں ہی تو اس کے ساتھ صوفی کو کیا حسد ہو سکتا ہے اس واسطے کہ  
 اس نے زہد اور بے رغبتی ان خیروں میں کی ہے جن میں وہ راغب ہے پس شان  
 صوفی ہے یہ ہو کہ ایسے شخص کی طرف رحمت اور شفقت کی طرف سے دیکھے جہاں  
 کہیں اسے محبوب مفتوں دیکھے پس اس کے لیے کینہ پر نیچ کھائے گا اور نہ کسی  
 چیز پر ظاہر میں اس سے جھگڑے گا اس وجہ سے کہ وہ جانتا ہے کہ نفس اس کا بطور  
 کر رہا ہے جو کہ بڑی کمالی کا حکم دینے والا لڑائی اور جھگڑے میں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ  
 عنہما نے بھی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے فرمایا است جھگڑ کر اپنے بھائی  
 سے اور نہ اس سے ایسا وعدہ کرے کہ تو غلام کرے اور حدیث میں ہے جھگڑا  
 عقاب چھوڑ دیا حالانکہ وہ بطل ہے اس کے لیے جنت سے گذارہ ایک گھوڑا یا جا بجا  
 اور تین جھگڑا ترک کیا حالانکہ وہ حق ہے تو اس کے لیے بہشت کے وسط میں گھر  
 بنا جائے گا اور تین کافرانہ ہو اس کے لیے اور زیادہ بلند ہے پر مکان تیار ہو گا  
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و  
 سلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے علم کو اس لیے حاصل کیا ہو تاکہ علماء پر مصداقات  
 اور افتخار کیسے یا نامہ افون سے اس کے ذرا سے جھگڑے یا اس کا زیادہ ہو کہ  
 اشتراف لوگ اس کی طرف رجوع کریں اور حاضرین اس سے تعارض و سلوک و فرخ میں  
 داخل کیسے لگا دیکھو کس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طاقی بن  
 جہل کے مجاہدہ کو دخول مبارک کا سبب گردانا اور اس سبب سے ہو کہ اس کے  
 فقر و غلبہ کے طلب میں ظہور کرتے ہیں۔ اور فقر و غلبہ شیشنت کی صفات  
 سے آدمی میں ہیں۔ بعض صوفیہ کا قول ہے کہ خصوصیت اور ستیزہ کرنے والا

اپنے نفس میں جب کہ وہ جدال میں غور کرتا ہے یہ بات عثمان لیتا ہے کہ کسی شجر پر  
 قناعت نہ کرے اور جو قناعت نہ کرے مگر اس بات پر کہ وہ قناعت نہ کرے تو  
 قناعت کی طرف اس کی راہ کیا ہے پس نفس صوفی نے اس کی صفات بدل ڈالیں  
 اور اس سے صفت شیطانی اور زندگی زانی ہو گئی اور نرمی اور رفی اور سہولت  
 اور طمانیت سے تبدیل ہو گئیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی  
 ہے کہ آپ نے فرمایا قسم جو اس کی جگہ ہاتھ میں پیر جی جان کر کوئی بندہ مسلمان  
 زمین پر جب تک کہ اس کا قلب اور زبان سلیم نہ ہو اور زمین کوئی مومن پر متیک  
 کہ اس کا ہمسایہ اس میں اس کے شتم سے نہ ہو۔ دیکھو کہا بنی صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے سہولت قلب و زبان کو شرط اسلام گردانا ہے اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم  
 سلم سے روایت ہے کہ ہر ایسے آپ نے ایک قوم پر گزر کیا اور لوگ ایک پتھر  
 اتھاڑے پتھر سے فرمایا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ وہ بھاری پتھر تھا جس سے پہن فرمایا  
 خیر دین میں اس سے بھاری چیز کی خبر پتھر میں ایک آدمی تھا کہ اس کے اور اس کے  
 بھائی کے درمیان غصہ تھا پس اس کے شیطان اور اس کے بھائی کے شیطان نے  
 نیا کیا پھر اسے اس سے کلام کیا۔ اور روایت ہے کہ ہر ایسے ایک لڑکا ابی زہر کے  
 پاس آیا اور اس کی بکری کا پائوں لٹا ہوا تھا اور زہر نے کہا کہ اس بکری کا پائوں  
 کس نے توڑ ڈالا تو کہا کہ میں نے کہا کہ میں تو نے یہ کام کیا کہ میں نے قصداً  
 یہ کام کیا کہ پھر کیوں کہ میں مجھے قصہ دلاؤنگا تو مجھے تو اسے گا پس تو گنگار  
 ہو گا سپر زہر نے کہا البتہ میں قصہ ہو نگا جب تو مجھے قصہ سے برا لکھتے  
 کرتے گا پس ابے آزاد کر دیا۔ اجمعی نے ایک اعرابی سے روایت کی ہے

کہا جب تیرے اوپر کوئی کام مشکل ہو کہ تو نہیں جانتا کہ اُن دونوں میں سے کونسا  
 اور رشد کے ساتھ زیادہ ہے تو انہیں سے جو تیری ہوا اور خواہش کے قریب تر ہو  
 اسکی مخالفت کر اسواسطے کہ اکثر خطا اسی کام میں ہوتی ہے جہنم میں ہوا کی متابعت ہو  
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا ہے کہ تین بیعتیں ہیں اور تین مملکات ہیں سو بیعتیں یہ ہیں اللہ تعالیٰ کا  
 خوف ظاہر و باطن میں اور رضا پسندی اور غصہ کے وقت حق کے ساتھ علم  
 دینا اور غلبی اور تو نگری کے وقت یہاںہ روی اور مملکات یہ ہیں شیخ مطاع  
 اور ہوشیاری اور آدمی کا غرور اپنے نفس کے ساتھ پس حق کے ساتھ علم غصب  
 اور رضا کے وقت دینا نہیں بنانا مگر اس شخص سے جو عالم ربانی اور حاکم اپنے  
 نفس پر ہے کہ اسکو عقل حافر اور قلب ہدایہ کے ساتھ پیرے اور اللہ کی طرف باہر  
 تو اب نظر کرے۔ نقلی ہے کہ صوفیہ نیز اسلم سے باخود ہونے اور اسکو ترک  
 کرتے تھے بعض نے انہیں سے کہا کہ اگر میں کلید غیبت سے باخود ہوں تو یہ مجھے  
 زیادہ مرغوب ہے اس سے کہ خوش آئندہ کھانسی سے باخود ہوں۔ اور  
 عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ حدیث درود میں ایک  
 حدیث تیری فرج سے اور ایک حدیث تیرے غصے سے جو قمار اور بھلیم کی گرت کو  
 نہیں کھولتا ہے مگر غصہ اور انصاف کی حد سے دشمنی کی طرف تجاوز حد سے  
 خارج کرتا ہے پس غصہ سے قلب کا خون جوش کرتا ہے پس اگر غصہ اس شخص پر  
 ہو جو اس سے اوپر ہو اُن لوگوں میں سے جس پر غصہ جلانے سے عاجز نہ ہو تو  
 خون باہر ہی جلد سے جاتا ہے اور قلب میں جمع ہوتا ہے اور اس سے غم اور وزن

اور اندر پہنچائی پیدا ہوتا ہے اور صوفی ایسی بات پر ملتفت نہیں ہوتا اس واسطے  
 کہ وہ حوادث اور غرض کو اللہ تعالیٰ سے دیکھتا اور اعتقاد کرتا ہے اس واسطے  
 وہ غم و اندوہ میں نہیں پڑتا اور صوفی صاحبِ ضمائم روح و اللہ ہے اور  
 حضرت نبی علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ ہم اور جن غم اور غصہ کے اندر ہیں  
 عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال بابت غم اور غضب کے کیا کیا  
 کہا دونوں کا نکاس ایک جگہ سے ہے اور لفظ مختلف ہیں پس جسے خراج اس  
 شخص سے کی جیسے وہ قوت رکھتا ہے وہ غضب کو ظاہر کرتا ہے اور جو ایسے شخص سے  
 خراج کرے جیسے وہ قابو نہیں رکھتا اسکو خزن کے ساتھ پوشیدہ کرتا ہے اور  
 خزن بھی غضب ہے مگر استعمال اسوقت کیا جاتا ہے کہ آپس کوئی غضب و شیطا کرے  
 اور اگر غضب ایسے شخص پر ہو جو اس کے برابر کار ہو کہ اس سے انتقام لینے میں تردد  
 کرے تو قلب کا خون انتباض اور نبساط میں آتا جاتا ہے اور غی و جھگڑا اس سے  
 پیدا ہوتا ہے اور قلب صوفی میں ایسی چیز نہیں رہتی جسے جہانہ و تعالیٰ اس سے  
 فرمایا ہے اور نکال ڈالا ہم نے کینہ جو کچھ تم کے سینوں میں تھا۔ اور صوفی کے  
 صلاحیت قلب اور حال عداوت اور کینہ کے گت اس طرح باہر پھینکتا ہے جو طرح  
 سمندر اس سبب سے کہ اس میں اور بہت سی لہریں تلاطم ہیں اور اگر غصہ ایسے  
 شخص پر ہو جو اس سے کم درجہ کا ہے کہ انتقام اس سے لے سکتا ہے۔ تو خون  
 دل جوش کرتا ہے اور قلب جب اس کا خون جوش کرتا ہے تو وہ بہت اور سخت  
 و مطلب ہو جاتا ہے اور نرمی اور سپیدی اثر سے دور ہو جاتی ہے اور اس سے  
 سیب و خون خسارہ سرخ ہو جاتے ہیں اس سے کہ وہ نہ دیکھ سکے اور نہ

اور غلبہ چانا اور اس سے رگین بھول گئیں تو اس کا عکس خسارہ پڑتا ہر ہو گیا اور  
 اس وقت ماہریت اور گائی گفتار کے ساتھ حد سے تجاوز کرنا ہی اور یہ بات صوفی میں  
 نہیں ہوتی مگر اس وقت کہ ابر و برزی اور قصہ و حد تعالیٰ کے واسطے ہو در دو ہوا  
 صورتوں میں تو صوفی قصہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کرنا ہی پھر اس کا  
 تقویٰ اسے بڑا غیبتہ اسپر کرتا ہے کہ اس کی حرکت اور قول کو میران شروع و بدل  
 میں وزن کرے اور نفس پر تمت اس کی لگائے کہ قضا و فی پر مبنی نہیں ہے  
 صوفیہ سے سوال کیا گیا کہ آدمیوں سے کون شخص زیادہ نفس پر تہ کرنے والا  
 ہے جواب دیا کہ جو مقدار میں زیادہ رہی ہو اور صوفیہ سے بے اعتنائی نے کہا کہ  
 کہ صبیح مجھے ہوئی حالانکہ میرے لیے کوئی خوشی کی چیز نہیں مگر فضائل و سازات  
 کے مواقع ہیں سو جب صوفی نے نفس کو ستم کیا جب کہ وہ قصہ میں پھرا  
 ہوا ہے تو اس کا تدارک علم نے کیا اور جو وقت علم کا تیرہ چکا قلب قوی اور  
 نفس ساکن ہو گیا اور قلب کا خون اپنے مقام اور غریب طرف واپس آ گیا اور  
 حال مستدل ہوا اور خسارہ کی شرحی جذب ہو گئی اور علم کی تہذیب ظاہر ہوئی  
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روشن نیک اور دوستی  
 سیانہ روی نبوت کے چو میں جزو میں سے ایک جزو ہے۔ اور عاشرین قدر اس  
 نے روایت کی ہے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ مجھے وصیت کردی کہ وہ قلیل ہو کہ  
 تباہی مجھے وہ یاد رہے آپ نے فرمایا غصہ مت کر پھر اس کا آپ نے اعادہ کیا  
 اور فرماتے تھے کہ لا غضب۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر گز غصہ نہ  
 دوزخ کی ایک چنگاری ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہر کہ دونوں گئیں اس کی سرخ

ہو جاتی ہیں اور گین اسکی بھول مہستی ہیں پھر جسکو تم میں سے غصہ آوے تو بگڑ کر اڑا ہو  
 نو بیٹھ جائے اور جو بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ  
 عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیخ بن عبد اللہ کہ  
 کہ ہر آئینہ تیرے اندر دو خصالتیں ایسی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکو دوست رکھتا ہے  
 حلم اور درناں اور اخلاق صوفیہ سے ہے کہ تود و اوڑ موافقت اور موافقت بھائیوں  
 سے کرے اور مخالفت کو چھوڑ دے اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی تعریف میں فرمایا ہے اشد اعلیٰ الکفار رحمۃ ربیم یعنی دو صحابہ کبار  
 پر سخت اور شدید ہیں اور باہم ایک دوسرے پر مہربان ہیں اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا ہے تو انھت مافی الارض جمیعاً ما افقت بین قلوبہم ولکن اللہ افقت بینہم  
 یعنی اگر تو وہ سب کچھ خراب کر ڈالتا جو زمین میں ہے تو بھی انکے دلوں کو ملا نہ سکتا  
 مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انکی باہم افقت اور پیوند دے دیا۔ اور تود و اوڑ توافقت  
 ارواح کے اتلاف سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اُس حدیث میں وارد ہوا ہے  
 جو ہم کہ چکے ہیں سو جنگے باہم تعارف ہو گیا انکے آپس میں افقت ہو گئی  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ما یصحبتم یمتہ اخوان یعنی پس اسکی نعمت کی وجہ سے  
 تم آپس میں بھائی ہو گئے اور غی بسمانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ و اعشتموا بحبل اللہ  
 جمیعاً ولا تفرقوا یعنی اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان کو اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑو اور  
 متفرق نہ ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے المؤمنون لایؤلفون  
 ولا یمینون لایؤلفون ولا یؤلفون یعنی مومن افقت کرنے والا ہے اور مالوف ہے  
 اور جو کوئی افقت نہ کرے نہ مالوف ہو اس میں بھلائی نہیں ہے اور آنحضرت



صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومنوں کے مثل جب وہ دونوں ملاقات کو مل  
دو یا تفر کے مثل ہو کہ ان دونوں میں سے ایک دوسرے کو دھو تاہر اور دوسرے  
اپس میں کبھی نہیں ملتے مگر یہ کہ ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے  
بھلائی حاصل کرنا ہو۔ اور ابو ادریس خولانی نے معاذ سے کہا کہ میں تجھے فی اللہ  
دوست رکھتا ہوں تو کہا خوش ہو اور عجب خوش ہو اس واسطے کہ میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے آدمیوں  
کے ایک گروہ کے واسطے عرش کے ارد گرد قیامت کے روز کرسیاں  
رکھی جائیں گی جن کے چہرہ چودھویں رات کے چاند کے مثل ہونگے لوگ  
گھبراتے ہونگے اور وہ نہیں گھبرا سکیں گے اور وہ اولیاء اللہ ہیں کہ نہ انہیں خوف  
ہو گا اور نہ وہ ٹھگین ہونگے لوگوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ  
ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ فی اللہ محبت کرنے والے ہیں اور بعضوں نے  
کہا ہے کہ اگر آدمی باہم محبت رکھتے اور محبت کے اسباب ایک دوسرے  
کو دیتے تو اس کے باعث عدالت سے مستغنی ہونے اور کہا گیا ہے کہ عدالت  
خلیفہ محبت کا جو جو متعل اس مقام میں ہوتی ہے جہاں محبت نہیں پائی جاتی  
اور بعض کا قول ہے کہ طاعت محبت کے خوف کی طاعت سے افضل ہے اسکا  
کہ محبت کی طاعت اندر سے جو اور خوف کی طاعت باہر سے ہے اور اس  
وجہ سے حضرات صوفیہ کی صحبت بعض سے مؤثر بعض میں ہے اس واسطے  
کہ ہر گاہ انہوں نے فی اللہ باہم محبت کی تو محاسن اخلاق سے آنکھوں  
نے باہم نصیحت کی اور ان کے درمیان محبت کے سبب قبول ظاہر ہوا

پس اس سبب سے پریشانی اور بجائی بجائی سے نفع اٹھاتا ہو اور اسی واسطے  
 اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہو کہ مساجد میں ہر روز سب آدمی پانچ وقت جمع ہوں  
 جتنے ایک کھاتے اور ایک محلہ میں ہوں اور جامع مسجد میں ہفتہ کے اندر  
 ایک بار جتنے ایک شہر کے رہتے والے ہوں اور نواح شہر کے جتنے رہتے والے  
 ہوں وہ عیدین میں ایک سال کے اندر دو دفعہ جمع ہوں اور مفرق شہروں  
 کے باشندہ اطراف عمر بھر میں ایک بار جمع کے لیے جمع ہوں۔ یہ سب کچھ کامل  
 حکمتوں کے باعث ہے جہاں سے ایک تاکید مومنوں کی لغت اور ہودت کی ہر  
 اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ مومن مومن کے لیے دیوار کے مثال ہو  
 کہ ایک دوسرے کو مضبوطی دیتی ہو۔ نعمان بن بشیر نے کہا میں نے یہ فرمایا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ ہو کہ مومنین کی مثل محبت اور ہودت ہاتھی  
 میں مثل بدن کے ہے جو جب ایک عضو یا راس میں کا ہو تو اور سب اعضاء کے ساتھ  
 بخوابی اور بجا میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور لغت اور محبت اسباب صحت کی  
 ہو کہ ہر اور کیوں کی صحت ضرور موثر ہو اور ہر آئینہ کہا گیا ہو کہ بھائیوں کی ملاقات  
 بارور مگر کی ہو اور ایمان شک نہیں ہو کہ باطن بارور ہوتے ہیں اور بعض بعض سے  
 قوت حاصل کرتے ہیں بلکہ اہل صلاح کی طرف صرف دیکھنا اثر صلاح دیتا ہو اور  
 صورتوں میں نظر کرنا اخلاق پر اثر دیتا ہو جو مناسبت اس شخص کے ساتھ  
 رکھتے ہیں جسکو کہ دیکھتا ہو اس طرح سے کہ ہمیشہ خوف کی طرف دیکھنے سے  
 عزت حاصل ہوتا ہو اور مسرور کی طرف ہمیشہ دیکھنے سے مسرت حاصل ہوتی ہو  
 اور ہر آئینہ کہا گیا ہو کہ من لا ینفک کلمہ لا ینفک لفظ یعنی جو شخص

کہ اُسکا دیکھنا تجھے فائدہ نہ دے اُسکی بات تجھے فائدہ نہ دے گی اور شتر خوشی شتر رام  
 کی مخالفت سے رام ہو جاتا ہے پس مخالفت کی تاثیر حیوانات میں اور نباتات اور  
 جمادات میں ہوتی ہے اور آب و ہوا دونوں فاسد ہو جاتی ہیں مرد کی مخالفت سے  
 اور کھیتی باڑی طرح طرح کے لوگوں سے جو زمین میں ہیں پاک صاف ہوتے ہیں  
 اور گھاس بُر سی زمین کی مخالفت سے ہوتی ہے اور ہر گاہ کہ ان چیزوں میں مخالفت  
 ہو تو نفوس شریف بشری میں زیادہ تاثیر مخالفت کرے گی اور انسان کا نام  
 انسان اسی واسطے رکھا گیا کہ وہ مانوس ہر ایک چیز سے ہو جاتا ہے جسکو وہ دیکھتا ہے  
 خواہ وہ چیز پہلی ہو یا برسی ہو اور الفت اور مودت ترقی اور زیادتی کو جاذب ہے  
 اور غرلت و حدت جسکی تعریف کی جاتی ہے سودہ یہ نسبت ارذل آدمی اور اہل شہر  
 کے ہے اور جو اہل علم و صفا و وفا اور اخلاق حمیدہ کے ہیں اُنکی مخالفت مغتنم  
 ہوتی ہے اور اُنکے ساتھ انس حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس کرنا ہے جس طرح  
 کہ اُنکی محبت اللہ کی محبت ہے اور اُنکے ساتھ جمع کرنے والا رابطہ حق ہے اور اُنکے  
 غیر کے ساتھ رابطہ طبیعت کا ہے تو صوفی غیرت کے ساتھ موجود سائن ہے اور  
 جس کے ساتھ موجود معائن ہے اور مومن آئینہ مومن کا ہے جب اپنے حال کی طرف  
 دیکھتا ہے تو اُسکے اقوال اور اعمال اور احوال کے اُس طرف تجلیات انہی کی جانب  
 جھانکتا ہے اور تعریفات و تلویحات جو خدا سے کریم کی طرف سے ہیں مخفی ہیں کہ غیب  
 سے غائب ہیں اور انکو اہل انوار اصرار کرتے ہیں اور اخلاق صوفیہ سے محسن کا  
 شکر احسان پر کرنا ہے اور اُنکے لیے دعا ہے اور یہ فعل اُنکی طرف سے باوجود ہے کہ  
 اُنکو کمال توکل اور اعتماد اپنے پروردگار پر ہے اور اُنکی توحید صافی ہے اور

اعتبار سے انھوں نے قطع نظر کی ہے اور نعمتوں کو نعم جبار سے دیکھتے ہیں اس واسطے کہ امین اقتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے بنا بر اس حدیث کے جو وارد ہوئی ہے کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ کوئی نہیں ہے آدمیوں سے زیادہ تر احسان کرنے والا میرے اوپر صحت اور مال خرچ کرنے میں بیٹے ابو قحافہ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اگر میں دوست خلیل قبول کرنے والا ہوتا تو ابو بکر کو قبول کرتا اور فرمایا کہ کسی مال نے مجھے نفع نہیں دیا جتنا کہ ابو بکر کے مال نے دیا پس بقی بخل اور عطا کے خلق کے سبب اللہ تعالیٰ سے محبوب ہو گئے سو صوفی پہلے ہی خلق سے فانی ہو جاتا ہے اور سب اشیاء اللہ کی طرف سے دیکھتا ہے اس طرح کہ توحید اسکے ناصیہ سے چلتی ہے اور اس پر وہ کواچا کر دیا جو خلق کو توحید خالص سے روکتا ہے اور خلق کے لیے وہ ثابت نہیں کرتا نہ بخل کو اور نہ عطا کو اور اسکو حق حجاب خلق کا ہو جاتا ہے اور جب کہ وہ توحید کے اونچے کنگورہ پر چڑھا تو شکر حق کے بعد شکر خلق کرتا ہے اور انکا وجود منع اور عطا میں ثابت کرتا ہے بعد ازاں کہ وہ سبب کو اول دیکھ لیتا ہے اور یہ اسکے علم کی وسعت اور معرفت کی قوت کے سبب وسائط کو ثابت کرتا ہے پس اسکے لیے خلق حجاب حق نہیں ہے جیسے کہ عام مسلمانوں کو ہے اور نہ اسکے لیے حق حجاب خلق ہے جیسے مرید ارباب امداد اور مبتدعی ہوتے ہیں۔ سو اسکا شکر حق تعالیٰ کے واسطے ہے اس واسطے کہ وہ نعمت دینے والا اور عطا کوئی والا اور سبب ہے اور شکر خلق کا اس واسطے کہ وہ واسطہ اور سبب

ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پہلے پہل جو بہشت کی طرف  
 بلایا جائے گا وہ لوگ حمادون ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی حمد نفع اور نقصان میں  
 کرتے ہیں اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہر کہ جو شخص حدیث کا یاد دہانی اور  
 آسنے کا احمد اللہ علی کل حال تو اللہ تعالیٰ اس سے ستر پماریاں دور کرنا ہر کہ  
 جہنم سے اونی بیماریاں ہر۔ اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت  
 کی ہر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کہ من عبد نعیم علیہ شمس  
 محمد اللہ الاکان احمد افضل منہا یعنی نہیں ہر کوئی بندہ جس کو ایک نعمت عطا  
 کی گئی اور اس نے حمد اسی ادا کی مگر یہ کہ حمد اس کی افضل اس سے ہوگی پس  
 قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کان احمد افضل منہا اس بات کا احتمال  
 رکھتا ہر کہ اللہ تعالیٰ اس سے رضی شکر کے سبب ہوا اور احتمال ہر کہ حمد  
 نعمت میں افضل اس سے ہر پس نعمت حمد کی افضل اس نعمت سے ہوگی خبر  
 اس نے حمد کی ہر جب کہ انھوں نے نعم اول یعنی حق تعالیٰ کا شکر کیا تو جو کوئی آدمی  
 سے واسطہ نعم کا ہوا اس کا شکر کرتے ہیں اور اس کے لیے دعا کرتے ہیں اس  
 رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب کبھی قوم کے پاس  
 روزہ افطار کیا تو فرمایا روزہ داروں نے تمہارے یہاں روزہ کھولا اور ہر کہ  
 تمہارا کھانا کھایا اور تمہارے اور سیکھنے و رحمت نازل ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہر کہ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس  
 کسی نے اپنے بھائی سے کہا خراک اللہ فیر تو ہر آئینہ اسے تریف اور ثنا پوری  
 کی۔ اور اخلاق صوفیہ سے بھائیوں اور مسلمانوں کے گروہ کے لیے ترسہ کا

نہل اور خرچ کرنا ہی پس جب ایک شخص کثیر اعلم اور نفس کے عیوب اور اوقات و  
شہوات کا بغیر اور بنیا ہو تو چاہیے کہ حاجات اہل اسلام کے روا کر لینے کی طرف توجہ  
ہو نہل جاہ سے اور اصلاح ذات امین یعنی صالح مصالحت کی مدد دینے میں مصروف  
ہو اور اس معاملہ میں زیادہ علم کی حاجت ہو اس واسطے کہ وہ ایسے امور میں جو خلق  
کے متعلق ہیں اور ان کے میل جول اور باہم صحبت و اڑی سے علاقہ رکھتے ہیں  
اور زمین سنراور جو الاصفونی کے لیے جو کامل احوال اور عالم ربانی ہر خدین اسلام  
سے روایت ہو کہ ہر آئینہ فرمایا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک نبی  
انبیاء میں سے تھے کہ بادشاہ کی رکاب پکڑا سکی ہو نفی اس ذریعہ سے حاجات  
خلق کے واسطے کیا کرتے تھے۔ اور عطا کرنے کہا ہو کہ ایک شخص اگر برسوں ریا  
یا ورنہ کائنات کرے اور ایک مرتبہ اور جاہ پائے جس میں مومن زندگی بسر کرے تو وہ  
اقم اور اکل ہو اس سے کہ وہ اپنے نفس کی نجات کے لیے غاص عمل کرے  
اور یہ ایک بار ایک مسئلہ جو جس سے امین جاہل لوگ فتنہ سے نہیں ہوتے  
جو دعویہ ارجہ ہوتے ہیں اور یہ امر زمین سنراور جو مگر ایک ایسے بندہ کے لیے  
جس کو اللہ تعالیٰ نے اُس کے باطن سے آگاہ کیا ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہو کہ  
اُسے کسی طرح کی قیمت کسی شے کی طرف جاہ و مال سے نہیں ہو اور بالفرض اگر  
بادشاہ روئے زمین کے اُسکی خدمت میں کھڑے ہیں تو وہ حد سے تجاوز نہ کرے  
اور نہ وہ بکبر کرے اور اگر کسی تشدد ان کی طرف جائے جو کہ جلتا اور بھڑکتا ہو تو  
اُسکا نفس صاف انکار اس حالت سے نہ کرے اور یہ امر زمین شاکستہ  
ہو مگر ایک دفعہ شخص کے لیے خلائق سے اور چند فرد کے لیے ہر مصادیق ہیں

کے ہونے کہ اپنے ارادوں اور اختیار سے الگ ہو گئے ہیں اور انکو اللہ تعالیٰ  
کشف کر دیتا ہے جو کچھ مراد اُسکی اُن لوگوں سے ہے سو وہ اشیائیں اللہ تعالیٰ کی  
مراد سے داخل ہوتے اور راتے ہیں جو جسوقت کہ انکو معلوم ہو کہ حق تعالیٰ  
اُن سے چاہتا ہے کہ وہ لوگ میل جول کریں اور قدرو نہرت بخشیں تو اُس میں  
در آتے ہیں اس طرح پر کہ صفات نفس غائب ہوتے ہیں اور یہ تو ہیں مگر ہیں پھر  
جی اُنھیں نہ فنا کے مقام کو اُنھوں نے ستم کیا پھر اُسکے بعد بقا کے مقام پر  
چڑھیں تو اُنکے لیے ہر ایک در آمد بر آمد کے مقام میں ایک دلیل ہے اور بیان  
ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن اور فرمان ہے اور وہ اپنے پروردگار کی طرف  
سے بے سیرت برہین کہ اُنہیں صاحب دل کہے کیے کسی طرح کا شک نہیں ہے  
اُسے مکاشفہ ہے مرتب مراد کا جو مخفی خطاب میں ہے اور وہ اشیاء سے ہمیشہ اپنا  
وقت لیتا ہے اور اُنھیں نے اُسکے وقت سے کچھ حاصل نہیں کیا اور کسی طرف  
میں اطراف سے نہیں ہوتا الا ایک شخص واحد جو اس حال کے ساتھ متحقق ہے  
ابو عثمان جمیری نے کہا ہے کہ مرد کامل نہیں ہو تا جب تک کہ اُسکا دل چار  
چیز یعنی شمع اور عطا اور عزت اور ذلت میں نہ ہو اور اس صفت کا آدمی جو ہو  
اُسکے لیے زیبا ہے کہ بدل جاہ کرے اور اُن چیزوں میں داخل ہو جکا ہم نے  
ذکر کیا ہے اور سیل ابن عبد اللہ نے کہا ہے کہ انسان ریاست کا مستحق نہیں  
ہو تا جب تک کہ اُس میں تین خصلت نہوں اپنے جمل کو لوگوں سے پھیرے اور  
لوگوں کا جمل نہ اٹھائے اور جو کچھ اُنکے قبضہ میں ہے اُسکو ترک کرے اور جو  
کچھ اُنکے قبضہ میں ہے اُنکے لیے خرب کرے اور یہ ریاست اُس کی ریاست کی

در آئی ہے جس میں کہ اُسے زہد کیا ہے اور زہد کا آئینہ تعین بضرورت اُسکے صدق اور سلوک کے ہے اور ہر آئینہ یہ ایک ایسی ریاست ہے جس کو حق تعالیٰ نے قائم کیا ہے تاکہ اُسکے خلائق کی اصلاح ہو سو وہ اس ریاست میں اللہ کے ساتھ قائم اُسکے حق و حب کے ساتھ ہوتا ہے اور اُس نعمت ریاست کے شکر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادا کرتا ہے

**اکیسواں باب ادب اور مکان ادب کے بیان میں ہے جو تصوف سے ہے**

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ہر آئینہ فرمایا ہے آپ نے کہ میرے پروردگار نے مجھے ادب دیا ہے جو چار چھٹی طرح سے میری تادیب فرمائی تو ادب ظاہر اور باطن کی تہذیب اور راستگی ہے جو جب کہ بندہ کا ظاہر اور باطن آراستہ اور پیراستہ ہو گیا تو وہ صوفی اور ادیب ہو گیا اور دسترخوان کا نام تادیب اس واسطے رکھا گیا کہ وہ بہت سی اشیاء پر مشتمل ہے اور بندہ میں ادب کامل نہیں ہوتا مگر کمال سکرام اخلاق سے اور سکرام اخلاق بالکل تحسین اور تہذیب خلق سے ہے سو خلق صورت انسان ہے اور خلق اُسکے معنی ہیں پس بعضوں نے انہیں سے کہا کہ خلق میں تغیر کی راہ نہیں ہے جیسے خلق میں نہیں ہے اور شک نہیں کہ وارد ہوا ہے۔ فرمے کہ ہم من الخلق و الخلق و الزرق و الاجل یعنی فارغ تھا رہا پروردگار ہو اخلق سے اور خلق سے اور زرق سے اور اجل سے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ لا تبدیل خلق اللہ یعنی اللہ کے خلق کے لیے تبدیل نہیں ہے اور صحیح تر یہ ہے کہ اخلاق کی تبدیل برخلاف خلق کے ممکن ہے جو جبر قدرت اور اختیار ہے اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ



آپ نے فرمایا ہر اپنے اخلاق کی تم تہذیب اور تحسین کرو اور یہ اس واسطے ہے کہ ہر انسان  
 نے انسان کو پیدا اور اس کو صلاح اور فساد کے قبول کرنے کے لیے بنایا اور استعداد  
 کیا اور ان کو ادب اور حکام الاخلاق کے واسطے لائق اور اہل کیا ہو اور انہیں  
 اہلیت کا وجود ہو جس طرح کہ بھماق میں آگ اور گھٹلی میں کچور موجود ہے ہر جسم  
 اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انسان کو امام سے مشرق کیا اور مغرب سے صلاح  
 پر نفاذ و تربیت سے گردانا حتیٰ کہ گھٹلی کچور کا درخت ہو جائے اور بھماق کو گھٹلی  
 اور کرتب سے حتیٰ کہ انہیں سے آگ نکلے اور جس طرح انسان کے نفس میں برکات  
 صلاح اور فساد کے خیر کی صلاحیت رکھی ہے اسی طرح انہیں شر کی صلاحیت  
 رکھی ہے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا و نفس و اسو ما فالہما مجور ہا و فہما  
 یعنی قسم نفس کی اور جیسا اُسے ٹھیک بنایا پھر سمجھ دی اُس کو ڈھٹائی کی  
 اور پیچ چلنے کی۔ تو اُس کا ٹھیک بنانا اسی میں ہے کہ ان دونوں چیزوں کی  
 اسی میں صلاحیت ہو پھر فرمایا اُسے بڑی اُسکی شان ہو تو اُعلیٰ من رُکھا و  
 فہ خائب من وکھا یعنی ہر دو کو پہنچا جائے اُسے سزاوار اور نامزد ہو جس نے  
 اُسے خاک میں ملایا پھر جب کہ نفس پاک ہو گیا تو عقل کے ساتھ عاقبت اندیشی کی  
 اور اُس کے احوال ظاہری و باطنی مستقیم اور ٹھیک ہو گئے اور اخلاق آراستہ  
 اور درست اور ادب پیدا ہوئے پس ادب فعل میں لانا ان چیزوں کا ہر جو تو  
 میں ہے اور یہ اُس شخص کی خاطر ہے جس میں بحیثیت ایک کی ترکیب دی گئی ہے اور بحیثیت  
 فعل حق کا ہے کہ اُس کے پیدا کرنے پر بشر کو قدرت نہیں ہے جس طرح کہ چھماق  
 بننے آگ کی پیدائش ہوتی ہے اس واسطے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہے

وہ انسان اقلیٰ اکثریٰ ہے جس میں اسی طرح کا وجود ہے اور اس کی صلاحیت ہے

اور اسکا نکالنا آدمی کے کسب اور طلب و گمراہی میں نہ آئی طرح ادب نکالنے  
 عادات اور سجاوہ صاف و عریضات اکسیر ہیں۔ اور ہر گاہ اللہ تعالیٰ نے صوفیہ کے  
 باطنوں کو ان عادات اور سجاوہ کی تکمیل کے لیے متعدد اور بنایا کیا ہے جو انہیں ہیں  
 تو انہوں نے حسن عادات اور ریاضت کے ساتھ ان چیزوں کے نکالنے اور  
 اُبھارنے میں جو اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے نفوس میں مکرور اور دبے ہوئے ہیں  
 پیوستگی کی۔ اور وہ مہذب اور مہذب ہو گئے اور بعض آدمیوں۔ کہ تہذیب ادب  
 بہرہ و زیادہ مشق اور ریاضت کے حاصل ہوتے ہیں اس شے کی بات ہے۔ جو  
 اللہ تعالیٰ نے انکی طبیعت اور سرشت میں رکھی ہے جیسا کہ حضرت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ادب دین مجھے میرے رب نے سوا چھایا کیا ادب دینا  
 میرا۔ اور بعض آدمیوں میں وہ ہر جگہ زیادہ مشق اور فراغت کی حاجت ہوتی ہے  
 اس سبب سے کہ سرشت میں اصل قویٰ انکے ناقص ہیں تو اسوجہ سے حیدون کو  
 صحبت مشائخ کی حاجت ہوئی تاکہ صحبت اور آموزش سے ان چیزوں کے اُبھارنے  
 میں مدد حاصل ہو جو انکی طبیعت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سجاوہ و زیبائی  
 کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ انکو فقہ سکھانا اور  
 ان کو تم ادب دو اور دوسری لفظ میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 کہ ادب مجھے رب میرے نے دیا سو بہتر ہے ادب دینا میرا چہ مجھے حکم بزرگ اخلاق  
 کے ساتھ کیا اور فرمایا خدا تعالیٰ و اعراس عن اہل بلین یعنی توجہ بخش کو  
 اختیار کر اور حکم کے ساتھ نیک کام کے اور جابلون سے منہ ہیرے۔ پوسٹ  
 بن اکسیر نے کہا ادب سے علم سمجھ میں آتا ہے اور علم سے عمل صحیح ہوتا ہے

اور عمل سے حکمت ملتی ہے اور حکمت سے زہد قائم کیا جاتا ہے اور زہد سے دنیا متروک  
 ہوتی ہے اور دنیا کے ترک سے آخرت کی رغبت حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں رغبت  
 ہونے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک رتبہ حاصل ہوتا ہے۔ منقول ہے کہ جب ابو خض عراق  
 میں وارد ہوئے جنید ان کے پاس آئے اور اصحاب ابی خض کو دیکھا جو سیدھے  
 کھڑے تھے اور ذرا اسکے آفریقہ کی شکل اس طرح کرتے تھے کہ انہیں سے کوئی خط نہیں  
 کرتا تھا جب جنید نے کہا اے ابی خض تو نے اپنے اصحاب کو ایسا ادب دیا ہے جو  
 بادشاہوں کا ہوتا ہے تو کہا نہیں اے ابی القاسم مگر حسن ادب ظاہر کا عنوان  
 باطن کے ادب کا ہے۔ ابو اسین ثوری نے کہا اللہ کے واسطے اسکے بندہ میں  
 کوئی مقام نہیں نہ کوئی حال ہے اور نہ کوئی معرفت ہے جس کے ساتھ ادب شریعت  
 سا قی ہو جائیں اور ادب شریعت علیہ ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ جو اس کا بیکار  
 ہونا اس بات سے نہیں جائز رکھتا کہ وہ محاسن ادب سے محلی اور آراستہ  
 ہوں۔ عبد اللہ بن مبارک کا قول ہے کہ خدمت کا ادب خدمت سے بزرگ تر ہے  
 ابی عبید القاسم بن سلام کے منقول ہے کہ مین دماغ میں داخل ہوا اور اکثر اوقات  
 میں کہنے کے مقابل بیٹھا کرتا تھا اور اکثر اوقات میں لیٹ رہتا اور اپنے پاؤں  
 پھیلاتا تو عائشہ کبیرہ آئیں اور کہا اے ابی عبیدہ شہور ہے کہ تو ملا سے ہر گھوڑے  
 ایک کلمہ قبول کر مت بیٹھ اسکے پاس مگر ادب سے ورنہ دیوان قرب سے تیرا نام  
 مٹ جائے گا۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ وہ عارف تھی۔ اور ابن عطار نے کہا ہے کہ نفس  
 سے اپنی پر محبول اور مخلوق ہے اور بندہ ادب کی ملازمت اور ہر اچے پر مامور ہے اور  
 نفس اپنی طبیعت اور شریعت کے ساتھ مخالفت کے میدان میں چلتا ہے

اور بندہ اسی حسن مطالبہ کی طرف کوشش کر کے پھیرتا رہی پس جس شخص سے کوشش  
 سے منہ پھیرا تو ہر آئینہ نفس کی باگ اُسے چھوڑ دی اور رعایت اور نگہداشت سے  
 غفلت کی اور جو وقت کہ اعانت کی تویہ اُسکا شریک ہوا۔ اور ضیہ کا قول ہر کہ  
 جس نے اپنے نفس کی ہوا میں اعانت کی ہر آئینہ اپنے نفس کے قتل میں شریک ہوا  
 اس واسطے کہ عبودیت ملازمت ادب اور بغیانہ سودا ادب ہے۔ اور جابر بن سمرہ سے  
 روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی اولاد کو ادب دینا  
 آدمی کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ صدقہ سماع کے ساتھ دے۔ اسی نے  
 یہ بھی روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی باپ نے  
 اپنی اولاد کو ایسی بخشش نہیں کی جو نیک ادب سے بہتر اور افضل ہو اور حضرت  
 عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ  
 کہ آپ نے فرمایا ہے اولاد کا حق باپ پر یہ ہے کہ اُسکا نام اچھا رکھے اور اچھی طرح  
 اُسے رکھے اور ادب اُسکو اچھا کرے اور ابو علی دقاق کا قول ہے کہ بندہ اپنی طاقت  
 سے جنت کو پہنچتا ہے اور اپنی طاعت میں ادب سے اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے۔  
 ابو القاسم شیرازی رحمہ اللہ نے کہا کہ استاد ابو علی کسی چیز سے لکھا کہ نہیں  
 بیٹھتا تھا ایک روز ایک مجلس میں وہ تھامین نے ارادہ کیا کہ اُسکی بیٹھنے کے  
 تکیہ رکھ دوں اس واسطے کہ میں نے بے سہارے اُسے دیکھا تو وہ تکیہ سے کسی قدر  
 ایک طرف کو پھر بیٹھا مجھے وہم ہوا کہ وہ تکیہ سے بچا اس واسطے کہ اُسکے پاس خرقة  
 یا مسئلہ نہ تھا تو آپ نے کہا کہ سہارا لگانا میں نہیں چاہتا پھر میں نے اُسکے  
 بعد غور کیا اور جاناکہ وہ ہمیشہ کسی چیز کا کبھی سہارا لگا کے نہیں بیٹھتا اور

جلالی بصری نے کہا کہ توحید موجب ایمان ہے تو جسکو ایمان نہیں توحید نہیں اور ایمان موجب شریعت ہے تو جسکو شریعت نہیں اُسے ایمان نہیں اور نہ توحید ہے اور شریعت موجب ادب ہے تو جسکو ادب نہیں اُسے نہ شریعت ہے نہ ایمان ہے اور نہ توحید ہے۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ ادب کو ظاہر اور باطن میں ساتھ رکھو پس کوئی ادب ظاہر میں نہیں بگڑا مگر یہ کہ وہ ظاہر شکنجہ میں پھینچا گیا اور نہ کوئی ادب باطن جاتا مگر یہ کہ باطن میں اُسکو عقوبت کی گئی۔ بعض صوفیہ نے کہا جو دقان کا غلام تھا کہ میں نے ایک امر دڑکے کی طرف نظر کی تو دقان نے میری طرف دیکھا اور میں اُسکی طرف دیکھ رہا تھا تو کہا فر تو اُسکے سبب اندوہ میں پڑ گیا اگرچہ برسوں بعد ہو۔ کہا میں برس بعد میں اندوہ سورج میں پڑا کہ میں قرآن بھول گیا۔ اور سہری نے کہا کہ میں نے ایک ات کو راتوں میں سے اپنا وظیفہ پڑھا اور پانٹوں اتنا محراب میں پھیلا یا تو مجھے آواز دی گئی کہ اسی سہری اسی طرح بادشاہوں کے سامنے تو بیٹھتا ہے تو میں نے پانٹوں سکڑ لیے اُسکے بعد میں نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم ہے کہ میں اپنے پانٹوں ہمیشہ کبھی نہ پھیلاؤں گا۔ جنید نے کہا کہ پھر ساٹھ برس وہ زندہ رہے اور کبھی دن کو یارات کو اپنا پانٹوں نہیں پھیلا یا۔ عبد اللہ بن المبارک نے کہا کہ جس نے ادب کو حقیر جانا اُسے حرام سنت کی عقوبت ملی اور جسے سنتوں کو حقیر جانا وہ فرائض کے حرام سے شکنجہ میں ڈالا گیا اور جسے فرائض میں تہاؤں کیا اور سہک اور حقیر سمجھا اُسکو حرام معرفت کا عذاب ہوا۔ اور سہری سے سوال کیا گیا کہ میر کیا چیز ہے تو اُسہیں وہ بیان کرنے لگا اور ایک بچھو

اُسکے پاتھوں پر چلنے لگا اور اُسے اپنے دُنگ سے تکلیف دے لگا اُسوقت  
آپ سے کہا گیا کہ کیوں نہیں اُسکو منع اپنے نفس سے کرتے کہا میں اللہ تعالیٰ سے  
شرماتا ہوں کہ ایک حال کا بیان کروں اور اُسکے خلاف کردن جو اُسکی بابت میں  
جاتا ہوں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے ذکر کیا گیا ہے کہ  
آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے زمین دکھلائی گئی پس مجھے اُسکے مشارق اور منارب  
دکھلائے گئے اور آپ نے یہ نہ فرمایا کہ میں نے دیکھا اور اُنس بن ہاشم نے کہا ہے  
کہ عمل میں ادب علامت ہے قبول عمل کی۔ درابن عطائے کہا کہ ادب وقوف  
مستحسنات کے ساتھ ہے جو چھٹا گیا کہ اسکے معنی کیا ہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ادب  
کے ساتھ ظاہر اور باطن میں تعامل اور برتاؤ کرے پھر جب تو ایسا ہو جاتے تب  
ادب ہو گا اور اگرچہ تو عجیب ہو پھر یہ پڑ جائے اذالفت جادت بکل ملیحہ و  
ان سکت جادت بکل ملیحہ ترجمہ لغت میں جب کہ بلا کلام شیریں جو کہ گنہ بولا تمام  
شیریں ہے اور جری نے کہا میں برس سے میں نے خلوت میں پاتھوں اپنا  
نہیں پھیلا ہوا ہوں اسطے کہ اللہ کے ساتھ حسن ادب احسن اور اولے ہے اور ابو علی نے  
کہا ادب کا ترک موجب راندگی کا ہے پس جس شخص نے بے ادبی بساط پر کی تو  
وہ دروازہ مک روکیا گیا اور جسے دروازہ پر بے ادبی کی وہ سواشی کی سیاست  
تک پہنچا یا گیا

بتیسواں باب بارگاہ الہی کے آداب کے بیان میں جو اہل  
قرب نے واسطے ہیں

تمام آداب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیے گئے ہیں اس واسطے

کہ حضرت علیہ السلام ظاہر اور باطن میں مجمع آداب ہیں اور اللہ تعالیٰ نے  
 حسن ادب سے کلام اللہ میں اپنے قول سے خبر دی ہے مازارِ اعلم بصر و ما  
 بہ کی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی۔ اور یہ آداب کے خواص ہے ایک  
 نازک اور باریک چہرہ جس کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اعراض و اقبال میں قلب پاک  
 اعتدال سے خبر دی کہ آپ نے ماسوا اللہ سے منہ پھیرا اور اللہ کی طرف تو  
 اور آپ نے پیٹھ کی طرف زمین اور درازیا کو ان کے خطوط سمیت اور آسمان  
 و اترخت کو اس کے خطوط سمیت چھوڑ دیا اور جن چیزوں سے آپ نے وہ  
 کیا ان کی طرف پھر التفات نہیں کی اور نہ آپ کو افسوس ہوا ان چیزوں  
 آپ کے اعراض سے غائب ہو گئیں اور ہاتھ سے جاتی رہیں اللہ تعالیٰ  
 فرمایا ہے لیلنا سوا علی ما فاکلم یعنی تاکہ تم نا امید نہ ہو اس کے اور جو تم  
 فوت ہو گئی۔ پس یہ خطاب عام کے لیے ہے اور مازارِ اعلم بصر وال نبی  
 سے خبر دینا ایک وصف کے ساتھ ہے جو خاص ہے اس معنی سے جس کے  
 عام کو خطاب کیا جو پس مازارِ اعلم بصر آپ کا حال طرف اعراض میں  
 طرف اقبال میں ملا اس سے جو اس پر در و قاب تو سین کے مقام پر  
 اور قلب کے ساتھ ہوا پھر اللہ تعالیٰ سے خبر ماکہ خوف اور نیرنگی  
 سبب آپ نے گریز کی اور اپنے اس گریز سے آپ نے انکسار اور افتقار  
 شکنوں اور عیید گیوں میں اپنے نفس کو لپیٹا تاکہ نفس یا تو نہ پھیلائے  
 غفیان نہ کرے اس واسطے کہ غفیان استغفار کی حالت میں نفس کا وصف ہوا

نے فرمایا ہو کہ کوئی نہیں آدمی سر چڑھتا ہو اس سے کہ دیکھے آپ کو محفوظ اور  
نفس اسوقت کہ روح اور قلب پر طیبات وارد ہو تب میں ہتر اتر سے یعنی پوشیدہ  
کان لگاتا اور نشانہ دے اور ہر گاہ بخشش کے ایک حصہ کو پہنچ جاتا ہر مستغنی اور طاعی  
ہوتا ہو کہ فرید انبساط اس سے ظاہر ہوتا ہو اور بسط کے اقراط اور غنیان نفس سد باب  
ترقی کا ہو جاتا ہو اسلیکہ طرف اسکا موہب اور خوششون سے تنگ اور کم ہو  
پس ہوسی علیہ السلام کے یہ حضرت احدیت میں طرفین بازخ ابصر ہے ایک  
طرف ٹھیک اور صبیح اترے اور انھوں نے انفات اسکی طرف نہیں کی جو فوت  
ہوے اور اپنے حسن ادب سے اسپر تاسف کر کے غنیان نہیں کی ولیکن بھر گئے وہ  
نعمتون اور خوششون سے اور نفس نے چوری سے انکو سن لیا اور اپنے حصہ اور  
حق کی طرف جھٹکی لگائی اسکے بعد کہ نفس حصہ پا چکا تو مستغنی ہو گیا اور جو اسے پہنچا  
چھلکنے لگا اور سائی اسکی نہ ہوئی گویا کہ اسکا ٹیکا تنگ ہو گیا تو وہ فراط انبساط  
کے باعث حد سے تجاوز کر گیا اور کہا کہ دکھلانجے اپنے تئیں کہ تیری طرف  
میں نظر کروں تب وہ روکے گئے اور ترقی کے میدان میں نہیں چھوڑے گئے  
اور ظاہر وہ فرق ہو گیا جو حبیب اور کلیم علیہما السلام سے ہے۔ اور ایک در حقیقہ  
انکے واسطے ہی جو ارباب قرب اور صاحب احوال پسینہ ہیں پس ہر فیض ایک  
عقوبت پایا جاتا ہو اس واسطے کہ ہر ایک فیض باب انصوح کے مقابل ایک  
سد اور رکاوٹ ہے اور عقوبت بالفیض اقراط بسط کو واجب کرتی ہے اور  
اگر بسط میں اعتدال حاصل ہوتا تو عقوبت بالفیض نہ واجب ہوتی  
اور بسط میں اعتدال اس عیب کے ایفاء اور مٹھرتنے سے ہوتا ہے جو



روح اور قلب پر نازل ہوتی ہے اور ایقان روح اور قلب اس چیز کے سبب ہوتا ہے جو ہم سے نبی علیہ السلام کے لیے ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے نفس کو انکار کیے بیٹ  
 بن پر شہید کر دیا اور یہ گریز اللہ سے اللہ کی طرف ہی اور وہ ذمہ کا ادب ہے جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطا اٹھایا پس جو چیز فیض  
 سے مقابل ہوتی تو اسکی ہمیشہ ترقی ہوتی رہی اور رہ گیا فرق دو کمان کا میاں  
 یا اس سے نزدیک تر اور اس شہر کے ہم شکل اور مائل ہوتا ہے جسکو ہم نے  
 بیان کیا ہے قول ابی اعباس بن عطاء کا آیت مازع البصر واطیعین کسا  
 نہیں اسکو دیکھا طیفان کے ساتھ جو کسی طرف کو میل کرے بلکہ دیکھا اسے اس شرط  
 پر کہ قوسی بین اعتدال ہو اور میل بن عبد اللہ تسری نے کہا ہے کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع نہیں کی اپنے نفس شاہد کی طرف اور نہ اس کے  
 شاہد کی طرف اور اس کے سوا نہیں کہ آپ بالکل اپنے پروردگار کا مشاہدہ  
 کرنے والے تھے دیکھتے تھے ان چیزوں کہ جو آپ پر ظاہر ہوتی تھیں صفات سے  
 بخبروں سے اس بل بین ثبوت کو واجب کر دیا اور یہ کلام اس شخص کے  
 ہے جو غور کرے، حوائف ہی اس چیز کے جسکو ہم نے ایک روز کے ساتھ اس مسئلہ  
 میں مل بن عبد اللہ سے بیان کیا ہے اور اسکی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جو  
 ہمارے شیخ فیض الدین ابو العیوب سروروی نے بروایت ابی محمد جریری سے  
 کی ہے کہ اگر علم فقط طالع کے ذرائع حاصل کرنے میں فائق ہوتا و وسیلہ اور  
 سبب ہوتا اور داندگی کی حد رتق کرتا نجات ہے اور علم قرب سے گریز  
 کرنے کے ساتھ پناہ لینے و مسئلہ دیکھنے کی ہے اور جواب نہ ملنے کی استعداد

و آخر ہر دو خطاب سننے کے واسطے قبول کرنے سے باز رہنا تکلف ہے اور اگر پیشہ  
 ان چیزوں کے علم جانے جو فصاحت فہم سے اقبال کے مکان میں معلومی ہیں  
 گناہ ہے اور ان چیزوں کے طے کی طرف مائل ہونا جو سچے اپنے معدن سے  
 علیحدہ ہو نکلے بغیر اور روری ہے اور سامنے ہونے کے وقت گردن جھکانا  
 جزا تھا اور محل انس میں انسا طاف بنگلی اور غرور می ہے اور یہ سب کلناست  
 آداب حضرت سے مغربین کے لیے ہیں۔ اور اس قول میں اللہ تعالیٰ کے  
 مازع البصر واطعی ایک اور بھی وجہ ہے جو وجہ گذشتہ سے لطیف تر ہے  
 مازع البصر یعنی ہلکی بینش نگاہ اس طرح کہ بصیرت اور بینش دل سے پھر بھی دور  
 نہ ٹھٹھکی اور ماطعی یعنی بھرتے بصیرت سے سبقت نہیں کی کہ اپنی حد سے  
 بڑھ جائے اور اپنے مقام سے تجاوز کرے بلکہ بصیرت کے ساتھ برور اور  
 مستقیم رہے اور ظاہر باطن کے سنگم اور قلب قالب کے ساتھ اور نظر بہ قدم  
 اس واسطے کہ نظر کی پیشی قدم پر طیان ہے اور نظر سے مقصود علم ہے اور قدم سے  
 مراد قالب کا حال ہے سو قدم سے نظر نہیں برسی کہ وہ طیان ہے اور قدم نظر سے  
 مشک ربا کہ وہ پچھلا جہت ہو سو جبکہ احوال میں اعتدال ہو اور قلب  
 اس کا قالب اور قالب اس کا قلب کے مثال ہو گیا اور ظاہر اس کا جیسا باطن  
 اور باطن اس کا جیسا ظاہر اور بصر اس کی اس کی بصیرت سے اور بصیرت  
 اس کی بصر سے اس طرح کی کہ چنان اس کی نظر اور علم ہو چنان اسکے ساتھ ہی قدم  
 اس کا اور حال اس کا بھی ہو چنان اور اس معنی کے لیے علم اس کے معنی کا سنسلس  
 ہو گیا اور نور اس کا ظاہر پر اس کے جھلکا اور ایک اس بارق لایا گیا

جس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نظر پہنچتی تھی نہ اس کا قدم وہاں پہنچتا تھا  
 جہاں کہ اس کی نظر پڑتی تھی جیسا کہ حدیث معراج میں آیا ہے تو بڑا قریب کے  
 ساتھ منشا بہ اور شاکی اس کے معنی سے تھا اور اس کی صفت کے ساتھ متصف ہو جو  
 اس کی قوت حال اور اس کے معنی کے تھا اور حدیث معراج میں مقامات انبیاء کی طرف  
 اشارہ کیا اور ہر ایک آسمان پر بعضے انبیاء کو دیکھا اس رز سے کہ اس کی پیش قدمی  
 اس کے پاؤں سے ہوتی اور پیچھے رہ گئے اور موسیٰ کو بعضے آسمانوں میں دیکھا سو شخص  
 کہ بعضے آسمانوں میں ہو اس کا یہ قول اس کی نظر الیک یعنی دکھا مجھے اپنے تئیں کہ  
 تیری طرف میں نظر کروں ایک تجاوز نظر کا مقدم ہے اور قدم کا پیچھڑنا نظر سے  
 ہوتا ہے اور یہی ایک فروگزاشت ہے اور ایک وصف کی آن دو وصفوں میں سے  
 جو اس قول میں اللہ تعالیٰ کے ہیں مازرغ ایسے صریح الیٰ اللہ رسول اللہ مقدم اور  
 نظر جو زکریا اور یونس کے خانہ عروسی میں در آئے اس انداز سے کہ ناظر مقدم اور  
 قادم اپنی نظر تھی۔ اور اگر حیاء تو وضع کے خانہ عروسی سے باہر جاتے اور مقدم سے  
 تجاوز کر کے نظر کو بڑھاتے تو بعضے آسمانوں پر وہ بھی رہ جاتے جیسے کہ آپ کے  
 سوا انبیاء اور پیغمبر رہ گئے پس ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خانہ عروسی میں  
 حال کے ادب سے شرمائے ہوئے بیٹھے رہا کرتے۔ یہاں تک کہ آسمانوں کے حجاب  
 پھٹ گئے اور گونا گون قرب کی چھتری آپ کے اوپر خوب لگی اور ایک ایک  
 کر کے حجابوں کے بادل آپ کے اوپر پر آگندہ ہوئے اور کھل گئے حتیٰ کہ آپ  
 مازرغ ایسے صریح کے صراط پرستقیم ہوئے تب آپ کو تندی ہوئی بجلی کی طرح  
 وصل اور لطائف کے گنجینہ کی طرف گندہ سے دور یہ غایت ادب کی ہے اور

کھایت کا مرانی کی چیز ابو محمد بن رویم نے کہا جبکہ مسافر کے ادب سے سوال کیا گیا کہ مسافر کا ارادہ اُس کے قدم سے آگے نہ بڑھے سو جان مسافر کا قلب ٹھہرے وہیں مسافر اترے۔ چارے شیخ ضیاء الدین ابو الفجیب نے وساطت کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی رب ارنی انظر الیک فرمایا کہ کہا اسی موٹی مجھے کوئی شخص حیات میں نہ دیکھے گا الا جبکہ وہ مر جائے اور نہ خشک مگر جبکہ وہ زمین ٹوٹے اور نہ تر الا جبکہ وہ پیرا گندہ ہو جائے اُس کے سوا نہیں کہ مجھے وہ اہل جنت دیکھینگے جنگی آنکھیں نہیں مریں اور نہ اُن کے اجسام پُرانے ہو کر جاتے رہتے ہیں۔ اور آداب حضرت سے وہ ہر خوشبختی نے بیان کیا کہ بات کے ساتھ انبساط اور کشادہ روی ترک ادب ہو اور بعض احوال اور شہاد کے ساتھ سو بعض کے شخص ہی علی الاطلاق نہیں ہو سوسلے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے اور ترک رہنا قول ہی میں ہے جس طرح کہ موٹی مقاصد اور حاجات دنیوی کے طلب میں انبساط سے ترک ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قرب کے ایک مقام میں اُسکو اٹھایا اور انبساط میں اُسے اجازت دی اور فرمایا کہ مجھ سے مانگ اگرچہ نمک تیرے خمیر کے لیے ہو پس جب کہ اُسکو کھلا تو وہ کھل گیا اور کہا رب الی لما نزلت اے من خیر فقیر یعنی اب میرے کہ میں واسطے اُس چیز کے کہ تو اُن میرے آتا رہے بھلائی سے محتاج ہوں سو واسطے کہ وہ آخرت کی حاجتیں مانگتے تھے اور درگاہ اسی کو نزدیک تر اس سے جانتے تھے کہ دنیا کی خیر حاجتیں مانگین اور وہ خیر گیتی کے مجاہدین خیر فیرون کے مانگنے سے تھا اور اُس کے واسطے ظاہر

میں ایک مثال ہر کہ سلطانِ عظیم سے بڑی چیزوں کا سوال کیا جاتا ہے اور تقسیم  
 چیزوں کے طلب کرنے میں شرم اور رکاوٹ ہوتا ہے۔ ہر جگہ خشمت کا پردہ اٹھ گیا تو  
 ادب کے مقام خاص میں ہر ناچھوٹی چیز کو اسی طرح مانگتے تھے جیسے کہ بڑی چیز کو  
 مانگتے تھے۔ ذوالنون مصری نے کہا ہے کہ عارف کا ادب سب ادب کے اور  
 ہو اس واسطے کہ معروف اس کا تادیب کرنے والا اس کے قلب کا ہے اور بعض  
 صوفیہ نے کہا ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص کو میں نے لگا دیا ہے  
 کہ وہ میرے ہمارے صفات کے ساتھ قیام کرے تو اس کے ساتھیوں نے اسے ادب  
 کر دیا ہے اور جس شخص پر میں نے اپنی حقیقت ذات سے کشف کیا ہے اس کے  
 لوازم سے ہلاکت کو کر دیا تو جو چاہے وہ پسند کرے ادب یا ہلاکت اور یہ قول  
 عامل کا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ہمارے صفات ایسے وجود کے ساتھ  
 ٹھہرتے ہیں جو ادب کا علاج ہے اس واسطے کہ موسمِ نصرت اور محفوظ نفس کہیں  
 باقی ہیں اور عظمت ذات کے نور چلنے پر وہ آثار انوار کے ساتھ نیست و نابود  
 ہو جاتے ہیں اور ہلاکت کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ فنا کے ساتھ متحقق اور  
 راست و درست ہو گیا اور یہ التزام درجہ کا مطلب ہے اور ابوعلی دقاق نے  
 اس قول میں اللہ تعالیٰ کے بیان کیا ہے اور ادب و فنا کے رعب الی سنی  
 انصروا نہ ارجمہ ارجمہ یعنی اور ذکر کریوٹ کا کہ جب بکار ادب اپنے کو کہ  
 مجھے نقصان ہے چھو لیا اور تو رحم کرنے والا رحم کرنے والوں سے زیادہ ہے فرمایا  
 کہ اگر مٹی نہیں کرنا اس واسطے کہ ادب خطاب کا اس نے فضا کیا اور عیسیٰ علیہ السلام  
 نے کہا میں کثرتِ خلق سے فضا ملتا یعنی اگر میں اس کو کٹا تو البتہ تو اس کو جان لیتا

اور نہ کہا کہ میں نے نہیں کہا سوا سوا سوا کہ بارگاہ الہی کے ادب کی رعایت کی اور انہیں صبر سراج نے کہا جو کہ اہل دین سے اہل خصوصیت کا ادب قلوب کی طہارت اور اسرار کی نگہداشت اور بیانیوں کی وفا اور وقت کی حفاظت اور خواطر اور عوارض اور ہر آئین اور موانع کی طرف کم توجہی اور ظاہر باطن کی یکسانی ہے اور حسن ادب مواقع طلب اور مقامات تہذیب اور اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ادب دین اور ادب ہنر اور ادب قول کا اور ادب فعل کا تو جسے اللہ تعالیٰ نے تقرب اپنے ادب فعل سے کیا اسکو محبت قلوب عطا فرمائی اور ابن مبارک کا قول ہے کہ ہم تھوڑے ادب کے زیادہ تر محتاج ہیں نسبت اُسکے کہ کثرت علم کی ہم کو حاجت ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ عارف کے لیے ادب ایسا ہے کہ بتدی کے لیے توجہ ہے اور توری کا مقولہ ہے کہ جو شخص وقت کے لیے متاد یعنی ادب یافتہ نہیں ہے تو وقت کو دشمن بناتا ہے۔ اور ذوالنون نے کہا کہ جب مرید استعمال ادب کی حد سے باہر نکل جائے تو ہر آئینہ وہ مرادیت اُسی طرف کو کہے گا جس طرف سے آیا ہے اور ابن مبارک نے بھی کہا ہے کہ ادب کے بارہ ہیں لوگوں کو بہت کچھ کہا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ وہ معرفت اور شناسائی نفس کی ہے اور یہ اُسکی طرف سے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ نفس جہالتوں کا چشمہ اور فیج ہے اور ادب کا ترک کرنا جہل کی آئینہ نش ہے جو توجہ نفس کو پہچان لیا تو معرفت کے نور کو پہونچا اس بنا پر کہ جس نے نفس کو پہچانا اس نے اپنے پورے دکان کو چھوڑ دیا اور اس نور کے لیے نفس جہالت کے ساتھ طور نہیں کرنا

مگر یہ کہ وہ صریح علم کے ساتھ استعمال اسکا کر دے لٹا ہی اور تب وہ صاحب  
ادب ہو جاتا ہے اور جو کوئی درگاہ انہی کے ادب کی مداومت کرنا ہی تو وہ اس کے  
غیر کے ساتھ زیادہ مستحکم اور پیہ زیادہ قادر ہے فقط

تفہیم سوان باب طہارت اور اس کے مقدمات کے آداب میں

اللہ تعالیٰ نے اصحاب صفہ کی تعریف میں فرمایا ہے فیہ رجال یحبون ان  
تیطروا والہم یحب ان یطہروا یعنی اسی میں وہ وہ ہیں کہ دوست رکھتے ہیں  
پاک ہونے کو اور اس دوست رکھتا ہے پاک ہونے والوں کو بعض تفسیروں  
میں بیان کیا گیا ہے کہ دوست رکھتے ہیں پاک ہونے کو بے وضو اور غسل کی  
حاجتوں روزنا پاکیزوں سے جو پانی کے ساتھ ہو۔ مجلسی نے کہا ہے کہ وہ پانی سے  
مقدون کا دھونا ہے اور عطار نے کہا ہے کہ وہ پانی سے استنجا کرتے تھے  
اور اہل بیت کو جنابت یعنی حاجت غسل کے ساتھ نہیں سوتے تھے اور اہل بیت  
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبائ کے لوگوں سے کہا جبکہ  
یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے طہارت میں تمہاری ثنا و صفت کی ہے  
تو وہ کیا ہے۔ ان لوگوں نے کہ ہم پانی سے استنجا کرتے ہیں اور پہلے یہ  
بات تھی کہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ جب تم میں  
سے کوئی شخص بیت الخلا سے آوے تو چاہیے کہ تین پیردوں سے استنجا  
کے اور اسی طرح ابتدائیں استنجا تمہارا یہاں تک کہ اہل قبائ کے حق میں

آیت نازل ہوئی۔ مسلمان سے لوگوں نے کہا کہ تمکو ہر ایک چیز تمہارے ہی نے  
 سکھلا دی تھے کہ قضاے حاجت بھی بتلائی مسلمان نے جواب دیا کہ مان ہم کو  
 منع اس سے کر دیا ہے کہ قبلہ رخ یا خانہ پورن یا پیشاب کرین یا داہنے ہاتھ سے  
 استنجا کرین یا ہم سے کوئی تین پتھر سے کم کے ساتھ استنجا کرے یا کہ سرگین  
 یا ہڈی سے استنجا کرے۔ ہمارے شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب نے بواسطہ  
 روایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے میں تمہارے لیے باب کے برابر ہوں کہ میں تمہیں تعلیم دوں  
 سو جب کہ تم سے کوئی قضاے حاجت کو جائے تو قبلہ کی طرف منہ کر کے  
 اور نہ اسکی طرف پیٹھ کر کے اور نہ داہنے ہاتھ سے طہارت کرے اور آپ  
 تین پتھر کے ساتھ امر کرتے تھے اور سرگین اور گلی ہڈی سے باز رکھتے تھے  
 اور فرض استنجا میں دو چیزیں پکیدی کا دور کرنا اور دور کرنے والی چیز کا پاک  
 ہونا اور وہ یہ ہے کہ وضع نہو اور وہ سرگین ہے اور نہ وہ دوبارہ استعمال ہو اور نہ  
 رمد ہو اور رمدہ مردہ کی ہڈی ہے اور استنجا کا طاق ہونا سنت ہے سو یا تو تین پتھر  
 ہو یا پانچ یا سات ہوں اور پانی سے پھرون ڈھیلون کے بعد آبدست کا لینا  
 سنت ہے۔ اور آیت کے معنی میں بعضوں نے کہا جو بچہ چون ان میں طہر واد ہے اور  
 جب ان لوگوں سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم پھرون کے بعد پانی  
 لیتے تھے۔ اور بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا سنت ہے اور استنجے کے پیچھے شے سے  
 ہاتھ کا ملنا سنت ہے اور اس طرح جنگل میں ہوتا ہے جب کہ زمین پاک  
 ہو اور شے پاک ہو اور استنجے کی جگہ ٹہنی یہ ہے کہ تھمہ کو یا ڈھیلے کو اپنے



بائیں ناتھو میں لے اور اُسکو مخرج اور نکاس کے اوّل کے سرے پر رکھے قبل اسکے کہ وہ نجاست سے ملے اور اُسکو ملتے ہوئے کھینچے اور اُس کھینچائی میں تھکر کو پھیرے تاکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کو نجاست سرک کر نہ لگے ایسے کرتا رہے یہاں تک کہ مخرج اور نکاس کے آخر کے سرے تک پہنچے اور دوسرا تھکر یا ڈھیل لے اور اُسے آخر کے سرے پر اسی طرح رکھے اور اوّل کے سرے تک مسح کرے اور تیسرا تھکر لے اور اُسے مہز کے گرد پھیرے اور اگر کوئی تھکر کھینچے سا تھکر استنجا کرے تو جائز ہے۔ اور استبر یعنی استنجا بول میں کہ جب بول ہو چکے تو عضو کو نین بار اُسکی جڑ سے تشفہ یعنی سرے تک نرمی سے کھینچے تاکہ بقیہ بول کا نہ اچھے پھر نین بار اُسکو جھاڑے اور استبر اور استقار کے ساتھ احتیاط کرے اور وہ چہرہ کی تین دفعہ گلار روشن کرے یعنی کھنکارے اور تھارے اور واسطے کہ خلق سے عضو تک رگیں چلی ہوئی ہیں اور کھنکارنے سے وہ جنبش کرتی ہیں اور جو کچھ بول کے راستے میں ہو اُسکو چھینک دیتی ہیں پھر اگر چند قدم غمی کرے اور پیٹے اور خنچ اور کھنکارنے میں پیشی کرے تو جائز ہے لیکن حد علم کی غایت کرے اور دوسو سے شیطان کو اپنی طرف راہ نہ دے نہ وہ وقت کو ضائع کرے چہ بن بار یا زیادہ تین بار سے عضو کو مالش و مسح کرے یہاں تک کہ رطوبت نہ پائے۔ اور بعض صوفیہ نے عضو کو پستان شیر کے تشبیہ دی ہے اور کہا کہ ہمیشہ اُس میں سے رطوبت ظاہر ہوتی ہے جتنا کہ اُسکا امتداد ہے تو اُس میں رعایت کی حد کرے اور طاق کا کھا اُس میں بھی کرے اور مالش مسح پاک زمین یا پاک تھکر پر کرے اور اگر تھکر لینے کی حالت میں اُسکے چھوٹے

عورتوں کے سبب اجنبی ہونے پر کچھ کو دہانے یا غریب اور غصہ کو بائیں میں سے لے کر  
 پتھر سے مالش کرے اور بائیں سے خلیش ہونے سے دہانے سے تاکہ دہانے سے استنجا  
 کرنے والا نہ ہو اور جب پانی کا استعمال چاہے تو دوسری جگہ بدلے اور پتھر پر  
 فصاحت اس وقت تک کرے کہ بول حشفہ یعنی سر عضو پر نہ پھیلے اور اس پر بول استنفا  
 کے ترکہ میں وحید ہو جو وار د اس حدیث میں ہے کہ حضرت محمد اللہ بن عباس  
 رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ اکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبر گدڑ  
 کو دیا یا کہ یہ دونوں عذاب کئے جاتے ہیں اور وہ دونوں کسی کبیرہ سبب سے  
 عذاب میں نہیں ہیں مگر یہ تو استبرار نہیں کرتا تھا یا کہ بول سے استنزا  
 اور طہارت بول سے نہیں کرتا تھا اور یہ دوسرا لگا یا بچھا یا کرتا تھا اور ایک  
 کے سامنے دوسرے کی سخن چینی کرتا تھا پھر آپ نے ایک ترجمہ ٹی سنگائی  
 اور اس کے دو ٹکڑے کیے بعد ازاں ایک اس کے اوپر اور ایک اس کے اوپر بھاڑی  
 اور فرمایا کہ شاید ان دونوں سے تخفیف عذاب ہو جب تک کہ وہ خشک نہ ہوں  
 اور جب ایسے جنگل میں ہو تو انھوں سے دور ہو۔ جابر رضی اللہ عنہ نے روایت  
 کی ہے کہ جب کبھی نبی علیہ السلام بارگاہ ارادہ کرتے تو آپ چلے جاتے یہاں تک کہ  
 آپ کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ماہین  
 ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو نبی علیہ السلام قضا  
 حاجت کو گئے اور چلتے چلتے دور نکل گئے۔ اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام  
 اپنی قضاے حاجت کے لیے ترول فرماتے تھے جیسے کوئی شخص گھر میں آتا کہ  
 اور آپ پر درہ کرتے کسی دیوار یا زمین کے ٹیلے یا پتھر کے انبار سے۔ اور

جا کر ہو کہ آدمی جنگل میں اپنے کجاوہ سے پردہ کرے یا اپنے دامن سے جب کہ  
 کپڑے کو چھینٹتے سے حفاظت ہو اور پیشاب نرم زمین میں یا ڈھالو مٹی پر کرنا  
 مستحب ہو۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
 تھا سو آپ نے پیشاب کرنا چاہا سو ایک دیوار کی جڑ میں نرم زمین پر گئے  
 اور پیشاب کیا بعد اُسکے زہا یا جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنا چاہے تو  
 چاہے کچھ کہ نرم زمین یا ڈھالو تلاش کرے اور سزاوار ہو کہ قبلہ کو منہ کرے  
 نہ اُسکو پیٹھ کرے اور نہ سورج اور چاند کے سامنے منہ ہو اور مکانات میں  
 قبلہ رو ہونا مکروہ نہیں ہو اور اونٹنے یہ ہو کہ اُس سے پرہیز کرے اس سبب  
 سے کہ بعض فقہاء اُسکی کراہت کی طرف مکان میں بھی گئے ہیں اور نہ کپڑے  
 کو اپنے اُٹھائے اور نہ سینے جب تک کہ بیٹھتے وقت زمین کے پاس نہوجائے  
 اور ہوا کے رخ سے چھینٹ نہ پڑنے کے لیے، قبضاب کرے کسی شخص نے  
 بعض صحابہ سے جو اعراب سے یعنی بدوی تھے کہا اُس حال میں کہ اُس سے  
 جھگڑا کرتا تھا کہنے لگا کہ میں تجھے نہیں لگتا کہ اچھی طرح سے قضا سے  
 حاجت کرنا ہو کہا ہاں تیرے باپ کی قسم میں اس میں خوب زیرک و صادق  
 ہوں کہا تو اُسکی صفت اور شرح کر تو کہا کہ انسان سے دور ہو اور ڈھیلے ہو جو  
 رکھو اور گھاس کی طرف منہ اور ہوا کی طرف پیٹھ کر دو اگر ڈھونڈ ہرن کی بیچک  
 بیٹھو اور شتابی یا قضا سے حاجت شتر مرغ کی طرح کر یعنی زندہ وغیرہ گھاس  
 کی طرف رخ کر دو اور ہوا کی طرف پشت کرنا کہ چھینٹ سے بچے اور قضا کے  
 معنی بیان یہ ہیں اگر ڈھونڈیوں کے بل بیٹھے اور افعال یہ ہو کہ اپنی سرین کو

و نچا کرے اور استنجے سے فراغت کے وقت کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی  
 آلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ طَبَقَتِیْ مِنْ اَریَارٍ وَّ حَقَّتْ فَرْجِیْ مِنْ اَفْوَاحِیْ یعنی اسد  
 میرے در و دیح محمد اور آل محمد پر بارے میرے دل کو پاک کر اور فواحش یعنی  
 حد سے زیادہ بدزنا وغیرہ سے میرے فرج کو محفوظ رکھ اور غسل خانہ اور نہانے  
 کی جگہ آدمی کو پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ عبد اللہ بن مغفل نے روایت کی ہے کہ  
 ہر آئینہ نبی علیہ السلام نے منع کیا ہے اس سے کہ آدمی اپنے حمام میں پیشاب  
 کرے اور کہ اس سے دوسو اس عام ہے اور ابن مبارک نے کہا ہے کہ حمام میں جگہ  
 آسمین پانی جاری ہو تو پیشاب کرنے کی وسعت آسمین دیجائے اور جب کہ  
 عمارت اور مکان میں بیت اخلا ہو تو آسمین داخل ہونے کے لیے پہلے بائیں پاؤں  
 رکھے اور اندر جانے سے قبل کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبْثِ وَ الْفُجْأْرِ یعنی اسد  
 کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اسد کے ساتھ میں پلیدی اور پلید چیزوں سے میں  
 بچا ہ لاگتا ہوں۔ ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابو النجیب سہروردی بواسطہ روایت  
 کے حضرت زید بن ارقم سے روایت کی ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے کہ ہر آئینہ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ حشوش محضہ ہیں تو جب تم سے کوئی قصاص  
 حاجت کو جانے تو یہ کہنا چاہیے کہ اعوذ باللہ من الخبث و الفجاءت اور حشوش  
 سے کُف یعنی آڑ چاہیے ہے اور حش کی اصل کُف دخت خرمائے جھنڈ ہیں جنہیں  
 قصاص حاجت کرتے تھے اسوقت میں کہ گھروں کے اندر بیت اخلا بنائیں۔  
 اور قول آپ کا محضہ یعنی شیا طین آسمین حاضر و موجود رہتے ہیں اور قصاص  
 حاجت کے لیے نشست میں بائیں پاؤں پر زور دے اور اپنے ہاتھ زمین میں

نہ نکالے اور نہ بیٹھے ہونے زمین پر لکیر بن گئی اور نہ دیوار پر اور اپنی خرم گاہ کی طرف  
زیادہ نظر نہ کرے مگر جب کہ اسکی حاجت ہو اور نہ بات کرے کہ ہر آئینہ حدیث میں  
وارد ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ نکلیں دوم دفعہ اسے  
حاجت کے لیے اس حالت میں کہ وہ اپنی خرم گاہ میں کھولے ہوئے باجم باتیں کرتے  
ہوں اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے عداوت ہو اور بیت اخلاص نکلتے وقت  
کے محمد صدیقی ازہب عنی مایوزنی و ابفی علی ما یبغی یعنی اُس اللہ کا شکر ہے  
جسے ازیت دینے والی چیز مجھ سے دور کی اور جو چیز مجھے فائدہ دیتی ہے اس پر مجھے  
باقی اور قائم رکھا۔ اور اپنے ساتھ ایسی چیز نہ لیجائے سونے اور انگوٹھی وغیرہ  
سے جس پر اللہ کا نام ہو اور نہ نکلے سر جائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے  
والدہ ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ سے  
شرماؤ کہ میں ہر آئینہ بیت اخلاص جاتا ہوں تو اپنے رب غرضی سے شرما کر اپنی  
پیشو جھکا لیتا ہوں اور اپنا سر ڈھک لیتا ہوں۔

### چوتھیسوان باب وضو اور اسکے اسرار کے آداب میں

جب وضو کرنا چاہے تو سواک سے شروع کرے۔ ہمارے شیخ ابو الخشب نے  
روایت کے واسطے سے زید بن خالد رضی سے روایت کی ہے کہ اکابر رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر بین اپنی امت پر دشواری نہ جانتا تو عشاق کی تھار تھائی  
رات ترموڑ کرتا اور انگوٹھیں ہر فرض کے وقت سواک کا حکم دیتا اور عائشہ  
رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

چوتھیسوان

کہ مسواک منہ کی پاک کرنے والی اللہ تعالیٰ کی خوشنود کرنے والی ہے اور خدیفہ شے  
منقول ہے کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب آپ رات کو تہجد کے  
لیے اُٹھتے تو مسواک کو اپنے منہ کو پاک دیا کبیرہ کرتے اور عرض مالش کو کہتے ہیں اور  
ہر ایک نماز اور ہر ایک وضو کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے اور ہر ایک دفعہ کہ  
لب بند رہنے وغیرہ سے منہ کے مزہ میں تغیر آوے اور اصل ازم کے دانتوں کا ایک  
دوسرے پر ٹھہرنا ہے اور سکوت کے لیے ازم کہا گیا ہے اس واسطے کہ دھت تے اور  
منطبق ہو جاتے ہیں اور اس سے منہ کا خروہ تغیر ہو جاتا ہے اور زردہ دار کے لیے بعد  
از زوال مکرہ ہے اور زوال کے قبل اسکے لیے مستحب ہے اور غسل جمعہ کے ساتھ  
اور تہجد کے وقت اسکا استجماب زیادہ ہے اور سوکھی مسواک کو پانی سے تر  
کرے اور طول و عرض میں دانتوں کے مسواک کرے اور اگر اقتصار کرے تو عرض  
میں کرے پھر جب مسواک سے فارغ ہو تو اُسے دھوئے اور وضو کے لیے بیٹھے  
اور اولیٰ ہے کہ قبلہ رو ہو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتدا کرے اور کہے  
رب اعوذ بک من ہزات الشیاطین واعوذ بک رب ان یحضر دن اور ما تحو  
کے وقت کہے اللہم انی اسأک ایمین والبرکۃ واعوذ بک من الشوم والعلۃ  
اور کلی کرنے کے وقت کہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد واعنی علی تلاوۃ  
کتابک وکثرة الذکر بک اور پاک میں بانی ڈالنے اور دھونے کے وقت کہے  
اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وادجدنی ریحۃ الخبتہ وانت عسی راضی اور  
ناک نسلنے کے وقت کہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد واعوذ بک من  
روح النار وسوء الدار اور منہ دھونے کے وقت کہے اللہم صل علی

محمد و علی آل محمد و بیوم بیض و جوہ اولیاک و الاسود و بیوم تسود  
 و جوہ اعدایک اور دہنے ہاتھ کے دھونے وقت اللهم صل علی محمد و علی آل  
 محمد و اتنی کتابی بیینی و کا سبنی حسا یا سیرا اور بایین ہاتھ کے دھونے  
 وقت اللهم لی اعوذ بک ان تولینی کتابی بشمالی اور من و را و نظری اور سر  
 کے مسح کے وقت اللهم صل علی محمد و علی آل محمد و غشی بر جمناک و انزل علی  
 سن برکاتک و طمینی تحت ظل عرشک یوم لا ظل الا ظل عرشک اور دونوں  
 کانوں کے مسح کے وقت اللهم صل علی محمد و علی آل محمد و اجعلنی من سميع  
 القول فیتسمع الله منی اجمعین منادی الخیر مع الابرار اور گردن کے  
 مسح کے وقت اللهم فک رخصتی من النار و اعوذ بک من الاسل و الاطلال  
 اور دہنے پاؤں کے دھونے کے وقت اللهم صل علی محمد و علی آل  
 محمد و ثبت قدمی علی الصراط مع اقدم المومنین اور بایین پاؤں کے  
 وقت کے اللهم صل علی محمد و علی آل محمد و اعوذ بک ان تزل قدمی  
 عن الصراط یوم تزل فیہ اقدم المنافقین اور جب وضو سے فارغ ہو  
 تو آسمان کی طرف سر اٹھائے اور کہے اشہد ان لا اله الا الله و ہدہ لا شریک  
 و اشہد ان محمد عبده و رسولہ سبحانک اللهم و بحمدک لا اله الا انت عملت  
 سور و طمعت نفسی استغفرک و اتوب الیک فاغفر لی و تب علی انک  
 انت التواب الرحیم اللهم صل علی محمد و علی آل محمد و اجعلنی من التوابین  
 و اجعلنی من المستطہین و اجعلنی ضیوراً و مشکوراً و اجعلنی اذکارک کثیراً  
 و سبحانک بکرہ و امیلاً اور درائض وضو کے قیمت منہ دھونے کے وقت

اور منہ کا دھونا اور منہ کی حد منہ کی پینائی کے شروع سے ٹھوڑی کی ذہنا تک  
 اور جو کچھ ڈاڑھی سے ظاہر اور جو کچھ لٹکے ہو اور ایک کان سے دوسرے  
 کان تک عرض میں اور منہ دھونے کے داخل وہ سفیدی ہو جو دونوں کان  
 اور ڈاڑھی کے درمیان ہو اور پیشانی کی جگہ جہاں بال بنوں اور جہاں کہ  
 بالوں سے کھلی ہوئی جگہ ہو اور وہ دونوں چکر سے پیشانی کے دونوں طرف  
 ہیں اور اُن دونوں کا منہ کے ساتھ دھونا مستحب ہو اور تحذیف کے  
 کالوں تک پانی پہنچا یا جاوے اور بال تحذیف کے اس قدر ہیں کہ جو پیشانی  
 منہ سے دور کرتی ہیں اور عنقہ یعنی ریش بچہ اور برت اور بڑا اور دونوں طرف  
 کے خط ریش میں پانی پہنچایا جائے اور وہ اس کے وجہ نہیں ہی پور ریش لگائی ہو تو  
 بشرہ یعنی منہ کے پوست تک پانی پہنچائے اور لگی ریش کی حد ہے کہ اس کے  
 نیچے صورت نظر پڑے اور اگر گھنی ہو تو وجہ نہیں ہو تو رانگہ کے کونے سے  
 اکٹھے ہوئے سرہ کو صاف کرنے میں کوشش کرے تیسرا وجہ دونوں ہاتھ  
 کا کہنیوں تک دھونا ہے اور کہنیوں کا غسل میں داخل کرنا وجہ ہے اور  
 آدھے آدھے بازوؤں تک ہاتھوں کا دھونا مستحب ہے اور اگر ناخن اس قدر  
 بڑھے ہوئے ہوں کہ انگلیوں کے سر سے باہر نکل گئے ہیں تو اندرونی رخ انکا  
 دھونا قول صبح کے موافق واجب ہے چوتھا وجہ سر کا مسح ہے اور وہ اسی قدر  
 کافی ہے جس پر سر کا نام دیا جاتا ہے یعنی سر کے چوڑے اور پورے سر کا مسح کرنا سفت  
 ہے اور وہ یہ ہے کہ داہنے اور بائیں ماتھی کی انگلیوں کو ملائے اور سر کے آگے  
 کے رخ پر گئے اور گدی تک آنکو کھینچے پھر اُن دونوں کو اُس جگہ تک پھیر لائے



اس سے شروع کیا تھا اور دونوں پٹھانوں کے تری کو آگے اور پیچھے آدھون آدھ کر کے  
 اور پانچواں واجب دونوں پانوں کا دھونا ہے اور دونوں ٹخنوں کا غسل یعنی  
 دھونے میں داخل کرنا واجب ہے اور ادھی آدھی پنڈلیوں تک اُن دونوں کا  
 دھونا مستحب ہے اور دونوں پانوں کو ٹخنے تک دھونے پر قناعت کی جاتی ہے  
 اور ملی ہوئی انگلیوں میں خلال کرنا واجب ہے تو بایں مائتہ کی چنگلیا سے  
 پانوں کی اندرونی جگہ میں خلال کرے اور داہنے پانوں کی چنگلیا سے شروع  
 اور بائیں پانوں کی چنگلیا پر ختم کرے اور اگر پانوں میں دزین اور بوئین  
 ہوں تو انکے اندر پانی ہو سچا نا واجب ہے اور جو کچھ خمیر یا چٹائی سے اُس میں  
 چھوڑی گئی ہو تو اُس چیز کو دور کرنا واجب ہے چھنا اور جب ترتیب ہے اس طرح  
 جیسا کہ وہ کلام امیر میں مذکور ہے۔ سا توان واجب متابیع جو شافعی کے قول قدیم  
 میں ہے اور اُس تفریق کی حد جو متابیع اور پورہ پڑھنے کو قطع کرے یہ ہے کہ عندانی  
 ہوا کے وقت عضو کی تری سو کو جائے۔ اور وضو کی سنتیں تیرہ ہیں بسم اللہ  
 لہذا اول ثمارت میں اور دونوں مائتہ کا کلائی تک دھونا اور کلی اور استنسا  
 یعنی ناک میں پانی دینا اور اُن دونوں میں مبالغہ یعنی تمامی کو پہنچانے کا کلی  
 میں تین غرغریے کرے حتیٰ کہ مطلقہ کے سرے تک پانی آلت آدے اور استنسا  
 میں پانی کو سانس کے ساتھ ناک کی بیخ تک کھینچے اور اگر روزہ دار ہو تو اُصغین نفی  
 اور تری کرے اور گھنی دار بھی کا خلال اور کلی انگلیوں کا خلال اور درہن طرف  
 سے ابتدا اور غرغریے کی دزنی اور پورے سر کا مسح اور دونوں کان کا مسح اور  
 تین تین بار ہر عضو کا دھونا اور قول جدید میں متابیع ہے اور اسکا اقتباس

کرے کہ تین بار سے ہر چیز میں زیادہ نہوار در وضو کے در میان نہ ہاتھ کو جھاڑے  
اور نہ کوئی بات کرے اور نہ پانی کا چھپکا ٹنٹھ پر بار سے اور وضو کا تازہ کرنا سبب ہے  
اس شرط سے کہ اُسی وضو سے نماز پڑھے جو سہل ہو ورنہ نہ وہ ہے

بیتیسوا (باب وضو کے اندر آداب و خصوصیات کے بیان میں ہے)

صوفیوں کا ادب بعد از ان ہے کہ معرفت احکام پر قائم ہو جائے۔ کیا ادب  
وضو میں حضور طلب کا اعضا کے دھونے میں ہے بعضے صاحبین کو میں نے کہتے  
ہے کہ جب وضو میں قلب حاضر ہو تو نماز میں بھی حاضر ہوگا اور جب اُٹھیں سہویا  
داخل پایا تو نماز میں بھی دوسرے داخل ہوگا۔ اور صوفیہ کے آداب سے ہمیشہ با وضو  
رہنا ہے اور وضو مومن کا سلاح ہے اور جبکہ اعضا وضو کی حمایت میں ہوں جو نماز  
شرعی ہے تو دشمن شیطان کی روش کمتر ہوگی۔ سعدی بن حاتم نے کہا ہے کہ استقامت  
سے کہ میں مسلمان ہو کہیں نماز کی جماعت نہیں کھڑی ہوئی مگر یہ کہ میں با وضو  
تھا اور اس بن مالک نے کہا ہے کہ نبی علیہ السلام مدینہ میں تشریف لائے دور  
اشرفین ائمہ ہیں کا تھا تو مجھ سے آپ نے فرمایا اگر فرزند اگر تجھ سے ہو سکے کہ ہمیشہ  
طہارت یعنی وضو سے رہے تو کراسو اسطے کہ آہستہ جس شخص کی موت آتی ہے اور  
وہ شخص وضو سے ہو تو شہادت عطا کی جاتی ہے سو عقل مند کا یہ کام ہے کہ ہمیشہ وضو  
کے لیے مستعد رہے اور مستعد دو دیکھاری سے ہیں با وضو رہنا ہے۔ اور عصری  
سے حکایت کی گئی ہے کہ ایشہؓ نے کہا ہے کہ جب کبھی میں رات کو جاگا تو میرے  
اوپر حملہ نہیں کرتی مگر بعد اسکے کہ میں اُٹھا اور تازہ وضو کر دیتا تاکہ ایسا نہ

کہ دوبارہ مجھے نیند آئے اور میں بار وضو نہون اور شیخ علی بن حبیب کی بارون کے  
 میں نے سنا ہے کہ ہر آئندہ وہ تمام رات بیٹھا رہتا سو اگر آپ نیند غلبہ کرتی تو بھی آپ  
 طرح بیٹھا رہتا تھا اور جب کبھی جاگتا تو کہتا کہ میں ایسا نہیں کہ سو رہا اور بکرون  
 سو وہ اٹھتا اور تازہ وضو کرتا اور دو رکعت نماز پڑھتا۔ اور ابو ہریرہ نے روایت  
 کی ہے کہ ہر آئندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت بلال سے فرمایا  
 کہ اے بلال مجھ سے بڑی امید دلائے ورنہ تم کا ذکر جو تو نے اسلام کی حالت میں  
 کیا ہو اس لیے کہ میں نے بہشت میں تیرے نعین کی آواز اپنے آگے نہ سنی تھی۔ اس  
 عرض کی کہ میں نے اسلام میں سب سے بڑھ کر امید دلائے والا ہوں اپنے نزدیک اس  
 نہیں کیا کہ میں نے رات یا دن کے کسی وقت وضو نہ کیا مگر یہ کہ اپنے خدا سے  
 غرور کے لیے اس وضو سے انزیم پڑھی ہو تب قدر کہ میرے لیے مستر کر دی کہ میں  
 نماز پڑھوں۔ اور اب صوفیہ سے طہارت میں پانی کے اسرار کا ترک ہو اور  
 حد علم پر قائم ہوتا ہے۔ اور ابن کعب نے روایت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے کی ہے کہ آپ نے ہر آئندہ فرمایا ہے کہ وضو کے لیے ایک شیطان ہے جسے دلہان  
 کہتے ہیں قویانی کے دسوسون سے ڈرو اور بچو اور ابو عبد اللہ و دوبارہ میں نے  
 کہا کہ ہر آئندہ شیطان کو شش اس بات کی کرتا ہے کہ نبی آدم کے تمام اعمال سے  
 اپنا حصہ لے سو وہ نہیں پروا کرتا اپنے حصہ لینے میں اس کے ساتھ کہ امور میں  
 زیادتی کریں یا کسی اور وہ سب کی پیشی اس کے حصہ میں ہے۔ اور ابن کریم سے  
 منقول ہے کہ اسے ایک شب غسل کی حاجت ہو گئی اور اس کے بدن میں ایک مرتبہ  
 سخت پرکار تھا سو دجلہ پر گیا اور جاڑا خوب کرکڑاتا ہوا تھا سو اس کا نفس

پانی کے اندر جانے کے کسمسا تا ہوا سو اسطے کہ شدت سے خشک نہ تھی تو اس نے اپنے تئیں اس مرقع سمیت پانی میں ڈال دیا پھر پانی سے نکلا اور کہا کہ میں نے قول و پیمان کر لیا کہ اسکو میں بدن سے نہ اتاروں گا جیتک کہ بدن میں وہ خشک نہ ہو جائے سو میں نے پھر اس قول کے موافق وہ مرقع اسکے بدن میں رکھا سو اسطے کہ وہ بہت سخت اور بہت موٹی تھی اس عمل کے ساتھ اس نے اپنے نفس کو ادب دیا سو جو ہے کہ وہ حکم اللہ تعالیٰ کی تعمیل کے کسمسایا تھا۔ اور روایت ہے کہ سہلی بن عبد اللہ اپنے یاروں کو زیادہ پانی پیئے اور زمین کے کم کرنے پر رنجیتہ کرنا تھا اور اسکا یہ ناشتا تھا کہ پانی زیادہ پیئے سے نفس کو ضعف اور شہوات کی موت اور قوت کی شکست لگی ہوتی ہے۔ اور افعال صوفیہ سے جو کہ وضو کے لیے پانی موجود رکھنے میں احتیاط کوں۔ نقل ہے کہ ابراہیم خواجہ کبھی خشک میں جاتے تو آٹلی صرف ایک خشک پانی کی جاتی تھی اور بسا اوقات پانی نہ پیتے مگر قدرے قلیل اور وضو کے لیے بچا رکھتے اور کہتے ہیں کہ وہ مکہ سے کوثر کو جاتے اور اسے تیمم کی حاجت نہوتی سو اسطے کہ وضو کے لیے پانی محفوظ رکھتے اور تھوڑے پانی پر پیئے کے لیے قناعت کرتے۔ اور کہا گیا ہے کہ جب تم صوفی کو دیکھو کہ اسکے پاس خشک یا کوڑہ نہیں ہے تو جانتا چاہیے کہ اسے نماز کے ترک کا غم کرنا چاہا یا انکار کیا۔ اور بعض صوفیہ کی حکایت ہے کہ اس نے اپنے نفس کی تادیب طہارت میں کی ہے اس حد تک کہ وہ ایک ساعت فقرا کے پیو پیچے کتے ہی روز قیام کیا اور وہ ایک گھر میں جمع تھے سو کسی نے انہیں سے نہیں اٹھو دیکھا کہ وہ بیت الخلا میں گیا سو اسطے کہ وہ قناعت اسوقت کرتا جب کہ اس جگہ کوئی نہ ہوتا

نفس کی تادیب کا ارادہ کرتا۔ اور مذکور ہو کہ خواص نے اسی کے مسجد جامع میں پانی کے اندر وفات کی اور یہ اس سبب سے ہوا کہ شکوہ اسہال کا عارضہ تھا اور جب کہ وہ اٹھتا تو پانی میں جاتا اور اپنے ٹہنیں غسل دینا سوا کیا پانی میں گیا اور اُس میں مر گیا۔ یہ سب کچھ اہتمام وضو اور طہارت کی حفاظت کے لیے تھا۔ اور منقول ہو کہ ایسا ہی ہم ادھر بھی قیام اور نگہداشت کرنے والے وضو اور طہارت کے تھے سو ایک سو رات میں کچھ اور کسٹر وضع آئے اور ہر دفعہ نازہ وضو کرتے تھے اور دو کھٹ تیار چڑھتے تھے۔ اور مذکور ہو کہ بعض صوفیہ نے اپنے نفس کو ادب دیا یہاں تک کہ اس سے بیچ خارج نہ ہوتی مگر ہزار کے وقت ادب سے غفلت میں کرتا تھا۔ اور وضو کے بعد اعضا کا پوچھنا ایک گروہ نے کر دیا جاتا ہوا اور کہا ہو کہ وضو کا پانی وزن کیا جائے گا اور بعض صوفیہ نے اسکو جائز رکھا ہو اور انکی دلیل وہ ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیر زندہ لگا ہوا کپڑا تھا کہ اُس سے وضو کے بعد آپ اعضا کا پانی خشک کرتے تھے۔ اور معاذ بن جبل نے روایت کی ہے کہ امین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جب آپ وضو کرتے تو اپنے منہ کو اپنے کپڑے کے کنارے سے ملتے تھے۔ اور نہایت درجہ کوشش صوفیہ کی باطنوں کی طہارت میں صفاتِ روہ اور اخلاقِ ذمیمہ سے ہر نہ حد درجہ کی کوشش طہارتِ ظاہر میں اُس مرتبہ تک کہ حدِ علم سے باہر نکل جائے اور حال یہ ہے کہ عمرہ رضی اللہ عنہ نے نصرانیہ کے گھر سے وضو کیا ہو یا وجوہ ہے کہ وہ لوگ شراب سے پرہیز نہیں کرتے اور جربان افراط اور اصل طہارت پر کیا ہو اور اصحاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بغیر مصلے کے نماز پڑھا کرتے اور ننگے پائون  
 راہوں میں چلتے پھرتے تھے اور ہر آٹھ سوئے وقت اپنے اور مٹی کے درمیان  
 کسی چیز کو حاجی نہ کرتے اور استنجے میں بعض اوقات مرن ڈھیلے اور پھرون  
 پر اقتصار کرتے تھے اور انکا کام ظاہری طہارت میں تساہل اور سهل انگاری  
 پر ہوتا تھا اور باطنی طہارت میں بڑی جدوجہد کرتے تھے اور ایسا ہی صوفیہ کا  
 شغل ہو اور کبھی کبھی بعض انخاص میں بڑی شدت طہارت کی ہوتی ہو اور اسکی  
 وجہ نفس کی رعوت ہوتی ہو پس اگر اسکا کپڑا میل ہو گیا تو وہ تنگ دل ہوتا ہو اور  
 وہ پروا اسکی نہیں کرتا جو اسکے باطن میں کینہ اور بغض اور کبر و غرور اور یا دنیفاق  
 سے ہو اور شاید اس شخص کو جو ننگے پائون زمین پر پھرتا ہو بڑا جانتا ہو حالانکہ شرع  
 نے اسکی اجازت دی ہو اور اسکو بڑا متین سمجھا کہ وہ غیبت کا کلمہ کہ جس سے  
 دین اسکا خراب ہوتا ہو اور یہ سب اسوجہ سے ہو کہ علم کم ہو اور ان سچوں کی  
 صحبت سے ادب کا سیکھنا چھوڑ دیا ہو جو علمائے راسخ ہیں اور کثرت مالش کو  
 مقبرہ میں لکروہ جانتے ہیں اسواسطے کہ وہ اکثر گون گوشت کرتی ہو اور شہاب  
 کو بند نہیں کرتی درحالیکہ افراط سے قطع اس سے پیدا ہوتے تھے اور وضو  
 و طہارت میں حکایات متصوفہ سے یہ ہو کہ ابو عمر حاجی کہ میں میں برس بجاؤ  
 رہا اور وہ کبھی حرم میں قضا سے حاجت نہ کرتا اور بیرون حرم جایا کرتا اور  
 اقل درجہ دورہ ڈھائی کو س تھا۔ اور کہتے ہیں کہ بعضوں کے منہ پر زخم تھا  
 جو بارہ برس تک نہیں بھرا اور اچھا نہوا اس سبب سے کہ پانی اسکو مضر  
 تھا اور باوجود اسکے وہ تازہ وضو کرتا ہر فرض کے وقت نہ چھوڑتا تھا اور بعض

انہیں ابے تھے کہ انکی آنکھ میں پانی اُتر آیا اور لوگ اُنکے پاس طیب کو لائے  
اور اُسکی پیسے بہت سامان خرچ کیا تاکہ اُسکی درد زکے تو طیب نے کہا کہ دو  
بہت دنوں تک ترک وضو کی مخالفت ہو اور پیسے کے بدلے تیار ہے پس دو این  
کی اور بنیائی کا جائیداد نہا ترک و شو پر اختیار کیا

چھتیسواں باب فضیلت نماز اور اسکی بزرگی نشان کے بیان میں ہے

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
و سلم نے فرمایا ہے کہ ہر گاہ خدا سے تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا کیا اور اُس میں  
چیزیں پیدا کیں جنکو نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی بشر کے  
ہول میں منظور ہو میں اُس سے فرمایا کہ اسی جنت کلام کر تو اُسے میں بار کسا  
قد اطلع المؤمنون الذين هم في صلاتهم خاشعون یعنی اللہ جنت کا رپایا اُن  
مومنوں نے جو نماز اپنی میں عاجزی کرنے والے اور گڑ گڑانے والے میں  
اور نمازیوں کی صلاح میں کلام مجید کی شہادت ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے جبریل میرے پاس آفتاب چھپنے کے وقت  
اور میرے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی اور بعضوں نے کہا ہے کہ صلوٰۃ مشتق صلی  
ہے اور وہ آتش ہے اور پڑھی لکڑی جب کہ اُسکے سیدھے کرنے کا  
ارادہ کریں تو اُسکو آگ دکھلاتے ہیں پھر وہ سیدھی ہوتی ہے اور بندہ میں  
کئی اُسکے نفس کے سبب سے ہے جو برائی کا مکمل دینا ہے اور انوار ذات الہی  
جل شانہ کے جو ایسے ہیں کہ اگر اُسکے پردے کو لے جائیں تو جو پائیں

اسکو جلاوین اُسے مصباح شعلہ بسطوت اُنہی اور عظمت ربانی سے وہ سینک پائے ہیں  
 جس سے اُنکی کجی دور ہوتی ہو بلکہ اُسکے بدولت معراج اُسکا تحقق ہوتا ہے تو مصطفیٰ  
 کی وہی مثل ہو جیسے آگ سے کوئی سینکنا اورتا پتا ہو اور جس شخص نے صلوات کی  
 آتش سے سینک حاصل کی اور اُسکے سبب کجی اُسکی نازل ہو گئی وہ جہنم کی  
 آتش پر عرض نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ قسم پوری ہو جائے۔ اور ہر پورے عہد  
 سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق عزوجل کہتا ہے کہ میں  
 اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز کو آدھوں آدھ تقسیم کر دیا تو جسوقت بندہ  
 کہتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ عزوجل فرماتا ہے مجھے میرے بندہ نے بزرگ گردانا  
 اور عظمت و مجد میری کی پر جب اُسے کہا اچھو اللہ رب العالمین تو اللہ تعالیٰ  
 فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد کی پر جب کہا الرحمن الرحیم تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 میرے اور میرے بندے نے بتا کی پر جب کہا یا ایاک نعبد و یا ایاک نستعین میرے  
 بندہ نے میرے تفویض و سپرد اپنے سینک کیا پر جب کہا یا ایاک نعبد و یا ایاک نستعین  
 کہتا ہے یا ایاک نعبد و یا ایاک نستعین کہتا ہے یا ایاک نعبد و یا ایاک نستعین  
 اہم علیہم غیر المغضوب علیہم ولا المضالین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے  
 کے واسطے ہے اور میرے بندے کے لیے سب کچھ ہے جو وہ مانگے پس نماز رب اور  
 بندے کے درمیان ایک جوڑ اور وصل ہے اور جو چیز اُسکے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان  
 صلہ اور پیوند ہو تو بندہ کا حق ہے کہ وہ خاشع اور گرا گزرتے والا رویت کے بندہ  
 سے بندگی پر جو اور ہر آنہ دار حدیث شریف میں ہے اور کہ اللہ تعالیٰ جب کسی شے  
 کے لیے تجھ سے فرماتا ہے تو وہ اللہ کے لیے خضوع اور رنج کرنا ہے اور جو شخص



نماز میں وصال کے ساتھ مستحق ہو اُسکے لیے افق سے نکلتی ہوئی تجلی چمکتی ہو کر نور  
 نشوع اور فروتنی کرتا ہو اور نجات و رستگاری انہیں لوگوں کے لیے ہو جو اپنی نماز  
 میں گر گزرنے میں اور نشوع کے زوال سے خلاص کا بھی زوال ہو جاتا ہو اور اللہ تعالیٰ  
 فرماتا ہو اور بکھرا ہو تو میرے ذکر کے لیے اور جب نماز ذکر کے لیے ہوگی انہیں کو فکر  
 بھول اور خیال و توجہ ہو سکتی ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو نماز کے پاس نہ جاؤ  
 اُس حال میں کہ تم تنہا ہو یہاں تک کہ جانو تم کہ تم کیا کہتے ہو پس جو شخص اس  
 ہو کہ جو کہے اور اپنے کہے کو جانتا ہو تو وہ کیا نماز پڑھنے کے قابل ہو در حالیکہ اللہ  
 تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہو سو متوالا ایک شے کہتا ہو کہ عقل انہیں حاضر نہیں اور  
 غافل نماز پڑھتا ہو کہ انہیں بھی عقل حاضر نہیں تو وہ ایک تنہا کی مثال ہو اور  
 غائب تفسیر میں بعض نے بیان کیا ہو اس قول الہی کے معنی میں فاطمہ علیہا السلام  
 ایک سالہ اور پندرہ مہینے کی عمر میں تھیں کہ مراد علیہا السلام سے میرا قصد اپنی زوجہ اور گورہ بندہ کے  
 ساتھ ہو تو فیہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اہتمام و حقیقت نماز میں ایک نشہ ہو اور منقول ہو کہ  
 صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اہلین نمازیں آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور  
 دہنہ بائیں دیکھتے تھے پھر جبکہ یہ آیت نازل ہوئی الذین ہم فی صلاتہم خاشعون  
 تو انہوں نے اپنے منہ اس طرف کر لیے کہ جس طرف سجدہ کرتے تھے اور اسکے بعد  
 پھر نہیں رو بہ الٰہی لگی کہ انہیں سے کوئی دیکھتا ہو گمراہ زمین کی طرف اور ابھرتا  
 رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رو بہ الٰہی کی کہا کہ جب بندہ  
 نماز میں پڑھتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے سامنے ہو جو جب اُسے کسی کی طرف التفات  
 و توجہ کی تو اُسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ کسی طرف تو پھر کیا وہ اور پھر آدم

سہر جھگ سے تیرہ نے یہی میری طرف منکر کہ میں تیر سے حق میں بہر ہوں اس شخص سے  
 جسکی طرف مڑتا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ وہ نماز میں  
 اور عیسیٰ سے کھیل رہا تھا تو فرمایا کہ اگر اس شخص کا قلب خشوع کرتا تو اس کے جوارح بھی  
 خشوع کرتے اور ہر آنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو وقت تو نماز پڑھے  
 تو صلوٰۃ موقع پڑھ پس صلی اپنے قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرنے والا ہے کہ اپنی  
 بیوی اور اپنی دنیا اور ہر ایک شے یا سوئی اللہ کو ذرا عکرا کر تا ہے اور صلوٰۃ لغت میں  
 دجا ہے تو نماز پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا تمام اعضا و جوارح کے ساتھ کرتا ہے تو اس کے  
 سب اعضا زبان بیجا تے ہیں ٹپکے ساتھ بندہ بظاہر اور باطن دعا کرتا ہے اور ظاہر  
 شریک باطن عاجزی اور سائل محتاج شفع کی ہی خوشامدی صورت بدنی میں ہو جاتا  
 پس جب کہ تمام دعا کرتا ہے تو اس کا مالک قبول کرتا ہے اور اس سے کہ اسے وعدہ اسکا  
 فرمایا ہے اور کہا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمہارے لیے قبول کروں گا۔ خالہ ربی  
 کہا کرتا کہ مجھے اس آیت اذ غزانی اذ غزانی نے تعجب میں ڈالا اور خوش کیا کہ انکو  
 دعا کے لیے حکم دیا اور اسے اجابت کا وعدہ کیا کہ اس کے درمیان کوئی شرط نہیں ہے اور  
 استجاب اور اجابت بندہ کی دعا کا نفوذ اور جاری ہونا ہے جس جو سچا دعا مانگے والا ہے  
 شخص کو جس سے وہ دعا مانگتا ہے چاہے والا ہو اسے نور تعین سے دعا پر دون کو چاک  
 کر ڈالتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاجت کا تقاضا کرتی ہوئی جاگزی ہوئی ہے اور  
 اس امت کو اللہ تعالیٰ نے فاتحہ کتاب یعنی سورہ الحمد کے نازل کرنے کے ساتھ  
 کیا اور آمین دعا پڑھنا کو تقدیم کرتا ہے کہ وہ قبول جلد ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم  
 اپنے بندوں کو دعا کی کیفیت ہے اور فاتحہ الکتاب وہ سچا اللہ تعالیٰ یعنی سات

ایسا کہ دو بار نازل شدہ اور قرآن عظیم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولقد آتینک  
 سب کتابین انسانی و قرآن تعلیم بعضوں نے کہا جو کہ ثانی ہوا سب نام اسکا  
 رکھا گیا ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مرتبہ نازل ہوئی ایک بار  
 مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں اور ہر ایک بار کہ وہ نازل ہوئی حضرت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے و دوسرا ہی نعم تھا بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 واسطے ہر بار کہ اسکو دو ہر اک در تک پڑھا کرتے تھے ایک اور ہی نعم ہوا تھا اور یہی  
 حال اُن متقی نمازیوں کا آپ کی امت میں سے ہو کہ انکو عجیب اسرار انکے منکشف  
 ہوتے ہیں اور ہر ایک دفعہ انکے لیے موتی اسکے دریا کے پھینکے اور دیے جاتے ہیں  
 اور بعضوں نے کہا جو کہ ثانی اسکا نام ہوا سب رکھا گیا ہو کہ وہ دوسرے رسولوں کے  
 استثنائی گئی اور انکو نہیں عطا ہوئی اور وہ سات آیات ہیں اور ام روایات  
 روایت کی کہا ابو بکر نے مجھے دیکھا اور اسوقت میں نماز میں مجھکی تھی تو مجھے  
 بہت جھڑکا کہ میں اپنی نماز سے پھر آؤں پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی نماز میں پکڑا ہو تو چاہے  
 کہ اسکے اطراف یعنی ماخربا توں یودیوں کی طرح خم نہوں ہر آئینہ اطراف کا ساکن  
 نماز کے مکملہ اور تمام سے ہو اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خشوع نفاق سے پناہ مانگو عرض کی گئی کہ خشوع  
 نفاق کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ بدن کا خشوع اور قلب کا نفاق ہو اور یہود کا  
 حکمنا سو کہنا گیا ہو کہ موئے علیہ اسلام بنی اسرائیل سے ظاہر ہو کہ تعامل کریا  
 کرتے تھے اس چیز کی قلت سے کہ جو انکے باطن میں تھی تو وہ اس کی بہت دیا کہ

ان کی عظمت کرانے تھے اور اسی وجہ سے اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھی کر دی تھی  
 کو طلاس محلّی اور مذہب کیا جائے اور میرے قلب میں یہ القا ہوا اور اللہ  
 زیادہ دانا ہو کہ موسیٰ غریب اس کی نماز میں اور مناجات کے محل میں واردات نازل  
 ہوتی تھی تو اسکے سبب باطن اسکا توجہ کرتا تھا جیسے ایک سندرز جو ٹھہرا ہوا کہ اُسپر  
 ہوا چلے تو لہریں تلاطم کرتی ہیں سو موسیٰ علیہ السلام کا جھکنا اور خم کرنا دیا قلب  
 کی لہروں کا تلاطم تھا جبکہ اُسپر فضل اور صبر بانی کی ہو اُن میں چلتی ہوں اور بسا اوقات  
 روح حضرت انبی کی طرف جھانکتی ہو تو وہ اور کون کشتی ہو اور قالب کو اُس سے  
 ہٹا جوڑی اور پیل جول ہو اُسے قالب سے ترار ہوتا اور ٹھٹھا تاہو اوج وہاب  
 لکھتا رہی سو ہونے اسکے ظاہر کر دیکھا تو وہ جھکنے اور کھینے لگے بدوں اسکے  
 کہ یا مٹون کو اُنکے اس کیفیت سے بہرہ ہو اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا انکار کرتے ہوئے اُن لوگوں پر جو وسوسہ ورنے ہیں کہ اسی طرح  
 اللہ تعالیٰ کی عظمت نبی اسرائیل کے دونوں سے جاتی رہی یہاں تک کہ اُنکے  
 بدن حاضر ہے اور دل اُنکے غائب ہو گئے اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا اُن شخص کی نماز  
 کو حسین اسکا قلب حاضر نہ ہو طرح کہ اسکا بدن حاضر ہو تاہو اور ہر آئندہ اچھی شیعہ  
 نماز پڑھا کرتا ہو اور اُسکے لیے دسواں حصہ بھی نہیں لکھا جاتا جبکہ اسکا دل بھولا ہوا  
 اور کھیلتا ہوا ہو۔ اور جانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نماز فرض کی ہیں اور  
 ہر آئندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ نماز ستون دین کا ہو تو جسے  
 نماز کو عبور دیا تو وہ کا خر ہو گیا تو نماز کے بندگی اور عبودیت کی تحقیق اور ثبات ہو  
 اور حق پر عبودیت اور تمام عبادات کا ادراک نامرسلوہ کی تحقیق کے واسطی ہیں سل

میں عبد اللہ کے گناہوں کو کہندہ سنن ہو کہ وہ کامل فراموش کے لیے محتاج ہو اور مکمل  
 سنن کے لیے نوافل کا اور مکمل نوافل کے لیے آداب کا محتاج ہو۔ اور ادب سے  
 ایک ترک دنیا ہو۔ اور جو چیز کہ اس کا ذکر سہل ہے کیا ہو وہ غنی اس قول کے ہیں جو  
 عمر نے منبر پر کہا ہے کہ قومی اپنے بال ہلام میں غید کرتا ہے اور حال آنکہ اللہ تعالیٰ  
 کے واسطے اسے نماز کو کامل نہیں کیا۔ سوال کیا گیا کہ یہ کیوں نکلا اور کیا بات ہو فرمایا  
 کہ نماز میں اس کا خشوع اور تواضع اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی رجوع پوری اور کامل  
 نہیں ہوتی۔ اور احادیث میں ہر آئینہ وارد ہوا ہے کہ جب نماز میں ہنر کھڑا ہو تو اسے  
 اس حجاب کو جو اس کے اور اس کے درمیان رکھتا ہے اور اسے وجہ کیم سے اس کے  
 مودعہ ہوتا ہے اور ملائکہ اس کے دونوں شانوں کے پاس سے ہوا کی طرف گزرتے ہوئے  
 اور اس کی صلوٰۃ کے ساتھ صلوٰۃ پڑھتے ہیں اور اس کی دعا پڑھتے ہیں اور صلی کی یہ  
 حالت ہوتی ہے کہ قبولیت اور خوشنودی آسمان کے اور اس کے سر پر تیار کجانی جو  
 اور اس کو خدا ہی پکارتا ہے کہ اگر نمازی کو معلوم ہوتا کہ اس کے ساتھ مناجات اور  
 سرگوشی کرتا ہو تو وہ التفات نہ کرتا اور وہ غم نہ پھیرتا اور ہر آئینہ نمازیوں کے لیے  
 اللہ تعالیٰ نے ہر ایک رکعت میں جمع کیا ہے ان چیزوں کو جو اہل آسمان پر قیام  
 کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے واسطے بہت سے ملائکہ ہیں رکوع میں کہ وہ جب سے  
 اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے قیامت تک رکوع سے نہیں اٹھے اور اسی طرح  
 سجدہ میں اور قیام اور قعود میں ہیں اور بندہ حاضر اور گاہیدار اپنے رکوع  
 میں انہیں سے رکعتیں کی صفت سے متعجب ہوتا ہے اور سجدہ میں ساجدین کی  
 صفات سے اور ہر ایک ہیئت میں ہی اس کا حال ہو اور وہ بندہ گویا ان فرشتوں

میں سے ایک درجہ کے درمیان میں ہوتا ہے اور غیر خالصہ میں مصلیٰ کے سہرا اور ہے کہ وہ اپنے رکوع میں مکث اور رنگ کرے رکوع سے لذت اٹھاتا ہوا رفع سے غیر مستغرق اور اگر اندکی حکم خلقت اور بشریت اسی میں راہ پائے تو اس سے استفادہ کرے اور اس میں حیثیت کی استقامت اور استمرار کرے اور تاں کہ میں اسکے رہے کہ شوق کا فرہ چلے جو اس ہیئت کے لائق ہوتا کہ اس کا قلب ہیئت کے رنگ پر آجائے اور بسا اوقات سچے رکوع کرنے والے کو اپنے تئیں دیکھتا ہے کہ اس کا قصد رکوع اور سجدہ کی حالت میں اس ہیئت لے گیا ہے کہ اس رکوع یا سجدہ سے اٹھے جتنا کہ وہ ہیئت خاص اپنا پورا حق کرے تو اس کا قصد کرنا اس ہیئت میں مستغرق اسی میں ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ مشغول رہتا ہے فارغ ان ہیئوں سے جو اس ہیئت کے سوا ہیں۔ تو اس سے زیادہ خطا سکھو ہر ایک ہیئت کی برکت سے مزید ہوتا ہے اس واسطے کہ غفلت جس کا تقاضا طبیعت کرتی ہے باب فتوح کو بند کر دیتی ہے اور نعمات الہیہ کے ملنے کے مقامات میں قرار پاتا ہے یہاں تک کہ بندہ کا نصیب و حظ پورا اور کامل ہو جاتا ہے اور اس وقت اس کے آثار حسن ہو سکتے ہیں جو اس سے محو ہو جاتے ہیں اور وصال کے مقام میں قرار پاتا ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ نماز میں چار ہیئت ہیں اور پھر ذکر ہیں۔ سو چار ہیئت قیام اور قعود اور رکوع اور سجدہ ہیں اور پھر ذکر ہیں ملاوت حبیب محمد استغفار دعا درود نبی علیہ السلام پر تو یہ سب مشرکہ کا طہ ہے کہ یہ دن ملائکہ کی دس ہفتوں پر تقسیم ہیں کہ ہر ایک ہفت دس ہزار کی ہے پس دو ہفتوں میں وہ چیزیں جمع ہوتی ہیں جو ایک لاکھ ہفتوں پر تقسیم ہیں۔

## سینیتسووان باب اہل قرب کی نماز کے وصف میں

اور اس فصل میں ہم نماز کی کیفیت اسکی سینٹون اور شرطون اور مدارب ظاہری اور باطنی کے ساتھ پوری پوری اس آیتہا درجہ تک کہ ہمارا فہم و علم شکو علی الودیر ہو جاوے ہر ایک چیز میں اس سے نقل اقوال سے قطع نظر کر کے بیان کر نیے اسواسطے کہ آئین کثرت ہو اور حدیجاز و اختصار سے مقصود باہر نکل جائے گا اور البدیہی کے ساتھ توفیق ہو۔ بندہ کو سزاوار ہو کہ نماز کے لیے اسکی وقت آنے سے پہلے وضو کی طہارت کرے اور وضو کو نماز کے وقت آنے پر نہ ڈالے اسواسطے کہ یہ نماز کی شرط سے ہو اور وقت کے پہچان میں رخ وال اور تفاوت اقدم کی پہچان کی حاجت ہوگی اسواسطے کہ دن کی صورت ہو یا رات کی صورت اور دن وال مختبر سطح ہو کہ سایہ جب تک کم ہوتا رہے تو وہ نصف اول دن کا ہو اور جب سایہ میں کمی شروع ہوتی تو زوال نصف آخر دن کا ہو اور ترانہ سورج و محل گیا یہ قاعدہ زوال کی پہچان کا ہو اور جب زوال پہچان گیا اور یہ کہ سورج کتنے قدم پر ڈھلتا ہو تو وقت نماز اول اور اسکا آخر و قصر کا وقت پہچانا جائے گا اور نماز اول کی شناخت کی حاجت ہوتی ہو تاکہ فجر کا طلوع معلوم ہو اور اوقات شب کے دریافت ہوں اور شرح اسکی طوفاں ہو اور اسکی ضرورت ہوگی کہ اسکی لیے ایک باب جدا لکھا نہ ہو۔ سو جب نماز کا وقت آوے پہلے سنت ہو کہ پڑھے ہمیں سر اور رکعت ہو یہ امر اور اسد زیادہ دینا ہو اس لیے کہ بندہ کے باطن میں پراگندگی اور اسکی انگلی ہنگامی ہو جاتی ہو جب کہ لوگوں کے ساتھ میل جول یا معاش کے کاموں میں مشغول

باہول جو کہ جو خلقی طور پر ہے یا عادت کے موافق کھانے یا سونے کی طرف بہت  
 اسکی مصروف ہو اسکو مبتلا کرے سو جبکہ پہلے سنت پڑھے گا تو اسکا باطن نمازی  
 طرف کھینچتا ہی اور مناجات کے لیے وہ آمادہ ہوتا ہی اور سنت ہو کہ اسے اثر اسکی  
 غفلت اور کوتاہی کا باطن سے جاتا رہتا ہی اور باطن میں صلاحیت آجاتی ہی اور قریب  
 کے اپنے مستعد اور آمادہ ہو جاتا ہی تو سنت ایک مقدمہ صاحبہ جس سے بوجہات  
 آتا رہی جاتی ہیں اور نفعات کو راہ ملتی ہی اس کے بعد فرض کے وقت اللہ تعالیٰ کے  
 ساتھ توبہ سے کسے ہر گناہ سے جو اسے کیا ہو اور گناہوں سے عام ہیں اور  
 خاص ہیں سو عالم تو کبیرہ اور صغیرہ ہیں جنکی طرف شرع نے اشارہ کیا ہی اور کلام اللہ  
 اور حدیث میں آیا ہی اور خاص حال شخص کے گناہ ہیں پس شخص خواہ کوئی ہو  
 اس کے حال کی صفائی کے موافق کچھ گناہ اس کے ہوتے ہیں کہ جو اس کے حال  
 کو چھو جاتے ہیں اور انکو صاحب حال جانتا ہی اور کہا گیا ہے کہ ہر ار لگو گون کے  
 حسنات مقربین کے سیات ہیں۔ پھر نماز جماعت بغیر نہ پڑھے۔ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جماعت کی نماز سفر کی نماز کے ستائیس درجہ  
 فضیلت میں زیادہ ہے پھر قبلہ کی طرف ظاہر میں منہ کرے اور درگاہ انسی کی  
 طرف باطن میں توجہ کرے اور قبلہ اور ذریعہ الناس پڑھے اور اپنے دل میں  
 آیت توجہ کے یعنی اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلدِّیْنِ فَطَرِ الشُّمُوْرَ وَالْاٰخِرُ خَیْرًا  
 مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اور یہ توجہ نماز سے پہلے ہی اور یاری اور شوق کی طلب اس کے  
 ظاہر کے منہ کے لیے قبلے کی طرف پھرنے کے ساتھ ہی اور تخصیص اس کے جہت  
 کی توجہ کے ساتھ نماز کی جہت کے علاوہ ہو بعد ازان دونوں ہاتھ اپنے



دونوں شانوں کے برابر اٹھائے اس طرح سے کہ اسکی دونوں تحصیلیاں برابر اس کے دونوں  
 شانوں کے بیچ ہوں اور اس کے دونوں انگلیوں کے ساتھ کان کی نوک کے پاس  
 ہوں اور انگلیوں کے سرے کا نوں کے ساتھ ہوں اور انگلیاں آپس میں ملی ہوئی  
 ہوں اور جو انگلی کھلی ہوئی رکھے تو بھی جائز ہے اور ملانا اولیٰ ہے اس واسطے کہ بعض لوگ  
 کہتا ہے کہ نثر کھولنا تحصیل کا ہے نہ انگلیوں کا کھولنا ہے اور تکبیر کے اور تکبیر کی  
 بات اور رکے کے چپ میں لفظ کو نہ لائے اور اکبر کو ختم سے کہے اور اس کی لفظ میں  
 مد کرے اور آئے بڑھائے اور اس کی لفظ میں پیش کو زیادہ بڑھائے اور تیسری شریعت  
 نہ کرے الا اوقات کہ دونوں ہاتھ دونوں شانوں کے برابر ٹھہرائیں اور ان  
 دونوں ہاتھوں تکبیر کے جھکے بغیر چھوڑے سو وقار یہ ہے کہ جب قلب کو سکون و قرار  
 ہو جائے تو اس کے ساتھ اعضا اور جوارح قلب کی شکل بچائیں دردی اور صوب  
 کے ساتھ قوت پائیں اور نماز کی نیت و تکبیر کو اس طرح ملانے اور جمع کرے کہ تکبیر کی حالت  
 میں اس کے قلب سے یہ بات جاتی رہے کہ وہ یہ نماز البتہ پڑھتا ہے۔ حنفیہ کے حکایت  
 کی گئی ہے کہ اس نے کہا ہر ایک شے کے لیے ایک خالص اور برگزیدہ آسکا ہے اور نماز کا  
 صفوہ تکبیر اولیٰ ہے اور وجہ اسکی کہ تکبیر اولیٰ صفوہ ہے اس کے سوا نہیں کہ وہ محل  
 نیت اور ابتدا سے نماز ہے۔ ابو نصر سران کا قول ہے کہ میں نے سالم سے سنا ہے کہ وہ  
 کہتا تھا کہ نیت اس کے ساتھ اس کے واسطے اور اس کی طرف سے ہے اور آفتین جو  
 بندہ کی نماز میں نیت کے پیچھے دشمن اور دشمن کے جھکے اگر چہ کتنی ہی زیادہ ہوں  
 اس نیت کے ہم وزن نہیں ہوں نہ جو اس کے واسطے اس کے ساتھ ہوں اور  
 ہر چند وہ کتنی ہی قلیل ہو۔ اور ابو سعید حارثی سے پوچھا گیا کہ نماز میں کس طرح

داخل ہونا چاہیے تو اُسے کہا کہ تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح آؤں گے کہ قیامت کے روز اُس کے سامنے حاضر ہو اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس طرح کھڑے ہو کہ تیرے لیے در اُس کے درمیان کوئی ترخان نہ ہو اور وہ تیرے سامنے ہو اور تو اس سے بات چیت کرے اور تو جانے کہ جس کے سامنے تو کھڑا ہوا ہے وہ بڑا بادشاہ ہے۔ اور بعضے عازنوں کو چھا گیا کہ آپ کی سطح تکبیر اوستے کہتے ہیں تو کہا جب تو اللہ اکبر کہے تو چاہیے کہ تیرے ساتھ لفظ اللہ میں تعظیم الف کے ساتھ اور تہذیب لام کے ساتھ اور مراقبہ و قرب ہا کے ساتھ ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ آدمیوں میں سے بعضے وہ ہوتے ہیں کہ جب اُسے کہا اللہ اکبر تو وہ عظمیٰ اور کبریا میں غائب ہو گیا اور نور سے اُس کا باطن معمور ہو گیا اور تمام دنیا اُس کے شرح سینہ کی فضا میں ایک رائی کے دانہ کے برابر ہو گئی جو کہ دشت دیسا بان کی زمین میں ہو پھر وہ رائی کا دانہ چھٹکا دیا گیا تو وہ کیسا دسوسو اور حدیث نفس سے ڈرے گا اور کیا وہ دل میں دنیا سے خیال کرے گا جو رائی برابر ہو گئی پھر وہ چھٹکا دی گئی پس ایسے بندے کو دسوسو اور حدیث نفس کی طرح فرحت کرے گی اور طائفہ طائفہ شہادت اور مسبین بودگی و جودیت سے غٹ پٹ ہو گئی ماسوا اُس کے کہ کمال لطافت حال سے روح مظانہ عظمیٰ کے ساتھ مخفی ہوتی جو اور قابلیت کے ساتھ متمیز ہوتا ہے تو نیت اپنی بہت لطیف صفات کے ساتھ موجود ہوتی ہے کہ نور عظمیٰ میں ایسی مندرج ہوتی ہے جیسے ستارے آفتاب کے نور میں مندرج ہوتے ہیں پھر اپنے دہنے ہاتھ سے بایان ہوتا رہتا ہے اور اُن دونوں کو سینہ اور ان کے درمیان اور دہنے کو انگلی کرامت کے سبب ہائیں کے اوپر رکھے اور کلمہ کی انگلی اور چ کی انگلی کو کھلائی پر رکھیں اور دونوں طرف سے ہنوں باقی انگلیوں کے ساتھ

یائیں باہر کو پکڑے۔ اور ہر آئینہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں  
 فصل ایک دیکھ کر فرمایا ہے کہ وہ دیکھے کہ ہر ایک بائیں ہاتھ پر سینہ کے نیچے ہوا یہ اس لیے  
 کہ سینہ کے نیچے کو غنا کر کہتے ہیں یعنی اپنا ہاتھ ناچر کر رکھو۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے جو  
 اپنی قبلہ کی طرف اپنے پیش سینہ سے رخ کر اور سیناں ایک دوسری طرف ہو جو مرد اسے  
 غیب کے اس طرف کشوف ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ملکیت اپنے  
 ساتھ آدمی کو پیدا کیا اور اسکو شرف دیا اور بزرگ کیا اور اسکو اپنی نظر کا محل اور  
 وحی کا در و گاہ بنایا اور اپنی زمین و آسمان کی مخلوقات کا زبدہ اور انتخاب کیا  
 روحانی ہو اور جسمانی ارضی ہو اور مادی بہت قاست اور بقیع صوت ہوا اس کے  
 اوپر نصف دل کی حد سے جو جسمیں اسرار مادی امانت رکھے گئے ہیں اور اس کے نیچے  
 کا نصف سر آئین زمین کے اسرار رکھے ہوئے ہیں سو اس کے نفس کا محل اور مرکز  
 نصف اصل ہو اور اس کی روح روحانی اور قلب کا محل نصف اعلیٰ ہو اور روح کے  
 جذبات نفس کے جذبات سے مقابلہ اور محاربہ کرتے ہیں اور ان کی مدافعت اور  
 ان کے باہم غالب مغلوب ہونے کے اعتبار سے خستہ اور سلطان کی آمد اور قربت  
 ہوتی ہے اور نماز کے وقت زیادہ تظار اور تقابا ہوتا ہے اور طیارہ ایمان اور طیسر  
 باہم کشش ہوتی ہے اس حالت میں نمازی جس کا قلب مادی ہو گیا ہے فنا و بقا کے  
 درمیان آسودہ شد کرنے والا مکاشف ہوتا ہے اس سبب سے کہ نفس کے جذبے اپنے  
 مرکز سے بلندی کو جاتے ہیں اور جوارح اور ان کی گردش اور حرکت کے لیے باطن کے معانی کے  
 ساتھ ارتباط اور موازنہ ہو پس وہ اپنے ہاتھ کے یائیں پر گھنے سے نفس کا اپنے جاذبون  
 کی ادنیٰ چڑھائی سے باز رہنا اور رک جانا ہر اور اس کا نشان و سوسہ کے دفع

مردوں اور حدیثِ نفس کے موقوف ہونے سے نماز میں ظاہر ہوتا ہے۔ پھر جبکہ روح کے  
جس جذبے غالب ہوتے ہیں اور وہ سر سے پاؤں تک مالک بن جاتی ہے اس وقت کہ  
انس کامل اور نکھون کی ٹھنڈک مقرر اور سلطانِ شاہدہ غالب ہو تو نفس مقرر و منزل  
ہو جاتا ہے اور روح نور سے اسکا مرکز تا بان اور روشن ہو جائے اور اس وقت نفس کی  
کشفین جاتی رہتی ہیں اور جبکہ نفس کا مرکز نورانی ہوتا ہے اسقدر عبادت کی گرانی اور  
ماندگی دور ہو جاتی ہے اور اس وقت نفس کے مقابلہ سے اور دھنا یا تھو یا لین یا تھویر سے  
نفس کے جذبے روکنے سے بے پروا ہو جاتا ہے تو اس وقت نمازی سہاں کرنا ہی یعنی فاتحہ  
چھوڑ دینا ہی اور شاید اسی واسطے اور ہند دانا تر ہے وہ حدیث ہے جو رسولِ مہدی صلی اللہ  
علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے کہ اگر آئندہ آپ نے نماز پڑھی یا تھو چھوڑا اور وہ مالک رحمہ اللہ کا  
خبر ہو پھر پڑھے و ثبت و تہی الایۃ اور یہ توجہ اور رخ کرنا قلب کے شہریاک صاف  
کرنے کے لیے ہے اور وہ توجہ جو نماز سے پہلے ہی غالب کے منہ کے لیے تھی بعد از ان  
سبحانک اللهم وبحمدک و ببارک اسمک و تعالیٰ جددک و لا اله الا انت سبحانک  
الہک لا اله الا انت سبحانک و بحمدک انت ربی و اما بعد کلمۃ من نفسی و فہم  
بندہ بنی فاعف عن ذنوبی حیثا ینہ لا یغفر الذنوب الا انت و اذ فی الحسن الاطلاق  
فانہ لا یغفر الذنوب الا انت و اذ فی سبکھا فانہ لا یغفر عینی سبکھا الا  
انت بکرمک و سعادتک فانہ یغفر الذنوب بکرمک و تعالیٰ انت یغفرک  
و اتوب الیک ۱۔ اور اپنے قیام میں اپنے سر کو جھکانے رکھے اور نظر اسکی  
سجدہ کی جگہ کی طرف رہے اور قیام قدم کے سیدھے ہونے سے پورا اور  
کامل ہوتا ہے اور تھوڑا جھکاؤ بھی جو دونوں انوار تھی گاہ اور بدن کے موثر ہوگا

مقاموں میں چودہ شب دور کرے اور ایسا کھڑا ہو کہ گویا اپنے تمام بدن سبب  
 زمین کی طرف دیکھ رہا ہو سو یہ تمام بدن اجزاء کے تشووع سے ہوا و قلب میں تشووع  
 ہونے سے بدن میں تشووع پیدا ہوتا ہے اور دونوں قدم کے درمیان چار انگلیوں  
 کے برابر فرق رکھے اس واسطے کہ دونوں ٹخنوں کا بل جانا نصف اور قید ہو جو تشووع  
 ہو اور دونوں پاؤں میں سے ایک کو نہ اٹھائے اس واسطے کہ وہ صفیں ہر جس سے منع کیا ہے  
 (صفیں گھوڑے کا تین پاؤں پر کھڑا ہونا اور چوتھے پاؤں کا سم زمین پر ٹکانا)  
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں اور نصف سے نہی فرمائی اور ہر گاہ  
 صفیں منوع ہو تو ایک پاؤں پر بوجھ دینے میں ایک صفیں صفیں کے پائے جاتے ہیں  
 پس اعتدال کی رعایت پوری دونوں پاؤں پر بوجھ دینے میں ہے اور ہتھمال ہمارا  
 بھی مکر وہ ہے اور وہ یہ ہے کہ نمازی اپنے ہاتھ کو اپنی چھائی کی طرف نکالے اور بدن  
 سے اجتناب کرے اور وہ یہ ہے کہ اپنے جامہ کے کناروں کو زمین کی طرف اٹھائے  
 کہ زمین تکبر کے معنی ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ یہ ہے کہ نمازی اپنے ٹخنوں  
 کپڑوں میں لپیٹے اور ہاتھ اپنے جامہ کے اندر کر لے پھر رکوع کرے اور سجدہ  
 کرے ایسا ہی ہے اور اسی میں داخل ہے جب کہ اپنے دونوں ہاتھ قبض اور کرے  
 میں کر لے۔ اور کف سے پرہیز کرے اور وہ یہ ہے کہ اپنے لباس کو سجدہ کے  
 وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور احتصار مکر وہ ہے اور احتصار اپنے  
 ہاتھ کا تھی گاہ پر رکنا ہے۔ اور صلب مکر وہ ہے اور وہ دونوں تھی گاہ یعنی گھونٹ  
 پر دونوں ہاتھ رکنا کا پورا رکنا ہے اور دونوں بازو نیلیوں سے علاحدہ کرے  
 سو جب کہ نماز میں کھڑا اس منیت سے ہو جس کا ہم نے ذکر کیا اب مکر وہات سے

بجا ہوا تو ہر آئینہ قیام پورا اور کامل کیا ہر توجہ کی آیت اور دعا پڑھے جیسا کہ ہم نے  
 ذکر کیا ہے بعد اسکے کہ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور اُسے ہر ایک کو بت میں  
 قرأت سے پہلے کہے اور سورۃ فاتحہ پڑھے اور بعد فاتحہ کا پڑھے قلب کے حضور  
 اور قصد کی جمعیت اور دل و زبان کی موافقت سے حسین تہذیب و از قرب اور وصل  
 اور ہیبت اور عاجزی اور خوف اور تعظیم اور وقار و متشاہدہ اور سرگوشی سے ہو  
 اور جب وہ امام ہو اور فاتحہ اور بعد فاتحہ کے دوسرے سکوت میں اگر یہ پڑھے  
 اَللّٰہُمَّ بِاَعْدِیْنِیْ وَبِیْنِیْ وَبَيْنَ شَیْطَانِیْ کَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَتَقْضِیْ بَيْنَ  
 الرَّحْمٰتِ کَمَا تَقْضِیْ التَّوْبَاتِ اَللّٰہُمَّ غِیْرِ خَطَا یَا اَیُّهَا الْمَلٰٓئِکَہُ وَالتَّائِبِیْنَ  
 وَالتَّوَّابِیْنَ توبہ ترخو اور اگر اسکو پہلے سکوت میں پڑھے تو بہتر ہے حضرت نبی علیہ السلام  
 سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے ہلکوفرایا ہے اور اگر نمازی کیلکلا ہو تو اسے قرأت  
 سے پہلے پڑھے اور بندہ سمجھے کہ اسکی تلاوت زبان کی گویائی ہے اور اس کے معنی  
 دل کی گویائی ہیں اور ہر ایک مخاطب جو کسی ایک شخص سے اپنی زبان میں کلام  
 کرتا ہے اور اسکی زبان اس بات کی تعبیر کرتی ہے جو اس کے دل میں ہے اور اگر مشکل کو  
 اس شخص کا سمجھنا جس سے وہ کلام کرتا ہے دوسری زبان میں ممکن ہے تو ویسا کرتا ہے  
 و لیکن جہاں نہایت غیر کلام کے متعذر ہو تو زبان کو ترجمان کرتا ہے سو جب کہ  
 زبان سے کہے اور قلب اس کے موافق نہ ہو تو زبان اسکی ترجمان ہے اور نہ قاری  
 مشکلم ہے جسکا یہ قصد ہو کہ ابد تعالیٰ کو اپنی حاجت سناوے اور نہ وہ قصد  
 سبحانہ کی طرف کان رکھنے والا ہے جس سے کہ وہ اس مطلب کو سمجھے جسکا وہ ہے  
 کرنا ہے اور اس کے پاس زبان کی حرکت کے سوا اور کچھ نہیں ہے ایسے قلب کے ساتھ

جو غافل اس مطلب کے قصد سے ہے جو وہ کہتا ہے تو یہ سزاوار ہے کہ وہ کلام کرنے والے  
 سرگوشی کے ساتھ جو یہ کہہ سکے دلا یا دے دے والا ہو پس ہمارے میں خصوصیت والوں کا  
 کم سے کم مرتبہ یہ ہے کہ تلاوت یعنی قرآن خوانی میں دل اور زبان دونوں جمع اور محقق  
 ہوں اور اسکے سوا اور احوال میں خواہ لوگوں کے ہیں خشکی شرح دراز ہو بعض  
 صوفیہ نے کہا ہے کہ میں کبھی نماز میں نہیں مشغول ہوا کہ اپنی قرأت کے سوا کسی  
 دوسری چیز نے مجھے بے آرام کیا ہو۔ اور عام بن عبد اللہ کے لوگوں نے پوچھا کہ  
 آپ نماز میں دنیا کے کاموں سے کچھ پاتے ہیں تو کہا اگر تیرے دل کی نوک میرے  
 چھوٹی جائیں تو وہ مجھے زیادہ اس سے لگتی ہیں کہ وہ میں پاؤں جو نماز میں  
 پاتے ہو۔ اور بعض ایسے لوگ ہیں کہ جب وہ اللہ کی طرف نماز میں توجہ ہوتے ہیں تو  
 امانت کے معنی کو پہنچتے اور اس صفت کے مصداق ہوتے ہیں اس واسطے کہ  
 اللہ تعالیٰ نے امانت یعنی رجوع الی اللہ کو مقدم کیا ہے اور فرمایا ہے یٰٰمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰہُ  
 وَرَاقٌ وَیَتَّبِعُ اَفْکَہُمْ تَوَّابٌ اللّٰہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے  
 دُر تار ہے اس طریقہ سے کہ وہ ماسوی اللہ سے پہلے دیکھتا ہے اور ایسے سینہ سے جو  
 اسلام کے ساتھ مشرّع اور ایسے قلب کے ساتھ جو نور انعام سے کشادہ ہے نماز میں  
 ایک کلمہ قرآن کا اسکی زبان سے نکلتا ہے اور اسکے سینے اپنے دل سے سنتا ہے پھر وہ  
 کلمہ ایسے قلب کی فصاحت میں گزرتا ہے جہاں اسکے سوا دوسری کوئی چیز نہیں ہے تب اسکا  
 مالک قلب حسن فہم اور نعمت سماعت کی لذت سے بھجاتا ہے اور تلاوت تسلیم اور  
 یاد و ذہن کا دل سے اسکو فرمے لے لے کر پڑھتا ہے اور اسکی معنی لطیف اور فحوائے  
 غریب کا ادراک کرتا ہے اور وہ ایسے سوانی ہیں جو تفصیل ذکر سے لطیف ترین اور

فکر نفسی کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں اور معنی قرآن کا ظاہر قوت میں آجاتا ہے سو سنہ  
 معانی قرآن کے ساتھ اپنی حدیث کا عرض اور بدل حاصل کرتا ہے اور اسطریقہ وہ معانی قرآن  
 معانی ظاہرہ ہیں جو عالم حکمت اور عبادت کی طرف جوہر جن کی نسبت نفس سے  
 کرب جوہر حکمت کے قائم کرنے کے لیے بنایا گیا ہے اور قرآن کے معانی باطنی جسکے ساتھ  
 کشف عالم ملکوت ہوتا ہے قوت قلب ہے اور روح مقدس کو حکمت متکلم کے مطالعہ کے سبب  
 چھڑا کر رہا ہے جبروت تک پہنچانے میں اور ایسے ہی مطالعہ کے باعث استغراق کمال  
 دریا مانے اشواق میں ہوتا ہے جیسا کہ مسلم بن سیدہ سے منقول ہے کہ اُس نے ایک روز مسجد  
 بصرہ میں نماز پڑھی اُس وقت مسجد کا ایک ستون گر پڑا جسکے گرنے کی آواز بازار والوں نے  
 سنی اور وہ نماز میں کھڑا ہوا تھا اور اُسکو کچھ علم ہکا نہوا تھا ازاں جبکہ رکوع کا ارادہ کرے تو  
 عورات میں سے رکوع میں جاوے بعد ازاں قدر کو جھکاتے ہوئے رکوع کرے اور اُس وقت  
 آدھانچے کا بدن قیام میں بہت سوراہی حالت پر رہے بغیر اسکے کہ دونوں زانوؤں میں  
 کچھ خمیدگی اور جھکاؤ ہو اور زونوں کینوں کو ملے ہاتھ اپنے دونوں پہلوؤں سے کرے  
 اور گردن کو اپنی پیٹھ کے دراز کرے اور اپنی تھیلیاں اپنے دونوں زانوؤں پر اٹکیاں  
 کو لکر رکھے مصعب بن سعد نے روایت کی ہے کہ میں نے سعد بن مالک کے برابر نماز پڑھی  
 تو میں نے اپنے دونوں ہاتھ زونوں گھٹنوں اور انون کے بیچ میں رکھے اور ان دونوں  
 کو ملا دیا تو میرے ہاتھوں پر ضرب دی اور کہا اپنی دونوں تھیلیوں کو اپنے دونوں  
 زانوؤں پر رکھو اور کہا ایز زندقہ میں ایسے ہی کرتے تھے تو میں علم دیا گیا کہ  
 گھٹنوں پر ہاتھوں کو رکھیں اور کسے سبحان ربی اعظم تین بار اور وہ کمال  
 اور پورے کا ادنہ درجہ ہی اور پورا کمال یہ ہے کہ گیارہ بار کسے اور جس قدر



چرخ کو اس وقت بڑھے کہ رکوع میں سنان اور جیسے گرفتہ ہو جائے اور بدو اس کے  
 کہ سر اٹھانے کے ساتھ اُسکے آخر کو لائے اور رکوع میں جائے کے لیے اور رکوع سے  
 سر اٹھانے کے لیے رفع یزین کرے یعنی دونوں ہاتھ اپنے اٹھائے اور اپنے رکوع  
 میں اپنے دونوں قدموں کی طرف دیکھتا رہے اس واسطے کہ وہ حضور کے اقرب  
 اس کی نسبت ہو کہ جہہ گاہ کی طرف دیکھے اور جہہ کے مقام اسی وقت دیکھے کہ جب  
 وہ قیام کرے اور تسبیح یعنی سبحان ربی العظیم کے بعد کہے اللھم لک رکعت ولک الحمد  
 دیکھ کہ آیت ولک اہلک شطع لک سمعی و بصری و عظمی و محی و حی و قہیبی و قلب  
 اس کا رکوع پورا رکوع کے معنی کے ساتھ متصف ہو جو تو رفع اور فرستی ہو بعد  
 ازان سر اٹھائے گئے ہوتے سبح اللہ من حمدہ اس حالت سے کہ اپنے دل  
 میں اس چیز کو جانتا ہو جو کہ وہ کہتا ہے پیر جب کہ وہ پورا اکر اہو جائے تو پھر  
 کرے اور کہے سبحانک لا الھ الا انت ولا مانع من حی عباد  
 بعد ازان کے ازل الشاؤ و الحمد احمی ما قال العبد و کلتا تک عبد لا مانع لما ایت  
 ولا یعطی لا یستغفر ولا یستغفر الا بحمدک الحمد اور اگر فو اعلیٰ میں قیام کو رکوع  
 سر اٹھا کر طویل دے تو چاہیے کہ یہ کہے زلی الحمد دوبارہ اور سہ بارہ جب تک کہ چاہے  
 اگر فرض میں طویل میں زیادہ حد سے نہ دے اور رکوع سے سر اٹھائے میں اس پر  
 قناعت کرے کہ وقت اہل تمام کے ساتھ بیٹھ سیدھی کرے حدیث میں  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہو کہ ہر آیت آپ نے فرمایا جو کہ  
 اللہ اس شخص کی طرف نہیں دیکھتا ہو جو رکوع اور سجود کے بیچ میں اپنی بیٹھ  
 سیدھی نہ کرے پیر سجدہ کرتے ہوئے گئے اور اس گرنے میں وہ حیر

کتاب جو امیدوار حاضر شروع کرتا ہو اور اس خبر سے حسین وہ کرتا ہو اور جسکی طرف  
 وہ کرتا ہو اور جسکے واسطے کرتا ہو پس سجدہ کرنے والوں میں سے بعضے وہ ہیں جنکو  
 کشف اسکا ہوتا ہے کہ وہ حدود زمین کی طرف کرتا ہو ملک کے ارض میں ناپید ہوتا ہو  
 اس سبب سے کہ قلب اسکا جیسا اور شہر سے مبرا ہو اور روح اسکی کبریا سے اٹھ  
 اٹھا ہو جیسے کہ وارد ہوا ہے کہ ہر آئینہ جبریل علیہ السلام شرق میں اپنے بازو سے  
 چھپ رہے ہیں اسوجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شہادتے ہیں۔ اور بعضے سجدہ  
 کرنے والوں میں سے وہ ہیں جنکو مکاشفہ اسکا ہوتا ہے کہ وہ اپنے سجدہ سے  
 بساط گون و مکان کو طے کرتا ہو اور قلب اسکا کشف و بیان کی فضا میں آواز  
 سیر کرتا ہو اور اسکے گرنے سے آسمانوں کے طبقے نیچے گرتے ہیں اور اسکی  
 قوت شہود سے دنیا کی صورتیں محو ہوتی ہیں اور وہ در اس عظمت کے کنارہ پر  
 سجدہ کرتا ہو اور یہ مرتبہ اتنا کا درجہ اسکا ہے جسکی طرف ہمت بشری کا پرند  
 پہونچتا ہے اور جسکو پہونچنے کے لیے قوت انسانی وفا کرتی ہیں اور دنیا اور اولیا  
 مرتبہ عظمت اور اسکی کنہ کی آگاہی میں تفاوت ہیں ہر ایک کو انہیں سے اپنے  
 مرتبہ کے بقدر اس سے خطا حاصل ہے اور ہر ایک صاحب علم کے اور ایک علیم  
 ہے۔ اور سجدہ کرنے والوں میں سے بعضے وہ ہیں جسکا طرف وسیع ہو اور اسکی  
 روشنی پھیلتی ہے اور دونوں قسم سے بہرہ مند ہوتا ہو اور دونوں بازوؤں کو  
 کھولتا ہو پھر وہ اپنے قلب سے اجلا لا تو وضع کرتا ہو اور اپنی روح کے ساتھ کہ امت  
 و انضالی سے بلند ہوتا ہو شواہکے لیے انیس اور بیست اور حضور اور غیبت اور فرار  
 و قرار اور اسرار و جواز مجتمع ہو جاتے ہیں سو وہ اپنے سجدہ میں دریا سے شہود الٰہی میں

مشناوری کرتا ہے ایک بال اس سے سجدہ میں نہیں پڑتا جیسا کہ سید الشہداء نے اپنے  
 سجدہ میں کہا سجدہ ملک سوادسی و جمالی و سجدہ سجدہ من فی السموات و الارض  
 طوعاً و کرہاً طوع یعنی انقیاد اور فرمانبرداری روح اور قلب کے لیے ہے اس اہمیت  
 اور قابلیت کے سبب سے جو ان دونوں میں ہے اور کرہ یعنی رنج اور ناخوشی اس  
 کی طرف سے اس سبب ہے کہ اس میں بیکارگی ہے اور اپنے سجدہ میں کشتن بار  
 سبحان ربی الاعلیٰ اس بات تک کہ وہ کمال ہے اور سجدہ میں کشادہ چشم رہے  
 اس واسطے کہ وہ دونوں چشم سجدہ کی پیہن اور کرنے میں اپنے دونوں کھینے پر ہے  
 پھر دونوں ہاتھ اپنے رکھے پھر ہاتھ اپنا اور پھر ناک دینی رکھے اور سجدہ میں اپنی ناک  
 کی جھکی کی طرف دیکھتا رہے اس واسطے کہ وہ سجدہ کرنے والے کے لیے زیادہ  
 مشغول کا درجہ ہے اور اپنی دونوں پھیلیاں خاص مصلے پر رکھے پھر سے میں انکو  
 نہ ہینے اور دونوں پھیلیوں کی پیچ میں اسکا سر ہووے اور دونوں ہاتھ اس کے  
 دونوں شانوں کے متقابل رہیں نہ ان کے دہن سے طرف اور نہ بائیں طرف اور تسبیح  
 یعنی سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد کہے اللہ ملک سجدت و کبر امت و ملک اہلست

سجدہ وحی اللہ صلی خلقہ و صورہ و شقی سمعہ و بصرہ فبارک و الحمد حسن الخالقین  
 اور امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم سجدہ میں اسکو کہا کرتے تھے اور اگر سبوح قدوس رہنا اور ب اللہ لکھ و اگر  
 کے تو ریحا ہے سفاکشہ رضی اللہ عنہ لے روایت کی ہے کہ ہر آنسہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم اسکو سجدہ میں کہا کرتے تھے اور اپنی دونوں کھینیاں  
 سجدہ میں اپنے دونوں پہلوؤں سے جدا رکھے اور اپنی انگلیوں کا رخ سجدہ میں

قبلہ رو رکھے اور اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں انگوٹھ کے ساتھ ملائے اور اپنے  
 دونوں ہاتھ زمین پر نہ بچائے بعد ازاں تکبیر کہتے ہوئے سر کو اٹھائے اور اپنے  
 بائیں ہاتھ کے اوپر بیٹھے اور داہنے ہاتھ کو گھڑا رکھے اس طرح ہر کہ انگلیوں کے قبلہ رو  
 ہوئے اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانوؤں پر بے تکلیف بغیر سلائے اور ملائے  
 رکھے اور کسے دب اغفرنی وارحمنی وادہنی وایجبرنی وعافنی وارحمت غنی اور اس  
 نشست کو عرض میں زیادہ طول نہ دے مگر نوافل میں مقدار تینہنیں چنانک  
 اسکو رب اغفر وارحم مکر کہتے ہوئے طول دب بعد ازاں دوسرا سجدہ تکبیر  
 کہتے ہوئے کرتے اور خود یعنی نشست میں اقتدا کردہ ہو اور وہ اس مقام پر  
 اس معنی میں ہے کہ دونوں سر میں اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھے اور جب دوسری  
 رکعت میں کھڑے ہونے کا ارادہ کرتے تو آرام کے لیے جلسہ خفیہ کرے اور  
 اسی طرح باقی رکعتوں میں کرتے بعد اسکے تشہد کرے۔ اور بنا پر معراج ہی اور وہ  
 معراج قلوب ہو اور تشہد قرگاہ وصول کا ہو بعد ازاں قطع مسافات معلومی  
 درجہ بدرجہ بلغات اجمالی کی کی ہو اور انجیبات پروردگار تعالیٰ پر سلام ہو  
 پس چاہے کہ جو کہ اسکو زمین میں اسے اور میں سے کہتا ہو اسکے ساتھ باوہوب  
 رہے اور کیفیت عرض کو جانے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام تہنیت  
 اور اپنے دل کی آنکھوں کے سامنے اسکو موجود جانے اور صانع بندگان الہی  
 پر سلام بھیجے پس اس صورت میں بندگان الہی سے کوئی بندہ آسمان اور  
 زمین میں باقی نہیں رہتا مگر یہ کہ آپس نسبت روحانی اور خاصیت فطری کے  
 ساتھ سلام بھیجے اور اپنا دینا تا تو رہی درہنہ راں پرستے کہ انگلیاں

بند می ہوئی ہوں گے انکشت نہاد اور نہاد میں انکشت نہاد کو الہ  
 کے اوپر آٹھاب نے نہ کلمہ نفی میں جو لا الہ کے اندر ہو اور اس انکشت نہاد  
 کو سیدہ حانہ بٹھائے بلکہ اسکا سران کی طرف جھکا ہو چیدہ ہو سوہ انکشت  
 نہاد انکشت کی صورت ہو اور شوق قلب کی صورت کی دلیل انکی طرف ہو اور  
 ایسی نماز کے آخر میں دعا اپنی ذات اور مومنین کے لیے کرے اور اگر امام ہو تو  
 چاہے کہ دعا میں شہر اور نہاد ہو بلکہ اپنی ذات اور مقتدیوں کے لیے دعا کرے  
 اس واسطے کہ امام جو نماز میں بیدار نہ ہوا ہو ایک دریا کی مثال ہو جو کہ سلطان  
 کے حضور میں حاضر ہو اور اس کے پیچھے اہل حاجت ہیں کہ انکے لیے وہ دریاں سوال  
 اور التماس کرنا ہو اور انکی حاجتوں کو عرض کرنا ہو اور مومنین و یواری کی مثال  
 ہیں کہ ایک دوسرے کو مضبوط اور مستحکم کرے اور اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ  
 نے انکی توجہ اپنے حق سے زانی ہو گا ہم بنیان موصوں اور اس میں  
 کے وصف میں کتب سابقہ میں ہے کہ انکی صفوت نماز میں ایسی ہیں کہ  
 صفوت انکی زانی میں ہیں عروسی ہے کہ معن ابن عیسیٰ نے کعب اجارے  
 سوال کیا کہ توجہ بہ بن نعت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی پاتا ہو اسنے  
 جواب دیا کہ ہم اس طرح پاتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ کہ میں پیدا ہونگے اور  
 طیبہ کو ہجرت کرینگے اور ملک اسکا شام میں ہو گا اور وہ نہیں ہے فحاشا بے  
 بسیار رشتہ بخش و رشتہ کار اور نہ وہ باندوں میں آٹھاب یعنی جینے والا ہو گا  
 اور برائی کا بار بار انکی سے نہ کرے گا مگر وہ بخیر ہو گا اور بخیر ہو گا انکی است کو جو  
 عادی ہیں کہ اسے کالی کی حمد اور زمی اور آسوری میں کرینگے اور ایک ہندی پر گیسر

سے بزرگی اللہ تعالیٰ کی کریمگی اور اپنے ماتم پائون کا وضو کرینے اور نصف  
 ساتی تک اڑا کرینے وہ ایسی نمازوں میں ایسی ہی صفت باندھنے کے عیسیٰ کر دے  
 ایسی بڑائی میں معین باندھنے کی آواز میں آنکی مسجد دن میں ایسی بڑائی کہ جیسے  
 شہد کی گھنٹیاں میں جنابی ہیں آسمانوں کے درمیان میں آواز میں آسمانی دنگی غلغلہ  
 میں امام صفت کا پیشوا شیطان کی بڑائی میں ہر تودہ مشوع اور ادب کے مرتب  
 ادب کے ساتھ ظاہر اور باطن سب نمازوں سے اولیٰ اور افضل ہونا چاہیے اور بیدار  
 ہونے یا نماز کے جب ظاہر مجتمع ہونگے تو انکے باطن بھی مجتمع ہونگے اور باہم یک  
 دوسرے یا دوسری اور مدد گاری کرتے ہیں اور ایک سے دوسرے کو اخذاتوار اور  
 برکات اور صبریت کرنے ہیں بلکہ جس قدر مسلمان کہ زمین کی اطراف میں نماز پڑھنے  
 واسے ہیں قلوب و سنت اسلام و رابطہ ایمان سے انکے درمیان باہم یکدلی اور  
 اور انداز ہر بلکہ اللہ تعالیٰ بزرگ ملائکہ سے آنکی امداد کرتا ہر جس طرح کہ جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد ملائکہ نشان وادوں سے روز بدر کی نئی سو  
 آنکی حاجتیں شیطان کی بڑائی میں بڑھکر آنکی حاجات سے ہیں جو کفار کی بڑائی  
 میں تھیں۔ اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے رجسٹا  
 من اجماد الاضرالی اجماد الاکبر ترجمہ ہم نے جماد صفر کے جماد اکبر کی طرف  
 بازگشت کی جس میں انکو فرشتے متلاتی ہوتے ہیں بلکہ انکے سچے انفاس سے اظہار  
 قائم رہیں پھر جب کہ نماز کے باہر ہوتا ہے اپنے واسطے طرف سے سلام پھیرے اور  
 سلام کرنے کے ساتھ ہی نیت کرے کہ وہ نماز کے باہر ہوتا ہے اور وہ سلام خوشن  
 پڑھو اور حاضرین پر خوشنیں سے ہیں اور قوم جن سے جو مومن ہیں اور اپنا



احکام اور اپنے طرف والوں کے لیے گردن مٹانے سے ظاہر کرے اور اس سلام میں  
 اور بائیں طرف کے سلام کے درمیان میں فصل اور علاحدگی کرے اس واسطے کہ ہر آئینہ  
 مواصلت سے نہی و رد نہ ہوئی ہو اور مواصلت پانچ دین دو انہیں سے امام کے ساتھ  
 میں اور وہ یہ ہے کہ امام تکبیر سے فرات کو نہ ملائے اور رکوع کو فرات سے نہ ملائے اور  
 دو تہ نہ ہو اور وہ یہ ہے کہ تکبیر اولیٰ کو تکبیر امام سے نہ ملائے اور نہ اسکے سلام کو اپنے سلام  
 سے ملائے اور ایک مواصلت و فلول یعنی امام اور مقتدی ہر ہر اور وہ یہ ہے کہ  
 فرض کا سلام نفل کے سلام سے نہ ملائے اور سلام کو خیم سے پڑھے اور ٹکوبت  
 نہ کہنے پھر سلام کے بعد دعا مانگے جو یہ ہے خواہ دنیا کا اجر ہو یا اسکے دین کا ہوا  
 سلام پھر نہ کہنے پہلے ہی نماز کے اندر دعا مانگے اس واسطے کہ وہ قبول ہوئی ہو اور  
 جس شخص نے پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی حقیقت میں برہم کو  
 عبادت سے محروم یا اور تمام مقامات اور احوال کا پانچوں روز پندرہ پانچوں وقت کی  
 نماز یا جماعت ہو اور وہ سر دین ہو اور یوں کا کفارہ ہو اور خطاؤں کو بخور کرے اور اس  
 روت کہ ہمارے شیخ شیخ ضیاء الدین ابو نعیم سہروردی رحمہ اللہ نے ردائے کب و اسط  
 سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا ہر پانچوں وقت کی نماز میں خطاؤں کی کفارہ ہیں اور پڑھو اگر تم چاہتے ہو  
 ان اکسبات غیر ہیں ایسیات ذلک ذکری للذکرین

از رئیس دیوان باب نماز کے اندر اداب اور اسرار کے بیان میں ہو

نمازی کے بہترین آداب یہ ہے کہ وہ کسی غیر میں دل بستہ نہ ہو خواہ وہ چیز خوشی ہو

یا بہت ہوا سو اٹھنے کہ عقل مندوں نے ترک دنیا کو نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ نماز کو ادا  
 کریں جس طرح کہ کامور ہو سہیں سبب یہ ہے کہ ہر گاہ دنیا اور ایشیال دنیا قلت کے  
 مشغول کرنے والے تھے تو انکو چھوڑ دیا کہ محل مناجات پر وجہ غیبت تھے اور وقت کے  
 مقام کی تسخیر غیبت تھی اور دل سے پروردگار عالم کو مانگتے اور زما بزرگ سے وجہ ہو  
 کہ ظاہر بین ادا سے نماز اطاعت ظاہری اور دل کا نماز بین ماسو سے ہمد سے فایز  
 ہونا اطاعت باطنی ہی سو انھوں نے حضور ظاہر اور مانت باطن کو نہیں خیال کیا جس تک  
 کہ انکی اطاعت میں خلل نہ پڑے اور انکی عبودیت میں شک نہ لگے کہ تو نمازی اس بات سے  
 پرہیز کرے کہ اسکا باطن اسوقت خیر میں لگا ہو جبکہ نماز شروع کرے اور کیا یہ کہ وہی  
 کی دانش اور قیامت سے یہ بات ہے کہ اپنی حاجت کو قبل از نماز روا کرے اور یہی  
 واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب کھانا اور عشاء کی نماز ایک ساتھ آئے تھے کھانے  
 کو نماز عشاء پر مقدم کر دینا اسوقت نماز شروع کرے کہ پیشاب کی حاجت ہو اور نہ  
 اسوقت کہ بیت بھلا کی ضرورت ہو اور روزہ کا تنگ اور کسا ہوا ہو یا بھی حائض اور  
 پہنچنے والا مثل ضرورت مذکورہ ہے اور اس حالت میں بھی نماز پڑھے جب کہ روزہ  
 اسکا ایسا تنگ ہے جو اسکے قلب کو مشغول اپنی طرف رکھتا ہے سو سوال کیا گیا کہ  
 حائض کے بابت کوئی راسے اور عین نہیں ہے تو جواب لکھا دیا گیا کہ حائض وہ شخص  
 ہے جسکے ساتھ کوئی تنگی اور ضیق ہو اور حاصل کلام یہ ہے کہ اگر اب کی بات نہیں ہے کہ اگر  
 نماز اس حالت میں پڑھے کہ جب انکے پاس ایسی شے ہو جو اسکے باطن کے مزاج کو عشاء  
 سے متغیر کر دے جیسے کہ وہ پیرین جسکا ہم نے ذکر کیا ہے اور غم شدید اور غضب فراطمی  
 اس میں داخل ہیں اور مدین میں آیا ہو کہ کوئی تم میں سے نماز شروع نہ کرے



اسوقت کہ تشریف اور ملے میں لیٹے ہوں اور نہ ہرگز تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو  
 جب کہ غصہ میں ہو پس سزاوار نہیں کہ کسی بندہ کے لیے کہ وہ نماز میں کھڑا ہو مگر اسوقت  
 کہ اپنی پوری ہیئت سے نکلی ہو اور نمازی کا عمدہ لباس پہن کر کہ ہاتھ یا کون میں  
 اس کے سگون ہو اور ادھر ادھر نہ دیکھے نہ منہ پیرے اور دھنا مگر بائیں پر رکھے  
 پس اس سے بہتر کیا ہیئت ہے بندہ کی جو فروتن کھڑا ہو بادشاہ غالب کے  
 سامنے حاضر ہو اور شرع نے حرکات پر درپردہ کی رغبت دی ہے جو تم میں سے کم ہو اور  
 اور اباب غریب نے نماز میں سب حرکات کو ترک کر دیا اور ایک دفعہ نماز میں  
 میرے ماتم کو جنبش ہوئی اور اسوقت ایک شخص جمال میں سے میرے برابر  
 کھڑے تھے جب میں نماز سے فارغ ہو کر اٹھا پھرا تو اپنے میرے اوپر اعتراض کیا  
 اور اس حرکت کو بڑا نا اور کہا ہمارے نزدیک یہ بات ہے کہ بندہ جب نماز میں  
 کھڑا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ سن چپ چاپ بنلا رہے کہ اس سے کوئی چیز اور عضو  
 جنبش نہ کرے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ نماز میں سات چیزیں شیطان  
 کی طرف سے ہیں۔ بکر۔ نیند۔ دوسوہ۔ جانی۔ خارش۔ انکساف۔ کسی چیز سے  
 کہلنا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ سو اور شک۔ اور تراسہ عبد اللہ بن عباس  
 رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ نماز میں خشوع یہ ہے کہ نماز  
 پڑھنے والا نہ جانے کہ اس کے داہنے طرف کون طرف ہے اور بائیں طرف کون۔  
 اور سفیان سے منقول ہے کہ کہا جس نے خشوع نہیں کیا اس کی نماز فاسد ہوئی  
 اور معاذ بن جبل کی روایت اس سے بھی سخت اور زیادہ تر ہے کہ جس نے قصد اُ  
 اور بائیں طرف سے نماز میں جانا پہنچا تو اس کی نماز نہیں ہوئی اور

بعض علمائے کما ہو کہ جسے ایک کلمہ بھی جو دیوار یا فرش میں لکھا ہو اپنی نماز کے اندر  
 پڑھا تو اسکی نماز باطل ہو اور انہیں سے بعض نے کہا ہو کہ یہ اس واسطے کہ وہ عملاً  
 اس کے مخالف ہو اور اس آیت کی تفسیر میں بعض نے کہا ہو والدین ہم علی صلاۃ  
 وایکون کہ وہ ہاتھ پائوں کا سکون اور طمانیت ہو بعض نے کہا ہو کہ جس وقت  
 تکبیر اولیٰ کہی جاوے تو جانے کہ ہر آنہ اللہ تعالیٰ تیرے شخص کی طرف ناظر ہو  
 تیرے مافی الضمیر کا عالم ہو اور اپنی نماز میں اسکی مثال خیال کر کہ تیرے دانہ  
 طرف بہشت اور بائیں طرف دوزخ ہو اور بہشت و دوزخ کی صورت بانہ سننے کا  
 جو ہم نے ذکر کیا سبب یہ ہو کہ جب ذکر آخرت میں دل مشغول ہو گا تو اس سے  
 وسوسہ منقطع ہو رہو جو جائینگے تو یہ تمہیں دل کے لیے ایک دوا کا حکم دے گی  
 تاکہ وسوسہ دور ہو۔ ہمارے شیخ فیض الدین ابو الغیب سہروردی نے ہدایات  
 روایت کی ہو کہ سہل رح کا قول ہو کہ جس شخص کا دل ذکر آخرت سے خالی ہو تو اسے  
 وسوسہ شیطانی پیش آتے ہیں اور جو شخص کہ اسکا باطن صفائی قلب اور نور  
 معرفت کا حاصل کیے ہو تو وہ اپنی چشم دیدہ کے سبب متغنی اس سے ہو کہ  
 مشاہدہ کی صورت بناوے۔ اور ابو سعید خدری کا قول ہو کہ جس وقت رکوع کو  
 تلو اب اس کے رکوع میں یہ ہو کہ گھڑا رہے اور نزدیک ہو اور جگہ اپنے رکوع  
 میں یہاں تک کہ اسکا کوئی جوڑا اور عضو باقی نہ رہے کہ یہ کہ وہ عرش بزرگ کی  
 جانب قائم ہو پھر سبحان ربی العظیم کہ یہاں تک کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ  
 سے بزرگتر کوئی چیز نہ ہو اور اپنے نفس کی تصغیر اور تحقیر کرے حتیٰ کہ جھٹکے سے بھی  
 کمتر ہو اور جب سر اپنا اٹھائے اور سبحان اللہ کہے تو جانے کہ جی ہمانہ

دس کو شگفتا ہو۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ اس کے ساتھ خوف بھی استعداد ہے کہ قریب ہو  
 کہ اس سے گدخت ہو جائے۔ سمران نے کہا ہے جب کہ بندہ تلاوت شروع کرے  
 تو آسمین ادب پہ ہو کہ وہ مشاہدہ کرے اور اس کا دل سماعت کرے کہ گویا وہ  
 اللہ تعالیٰ کے پیش رہا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کے سامنے پڑھ رہا ہے۔ اور یہ بھی سراج ہے  
 کہا ہے کہ ادب صوفیہ سے پہلے مراقبہ اور مراعات قلب کے خطرات  
 اور خواہش سے کرے اور اس میں اس طرح چیز ہو اس کی نفی کرے پھر جب کہ نماز کیلئے  
 حضور قلب سے کھڑا ہو تو گویا ایک نماز سے دوسری نماز میں کھڑے ہوئے تو اپنے  
 نفس اور عقل کے ساتھ ہو گا کہ ان کے ساتھ نماز میں داخل ہوئے پھر جب نماز سے باہر ہو  
 تو اپنے حال کی طرف حضور قلب سے رجوع کی پس گویا کہ وہ ہمیشہ نماز میں ہیں سو  
 یہ نماز کا ادب ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ بعض صوفیہ ایسے تھے کہ خطہ مدائن سے کمال  
 استغراق کے سبب نہ سو سکتا تھا یعنی وہ یہ نہ جانتے کہ رکعت پڑھیں اور ایک  
 شخص ان کے سامنے بیٹھ کر شمار کیا کرتا کہ رکعت پڑھیں اور بیٹھنے کے کہا کہ  
 کہ نماز کی چار شاخ ہیں حضور قلب بحراب میں اور شہود عقل باو شہاد و باب کے نزدیک  
 ہے اور شروع قلب بلا اختیار ہو اور شروع ارکان نگاہ ہداری کے ساتھ اس واسطے  
 کہ حضور قلب کے وقت پرستہ ہو جائے ہیں اور شہود عقل کے وقت قیام دور  
 ہوتا ہے اور حضور شمس کے وقت درجہ کے کشادہ ہوتے ہیں اور ارکان کے حضور کے  
 وقت ثواب حاصل ہوتا ہے تو ہر شخص نماز میں بلا حضور قلب کھڑا ہو تو وہ نماز  
 کیلئے ہلا رہی اور جو شخص بلا شہود عقل کھڑا ہو وہ نماز ہی جو لگتا ہے اور جو  
 بلا حضور نفس پڑھنے لگا وہ شخص نماز ہی خطا کا رہی اور جو بلا شروع ارکان

پڑھتا ہو وہ نمازی جن کا رہی اور جو ایسی نماز پڑھتا ہو جس کی تعریف کی گئی وہ مصلیٰ صاحبِ وفا ہو۔ اور ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہو کہ جب بندہ نماز فریضہ میں کھڑا ہو اس حال سے کہ ہند کی طرف اس کا منہ اور کمر اور انگوٹھ ہو تو وہ نماز سے فارغ ہو کر پھر اٹھ گیا اپنے گناہ سے وہ ایسا پاک ہو کہ جیسے آسمان کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور ہر آئینہ اللہ تعالیٰ رحمہ فرمائیے اس کا گناہ جو اس سے ہوا اور اس کے دونوں ہاتھوں کے دھونے سے اٹکے گناہ اور اس کے دونوں پاؤں دھونے سے اٹکے گناہ ہو اور دو کرنا ہو حتیٰ کہ وہ نماز میں اس طرح دڑتا ہو کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چوری کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کون چوری سب سے زیادہ بڑی اور بڑا ہی تو حاضرین نے عرض کی کہ ہند اور رسول اس کا داتا تھا پھر آپ نے فرمایا کہ سب چور یوں سے بدتر یہ ہو کہ آدمی اپنی نماز سے چوری کرے۔ لوگوں نے عرض کی کہ آدمی اپنی نماز سے کس طرح چوری کرتا ہو حضرت نے فرمایا کہ وہ نماز کا رکوع پورا نہیں کرتا اور نہ اس کا سجدہ اور نہ اس کا خشوع اور قنوت کو پورا کرتا ہو جو نماز میں ہو۔ ابو عمر بن علی سے روایت ہو کہ وہ امامت کے لیے پڑھایا گیا تو اسے کہا کہ میں اس کی صلاحیت نہیں رکھتا پھر جب اس سے اس کا حاکم کی گئی اسے لکیر تحریر باندھی پھر اسے غش کیا سو لوگوں نے دوسرے کو امام بنایا پھر جب کہ اسے ہوش آیا تو اس سے سوال کیا گیا تو کہا جب میں نے کہا استودعنی براہمت کر دو تو ہاتھ نے مجھے آواز دی کہ آیا تو اللہ کے ساتھ کہجی مستوی اور برابر ہوا ہو یعنی باادب اور متقا ہوا ہو اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جب

بندہ نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز اسکی وقت پر پڑھی اور اسکی رکوع و سجود اور سو اہمیت کی حفاظت کی تو نماز گنتی ہو کہ اسد تیری حفاظت کرے جیسے کہ تو نے میری حفاظت کی ہو پھر وہ بلند ہوتی ہو کہ اسکے لیے ایک نور ہوتا ہو یہاں تک کہ وہ آسمان تک پہنچتی ہو اور یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہو پھر اپنے نمازی کے لیے شفاعت کرتی ہو اور جب بندہ نماز کو ضائع کرتا ہو تو اسکو نماز گنتی ہو کہ خدا تجھے ضائع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا ہو پھر وہ اونچی پڑھتی ہو کہ اسکے ساتھ تار لگی ہوتی ہو یہاں تک کہ وہ آسمان تک پہنچتی ہو اور اسکے لیے دروازہ بند ہو جاتا ہو پھر وہ پیٹھی جاتی ہو جس طرح کہ دھرا کیڑا لیٹتا جاتا ہو پھر وہ اسکے نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہو۔ اور ابولیلیمان دارانی نے کہا ہو کہ جب بندہ نماز میں کھڑا ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ اٹھا دو وہ پردے جو میرے اور میرے بندے درمیان ہیں پھر جب وہ بندہ اللہ تعالیٰ طرف سے دوسری جانب منہ پھیرتا ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ ڈال دو وہ پردہ جو میرے اور اسکے بیچ میں ہو اور میرے بندہ کو اور اس چیز کو جو پردہ جو اسے اپنے نفس کے لیے پسند کی ہو۔ اور ابوبکر وراق نے کہا ہو کہ اکثر اوقات میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور ان کے میں منصرف اور آٹھ پڑھتا ہوں اور مجھے اس سے ایسی ہی جیسا آتی ہو جیسے اس مرد کو شرم آتی ہو جو زمانے آٹھ پڑھ کر آتا ہو پھر قول اسکا اسکے نزدیک بڑا ادب ہو اور ہر ایک انسان نماز کا ادب اسی قدر پڑھتا ہو جس قدر کہ قرب کے حصہ ہوتا ہو۔ اور موسیٰ بن جعفر نے پوچھا گیا کہ لوگوں نے آپ کی نماز آپ کے سامنے چلنے سے فاسد کر دی کہا کہ جبکے لیے میں نماز پڑھتا ہوں

وہ مجھ سے قریب تر اُس سے ہو جو میرے آگے سے گزرتا ہو۔ اور منقول ہو کہ حضرت  
 ابن العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ جب آپ نماز کے لیے  
 باہر نکلتے تو رنگ کے تغیر کے سبب پہچان نہ پڑنے کو آپ سے اسکی بابت دریافت کیا جاتا کہ  
 آپ فرماتے کہ تم جانتے کیسے سامنے میں جانے کا ارادہ کرتا ہوں۔ اور نماز میں پہننے  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ ہر اکثینہ آپ نے فرمایا ہو کہ بندہ  
 کیسے اسکی نماز سے اُسی قدر لگھا جاتا ہو جو وہ سمجھتا ہو اور دوسرے الفاظ میں وارد  
 ہو تم میں سے بعض وہ ہیں جو پوری نماز پڑھتے ہیں اور بعض تم میں سے نماز آدمی پڑھتے ہیں  
 اور جو تعالیٰ اور پانچواں حصہ یہاں تک کہ دسویں حصہ تک پہنچتے ہیں۔ خواص کا  
 قول ہو کہ آدمی کو چاہیے کہ نوافل کی نیت کرے تاکہ اُسکے فرائض کے نقصان  
 پورے ہوں اور اگر اسکی نیت نہ کرے تو اُس سے کچھ محسوب نہوگا یہی ہے روایت  
 پہونچی ہو کہ اللہ نوافل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ نماز فرائض کو ادا نہ کرے۔ اللہ  
 تعالیٰ فرماتا ہو تمہاری مثل اُس میرے بندہ کی ہو کہ قبل اسکے کہ فرض ادا کرے بدست  
 اور بھٹکا بیجا شروع کرے۔ اور یہ بھی کہا جو کہ طلق اللہ تعالیٰ سے دوصلت کے سبب  
 منقطع اور علاحدہ ہوگئی ایسا نہیں ہے یہ ہو کہ نوافل کو طلب کیا اور فرائض کو ضائع کیا  
 اور دوسری یہ ہو کہ انھوں نے ظاہر کے اعمال کیے اور انہیں صدق اور نیک قرار دیا  
 کے ساتھ اپنے دلوں کو نہ لگایا اور اللہ تعالیٰ نے انکار کیا ہو کہ کسی حال سے کوئی عمل  
 قبول نہ کرے جب تک کہ انہیں صدق اور فی اس سے نہو اور نماز میں اظہار کا کھلا رکھنا  
 اس سے بہتر ہو کہ اُسکو بند کرے الا اُسوقت کہ اُسکا قصد نظر کی تفریق اور اسکے  
 ادھر ادھر پھرنے پر ہو تو اُسوقت انھوں کو بند کرنے تاکہ خشوع کے لیے مدد پہونچے

پھر اگر کوئی نماز میں آوے تو جہان تک ہو سکے اپنے ہونٹوں کو ملائے اور اپنی تہذیب کو اپنے ہونٹ سے ملائے اور نہ دوسرے سے نماز میں حرام ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ فریضہ یعنی جس شخص کو دھکا دیا وہ فرائض یعنی دھکا دینے والے کی نماز کا ثواب لیٹا اور بعضوں نے کہا ہے کہ جس شخص نے پہلی صف میں جوت سے چھوڑ دی کہ پہلی صف والوں کے لیے جگہ کی تنگی ہوگی اور وہ دوسری صف میں کھڑا ہوا تو اسکو اللہ تعالیٰ صف اول کے برابر ثواب دے گا بغیر اس کے کہ صف اول والوں کے ثواب سے کچھ کمی ہو۔ اور روایت ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نماز میں کھڑے ہوتے تو ان کے قلب کی طیش اور ژپ ایک میل کے فاصلہ پرستانی دیتی تھی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے جوش کی آواز ایسی سننے میں آتی ہے جیسے دیگ سے آتی ہے جتنے کہ دینہ کے گلی کو چون میں سن پڑتی تھی۔ اور چنیڈے سے پوچھا گیا کہ نماز کا فرض کیا ہے؟ جواب دیا کہ تعلقات کا توڑنا اور قصد کا جمع کرنا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا۔ اور حسن نے کہا ہے تیرے اوپر وہ کون امتیرے دین سے جو بزرگتر ہو درحالیکہ تیرے اوپر نماز تیری خوار اور سبک ہو۔ اور منقول ہے کہ بعض انبیاء کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور کہا جب تو نماز میں مشغول ہو تو اپنے دل سے خشوع اور اپنے بدن سے خضوع اور اپنی آنکھ سے اشک میرے حوالہ کر اس وقت میں تیرے ہون۔ اور ابوخیثمہ رطبی نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ پھر فرمایا ابائیں نماز اپنے اوپر لازم کرنا سو اچھے کہ میں نے اپنے پروردگار سے

و صیت طلب کی تو مجھے اُسے نماز کی وصیت کی اور مجھے فرمایا کہ میں سب سے زیادہ قریب  
 اس وقت ہوتا ہوں کہ تو نماز میں ہوتا ہو۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہر کہ دو  
 رکعتیں فکر میں بہتر است بھر کے قیام سے ہیں۔ اور منقول ہر کہ محمد بن یوسف  
 فرماتے تھے حاتم اہم کو دیکھا کہ کھڑا ہوا لوگوں کو وعظ کستا تھا تو اُس سے کہا کہ اے حاتم  
 میں تجھے دیکھتا ہوں کہ لوگوں کو نصیحت کرتا ہو کیا تو نماز اچھی طرح پڑھتا ہو کہا ہاں  
 کیونکہ نماز پڑھتا ہو کہا کہ میں علم کے ساتھ اُٹھتا ہوں اور چلتا میں خوف سے ہوں اور  
 داخل صیبت سے ہوتا ہوں اور طہارت کے ساتھ امداد کبر کستا ہوں اور رقیل سے  
 قراوت کرتا ہوں اور شروع سے رکوع کرتا ہوں اور سجدہ سے تواضع اور شہد کے لیے  
 پورا اُٹھتا ہوں اور سنت پر سلام پھیرتا ہوں اور اپنے پروردگار کے اُسے سپرد کرتا ہوں  
 اور اسکی حفاظت اپنی زندگی بھر کرتا ہوں اور ملامت کے ساتھ اپنے نفس کی طرف  
 رجوع کرتا ہوں اور اسکا خوف میں کرتا ہوں کہ میری نماز وہ قبول نہ کرے اور امید  
 قبول کی رکھتا ہوں اس خوف درجہ کے درمیان میں ہوں اور جس نے مجھے علم  
 سکھایا اسکا شکر کرتا ہوں اور میں اُسکو علم سکھاتا ہوں جو مجھ سے مانگتا ہو اور  
 میں اپنے پروردگار کی حمد کرتا ہوں اس واسطے کہ مجھے اُسے ہدایت کی ہو تو محمد بن  
 یوسف نے کہا تجھ شخص ملاحیت اسکی رکھتا ہو کہ وعظ ہو۔ اور قول اسد تھا  
 تھا کہ لا اقر بوا الصلوٰۃ و اتم شکار یعنی نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشہ میں ہو اس  
 سنت والا جب دنیا سے راوی اور بعضوں نے کہا ہر کہ مت ولا رخ اور غم خور کی  
 سے ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کہ جس شخص نے نماز دو  
 رکعتیں پڑھیں اور دنیا کی کوئی بات اُسکے نفس میں نہیں کی تو اسد تھا اُسے



اس کے گناہ جو پہلے کیے ہوں بخش دیتا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ تم از غربت اور سختی کو  
 تو وضع اور تضرع اور پشیمانی پر اور تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہے اللھم اللھم سو جو  
 کوئی یہ نہیں کرتا ہے تو وہ نماز ناقص ہے اور پھر آیت وارد ہوا ہے کہ مومن جس وقت  
 نماز کے لیے وضو کرتا ہے تو اطراف زمین میں شیطان اُس کے خون کے سبب اُس سے  
 دور بھاگتا ہے سو اس کے اُسے تباری اس کی شروع کی ہے کہ بادشاہ کے حضور میں  
 آوے پھر جب وہ اسد کبر کرتا ہے تو شیطان اُس سے چھپ جاتا ہے اور بعضے  
 کہتے ہیں کہ نمازی اور شیطان کے درمیان حجاب ڈال دیا جاتا ہے کہ شکل و صورت  
 وہ نہیں دیکھتا ہے اور خدا سے جبار شکوہ اپنے رخ کے سامنے متروک کر لیتا ہے پھر جب  
 اُسے قصد کبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے قلب میں دیکھتا ہے پھر اگر اُس کے دل میں اللہ  
 تعالیٰ سے بزرگتر کوئی نہیں ہوتا تو فرماتا ہے کہ تو نے اسد کی اپنے دل میں تصدیق کی  
 جیسا کہ تو کرتا ہے کہ اسد کبر اور اُس کے دل سے نور ضامین پیدا ہوتا ہے کہ وہ غرور  
 کے ملکوت کو جانتا ہے اور اُس کو دے سبب اُس کو زمین و آسمان کے پردے  
 گسل جاتے ہیں اور اُس نور کے درمیان اُس کے لیے حسرت لگے جاتے ہیں اور جب  
 ایک جاہل غافل نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کو خیال میں گمیر لیتے ہیں جس طرح  
 لکھیاں شہد کے قنطیر چارون طرف سے آن گئی ہیں پھر جب وہ اسد کبر کرتا ہے  
 تو اللہ تعالیٰ اُس کے قلب میں دیکھتا ہے جب کہ اُس کے دل میں کوئی چیز بھی اسد کا  
 ہے اُس کے نزدیک بڑی عداوت ہے تو اُس کے لیے فرماتا ہے کہ تو جو نماز اسد تعالیٰ  
 تیرے دل میں ہے بزرگتر نہیں ہے جیسا کہ تو کرتا ہے سو حسرت اُس کے دل میں  
 ہے ایک دھواں اٹھتا ہے جو آسمان کے برابر ہو چھتا ہے اور وہ حجاب

اس کے قلب کا ملکوت سے ہو جاتا ہے میرے حجاب اس کی صلاحیت زیادہ کر دیتا ہے اور  
شیطان اس کے قلب کو اپنا قلعہ بنا لیتا ہے میرے ہمیشہ آئین پھونک مارتا ہے اور غصہ  
ڈالتا ہے اور اس کے طرف و سوسہ ہو جاتا ہے اور زمین ماسوا کی دنیا وغیرہ سے  
کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی نماز سے الٹا ہو جاتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ آسمان کیا  
اور حدیث میں وارد ہے کہ اگر شیاطین نبی آدم کے قلوب کے ارد گرد نہ گھومتے تو اہل  
وہ عالم ملکوت آسمانی کی طرف دیکھتے اور وہ قلوب صافی جن کا ادب ان کے قابض کے  
کمالی ادب سے کامل ہو گیا ہے وہ آسمانی ہو جاتے ہیں کہ تکبیر کے ساتھ ہی آسمان  
میں داخل ہوتے ہیں جس طرح کہ وہ غار میں داخل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے پہلا  
شیاطین کے تصرف سے محفوظ و معصون کیا ہے تو جو قلب آسمانی ہیں ان کی طرف  
شیاطین کو رسد نہیں ہے پھر یہ وقت ہو جس نفسانی آئین باقی رہتے ہیں کہ وہ  
آسمان کے اندر قلعہ بند ہونے سے نہیں قطع ہوتے جس طرح کہ تصرف شیطان قطع  
ہو جاتا ہے اور جو قلوب کہ مراد دیا ہے وہ ملاحی ہے جو مرید کے مقابل ہے آئین وہ  
درجہ بدرجہ تعزیر کی وجہ سے بڑھتے ہیں اور آسمانوں کے طبقوں میں عروج کرتے ہیں  
اور آسمانی طبقات کے ہر طبقہ میں ظلمت نفس کے کسی قدر چھپے رہتے اور رہتے  
پاتے ہیں اور اس کے اندازہ سے ہو جس نفسانی کم ہوتے جاتے ہیں یہاں تک  
کہ وہ آسمانوں سے گزرتا ہے اور عرض کے سامنے تو حق کو ماری جس اس وقت نور  
عرض کی روشنی سے ہو جس نفسانی اور خطرات اس کے بالکل زائل ہو جاتے ہیں اور  
نفس کی ناپاکیاں قلب کے نور میں چھپ جاتی ہیں جس طرح کہ رات اندروں کے غاب  
ہو جاتی ہے اور اس وقت میں ادب کے حقوق اچھی طرح ادا ہوتے ہیں اور بقدر

ہم کے نماز کے ادب بیان کے وقت ادب میں اس میں سے ٹھوڑے اور بڑے اور  
 نشان نماز کے وصف سے بہت زیادہ اور بڑی ہوتی ہے اور ہمارے ذکر سے  
 کامل تر ہے اور بہت اقوام نے غلطی کی اور کہا ہے کہ نماز سے مقصود اسد تعالیٰ کا ذکر ہے اور  
 جب ذکر حاصل ہوگا تو نماز کی کیا حاجت ہے اور گمراہی کے کہ ستون پر وہ لوگ چلے اور  
 خیالات باطل کی طرف جھکے اور ان لوگوں نے زمین اور حکام کو محو و فراموش کر دیا اور  
 طلالی و حرام کو چھوڑ دیا اور دوسری قوموں نے آسمان ایک اور طریق اختیار کیا جس سے  
 نقصان حال ناک ہو گیا یا جان کہ وہ گمراہی سے سلامت رہے اور اسطے کہ  
 انھوں نے فرائض کا اقرار کیا اور لو اعلیٰ کی فضیلت سے انکار کیا اور ٹھوڑی حجت  
 حال پر زور دیتے ہوئے اور فضل اعمال کو ترک کر دیا اور یہ نہ جانتا کہ اسد تعالیٰ کے کوشے  
 ہر ایک صورت میں صورتوں سے اور ہر ایک حرکت میں حرکات سے ہر ایک حرکت میں  
 ہیں جو کسی چیز میں اذکار سے موجود نہیں ہیں تو احوال اور اعمال ایک روح اور  
 دو جسم ہیں اور جناب بندہ دنیا میں ہر اسکے اعمال سے روگردانی میں مطلقاً  
 کٹ کر رہے تو اعمال کو احوال کے سبب چھوڑ دیا حالانکہ احوال کا شوق و نما اعمال کے ساتھ

آیتا لیسواں باب روزہ اور اسکے حسن اثر کی فضیلت میں ہے

حضرت رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میرے  
 ایمان کے روزہ نصف صبر ہے اور کہا گیا ہے کہ نبی آدم کے اعمال میں کوئی چیز  
 نہیں ہے مگر وہ بد نظام اور نادان میں جاتی ہے جو روزہ کے بد طریقہ کوئی قصاص  
 اس میں دخل نہیں پتا اور اسد تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ یہ روزہ میرا ہے تو

لوگوں کی شخصیت میں کچھ قصاص میں نہ پائیگا۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ روزہ میرے واسطے ہے اور میں اسکی جزا ہوں۔ بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلو اپنی ذات کی طرف مضاف اور سب کیا ہے اس واسطے کہ اس میں اخلاق صمدیت سے ایک خلق ہے۔ اور تیرا واسطے کہ وہ اعمال باطنی سے جو از قبیل ترویج کہ اس پر اللہ کے سوا دوسرا کوئی مطلع نہیں ہوتا۔ اور اس قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں اسباب چونکہ صائموں میں اس واسطے کہ انھوں نے بھوک پیاس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سیاحت اور سفر کیا ہے اور اس قول اللہ تعالیٰ میں انما یوتی بہا برون آخرتیم تفسیر حساٹ کیا گیا ہے کہ صابرون صائمون ہیں اس واسطے کہ صبر ایک رسم اسماء صوم سے ہے اور روزہ دار کے لیے فریخت نامہ دیکھائی ہے اور اس کے لیے عقیقہ اور مندرزہ اور کمال کیا جاتا ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس قول اللہ تعالیٰ میں فلا تغلب نفس ما تغلبتہ من ثمرۃ ائین جزا کا نوا اعلیٰ کمون۔ ایک خوب جملہ اور وجوہ کے یہ بھی ہو کہ انکا عمل صوم ہے۔ اور یہی بن معاذ نے کہا ہے کہ جب کہ مرید زیادہ کھانے میں مبتلا ہو اس پر ملائکہ شفقت کے سبب گریہ و بکا کرتے ہیں اور جو کوئی کھانے کی حرص میں چلتا ہے تو ہر آئینہ وہ شہوت الی آگ میں جلا یا گیا اور نبی آدم کے نفس میں شر کے ہزار عضو ہیں جو سب کے سب شیطان کے قبضہ میں ہیں جس سے اسکو تعلق ہے تو جو سوقت اس نے پیٹ کو فانی اور بھوکا رکھا اور اسکا گلا دبایا اور نفس اسکا رضی ہوا تو تمام عضو خشک ہو جاتے ہیں اور چوک کی آتش میں جلتے ہیں اور شیطان اس کے سایہ سے بھاگتا ہے اور جب اس نے پیٹ اپنا بھر لیا اور حلق

اُسکا چھوڑ دیا تاکہ شہوات کے غم سے خوب چلے تو اُسکے غضب فرہ اور تازہ ہوتے ہیں اور شیطان کو قوت ہوتی ہے اور سری اور شکم پر نفی میں ایک نہری جیہ پیر خیال میں در رہتے ہیں اور بھوک روح میں ایک نہری جیہ پیر لاکہ در رہتے ہیں اور شیطان بھوکے سونے سے بھگتا ہے اور بھوکا کیا حال ہوگا جبکہ وہ قائم ہو اور شیطان بیٹ قائم سے بغل گیر ہوتا ہے اور کیا اُسکا حال ہوگا جبکہ وہ سوتا ہو سو مریض و ق کا نفس جب کہ کھانا پینا لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ کرتا ہے ایک شخص علیا السی کے پاس آیا اور وہ وقت سوکھی روٹی کھانا تھا جسکو پانی میں بھلویا تھا تاکہ کے ساتھ جو نیم کو فٹہ تھا اس شخص نے آپ سے کہا کہ کیونکر اُسکی آپ خواہش کرتے ہیں آپ نے کہا اُسے میں چھوڑ دیتا ہوں یہاں تک کہ اُسکی خواہش مجھے ہو اور بعضوں نے کہا ہے جس شخص نے اپنے کما پیسے کے اندر اسراف اور حد سے تجاوز کیا اُسکی طرف خوری اور ذلت دنیا میں قبل از آخرت منتقلی کرتی ہے اور وصفیہ سے بعضوں نے کہا ہے کہ بڑا دروازہ جہنم سے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں آدمی پہنچتا ہے وہ غذا کا چھوڑ دیتا ہے اور بشریح نے کہا ہے کہ بھوک دل کو صاف کرتی ہے اور جو اپنی خواہش نفسانی کو مار ڈالتی ہے اور عظیم رفیق اُسکا درتہ ہے اور ذواتوں رح نے کہا ہے کہ میں نے کبھی نہیں کھایا حتی کہ پیٹ بھر گیا اور کبھی نہیں پانی پیا حتی کہ سیراب ہو گیا مگر یہ کہ معصیت الہی اور نافرمانی میں پڑ گیا یا یہ کہ کسی حصیت کا میں نے قصد کیا اور قاسم بن محمد رح نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے اوپر ایک پروردگار آدھا مینا آیا کہ تاکہ ہمارے گھر میں آگ کو دخل نہ تھا نہ چراغ کے پے نہ کسی

رو سہری خیر کے لیے سہراوی نے کہا کہ میں نے کہا سبحان اللہ بھر کس چیز سے آپ  
 زندہ رہتی تھیں خوابیا کھجوروں سے اور پانی سے اور چھار سے ہمسایہ میں انصار لوگ  
 رہتے تھے جنگو اللہ جزا سے خیر سے کہ آگے پاس ستارہ و نہ کے جاتو رہے سو  
 بسا اوقات وہ لوگ ہماری کسی قدر مخواری کرتے تھے اور حقیقتہً نبی علیہ السلام  
 نے اپنے باپ سے کہا کہ ہر آئندہ اللہ تعالیٰ نے رزق کو وسعت دی ہے تو کاش  
 آپ کھانا زیادہ اس سے کھاتے جو آپ کھاتے ہیں اور ایسا کپڑا پہنتے جو آپ کے  
 اس کپڑے سے ملائم ہو تا تو فرمایا کہ میں ہر آئندہ تجھ سے خاصیت تیرے نفس کی طرف  
 کرتا ہوں کیا ایسا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا اسکو بار بار گیتے تھے تو حضرت  
 روین بھر فرمایا وہ صد کہ میں اس کے شدید زندگی دنیاوی میں شریک نہ ہو گی شاید کہ  
 اس کے فرخ میشی آخرت میں شریک ہوں۔ اور معصوم نے کہا ہر کہ عمر کے بے  
 میں نے کبھی اتنا نہیں چھانا مگر یہ کہ میں نے اسکی نافرمانی کی۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا  
 نے کہا ہر کہ میں دن بھی گھوٹوں کی روٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کھائی  
 یہاں تک کہ آپ نے وصال کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ملکوت کا دروازہ جہنم  
 کھٹکے بنا یا کرو کہ وہ تمہارے لیے کھل جائیگا لوگوں نے کہا کچھ سہراوی اسکی بدروت کریں  
 کہا بھوک سے اور پیاس سے اور خشکی سے۔ اور بقول ہر کہ مجھ میں زکریا علیہما السلام پر  
 ابلیس ظاہر ہوا اور اس کے اوپر حال اور چند سے اور کسندین تھیں سو کہا یہ کیا چیز ہیں  
 کیا یہ شہوات ہیں جن میں نبی آدم کو بچا ہذا ہوں کہا تو اس میں میرے لیے بھی کوئی شہوت  
 پاتا ہو کہا کہ نہیں ہجرا کے کہ تو نے ایک شب بیت بھر کھانا کھایا تھا تب ہم نے شبہ نماز  
 اور ذکر کے گراں اور لکھی کر دیا تب نے کہا ضرور ہر کہ میں آئندہ کبھی بیت بھر کے کھانا



کہ کھانوں پر ایسی نگاہ ضرور ہو کہ بن کسی کو مسحت نہ کر دے اور شقیق کا قول ہو کہ  
عبادت ایکہ خضر ہو اور خلوت اسکی دکان ہو اور بھوک اسکے روزا بین و رقصان کے  
انپے بیٹھے سے کہا کہ جب معده تو بہت تب فکرت سو با نیکی اور حکمت بری ہوگی اور تم  
پانچون عبادت سے باز رہینگے اور حسن نے کہا ہو کہ دو لگاؤن مت و ترخان پر آئے  
کر و کہ یہ بننا خوں کے کھانے ہوں سے ہو اور بعضوں نے کہا ہو کہ مین اہل کے ساتھ  
چاہ ویسے نہ اہل تارک الدنیا سے مانگتا ہوں جسکے معده کو انواع و قسم کی غذاؤں  
نے فاسد کر دیا ہے پس وہ کہے لیے یہ بات مکروہ ہو کہ چار دن سے زیادہ تو اتر کرے  
یعنی روزہ نہ رکھے اس واسطے کہ نفس اس حالت میں عادت کی طرف مائل ہو جائے گا  
اور خلوت میں اسکو وسعت ہوگی اور بعضوں نے کہا ہو کہ دنیا تیرا پیٹ ہو تو تیرا  
تیرا زہر پیٹ انپے کے بابت ہو وہ تیرا زہر دنیا کے بابت ہو اور رسول علیہ السلام  
نے فرمایا ہو کسی آدمی نے کوئی برتن ایسا نہیں بھرا جو پیٹ سے بدتر ہو یعنی آدم  
کے لیے چند تھے چھوٹے چھوٹے کافی ہیں کہ اسکی پیٹ کو مضبوط رکھیں بھرا اگر ضروری  
ہو تو ایک تھائی کھانے کے لیے اور ایک تھائی پانی پینے کے لیے اور ایک  
تھائی سانس لینے کے لیے ہو اور فتح موصی نے کہا ہو مین تنیس شیخ کی  
صحبت میں رہا ہر ایک نے علحدہ ہونے کے وقت مجھے وصیت کی کہ نہ خورائو  
کی صحبت ترک اور کھانے میں قلت ہو

چالیسواں باب صوم اور فطار کے احوال صوفیہ کے اختلاف کے بیان میں ہو

ترجمہ

مشائخ صوفیہ ایک جماعت ایسی تھی کہ ہمیشہ سفر اور حضر میں روزہ

کہ کھتی تھی یہاں تک کہ وہ اسد تعالیٰ سے جالی اور ابو عبد اللہ بن جابر کا یہ چوں  
تھا کہ کچھ دوپیر سچاس برس برابر روزے رکھے کہ نہ سفر میں افطار کرتے امدہ نہ حضر میں  
اس کے بارون نے ایک دن خوشی کی اور اسے افطار کیا سو اس کے سبب وہ بہت  
دن بیمار رہا پس جب کہ خرید اپنی صلاح قلب دوم صوم میں دیکھے تو چاہیے کہ گناہ  
روزہ رکھے اور افطار کو ایک طرف چھوڑ دے کہ یہ ایک مرتبے سے ایک چچی ملک  
اس بات کے لیے جبکہ اوہ ارادہ رکھتا ہے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسے ہمیشہ روزے رکھے اس پر دوزخ اس طرح  
تنگ ہو جاتا ہے اور نفی کا عقد نازل باندھا اس سے یہ مراد ہے کہ روزہ دار کے  
یہ دوزخ میں جگہ نہوگی اور دن کا سونا صائم اللہ ہر کے لیے مکر وہ ہے اور اس بارے  
میں جو اوقات وہ نے رویت کی ہے وہ اور ہے اس نے کہا کہ خواب بدل اسد صلی اللہ  
علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ صائم اللہ ہر کی کیفیت کیا ہے اور اس کا کیا حکم ہے تو آپ نے  
فرمایا کہ نہ اسے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا اور قوم نے اس کی تباہی کی ہے کہ صوم اللہ ہر  
یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا یہ ہے کہ عیدین اور ایام شریعت میں افطار نہ کرے تو وہ مکر  
ہے اور جو ان ایام میں افطار کرے تو یہ وہ روزہ نہیں ہے جو مکر وہ ہے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک دن روزہ رکھنا  
اور ایک دن افطار کرنا اور ہر آئہ حدیث میں در ہے ہوا ہے روزوں میں سے  
افضل روزہ یہ ہے جانی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے  
اور ایک دن افطار کرتے تھے اور اس کو صالحین سے ایک قوم نے پسند کیا ہے کہ روزہ دار  
اور حال شکر کے درمیان رہے۔ اور موصوفہ میں سے بعض وہ ہیں کہ دو دن روزہ



رکھتے اور ایک دن افطار کرتے یا کہ ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے  
 اور انہیں مے پیئے وہاں جو دشمنیہ اور خشنید اور جمعہ کو روزہ رکھتے تھے اور مغویں  
 ہو کہ سہل بن عبد اللہ ہر یک پندرہ دن میں ایک دن میں ایک وقت کھانا  
 کھاتے تھے اور رمضان میں ایک دفعہ کھانا کھاتے تھے اور اتباع سنت کے  
 لیے خالص بانی سے افطار کرتے۔ وہ فقیرت حکایت کی گئی ہو کہ وہ ہمیشہ روزہ  
 رکھتے تھے پھر جب جسکے پاس اس کے بھائی آئے تو اس کے ساتھ افطار کر لیتے اور فرماتے  
 کہ مساعدت اخوان کا فضل روزہ کے فضل سے کم نہیں ہو علاوہ اسکے کہ یہ افطار  
 محتاج ظلم ہو کہ کسی اسکا خویش بندہ نفس ہوتی ہرگز نہایت موافقت کی  
 داعی ہو اور غیبت کا محض موافقت کے لیے خالص کرنا جب کہ نفس موجود  
 ہو سخت ہو۔ اور میں نے اپنے شیخ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے مجھے ساتھ میں ہو  
 کہ میں نے کوئی چیز نفس کی خواہش سے نہیں کی ہو جو ابتدا اور استعدا ہو بلکہ میرے  
 سامنے پیش ہوتی تھی تو میں اُسے اللہ تعالیٰ کے فضل اور نعمت و اس کے فعل سے  
 اعتقاد کرتا تھا پس میں ہی کی موافقت اُس کے فعل میں کرتا تھا اور نہ کہ اس سے  
 ایک دن ہو کہ بلی اور سب عادت موجود نہ ہو کہ کھانا اسکی طرف پیش کیا جاتا  
 کہ میں نے اُس مکان کا دروازہ کو لا بہین کھانا تھا اور میں نے ایک امار لیا  
 تاکہ میں اُسے کھاؤں اس آئنا میں ایک بلی گھس آئی اور ایک مرغی اسنے پکڑی  
 جو وہاں تھی سو میں نے کہا کہ یہ میرے اوپر حقوت ہے کہ جو میں نے امار کے لینے میں  
 تصرف کیا تھا۔ اور شیخ ابو سعید رحمہ اللہ کو میں نے بار بار دیکھا کہ دن کو کھانا  
 کھا رہے تھے جس کسی وقت کھانا لایا گیا تو اُس میں کھانا اور معلوم ہوتا کہ اُسکا

کھانا اس نے کھا کہ حق کے ساتھ موافقت کرے اس واسطے کہ اسکا حال اندر کے  
ساتھ ترک اختیار کھانے اور پینے اور تمام تصرفات میں تھا اور اسکا حال یہ تھا کہ  
فصل حق کے ساتھ حیا اور نظیر رہتا تھا اور ہر آئینہ اسکی یہ ہدایت تھی جسکی مثل غیر الوجود  
اور کم یاب ہر بہان تک کہ منقول ہر کہ وہ بہت بغیر کھائے رہتا تھا اور کوئی اس کے  
حال سے واقف نہ تھا اور اپنے نفس کے لیے وہ تصرف نہ کرتا اور نہ کسی چیز کھانے  
کے لیے سبب پیدا کرتا اور اللہ کے فعل کا انتظار کرتا اس سبب سے کہ اس کے پاس  
مزق ہو چکا تھا اور کوئی اس کے حال سے ایک مدت تک زمانہ سے آگاہ نہ ہوتا پھر  
اللہ تعالیٰ نے اس کے حال کو ظاہر کر دیا اور اس کے لیے احباب اور ملائکہ مقرر کر دیے اور  
وہ لوگ کھانا مختلف پکاتے اور اس کے پاس حاضر لاتے اور وہ اس باب میں فضل  
حق اور موافقت کو دیکھتا۔ میں نے اس سے سنا ہر کہ وہ کہتے تھے ہر روز میں صبح کو اٹھتا  
اور جو کچھ مجھے محبوب تھا وہ روزہ تھا اور اللہ تعالیٰ میرے روزہ دوست پر اپنے فعل  
سے نقص کرتا تھا تو میں حق سے اس کے فعل میں موافقت کیا کرتا اور بعض صاحبین سے  
حکایت کی گئی ہر جو اہل واسطہ شہر سے تھے کہ اسے بہت برس روزے رکھنے  
اور وہ ہر روز اتنا بکریاں کے قبل غروب روزہ کھولتا الا رمضان میں بعد غروب افطار  
کرتا۔ اور ابو نصر سران نے کہ قوم نے اسکو بڑا جانا مخالفت علم کے سبب سے یا یہ کہ  
روزہ نفل تھا اور لوگوں نے اسکو تحسین کر دیا اس واسطے کہ روزہ دار کا ارادہ  
اس سے یہ تھا کہ نفس کو بھوکا رکھنے سے تادیب کرے اور یہ روزہ کی رویت سے متبع  
نہو اور یہ سلسل ہر اور لائق تہنید ہر کہ موافقت علم کے ساتھ روزہ کو جاری رکھے اور  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر وہ لایعظموہا علیکم یعنی اپنے عمل کو یا مل مت کرو مگر اہل صدق جو

ہونے میں اُنکے لیے اُن اعمال میں جو کر کے ہیں ملتیں ہوتی ہیں اس لیے وہ معاف نہ  
 نہیں کیے جاتے اور صدق بالذات محمود و خواہ وہ کسی طرح ہو اور صادق آدمی  
 اپنے وفاتے بعد پر ثابت ہوتا ہے چاہے جس طرح ملے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب کسی  
 مومن کو دیکھو کہ وہ روزے کو اُسی رکھتا ہے تو اسکو مستحکم و سواست کہ اس کے ساتھ ہوتا  
 دنیا کے کوئی شے جمع ہوتی ہے نہ روئے بعضوں نے کہا ہے کہ جب ایک جماعت متواتر نکلاں  
 ہوں اور اُنکے درمیان کوئی مرید ہو روزہ رکھنے پر اسکو برائے خیرت کہیں پھر اگر اسکی  
 مساعدت نہ کریں تو اس کے لیے گوشہ نشین رہنا ضروری کریں ورنہ اس کے لیے عظیم کرب و  
 اس کے ساتھ فقر و غنا اور سلامت ہو اور اسکی اصل کو اپنے احوال پر خیال نہ کرے اور  
 اگر ایک جماعت شیخ کے ساتھ ہو تو اس کے روزے کے ساتھ روزہ رکھیں اور اس کے غلام  
 کے ساتھ غلام کریں بے استثنا اس شخص کے جسکو شیخ دوسرا حکم دے روزہ قبول کرے  
 کہ بعض صوفیہ نے ایک جوان آدمی کے خاطر برسوں روزے رکھے جو اسکی صحبت میں  
 تھا تاکہ یہ جوان اسکی طرف نگاہ کرے پھر اس سے ادب حاصل کرے اور اس کے  
 روزہ کے ساتھ روزہ رکھے اور ابو الحسن علی سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ روزہ صوم اللہ  
 کے رکھتا تھا اور صومین وہ قسیم تھا اور شب جمعہ کے سواروٹی نکھاتا اور ایک بیٹے میں  
 اسکی خواہش چار دن تک ہوتی کہ اپنے ہاتھ سے پست خرابا لگاتا اور اسکو پیتا تھا اور  
 شیخ ابو الحسن بن سالم کہتے کہ میں اسکو تسلیم نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ روزہ کھاتا اور  
 کھانا کھاتا ہو اور بن سالم اسے شہوت خفیه کا مستحکم کرتے تھے اس واسطے کہ وہ  
 لوگوں میں مشہور تھا اور بعض خفیه نے کہا ہے کہ کوئی بندہ خاص تشہین پر مگر  
 جسے چاہا کر وہ ایک غیر مشہور شخص پر مشہور ہے اور جسے زادہ کھانا کھایا زیادہ پائے

لیکن اور فقہوں نے کہا کہ ابو الحسن تنبیہ اپنے صحاب کے ساتھ حرمین سات دن رمل  
 جنہیں انھوں نے کچھ نہیں کھایا تو اس کے صحاب میں سے طہارت کے لیے ایک شخص باہر  
 نکلا اور ایک تریز کا چھلکا دیکھا اسے لے کر کھا گیا اس وقت اسے ایک شخص نے دیکھا  
 اور اس کے پیچھے آیا اور شیطان لایا اور اس گروہ کے سامنے رکھ دین اس وقت  
 شیخ نے کہا کہ تم میں سے کونسا دیکھا یعنی جس سے ہمارا حال جان لیا گیا تو ایک نے  
 کہا کہ میں نے تریز کا چھلکا پایا اور اسے کھا گیا شیخ نے کہا کہ تو یہی اور پھر لگتا ہے اور  
 پھر شیرویان وہ بولا کہ میں اپنے گناہ سےائب ہوں تو کہا تو جب کے بعد کلام  
 نہیں ہے اور حالی یہ تھا کہ وہ ایام میں سے روزہ کو دوست رکھتے تھے اور روزہ حرم  
 اور جو حرم اور پندرہوں تاریخ کے ہیں۔ روایت ہے کہ آدم علیہ السلام زمین پر  
 اتارے گئے تو گناہ کے اثر سے اٹھا ہوا سیاہ ہو گیا تھا پھر جب اللہ نے اُنکی توبہ  
 قبول کی تو اُنکو حکم دیا کہ روزے ایام میں سے لے کر جب ہر ایک روزہ ایک تہائی  
 اُنکے جسم کا سفید ہو جائے یا نہ تک کہ ایام میں سے روزوں سے اُنکا تمام بدن  
 سفید ہو گیا اور یہ صوفیہ شعبان کے نصف اول میں روزوں کو اور اس کے نصف  
 اخیر میں افطار کو دوست رکھتے تھے اور اگر شعبان کو رمضان سے ملا دے تو کچھ  
 مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر روزے نہ رکھتا ہو تو رمضان کا استقبال ایک یا دو  
 دن کے روزوں سے نہ کرے اور بعض صوفیہ مکروہ جانتے تھے کہ تمام ماہ رجب  
 روزہ رکھیں اس سبب سے کہ رمضان کے ساتھ مشابہت مکروہ سمجھے اور ذی الحجہ  
 اور محرم کے عشرہ کو روزہ رکھنا مستحب ہے اور شہرم یعنی رجب اور ذی القعدہ  
 اور ذی الحجہ و محرم میں پنجشنبہ اور جمعہ اور شنبہ کا روزہ مستحب ہے اور

حدیث میں وارد ہے کہ جیسے شہر حرام سے تین دن ہجرات جمعہ ہفتہ روزہ رکھا تو وہ  
دو ریح سے سات سو برس کے برابر دور ہوگا

## اکتالیسواں باب روزہ کے آداب و ضروریات کے بیان میں ہے

روزہ میں صومیہ کے آداب یہ ہیں کہ ظاہر اور باطن کا ضبط اور غلط و پاس پر روک  
رکنا ہوں سے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا کا روکنا ہو جس طرح نفس کو کھانے سے روزہ  
چلتا ہو بعد ازاں نفس کو روکنا کھانے کے اہتمام انواع و اقسام سے ہو۔ میں نے  
سنایا ہے کہ عراق کے بعض صاحبین کا طریقہ اور اسکے اصحاب کا یہ تھا اور جب  
کبھی قبل از وقت افطار انکو ملتا بطور فتوح کے اسکو طرح کر دیتے اور روزہ  
نہ کھاتے مگر اسی چیز سے جو افطار کے وقت انکو ملتا اور ادب کی بیات نہیں کر  
کہ خرید طعام مباح کو روک رکھے اور افطار حرام ناجائز کھانے سے کرے۔ اولیاء  
نے کہا ہے عجیب لطف کی بات ہے کہ عقل مندوں کا سونا اور انکار روزہ نہ رکھنا  
حقا کے قیام اور روزوں کو ضرر پہونچاتے ہیں اور اہل یقین و تقویٰ کا  
ایک روزہ مغزوں کے اعمال جو پیاروں کے برابر ہیں اُن سے افضل ہے اور  
روزہ کی فضیلت اور ادب سے یہ ہے کہ کھانے کو اس حد سے جو وہ کھایا کرتا تھا  
کم کر دے جبکہ روزہ سے نہ تھا ورنہ اگر کئی دفعہ کے کھانے کو ایک دفعہ کے  
کھانے میں جمع کر دیا تو فی الواقع جس قدر کھانا فوت ہوا تھا اسکو حاصل کر لیا تو  
کما مقصود روزہ سے نفس کا مغلوب کرنا ہو اور نفس کا وسوسہ پانے سے روکنا  
اور کھانے سے اسی قدر لینا جو ضرورت ہو اسوجہ سے کہ وہ جانتے ہیں کہ ضرورت ہے

اختصار کرنا نفس کو تمام احوال اور اقوال سے ضرورت کی طرف کھینچتا ہے اور نفس کی ذاتی  
 بات ہو کہ جب وہ کسی خیر بین اللہ تعالیٰ کے واسطے ضرورت پر مجبور کیا جاتا ہو  
 تو اس کے تمام احوال کی طرف اُتر ہو جاتا ہے تو کھانے اور سونے سے اور قول و  
 فعل سے ضرورت پر آ رہتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک بڑا باب ابواب خیر سے  
 ہے کہ انکی رعایت اور جستجو واجب ہے اور علم ضرورت اور فائدہ ضرورت کے  
 ساتھ کوئی شخص مخصوص نہیں ہے مگر وہ بندہ کفر سے تعالیٰ چاہتا ہے کہ اسکو  
 اپنا قرب عطا فرمائے اور اپنے پاس لاوے اور کھو کر گزیدہ کرے اور انکی تربیت  
 کرے اور اپنے روزہ میں بی بی کے ساتھ مجلس کرنے کے کھیل سے باز رہے  
 اس واسطے کہ وہ روزہ کے لیے زیادہ تر پاک اور صاف ہو اور سنت کے لیے  
 استعمال صحیح کھانے کا کرے اور وہ روزہ گزرانے کے لیے دوستی کی رو سے  
 زیادہ تر دہائی اور تنہائی ہے ایک یہ کہ سنت کی برکت اُس پر عود کرتی ہے اور دوسرے  
 یہ کہ روزوں کو کھانا کھانے سے قوت پہنچتی ہے۔ انس بن مالک نے جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا روزوں میں صحری کھائے  
 اس واسطے کہ صحری میں برکت ہے اور روزہ کو اپنے میں سنت کی رو سے عمل پہنچات  
 ایک پھر اگر روزہ دریا ہے کہ کھانا نہ کھائے مگر بعد عشاء کے اور ارادہ کرے کہ مغرب  
 اور عشاء کا اپنا نواقل یا وظیفہ اور ذکر سے کرے تو پانی سے روزہ کو ملے یا کہ  
 نے نے خیرین کو کھائے یا نہ پھر مارے یا کہ چھوٹے قے کھائے اگر نفس تابذع کرتا ہو تا  
 کہ عشاء میں سے دریا میں صفائی وقت حاصل ہو تو اسکی اجا میں بڑی فضیلت  
 ہے اور یہ سنت کی وجہ سے پانی پر قناعت کرے۔ مجھے شیخ خاتم

ضیاء الدین عبد الکریم بن علی نے بوساطت روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو اپنے پروردگار سے حکایت یا ہر اسد غزوہ جمل نے فرمایا ہے کہ مجھے اپنے بندہ بن میں سے کیا محبوب تر ہے جو روزہ بہت جلد افطار کرے۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ لوگ ہمیشہ خیر کے ساتھ ہیں غنیمت کہ روزہ کو نہ کھانے میں غنیمت کہ بن اور افطار نماز سے پہلے کرنا سنت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے ایک گھونٹ یا دو دھکی چاشنی سے پانچویں مار دن سے روزہ کھوتے تھے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ بہت سے روزہ دارین کہ روزوں سے انکا حصہ بھوکا اور پیاس ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ یہ وہ شخص ہے کہ دن میں بھوکا رہے اور حرام چیز سے روزہ کھوے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ وہ شخص ہے کہ حلال کھانے سے منہ بند کرے یعنی روزہ رکھے اور لوگوں کے گوشت سے غنیمت کے ساتھ افطار کرے سفیان نے کہا کہ جس شخص نے غنیمت کی اسکا روزہ فاسد ہو گیا۔ اور مجاہد سے منقول ہے کہ دو خصائص ہیں جو روزہ کو فاسد کرتی ہیں غنیمت اور جھوٹ شیخ ابو طالب کی کہ کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کے سننے کو اور گناہ کی بات کہنے کو حرام گناہوں کے ساتھ میں کیا اور کیا کیا ہے۔ اور فرمایا سماع اللکذب کا دل لیسوت۔ اور حدیث میں ہے کہ اگر تیرا روزہ عورتوں نے زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں روزہ رکھا اور تمام کے وقت بھوکا اور پیاس نے انکو رنج میں ذالاحتی کہ قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جائیں تو ان دونوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدی پہنچا کہ روزہ کھونے کے لیے اجازت مانگی تھیں آپ نے ان کے پاس

ایک پیالہ بھجیا اور فرمایا کہ ان دونوں سے کھدو کہ اسمین قر کر ڈالو جو انھوں نے  
 کھا یا پھر تو ایک نے انھیں سے قر کی کہ اسمین نصف اسکا خون تازہ تھا اور گوشت  
 تازہ تھا اور اسی کے مثل دوسری عورت نے قر کی یہاں تک کہ اسکو دونوں نے  
 بھر دیا تو لوگوں نے اُس سے تعجب کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 کہ ان دونوں عورتوں نے روزہ رکھا ان چیزوں سے جسکو اللہ تعالیٰ نے اُنکے  
 لیے حلال کیا تھا اور دونوں نے افطار ان چیزوں سے کیا جو اپنے حلال کین۔  
 اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم سے کوئی روزہ دار ہو تو چاہیے  
 کہ جماع نہ کرے اور نہ گالیان کہے پھر اگر کسی نے اسکو گالی دی تو اسکو کتنا چاہیے  
 کہ میں روزہ دار ہوں۔ اور حدیث میں ہے کہ روزہ ایک امانت ہے تو چاہیے کہ  
 ہر ایک تم سے اسکی حفاظت کرے۔ اور صوفی وہ ہے کہ رزق معلوم کی طرف  
 توجہ نہ کرے اور نہ دریافت کرے کہ کب اسکی طرف رزق پہنچایا جائے گا  
 پھر جب کہ اللہ تعالیٰ اُسکے پاس رزق بھیجے تو اسکو ادب کے ساتھ نوش کرے  
 اُس حال میں کہ ہمیشہ مراقبہ اُسکے وقت پر رہے اور وہ اپنے افطار میں اس  
 شخص سے افضل ہے جسکے لیے رزق تیار رہی پھر اگر اُسکے ساتھ روزہ بھی رکھے  
 تو حقیقت میں کہ وہ فضل میں کامل تر ہو۔ رویم سے منقول ہے کہ کسانندہ اس کے  
 عملی کو چون میں ٹھیک دہ پہر کے وقت چلا تو ننگے پیاس معلوم ہوئی سو میں ایک  
 مکان کے دروازے پر گیا اور بانی نے کوناٹھا کہ یکا یک ایک دو کی باہر نکلی آئی  
 اور تھی صراحی اُسکے ہاتھ میں تھی جو ٹھنڈے پانی سے لبریز تھی تو جب میں نے  
 اسے ہاتھ سے لینا چاہا تو اُس نے کہا صوفی اور دن میں پانی پینے اور صراحی کو



زمین پر پٹک دیا اور اُسے پھر کئی روزہ لے کر کھانے پر آئی اور میں نے عہد کیا کہ میں  
 کبھی بغیر روزہ کے نہ رہوں گا اور جس گروہ نے ہمیشہ روزہ رکھنے کو مکروہ جانا ہے تو وہ  
 اُس کے کراہت کی یہ ہے کہ ممکن ہو کہ جب نفس روزہ سے ملون ہو جائے اور اُسکی  
 عادت پڑ جائے تو اُس پر افطار بشکل ہوگا اور اسی طرح افطار کی عادت سے اُسکو  
 روزہ مکروہ معلوم ہو پس وہ فضیلت اسی میں جانتے ہیں کہ نفس کسی عادت کی  
 طرف مائل نہ ہو اور یہ دیکھا اور اعتقاد کیا کہ ایک دن کا افطار اور ایک دن کا روزہ  
 نفس پر سخت تر ہے۔ اور فقرائے ادب سے یہ ہے کہ جب ایک شخص کسی جماعت  
 میں ہو اور جماعت صحبت میں تو وہ روزہ بغیر انکی اجازت کے نہ رکھے اور یہ اس واسطے  
 ہے کہ جماعت کے قلوب اُسکی روزہ کشائی سے متعلق رہنے لگے حالانکہ اُس کے  
 لیے کھانا موجود نہیں تو اگر جماعت کے اذن سے وہ روزہ رکھے اور انکو کسی چیز  
 کی فتوح ہو دے تو انکو لازم نہیں کہ روزہ دار کے لیے اُسکو رکھ چھوڑیں ساختہ  
 اس علم کے کہ جماعت غیر روزہ دار اسکے محتاج ہیں اس واسطے کہ ہر اُس  
 اللہ تعالیٰ روزہ دار کے لیے رزق پہنچاتا ہے الا اُس حالت میں کہ روزہ دار  
 رزق اور مدارات کا اپنے ضعف کے سبب محتاج ہو یا کہ وہ ضعیف و مجتہد اپنے  
 بکسرین وغیرہ کے باعث ہو اور اسی طرح روزہ دار کے لائق یہ بات نہیں ہے کہ  
 وہ اپنا حصہ اور اُسکو رکھ چھوڑے اس واسطے کہ یہ بات اُس کے ضعف حال سے  
 ہے پھر اگر وہ ضعیف ہو کہ اپنے حال اور ضعف کا مقرر و معترف ہو تو غیر رکھ چھوڑے  
 اور جو ہم نے بیان کیا ہے وہ ان لوگوں کے لیے ہے جو جنگے پاس کھانے کو نہیں جاتے  
 اور جو صوفی لوگ کہ خانقاہ میں رہتے ہوں جیسے یہ کھانا موجود ہو تو اُس کے

سزاوار حال یہ ہے کہ روزہ کہیں اور انکو جماعت کی موافقت افطار میں لازم نہیں ہے اور یہ امر ایک جماعت کے اندر نہیں ہے جنگے پاس کھانا موجود ہو یا نہ ہو جائیگا کہ انکے پاس دن کے وقت آئے اور اگر کھانے کو انکے پاس نہیں ہو تو اس بارہ میں کہا گیا ہے کہ روزہ داروں کی مساعداً غیر روزہ داروں کے لیے بہتر اس کے ہے کہ موافقت کی خواہش بے روزہ لوگوں کی طرف سے روزہ داروں کے واسطے ہو اور قوم کا حکم صدق پر مبنی ہے اور مرد صدق سے یہ ہے کہ نیت اور احوال نفس کی تلاش اور جستجو اس سوہرا ایک پیر جسمین نیت صحیح ہو روزہ پکا افطار اور موافقت ہو یا ترک موافقت ہی افضل ہے و لیکن سنت کے رو سے یہ بات ہے کہ جسکو ایک وجہ موافقت ہو جبکہ وہ روزہ دار ہو اور موافقت کے لیے افطار کرے اور اگر روزہ دار ہو اور موافقت نہ کرے تو اس کے لیے ایک وجہ نہیں ہے وجہ اس شخص کی جو افطار کرے اور موافقت کرے تو وہ یہ ہے کہ ابو سعید خدری نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب کے لیے کھانا تیار کیا سو جب انکے پاس آیا تو قوم سے ایک شخص نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں شہر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمکو تمھارے بھائی نے بلایا اور تمھارے لیے اپنے اور تکلیف اٹھائی پھر تو کھانا کر میں روزہ سے ہوں روزہ افطار کر اور ایک دن قضاؤں کی جگہ کر اور ان لوگوں کی وجہ جو موافقت نہیں کرتے یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر ائمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا اور بلال روزہ سے تھے رسول اللہ نے فرمایا ہم زرق کھاتے ہیں اور ہلال کا زرق بہشت میں ہے پس جب کہ یہ معلوم ہو کہ اس موقع پر ایک قلب ہے جو اندر پاتا ہے یا ایک فضل ہے جو اس شخص کی موافقت سے حاصل ہونے والا ہے جسکی

مومنیت منقسم ہے تو نیک نیتی سے افطار کرے نہ کہ طبیعت کے حکم سے اور اس کے تقاضے سے اور اگر یہ بات نہ پائی جائے تو سزاوار نہیں ہے کہ حرص اور درغیہ نفس نیت کے ساتھ اسکے لائق ہو اور چاہیے کہ روزہ اپنا پورا کرے اور بھی ایسا ہوتا ہے کہ غصہ نفس کی وجہ سے دعوت قبول کرتا ہے نہ اس واسطے کہ وہ اپنے بھائی کے حق کو ادا کرے۔ اور فقیر طالب حق کے حسن آداب سے یہ ہے کہ جب اسے روزہ افطار کیا اور کھانا کھا لیا تو بسا اوقات وہ اپنے باطن کو اپنی سہیت سے متغیر اور اپنے نفس کو وظائف عبادت کے ادا کرنے سے باز رکھنے والا پاتا ہے تو قلب تغیر کے فرائج کا تغیر دہور کرنے کے ساتھ علاج کرے اور طعام کو کشتوں سے جوڑے اور اتیوں سے جوڑے یا انکار اور کشتوں سے جو وہ کرے تحلیل کرے اور اسکو گللائے ہو یا طبع کہ حدیث میں آیا ہے کہ اپنے طعام کو ذکر سے گللاؤ۔ اور آداب روزہ سے جو بہت ضرور ہے حتیٰ الامکان اخفا اسکا ہے مگر اس حالت میں کہ اخلاص کے سبب روزہ تکلیف اور مشقت تو پھر وہ پروا نہ کرے کہ روزہ ظاہر ہو یا پوشیدہ رہا

بیالیسواں باب طعام و رزق پیر و نکہ بیان میں ہے جو صلاح و فساد میں ہے

صوفی کے عبادات اسکے حسن نیت اور محنت مقصد اور نور علم اور اسکے آداب بجا لانے سے عبادت ہو جاتے ہیں اور صوفی کا وقت اندر کے واسطے بہت ہو جاتا ہے اور وہ اپنی زندگی کو اندر کے واسطے چاہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بطور امر کے فرمایا ہے قل ان صلائی و نسیائی و میاسی و ممائی شدد رب العالمین یعنی کہو اے رسول میرے میرے نماز اور میری عبادت اور میری زندگی

اور میری موت اندکے واسطے ہر جو عالمین کا پروردگار ہے۔ موصوفی پر عادت کی باتیں اسکی حاجت کی جگہ اور اسکی بشریت کی ضرورت سے پہنچتی ہیں اور اسکی بیداری کا نور اور اسکی نیک نیتی اسکی عادت میں پوشیدہ ہو جاتی ہیں تو عادات روشن اور مشکل عبادات ہو جاتی ہیں اور اسی واسطے حدیث میں وارد ہوا ہے کہ عالم کی نیند عبادت ہے اور انس اسکی تسبیح ہے باوجودیکہ نیند میں غفلت ہے لیکن ہر ایک چیز جسکے ساتھ عبادت کی استغانت ہو وہ عبادت ہے پس تناول طعام ایک چیز اگر ہر جو بہت علوم کا محتاج ہے اسوجہ سے کہ وہ مصلح دینی اور دنیاوی کو مشتمل ہے اور اسکے اثر کا تعلق قلب اور قالب سے ہے اور اسکے ساتھ بدن کا قیام و قیوم ہے کہ اسپرنت الہی جاری ہے اور قالب قلب کی سواری ہے اور ان دونوں سے دین اور دنیا کی آبادی ہے۔ اور ہر آئینہ حدیث میں وارد ہے کہ غربت کی زمین ہوا ہے اسکی روئیدگی تسبیح اور تقدیس ہے اور قالب بالافراد حیوانات کی طبیعت پر ہے کہ اس سے آبادی دین کے لیے استغانت کی جاتی ہے اور روح اور قلب فرشتوں کی طبیعت پر ہے کہ ان دونوں سے آبادی دین آخرت میں مدد جاتی ہے اور ان دونوں کے مصلح سے جمع ہونے سے دونوں جہان کی آبادی کے لیے مدد جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی لطیف حکمت سے خاص ترین جو اہر جسمانیات اور روحانیات سے مرکب کیا ہے اور اسکو خلاصہ زمین و آسمان کا مستودع اور خزانہ گاہ بنایا ہے اور آدمی کے بدن کے قائم رہنے کے لیے عالم شہادت اور ان چیزوں کو جو زمین نباتات اور حیات سے ہے بنایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو کھارے واسطے سب ان چیزوں کو جو زمین میں پیدا کیا ہے جسپر طبائع کو خلق کی انورہ

حرارت اور رطوبت اور برودت اور یوست ہو اور اسکے واسطے نباتات کی  
آفرینش کی اور نباتات کو حیوانات کے لیے قوم گردانا اور حیوانات کو آدمی کا سفر  
و شفا دیکھا کہ اُن سے آدمی اور معاش کی استعانت اپنے بدن کے قوم کے لیے  
کرتا ہے سو طعام معدوم بن ہو جاتا ہے اور معدوم بن چار طبیعتیں ہیں اور طعام میں  
چار طبیعت ہیں پھر تب کہ مزاج بدن کا اعتدال اسد چاہتا ہے تو معدوم کے طبائع  
سے ہر ایک طبیعت کو جو اسکے ضد ہے طعام سے لیتا ہے پھر حرارت برودت کو  
اور رطوبت یوست کو پکڑتی ہے اور مزاج معتدل ہو جاتا ہے اور پھر اس سے اس اور  
منظر رہتا ہے اور جب اسد چاہتا ہے کہ قالب کو فنا اور جسم کو خراب کرے تو ہر ایک  
طبیعت اپنے جلس کو ماکول سے لیتی ہے اور اُس وقت طبائع ماکول اور مخرب  
ہو جاتے ہیں اور مزاج میں اضطراب پیدا ہو جاتا ہے اور بدن تقسیم بن جاتا ہے  
پہ تو قدر خدا تعالیٰ عز و جل کی ہے جو وہ بن بن سے رویت ہے کیا میں نے تو رب  
میں آدم علیہ السلام کی صفت پائی ہے کہ میں نے آدم کو پیدا کیا اور اسکے بدن کو  
چار اشکات رقب و یابس اور بار و قار سے مرکب کیا اور یہ اس واسطے کہ میں نے  
اسکو شئی سے بنایا اور وہ خشک ہے اور اُسکی تری پانی سے ہے اور حرارت اُسکی نفس  
کی طرف سے اور برودت اسکی روح کی طرف سے ہے اور بدن میں اس پیدائش کے  
بعد چار انواع خلق سے پیدا کیں وہ میہ حکم کے جسم کی اصل ہیں اور وہ ہیں  
اسکا قوم ہے تو جسم نہیں قائم رہ سکتا مگر اُنکے ساتھ اور انہیں سے ایک دوسرے  
بیشتر قائم نہیں رہ سکتے انہیں سے قوت سوداوی اور قوت صفرا و خون اور قوت  
پھر میں نے بعض اس خلق کو بعض میں جگہ دی تو یوست کا گھر قوت سودا

مین بنایا اور خوب کام قوت صفرا میں اور حرارت کا مسکن خون میں اور برودت کا مسکن طبع میں کیا پس جو بدن کہ اس میں یہ جاریہ اش خلکو میں نے اصل بنایا ہو معتدل ہو میں تو اس میں ان چاروں میں سے ایک ایک جو تہائی ہوگی جو نہ کٹے اور نہ بڑھے اسکی صحت کامل ہوگی اور اسکی عمارت معتدل ہوگی پھر اگر ان میں سے ایک ان سے زیادہ ہوگی تو پھر ایک نہر بیت وے کی اور انکے ساتھ میل اور جو ہر کس کی اور اسے بیمار سی اسکے گردیش سے داخل ہوگی جس قدر کہ اس ایک کا غلبہ ہوگا حتیٰ کہ بدن انکی طاقتوں سے ضعیف ہو جائے گا اور انکی مقدار سے عاجز ہوگا پس تمام میں غور فرمنا امور سے یہ ہو کہ وہ حلال ہو اور ہر ایک شے جسکی مذمت شرع نے نہ کی ہو وہ رخصتہ اور رحمۃ حلال ہند تعالیٰ کی طرف اسکے بندوں کے لیے ہو اور اگر شرع کی طرف نصبت نہ ہو تو بڑی مشکل ہوئی اور طلب حلال دشواری میں ڈالتا اور آداب صوفیہ سے یہ ہو کہ شمع یعنی اللہ تعالیٰ کو نعمت پر دیکھے اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا فقر کو دور کرتا ہے اور یہ عمل نفی فقر کا موجب ہوا ہے جو کہ کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا ادب کا استعمال ادب کے ساتھ ہے اور یہ ایک شکر نعمت سے ہو اور شکر زیادتی کو واجب کرتا ہے پس ہاتھ کا دھونا نعمت کا کھینچنے والا فقر کا دور کرنے والا شہرہ اور انس بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے جو شخص چاہے کہ اسکے گھر کی خیر و برکت زیادہ ہو چاہے کہ وضو کر جب کہ غذا اسکے سامنے آئے پھر اللہ تعالیٰ کا نام پے پس اللہ تعالیٰ کا قول ولا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ اسکی تفسیر اللہ تعالیٰ کا نام لینا حیوانات کے ذبح کے وقت ہو اور نام شافعی اور نام ابو حنیفہ رحمہما اللہ نے اسکے واجب ہوئے ہیں

اختلاف کیا ہے اور صوفی کا فہم اس سے بعد از انکے ظاہر تفسیر پر قائم ہو یہ ہو کہ وہ کھانے  
 کو نہ کھائے مگر اس وقت کہ وہ مفرد ہو نہ کہ ہو تو اسے فرض وقت اور اسکے ادب کو  
 ملا دیا اور فقہاء کو نہ کہ کھانا کھانا اور پانی بنیانی نتیجہ اسکا دیتا ہے کہ نفس کی صفت  
 اور اسکی ہوا کا اتباع ہو اور ذکر اللہ تعالیٰ کو اسکی دوا اور تریاق سمجھتا ہے و عائشہ  
 رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر صحابہ  
 کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو ایک اعرابی آیا اور دو قمون بن وہ سب کھانا  
 نوش کر گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اعرابی اگر بسم اللہ کھاتا  
 تو یہ کھانا سب کو کفایت کرتا سو جب کوئی تم میں سے کھانا کھائے تو چاہیے کہ  
 بسم اللہ کہے اور اگر وہ بھول گیا بسم اللہ کہتا تو کہنا چاہیے بسم اللہ اولہ و آخرہ اور  
 مستحب ہے کہ پہلے لقمہ میں بسم اللہ کہے اور دوسرے لقمہ میں بسم اللہ الرحمن اور تیسرے  
 لقمہ میں تمام بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور تین سانس پانی پیے پہلی سانس میں  
 الحمد للہ کہے جب کہ پانی پی گئے اور دوسری میں الحمد للہ رب العالمین اور تیسری  
 میں الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم کہے اور جس طرح سجدہ کے لیے جہاں  
 سجدہ اور قنوت میں جہاں کہ ہم نے انکا ذکر کیا جو تمام کے جہاں کے موافق ہیں تو  
 اسی طرح قلب کے بھی جو فرق اور ترتیب ہیں ہیں مگر انہیں کے واسطے جو اباب  
 مستحق اور رعایت اور بیاداری کے ہیں کہ فرق قلب کا بخلاف کیا ہے لقمہ سے پہچانا  
 جاتا ہے کہ جسے تو لقمہ سے فصول کی طرف جانے سے مراد پاش یعنی سب کی فصل کی  
 پیدا ہوتی ہے اور اسکی قلب میں حسنی اور الحسنی کی بدولت و غلیفہ وقت کے  
 بازر بننے کے ساتھ طواف ہوتی ہے اور کبھی صو او غلظت کا طوط پیدا ہوتی ہے

اگر کسی رنج اور غم کی پیوست حفظ دنیاوی کے سبب ظاہر ہوتی ہے سورہ سب عارض  
اور بیماریاں ہیں جملہ کو بیدار دل آدمی مارتا جاتا ہے اور ان عوارض سے قالب کے  
تغیر کو تغیر فرج قلب اعتدال سے جانتا ہے اور اعتدال جیسا کہ اسکی خواہش قالب  
کے لیے ضروری ہے تو قلب کے لیے ضرور زراور اولیٰ ہے اور قلب کی طرف انحراف کا راستہ  
پانا اس سے زیادہ سریع ہے کہ جو قالب کی طرف رجعت پاتا ہے اور انحراف کے سبب  
سے جو وہ چیز ہے کہ اس سے قلب بیمار ہو جاتا ہے پھر وہ مرجاتا ہے جیسے کہ قالب  
مر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اسم ایک دوا سے نافع آزمودہ ہے کہ وہ اعتدال کو محفوظ  
رکھتا ہے اور یہ بیماری کو دور کرتا ہے اور صحت کو کھینچتا ہے حکایت ہے کہ شیخ  
محمد غزالی جب طوس کی طرف پھرتا تو اس کے سامنے ایک مرد صالح کی تعریف بعض  
قریبات میں کی گئی تو زیارت کے لیے اس کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور اس سے  
ملاقات کی اس وقت وہ ایک جنگل میں اپنے تھا کہ زمین میں گیون ہوتا تھا سو جب  
اس نے شیخ محمد کو دیکھا تو اسکی طرف چلا اور اسکی طرف توجہ ہوا اتنے میں ایک شخص اس کے  
صحاب سے آیا اور اس سے سچ مانگتا کہ شیخ کے حوض اس کام میں نیابت  
اس وقت تک کہ وہ غزالی کے ساتھ مشغول ہو تو اسے منع کیا اور سچ اسے  
نہ دیا تو غزالی نے منع کرنے کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ وجہ اسکی ہے کہ میں اس سچ  
کو قلب حاضر ہوتا ہوں اور لسان ذکر سے اس امید سے کہ امین برکت ہر ایک  
شخص کے واسطے ہو جو امین سے کچھ تناو ل کرے تو میں نہیں چاہتا کہ اسکو سپرد اس  
شخص کے کروں کہ وہ زبان غیر ذکر اور قلب غیر حاضر ہوئے۔ اور بعض فقر اکھانے  
کے وقت قرآن کا کوئی سورہ شروع کرتے جس سے وقت کو حاضر کرتے تھے



تاکہ اجزائے طعام انوار ذکر میں رُوب جائیں اور کوئی مکر وہ اور تغیر قراح قلب کھانے  
 کے بعد نہ لے۔ اور چارے شیخ ابو نجیب سروردی کہا کرتے کہ میں کھانا کھانا ہوں  
 اور میں نماز پڑھتا ہوں اس سے اشارہ کھانے میں حضور قلب کی طرف کرتے اور اکثر  
 اوقات میں شاعری کو جو اُسکے کھانے کے وقت ہوتے چھوڑ دیتے تاکہ اُسکی بہت اور  
 قصد کھانے کے وقت متفرق نہ ہو اور کھانے میں ذکر اور حضور قلب کے لیے ایک بڑا اثر  
 سمجھتے تھے جسکی فرو گذاشت کے لیے بس نہ تھی۔ اور کھانے کے وقت فکر اُن چیزوں  
 میں کرتا جو خدا تعالیٰ نے بنایا کیا ہر داخل ذکر میں کیا ہر اور وہ دانت جو کھانے  
 میں مدد دیتے ہیں سو انہیں سے بعضے ٹکڑے چوراکرنے والے ہیں اور بعضے کاٹنے  
 والے اور بعضے پیسنے والے ہیں اور وہ چیزیں کہ خدا تعالیٰ نے پانی بنائیں شیرینی  
 منو میں ہر تاکہ ذائقہ متغیر نہ ہو جیسا کہ آنکھ کا پانی ٹھیک بنایا ہر اُس چیز کے لیے  
 کہ جو مایہ تاکہ وہ فائدہ ہو جائے اور یہ کہ سطح ترسی کو بنایا ہر جو زبان کے اطراف  
 اور منہ میں سے پیدا ہوتی اور نکلتی ہر تاکہ اُسے چبانے اور نگلنے میں مدد ہو پچھے  
 اور قوت باضمہ کو کیسا مسلط کھانے پر کیا ہر کہ اُسکو الگ الگ اور ٹکڑے ٹکڑے  
 کرتی ہر جسکی مدد جگر سے شعلہ جو اور جگر آگ کی مثال ہو اور معدہ ہانڈی کے مانند  
 ہر اور فساد جگر کے قدرت باضمہ کم ہوتی ہر اور غذا فاسد ہو جاتی ہر کہ وہ غلجہ  
 ہوتی ہر اور نہ ہر ایک عضو تک پہنچتی ہر وہ غذا جو اسکا حصہ ہو اور ایسے ہی  
 سب اعضا کی تاثیر ہر جگر اور تلی اور گردن کی اور اُنکی شرح دراز ہو سو جو کوئی  
 زمین خوش کرنا اور حیرت حاصل کرنا چاہے تو چاہیے کہ تشریح اعضا کو مطالعہ کرے  
 تاکہ وہ عجائب قدرت خدا تعالیٰ سے دیکھے کہ اعضا میں سے ایک دوسرے کو

مرد کرتے ہیں اور بعض کا تعلق بعض سے غذا کی اصلاح میں ہر اور اس سے اعضا کے لیے قوت بخشتی ہو اور اسکا منقسم ہونا خون اور نقل کی طرف دیکھے اور دودھ و کیمہ کی غذا کے لیے من میں خرف دم لبنا خالصا سا کنا لشارین قبارک اللہ حسن خالقین یعنی سرگین اور خون کے درمیان سے شیر خالص جو آسانی سے پیئے والوں کے گلے سے نیچے اتر جاتا ہو پس اللہ حسن خالقین بڑا برکت والا ہو۔ تو ان چیزوں میں کھانے کی فکر کرنا اور لطیف حکمتوں کا پہچاننا اور اسکی قدر و منزلت کرنا داخل ذکر ہو اور اس قسم کی چیزوں میں سے جو کھانے کی بیماری کو دور کرے جو فراج قلب کو متغیر کرتی ہو یہ جو کہ شروع طعام میں دعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ اس غذا کو طاعت کا معین فرمائے اور اسکی دعائیں یہ ہو اللہم مثل علی محمد و علی آل محمد و ما زرتقنا ما تحت اجعلہ عزا لنا علی یحییٰ و ما زویت عنا ما تحب و جملہ

فراغنا لانا فیما تحب

### تینتا لیسوان باب کھانے کے آداب میں

آن آداب میں سے پہلی کہ نمک کے ساتھ ابتدا اور اسی کے ساتھ ختم کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ او علی نمک سے اپنے طعام کی ابتدا کر اور نمک کے ساتھ ختم کر سو اسطے کہ نمک سبب بیماری کی شفا ہو۔ زمین سے خون تو او ویدم اور روس اور در شکم اور در خون کا درد ہو۔ اور عاتقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ اکہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بایں پانوں کے انگوٹھے میں سانپ یا کڑوم نے کاٹا خیریت نہ

فرمایا کہ میرے پاس اودہ سفید چمڑاؤ جو خمیر میں ہوتی ہو تو ہم نمک آپ کے پاس سے لے گئے  
 تو آپ نے اسے تحمیلی پر رکھا بعد ازاں آپ نے اس میں سے تین بار چائا پھر تھپیرا مسکا  
 کاٹی جگہ پر رکھا تو اس سے تسکین ہوئی اور کھانے پر جمع ہونا سبب ہو اور وہ  
 سنت صوفیہ کے خاتقاہ وغیرہ میں ہو۔ جابرؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے روایت کی جو کہ آپ نے فرمایا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین کھانا وہ ہے جو  
 پیرا تھون کی گھرت ہو۔ اور روایت ہو کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں  
 اور پیٹ ہمارا نہیں بھرتا آپ نے فرمایا شاید کہ تم لوگ اپنے کھانے پر الگ الگ پیٹتے ہو  
 اسے ہوا اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر و اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اس میں برکت دے گا  
 اور صوفیہ کی عادت سے ہو کہ دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں اور وہ سنت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے یہ بھی خواہ پر کھانا کھایا اور نہ سکورہ میں کھا پھر کس چیز پر کھانا کھاتے تھے  
 تو کھانا سنہ یعنی دسترخوان پر اور رقمہ چھوٹا بنا یا جائے اور کھانے کو ابھی طرح  
 چھایا جائے اور اپنے سامنے نظر رکھے اور کھانے والوں کا متونہ دیکھے اور اپنے  
 بائیں پاؤں کے اوپر بیٹھے اور دایرے پاؤں کو کھڑا رکھے اور تواضع کا بیٹھنا چاہیے  
 تکیہ نہ لگائے اور نہ تکیہ نہ بیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمائی ہو  
 اس سے کہ آدمی تکیہ لگا کر کھانا کھائے۔ اور روایت ہو کہ جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری بڑی بھیجی گئی تو آپ نے اون پر دو روز انوشہ  
 ہوئے کھا رہے تھے ایک اعرابی بولا کہ یہ کیا شست ہو یا رسول اللہ تو جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بندہ خالص

کیا ہے اور جبار غفید یعنی متکبر سرکش اور حق سے چھڑنے والا نہیں بنا یا اور کھانے کی  
 ابتداء نہ کرے جب تک کہ مقدم یا شیخ ابتداء نہ کرے خذیفہ سے روایت ہے کہ ہم جب کبھی  
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تھے تو ہم سے کوئی ہاتھ نہ کھتا  
 تا آنکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے اور اپنے ہاتھ سے کھاتے۔ اور ہر  
 نے خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے چاہیے  
 کہ ہر ایک تم میں سے کھانا اپنے ہاتھ سے کھائے اور اپنے ہاتھ سے پانی پیے اور  
 چاہے سیکہ اپنے ہاتھ سے لے اور اپنے ہاتھ سے دے اس واسطے کہ  
 شیطان ہر آئینہ اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور اپنے بائیں ہاتھ سے پیتا ہے اور  
 اپنے بائیں ہاتھ سے لیتا ہے اور اپنے بائیں ہاتھ سے دیتا ہے اور اگر کھانے کی چیز  
 چھوڑے ہوں یا ایسی چیز حسین گھلی ہو تو اس میں جو چیز چھوڑی جاتی ہے اور جو حسین  
 کھائی جاتی ہے حق اور رکابی میں جمع نہ کرے اور نہ اپنے ہاتھ میں بلکہ اُسے  
 اپنے موقع سے اپنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور اُس کو عینک دے اور رہے  
 چوری ہوئی روٹی کی چوٹی سے نہ کھائے جو بیچ میں ہوتی ہے۔ عبد اللہ بن عباسؓ  
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب کھانا  
 سامنے رکھا جائے تو اُس کے حاشیہ یعنی ارد گرد سے لو اور اُس کے درمیان چھوڑ دو  
 اس واسطے کہ اُس کے بیچ میں برکت نازل ہوتی ہے۔ اور طعام کو عیب نہ لگائے اور ہر  
 رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے  
 کو ہرگز عیب نہ لگایا اگر چاہا تو اُس نے کھایا نہیں تو اُسے چھوڑ دیا اور جب قہقہہ کرتے  
 تو اُسے کھائے اس واسطے کہ ہر آئینہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ آپ نے فرمایا ہو کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر پڑے  
 تو چاہیے کہ اس سے دو کرے جو پھر اُسے لگ گیا ہو اور اُسکو کھا جائے اور  
 شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے اور اپنی انگلیوں کو چاٹ لے کہ ہر آئینہ جا بڑنے جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ فرمایا جب تم میں سے کوئی  
 کھانا کھائے تو چاہیے کہ اپنی انگلیوں کو جو جس سے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا  
 کہ اُس کے کس کھانے میں برکت ہو اور ایسے ہی حضرت علیہ السلام نے حکم دیا  
 کہ پیالہ کو انگلی سے صاف کرے اور وہ کھانے سے اُسکا لگن اور عیب ہٹا ہو  
 اس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کو انگلیوں سے  
 صاف کرنے کا امر فرمایا جو اور کھانے میں چھونکے تھے اس واسطے کہ عاشر  
 رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ آپ نے فرمایا ہو کہ کھانا  
 کو چھونکے برکت کو دو کرنا ہو اور عبد اللہ بن عباسؓ نے روایت کی ہو کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے میں چھونکے تھے اور نہ پینے کی چیز میں اور نہ آپ  
 کسی برتن میں سانس لیتے تھے پس یہاں سے نہیں ہو اور سرکہ اور ساگ  
 سنہری دسترخوان چست نہ ہو۔ کہا گیا ہو کہ ملائکہ دسترخوان پر نازل ہوتے ہیں  
 جس کا کہ آپ سنہری ہوتی ہو۔ م سعد رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہو کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم عاشر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور میں اُس کے پاس تھی سو آپ  
 نے فرمایا کہ ہر طرح صبح کی غذا ہے جو اب دیا کہ چار سے پاس روٹی اور چھوڑا سے  
 ہیں اور سرکہ جو تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا سرکہ بہت اچھا لگاؤں ہو انہی  
 سرکہ میں برکت ہے کہ وہ دنیا کا چھوٹے پلے لگاؤں تھا اور میں سرکہ بہت ہوا وہ شام

شوگا اور کھانے پر چپ نہ ہو کہ پیچیدگی کی سیرت ہو اور گوشت اور روٹی کو جھڑنے سے  
 نہ کھائے کہ امین نہیں اور منافعت آئی ہو اور کھانے سے اپنے ماتھ کو نہ روکے جب تک  
 کہ جماعت نہ کھا چکے کہ ہر آئندہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دسترخوان پھیلا یا جائے تو کوئی شخص نہ اٹھے  
 جب تک کہ دسترخوان نہ اٹھایا جائے اور نہ کوئی ماتھ اٹھائے اگر چہ پیٹ بھر گیا ہو  
 یہاں تک کہ قوم فارغ ہو جائے اور چاہیے کہ تعطل یعنی بہانہ کھانے کا کرے اس واسطے  
 کہ آدمی اپنے برابر پاس کے بیٹھنے والے سے شرماتا ہو اور اپنا ماتھ روک لیتا ہو اور  
 قریب ہو کہ اس کو کھانے کی حاجت ہو اور جب روٹی رکھی جائے تو دوسری چیز کا تخطا  
 نہ کرے اس واسطے کہ ہر آئندہ ابو موسیٰ اشعرؓ سے روایت ہے کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روٹی کی تعظیم کرو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے  
 برکات آسمان اور زمین اور چرند اور پرند اور وحی آدم کو تسخیر و تابع کر دیے ہیں ۔  
 اور حسن ادب اور ضروری سے یہ ہے کہ کھانا نہ کھائے مگر جب کہ حوک لگے اور کھانا کھانا  
 بند کرے پہلے اس سے کہ پیٹ بھرے کہ ہر آئندہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 روایت ہے کہ کوئی آدمی نہیں جسے برتن ایسا بھرا ہو جو اس کے پیٹ سے بڑھ ہو ۔ اور  
 صوفیہ کی عادت سے ہے کہ خادم کو قہم دے جبکہ وہ مجلس میں قوم کے ساتھ بیٹھا ہو اور  
 وہ سنت ہے ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ کہا کہ حضرت ابو القاسم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لائے تو اگر  
 اس کے ساتھ نہ بیٹھے تو اس کو ایک یا دو قہم دے دے اس واسطے کہ وہ اُٹھ کر گری  
 اور دھوئین کے پاس رہا ہو اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ کا

شکر ادا کرے۔ ابو سعیدؓ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا چکے تو کہتے: الحمد للہ الذی اطعمنا وسقنا وجعلنا مسلمین۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کھانا کھا یا پیا اور کہا: الحمد للہ الذی اطعمنی ہذا اور زقنیہ بن حیرول ہستی ولاقوہ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ اور غلال کرے کہ ہرگز نہ ہو روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غللوافانہ مظافۃ و انظافۃ تدعو الی الایمان والایمان مع صاحبہ فی اجنبۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلال کرو تم اس واسطے کہ وہ نظافت ہے اور نظافت یعنی پاک کی ایمان کی طرف بتلاتی ہے اور ایمان اپنے صاحب ایمان کے ساتھ بہشت میں ہے۔ اور پاتھو پنا دھو اس واسطے ابو ہریرہؓ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سوئے اور اس کے ہاتھ میں چربی لگی ہو جس کو نہ دھویا ہو تو اس کو آدیت کچھ پہنچے گی پس وہ ملاست نہ کرے گا مگر اپنے نفس کو۔ اور ایک حدیث میں ہاتھوں کا دھونا سنت ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طاسوں کو نہ نہرو اور چپکے کاؤ اور جو اس کی مخالفت کرو اور انکھوں کا مسح ہاتھ کی تری سے صحیح ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھوں کو پانی پلاؤ یعنی نہرو اور اپنے ہاتھوں کو نہ جھاڑو اس واسطے کہ وہ شیطان کے موچیل ہیں۔ ابو ہریرہؓ سے یہ روایت آئی کہ وضو اور غیر وضو میں کہا مان وضو میں اور غیر وضو میں اور ہاتھ کے دھونے میں درجہ ہاتھ کے اندر خنسان اور صاحبوں سے اور غلال میں جو کچھ دانتوں سے غلال کے ساتھ نکلے گئے کے نیچے نہ آتا رہے لیکن جو کچھ زبان کے ساتھ سے نکلے

اسکا مضائقہ نہیں کہ کل جلتے اور کھانا کھانے میں نقص اور بڑاوش سے پرہیز کرے  
 اور اسکا کھانا جماعت کے اندر ایسا ہو جیسا کہ وہ تنہا کھائے ہو اسطے کہ ریا اور  
 و کملاوت میں یہ ہر ایک شے پر داخل ہوتی ہے بعض علما کے سامنے بعض عابد کا دھن  
 کہا گیا تو عالم نے اسکی تائید نہیں کی اس سے کہا گیا کہ آپ یسین باجائز بات جانتے ہیں  
 کہا مان میں نے اسے دیکھا کہ کھانے میں نقص کرتا ہے اور خبیثے کھانے میں نقص کیا تو عمل  
 میں نقص سے اسیر ایسی نہیں کی جالی یعنی ممکن ہو کہ عمل میں بھی نقص کرے اور اگر عمل  
 ہو تو کھانا چاہیے کہ کہے الحمد للہ الذی بعبتہ تم الصالحات و تشرن البرکات اللہم  
 صل علی محمد و علی آل محمد اللہم طعمنا طیباً و استعمالنا صالحاً اور اگر کھانا شبہ  
 کما ہو تو کہے الحمد للہ علی کل حال اللہم صل علی محمد ولا تجعلہ عوناً علی معصیتک اور چاہے  
 کہ کثرت سے استغفار اور خزن کرے اور اکل شبہ پر گریہ کرے اور ہنسے نہیں  
 اس واسطے کہ جو شخص کھاتا ہے اور روزہ دہر وہ مثل اسکے نہیں ہے جو کھائے اور  
 ہنسے اور کھانا کھانے کے بعد پڑھے قل ہو اللہ احد اور ابلاق قریش اور کسی قوم  
 کے پاس کھانا کھانے کے وقت نہ جائے ہو اسطے کہ ہر آئندہ حریف میں وارد ہوا کر  
 کہ جو شخص ایسے کھانے کی طرف جائے جسکے لیے وہ بیلا یا گیا ہو تو وہ شخص فاسق  
 ہو گیا اور حرام کھانا کھایا اور ہم نے دوسری لفظ سنئی ہے کہ دخل سار تا و خرج میسرانی  
 وہ سارن بگردن عمل ہو اور مغیر یعنی لاشیر خارج ہو والا اس صورت میں کہ اسکا آنا  
 ایسی قوم کے پاس ہو جسے اسکی فرحت اس کے ساتھ کھانا کھانے سے ہو اور آدمی  
 کا اپنے میمان کے ساتھ گھر کے دروازہ تک جانا خوب ہے اور میمان بلا اجازت  
 صاحب خانہ کے باہر نہ نکلے اور نہ ران نکلتے سے اجتناب کرے کہ اسوقت



کہ اسکی نیت کھانے کی زیادہ خیر کر کے کی ہو اور یہ بات شرم اور تکلف سے نہ کرے  
 اور جب ایک جماعت کے ساتھ کھانا کھائے تو بعد از فراغ کئے اگر نماز مغرب کے بعد  
 ہو فطر خند کم الصائمون واکل طعامکم الابرار و صلت علیکم الملائکہ یعنی روزہ دار کھانا  
 یہاں روزہ افطار کریں اور برابر لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے اوپر  
 درود بھیجیں۔ اور یہ بھی روایت ہے علیکم صلوة قوم ابراہیم و اباہین و الانبیاء صلیون  
 باللیل و یصومون بالنہار یعنی تمہارے اوپر درود ہو اس قوم ابراہیم کا جو گنہگار نہیں  
 ہیں اور نہ فاجر ہیں رات کو نماز پڑھتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ بعض  
 صحابہ یہ کہا کرتے تھے اور ادب سے یہ بات ہے کہ جو اسکے لیے کھانا پیش کیا جاوے  
 اسکا استحقاق نہ کرے اور حقیر نہ سمجھے۔ اور بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ و  
 سلم کہا کرتے کہ ہم نہیں جانتے کہ انہیں سے کون کون شخص زیادہ گنہگار ہے یا وہ شخص  
 جو حقارت اسکی کرے جو اسکے سامنے کھانا لایا جاوے یا وہ شخص جو حقارت اسکی  
 کی کرے جو اسکے پاس ہے کہ اسے پیش کرے اور طعام بیانات و نمود کا کھانا کر دے  
 جو اور جو کھانا کہ بیاہ شادی اور عرس میں تکلف پکایا جاتا ہے اور جو کھانا خوشہ  
 کوئے و لون کے لیے تیار ہوتا ہے نہ کھایا جائے اور جو اہل باقم پرسی کے لیے تیار ہوا  
 کھانا مضائقہ نہیں ہے اور جو اسکے قائم مقام ہو و جب ایک شخص اسے بھالی کے  
 حال کو مانتا ہو کہ وہ خوش اس انبساط سے ہوتا ہے کسی چیز میں تصرف اسکے کھانے  
 میں کرے تو کچھ حرج نہیں ہے کہ اسکے کھانے میں سے بغیر اسکی اجازت کے کھائے  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور صدقہ علیکم۔ روایت ہے کہ سفیان ثوری کے پاس ایک  
 جماعت آئی اور اسکو موجود نہ پایا تو انہوں نے دروازہ کھولا اور دسترخوان

بچھایا اور کھانا کھنا یا پھر سفیان آیا اور خوش ہوا اور کہا تم نے سلف کے اخلاق یاد رکھے  
 کہ وہ ایسے ہی تھے اور جو شخص کھانے کے لیے بلایا گیا تو اجابت اُسکی سنتی ہو اور  
 اس میں زیادہ والا ولیمہ ہو اور کبھی بعض لوگ دعوت سے غور کے سبب تخلف  
 کرتے ہیں اور یہ خطا ہو اور جو بیات بناوٹ سے کی ہو اور ریاسے تو وہ کمتر کچھ ہے  
 ہو۔ روایت ہے کہ حسن بن علی کا ایک ایسی مساکین کی قوم پر گذر ہوا جو راستوں پر  
 لوگوں سے سوال کرتے ہیں اور انھوں نے زمین پر ٹکڑے روٹیوں کے پھیلا رکھے تھے  
 اور آپ ایک خچر پر سوار تھے سو جب آپ ان پر گذرے تو ان سے سلام علیک کی اور  
 انھوں نے وعلیکم السلام کہا اور عرض کی کہ اسی فرزند آئیے صبح کا کھانا حاضر ہو آپ  
 نے فرمایا مان احمد تعالیٰ مسکروں کو دوست نہیں رکھتا پھر اپنی ران کو پھیرا اور ڈی  
 سواری سے اتر پڑے اور زمین پر ان کے ساتھ بیٹھے اور ان کے کھانے لگے پھر ان کو سلام کیا  
 اور سوار ہو گئے اور کہا جاتا تھا کہ بھائیوں کے ساتھ کھانا کھانا کھانے کے ساتھ کھانا  
 کھانے سے افضل ہو۔ روایت ہے کہ ہارون رشید نے ابی معاویہ نامی کو بلایا اور  
 ام کیا کہ اس کے لیے کھانا لایا جاوے پھر جب وہ کھانا کھا چکے تو رشید نے پانی اُسکے  
 ہاتھوں پر پشت میں گرایا پھر جب وہ فارغ ہوا تو کہا یا ابامعاویہ تو جانتا ہے کہ تیرے  
 ہاتھ پر کس نے پانی ڈالا کہا نہیں کہا کہ امیر المومنین نے کہا اسی امیر المومنین اس کے  
 سونہیں کہ تو نے علم کا اکرام اور عزت و جلال کیا ہو احمد تعالیٰ تیرا جلال کرے اور  
 تیرا اکرام کرے جیسا کہ تو نے علم کا اکرام کیا

چولیسواں باب صغیرہ کے ادب اس قدر نکلی بیات و سہیں کے مقاصد بیان میں

لباس نفس کی حاجات سے ہو اور اسکی ضرورت گرمی اور سردی کے دور کرنے کے لیے ہو  
 جیسے کہ طعام حاجات نفس ہے جو کہ دور کرنے کے لیے ہو اور جیسا کہ نفس طعام سے  
 مقدار حاجت پر قانع نہیں ہر بلکہ زیادات اور غراشیں طلب کرتا ہو اسی طرح لباس  
 میں انواع اقسام کی پوشاک مانگتا ہو اور نفس کے لیے اس میں طرح طرح کی خوشبو اور  
 ہوا ہوتی ہو پس صوفی نفس کو لباس میں صریح علم کی متابعت کی طرف پھرتا ہو  
 بعض صوفیہ سے کہا گیا تیرا لباس چھٹا ہوا ہو کہا لیکن وہ جلال سے ہو اور اس  
 سے کہا گیا کہ وہ میللا ہو کہا لیکن وہ طاہر اور پاک ہو تو صادق کی نظرانی پوشاک  
 میں یہ ہو کہ وہ وجہ جلال سے ہو اس واسطے کہ ہر آئینہ حدیث میں وارد ہو جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا ہو کہ جس نے ایک کپڑا اس دم کو  
 خریدا اور اسکی قیمت میں ایک دم حرام کا ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے صرف اور عدل  
 نہیں قبول کرتا یعنی نہ فرض نہ نفی پیر اسکے بعد نظر اسکی اس میں ہو کہ وہ لباس پاک  
 ہو اس واسطے کہ طہارت کپڑے کی نماز کی صحت کی شرط ہو اور ان دونوں کے سوا اسکی  
 نظر اس میں ہو کہ وہ گرمی اور سردی کو دفع کرتا ہو اس واسطے کہ وہ مصلحت نفس کی ہو اور  
 اسکے بعد جو نفس چاہتا ہو وہ سب فضول اور زیادت ہو اور فطرت کی طرف ہو  
 اور صادق کے لیے سردی اور نہیں ہو کہ لباس پہنے مگر اندر کے واسطے اور وہ ستر  
 عورت ہو یا اپنے نفس کے لیے کہ گرمی اور سردی دور ہو حکایت ہو کہ سیفیان  
 ثوری رضی اللہ عنہ ایک روز باہر نکلے اور اسکے بدن میں کپڑا تھا جسکو اٹھا  
 پھینکا تو اس سے کہا گیا اور اسکو علم سکھانہ تھا پس اس نے قسم کیلائے آداب  
 اور زیہ حاکر کے پہنے بعد بدن اسکو ایسا ہی چھوڑ دیا اور کہا جب میں نے پہنا تھا

توحیت کی تھی کہ تین اسے اس کے واسطے پہنٹا ہوں اور بے بین اسے نہیں بدلتا ہوں  
 مگر خلق کی نظر کے واسطے سو بین اس سے پہلی نیت کو نہیں توڑتا اور خصوصاً طہارت  
 اخلاق کے ساتھ مخصوص ہیں اور انکو طہارت اخلاق نہیں نصیب ہوئی مگر مصلحت  
 اور اہمیت اور استعداد کے ساتھ جسکو اللہ تعالیٰ نے انکے نفوس کے لیے حیاتی ہر اور  
 اخلاق کی طہارت اور انکی معاشرت میں ایک تناسب جو جو حیثیت نفس کے سبب  
 واقع ہو اور حیثیت نفس کا تناسب ہی شمار الیہ قول اللہ تعالیٰ کا ہر فاذا سویتہ و  
 نفیت فیہ من روحی یعنی جس جہت کہ میں نے اسکو مستوی اور ہموار کیا اور اپنی  
 روح میں نے اُس میں بھونکی پس مناسب وہی تو یہ ہو پس مناسب یہ ہر کہ  
 لباس انکا متساوی اور تشابہ انکے طعام کے ہو اور طعام انکا ہم شکل انکے کلام کے ہو اور  
 انکا کلام ہم شکل سونے کے ہو اس واسطے کہ مناسب جو نفس میں واقع ہو علم کے ساتھ متشکل  
 اور تشابہ اور تماثل احوال میں جو ہر اسکے ساتھ علم حکم کرتا ہو اور زمان حال کے متصوٹ  
 کسی قدر التزم تناسب کا امتیاز ہو اسکے ساتھ کرتے ہیں اور انکے پاس جو جو نسبت  
 تناسب ہر وہ ایک تراوش انکے سلف کے حال کی ہو جو جو تناسب میں تھی ۔  
 یہ دو سلمان دارانی نے کہ لکہ ایک انہیں سے تین دم کی عبا پہنٹا ہو اور اسکے چیت  
 میں جو ہر شس پانچ دم کی ہو اسکا انکار اسے اس واسطے کیا کہ مناسب نہیں ہو ۔  
 پھر جب کوئی موٹا کثیر اپنے تو سزاوارہ ہو کہ اسکی غذا بھی اُسکے جنس سے ہو اور تہ  
 کہ لباس اور طعام مختلف ہو مگر وہ دلیل خراف کے جو دہ کی ہو جو دہ ہو ۔  
 سے جو دہات سے ایک طرف میں تھی ہر یا وہ طرف لباس نہیں جو اس سبب سے  
 کہ وہ نظر خلق کا مقام ہو یا کہ وہ طعام کے طرف میں ہو اس واسطے کہ جنس اور شرف

باخراطہ اور بدرون و مسند عرض میں جو دو کے محتاج ہیں پس چاہیے کہ عبد اللہ  
 کی طرف خود کرے ابوسلمان دارانی نے ایک کپڑا ملا جو اپنا تو اس سے احمد نے  
 کہا کاش تو اس سے اچھا کپڑا اپنا تو کہا کاش میرا قلب اور قلوب میں ایسا ہونا  
 جیسا کہ سید فیض کثیر دین بن زرقو فقیر لوگ گذری پہنا کر نے اور بسا اوقات  
 چیتھڑے گھوڑوں کے اوپر سے اٹھالیتے اور اسے اپنے کپڑوں میں پیوند لگانے اور  
 ہر آٹھ اہل صلاح کے ایک گروہ نے یہ کام کیا جو اوریہ وہ لوگ تھے جنکے پاس کچھ  
 مال نہ تھا تو اسکی طرف رجوع کرتے تھے سو میسے انکے پیوند گھوڑوں کے پیٹھ پر تھے  
 کہ اگر کسی سے انکے لقمے تھے۔ ابو عبد اللہ رفاعی تیس برس نورا در توکل پر قائم رہا  
 اور جب کبھی فقر کے بے کھانا حاضر کرتا تو انکے ساتھ نہ کھانا اس بارہ میں اس سے  
 کہا جاتا وہ کتنا کم حق توکل کے ساتھ کھاتے ہو اور میں حق مسکنت کے ساتھ کھانا ہوں  
 بعد از ان عشائین کے در میان دروازوں سے بھیک مانگنے کے لیے نکلتا اور یہاں  
 شخص کی شان ہر جوان کی طرف رجوع نہ کرے اور ہر جہاں کسی کے منتقل ہو کہ  
 خرقہ پوشوں کی ایک جماعت بشر میں احداث کے پاس گئی تو اسے آپ نے کہا اگر  
 قوم خدا سے ڈرو اور اس لباس کو مست ظاہر کرو اسے کہ تم اسکے باعث پہچانے  
 جاتے ہو اور اسکے لیے اکرام کیے جاتے ہو سو سب کے سب خاموش ہو رہے پھر ایک  
 دھکے نے ٹپکے اسے کہا محمد بن عبد اللہ بنی جلیسنا عین یعون یہ دیکھ یہ یعنی شکر ہو اس  
 اللہ کا جسے ہم کو ان لوگوں سے گردانا جو اس سے پہچانے جاتے ہیں اور اسکے لیے  
 اکرام کیے جاتے ہیں۔ اور اللہ کی قسم ہر آٹھ یہی لباس غالب رہیگا تا آنکہ دین ب  
 اللہ کے واسطے ہو تب بشر نے اس سے کھانا باش اور شکر کے مثل تیرے جو کوئی

ہر قسم پینے تھے تو ایک زمین کا تھا کہ زمانہ دراز تک نہ کوئی کپڑا نہ کر کے رکھتا تھا اور نہ  
 مالک اس کپڑے کے سوا کا تھا جسکو وہ پہنے ہوئے تھا۔ اور روایت ہے کہ امیر المومنین  
 علی رضی اللہ عنہ نے ایک کرتہ پہنا جو تین درم کو خرید ا تھا پھر انگلیوں کے سرے سے اسکی  
 آستین کاٹ ڈالیں اور زمین سے روایت ہے کہ عربین بخشب سے کہا کہ اگر تو چاہے کہ  
 اپنے صاحب سے ملے تو اپنے قمیص میں پوند لگا اور بنا جو ناگنا تھا اور اپنی خواہش اور  
 امید کو کم کر اور سیر شکمی سے کم کما اور جریری سے حکایت کی گئی راوی نے کہا کہ بعد ازاں  
 جامع مسجد میں ایک شخص تھا کہ اسکو نہیں پاتا ناگر ایک کپڑے میں جاڑے ہوں یا گرمی  
 تو اس سے دریافت کیا گیا کہ اسکا کیا سبب ہے تو اس نے کہا کہ مجھے حص تھا کہ بہت  
 کپڑے پہنوں سو ایک رات میں نے آئین دیکھا جو سونے والا دیکھا کہ تاج کو با کہ  
 میں بہشت میں داخل ہوا سو میں نے ایک جماعت کو اپنے یاروں سے جو نماز سے تھے  
 کہ وہ ایک دسترخوان پر بیٹھے تھے سو میں نے پانا کہ انکے ساتھ میں بھی بیٹھوں کہ یہاں  
 فرشتوں کی رہا جماعت ان پہونچی میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اٹھا لیا اور مجھ سے  
 کہا کہ یہ لوگ ایک کپڑے والے ہیں اور تیرے پاس دو کپڑے ہیں تو انکے ساتھ  
 ساتھ بیٹھو تب میں جاگا اور عند کیا کہ میں ایک کپڑے کے سوا نہ پہنوں گا یہاں تک  
 کہ اللہ تعالیٰ سے طوں۔ اور کہا گیا ہے کہ ابو بکر پیدم کیا اور اس کرنے کے سوا اور کچھ نہ  
 چھوڑا جو اسکے بدن میں تھا اور وہ اٹکا ہوا تھا سو اسے اسکے مالک کو پھیر دیا  
 اور یہ حکایت بہکوشیخ حماد ہمارے شیخ کے شیخ سے پہونچی ہے کہ اس نے بڑا زمانہ بسر کیا کہ  
 وہ کپڑا نہ پہنتا تھا مگر مستعار ہاں تک کہ اپنے ذاتی ملک کی کوئی چیز نہیں پہنی اور  
 ابو حفص حماد نے کہا ہے جب تو کسی فقیر کی نیک روئی اپنے کپڑے میں دیکھے تو

اس کے بھر کی امید نہ رکھو اور نقل ہو کہ ابن کرشی مراد وہ جنبہ کا استاد تھا اور اسکے  
بدن میں ہرقہ تھا منقول ہے کہ انکی ایک استین اور تیر پر جامہ کا تھوڑا سا  
درطل نیم من اسو کھی ایک جماعت صاحبین ایسے سخت لباس میں ہوتی ہو اور کبھی صاحبین  
کی ایک جماعت تکلف کرتی ہو ہرقہ اور لباس فقرا کے سوا اور لباس سنیل و سحرین  
نیت انکی اختلاف مال پر یا ہسکا خون ہے کہ حق ہرقہ و جب طورے اور نوک کا منقول ہے کہ  
کہ ابو حفص عدا و نرم کپڑے پہنا کرتے اور ہسکا ایک گھر تھا جس میں رہتے تھے ہوتی تھی شاید  
کہ اسکے اور سویا کرتا تھا بدون اسکے کہ بچھونا ہو اور صاحب صفہ سے ایک قوم تھی  
اس بات کو گردہ جانتی تھی کہ انکے اور شی کے درمیان کوئی غیر حائل ہو اور ابی حفص  
کا نرم کپڑا پہننا اور نیت کے ساتھ ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ انکی صحبت سے ملے اور ہر  
صدا و قین کا مالی ہو اگر انھوں نے نیت کے ساتھ نرم کپڑا پہنا ایک نیت سے جو انکے لیے  
ہیں ہو پس نیز غرض نہ کیا جائے بدون اسکے سخت کپڑے اور قہر کا پہننا تمام  
فقرا کے لیے لائق ہے اس نیت سے کہ دنیا اور انکی روشنی چمکاؤں جو حق سے ملتے رہے  
اور عزت نہ صرف نیت میں وار ہو اور کہ جس شخص نے خوش آئندہ کپڑا ترک کر دیا  
ملاں انکے وہ ایک پست پر قادر ہو تو اللہ تعالیٰ انکو جنت کا لباس پہنا دے گا لیکن  
نرم کپڑے کا پہننا اور وہ لائق نہیں ہے مگر اس شخص کے لیے جو اس بارہ میں اپنے حال  
کا عالم ہو اور اپنے نفس کی صفات کا دیکھنے والا ہو شہوات پوشیدہ نفسانی کا  
جو ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں نیت کو قبول کرے پس نیت کے سبب اس مسئلہ میں نیت ہی  
وجوہ ہیں کہ انکی شرح طویل ہے۔ اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ جو ایک  
کپڑے پہنے کا خاص قصد نہیں کرتے نہ اسکی سختی سے نہ اسکی نرمی سے بلکہ

وہ ایسا پیر پہنتے ہیں جو حق انکو بنادے تو وہ وقت کے حکم سے ہی اور جس سے ہی اور  
 اس سے جس سے کہ وہ اپنے نفس کو اس بارہ میں ٹوٹ اور جو یا نکرے پھر اگر اس کپڑے  
 میں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس بھیجا ہو نفس کے لیے شر یا ایسی شہوت پر مشیدہ یا  
 ظاہر رکھے تو اسے اتار دے الا شوکت کہ حال اسکا بندے کے ساتھ ترک اختیار نہ  
 پس اس صورت میں اسے گنجائش نہیں ہے الا اس بات کی کہ وہ اسی کپڑے کو پہنے جو  
 اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس بھیجا ہے اور ہمارے شیخ ابو نجیب سرور دی کا یہ حال  
 تھا کہ آپ کسی ہیئت کے مقید لباس میں نہ تھے بلکہ وہ کپڑا پہنتے تھے جو بلا قصد و  
 محفل و اختیار کفایت یافتہ مل جاتا تھا اور وہ عمامہ دس دینار کا بھی پہنتے تھے اور ایک  
 دانگ کے دم کا چھنا حصہ آٹھ جو کے برابر ہوتا تھا۔ اور شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ ایک  
 ہیئت مخصوصہ کا لباس پہنتے تھے اور طبلستان پہنتے تھے (ایک کپڑا ہے کہ کاندر سے پڑا رہتا  
 ہے) اور شیخ علی ہمدانی فقیر و ن کا سیاہ لباس پہنتے تھے اور جو بکر زاد زنگیان میں دریا  
 زنگ (احاد الناس کی طرح سخت پوستین بناتا کرتے اور ہر ایک کے لیے اس کے لباس  
 اور ہیئت میں ایک نیت صاف ہے اور ان اقسام کی تفاوت کی شرح اس کتاب میں  
 طول ہوئی ہے۔ اور شیخ ابو سعید رحمہ اللہ کا حال اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترک اختیار تھا اور  
 ہر آئینہ اس کے لیے نرم کپڑے بھیجے جاتے تھے اور وہ اسے پہنتے تھے اور اس سے ذکر  
 کیا جاتا کہ بسا اوقات بعض آدمی کے دلوں میں انکار سبقت کرتا ہے آپ کی نسبت  
 جو یہ کپڑا پہنتے ہیں تو آپ کہتے کہ ہماری ملاقات نہیں ہوتی مگر وہ آدمیوں سے کسی ایک  
 کی ایک وہ شخص جو ہم سے مطالبہ ظاہر کرتے ہیں تو ہم اس سے کہتے ہیں کہ آیا  
 ہمارے کپڑے کو خرچ کر دے کرنی ہو تو اسکو حرام کرنا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں اور ایک



وہ شخص ہے جو ہم سے مطالبہ اس حقانی کے ساتھ کرتا ہے جو باب غریبہ کی قوم کے ہیں تو  
ہم اس سے کہتے ہیں کہ کیا تو ہمارے واسطے اس کپڑے میں جو ہم اسے پہنتے ہیں  
کوئی اختیار کرنا تو ہمارے پاس نہیں تو ہمیں اور شوہر و دیوتا ہی وہ کہتا ہے کہ  
نہیں اور کون لوگوں میں وہ جوتے ہیں جو نرم کپڑوں کے پہننے کا مقدور رکھتے ہیں  
اور سخت پیرے اپنے کمرہ پہننا جو کہ اللہ اسکے لیے ایک نہایت خاص پسند کرتا ہے  
پس وہ اللہ تعالیٰ سے استیاء اور اختیار کرتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ وہ ایسے دکھلاوے  
ایسا لباس جو اللہ تعالیٰ کے پسند ہو اور اسکو لائق اور صالح اسکے دین و دنیا کے  
لیے کرے اس سبب سے کہ وہ ایک خاص لباس کا بعینہ صاحبِ غرض و مہربان  
پس اللہ تعالیٰ اس پر کثرت و کرم کرتا ہے اور اسکو ایک خاص لباس بتلا دیتا ہے اور اسکو  
کرا دیتا ہے تب وہ اس لباس کو اپنے اوپر لایم کر لیتا ہے پھر اسکا بالید ہو جاتا ہے اور یہ  
اتم و اکل پر ان سب لباسوں سے جھکا پہننا اللہ ہوا اور نعمت و داد دی ہوتے ہیں  
جسکا اللہ علم سے و فرما دیتا ہے اور اس سے ہوتا ہے جسکا بسط اللہ اسکو کرتا ہے تو  
وہ علم اور ایقان سے لباس پہننا ہے اور یہ اسکی نہیں کرتا کہ وہ پیرا نرم کر یا سخت کر  
اور بنا اوقات اسے نرم لباس پہنا اور نہیں اسکے نفس کے لیے اختیار ہے اور سخت کر  
اور یہ خطا نہیں موجب کسی گناہ و کسار کا اسکے لیے اور اسکے اوپر پیرا ہوا اور اسکو بخشنا  
اور یہ کیا ہوا جو گا کہ اسکے ارادہ نفس سے اللہ تعالیٰ موافق ہے اور یہ شخص نہ کیہ میں  
کامل اور طاعت میں تمام محبوب مراد ہو گا کہ اسکی مراد محبوب کی طرف اللہ تعالیٰ  
ساعت فرماتا ہے بغیر اسکے کہ بیان یہ قدم لغزش ہو جو اکثر مہیون کے لیے ہوتا ہے  
بن معاذاری سے حکایت ہے کہ وہ صرف اور پرانے کپڑے ابتدا سے اعر میں

ہنا کر تھے بعد ازاں آخر عمر میں نرم کپڑے پہنتے تھے یہ حال بائزید سے ذکر کیا گیا تو  
 اس نے کہا جب مسکین بھیجی نے صبر قی پر نہ کیا تو کیونکر تحفوں پر صبر کرنا اور جیسے وہ  
 لوگ ہیں جنکو پہلے سے علم ان چیزوں کا ہوتا ہے جو لباس کی قسم سے اسکے پانچائے گا تو  
 اسکو وہی سمجھ کر ہینٹا ہے اور وہاں دقین کے اور جیسے احوال ہیں مختلف انواع کے وہ  
 سب تجس ہیں قل کل تعیل علی شاکلہ فرکلم اعلم من عبادہ یعنی تو ہر کوئی کا  
 اوپر طریقہ اپنے کے کرتا ہے پس رب تمہارا خوب جانتا ہے اس شخص کو کہ وہ راہ کو پائے  
 والا ہے اور سخت کپڑے کا پہننا بندہ کے لیے محبوب تر اور بہتر اور اسلام یعنی مسرت  
 اور نجات سے دور تر ہے مسلم بن عبد الملک نے کہا ہے کہ عمر بن عبد العزیز کے پاس  
 میں گیا کہ مرض میں اسکی عیادت کروں تو میں نے اسکا رتہ مبتلا دیکھا تو میں نے اسکی  
 بی بی فاطمہ سے کہا کہ امیر المومنین کے کپڑے دھلاؤ اس نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ  
 ایسا کرینگے کہا پھر میں عیادت کے واسطے گیا تو دیکھا کہ رتہ دیا ہی سیلا ہی پھریٹا  
 کہا اس فاطمہ کیا میں نے تجلو نہیں حکم دیا اس بات کا کہ اسے دھو ڈالو اس نے  
 جواب دیا کہ واسد کوئی دوسرا کرتہ اسکے سوانہیں ہے اور سام نے کہا کہ عمر بن  
 عبد العزیز ثلاثین عین سے پہنتے تھے قبل اسکے کہ اسکو خلافت سپرد کی جائے  
 پھر جب کہ خلافت اسکے سپرد کی گئی اپنے سر کو دونوں نرووں کے درمیان ماسا اور  
 روئے پھر اس نے پرائے کپڑے اور کپڑے اور کپڑے اور کپڑے اور کپڑے اور کپڑے اور کپڑے  
 ابو الدرداء نے انتقال کیا تو اسکے کپڑے میں چالیس پیوند پائے اور اسکی عطا  
 چار ہزار تھے سوزید بن وہب نے کہا علی بن طالب نے ایک قمیص رازمی پہنا  
 اور وہ ایسا تھا کہ جب اسکی ہستین نکلیں جاتی تو انگلیوں کے سر سے تک

پہنچتی خابرجون نے اس سے عیب لکھا یا تب آپ نے فرمایا کیا تم مجھے عیب لگاتے ہو  
 ایسے لباس پر جو غور سے بہت دور ہے اور اس لائق ہے کہ مسلم میری قہد اگر بنی اور قبول  
 ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب کسی آدمی پر دوبار ایک کپڑے دیکھے درہ مار کر اسے اٹھانے  
 اور کہتے یہ لباس عورت کے لیے چھوڑ دو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے  
 کہ آپ نے فرمایا ہے اپنے قلوب کو صوف کے لباس سے روشن کر دو کہ ہر آنہ وہ دنیا میں  
 مذلت ہے اور آخرت میں نور ہے اور پچاؤ تم اپنے تئیں اس سے تم اپنے دین کو لوگوں  
 کی تعریف و ثناء سے فاسد کرو۔ اور روایت ہے کہ ہر آنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے جوئے کا جوڑا پہنا پھر ان کی طرف دیکھا تو اس کا حسن اچھا معلوم ہوا تو اللہ تعالیٰ  
 کے لیے سجدہ کیا آپ سے اس معاملہ میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ میں ڈرا ایسا نہ ہو  
 کہ میرا برور دکار مجھ سے تنہا میرے سوا سکی میں نے تو وضع اور عاجزی کی ضرورت  
 کہ یہ جوڑا عورت کو میرے گھر میں نہ رہے اس خون سے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف دشمنی  
 اس کے سبب نہ ہو اور پھر انکو تار ڈالا اور انکو بچہ یا اس سے کیج کے لیے جواول اسے  
 لیے پھر حکم دیا اور آپ کے لیے غلامین خریدی لیکن جو پرانی گٹھی ہوئی تھیں۔ اور ڈالا  
 ہے کہ ہر آنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا ہے اور پیرانا کٹھا ہوا  
 جو تاپہا اور غلاموں کے ساتھ کھانا کھایا اور جس وقت نفس محل آفات میں ہو تو  
 اس کے پوشیدہ جملوں اور مخفی شہوات اور چھپی ہوئے پر اطلاع پانا نہایت دشوار  
 ہے پس لائق و سزاوار اور ولی یہ ہے کہ احوط امر کو کپڑے اور چھوڑ دے انکو جو شک  
 میں آئے ہیں اس کی طرف جو شک نہیں دلائل اور زندہ کے لیے نہیں جائز ہے کہ  
 وہ جس میں داخل ہو الا بعد اس کے کہ علم و حجت کا مضبوط اور قوی اور نفس

لوڑ کی کال ہو اور نہ تب ہی کہ نفس اپنی ہوا بقیع کی غیبت کے ساتھ غائب اور پوشیدہ ہو جائے اور نہ خالص اور تصرف علم صریح و واضح کے ساتھ زہت اور درست ہو جائے اور غربت کے لیے تو بین ہیں کہ اسپر سوار ہوتی ہیں اور اُسکی مراعات کرتی ہیں نصرت کی طرف نزول کرنا نہیں جانتی اس خون سے کہ فضیلت ترک دنیا اور ملامت لباس دنیا کے قوت نہ ہو جائیں۔ اور ہر آئینہ کہ آگیا ہی کہ شخص کا لباس باریک ہو اُسکا دین باریک ہو اور کبھی اس بارہ میں نصرت پہنچاتی ہو کہ شخص کے لیے جو زہد کا التزام نہ کرے اور شریعت کی نصرت پر ٹھہرے علقہ نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ بہشت میں وہ شخص داخل نہوگا جسکے دل میں ایک ذرہ کے وزن پر کبر و غرور ہوگا پس ایک شخص نے کہا ہے کہ آدمی دوست رکھتا ہے اس بات کو کہ کپڑے اسکے اچھے ہوں اور جو نام اسکا اچھا ہو تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو دوست رکھتا ہے پس یہ نصرت اُس شخص کے حق میں ہے جو اُسے پسندے اور ہر شخص سے اُس میں اختیار نہ کرے اور نہ وہ اترائے لیکن جس نے کہ لباس سب سے سب سے نپا کہ دنیا کو اسکے کانٹے سے تباہ کرے اور شیخی مارے تو ہر آئینہ اُسکے حق میں و عید ہے۔ ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مومن کا پا جامہ آدھی نیڈی تک ہے اُس قدر میں جو اُسکے اور خون کے مابین ہے اور جو خون سے نچا ہو تو وہ درخ بن ہے جس شخص نے اپنی ازار کو نافہانی سے کھینچا قیامت کے دن خدا تعالیٰ اُسکی طرف نہ دیکھے گا اس درمیان میں ایک شخص اُن لوگوں سے تھا جو تم سے پہلے تھے وہ پختہ دربار میں اپنی چادر پر کڑنا جسوقت کہ اسکو چادر اُٹھائی

مجھ سے معلوم ہوئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ زمین کو دھسا دیا پس وہ زمین میں  
گستاخاؤں جانیگا قیامت کے دن اس کے احوال میں اختلاف ہو گا تاہو اس شخص سے  
کہ اس کا حال اس کے صحت و علم کے ساتھ صحیح ہو اس کی نیت و اکول و ملیوں و تمام کاروبار  
میں صحیح ہوئی ہو اور کلی احوال میں وہ مستقیم رہتا ہو دریا میں کی ہتھکام سے جو  
اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو بہت اور مستحکم ہو تاہو اور اس کے موافق بندہ کے کاروبار  
اللہ تعالیٰ کے حسن و نفع کے مستقیم ہوتے ہیں

### پیتھالیسوان باب قیام اسیر کی فضیلت کے ذکر میں ہو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو آدمی شیطان کے آگے منہ و پیر کی علیکلمہ اس کے آگے واپس لے کر کہے  
نیز یہ حکم نہیں شیطان یعنی جب ملو او ملو کہے اس سے کہ ہر اور تار تار  
تم پر آسمان سے بانی تو بسبب اس کے ملو یا کہ کرے اور شیطان کی پسند ہی تم سے  
یہ جائے یہ آیت مسلمانوں کے حق میں جنگ بدر کے دن نازل ہوئی جہاں کہ وہ  
ایک ریت کے پتے پر آئے جس میں آدمیوں کے قدم دوڑ گئے وہ ان کے جسم و جسم  
جاتے تھے اور اپنی مشرکوں نے ہر پتے کے پائے کی سختی کی اور پتہ وہ غالب ہو کر  
اور مسلمان لوگ صبح کے وقت محدث اور غیب آئے اور ان کو پاس معلوم ہوئی اور  
شیطان نے ان کو دوسو میں ہلا کر تھار از قہم کہ کہ تم حق ہو اور تمہارے درمیان  
بھی اللہ میں حال آگے مشرکین بانی پر غالب اور قابض ہوئے اور تم بے طاقت  
اور بغیر اس کے نمازیں پڑھ رہے اور پھر تم کیونکر اسید شعیبانی کی آپر کرتے ہو تب اللہ  
تعالیٰ نے آسمان سے میوہ سا با جس سے میدان جنگل بچ گئے پس مسلمانوں نے

اس سے پانی پیدا کرتا ہے اور وضو کے اور گھوڑوں کو پانی پلایا اور برتن اور مشکین  
 بھر لیں اور زمین سخت ہو گئی یہاں تک کہ قدم اُس پر ثابت ہوئے اور مجھے فرمایا  
 اللہ تعالیٰ نے وحییت پر الا قدم از بوحی بر یک الی الملائکۃ فی حکم یعنی بسبب اُس کے  
 پاؤں ٹھہرنے لگے اس واسطے کہ رب تیرے لئے فرشتوں کو حکم کیا کہ میں تمہارا ساتھ  
 ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو فرشتوں سے مدد دی حتیٰ کہ مشرکین پر وہ غالب ہو گئے  
 اور قرآن کی ہر ایک آیت کے لیے ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور حدیث اور مطاع ہے  
 اور اللہ تعالیٰ نے بسطوح او کمر کو اس واقعہ اور حادثہ میں صابہ کے لیے رحمت اور  
 امن بنا دیا تو وہ ایک رحمت ہے جو تمام مومنین کو عام ہے اور اُن کو ایک قسم صالح  
 اقسام عاجلہ سے مریدوں کے ہے اور وہ ایک امن ہے اُن کے قلوب کے لیے اُن  
 منازل سے جو نفس کرتا ہے اس واسطے کہ نفس نیند سے استراحت کرتا ہے اور  
 ماندگی کا شکوہ نہیں کرتا اس واسطے کہ شکلات اور رب بین قلب کی کدورت ہے اور  
 اس کی استراحت نیند کے ساتھ بشرطیکہ علم اور اعتدال ہو قلب کی رحمت ہے یا نہ ہو کہ  
 قلب اور نفس کے درمیان ایک موافقت مریدان سالک کے لیے نفس کی طاقت  
 پر جو سویرا نہ تھا گیا ہے کہ مریدان ہر کہ ایک نہائی رات اور دن کی نیند ہوتا کہ  
 بدن مضطرب نہیں آٹھ گھنٹے نیند کے لیے ہیں دو گھنٹے ایمان مریدان میں گزرے  
 اور چھ گھنٹے رات میں گزرتا ہے اور ان دونوں میں سے ایک میں زیادہ کرے اور  
 دوسرے میں کم کرے اُس قدر کہ رات کو طول اور قصر جائے اور گری کے  
 موسم میں ہر اور کچھ حسن رات اور صدق طلب سے ایسا ہوتا ہے کہ نیند کو  
 ایک نہائی کے مقدار سے کم کرے اور یہ کچھ نقصان نہ پہنچائے جس سے

رفتہ رفتہ اسکی عادت ہو جائے اور کبھی بیداری کی تقاضا در بندگی قلت کو روح  
اور اس کا وجود اٹھا لیتا ہے اس واسطے کہ نیند جسکی طبیعت سرد تر ہے بدن اور  
و مانع کو نفع دیتی ہے اور گرمی اور خشکی سے جو فراخ میں پیدا ہوتی ہے تسکین دیتی ہے  
اگر ایک سو تالیس سے کم کی جائے تو دماغ کو ضرر پہونچاتی ہے اور اس کے اثر طریقیہ کم  
نہیں ہوتا ہے پس سوخت کی نیند کہ بابت رحمت قلب اور سکائے ہو جانے تو  
اس کا نقصان اور کمی ضرر نہیں کرتی اس واسطے کہ روح اور اس کی طبیعت سرد تر ہے  
جیسے کہ نیند کی طبیعت سرد تر ہے اور کبھی طویل شب کی مدت روح کے ہونے کے کم  
ہو جاتی ہے تو اسوقت روح کے سبب بڑے رات کے اوقات چھوٹے ہو جاتے ہیں جیسا  
کہ مقولہ ہے کہ نیند اور سوخت و خشک ہجرت یعنی وصل کا برس ایک اونچے اور راجح  
کا برس ایک محض کا برس ہے پس اہل روح کے لیے رات کم ہو جاتی ہے علی بن بکار  
منقول ہے کہ اس نے کہا کہ چالیس برس سے مجھے نیند غلبین کیا مگر طالع خیر نے اور غفلت  
سے سوال کیا گیا تھا کہ اسے اور رات کے کیسی بی گناہ کہ میں نے کبھی انتظار نہ کیا کہ  
وہ مجھے ایسی صورت دکھاتی ہے بعد ازاں وہ واپس پھر جاتی ہے اور حال انکسیر  
اس میں اندیشہ بھی نہیں کیا۔ اور ابو سلیمان دارانی نے کہا کہ رات دسے اپنی رات  
میں زیادہ فرہ میں اس سے رہتے ہیں جو کھیل کود دوائے اپنے کھیل کود میں فرہ  
پاتے ہیں۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے دنیا میں کوئی شے ایسی نہیں ہے جو بھیتوں  
کی نعمت سے مشابہ ہو الا وہ چیز جو لطف اور تودد کرنے والی حلاوت مناجات سے  
رات کو اپنے دلوں میں پاتے ہیں پس مناجات کی حلاوت شب بیداروں کے لیے  
ایک اجر و ثواب دنیا کے اندر ہے۔ اور بعضے مافوق نے کہا ہے کہ ہر آئندہ اللہ تعالیٰ

صبح کے اوقات میں شب بیداروں کے دلوں پر نظر کرنا ہی پھر اُنکو نور سے بھر دینا ہی سہی  
وہ فائدے اُنکے قلوب پر نازل ہوتے ہیں اور وہ دل روشن اور منور ہو جاتے ہیں پھر  
اُنکے قلوب سے غافلوں کے قلوب پر پھیلتے ہیں اور ہر آنسو صدمہ میں وارد ہر کہ ہر آنسو  
اللہ تعالیٰ اُن جیون میں سے جو اپنے انبیا کی طرف بھیجی وحی نازل کی کہ ہر آنسو  
میرے لیے ایسے بندے ہیں جو مجھے دوست رکھتے ہیں اور میں اُنکو دوست رکھتا ہوں  
اور وہ میرے شتاق ہیں اور مجھے اُنکا اشتیاق ہے اور وہ مجھے یاد کرتے ہیں  
اور میں اُنھیں یاد کرتا ہوں اور وہ میری طرف دیکھتے ہیں اور میں اُنکی طرف نظر  
کرتا ہوں پھر اگر تو اُنکے طریقہ پر چلے تو میں مجھے دوست رکھوں اور جو تو اس سے  
عدول کرے تو میں دشمن رکھوں گا اُس نے کہا اے میرے پروردگار اُنکی عکالت  
کیا ہے فرمایا وہ لوگ سایون کی نگہداشت دن میں کرتے ہیں جس طرح چرواہا اپنی  
بکری کی نگہداشت کرتا ہے اور وہ شتاق غروب آفتاب گئے ہونے میں جیسے کہ  
پرند اپنے ہشیانوں کے شتاق ہوتے ہیں پھر جب کہ رات اُنکو چھپا لیتی ہے اور  
تاریکی ل جاتی ہے اور ہر ایک دوست اپنے دوست سے خلوت کرتا ہے تو وہ لوگ  
میری طرف اپنے قدموں کو گھاڑ دیتے ہیں اور میری طرف اپنے چہرہ کو بچا دیتے ہیں  
اور مجھ سے مناجات اور سرگوشی میرے کلام سے کرتے ہیں اور میری خوشامد چاہو گی  
میرے انعام کے سبب کرتے ہیں اور وہ اس آئینہ میں چین مارتے اور گرہ دیکھا  
کرتے ہیں اور کبھی وہ بہ کش اور کشاکی ہیں مجھے اپنے چشم کی قسم ہے جو میرے واسطے  
تحمل اور برداشت کرتے ہیں اور مجھے قسم ہے کہ اپنے سم کی جو وہ میری محبت سے شکایت  
کرتے ہیں اور دل اُن میں ہونے سے جو میں اُنکو عطا کرونگا یہ ہے کہ اُن کے



قلوب میں اپنا نور نازل کرونگا تو وہ مجھ سے بیزار ہونگے جیسا کہ میں اُسے خبردار ہوں اور  
 دوسرے اگر ساتون آسمان اور زمین اور جو کچھ اُنکے درمیان ہیں اُنکے اوزان میں  
 ہوں تو اُنکے لیے میں اُنکو تھوڑا سمجھوں اور میرے میں اپنی وجہ سے آخر اقبال کروں  
 کیا تو دیکھتا ہے اس شخص کو جسکا اقبال میں اپنی وجہ سے کروں کیا کوئی شخص اس  
 چیز کو جانتا ہے جسکا میں ارادہ رکھتا ہوں کہ اُسکو میں عطا کروں پس ہمارے یوں  
 رات میں اپنے پروردگار کی مناجات میں تنہا اور خلوت نشین ہوں تو اُس رات  
 کے انوار اُسکے دن کے اجزا پر پھیل جاتے ہیں اور دن اُسکا اپنی رات کی حمایت میں  
 آجاتا ہے اور یہ حالت اُسکے قلب کے نورانی ہونے سے ہوتی ہے دین صورت اُسکے  
 حرکات اور اُسکے کاروبار جو ان میں ہوتے ہیں اُس چشمہ انوار سے صادر ہوتے ہیں  
 جو رات سے اُنہیں جمع ہوتے ہیں اور اُسکا قالب ایک قہر میں قیاب حتیٰ سے  
 ہوتا ہے جسکے سب حرکات راست اور درست ہوتے ہیں اُسکے سکناات ہر چیز میں  
 اور ہر آئینہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جسے رات کو نماز میں اُسکا منہ روشن ہے  
 ہو گیا ہے اور جانے کہ یہ بات روجہ سے ہوتی ہے ایک آن دونوں میں سے  
 یہ کہ قندیل روشن چراغ سے ہوتی ہے تو بصورت چراغ یقین روشن مثل شب  
 کی کثرت سے چمک دار روشن ہوتا ہے تو چراغ کی روشنی زیادہ ہوتی ہے اور قالب  
 قندیل خود روغیا حاصل کرتا ہے مثل بن عبدہ کہ اگر تے تے کہ یقین آتش ہے  
 جو اور آتش ہی جو اور مثل روشن جو اور آئینہ ہر آئینہ نے فرمایا ہے یہاں میں وجہ  
 میں اثر آجہو یعنی یہاں اُنکے شعور میں اُنکے بعدوں کے اثر سے جو اور  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مثل قندیل کہ اگر تے تے کہ یقین آتش ہے

نور کی مانند اس طاق کے ہے کہ آئین چرخ ہے۔ پس نوریتین نور انہی سے قلب کے شیشہ میں روشنی کو برغن عمل سے زیادہ کرتا ہے تو دن کا شیشہ چمک در شاہ کے شمال باقی رہ جاتا ہے اور شیشہ کے انور قالب کے طاق پر منکس ہو جاتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ قالب نور کی آتش سے نرم ہو جاتا ہے اور اسکی نرمی قالب میں سرایت کرتی ہے پس نرمی قلب سے قالب نرم ہو جاتا ہے پس یہ دونوں قلب اور قالب شاہ اس نرمی کے وجود سے ہو جاتے ہیں جو ان دونوں میں عام ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

تلمین جلودہم و قلوبہم الی ذکر اللہ یعنی بحر جلدین انکی اور دل انکے طرف ذکر اللہ کی نرم ہوتے ہیں۔ جلدون کو اللہ تعالیٰ نے نرمی کے ساتھ تعریف کی جیسا کہ قلوب کا وصف نرمی سے کیا پس جب کہ قلب نور سے بھر گیا اور قالب اس خیر سے جو اس میں انس و سرور سے اثر کرتی ہے نرم ہو گیا تو اسوقت زمان اور مکان نور قلب میں مندرج ہو جاتا ہے اور آئین کلام اور آیات اور سورتیں در آتی ہیں اور زمین قالب کی اپنے رب کے نور سے روشن ہوگی اس واسطے کہ قلب آسمان ہو جائے گا اور قالب زمین ہوگا اور ملاوت کلام اللہ کی لذت مناجات کے محل میں وجود کائنات۔

کو چھپا لیتی ہے اور کلام مجید اس کے سبب صفا سے شہود کی فراغت میں ساڑ جو دے نائب ہو جاتا ہے تو اسوقت نفس کے لیے کوئی حدیث نہیں باقی رہتی ہے اور کسی وسوسہ نفسانی کی کوئی جھنجھناہٹ نہیں سنائی دیتی اور ایسی حالت میں قرآن کی تلاوت بلا وسوسہ اور حدیث نفس کے اول سے آخر تک تصور ہوتی ہے اور یہ فضل عظیم ہے۔ دوسری وجہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے یہ ہے کہ جس شخص نے رات میں نماز پڑھی اسکی صورت دن میں حسین ہو گئی اس کے یہ معنی ہیں

کہ اسکے کاموں کی صورتیں کہ انکی طرف متوجہ ہوتی ہی حسن دار ہو جاتی ہیں اور خدا  
کریم کی معونت اسکے سب کاروبار میں پہنچتی ہی اور وہ مدد یافتہ اسکے مصدر اور  
مورد میں چوتا ہی اس واسطے صورت اسکے مقاصد اور افعال کی دلریا ہو جاتی ہی  
اور اسکے اقوال سلاک راستی اور درستی میں منتظم ہو جانے میں اس واسطے اقوال  
قلب کی استقامت سے مستقیم ہوتے ہیں

چھیا ایسوان باب ناسا کے ذکر میں ہر جو قیام شب و رات کے خواب کے مددگار ہیں

از کلام ایک یہ ہے کہ بندہ غریب آفتاب وقت تجدید وضو سے پیشوائی رات کی کرتا ہی  
اور قبلہ و مغرب اور نماز غریب کا نہ غریب نہ تار اور انواع اقسام کے ذکر اس باب  
میں کرتا ہی اور انکار میں سے اولیٰ تسبیح و تہجد فقار ہو اسد تعالیٰ نے اپنے نبی کیسے  
فرمایا ہی و استغفر لذنبک و صبح بجز باب العسی و لا بکار یعنی اپنے گناہ کی بخشش  
لاک اور ساتھ تعریف اپنے رب کے شام اور صبح تسبیح پڑھا اور رات نخلہ یہ ہے کہ  
عشاء تین میں صلوٰۃ اور تلاوت یا ذکر کے ساتھ میوند اور ملاپ کرے اور افضل  
انہیں سے نماز جو اس واسطے کہ ہر آئندہ اسے مغرب کو عشاء سے ملا دیا تو اسکے باطن  
سے آثار اس کہ وہ رب دن کے اوقات میں لوگوں کے دیکھنے اور ملاقات اور  
انکے کلام سننے سے پیدا ہوتے ہیں سب داخل جاتے ہیں اس واسطے کہ یہ سب  
ایسی چیزیں ہیں جسکا اثر و خواہش اسکے دلوں میں ہوتی ہے کہ انکی طرف دیکھا کہ وہ  
قلب میں اپنے پیچھے چھوڑ جاتی ہے جسکو وہ نفس ادراک کر لیتا ہے جسکو صفائی قلب  
نصیب ہوتی ہے پس نظر کا اثر جو خلق کی طرف ہر چشم دل کے لیے اس نکلے کی مثال ہے

ہر جو چشم ظاہری بین ہوتا ہے اور عشائین کے ملائیے سے اس اثر کپے جاتے  
 رہنے کی امید کی جاتی ہے۔ اور از اجمالہ ایک یہ ہے کہ عشا کے بعد بات کا کرنا  
 چھوڑ دے اس واسطے کہ اس وقت میں بات کرنی طراوت اس نور کی دور کر دیتی ہے  
 جو قلب میں عشائین کے ملائیے سے پیدا ہوتی ہے اور قیام شب کا روکتی ہے خصوصاً  
 جب کہ وہ بیداری دل سے معرا ہو بعد از ان عشا کے بعد نازہ وضو کرنا بھی قیام  
 شب پر معین و مددگار ہوتا ہے۔ بعض فقرائے اپنے شیخ کا جو خراسان میں تھا مجھ سے  
 ذکر کیا کہ وہ رات کو تین بار غسل کرتا تھا ایک بار عشا کے بعد اور ایک بار رات کے  
 درمیان جبکہ سونے سے جاگے اور ایک بار صبح کے قبل۔ پس وضو اور غسل کے لیے  
 عشا کے بعد قیام شب کی سہولت میں اثر ظاہر ہے اور اس کے سبب یہ ہے کہ ذکر اور نماز  
 میں کٹھے ہونے کی عادت کرے یہاں تک کہ نیند غالب ہو اس واسطے کہ اسکا عادی  
 ہو نا جلد بیدار ہونے کا معین و مددگار ہے الا اس صورت میں کہ اپنی نفس اور عادت  
 پر اسے اعتماد ہو تو نیند کو ہلائے اور اپنی طرف کھینچے تاکہ اپنے وقت محمود میں اٹھ کر نماز  
 و گز غلبہ کی نیند وہی ہے جو مرد و ن اور طالبوں کے لائق ہے اور اسی کے ساتھ مجھ کو  
 کی توصیف کی گئی ہے کہ میں کہ نیند انکی ڈوبے ہوون کی نیند ہے اور کھانا نہ کھا  
 بیمار و ن کا کھانا ہے اور کلام انکا ضرورتاً ہے سو جو کوئی سو رہا نیند کے غلبہ سے  
 کہ خاطر جمع قیام شب میں دل لگا ہوا ہے تو وہ قیام سب کی توفیق دیا گیا ہے اور جب  
 نفس للچا یا اور نیند پر بسے چاؤنی ڈالی تو اس میں وہ پائون پھیلاتا ہے اور اس وقت  
 کہ صدق غریبت سے اسے جنبش کی اور وہ استقرار میں نہیں پائون پھیلاتا اور یہ جنبش  
 نفس میں جو صدق غریبت سے ہوتی ہے دسی سجا کے اور جہاد فی اور ایک سوئی

از خوب ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو تجانی تو ہم عن المضاج یعنی وہ اپنی پسلیوں کو چھونے  
 سے الگ کرتے ہیں اس واسطے کہ ارادہ قیام شب کا اور صدق غریت پسلی اور چھونے  
 کے درمیان دوری اور علیحدگی کر دیتی ہو اور ہرگز نہ کہا گیا ہو کہ نفس کے لیے دو نظریں  
 ایک نظر اُسکے نیچے کی طرف ہو تاکہ اقسام بدنی کو پراسے اور ایک نظر اُسکے اوپر کی  
 طرف ہو تاکہ اقسام علوی روحانی کو تمام و کمال حاصل کرے تو اہل غریت اپنی  
 پسلیوں کو خواب گا ہون سے علیحدہ اور دور کرتے ہیں اس سبب سے کہ انکی نظر  
 اوپر کی طرف اقسام علوی روحانی کے لیے ہو تو نفوس کو نیند سے اُسکا حق اور حصہ  
 دیا ہو اور اُسکو منع اُسکے حواسے کیا ہو پس اس چیز کے سبب جو آئین مٹی اور  
 پتھر میں سے مرکوز ہیں نیچے کو بیٹھا جاتا ہو اور گدگدے چھوٹے بچھا پاچا ہوتا ہو اور نیند  
 سے فرہ لینے کا ارادہ کرتا ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ ہوا اللہ ہی خلقم من تراب یعنی وہ  
 ایسا ہو کہ جسے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہو اور آدمی کے لیے ہر ایک اصل میں اپنی اصول  
 طاعت سے ایک طبیعت ہو جو اُسکو لازم ہو اور نیچے بیٹھنا مٹی کی صفت ہو اور سستی  
 اور خمٹا رہنا اور سوراہا اس کے سبب سے انسان میں ایک طبیعت ہو سواریاب  
 بہت وہ علم ہیں ہیں جنکے لیے اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ حکم کیا ہو اپنے اس قول  
 میں آسن ہر قانت اناہ الملیل ساجدا و قانتا اس آیت تک قل ہاں یستوی الذین  
 یعلمون والذین لا یعلمون ان لوگوں کے لیے جو رست کو قیام کرتے ہیں علم کے ساتھ  
 حکم کیا ہو تو وہ اپنے علم کے مقام ہونے سے ایسے ہیں کہ نفوس کو اُنہوں نے حبش  
 انکی ترنگاہ طبیعت سے دی ہو اور لذات روحانی کی طرف نظر کرنے سے اُنکو ترنگی  
 اُنکے صفت کی بلند یوں تک دی ہو اس واسطے ان لوگوں نے اپنی پسلیوں کو

خواب گاہوں سے علاحدہ کیا اور غافل سونے کھانے والے کی صنعت کے باہر نکل آئے اور اسی کے منجملہ ایک عادت کا بدلتا سواگر تکیہ لگانے کی عادت ہو تو تکیہ کو ترک کرے اور اگر بچھونے کی عادت ہو تو بچھونے کو چھوڑ دے اور بعض صوفیہ کا قول ہے کہ اگر بین گھر میں شیطان کو دیکھوں تو وہ زیادہ مجھے مجرب اس ہے کہ میں تکیہ دیکھوں اگر کہ وہ مجھے سونے کی طرف بلاتا ہے اور عادت کے بدلتے تکیہ اور کاف اور بچھونے میں ایک تاثیر آسین ہے اور جسے انہیں سے کوئی چھوڑی ہی اور اللہ عالم اسکی نیت اور غریت کا ہے اسکا ثواب اسکو سہولت معقود کا دیتا ہے اور اسی کے منجملہ معدہ کا کھانے سے سبک رکھتا ہے پھر جو کھاتا کھاتا ہے وہ کھائے جب کہ ذکر الہی و بیداری باطنی سے نزدیک ہو تو قیام شب پر وہ کھانا مددگار ہو گا سو اسطے کہ ذکر سے اسکا دھوکہ دور ہوتا ہے سو اگر کھانے کا ثقل معدہ میں پایا جاوے تو سزاوار ہے جانتا رکھا کہ اسکی گرانی قلب پر زیادہ تر ہے تو جب تک ذکر اور تلاوت اور استغفار سے کھانے کو گلالتے نہ سووے بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ اگر میں اپنی غذا شب سے ایک لمحہ کم کروں تو مجھے یہ بہت مرغوب ہے اس سے کہ میں رات بھر قیام کروں اور احوط یہ ہے کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے سو اسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ کیا حادثہ آگے آوے اور پانی وضو کے لیے اور سواک اپنے پاس موجود رکھے اور اسی حالت میں سووے کہ با وضو ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بندہ جب سووے اور وضو سے ہو تو اسکی روح عرش پر عروج کرتی ہے اور اسکے خواب صادق ہوتے ہیں اور جو بلا وضو سووے تو اسکے یہ سچے سے قاصر رہتا ہے اور خواب بھٹاتے احلام اور خیالی ہوتے ہیں کہ وہ صادق نہیں ہوتے اور اہلدار و عابد

بچھونے نوجہ کے ساتھ سوئے اور اسکا وضو مس سے ٹوٹ جائے اور اس سے با وضو  
 سوئے کا فائدہ نہ جاتا رہے گا جب تک کہ وہ لذت نفس کی مس سے حاصل نہ کرے  
 اور بیدار رہی کو معذور نہ کرے پھر جسوقت کہ لذت حاصل کرتے ہیں روان ہو اور  
 غافل ہو جائے تو روح بھی صاحب جماع ہو جاتی ہے اس واسطے کہ اس کے لیے بہرہ ہونے کا  
 موقع ہوتا ہے اور طہارت جو شمر صدق خواب ہو وہ طہارت خراش ہونی اور کدو  
 جست دنیا سے اور نجاست بغض اور حسد و کینہ سے پاک صاف ہونا ہے اور ہرگز نہ  
 حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص اپنے بچھونے میں رہے کہ اسوقت کسی پر ظلم کی  
 نیت ہو اور نہ کسی سے بغض ہو اس کے جتنے گناہ ہیں ختمے جائینگے اور جب زوال  
 سے نفس پاک ہو تو دل کا آئینہ روشن ہو جاتا ہے اور نیند میں لوح محفوظ کے  
 مقابل ہوتا ہے اور اس میں غیب کے عجائبات اور اخبار غائب زمین و آسمان  
 اور صدیقین میں بعضی وہ ہوتے ہیں جنکو خواب میں بات چیت اور کلام اور محادثہ  
 ہوتا ہے پس اللہ تعالیٰ اسکو امر کرتا ہے اور نہی کرتا ہے اور اسکو خواب میں سمجھاتا ہے  
 اور اسے پہچانتا ہے اور موضع دہر و دان حیرت کا جو اس کے لیے خواب میں امر  
 و نہی سے مستقیم ہوتا ہے ایسا ہی ہے جیسا کہ امر و نہی ظاہر کا ہے خدا تعالیٰ کا  
 گناہگار ہوتا ہے جو اس امر و نہی میں خلل میں ڈالے بلکہ یہ امر اور احکام وقت  
 میں زیادہ تاکید کے اور خطت کے ہیں اس واسطے کہ مخالفت ظاہری کو تو یہ خود  
 نفسی کرتی ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسے کہ اسکا کوئی  
 گناہ نہیں اور یہ دو امر خاص ہیں اور تعلق اس حال سے رکھتے ہیں جو اسکے اور  
 اللہ تعالیٰ کے درمیان ہیں تو جب اس میں خلل ڈالے تو اس بات سے ڈرے

اس کا طریق ارادت منقطع ہو جائے اور یہ اللہ کی جانب سے رجوع اور عجز و تقویٰ کا ہے اور غمی اور غمت کے مقام کا اپنے اوپر واجب کرنا ہے۔ پھر اگر بندہ بعض اوقات اور غمی اور غمت پر غیبت میں مبتلا ہو جائے جو سوتے وقت بعد صلا تازہ وضو کر کے سے باز کر کے تو اپنے اعضا کو پانی سے مسح کر کے تاکہ اس قدر سے وہ زمرہ غافلین کے باہر ہو جائے جو فوت کہ بیدار ہو شیار لوگوں کے فعل سے باز رہے اور اگر اسی طرح جاگنے کے بعد قیام سے اٹھ کر توشیح کر کے اور سوا کرے اور اپنے غما کو پانی سے مسح کر کے تاکہ وہ اٹل پلٹ اور بیداریوں میں غافلین کے گروہ سے خارج ہو جائے سو اس میں اس شخص کے لیے بہت فضیلت ہے جسے فہم زیادہ آتی ہے اور قیام اس کا تصور انہو روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک شب کئی مرتبہ سوا کر لیا کرتے جب کبھی آپ سوتے اور جب کبھی جاگتے اور سونے میں قبلہ رو ہوتے اور دو قسم ہوتا تو درہنہ پہلو اور کروٹ پر رہے جس طرح کہ قبر میں میت رکھی جاتی ہے یا پیٹھ پر کہ شہد قبلہ کی جانب ہو جیسے میت کہ وہ سچی اور ڈھکا ہوا ہوتا ہے اور کئے باسماک اہل اللہ و صنعت جہنمی و باب از فہم اللہ ان اسکت نفسی فاعف عما وارحمہ ما دان ارسلنا فاجعلنا یا محفظہ عبادک العاکبین اللہ ان اسکت نفسی الیک و وجہ و جہی الیک و فوضت امری الیک و اجبات ظہری الیک رہتہ منہ و رغبتہ الیک لا لیلجا ولا یحی منک الا الیک آمنت بکتابک الذی انزلت و نبیک الذی ارسلت اللہ فنی عداک یوم یقیمت عبادک الحمد للہ الذی حکم فقہرا محمد الذی یمن خیرا محمد الذی ملک فقدہ محمد الذی





در میان پڑھے اور علمایہ درویش گھر میں پڑھا کرتے ہیں اس میں عجبت کرتے ہیں قبل  
 اسکے کہ جماعت کے لیے گھر سے باہر نکلیں تاکہ وہ لوگ گمان نہ کریں کہ وہ درویش  
 سنت مکرہ ہیں اور انکی اقتدا اس گمان سے کر لے لگیں کہ وہ سنت ہیں اور حکم  
 مغرب کی نماز پڑھے تو بعد مغرب سنت کی درویش پڑھے نہیں بلدی کرے کہ وہ  
 درویش فرض کے ساتھ بلند ہوئی ہیں انہیں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہوا  
 احد پڑھے پھر ملا یک شب اور کرام کا تبیین پر سلام کرے اور کہے مر جا بلا مکنت  
 اللیل مرجا بالملکین الکرمین الکاتبین کتبانی صیغتی انی اشہدان لا الہ  
 الا اللہ و اشہدان محمد رسول اللہ و اشہدان بحیثہ حق و النار حق و الخوض  
 حق و الشفاعۃ حق و العصر اظ و النیران حق و اشہدان الساعة آتیۃ لا ریب فیہا و ان  
 اللہ یبعث من فی القبور اللہم ارددک بذہ الشہادۃ لیوم حاجتی ایہا اللہم حفظ  
 بہا و زری و اغفر ہا ذنبی و نقل بہا میراں و اوجب لی بہا امانی و تجاوز عشی یا  
 ارحم الراحمین پھر اگر دونوں عشا یعنی مغرب اور عشا میں مواصلت اپنی مسجد جماعت کے  
 اندر کرے تو یہ جامع عشا کات اور مواصلت عشا میں ہو اور اگر یہ اسے ہو کہ پہنچ  
 کھو واپس جائے اور عشا میں مواصلت اپنے گھر میں کرے اس کے دین کے لیے  
 اسلم ہو اور اخلاص کے قریب تر ہو اور ارادہ کے لیے جامع تر ہو تو ایسا ہی کرے  
 اور خیاب رسولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اس آیت کے معنی کیا ہیں  
 تجانی جو بہم عن المضاجع تو آپ نے فرمایا کہ وہ نماز عشا میں کے درمیان کی ہیں  
 اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے ذمہ گردانو نماز عشا میں کے درمیان کی کہ  
 یہ دن بھر کے لغویات کو دور کرتی ہیں اور اس کے آخر کو سنوارتی ہیں اور

عشا میں کے درمیان دو کوئین سورہ بروج اور طارق سے پڑھے پھر ان دو رکعت کے بعد دو رکعت اور پڑھے جسکی پہلی رکعت میں دس آیت اول سورہ البقرہ کی اور دوسری رکعت میں ایک سو ایک آیت اور اس الرسول اور پندرہ مرتبہ قل ہوا صد احد اور دوسری رکعت میں آیت المکرسی اور اس الرسول اور پندرہ مرتبہ قل ہوا صد احد پڑھے اور پہلی دو رکعتوں میں سورہ الزمر دو اربعہ پڑھے اور اس کے بعد جو نماز چاہے وہ پڑھے پھر اگر چاہے تو اسوقت نماز میں اپنے قریب سے کچھ پڑھے اور چاہے تو بیس تحفہ رکعت پڑھے سورہ اخلاص اور فاتحہ سے پڑھے اور جو عشا میں میں سو صلت دو رکعت سے کرے جبکو وہ طول دے تو اچھا ہے اور ان دو رکعتوں میں قیام کو قرآن سے طول دے کہ قرآن پڑھنے کے بعد اپنا حزب پڑھے یا مکرر ایسی آیت کو پڑھے جس میں دعا ہو اور تلاوت جیسے کہ مکرر پڑھے ربنا علیک توکلنا و الیک اعینا و الیک البصیر یا کوئی اور آیت ہو جو اس کے معنی میں ہو تو یہ تلاوت اور نماز اور دعا کو جامع ہوگی کہ اس میں جمعیت قصد اور طہر یا افضل ہے پھر بعد از ان چار رکعت عشا کے قبل پڑھے اور بعد اسکے دو رکعتیں اپنے گھر میں آوے یا اپنے کسی خلوت کے مکان میں اور چار رکعت اور پڑھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت اپنے گھر میں جا کر بیٹھنے سے پہلے پڑھا کرتے تھے اور ان چار رکعت میں سورہ القمان اور یس اور حم و خان اور تبارک الذی پڑھے اور چاہے تو تحفہ بیس کرے تو اس میں پڑھے آیت المکرسی اور اس الرسول اور اول سورہ احمید اور آخر سورہ اخشر اور چار رکعت کے بعد گیارہ رکعت نماز پڑھے جن میں تین سو آیت قرآن شریف کی اور بعد از اس بار و طارق آخر قرآن تک پڑھے کہ اس میں تین سو آیت ہیں۔ اسی طرح شیخ ابو طالب رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے

اور چاہے تو اشقد اس سے تھوڑی رکعتوں میں پڑھے اور جو سورۃ الملک ہے آخر قرآن تک پڑھے اور وہ ہزار تہ ہیں تو تری خیر کثیر ہے اور جو قرآن حفظ نہ ہو تو ہر ایک رکعت میں پانچ مرتبہ قل ہو اللہ احد دس مرتبہ تاک یا زیادہ اُس سے پڑھے اور تہجد کے آخر تک وتر کی تاخیر نہ کرے الا اُس وقت کہ اپنے نفس پر اعتماد کرتا ہو کہ اُسکی عادت تہجد کے لیے جاگنے کی ہے اور اس صورت میں وتر کی تاخیر آخر تہجد تک افضل ہے۔ اور ہرگز نہ جیسے علماء ایسے تھے کہ جب سونے سے پہلے وتر پڑھتے پھر تہجد پڑھنے کو کھڑے ہوتے تو ایک رکعت پڑھتے اور اپنے وتر کو ساتھ اُس رکعت کے شفع کر لیتے تھے پھر بقدر چاہتے نفل پڑھتے اور اُسکے آخروں میں وتر پڑھتے اور اگر وتر اول شب پڑھے تو بعد وتر کے دو رکعت میں ٹھیکہ اذاز لزلت دہلکم النکار پڑھے اور کہا گیا ہے کہ دو رکعت کا ٹھیکہ پڑھنا بہتر ہے ایک رکعت کے ہی جو کھڑے ہو کر پڑھے جیسے وتر کا شفع ہوتا ہے حتیٰ کہ جب تہجد کا ارادہ کرے تو اُسے ادا کرے اور آخر تہجد میں وتر پڑھے اور ان دو رکعتوں کی نیت نفل کی ہی نیت ہے اور نہ دوسری اور نہ تیسری سے اذیون کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ ابکی نیت کی جگہ ملی میں گفتگو کیا کرتے ہیں اور جو ہر شب مسجات یعنی پانچ سو تین۔ سورۃ حدید۔ سورۃ حشر۔ سورۃ صف۔ سورۃ جمعہ۔ سورۃ تغابن پڑھے اور اُنکے ساتھ سورۃ اعلیٰ کو ملائے تو پچیس سو تین ہوتا ہے کہ ہر آئینہ علماء ان سورتوں کو پڑھا کرتے تھے اور اُنکے برکات کی امید رکھتے تھے جو موجب کہ سونے سے اُٹھے تو حسن ادب سے جاگئے کہ وقت یہ ہے کہ اپنے باطن کو اللہ کی طرف لیجائے اور اپنی فکر امر اللہ کی طرف پھیرے قبل اسکے کہ فکر کو کسی شے میں ماسوی اندے لگائے اور زبان ذکر میں مشغول ہو اس واسطے کہ صادق ایک کچھ کی

نشان ہو جو ہم ایک شجر کا حرمیں اور شیفہ ہی جب وہ سونا ہو تو اسی شجر کی محبت پر سونا ہو اور جب وہ جاگا تو اسی چیز کو مانگتا ہو جس کا دیوانہ ہو اور اسی حرم اور محل پر موت اور قیام شتر تک ہو گا تو چاہیے کہ انسان نظر کرے اور غور سے دیکھے جب وہ نیند سے اٹھے کہ اُس کا ارادہ کیا ہو اس واسطے کہ اسی طرح قبر سے اٹھنے کے وقت ہو گا اگر اُس کا ارادہ اللہ ہو تو اُس کا وہی ارادہ ہو ورنہ اگر ارادہ اُس کا غیر اللہ ہو اور نہ جب نیند سے جاگا تو اُس کا باطن طاعت فطرت کی طرف راجع اور عائد ہو تو چاہیے کہ باطن کو نہ چھوڑے کہ غیر ذکر اللہ کے شغیر ہو جب تک کہ اُس کا نور فطرت جیسے وہ جاگا ہو نہ جاتا رہے اور وہ اپنے پروردگار کی طرف اپنے باطن کے ساتھ فرار کرے اس خوف سے کہ بسا اذکار وغیار ہو اور جب قدر رس مقاد کے ساتھ باطن وفا کرے اُسی قدر طریق انوار اور رہ گداز نعمات اُسی کے صفات اور برگزیدہ ہونے پس ہر درجہ ہو کہ اُس کی طرف رات کے حصوں میں مائل اور متوجہ ہو اور جناب قرین اس کی امید گاہ اور مرجع ہو جائے اور زبان سے کہے الحمد للہ الذی اذینا بعد ما اتانا والیہ الشکور اور سورۃ آل عمران کے آخر کی دس آیتیں پڑھے اسکے بعد پاک پانی کا قصد کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو ذیل علیکم من السماء ماء لیسطرکم بہ اور آسمان سے اُدبر تمہارے پانی نازل کرتا ہو تاکہ تم کو ساتھ اُس پانی کے پاک کرے اور حق عزیٰ نے فرمایا ہو انزل من السماء ماء فغسلت اودقیہ بقدر ما یشئ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل کیا ساتھ اندازہ اپنے کے جنگل جاری ہو گئے عید اسیرین جیساں رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پانی قرآن ہو اور جنگل مغلوب ہیں سو وہ اپنے اندازہ سے جاری ہو گئے اور اٹھا لیا اُس پانی میں سے

جس قدر انکی وسعت اور سمائی ہوئی اور بانی مظهر ہی اور قرآن مظهر ہی اور قرآن پاک  
 کرنے کے لائق تری بانی تو اسکے قائم مقام دوسری چیز ہو جاتی ہی اور قرآن اور علم کے  
 قائم مقام دوسری کوئی چیز نہیں ہوتی اور انکے نائب مناب کوئی چیز نہیں اور پاک  
 بانی ظاہر کو پاک کرنا ہی اور علم و قرآن دونوں باطن کو پاک کرتے ہیں اور شیطان کی  
 سنجاست کو دور کرتے ہیں سو فیہ غفلت ہی اور وہ آثار طبع سے ہی اور ضرور وہ چیز بہت  
 کہ وہ پلیدی شیطان سے ہو اسوجہ سے کہ انہیں غفلت اسد تعالیٰ کی طرف سے ہی  
 اور یہ اس واسطے کہ اسد تعالیٰ نے حکم دیا کہ روے زمین سے ایک مٹی بھر مٹی لائی  
 جائے پس وہ مٹی زمین کی جلد مٹی اور جلد کا ظاہر بشیرہ ہی اور باطن اسکا اُدمت  
 ہی اسد تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ایک بشیر مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں پس بشیرا و بشیر  
 اسکے ظاہر اور صورت سے عبارت ہی اور اُدمت اسکے باطن اور اُدمیت سے  
 عبارت ہی اور اُدمیت اخلاق جمیدہ کا مجموعہ ہی اور مٹی انہیں کے قدم تلے کی رُرمی  
 ہوئی مٹی اور اسی سبب سے ظلمت اور تاریکی حاصل کی اور یہ ظلمت آدمی کی ظلمت  
 میں غیر اور جوں ہو گئی اور اس سے صفات مذمومہ اور اخلاق رذیہ ہیں اور  
 اس سے غفلت اور سوہنہ پس ہر گاہ کہ بانی کو استعمال کیا اور قرآن کو پڑھا تو اکتھے  
 دو مظهر اور پاک کرنے والی چیزوں کو لایا اور اس سے پلیدی شیطان دور ہوتی ہی  
 اور انرا اسکے روندنے کا جاتا ہی اور اسکے لیے علم کے ساتھ اور احاطہ جمل مسئلے کا  
 حکم کرنا ہی پس ظہر اور بانیہ کا استعمال میں لانا امر شرعی ہے کہ انہیں قلب کے روشن  
 کرنے کی تاثیر ہی اس دیند کے مقابلہ میں جو ایسا حکم بھی ہے کہ اسکی تاثیر قلب کو  
 اگلا اور گندہ لاکرتی ہی اس واسطے اسکا دور اسکی ظلمت کو دور کرتا ہی اور ہی واسطے

بعض علماء نے آگ کی گرمی کی چیز سے وضو کو جائز رکھا ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نماز میں تقیہ لگانے سے وضو کرنے کا حکم دیا ہے اس وجہ سے کہ اس کو حکم طبعی قرار دیا جو گناہ کو کھینچتا ہے اور گناہ شیطان کی ناپاکی ہے اور پانی شیطان کی ناپاکی کو دور کرتا ہے یہاں تک کہ بعض علماء غیبت اور جھوٹ کی وجہ سے وضو کرتے تھے اور غصہ کے وقت اس سبب سے کہ نفس غلبہ اور ظہور کرتا ہے اور شیطان ایسے موقعوں میں تعرت کرتا ہے اور اگر محافظانِ ایمان مراتب محاسب جب کبھی نفس کسی مباح چیزوں میں خواہ وہ کلام ہو یا ملاقات لوگوں کی یا اسکے سوا دوسری چیزوں کی طرف جلتے بھولتے ہیں ان چیزوں کے جو عقد غریبت کے کولنے کے باعث ہو چکے کہ ان باتوں میں غور کرنا جس کا کچھ حاصل نہیں ہر فعل میں ہو یا قول میں اور اسکے چھپنا نہ وضو کرے تو قلب اپنی طہارت اور نراہت پر ثابت و قائم ہو جائے گا اور ایستہ وضو صفائی شیم باطن سے اس پاک کی مثال میں جائے گا جو عینہ اپنی ملکی ملکی حرکت سے دنیا کی کوروشن کرتی ہے اور اس کو نہیں جانتے مگر وہی لوگ جو عالم ہیں پس فکر ان چیزوں میں خیر میں نے آگئی کی چیز تو اسکی برکت اور اثر حاصل کرے گا اور اگر وہ غسل کر دے اس وقت میں کہ ہوشے حادثات اور عوارض پیش آویں اور نیند سے جگے تو وہ غسل زیادہ تر قلب کی توری میں مؤثر ہو گا اور اگر آئینہ سرور زیادہ ہو گا کہ بندہ ہر ایک نماز فریضہ کے لیے غسل کرے اس حالت میں کہ وہ اپنے مسائل کو اس میں صرف کرنے والا ہو کہ مناجات الہی اور سرگوشی میں مستعد اور سرگرم ہو اور توبہ اور صدق امانت سے غسل باطن کو تازہ اور مجدد کرے اور سر آئینہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یٰٰمُؤْمِنِیْنَ اَلِیْہِ دَعُوْا قَبْلَ اَلِیْہِ اَلْاَصْلُوۃُ اَلْاَمَانِیۃُ اور رجوع کو مقدم کیا ہے اسکے لیے کہ وہ نماز میں داخل ہو مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت

اور حکم خفیہ ہے جو تھان اور سب کی بیہات ہو کہ جرح اور تنگی کو دور کر دیا اور وضو سے غسل  
کا معاوضہ کر دیا اور غروضات کو ایک وضو سے ادا کرنا جائز کر دیا تاکہ اگر وہ اس سے جرح  
دور ہو اور جو لوگ کہ خواص اور اہل غریبیت ہیں انکے لیے انکے باطنوں سے بہت کچھ مستطاف  
ہیں کہ انہی اہل کے ساتھ حکم کرتے ہیں اور انکو طریق اعلیٰ کے جانے پر مضطرب کرتے  
ہیں۔ پھر جسوقت کہ نماز میں کھڑا ہوا اور تہجد کو شروع کرنا چاہے تو کہے اللہ اکبر کبراً و  
الحمد لہ کثیراً سبحان اللہ بکرة و صیلاً اور کہے سبحان اللہ و الحمد لہ الکیلا بت  
و سن مرتبہ اور کہے اللہ اکبر و الملک و الملکوت و الجبروت و البکریار و العظمت  
و الجلال و القدرة اللهم لک الحمد انت نور السموات و الارض و لک الحمد انت  
براء السموات و الارض و لک الحمد انت قیوم السموات و الارض و لک الحمد انت  
رب السموات و الارض و من فیہن و من علیہن انت الحق و شک الحق و انت ارحم  
رحمی و رحمتی و انت الحق و البیون حق و محمد علیہ السلام حق اللهم لک اسلمت  
و لک انت و علیک توکلت و لک خاضعت و لک حاکمت خاضعہ فی  
ما قدرت و ما اخرجت و ما اسررت و ما علنت انت المقدم و انت المؤخر لا اله الا  
انت اللهم انت نقول ما ذکرکنا انت خیر من رکنا انت و کیا و مولانا اللهم  
احدنی الحسن الاطلاق لا یمد فی الحسن الا انت و احرف عنی بیہنا لا یمد فی  
عنی سیمنا الا انت اسالک مسئلۃ البایس المسکین و ادعوی دعا را فقیر  
الذلیل فلا تجعلنی بدعا تک رب فقیراً و کن فی ردو فارحماً یا خیر المسؤلین و یا  
اکرم العطشین۔ پھر دو رکعت نماز تحیت الوضو کی پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ  
فاتحہ کے بعد آیت ولواہم از ظلموا انفسہم اور دوسری رکعت میں دس میل



سودا و یطیم نفسہ تم کہتے غفر اللہ بحمد اللہ غفوراً رحیماً اور دو رکعت کے بعد استغفار  
چند مرتبہ پڑھے بعد ازاں نماز دو ہلکی رکعتوں سے شروع کرے چاہے تو ان دونوں  
میں آتہ الکرسی اور آسن الرسول پڑھے اور چاہے سو اُسکے اور کچھ پڑھے  
بعد اُسکے دو رکعت دراز نماز کی ادا کرے اسی طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سے روایت کی گئی کہ آپ اس طرح نماز تہجد پڑھا کرتے پھر دو رکعت دراز نماز کی جو  
پہلے سے چھوٹی ہوں پڑھے اور اسی طرح درجہ بدرجہ اترنا چلا آئے یہاں تک کہ  
بارہ یا آنحضرت نماز پڑھے یا اس پر پڑھا لے اس واسطے کہ اس میں بہت نفعیت  
ہو اور اللہ تعالیٰ دانا ہو

### از تالیف سوان باب قیام شب کی تقسیم میں ہر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو والذین یمنون لوہم سجدوا و قیاماً یعنی اور وہ لوگ کہ  
گزارتے ہیں رات کو واسطے رب اپنے کے سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے اور بعض علما  
نے فلا تعلم نفس ما افضی ہم من قرۃ و عین جزایما کا فوائد یقولون کی تفسیر میں کہا ہے کہ  
عمل اُنکا قیام شب تھا اور بعض علما نے آیت استعینوا بالصبر و الصلوۃ کی تفسیر  
میں کہا ہے کہ صلوۃ سے مراد صلوۃ لیل ہے جو مجاہدہ نفس اور مصارت دشمن برہن  
اور حدیث میں آیا ہے علیکم قیام اللیل فانہ رمضان لکیم یعنی اپنے اور قیام شب  
کو لازم کرو اس واسطے کہ وہ تمھارے رب کو پسندیدہ ہو اور وہ آداب اور قاعدہ  
ہر صاحبین کا جو تم سے پہلے تھے اور گناہوں سے باز رکھنے کا آلہ ہے اور ماحمی  
کا تہا کرے والا ہے اور مکر شیطانی کا دفع کرنے والا اور بین سے دُکھ کا

نکالنے والا ہو۔ اور رضا مبین کی ایک جماعت ایسی تھی کہ وہ ساری رات قیام کرتی تھی یہاں تک کہ چالیس تا مابین سے نقل کی گئی ہو کہ وہ صبح کی نماز عشاء کے وقت سے بڑھ کر تھے انھیں مین سے سید بن سبیب و فضیل بن عیاض اور وہب بن ابوردا اور ابوسلیمان دارانی اور علی بن بکار اور صبیح عجمی اور کنش بن اہنہاں اور ابو حاتم اور محمد بن المنکدر اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ اور ان کے سوا ہیں فضو شیخ ابو طالب مکی نے اپنی کتاب قوت القلوب میں شمار کیا اور ان کے نام اور ان کے نسب لکھے ہیں۔ پھر جو شخص اس سے عاجز ہو تو اسکو ذولث یا ایک ثلث شب تہجد اور استیجاب سے اقل مرتبہ رات کا ایک چٹھا حصہ ہو اور یا یہ ہو کہ پہلے تہائی رات میں سوئے اور تادمی رات قیام کرے اور پچھلا چٹھا حصہ رات کا رہا آئین سووے یا کہ اول نصف شب سوئے اور شب کی ایک تہائی میں قیام کرے اور ایک چٹھا حصہ رات کا جو رہے آئین سوئے۔ اور رات کے آخر میں کہ کہ دو د علیہ السلام نے کہا اسی میرے پروردگار میں چاہتا ہوں کہ تیری عبادت کروں سو میں کس وقت قیام کروں تو اللہ تعالیٰ نے اسکو وحی بھیجی کہ اگر دو دن رات کے اول میں قیام کر اور نہ اس کے آخرین اس واسطے کہ جس شخص نے اس کے اہل میں قیام کیا تو اس کے آخرین سورما اور جو آخرین کھڑا ہوا وہ اول میں رہ گیا ولیکن رات کے وسط میں قیام کرنا کہ تو مجھ کے خلوت رکھے اور میں تیرے ساتھ خلوت رکھوں اور میرے ساتھ اپنی حاجتیں پیش کر اور دو نیند و ن کے درمیان قیام ہو دگر نہ اول شب کے غصہ کرے گا اور نوافل پڑھے پھر جب نیند غالب ہو تو سوئے پھر جب جاگے تو وضو کرے اور اس کے لیے دو قیام ہونگے اور دو نیند ہونگی اور یہ امر اس کے

اس فعل سے جو کرنا ہو گا اور نماز اس وقت نہ پڑھے کہ اسے نیند آرہی ہو جو نماز اگر تلاوت سے اسکو فارغ اور بے فکر کر دے اس وقت کہ وہ سمجھے جو وہ کہتا ہے۔ اور تراۃ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ سختی میں تمام رات آپ کو نہ ڈالو۔ اور چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرض کی گئی کہ خلائی عورت رات کو نماز پڑھتی ہو پھر جب اسے نیند غلبہ کرتی ہے تو وہ ایک رسی میں لٹک جاتی ہے سو جناب رسول اللہ نے اس فعل سے باز رکھا اور فرمایا کہ چاہیے کہ رات کو نسم میں سے جو کوئی نماز پڑھے تو جو قدر کہ آسان اور سہل ہو اور جب اسے نیند غالب ہو تو چاہیے کہ سو رہے۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ اس دین میں بہت شدت اور سختی نہ کھینچو اس واسطے کہ وہ مضبوط ہو اور جو کوئی اس میں سختی کھینچتا ہے تو اسے غائب آتا ہے اور اس کی عبادت کو مبنفوض اپنے نفس کا نہ کر دو و طالب کے لائق یہ بات نہیں ہے اور نہ میں سزاوار ہوں کہ طلوع فجر ہو اور وہ پڑا ہوا ہو مگر یہ کہ ہر آئند رات میں اس کے قیام میں طویل ہو تو اس میں وہ سزاوار ہو تا ہے اس کے علاوہ کہ جب وہ فجر سے پہلے ایک ساعت جاگے سنا اس کے کہ تھوڑا قیام اس کا رات میں ہو تو یہ افضل اس سے ہے کہ قیام طویل کیا اور فجر نکلنے کے بعد تک سوتا رہا پس اگر فجر سے جاگا استغفار اور تسبیح کثرت سے پڑھے اور اس ساعت کو غنیمت سمجھے اور جب کسی رات میں نماز پڑھے تو ہر دو رکعت بعد تھوڑا بیٹھے اور تسبیح اور استغفار کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے کیونکہ اس سے وہ قیام پر رحت اور قوت پائے گا۔ اور ہر آئند بعض مہینے میں کہار تے کہ یہ پہلی نیند ہے سو اگر میں جاگون بعد ازاں دوسری نیند سوؤں تو اللہ تعالیٰ میری آنکھ کو نہ سولائے۔ اور مجھ سے بعض فقرائے اپنے شیخ کی حکایت

کی کہ وہ اپنے یا دون کو رات میں ایک نیند لینے کا اور رات دن میں ایک دفعہ کھانا کھانے کا امر کیا کرتا۔ اور ہر آئینہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ رات کو اٹھا کر اسی قدر چو کہ جتنے میں بکری کا دودھ دو ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ مقدار چار رکعت اور دو رکعت کے برابر ہے۔ اور بعضوں نے اس آیت کی تفسیر میں توئی الملک من تشاء وتبخرع الملک ممن تشاء کہا کہ مرد ملک سے قیام لیلیٰ ہوا اور اور جو شخص کسل اور فتور غریبت کے سبب یا استحقار کے باعث قیام شب سے محروم رہا اس واسطے کہ اسکو شمار اور اعتداد میں کم رکھا یا اپنے حال پر خیر نیت اور مفتون ہوا تو سزاوار ہے کہ اسیر گریہ کی جائے اس واسطے کہ حقیقت میں خیر و برکت کا ایک بڑا راستہ اس سے قطع کیا گیا اور کبھی ارباب احوال سے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ مقام قرب اسکا مادے ہو اور ایسی چیز پاتا ہے فراموشی سے کہ داعیہ شوق میں موجب فتور ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ قیام شب ایک وقت مقام شوق میں ہے اور اسی میں بہت لوگ مدعو ہیں سے مخاطب میں پڑتے ہیں اور ہلاک ہوتے ہیں اور جسکے لیے یہ امر جو تو اسکو چاہیے کہ اس بات کو جانے کہ ہمیشہ کے لیے اس حالت شوق کا رہنا مستغذ ہے اور آدمی کو قصور اور پس ماندگی اور شبہ پیش آتا ہے اور حال آنکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے بڑھ کر کوئی حالت نہیں ہے کہ آپ نے قیام شب سے کبھی بے پروائی نہیں کی اور آپ کفر سے رہے یہاں تک کہ آپ کے دونوں ہاتھوں دم کرتے اور اس مسئلہ میں بعضے محبت کرنے والے کہتے ہیں کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل بحکم تشریع کیا ہے یعنی جس طرح مویشی کو پانی کے گھات پر لاسنے

اور پلاستے ہیں اسی طرح آپ بھی نفس کو عبادت کے بعد واپس لائے تھے تو ہم کہتے ہیں کہ ہمیں کیا ہوا جو اور ہمارا کیا حال ہو جو ہم اسکی تشریح اور مسئلے کا اتباع اور تقلید نہ کریں اور یہ ایک بہت باریک بات ہو پس اب نئے معلوم ہو گا کہ ترک قیام میں فضیلت کا دیکھنا اور حضرت قرب میں جگہ پانے کا دعویٰ کرنا اور سونے اور جاگنے کو اپنے اوپر برابر کر دینا املا اور املا سے حالی سے ہو اور بندہ کا مقید ہونا حال سے ہو اور بندہ میں حال کے واسطے نفس کا حاکم گرد آنا اور حال کی طرف سے حکم کا لے جانا اور اصحاب قوت میں حال حکم نہیں کرتا اور حال کو اعمال کی صورتوں میں گھملاتے ہیں اس صورت میں وہ لوگ حال میں تصرف کرنے والے ہیں نہ یہ کہ حال انہیں تصرف کرنے والا ہوا اور بندہ کہ یہ امر جان لینا چاہیے۔ اس واسطے کہ ہم نے صحیح لوگوں سے جو کہ کچھ علت نہ رکھتے تھے بعض کو دیکھا ہو جو اس میں رہے ہیں بعد ازان ہم کو بتائید آئی منکشف ہوا کہ یہ امر قوت اور تصور ہو۔ ایک شخص نے حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابوسعید میں تندرست رات بسر کرتا ہوں اور قیام شب کو دوست رکھتا ہوں اور وضو کے لیے پانی کو اپنے پاس رکھتا ہوں پھر کیا حال ہو کہ میں قیام شب نہیں کرتا آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہوں نے تجھے قید کر رکھا ہو تو چاہیے کہ بندہ اپنے دن میں ان گناہوں سے بچے جو رات کو قید اسے کرتے ہیں۔ اور توری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں سات مہینے ایک گناہ کے سبب جو میں نے کیا تھا قیام شب سے محروم رہا اُسے سوال کیا گیا کہ وہ کیا گناہ تھا کہا میں نے ایک شخص کو روزا ہوا دیکھا تو اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص ریاکار ہو۔ اور

بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ مین کہ زمین دبرہ برگذرا اور وہ اس وقت رو رہا تھا میں نے کہا  
کہ تیرا کیا حال ہے آیا تیرے کسی شخص کے کہنے قبیلہ سے خبر ذات آئی ہے تو اس نے کہا کہ اس  
بھی سخت تر ہے میں نے کہا کوئی درد ہے جو اہم ہو چکا ہے کہ اس سے بھی سخت ہے پھر پوچھا  
میں نے کہ وہ کیا ہے کہا کہ میرا دروازہ بند ہے اور پردہ میرا لٹکا ہوا ہے اور میں نے اپنا  
ایک رشت کا وظیفہ نہیں پڑھا اور یہ نہیں ہے مگر کسی ایک گناہ کے سبب سے جسکو  
میں نے کیا ہے۔ اور علماء بعضوں نے کہا ہے کہ اختلام ایک عذاب گناہ کا ہے اور  
یہ صحیح ہے اس واسطے کہ مرد بیدار کلمات اپنے حسن تحفظ سے اور اپنے حال کے علم سے پہلی  
قدرت اور اختیار رکھتا ہے کہ اختلام کا سد باب کرے اور اختلام نہیں راہ پاتا اگر اس  
شخص کی طرف جو اپنے حال سے ناواقف اور جاہل ہو یا اپنے علم وقت اور ادب حال کو  
اسے پہل چھوڑا ہو اور جب اس حسن تحفظ اور رعایت اور ادب حال کا قیام کامل ہو اور  
تو کبھی اس کے گناہ سے جو موجب اختلام ہو مکیہ پر سر رکھتا ہے جب کہ وہ مکیہ چھوڑنے میں  
صاحب غریبہ ہو۔ اور جو شخص کہ یہ گناہ اسکا نہ ہو اور اس کے لیے یہ نیت ہو کہ قیام پر اسکو  
مرد ہو بچے وہ کبھی سونے کے لیے تیار ہی کرتا ہے اور مکیہ پر سر رکھتا ہے۔ اور یہ کبھی بعض  
مردوں کی نسبت گناہ ہوتا ہے پس ہر گاہ کہ یہ مقدار صلاحیت اسکی رکھتی ہے کہ وہ  
ایک گناہ ہے جو اختلام کی کشش کرتا ہے تو اس پر قیاس احوال گناہوں کا کہ وہ مخصوص  
انگے ارباب سے ہیں اور انکو اصحاب انکے پہچانتے ہیں۔ اور جب کہ وہ عالم صاحب  
نیت ہو جو مدخل اور مخرج کو جانتا اور پہچانتا ہے تو وہ اور عرق و قسام کے فرق و  
مدارات کے ساتھ مثل بستر مجامعت اور مکیہ زنی کے رعایت کیا جاتا ہے اور اختلام  
وغیرہ اپنے فعل پر موازنہ اور مغرب نہیں کیا جاتا۔ اور بہت سے سونے والے ہیں

جو قیام شہاد کرنے والے پر سبقت لیجائے ہیں اس سبب سے کہ انکو علم دوزخ اور نیت  
 اسکی نیک ہی اور حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ سوتا ہے تو شیطان اُسکے سر پر تین گرہ  
 لگا دیتا ہے پس اگر وہ اُٹھ بیٹھا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا تو اسکی ایک گرہ کُل جاتی ہے اور  
 اگر اُس نے وضو کیا تو دوسری گرہ کُل جاتی ہے اور اگر درگفت نماز پڑھی تو سب گرہیں  
 اٹھا جاتی ہیں اور وہ صبح کو خوش دل پائی نفس اُتھا ہے ورنہ کامل اور آلودہ نفس صبح کرتا کہ  
 اور دوسری حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص سوتا رہے تو شیطان اُسکے کان میں بول  
 کرتا ہے اور جو چیزیں کہ قیام شہاد کی غفلت ہوتی ہیں وہ کثرت اہتمام امور دنیا اور  
 کثرت اشتغال دنیوی اور غنا و جوارح کا ماندہ ہونا اور کھانے سے ہٹلا اور بچیت  
 اور بیہودہ کلام اور شور و غل کی کثرت اور خواب چاشت کا چھوڑ دینا ہے اور صاحب  
 توفیق وہ شخص ہے کہ اپنے وقت کو غنیمت سمجھے اور پناہ دے دوزخی دے کو جانے اور  
 زود گذشت نہ کرے کہ وہ خود مہل ہو جائے

### انچاسواں باب جن کے استقبال اور اس میں دل و عمل کے بیان میں ہے

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا کہ نماز کو دن کے دونوں طرف بن قائم رکھو یعنی  
 نے اسپر جماع اور اتفاق کیا ہے کہ احد اطرفین سے خبر مراد ہے اور نماز فجر کا حکم دیا ہے اور  
 دوسری طرف میں انھوں نے اختلاف کیا ہے ایک قوم نے کہا کہ مراد اس سے مغرب ہے  
 اور دوسری قوم نے کہا نماز عشا ہے اور ایک قوم کا قول ہے کہ نماز فجر و ظہر ایک طرف ہے  
 اور نماز عصر و مغرب ایک طرف ہے اور زلفا من الیل نماز عشا ہے بعد از ان اللہ تعالیٰ  
 نے نماز کی بڑی برکت اور اُسکے فائدہ اور غرہ سے خبر دی ہے اور فرمایا کہ نیکیاں

اسی دن کو لیجانی آورد کر کرتی ہیں یعنی پانچویں وقت کی نماز میں کھانا ہوں کو دو رکعتی ہیں  
 اور روایت ہے کہ ابو البشر کعب بن عمرو الصارین کجور ہیں بیجا کرتے تھے سو ایک عورت  
 انکی جو کجور بن خرید اچا ہتی تھی سو اس سے کہا کہ یہ کجور بن اچھی نہیں ہیں اور اس سے  
 اچھی تیرے گھر میں ہیں کیاتھے انکی خواہش ہے عورت نے کہا کہ ہاں سودہ اُن سے پہلے  
 گھر سے گئے اور اُس سے لپٹ گئے اور اسکی چوہا پاٹ کی عورت نے اُسے کہا کہ خدا سے  
 ڈرتو اُسے چھوڑ دیا اور پشیمان ہوئے اُسکے بعد وہ نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور  
 کہا یا رسول اللہ کیا آپ فرماتے ہیں اس شخص کے حق میں جسے غیر عورت سے بُری  
 خواہش کی اور جو کہ عورتوں کے ساتھ مرد کرتے ہیں اُنہیں سے کوئی بات باقی نہ رہی  
 بلکہ اُسکا ارتکاب کیا جیسا کہ اُس سے عجاوبت نہیں کی عمر بن خطاب نے کہا  
 ہر آئندہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اوپر پردہ کیا اگر کوئی اپنے نفس پر پردہ کیا اور عورت ہوں  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کچھ جواب نہ دیا اور فرمایا میرے پروردگار کے حکم کا منتظر  
 رہو اور عصر کی نماز کا وقت آگیا اور حضرت نبی علیہ السلام نے عصر کی نماز پڑھی  
 پھر جبکہ آپ فارغ ہوئے تو جبریل علیہ السلام بہ آیت لاکے اُقم الصلوۃ صریحاً اُستأمر  
 اُستأمر اللیل ان کلمات یاد میں آستیاں حضرت نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کمان چڑھ  
 ابو البشر سے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ تو ہمارے ساتھ اس نماز  
 میں موجود تھا عرض کی کہ مان حاضر تھا آپ نے فرمایا جاؤ کہ یہ نماز کفارہ اس عمل کی ہے جو  
 تو نے کیا تھا حضرت عمرؓ نے کہا یہ خاص حکم اُسکے لیے ہے یا ہمارے لیے عام حکم ہے تو آپ نے  
 فرمایا بلکہ عام حکم کے لیے ہے ہر مسندہ فجر کی نماز کے واسطے پوری طہارت کر کے صبح نکلنے  
 سے پہلے تیار ہووے اور فجر کا تہجد بخیر نجات سے استقبال کرے جیسا کہ ہم نے



اول شہدائین ذکر کیا ہے کہ ان اذان دے اگر مومن کی رجا بہت نہ کی ہو اس کے بعد  
دو رکعت نحر کی اور اگر سے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون اودھو عنکم  
رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھے اور جو چاہے تو پہلی میں قولوا آمنا باللہ واما انزل  
الآیہ سورہ بقرہ کی اور دوسری میں ربنا آتنا ما ازلت واربنا الرسول پڑھے بعد ازاں  
استغفار اور تسبیح پڑھے جس قدر تعداد میں آئے اسان معلوم ہوا اور اگر اس کلمہ  
استغفر اللہ ثلاثی سبحان اللہ چوبیس پر اقتدار کرے تو اس کا مقصد تسبیح اور  
استغفار کا حاصل ہو گیا اس کے بعد کہے اللہ صلی علی محمد وعلی آل محمد وسلم سالک  
رحمتہ من عندی تہدی بہا قلبی وجمع بہا قلبی وجمع بہا قلبی وجمع بہا قلبی وجمع بہا  
دینی وخط بہا غائبی وجمع بہا قلبی وجمع بہا قلبی وجمع بہا قلبی وجمع بہا قلبی وجمع بہا  
رشدی وجمع بہا قلبی وجمع بہا قلبی وجمع بہا قلبی وجمع بہا قلبی وجمع بہا قلبی وجمع بہا  
بہا غرق کر اشک فی الذیاء والافرة اللہ انی سالک اغفر عذبتہا ونازل اللہ  
وعلیش احمد وانشور علی الامور ورافعہ الانبیاء اللہ انی انزل یک حاجتی وانصر  
رالی وخصمتی علی وافتقرت الی رحمتک وسالک یا فاضلی الامور انشیانی بصدر  
کما تحبیرین کجور ان تحیرنی من عذاب السعیرین دعوۃ البتور من قسۃ البتور  
اللہ یا قمر عذری وخصمتی فیہ علی وجمع بہا قلبی وجمع بہا قلبی وجمع بہا قلبی وجمع بہا  
او خیر انت عطیہ احد من خلقک فانما ارب الیک فیہ وسالک یا وارث الیک  
اللہ ارحمنا ما دین مدین فیہ خالین ولا ظلمین خرابا لا فکدک وکلا لا ولایاک  
حبیبک الناس وکفادی بندہ اذک من خلقک اللہ یا قمر عذری وخصمتی  
منی وکفادی بندہ اذک من خلقک اللہ یا قمر عذری وخصمتی منی وکفادی بندہ اذک من خلقک

و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ اعظم ذی الجلال و الاکرام اللہ علیہ السلام الّا من یوم الخلیل  
 و کتبہ یوم الخلیل و مع الفریقین اللہ و دار السجود و المؤمنین اللہ و انما یکم و دود  
 و انک یفعل ما یرید سبحان من یفعل ما یرید قال سبحان من لا یسجد و لکن یرید سبحان من لا  
 لا یفعل الا ما یرید سبحان ذی الفضل و العظم سبحان ذی الجود و الکرم سبحان الذی  
 احسن کل شیء علیہ السلام جعل لی نوراً فی قبری و نوراً فی سمعی و نوراً فی بصری  
 و نوراً فی شمعی و نوراً فی بشری نوراً فی فمی و نوراً فی عظامی و نوراً فی من بین  
 یدئ و نوراً فی طغی و نوراً عن یمینی و نوراً عن شمالی و نوراً من فی و نوراً من  
 اللہ و ذی نوراً و اوحطنی نوراً و جعل لی نوراً - اور اس دعا میں بڑا اثر ہے اور میں نے  
 کسی کو نہیں دیکھا جس کا یہ رفیعہ ہو مگر یہ کہ اُس کے پاس خیر ظاہر اور برکت ہو اور وہ  
 صادقین سے ہو جو بعض نے بعض کو اُس کے خطا اور مخالفت کے لیے کی جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ اُسے نماز فجر کے فرض پہنچنے کے دیکھ کر چاکرے تھے  
 پھر مسجد میں جماعت کی نماز کا قصد فرماتے اور گھر سے باہر نکلنے کے وقت کہتے و قل رب  
 اوحطنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق و جعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً اور اس  
 میں کہتے اللہ الیٰ ہا الیک بحق اسمائیک و بحق ممشائی نداء الیک لم اخرج اشرار  
 و بطر اولایاؤ ولا سمعہ خیرت اتقار و تحاک و تبنا و مضاک ہا الیک ان تقد لی من  
 النار و ان تعزلی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت - یہ وسیعہ قدری نے روایت کی ہے کہ  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس کو پڑھے جبکہ وہ نماز کے  
 لیے باہر نکلے اللہ شتر شتر فرشتے اس پر تعینات کرتا ہے کہ وہ اُس کے لیے استغفار کرتے  
 رہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے وجہ کریم کے ساتھ اس کا قبائل کرتا ہے یہاں تک کہ وہ رخص نماز کو

اور جب مسجد میں داخل ہو یا نماز کے لیے سجادہ پڑھو تو کہے بسم اللہ و الحمد للہ و الصلوة  
 و السلام علی رسول اللہ اللہم اغفر لی ذنوبی و ارحم لی ابواب رحمتک اور وہاں یا انون  
 دخول کے وقت اور یا یان یا انون مسجد یا سجادہ سے باہر نکلتے وقت کہے کہ صوفی کا  
 سجادہ بمنزلہ گمراہ مسجد کے جو ہر صبح کی نماز جماعت کے پڑھے اور جب سلام  
 پھیرے تو کہے لا الہ الا انت وحدہ لا شریک لہ الملک ولد محمد نبی و وصی و جی لا یوم  
 بیدہ و اخیر و ہو علی کل شیء قدیر لا الہ الا انت وحدہ صدق وعدہ و نضر عبدہ و اعز عبدہ  
 و عزم الا خراب وحدہ لا الہ الا انت اہل البعۃ و الفضل و القنا و احسن لا الہ الا انت و  
 لا نعید الا یا ایاہ تجلیمین لا الذین و لو کرہ و لکا فردن۔ اور یہ پڑھے ہو اللہ اللہ لا الہ  
 الا ہو الرحمن الرحیم متناؤں سے ہم آفرینک جو جب اس سے فارغ ہو تو کہے اللہم  
 صل علی محمد عبدک و نبیک و رسولک الہی الامتی و علی آل محمد صلوة تکون لک رضاً  
 و کفۃ اداء و اعطہ الوسیلۃ و المقام المحمود اللہم و علی جوارہ غنائم ہوا و ہوا و ہوا  
 علی اہل جائزیت نبیا عن امہ و صل علی جمیع اخوانہ من بنین و عید یقین و شہداء  
 و اصحابین اللہم صل علی محمد فی الاولین و صل علی محمد فی الاخرین و صل علی محمد الی یوم  
 الدین اللہم صل علی روح محمد فی الارواح و صل علی جسد محمد فی الاجساد و صل شرافت  
 صلاتک و نورانی برکاتک و افضل درجتک و تجتیک و مہربانک علی محمد عبدک و نبیک  
 و رسولک اللہم انت اسلام و منک اسلام و الیک یعود اسلام فینما ربنا بالسلام و  
 ارحمنا دار السلام تبارکت یا ذوالجلالی و الاکرام اللہم الی صحت لا استعجیل دفع ما کرہ  
 و لا ملک نفع ما رزق و صبح الا مزید فیری و صحت مرئنا علی فقیرا فقر منی و اللہم  
 ارحمت لی عدوی و لا تسول صدیقی و لا تجعل مصیبتی فی دینی و لا تجعل الدنیا لی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْاَئِمَّةِ مِنْ اَئِمَّةِ الْاِسْلَامِ صَلِّ عَلَى اَبِي عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ  
 بِخَيْرِكَ وَرِضْوَانِكَ وَارْزُقْنِي فِيهِ حَسَنَةً تَقْبَلُهَا مِنْهُ وَتَرْكُمَا وَتُغْنِيَانِي عَنْ سَائِرِ  
 مَا عَمِلْتُ اَللّٰهُمَّ غُفُورٌ رَحِيمٌ وَدُودٌ حَسْبُكَ يَا اَدِبا لَاسْلَامٍ وَبِحَمْدِ صَلَّيْ السَّادَةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
 بَيْنَنَا اَللّٰهُمَّ اسَاكِبْ نَصْرَكَ الْيَوْمَ وَغَيْرَ يَوْمٍ وَاعْزُذْ بِكَ مِنْ ضَرَرِهِ وَشَرِّ مَا يَدْعُو عِزَّكَ  
 مِنْ شَرِّ خَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ بَغَائَةِ الْأَسَاقِدِ وَالْخَائِفَاتِ الْأَفْعَادِ وَمِنْ شَرِّ  
 كُلِّ طَارِقٍ يَطْرُقُ الْأَطَارِقَ يَطْرُقُ بِكَ تَجَرُّبًا رَحْمَنُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحْمَتُهُمَا  
 وَاعْزُذْ بِكَ اِنْ اَذَلَّ اَوْ اَذَلَّ اَوْ اَضَلَّ اَوْ اَضَلَّ اَوْ اَعْلَمَ اَوْ اَعْلَمَ اَوْ اَجَلَّ اَوْ اَجَلَّ  
 عَلَيْهِ غَرَجَاكَ وَجَلَّ تَنَاوُكَ وَتَقَدَّسَتْ اَسْمَاؤُكَ وَتَحَنَّنَتْ لِعِبَادِكَ اَعْزُذْ بِكَ  
 مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي الْأَفْصَاحِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا اَعْزُذْ بِكَ  
 مِنْ عَذَابِ الْأَحْصَى وَشِدَّةِ الطَّلَعِ وَشِدَّةِ الْقَصَبِ وَسِنَّةِ الْعَقْلَةِ وَتَعَاظِي الْكَلَفَةِ  
 اَللّٰهُمَّ اِلَى اَعْزُذْ بِكَ مِنْ مَبَايَا الْكُفَرِ وَمِنْ اَلْاَزْدَادِ اَعْلَى الْمُتَقَبِّلِينَ وَانْ أَنْصُرْ  
 ظَالِمًا اَوْ اُخْذْ لِمُظْلَمٍ اَوْ اَنْ اَقُولَ فِي الْعِلْمِ بغيرِ عِلْمٍ اَوْ اَعْمَلُ فِي الدِّينِ بغيرِ  
 نِيَّةٍ اَعْزُذْ بِكَ اِنْ اَشْرَكَ بِكَ اَنَا اَعْلَمُ وَاسْتَفْهَرْتُ لِمَا اَعْلَمُ اَعْزُذْ بِكَ  
 مِنْ عَقَابِكَ اَعْزُذْ بِكَ مِنْ سَخَطِكَ اَعْزُذْ بِكَ مِنْ سَخَطِكَ لَا اَحْصِي تَنَاوُكَ  
 عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا تَمَيَّنْتَ عَلَى نَفْسِكَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّي لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِي  
 وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلَى جِدِّكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَفْعَتُ اَعْزُذْ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا  
 صَنَعْتَ اَبُو لَكَ تَبَتُّكَ عَلَى وَابٍ اَبُو يَدِي نَا عَفْرِي فَاَنْ لَا يَغْفِرَ لَكَ لَوْ  
 اَلَا اَنْتَ اَللّٰهُمَّ اَجَلْ اَوَّلُ بَرٍّ سَابِقٍ اَصْلًا وَآخِرُهُ سَابِقًا وَوَسْطُهُ فَلَاحًا اَللّٰهُمَّ  
 اَجَلْ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَوَسْطُهُ نِعْمَةٌ وَآخِرُهُ كَرَمَةٌ اَصْحَبْنَا اِذَا صَبَحَ الْمَلَكُ بَشَرًا وَابْعَثْنَا

والکبر یا رتد و اکبروت و سلطان تہد و اللیل ذالنبار و یاسکن فیہا  
 تہد الموالید القمار مجتہا علی قطرۃ الاسلام و کلمۃ الاخلاص و علی و بن  
 نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم و ملکہ ابینا ابرہیم خلیفہ سلیمان و ماکان من الشجرین  
 اللہم و انسا لک بان لک الحمد لا الہ الا انت احسان الثمان بدیع السموات  
 و الارض ذوالجلال و الاکرام انت الاحد الصمد الذی لم یلد و لم یولد و  
 لم یکن لہ کفواء احد یا حمی یا قیوم یا خنی جن یا خنی فی دعوتک و بقائے یا سنی محی الموتی  
 یا حی یمیت الایام و دار الشی و الارض و السموات اللہم انی اسألك باسمک  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم و باسمائک اللہ لا الہ الا هو انت القیوم  
 لا تاخذہ سنۃ لا نوم اللہم انی اسألك باسمک الاعظم الاجل و الاعز الاکرام  
 الکریم اذا رخصت بہ ارحمت و اذا سکت بہ اعلیت یا نور انور یا مدبر  
 الاشیاء یا عالم ہائے الصمد و ریا سمیع یا قریب یا مجیب اللہ عاوی یا لطیف الما  
 یشرار یا رؤف یا رحیم یا کبیر یا عظیم یا اللہ یا رحمن یا ذوالجلال و الاکرام  
 اللہم لا الہ الا هو انی القیوم و عننت الوجوہ للحمی القیوم و یا الہی و الہ  
 کل شیء الہا و احد لا الہ الا انت اللہم انی اسألك باسمک یا اللہ اللہ  
 اللہ اللہ اللہ الذی لا الہ الا ہو رب العرش العظیم فتالی و الملک  
 الحق لا الہ الا ہو رب العرش الکریم انت الاول و الآخر و الظاہر  
 و الباطن و معت کل شیء رحمۃ و علما لیس فی حق عسک آراکم ان یا واحد  
 یا قہار یا عزیز یا جبار یا احد یا صمد یا دود یا غفور ہو اللہ اللہ لا الہ  
 الا ہو عالم الغیب و الشہادۃ ہو الرحمن الرحیم لا الہ الا انت سبحانک



منہ عبدک و ذیاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اسماک ما خفیت لی من امر ان جعل  
 عاقبتہ رشد ابرحمتک یا ارحم الراحمین یا حی یا قیوم برحمتک استغیث لا یفلح  
 الی نفسی و حقہ عین و صلح لی شمالی کلہ یا فور السموات و الارض یا جمالی السموات  
 و الارض یا عباد السموات و الارض یا بدیع السموات و الارض یا ذا الجلال و الاکرام  
 یا مہرک المستعصرین یا غوث المستعینین یا ذی قریب الراحمین یا مہرک عن المکر وین دہرک  
 عن النجومین و نجیب دعوتہ المفسطین و کاشف اسوداد رحم الراحمین و الہ العالمین  
 منورہ لبک کل حاجہ یا ارحم الراحمین اللہم استر عورائی وین ردعانی و قلنی عزیزی  
 اللہم خلنی من بین یدئ و من خلفی و من یمنی و من شمالی و من فونی و اعدو ذیاب  
 ان اخیال من حق اللہم شہوتہ فونی رضاک تصفی و قدر الی بحیرہ شہوتی و ارجل  
 الاسلام منی رضائی اللہم الی یضعف قونی اللہم الی ذیل فاعزنی اللہم الی فقیر  
 فاعزنی برحمتک یا ارحم الراحمین اللہم انت تعلم سیری و علامتی فاجعل سدرتی و اللہم  
 حاجتی فاعزنی سوائی و تعلم باقی نفسی فاعزنی ذلوالی اللہم الی اسالک الیما یا بار  
 قلبی و یقینا صا و فاحتی علم الیہ من یسبب الی لا ما کتبت لی و ارضا ما کتبت لی یا ذا الجلال  
 و الاکرام یا ارحم الراحمین و یا ارحم الراحمین و قبل عترۃ انصار من ارحم عبدک  
 ذوالعظما العظیم و المسلمین کلہم جمیع و جلالتہ الا حیارہ و زوقین اللہ من ان شئت  
 علیہم من ان یسبب و ان یسبب و ان یسبب و ان یسبب و ان یسبب و ان یسبب و ان یسبب و ان یسبب  
 اللہم کفایت ربیع اللہ و سنائی الروح من امرک علی من انشأ من عبادک فاعز  
 اللہم و قابل التوب شدید العقاب ذوالعزول لا الہ الا انت و الیک العصیر یا من  
 لا یشغلک شان عن شان و لا یغفلک من عن سمع و لا یشتتہ علیہ الا صوات و یا من لا



تلقطہ المسائل ولا تختلف عليه اللغات وبإسن لا يترجم بالحنج المسلمين اذ قتي بركة عنك  
 وطلاوة رحمتك اللهم اني اسالك قلبا سليما ولسانا صادقا وعملا مقبلا اسالك  
 من خير ما تعلم واعوذ بك من شر ما تعلم واستغفر لك لما تعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب  
 اللهم اني اسالك ايما نالا تتردد نعيمنا لا ننفقه وقرّة عين الابد وحرارة غيبك محمد واسالك  
 حبك وحب من احبك وحب عمل يقرب الى حبك اللهم بعلبك وقد تركت على  
 خلقك احبني ما كانت الحجة خيرا لي وتوفني ما كانت الوفاة خيرا لي اسالك خشيتك  
 في الغيب والشهادة وكلمة العدل في القضاء والنقض والعقد في الغنى والفقر  
 لذة النظر الى وجهك والشوق الى لقاءك واعوذ بك من ضرر اسفرتة وفقمة فضلت  
 اللهم اقم من خشيتك ما تحول بيني وبين معصيتك ومن طاعتك ما يدر علي فبكتك  
 ومن يعطين ما تهون به علينا مصائب الدنيا اللهم ارزقنا من خوف الوعيد وحرور  
 رجاء الموعود حتى نجده لذة ما نطلب وخوف ما نستهزئ به اللهم ايسر وجوبنا منك  
 ايسر واطار قلوبنا بك فرحا وامن في نفوسنا من غممتك عناية وذل جوارحنا  
 لخدمتك ورجلك احب اليها ما سواك واجعلنا اخشى لك من سواك اسالك  
 تمام نعمته تمام القسوة ودوام الخافية بدوام العصمة واداء النجاسة بحسن العبادرة  
 اللهم اني اسالك بركة اليقظة وخير اليقظة واعوذ بك من شر اليقظة وشر النعاس وشر النعاس  
 خير ما بيننا وبين حيوة السعداء حياة من غلب بقاؤه وتوفني وفاة الشهداء ووفاة  
 من غلب نهاره يا خير الرازقين وامن التوابين وحكم الحاكمين وارحم الراحمين و  
 رب العالمين اللهم صل على محمد وآل محمد وارحمهم ما طقت واغفر  
 ما قدرت وحب ما زرقت وتمم ما نعمت وقبل ما استعنت واخط ما استغفرت



اولاً انتہا ماسترت فانه لا اله الا انت استغفرک من کل لذة بغیر ذکرک ومن کل راحة  
 بغیر خدمتک ومن کل سرور بغیر قربتک ومن کل فرح بغیر محبتک ومن کل شغل  
 بغیر محبتک اللهم انی استغفرک من کل ذنب ثبت الیک منه ثم عدت فیه اللهم انی  
 استغفرک من کل عقد عقدته ثم لم اف به اللهم انی استغفرک من کل بئس افعیت بها علی قوت  
 بها علی عصیتک اللهم انی استغفرک من کل عمل عملته لک فخالطه ما لیس لک اللهم انی  
 اسألك ان تصلي علی محمد وعلی آل محمد واسألك جوامع الخیر ووافقه وخوانته وادعوزک  
 من جوامع الشر ووافقه وخوانته اللهم غفرنا وغفرنا عما یستنداد غفرنا لیا ما <sup>عظمت</sup>  
 یا حافظ الساطین ویا ذاکر الذکرین ویا شاکر الشاکرین بذکرک ذکرنا وفضلک شکرنا  
 ویا غیاث ویا غیث یستغاث یا غیاث المستغیثین لا تکلنی الی نفسی طرفة عین  
 فاما لک ولا الی احد من خلقک فاصنع کلاً فی کلاً الی کلالة الولید ولا تخل عنی وتولنی بما تنو  
 به عبادک ویا صاحبین انا عبدک وابن عبدک انا صیتی بیدک جازنی حکمک عدل فی  
 قضائک نافذ فی مشیتک ان تغیب فاهل ذلک انا وان ترحم فاهل ذلک انت  
 فافعل اللهم یا مولای یا اسی یا رب یا رب یا رب یا رب یا رب یا رب یا رب یا رب  
 اهل اهل التقوی واهل المغفرة یا من لا تغفر الذنوب ولا تقصه المغفرة سب الذنوب  
 یا لا یشرک و اعطنی ما لا یقصک ربنا افرغ علینا صبراً و قوتنا سلیمین قوتنی مسلماً  
 و یحیی یا صاحبین انت ولینا فاعف لنا و ارحمنا و ارف غیر الغافرین ربنا اعلیک  
 توکلنا و اعلیک ایتنا و اعلیک اصیر ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اصرافنا فی افرنا و ثبت  
 اقدارنا و اصرافنا علی القوم الکافرین ربنا اتنا من لدک رحمة و یحیی لنا من افرنا  
 و اصرافنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار الا انهم صلی علی محمد

و علی آل محمد و از رزقنا انون علی اطاعت و رعیتہ من المعیتہ و از فرغ السیر فی البیت  
 و از یاد ارشاد فی البیت و اسألك حسن الخاتمة و اسألك البقین و حسن المعرفۃ  
 بک و اسألك المحیۃ و حسن التوکل علیک و اسألك الوفاء و حسن الثقتۃ بک  
 اسألك حسن التقلب الیک اللهم صل علی محمد و علی آل محمد و صلح امتہ محمد اللهم ارحم  
 محمد اللهم فرج عن امتہ محمد فرجا عاجلا یغفر لنا و لأخواننا الذین بسبقنا بالایمان و لا یجعل  
 فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤوف رحیم اللهم اغفر لی و لأولدی و لمن توالد الدار  
 ہمار ربانی من غیر و اغفر لأعمامنا و عمتنا و اخواننا و خالاتنا و ازواجنا و ذریاتنا و  
 بجمیع المؤمنین و المؤمنات و المسلمین و المسلمات الایام و منہم و الاموات یا  
 ارحم الراحمین و یا خیر الغافرین - اور ہر گاہ کہ دعا مغرب عبادت ہو تو یہی ہو کہو اچھا  
 معلوم ہو کہ آسمین سے بہتر حصہ پورا کھدین کہ جسکی برکت کی ہمیں امید ہو اور یہ دعا  
 ہمیں جبکو شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب قلوب میں چھپاتا اور نکالا ہے اور اسکی  
 نقل پر پورا اعتماد ہے اور آسمین برکت ہو تو چاہیے کہ ان دعاؤں کے ساتھ دعا مانگے  
 اکیلا ہو یا جماعت میں امام ہو یا مقتدی اور آسمین سے جس قدر چاہے مختصر کرے

پچاسواں باب عمل کے ذکر میں جو تمام نیتوں اور تقسیم اوقات میں ہے

از تجلہ یہ کہ کسی جگہ اپنے اوپر لازم کرے سبحان قبلہ رو ہو کہ نماز پڑھے الایہ کہ تعقل  
 اپنا اسلئے گوشہ کی طرف دین اپنے کے لیے اسلم اور محفوظ تر دیکھے تاکہ بات کرنے  
 اور کسی شے کی طرف متوجہ ہونے کا محتاج نہ ہو اسلئے کہ خاموشی اسوقت میں نہ  
 ترک کلام کا ایک فرض ہے ہر جگہ کہ اہل معاملہ اور اباب قلوب ہو کہو جاتے ہیں

اور پیغمبر علیہ السلام خلق کو اپنے عمل کی طرف بلا تے تھے پھر سورۃ فاتحہ اور اول  
سورۃ البقرہ انفلکون تک اور دوا تین و الہکم اللہ واحد اور آیت الکرسی اور دوا تین کے  
بعد کی اور آیت الہدٰی اور آیت اُس سے پہلے کی اور شہد اللہ اور قل اللہم مالک ملک  
آوران یکم اللہ الذی خلق السموات والارض کو الحمد تین تک اور تقدیر کلمہ رسول  
آخر تک اور قل ادعوا اللہ دوات اور آخر سورۃ الکہف کو ان الذین آمنوا و  
ذوالنون از دہب مناصبتا سے تا خیر الوارثین اور دوا بیت فیضان اللہ صین  
تسویں و صین تصحون اور سبحان ربک رب العزت تا آخر سورۃ و اوصاف اب اور  
لقد صدق اللہ اور اول سورۃ الحمد یہ تا بندات اللہ اور آخر سورۃ الحمد لو انزلنا  
کو پڑھے بعد از ان تینیس بار سبحان اللہ اور تینیس بار الحمد اللہ اور تینیس بار الحمد اکبر  
اور اسی سیکڑہ کو پورا لا الہ الا اللہ واحد لا شریک لہ سے کہ جب اس سے فارغ  
ہو قرآن کی تلاوت حفظ یا کلام اللہ سے کرے یا اور ذکر سے اشتغال کرے اور برابر  
اسی طرح بلا فتور اور قصور اور غرور دلی سے کیا کرے اس واسطے کہ سونا اس وقت  
قطعا کر دہ ہو پس اگر نیند غالب ہو تو چاہیے کہ مصلیٰ پر قیام قبلہ کرے اور  
قیام سے نیند نہ جائے تو چند قدم قبلہ کی طرف چلے اور اسی طرح اُسے قیام  
پچھے پٹے اور پشت قبلہ کی طرف نہ کرے اس واسطے کہ دوام استقبال قبلہ اور ترک  
کلام و خواب اور دوام ذکر میں اس وقت کے بڑا اثر اور برکت برسی ہو جسکو ہم نے  
احمد شدہ کہ پایا اور ہم اسی وصیت طالبین کو کرتے ہیں اور ہر کس کا اثر اس شخص کے  
حق میں جو ذکر کرے درمیان قلب اور زبان سے جمیع کلمات جو اکثر اور غلظت اور یہ  
وقت اول نماز اور دن رات کا تمام جو چاہے اسکا دل اس رعایت سے

مستحکم ہو جائیگا تو اسکی جڑ بنیاد مضبوط ہوگی اور تمام دن کے اوقات میں بنیاد پر مبنی ہوئے پھر جبکہ طلوع آفتاب قریب ہو تو مسبغات عشر پڑھنا شروع کرے اور وہ حضرت علیہ السلام کی تعلیم سے جو ابراہیمؑ بھی کو انھوں نے سکھایا تھا اور ذکر کیا کہ اس نے یہ مسبغات عشر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سکھایا تھا جب اس پر مداریت کرے تو تمام اذکار اور دعوات متفرقہ کو جمع کر لیا کرے اور مسبغات عشر دس چیزیں سات سات بار پڑھیں سورۃ فاتحہ اور جو دین اور قل ہو اللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون اور آیتہ الکرسی اور جان اللہ و محمد و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اور درود حضرت نبی اور آل نبی پر اور استغفار کرے اپنے نفس و والدین و مومنین اور مومنات کے لیے اور سات دفعہ کہے اللهم قل بی و ہم عاقل و لا جانی الدین و الدنیا و الآخرة ما انت لدہ اهل و لا تفعل بنا یا مولانا یا حسنہ اهل النکح غفور طیم جواد کریم رؤف رحیم اور رویت ہے کہ جب ابراہیمؑ نے اسکو پڑھا بعد ازاں کہ حضرت اسکو سکھایا تو خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں داخل ہوا اور خوشنود اور بنیاد علیہم السلام کو دیکھا اور بہشت کے طعام سے کھایا اور شہقویٰ ہے کہ وہ چار مہینے بغیر کھائے رہا اور بعض نے کہا ہے کہ یہ شاید اس واسطے تھا کہ اس نے جنت کا کھانا کھایا تھا پھر جب کہ مسبغات سے فارغ ہو تو تسبیح اور استغفار اور تلاوت کی طرف آوے یہاں تک کہ ایک نیرہ گے برابر آفتاب بلند ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ جو میں ایک مجلس میں بیٹھوں تب میں فجر کی نماز سے طلوع آفتاب تک ذکر اللہ کروں تو وہ مجھے محبوب تر اس ہے کہ چار غلام آزاد کروں بعد ازاں دو رکعت نماز اور قبل اس کے کہ بے اپنی نشست گاہ سے

پھر سے اس واسطے کہ ترانہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ  
 دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور ان دو رکعت سے فائدہ اسوقت کی رعایت کا تھا  
 ہوتا جو اور جب دو رکعتیں ارادہ کو جمع اور ہم کو حاضر و جو پڑھتا ہی اسکو سوچ بچار  
 پڑھ چکے تو اپنے باطن میں اثر اور نور اور روح دس پاتا ہی جب کہ وہ صادق  
 اور جو شخص کہ محکوم رکعت سے ثواب فوری اپنے اس عمل کے ملے تو دو جب ہی کہ  
 ان دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں آیت الکرسی اور دوسری میں آمین الرسول  
 اور اللہ نور السموات والارض آخرت تک پڑھے اور ان دو رکعت میں نیت  
 اسکی شکر رکھی اور اسکی نعمتوں پر جو جو اسکے دن اور رات میں پونچھیں پھر دو  
 رکعت اور پڑھے خمین مودتین ایک ایک رکعت میں ایک سورت پڑھے اور  
 یہ نماز اسکی اس لیے ہو تاکہ وہ اپنے دن اور رات کی شکر سپاہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ  
 مانگے اور ان دو رکعتوں کے بعد کلمات استعاذہ اور پناہ مانگے کا ذکر کرے  
 اور کہے و عوذ باسمک و کلمات التامین شمسائہ والمامہ و عوذ باسمک و کلمات  
 التامین شمسائہ و عوذ باسمک و کلمات التامین شمسائہ و عوذ باسمک  
 یا اللیل یا اہلداران بنی اللہ لا اله الا اللہ علیہ توکل و نور بعرض اور پہلی رکعت  
 کے بعد اللہم الی صبح لا یتطیع دفع ما اکرہہ اللہ کشف ما اوجز و صبح مرستنا  
 بصلی و صبح امیری بدخیری فلا فقیر فقیر فی اللہ لا شک فی مدوی ولا ی فی اللہ  
 ولا ی فی اللہ فی دینی ولا ی فی اللہ فی دنیا کبر ہی ولا ی فی اللہ فی لای فی اللہ  
 اللہم اعوذ بک من الذنوب التي تریل انعم و عوذ بک من الذنوب التي توجب انعم  
 بعد اذان دو رکعت اور پڑھے اس نیت سے کہ ہر ایک عمل جو وہ اپنے دن اور رات میں

کرتے ہوئے استخارہ ہو اور یہ استخارہ مطلق دعا کے معنی میں ہوتا ہے وگرنہ استخارہ جسکے بابت احادیث وارد ہوئی ہیں وہ ہے جسکو ہر ایک امر کے پہلے جو وہ پڑھتا ہے اور ان دو رکعتوں میں پڑھے قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور دعا استخارہ پڑھے جیسے کہ اسکا ذکر اس باب کے سوا دوسری جگہ گزرا ہے اور انہیں کہ کہ ہر قول اور عمل جب کو میں آج چاہتا ہوں انہیں خیر عطا کر پھر دو رکعت اور پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ الواقحہ اور دوسری رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اس کے بعد کہے اللہ صلی علی محمد وعلی آل محمد وجعل جبک احب الیہا الی خشتیک اخون الیہا عندی وقطع غمی حاجات الدنیا بالشرق الی لقاءک واذ اقرت عین الی الدنیا بدنیہم فاقربنی بعبادتک وجعل طاعتک فی کل شئی منی یا رحم الرحیم پھر دو رکعت اور پڑھے جنہیں اپنے وظیفہ سے کچھ پڑھے جو قرآن سے ہو پھر اس کے بعد اگر خالی ہو کہ اسے دنیا کا کوئی شغل نہ ہو تو اسے چاہیے کہ نفل انوار عمل کے اندر نماز اور تلاوت اور ذکر و پرتک اور اگر اسے اور اگر ان لوگوں سے ہو جسے دنیا کا شغل ہو خواہ اپنے نفس کے لیے یا اپنے عیال کے لیے تو چاہیے کہ اپنی حاجت اور نعمات کا انصار کے بعد اس کے کہ دو رکعت نماز گھر سے باہر نکلنے کے لیے پڑھے اور اسی طرح ہمیشہ کرنا چاہیے کہ گھر کی طرف سے باہر نکلے مگر بعد اس کے کہ دو رکعت نماز پڑھے تاکہ اللہ تعالیٰ اسکو باہر جانے کی برائی سے بچائے اور گھر میں نہ آوے الا جبکہ دو رکعت نماز ادا کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اسکو اندر آنے کی برائی سے حفاظت کرے بعد ازاں کہ گھر والوں کو زوجہ وغیرہ سے سلام کرے اور جو گھر میں کوئی نہ ہو تب بھی سلام کرے اور کہے السلام عباد اللہ الصالحین انہیں اور اگر خالی ہو تو بہتر ہے کہ وہ اسوقت تک نماز چاشت پڑھے اور اگر اسپر نقصا

ہو تو ایک بار دو دن کی یا زیادہ کی نماز پڑھے وگرنہ کعبہ میں لائیں لائیں پڑھے اور  
قرآن اس میں پڑھے اس واسطے کہ ہر آیت بعض صاحبین سے دیکھتے جو نماز میں قرآن  
ایک دن رات میں ختم کرتے تھے وگرنہ چند رکعات خفیہ سورہ فاتحہ اور قل  
ہو اللہ احد کے ساتھ اور دوسری آیات قرآن کے ساتھ پڑھے زمین دعا ہو جیسے  
یہ آیت رہنا علیک توکلنا وایک ابتنا وایک المصیرا وشل اس آیت کے  
ہر ایک رکعت میں پڑھے خواہ ایک مرتبہ پڑھے خواہ اسے دہرائے جس قدر کہ چاہے  
اور طالب کے حق میں یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس نماز کے بعد کچھ نہ کرے بلکہ اسے ذکر و تلاوت  
کیا ہے اور نماز چاشت کے درمیان سو رکعت خفیہ پڑھے اور صاحبین سے بعض دیکھتے  
جسکا اور رات دن میں سو رکعت اور دو سو رکعت اور پانچ سو رکعت اور ہزار رکعت تک  
تھا اور جس کو دنیا کا کوئی شغل تھا اور اسے دنیا کو الگ کرنا چاہیو تو اس کی کیا آیت  
اور کیا نشان ہے کہ بقیہ کا وہ وقت گزرا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خدمت اور عبادت میں  
عیش نہ کرے یہاں عبد اللہ شری نے کہا ہے کہ اس بندہ کا دل اللہ تعالیٰ کے  
ساتھ رہا اور مشغول نہیں ہوا اور حالیکہ اس کو دنیا میں حاجت ہو پھر جب کہ آفتاب  
پہنچے اور صبح کی نماز سے نظر تک وقت ادھیا جائے جس طرح کہ عصر نماز اور غروب کے  
درمیان قیمت کرتا ہے اور نماز چاشت پڑھے کہ نماز چاشت کے لیے یہ وقت افضل  
ایات ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ نماز چاشت کا وہ وقت ہے  
کہ بچہ شیراز قباب کی گری سے ماں کے سایہ میں سوئے اور بعض نے کہا کہ چاشت کو  
اس وقت اور کون کہ آفتاب کی گری سے پانچوں کو پسینا آجائے اور نماز چاشت کی  
کم سے کم دو رکعت ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہیں اور ہر دو رکعت کے پیچھے

اپنے نفس کے لیے دعا کرے اور تسبیح اور استغفار بڑھے پھر اسکے بعد اگر زبان پر کوئی حق ہو جو مستحب ہو اسکو اور اگر سبھیے زیارت یا بیمار پڑی دمان جاوے و اگر علی الدوام اللہ تعالیٰ کے لیے کام کرے بدوئی اسکے ظاہر و باطن اور قلب و قالب میں سستی اور و اگر نہ باطن میں عمل کرے اور اسکی ترتیب ہو کہ وہ نماز پڑھے جب تک کہ انشراح خاطر ہو اور نفس امارت کا اجابت کرے پھر اگر تک جائے تو نماز سے تلاوت کی طرف متزلزل کرے اسواسطے کہ صرف تلاوت نفس پر نماز سے سبک تر ہو پھر اگر تلاوت سے بھی تک جائے تو اگر اللہ تعالیٰ بالقلب و باللسان کرے اسواسطے کہ وہ قرأت سے سبکتر ہو پھر اگر ذکر سے بھی تک جائے تو ذکر لسان چھوڑ دے اور اپنے قلب پر مراقبہ کو لازم کرے اور مراقبہ قلب کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنے سے ہو سو جب تک یہ علم اسکے قلب کے ساتھ ہو تو وہ مراقبہ ہو اور مراقبہ عین ذکر ہو اور اس سے افضل ہو پھر اگر اس سے بھی عاجز ہو اور اسکے وسوسے مالک بن جائیں اور حدیث نفس امارت کے باطن میں جہوم کرین تو چاہے کہ سو رہے اسواسطے کہ نیند میں سلاستی ہو و اگر نہ کثرت حدیث نفس کی قلب کو سخت کر دے ہو جو طرح کہ کثرت کلام کی دل کو سخت کرے اسواسطے کہ وہ کلام بغیر زبان کے ہو سو اس سے پرہیز کرے سہیل بن عبد اللہ نے کہا بدترین گناہ حدیث نفس ہو اور طالب اپنے باطن کا اعتبار اسی قدر جانتا ہو جسقدر کہ ظاہر کا اعتبار جانتا ہو اسواسطے کہ وہ نفس کی حدیث اور ان چیزوں کے سبب سے جو اسے تشغیل ہوتی ہیں ان چیزوں کے یاد کرنے سے جو گذر گئیں اور دیکھیں اور سنیں مثلاً ایک دوسرے شخص کے اپنے باطن میں ہو پس مراقبہ و رعایت سے باطن کو ایسے ہی مستعد کرے جس طرح کہ ظاہر کو عمل اور روح ذکر سے مستعد کرتا ہو اور جائز ہو



اس طالب نے لیے جو چہرہ ہو کہ نماز چاشت کی استواء روز تک سو گز تین اور  
چرے اور اس کی کم سے کم بیس رکعت ہیں جبکو خفیہ پڑھے یا کہ ہر دو رکعت میں ایک  
حصہ قرآن کا یا زیادہ یا کم اور بعد از غرغ نماز چاشت اور بعد از غرغ دوسری رکعات  
کے سونا بہتر ہو سیفیان نے کہا ہے کہ اس قوم کو اپنے کی بات علوم ہوتی تھی جبکہ  
وہ غارغ ہوتے تو وہ سو جاتے اس غرض سے کہ طلب سلامت کو دل و دہن سوئے  
میں بہت سے فرائض ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ وہ قیام شب کا معین اور مددگار ہو اور  
ایک یہ کہ نفس آرام پاتا ہو اور طالب باقی دن اور اسکے عمل کے لیے مصفا ہو تا ہو اور  
نفس جب آرام پا چکتا ہو تو وہ پیر تازہ دم کام میں ہوتا ہو سودن کی فیند سے جاگنے کے  
بعد نفس باطن میں اور ہی زحمت اور شوق کو پیدا کرتا ہو جیسا کہ صبح کے وقت نہانا  
پس صادق کہے لیے دن میں دن در دن ہوتے ہیں جبکو اللہ تعالیٰ کی خدمت اور عمل  
میں کوشش کرنے کے لیے غنیمت جانتا ہو اور نرا اور ہے کہ قیلو لہ سے ایک ساعت  
پہلے زوال سے جاگے تاکہ وضو و طہارت سے قبل از استوار و ردال تیار ہو رہے  
اس طرح کہ وقت استواء قبلہ و ذکر کرتا ہو یا تسبیح یا تلاوت کرتا ہو یا وقال اللہ  
تعالیٰ در ائمہ الصلوٰۃ طریقی انہار وقال تسبیح محمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا  
یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور نماز کو دن کے دونوں طرف میں قائم کر اور فرمایا کہ پس  
اسے رب کی حمد کی تسبیح کی بیشتر اس سے کہ آفتاب طلوع کرے اور قبل اسکے کہ  
آفتاب غروب ہو بعضے مفسرین کا قول ہے کہ قبل طلوع خمس نماز صبح ہو اور قبل از  
غروب آفتاب نماز عصر ہو اور من انار الیل تسبیح سے مراد نماز عشاء کے آخری اور  
الزمان انہار سے مراد نماز مغرب ہو اس واسطے کہ ظہر دن کی ہفت اولی کے آخر میں

نگار ہو اور دوسری طرف کا آخر خوب آفتاب ہو اور سین نماز مغرب ہو تو خمسہ  
 طرف اول کے اول ہوئی اور مغرب طرف آخر کے آخر میں طرف آخر کا استقبال  
 پیدا رہی اور ذکر سے کہ جس طرح کہ طرف اول کا استقبال کیا اور ہر آئینہ خواب روز  
 اور قیلو کہ کی طرف از سر نو خود کیا جیسے کہ خواب شب کی طرف کیا تھا اور اول زوال  
 میں سنت اور فرض سے پہلے چار گزتہ ایک سلام سے پڑھے اور خیاب رسول ﷺ  
 صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے اور یہ نماز زوال ہو چکا وقت قبل از ظہر سے  
 اول اوقات میں ہو اور بندہ کو حاجت اسکی ہو کہ اول وقت کی اس نماز سے  
 رعایت کرے جیسا کہ کراہت استواء آفتاب کا وقت گزر گیا ہو قبل از نماز زوال  
 وقت کو جان لے تب نماز زوال پڑھنا شروع کرے اور اذان اس حال میں سنے  
 کہ اس نماز کو ادھیا چکا ہو ورنہ نماز ظہر کے لیے مستعد ہو پھر اگر اپنے باطن میں کہو کہ دست  
 معلوم ہو اس ملاقات اور صحبت سے جس کا اتفاق پڑا ہو تو اس قدر ثانی سے متعارف  
 کرے اور اسکی طرف تضرع اور زاری کرے اور ظہر کی نماز شروع نہ کرے مگر  
 اسوقت کہ باطن کو پھر اپنے حال پر صفائی سے نہ پائے اس واسطے کہ جو لوگ حلاوت  
 مناجات کا ذائقہ پانے والے ہیں انکے لیے ضرور ہے کہ نماز میں صفائی نفس  
 حاصل کریں اور تھوڑے مباح میں جانے سے مکر ہو جائے ہیں اور اس سے  
 انکے باطنوں پر ایک بستگی اور کدورت آ جاتی ہے اور کبھی یہ بات صرف اختلاط  
 اور صحبت اہل اور اولاد سے ہو جاتی ہے یا وجودیکہ اس مخالفت اور مجاہدت  
 کو عبادت ٹھہرا رہے ہیں لیکن جنہاں رہا کے سیات مغربین ہیں تو نماز میں کھڑے ہوا  
 جب کہ یہ بستگی اور کدورت زائل ہو اور اس بستگی کا رفع ہوا اس طرف سے

کہ انابت اور استغفار اور تضرع الی اللہ تعالیٰ صدق سے کرے اور یہ جو کہ رت کہ  
 ازل و زوال کی مجالست سے پیدا ہوتی ہے اسکی دوا یہ ہے کہ وہ جب اُنکے ساتھ بیٹھے تو  
 اُنکی میلان تمام نہ کرے اور قلبِ امین چوری کی نظر سے اللہ تعالیٰ کی طرف ناظر رہے سو یہ  
 لغوات اس مجالست کے کفارہ ہو جاتی ہیں مگر جب کہ قوی بھال ہو کہ اُسکو خلقِ محبوب  
 حق سے نہ کرے اور میں صورت میں استغفار کے باطن میں نہ اُٹے گی پس جب وہ داخلِ حرا  
 نماز میں نہ پایا اُسکو اور پایا باطن اور قلب اپنے کو واسطے کہ خوش ہو اُنفس اسکا  
 طرف مجالست کے خوش ہو گا نفس اسکا پھرنے والا اعراف روح قلب کے واسطے کہ  
 مجالست اور مخالفت کرتا تھا اور اُنکے ظاہر کی دیکھتی ہے خلق کو اور اُنکو قلب کی دیکھتی ہے  
 حضرت انس کو پس اس صورت میں استغفار کے باطن میں نہ اُٹے گی۔ اور نمازِ زوال جب کاظم  
 ذکر کیا استغفار کو کھول دیتی ہے اور باطن کو ظہر کی نماز کے لیے آمادہ کرتی ہے پس نمازِ زوال  
 میں بعد سورہ بقرہ کے پڑھے دنوں میں پڑھے اور چھوٹے دنوں میں جو اُس سے قابل ہو  
 اللہ تعالیٰ سے فرمایا ہے و عشیا وین ظہرون اور وہی اظہار ہے اگر سنت کے بعد  
 فرض کے لیے جماعت کے اٹھتے ہوئے کا استغفار کرے اور وہ دعا جو نماز فجر کے فرض  
 و سنت کے وہ بیان کی ہے پڑھے تو اچھا ہے اور اسی طرح وہ ہے جو روزِ ہدایہ کے روزِ ہدایہ  
 کے لیے اُسکے ساتھ فجر کی نماز میں دعا کی پھر جب کہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو تو سورہ فاتحہ  
 اور آیت الکرسی پڑھے اور بجاں امداد و امداد و امداد اکتینیس تینیس بار پڑھے  
 یہاں کہ ہم نے اسکا وصف پہلے کیا ہے اور اگر اُن تمام بات پر چٹکا فجر کی نماز کے بعد ہم نے  
 ذکر کیا ہے اور دعاؤں پر بھی اندازہ کیا جائے تو یہ خیر کثیر اور فضل عظیم ہو گا اور جب کو سنت  
 بلند و عزیمت صادق ہو کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے لیے زیادہ نہیں جتنا بعد از ان ضرور ضرر ہے

درمیان کئے وقت گوزندہ اور آباد کرے جس طرح کہ غنائین کے بعد اس ترتیب کے  
 سو افق جسکا ہم نے ذکر نماز اور تلاوت اور ذکر اور مراقبہ سے کیا ہے اور جو ہمیشہ  
 شب بیدار ہو تو وہ بڑے دنوں میں ظہر اور عصر کے درمیان تھوڑا سو رہے اور جو  
 ظہر عصر کے درمیان کے وقت کو دو رکعت سے زندہ کرے جنہیں ایک چوتھائی  
 قرآن پڑھے یا کہ اسکو چار رکعت میں پڑھے تو وہ بہت ہی اچھا ہے اور جو ارادہ اسکا  
 کرے کہ اس وقت کو بڑے دنوں میں سو رکعتوں سے زندہ کرے تو یہ ممکن ہے یا  
 بیس رکعتوں سے جس میں قل ہو اللہ احد خبر اربعہ پڑھے کہ ہر ایک رکعت میں  
 پچاس ہو لیکن اور زوال سے پہلے سو ال کرے جب کہ وہ رزق دار ہو اور روزہ  
 منو تو جو وقت منحہ کے فروع میں فرق آوے اور حدیث میں ہے کہ مسواک منہ کی  
 پاک کرنے والی ہے پروردگار کی پسندیدہ ہے اور فرضوں کے ادا کرنے کے  
 وقت مستحب ہے۔ بعض علما کا قول ہے کہ نماز جو مسواک کرنے کے ساتھ ہو اسکو  
 بغیر مسواک کی ہوئی نماز پرستدرجہ فضیلت ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ خبر وارد ہے  
 اور جو چاہے کہ ظہر عصر کے درمیان اپنی نماز میں بیس رکعت میں ہر ایک رکعت  
 کے اندر ایک ایت یا بعض آیت تو پہلی رکعت میں پڑھے ربنا آتھامی الدنیا  
 حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار بعد از ان دوسری رکعت میں  
 ربنا افرع علینا صبر و قبت و قدرنا علی القوم الکافرین بعد از ان  
 ربنا لا تؤاخذنا آخر سورة مک بعد از ان ربنا لا تزع قلوبنا الایۃ بعد از ان  
 ربنا اننا سئنا منادیا ینادی الایۃ بعد از ان ربنا یمکننا انزلت  
 بعد از ان انت ولینا غفر لنا بعد از ان فاطر السموات والارض انت

ہیں بعد از ان ربنا انک تعلم باطنی و ما نعلم الا یہ بعد از ان و قل رب  
 زدنی علما بعد از ان لا اله الا انت سبحانک بعد از ان رب لا تقدرنی فرداً  
 بعد از ان و قل رب اغفر وارحم و انت خیر الراحمین بعد از ان ربنا ھب لنا  
 من انزلنا ربنا بعد از ان رب اوزعنی ان اشکر نعمتک انتی نعمت علی و علی  
 اللہ و ان لم یزل یسألک فی عبادک انصا ھین بعد از ان  
 انزلنا من السماء مائین و لا یسألک الصدور بعد از ان رب اوزعنی ان اشکر نعمتک  
 انتی انت علی الایہ سورۃ الاحقاف سے بعد از ان ربنا علیک توکلنا بعد از ان  
 سبحان ربک و لو الہدی و لمن دخل بطنی مومننا و المومنین و المومنات و لا یزد  
 علیہن الا تبارک تجب کبھی نماز پڑھے تو چاہیے ان آیات سے پڑھے  
 در نماز میں ان آیات کی پاس اور حفظ سے جو دل و زبان کی موافقت سے  
 فرمایا ہو کہ بندہ مقام حسان تک پہنچ جائے اور اگر کسی ایک آیت کو  
 ان آیات میں سے ٹھیک یا عصر میں دو ہر اوستے تو وہ تمام وقت اپنے مولا سے  
 راضی کرے والا ہو گا اور دعا مانگنے والا اور تلاوت کرنے والا اور گزار دینے والا  
 بنا اور غنی بن کر خوشی اور دن کے آخر میں پوری لذت و حلاوت کا حاصل  
 ہو گا کہ تائید رہت ہو گا اگر اُس بندہ کے لیے جس کا دل کمال تقویٰ اور کمال  
 پر فی الدنیا سے پاک اور صاف ہو اور اُس سے ہوئی کی متابعت سے لگی ہو اور  
 کسی ایک شخص میں تقویٰ اور زہد اور ہر ہی سے بقیہ موجود ہو تب تک عمل  
 کی فرحت دینی ہوگی بلکہ ایک وقت خوش ہو گا اور ایک وقت غمناک ہو گا  
 فرحت میں نشاط اور کسل ہوگی اس واسطے کہ کسی قدر ہر ہی کی متابعت

باقی ہے کیونکہ اس کا تقویٰ ناقص ہے یا محبت دنیا کی اسے ہے اور جبکہ ہر اور شخص  
 میں صبح اور چہرہ ہو گیا تو جو اس کا عمل ترک بھی ہو گیا تو وہ عمل قلب سے فوری تر پچاس  
 جو شخص چاہے کہ ہمیشہ اسے رحمت ملے اور عمل اس کو کشش ذرہ دار معلوم ہو تو اس پر  
 واجب ہے کہ مادہ ہوی کو گدافتہ کرے اور ہوی درخت نفس بھی نہ اٹھائے نہین ہونی مگر  
 اس کی متابعت دور ہو جاتی ہے اور نبی علیہ السلام نے وجود ہوی سے پناہ نہیں مانگی  
 مگر اس کی طاعت اور متابعت سے پناہ مانگی ہے اور فرمایا عذوبک من ہوی شیخ دور  
 نہ پناہ مانگی جو دشمن سے اس واسطے کہ وہ طبیعت نفس کی ہے مگر اس کی طاعت سے پناہ  
 مانگی اور فرمایا شیخ مطاع اور متابعت ہوی کے دقتیہ اور باریکیاں اسی قدر ظاہر  
 ہوتی ہیں جس قدر کہ قلب میں صفائی اور حال میں علو اور بلندی ہو اس واسطے کہ بندہ کسی  
 ہوی کا تابع ہوتا ہے اس طرح کہ خلق کی محبت اور ان کی بات چیت شیریں اور اچھی  
 معلوم ہوتی ہے یا کہ ان کی طرف دیکھنا بھلا معلوم ہوتا ہے اور کسی ہوی کا تابع اس طرح  
 ہوتا ہے کہ وہ سونے اور کھانے میں ہیں اعتدال سے تجاوز کرتا ہے اور اس کے سوا اور  
 چیزوں میں جو اسام ہوی سے ہیں جس کی تہیت کی جاتی ہے اور یہ شخص اس شغل کا تہیہ  
 لیے دنیا کے سوا اور کوئی شغل نہیں ہے بعد ازاں عصر کے قبل چار رکعتیں پڑھے پھر اگر  
 اس کو تازہ وضو کرنا ہر ایک فرض کے واسطے ممکن ہے تو یہ آتم و اہل ہے اور اگر شغل کرنا  
 کرے تو اور بھی افضل ہے کیونکہ یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ باطن کی نورانی اور عارفی  
 تکمیل کرنے میں اس کا اثر ظاہر ہے اور عصر کے پہلے چار رکعتوں میں اور ازراعت اور  
 و اعادیات اور القارعتہ اور اہل الشکار پڑھے اور عصر کی نماز اور اسے اور افضل یا  
 میں اس کے اندر و اسما و ذات الہیہ روح کو داخل ترادت کرے اور میں نے سنا ہے

کہ سورۃ البروج کا عصر کی نماز میں پُر حنا و نبلوں سے محفوظ رہنے کا موجب ہے اور عصر کی نماز کے بعد پڑھے جو جو ہم نے آیات اور دعا اور دوسری چیزوں کے جوڑ سے آسان معامہ ہو پڑھے اور جب عصر کی نماز پڑھ چکا نماز کے نوافل کا وقت گیا ذکر و دعا اور تلاوت کا وقت باقی ہے اور اس سے افضل اس شخص کی مجالست اور صحبت ہے جو اُسکو دنیا سے بے رغبت کرے اور اُسکا کلام تقویٰ و شگلی کو سرت اور دست کرے یعنی وہ علما جو دنیا سے بے رغبت ہیں اور ان باتوں کے ساتھ کلام کرنے والے ہیں جو مردان کی غریمت اور تنہا کو تقویٰ کرتے ہیں جو بیکار کئے دئے اور سننے والے کی نیت صحیح ہوئی تو یہ صحبت اور غرض بینی اس سے افضل ہے کہ آدمی تنہا رہے اور ذکر و دعا کی سادست کرے اور اگر یہ صحبت ہو جو دنیا اور شغور ہو تو غیر چاہیے کہ انواع و اقسام کے اذکار کا ورد نہ کرے اور اگر اس وقت اپنے خویش اور امور عاقل کے لیے اُسکا باہر جانا ہو تو یہ اولیٰ اور افضل اس سے ہے کہ وہ صبح کے وقت باہر جائے اور عصر کے باہر نہ نکلے مگر وہ کہ با وضو ہو اور علما کی ایک جماعت نماز عصر کے بعد غایت ملاوت کی نماز کو کر دے رکھا ہو اور شاخیں ملے و صاحبین نے اُسکی اجازت دی اور جب کبھی اپنے گھر سے نکلے تو کہے بسم اللہ یا شاعر اللہ یا حبیب اللہ لا قوۃ الا باللہ اللہ اللہ ایک فرجیت و نجات و غرض بینی اور چاہیے کہ سورۃ فاتحہ اور معوذتین پڑھے اور ہر روز سجدہ پڑھے صدقہ دینا ترک نہ کرے اگرچہ ایک چھوڑا ہو یا ایک فقیر ہو کہ کہ معوذتین نیت کے ساتھ بہت ہے۔ اور روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سائل کو ایک انگور فقط دیا جو اور فرمایا کہ رزق تیرا بہت سے فردن کا ہے اور میری نیت کیا ہو کہ یہ شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے زیر سایہ ہو اور زندہ کے ذکر سے غرض نہ پڑے

سومرتہ پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد ورو علی کل شیء قدیر  
 اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس شخص نے ہر روز سومرتہ  
 اسکو کہا تو اس کے لیے دس بندہ کے آزاد کرنے کا ثواب ہو گا اور اس کے لیے سونہاں  
 لکھی جائیں گی اور اس سے سومرتہ ایمان منائی جائیں گی اور اسکو شیطان سے حفظ امن  
 میں ہو گا تا آنکہ وہ شام کرے اور کوئی اس سے افضل حمل نہ کرے گا اگر وہ کوئی کہ جس  
 زیادہ پڑھے گا اور دو سومرتہ لا الہ الا اللہ الملک الحق البین ہو سیکے ہر آئندہ روز اور  
 کہ جس شخص نے اپنے دن بھر میں دو سومرتہ کہا لا الہ الا اللہ الملک الحق البین تو اس  
 اپنے دن میں عمل نہیں کیا کہ افضل اس کے عمل سے ہو اور سومرتہ کہے سبحان اللہ و الحمد  
 آخر تک اور سومرتہ سبحان اللہ و الحمد و بسم اللہ استغفر اللہ اور سومرتہ  
 لا الہ الا اللہ الملک الحق البین اور سومرتہ اللہم صل علی محمد و علی آل محمد اور سومرتہ استغفر  
 اللہ الذی لا الہ الا وہ وحی القیوم و اسالہ التوبۃ اور سومرتہ یا شاکر اللہ لا توفی الا  
 باللہ اور مغرب کے بعضے فقرا کو میں نے دیکھا ہے کہ اس کے پاس تسبیح تھی جس میں ہزار  
 و پونے تھے اور ایک تھیلی میں رکھتا تھا مذکورہ واکہ اسکا وظیفہ تھا کہ ہر روز اسکو بارہ  
 مرتبہ انواع ذکر کے ساتھ پھیرنا تھا۔ اور بعضے صحابہ سے منقول ہے کہ یہ دروختاب  
 رسول اللہ علیہ السلام کا ایک رات دن کے اندر تھا اور بعضے تابعین سے منقول ہے کہ  
 کہ آپ کا درو تسبیح سے تیس ہزار ایک دن رات میں تھا اور چاہیے کہ سو یا ایک  
 دن رات میں اس تسبیح کو پڑھے سبحان اللہ اعلیٰ والہ یان سبحان اللہ الشہید  
 الارکان سبحان من یدب باللیل و بالی بالنہار سبحان من لا یشغلہ شأن عن  
 انسان سبحان سبحان انسان سبحان سبحان فی کل مکان و رایت ہر کہ بعضے



ابو الیاس نے کہا کہ وہ ہے تو اس تسبیح کو اُسے رات کو پڑھنے سے پہلے سنا لیا اور  
 ہر جگہ جہاں آواز میں سنتا ہوں وہاں اس کے شخص کو نہیں دیکھتا سو اُسے کہا کہ میں زشتوں  
 میں سے ایک فرشتہ ہوں جو اس دنیا پر ہوکل ہوں اللہ تعالیٰ کی تقدیس اس تسبیح  
 کے ساتھ کرتا ہوں جب تک کہ میں پیدا ہوں میں نے کہا کہ تم زنا م کیا ہو تو کہا نہیں کیا  
 ہر پھر میں نے کہا اس تسبیح کا ثواب کیا ہو جواب دیا کہ جس نے اُسے سو بار کہا تو  
 وہ نہیں مریگا یہاں تک کہ وہ اپنی شہ گاہ جنت سے دیکھے یا کہ اُسکو دکھلائی جائے  
 روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر حضرت ہونید علیہ السلام سے  
 دریافت کی کہ مقالید السموات والا جن آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے ایسی بڑی چیز  
 کی نسبت سوال کیا جسکو تمھارے سوا کسی دوسرے نے نہیں پوچھا اور وہ ہے ہر لایم  
 الا اللہ اللہ اکبر سبحان اللہ محمد اللہ والی ولا قوۃ الا باللہ غفر اللہ  
 الیہ والی والا نرا ظاہر والباطن لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر دھوئے کل شیء تدرہ  
 جسے دس فرشتے کے وقت اور شام کے وقت کہا اُسے پچھ خصلتیں عطا کی جاتی ہیں  
 قدسی خصلت یہ ہے کہ وہ شیطان اور اس کے لشکر سے محفوظ و معون رہتا ہو  
 اور دوسری یہ ہے کہ اُسے اجر کا ایک خزانہ دیا جاتا ہے تیسری یہ کہ اُسکا درجہ  
 بہشت میں بلند کیا جاتا ہو چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ اُسکو حوران کشادہ چشم سے  
 تشریف کرنا ہی یا انجورین یہ کہ بارہ فرشتے اُسکے لیے طلبِ آمرزش کرتے ہیں چھٹے  
 یہ کہ اُسکے لیے اجر سا ہزار ہا ہے جیسے کہ کسی تسبیح حج اور عمرہ کیا اور سونت یہی  
 ہے اور صبح کے وقت اللهم انت خلقنی وانت ہدی وانت المعنی وانت  
 تقینی وانت یمینی وانت یمینی انت ربی لا رب لی سواک ولا الہ الا انت

اور حدک لاشربک لک اور کئے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ماشاء اللہ وکل نعمۃ من اللہ  
 ماشاء اللہ بخیر کلمہ مید اللہ ماشاء اللہ یعرف اسور الا اللہ اور کئے حبیبی اللہ لا اله الا  
 اللہ علیہ توکل و ہو رب العرش العظیم بعد از ان وضو اور طہارت کے شب کا استقبال  
 کرنے کو تیار ہو اور کتبغات غروب کے پہلے پڑھے اور پراہ تسبیح اور استغفار میں ہو  
 اور غروب کے وقت بھی پڑھے سورۃ الشمس ولیل اور موزنین و استقبال شب  
 شل استقبال ربی کے کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو و ہو الذی یصل اللیل و النهار  
 فاعلم ان اراد ان یدکر اور اراد شکور سوچئے کہ شب پیچھے دن کے آتی ہو اور دن  
 پیچھے رات توہ سر اور ہی کہ ذکر اور شکرے ایک کو دوسرے کے پیچھے لا دے کہ انکے  
 درمیان کوئی چیز نہ ہو بطرح کہ دن اور رات کے درمیان کوئی شے حاصل نہیں ہوتی  
 ذکر الہ تعالیٰ طلب ہیں اور شکر اعمال چاہ ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو املواں داو و  
 انکرا یعنی اگزی داو و شکر کرو اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہو

## اکیانو باب شیخ کے ساتھ آداب مرید کے بیان میں

مریدوں کا آداب شیخوں کے ساتھ انشاء اللہ توفیق کے نزدیک ضروری آداب  
 ہے تو اور ایمان قوم کو اقتدا چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ  
 ولیمہ افسوان کی ہو اور میرا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو یا ایہا الذین آمنوا لا تہربوا  
 بین یدی اللہ ورسولہ و اقوالہ ان اللہ یسمع علیم یعنی اگر ایمان والو پیشہ سنی  
 مت کرو و رب اللہ اور اس کے رسول کے اور اللہ سے ڈرتے ہو تحقیق اللہ  
 شننے والا جاننے والا ہو عید اللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ کہا ایک گروہ نبی خیم کا

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ابو بکر نے کہا کہ تھقل عین عبد کو امیر کر  
 اور عمر نے کہا بلکہ افرح بن عباس کو امیر اس گروہ کا کہ ابو بکر نے کہا تم نے نہیں ارادہ  
 کیا مگر میرے خلاف کار اور عمر نے کہا کہ میں نے تیرے خلاف کار ارادہ نہیں کیا سو  
 وہ باہم جھگڑنے لگے حتیٰ کہ اُن دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تب اللہ تعالیٰ نے نازل  
 فرما کی آیت یا ایہا الذین آمنوا الایہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لا تقدروا  
 کے معنی ہیں لا تلکوا میں یہی کلامہ یعنی آپ کے کلام کے سامنے سب کلام  
 کرو۔ جاہل نے کہا کہ لوگ قربانی قبل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کر لیا  
 کرتے تھے سو وہ تقدیم قربانی سے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کیے  
 گئے اور بعضوں نے کہا ایک قوم کے لوگ تھے جو کہا کرتے کہ اس امر اور اس امر میں  
 یہ نازل کیا جاتا سو اللہ تعالیٰ نے اسکو مکروہ جانا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا  
 کہ اپنے نبی کے روزہ رکھنے سے پہلے روزہ مت رکھو اور کلہی نے کہا کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر قول اور فعل سے سبقت کرو تا کہ وہ فرمان دے تمہارا ہو و سے او  
 اسی طرح سید کا ادب شیخ کے ساتھ یہ ہو کہ وہ مہلوب والا اختیار ہو کہ نہ وہ اپنے  
 نفس میں تصرف کرے تا کہ اور نہ اپنے مالی میں مگر شیخ کی طرف رجوع اور اس کے احکام کے  
 ساتھ کرے اور ہر آئینہ اس بات کو ہم نے باب شیخ میں پور لکھا ہے اور بعض نے کہا  
 لا تقدروا الا شوا میں یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سبقت مت کرو اپنے رسول اللہ  
 کے سامنے اور اگے مت چلو۔ اور ابو الدرداء سے روایت کی کہ میں ابی بکر کے  
 آگے چلتا تھا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس شخص سے آگے  
 چلتا ہے جو تم سے دنیا اور آخرت میں بہتر ہے اور بعض نے کہا یہ آیت اُن اقوام کے

حق بین نازل ہوئی ہے جو مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے پھر جب  
کہ رسول علیہ السلام سے سوال کیا جاتا وہ لوگ اس میں غور کرتے اور قول و فتویٰ  
کے ساتھ سبقت کرتے تو وہ لوگ اس سے نہیں کہتے اور اسی طرح مرید کا ادب  
شیخ کی مجلس میں ہر سردار پر ہے کہ خاموشی کو لازم پکے اور اس کے حضور میں کچھ  
کلام حسن سے نہ کہے الا جب کہ شیخ سے حکم چاہے اور شیخ سے اس باب میں اس کے  
لیے گنجائش پائے اور مرید کی شان میں شیخ کے سامنے اس شخص کی مثال ہے کہ  
جو دنیا کے کنارے بیٹھا ہو انتظار رزق کا کر رہا ہو اس کی طرف بیجا جائے اور  
استماع کی طرف تاک رکھیں اور جو کلام شیخ کے طریق سے نصیب ہو وہ اس کی اراقت  
اور طلب کو متحقق کرنا ہے اور فضل آتی ہے جو اس سے فرید ہو اور قول کی طرف  
نظر کرنا اس کو مقام طلب اور اخرون خواہی سے اس مقام کی طرف رد کرتا اور  
پھیرتا ہے جو حین ایک شکر کا اثبات اپنے نفس کے واسطے ہو اور یہ مرید کا گناہ ہے  
اور سردار پر ہے کہ اس کی نگہداشت بہم اپنے حال کی طرف ہو جس کا استکشاف و  
استفسار شیخ سے سوال کے ساتھ ہو یا جو دیکھ مرید صادق شیخ کی حضور میں زبانی  
سوال کا محتاج نہ ہو بلکہ شیخ اس کو جو چاہے وہ ابتدائے اس واسطے کہ شیخ  
چاہتا ہو کہ جو حق کے ساتھ کہے اور عارفین کی موجودگی میں اپنے قلب  
کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلند کرتا ہے اور اس کے لیے باران رحمت طلب کرتا اور نگو پلانا  
چاہتا ہے سو اس کی زبان اور اس کا دل دونوں ان طالبوں کے احوال سے جو  
محتاج اس کے ہیں کہ جس کے ساتھ اس پر کشوز ہو ضرورت وقت کی طرف مامور اور  
منجربین اس واسطے کہ شیخ طالب کی نگاہ اور چشمداشت اپنے قول کی طرف

جانتا ہے اور اپنے قول کو طالب کی طرف سے شمار میں لانا اور اعتبار نہ رکھنا سمجھتا ہے اور قول شتم کی مثال ہر جو زمین میں پڑتا ہے سو جبکہ تھم خراب ہوتا ہے تو وہ نہیں جھٹکتا اور کلمہ کی خرابی اور فساد اس سبب سے ہوتا ہے کہ اُس میں ہوسے کو دخل ہوتا ہے پس شیخ کلام کے تھم کو ہوسے کے شائبہ سے پاک صاف کرتا ہے اور اُسے اسدِ نقالی کے سپرد کرتا ہے اور اسدِ نقالی سے مدد اور راستی مانگتا ہے اُس کے بعد بات کہتا ہے لہذا کلام اس کا حق کے ساتھ حق سے حق کے واسطے ہوتا ہے اسی واسطے شیخ مریدوں کے لیے دین الامام ہے جس طرح سے کہ جبریل امین وحی ہے سو جس طرح کہ جبریل وحی میں حیثیت نہیں کرتا ہے شیخ الامام میں نہیں خیانت نہیں کرتا اور جس طرح کہ رسول اسدِ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی سے نطق نہیں کرتے شیخ جو کہ ظاہر اور باطن سے مقتدی رسول اللہ کا ہے وہ اسے نفس سے کلام نہیں کرتا اور ہوا سے نفس قول میں دوشی کے ساتھ ہوا اُن دو میں سے ایک خود ہوش طلبِ قلوب کی اور بخون کو اپنی طرف پھیر لیتا ہے اور شیخوں کے شان سے یہ نہیں ہے اور دوم نفس کا تلوار کا کلام کی شیرازی اور چھپے کے ساتھ ہے اور تحقیق کے نزدیک یہ ایک خیانت ہے اور شیخ اُن باتوں میں جو اس کی زبان پر جاری ہوتی ہیں خفتہ نفس ہے کہ سوائے حق کی ہمتواری اُس میں شغول نہ ہو کہ تلوار کا کلام کر دہ تلوار نفس کے فوارے سے ہر جو شیرازی بال اور چھپے کے ساتھ ہوتا ہے پس جو کہہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اُس کے ساتھ شیخ پر جاری کرتا ہے اُس کے لیے شیخ مستمع ایسے ہی ہوتا ہے گو یا کہ نیلہ مستمان ایک وہی ہوتا ہے اور شیخ ابو سعید رحمہ اللہ کا یہ حال تھا کہ وہ یاروں سے کلام ان چیزوں سے جو اس کی طرف اقامت اللہ ہوتی تھیں اور وہ

کہا کہ میں اس کلام میں شمع ایسا ہی ہوں جیسا کہ ایک تمہین سے شمع ہر سو  
 اس قول نے بعضے حاضرین کو مشکل میں ڈالا اور کہا ہر گاہ کہ وہ قائل ہی نہ ہو جاتا کہ  
 جو کچھ کہہ رہا تھا ہر وہ کیونکر شمع کی مثال ہو سکتا ہے جو نہ جلتا نہ تپتا نہ  
 کہ وہ اس سے کتنے پھر اپنے گھر پر واپس آیا اسی رات خواب میں اُس نے دیکھا ایک  
 کفن والے کو جو کہتا تھا اُس سے کیا غوطہ خور موتیوں کی طلب میں دریا کے اندر  
 غوطہ نہیں لگاتا اور سپیوں کو اپنے تورہ میں جمع کرتا ہے اور موتی کو اُس کے ساتھ  
 حاصل کیا مگر وہ نہیں دیکھتا الا اس وقت کہ وہ دریا سے باہر نکلتا ہے اور موتیوں کے  
 دیکھنے میں اُس کے شریک وہ لوگ ہوتے ہیں جو کہ دریا کے کنارے پر ہیں سو  
 خواب میں اس معاملہ میں شیخ کا اشارہ سمجھ گیا تو مرید کا ادب احسن خاموشی اور  
 بھجنا اور نرسرگی ہر بیان تک کہ شیخ اس کلام میں ابتدا کر کے حسین الکی  
 قولاً و فعلاً جو اور یہ بھی کہا گیا ہے اس قول الکی لا تقد موا بین یرسی السد  
 و رسولہ کوئی منزلت اسکی منزلت کے درامت طلب کرو اور یہ آداب کے  
 محاسن اور اعزازات سے ہر اور مرید کے سزاوار ہے ہر کہ اپنے نفس کو منزلت  
 شیخ کے اور منزلت طلب کر کے ساتھ سخن ران نہ کرے بلکہ ہر ایک منزلت  
 عالی اپنے شیخ کے لیے چاہے اور عطیات بزرگ اور مواب غریب کی تسامح  
 کے لیے تیار کرے اور اُس سے مرید کا جو حسن ارادت میں ظاہر ہوتا ہے اور یہ  
 مریدوں میں اور یہ بات واجب الوجود اور نادر ہوتی ہے یہی الکی ارادت شیخ کے لیے  
 اُس سے زیادہ عطا کرنے جو اپنے نفس کے واسطے تیار کرتا ہے اور ادب ارادت  
 کے ساتھ قائم رہتا ہے سب سے عمدہ بندے کہا ہے کہ حسن ادب ترجمان عقل ہے

اور ابو بکر بن عقیقہ نے کہا ہر کہ مجھ سے ادھم نے کہا کہ اگر فرزندِ علی کو اپنے نمک بنا  
اور ادب کو اپنے آٹا بنا۔ در بعض نے کہا ہر کہ تصوف نکل ادب ہر ہر ایک وقت  
کا ادب ہر اور ہر ایک حال کا ادب ہر اور ہر ایک مقام کا ایک ادب ہر سو جو  
شخص ادب کو اپنے ادب پر لازم کرتا ہر تو وہ مردوں کے مرتبہ کو پہنچتا ہر اور جو کوئی  
ادب سے محروم رہا تو وہ بعید ہر۔ اُس جگہ سے کہ قرب کا نکل کرتا ہر اور اُس جگہ  
سے کہ قبولیت کی امید رکھتا ہر مرد و مسطر و در اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کی کتاب  
سے نسبت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر کہ لا ترعوا صوتکم فوق  
صوت البیئ۔ یعنی اپنی آوازوں کو اوپر آوازِ نبی کے بلند مت کرو نہ ثابت بن  
قبس بن شماس کے کان میں گرانی تھی اور تیری آواز اسکی تھی سو جب وہ کسی  
آدمی سے بات کرتا تو بلند آواز سے کہتا اور اکثر اوقات حضرت نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم سے باتیں کیا کرتا تو اسکی آواز سے آپ کو اذیت پہنچا کرتی تو ہر تھا  
نے یہ آیت نازل فرمائی تاکہ اُسکو اور دوسروں کو تادیب کرے۔ حدیث میں ہر  
عبد اللہ بن زبیر سے کہ افرع بن حابس حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا  
ابو بکر نے کہا کہ اُسے اپنی قوم پر سردار بنائیے تو عمر نے کہا کہ اُسے سردار نہ بنائیے  
یا رسول اللہ سو دونوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے  
ماجم رکھا کہ کیا یہاں تک کہ اُن دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تو ابو بکر نے عمر سے  
کہا کہ تو نے ارادہ نہیں کیا مگر میرے خلاف کا اور عمر نے کہا کہ تو نے ارادہ نہیں  
کیا مگر میرے خلاف کا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اُسکے بعد عمر جب  
بھی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بات کرتے تو اُنکا کلام سنائی نہ دیتا

سیان تک کہ نہ سے پوچھا جاتا اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابو بکر نے قسم کھائی کہ وہ نبی علیہ السلام کے آگے کلام نہ کرے گا اس شخص کی طرح جو صاحب سمر ہستہ کہتا ہے پس اسی طرح سمر دار ہو کہ مرید شیخ کے ساتھ ہو اور ازکی بندگی سے اور کثرت کلام اور نہی سے گستاخی نہ کرے مان مگر جب کہ شیخ اسکو گستاخ کرے پس آواز کا بلند کرنا و قمار کے پردے اٹھانا ہو اور جب وقار دل میں قرار پاتا ہے تو زبان کھٹے سے بند ہو جاتی ہے اور بعضے اوقات بعضے مریدوں کا باطن شیخ کی حرمت اور وقار سے اس درجہ اتر جاتا ہے کہ مرید کو یہ طاقت نہیں ہوتی کہ شیخ کی طرف نظر بھر دیکھے اور کبھی مجھے تپ آتی اور میرے دیکھنے کو میرے چچا اور میرے شیخ ابو نجیب سہروردی رحمہ اللہ آتے تھے تو میرے بدن سے حرمت کے سبب پسینا پٹکا کرتا اور میں جانتا تھا کہ پسینا آوے تاکہ بخار کم ہو جائے سو میں جب کہ شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ آتے تو یہ حالت اپنی پاتا اور اسکے قدم میں برکت اور شفا ہوتی تھی اور میں ایک دن خالی گھر میں تھا اور یہاں ایک منہیل تھی جو شیخ نے مجھے عطا فرمائی تھی اور شیخ اس سے عمامہ باندھتے تھے سو اتفاقاً میرا پاٹون اُس پر پڑ گیا اس سے میرا باطن بخمیدہ ہوا اور اس سبب مجھے خوف پیدا ہوا کہ شیخ کی منہیل پر پاٹون پڑ گیا اور میرے باطن سے وہ احترام پیدا ہوا کہ اسکی برکت کی مجھے امید ہو۔ ابن عطاء نے اس آیت کے معنی میں لا ترفعوا صواتکم کہا ہے کہ یہ ایک زجر اور جرح کی ادنیٰ خطا پر ہے تاکہ اس سے زیادہ ترک حرمت کی طرف قدم نہ بڑھائے اور اس میں سہل کا یہ قول ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب



تم مت کو والا اس طور پر کہ تم متغناہم اور مستفسار کرتے ہو۔ اور ابو بکون ظاہر نے کہا کہ  
 کہ رسول علیہ السلام سے ابتدا خطاب نہ کر دو اور اسکو جواب مت دو مگر حدیث  
 پر والا تجربہ با بقول کبر بعضکم لبعض یعنی خطاب میں آپ کے ساتھ دوستی نہ  
 کر دو اور آپ کو آپ کے نام سے نہ پکارو کہ یا محمد یا احمد جیسے تم میں سے ایک دوسرے  
 کو پکارتا ہے بلکہ اسکی بزرگی اور حرمت کرو اور آپ سے کو یا نبی الصدیار رسول اللہ  
 اور اسی قبیل سے شیخ کے لیے مرید کا خطاب ہو اور جب کہ وقار دل میں ہو یا کن  
 ہو تو وہ زبان کو کیفیت کے سکھلا دیتا ہے اور ہر گاہ کہ نفوس اولاد و ازواج  
 کی محبت کا شفیقہ ہو جائے اور نفوس و طبائع کی خواہشیں ممکن ہو جائیں تو  
 زبان سے عجیب عبارتیں نکلتی ہیں اس حال میں کہ وہ نفوس اپنے وقت کی گنت  
 اور ہیئت میں ہوں تو نفس کی شیعہ کی اور اسکی ہوا ان عبارت کو بناتی ہے جو کہ  
 قلب حرمت اور وقار سے بھرا ہوتا ہے تو وہ زبان کو عبارت سکھلاتا ہے۔ اور  
 روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تابت بن قیس رستمی بیٹھا اور تھا  
 سوعاصم بن عدی اسیر گذرا اور کہا اے تابت کس چیز کے گریہ ہوا کہ اس  
 آیت نے لڑا یا مجھے ڈر ہو کہ میرے حق میں نازل ہوئی ان تحبط اعمالکم ذہم لا شعرون  
 یعنی یہ کہ تمہارے اعمال سب جاوین اور تم کو معلوم نہ دے۔ اور حال یہ ہو کہ  
 میری آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند ہو میں ڈرتا ہوں کہ میرے عمل سب  
 جاوین اور میں دوزخ میں سے ہوں سوعاصم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 پاس گئے اور تابت پر اور زیادہ بکاغالب ہوا کہ اس آیت میں اسکی نبی  
 جہیلہ بیٹی عبداللہ بن ابی بن سلول کی آئی سو اس سے میں نے کہا جب میں اپنے

اصطبل میں جاؤں تو دروازہ بند کر کے قفل لگا دے تو اُس نے قفل لگا دیا حتیٰ کہ جب وہ وہاں سے نکلے تو اُس کے حال پر اُسکو ترس آیا اور ثابت نے کہا کہ میں نے یہاں سے نکلنا چاہا تھا لیکن یہاں تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ موت دے یا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے رخصتی ہوں پھر جبکہ عاصم بنی علیہ السلام کے پاس آئے اور اُس کے حال سے خبر دی آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور اُسکو بلالؓ اور عاصمؓ اس جگہ آئے جہاں آپ کے کھانا اور اُس سے نہ پایا پھر مسکی بی بی کے پاس آئے سو گھوڑے کے اصطبل میں پایا تب اُس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلاتے ہیں تو کہا قفل تو دروں بعد اذان دو لون رسول اللہ کے پاس آئے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ثابت تجھے کس چیز نے ملایا اُس نے کہا میں چلایا ہوں اور مجھے خبر ہو کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے تو جناب رسول اللہ نے فرمایا کیا تو رضی نہیں ہے کہ تو خوش زندگی کرے اور شہید ہو کر مرے اور بہشت میں داخل ہو کہا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی بشارت پر راضی ہوں اور میں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آواز کو بلند نہ کروں گا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ان الذين يفتنون اصواتهم عند رسول الله يعني وہ لوگ کہ بات کرنے میں آواز بہت اور آہستہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے تعظیم اور حرمت کے سبب رکھتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ ہم ایک شخص کو اہل غبت سے دیکھتے تھے کہ وہ ہمارے سامنے چلتا تھا پھر جبکہ سیلہ کی لڑائی میں مقام نیاد کا دن تھا تو ثابت نے مسلمانوں میں سے بعض خنکائی دیکھی۔ یہ نہیں ہے ایک گروہ بھاگ گیا تو کہا افسوس جو ان لوگوں پر اور یہ کیا کرتے ہیں پھر ثابت نے سالم بن عبدیہ سے

کہا کہ کیا ہم دشمنانِ خدا سے مثلِ اسکے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 ساتھ نہیں لڑتے تھے پھر وہ دونوں پائون کاڑ کر کھڑے ہو گئے اور برابر دونوں  
 لڑا کیسے یہاں تک کہ دونوں قتل ہوئے اور ثابت شہید ہوئے جیسا کہ جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے وعدہ کیا تھا اور اُسوقت ایک زرہ  
 اُنکے بدن میں بھی پھر ایک شخص نے صحابہ سے اُنکو مرنے کے بعد خواہش میں دیکھا اور  
 اُس سے کہا کہ سُنو فلاں شخص مسلمان نے میری زرہ اُتاری اور لشکر کے گوشہ میں  
 اُسے لے گیا اور اُسکے پاس گھوڑا کو دینے والا اور لات چلانے والا اور پیر  
 زرہ پر ایک سنگین رکھی ہے تو خالد بن ولید کے پاس جا اور اُسکو خبر دے تاکہ وہ  
 واپس لے لے میری زرہ اور ابابکر علیہ السلام کے پاس جا  
 اور اُس سے کہہ کہ میرے اوپر قرضہ ہے تاکہ وہ میری طرف سے قرض ادا کرے اور  
 فلاں شخص میرے غلاموں سے آزاد ہو پس اُس شخص نے خالد کو اطلاع دی تو  
 اُسے زرہ اور گھوڑے کو اُسی وصف کا پایا تو اُس سے زرہ پھیر لی اور خالد نے  
 اس خواب کی خبر دی ابو بکر نے اُسکی وصیت جاری کی۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہما  
 نے کہا میں اسی وصیت نمایاں جانتا ہوں جو وصیت کرنے والے کی موت کے  
 بعد جاری کی گئی ہو مگر یہ وصیت پس یہ کہتے ہیں جو ثواب کے لیے ظاہر ہوئی اس  
 سبب سے کہ تقویٰ اُسکا اچھا تھا اور ادب اُسکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے ساتھ خوب تعلق و محبت تھا تو یہ صادق کو چاہیے کہ اُس سے عبرت لے کر رہے اور جانے کہ  
 شیخ اُسکے پاس اسرار اُسکے رسول کی طرف سے یادگار ہیں اور وہ شخص جسے  
 شیخ پر اعتماد کیا وہ جانے کہ شیخ ایک عوض اُس شخص کا ہے کہ اگر وہ نہ مائتہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جوتا اور خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر  
اعتماد رکھنا اور قوم کو واجب ادب پر قائم کیا اللہ تعالیٰ نے اُنکے حال سے خبر رکھی  
اور اُنکی تعریف کی اور لکاک الدین تثنی اللہ قلوبہم للتقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے اُنکے  
دلوں کو آزمایا جو اور اُنکو خالص اور پُر کیا جو جس طرح کہ سونا آگ سے آزمایا جاتا ہے  
اور خالص آئین کا نکلتا ہے اور جس طرح کہ زبان ترجمان دل کی ہے اور قلب کے مورد  
ہونے سے لفظ منہ ب ہوتے ہیں اسی طرح سرورِ ارجو کہ مرید شیخ کے ساتھ ہو۔  
ابو عثمان کا قول ہے کہ ادب بزرگوں کے سامنے اور اولیاء بزرگ کی صحبت میں  
صاحب ادب کو درجات بلند تک اور دنیا و عقبیٰ کی خیر و برکت کو پہنچاتا ہے  
کیا تو نہیں دیکھتا اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف دلوں میں صبر و احتیٰ تخرج الیہم  
لکان خیراً لہم یعنی اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو اُنکی طرف نکلتا تو البتہ  
اُنکیسے بہتر ہوتا۔ اور اُن باتوں سے جو اُنکو اللہ تعالیٰ نے سکھائیں قول حق  
سبحانہ و تعالیٰ کا جو ان الذین ینادونک من درابہم جرات اکثر ہم لا یقولون یعنی  
ہر آئینہ وہ لوگ جو مجھے پرستے کیے پیچھے سے پکارتے ہیں انہیں سے اکثر کم عقل ہیں  
اور یہ حال نبیؐ کے گروہ کا تھا کہ وہ آئے خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاس اور انھوں نے پکارا اے محمدؐ ہماری طرف اس واسطے کہ ہماری مدح  
زنیٰ ہے اور زہد ہمارا عیب ہے کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
سنا اور آپ اُنکی طرف چلے اور اُس وقت فرماتے تھے اِنما ذلکم لعلانی و مہلین  
و مدہ زین یعنی کہ بات یوں ہے کہ یہ شانِ اللہ کی ہے کہ بُرائی اسکی عیب ہے  
اور تعریف اسکی زینت ہے یہ قصہ طویل ہے اور وہ لوگ اپنے شعرا اور خطیبوں کو

ساتھ لائے تھے تب اپنی حسان بن ثابت اور نوجوانانِ ہماجرہ انصارِ خطب کے  
ساتھ غالب آئے اور اس قصہ میں مرید کے لیے ادب ہو جب کہ وہ شیخ کے  
پاس آئے اور اسکے سامنے ہوا اور جلدی کو ترک کرے اور مدِ شہر رہے یہاں تک  
کہ شیخ اپنی خلوت کی جگہ سے باہر آئے۔ میں نے سنا ہے کہ شیخ عبد القادر  
رحمہ اللہ کے پاس جب کوئی فقیر آتا اور اس فقیر کی خبر دی جاتی تو آپ  
باہر آتے اور دروازہ کا ایک بیٹ کھولتے اور فقیر سے مصافحہ کرتے اور اسکو  
سلام کرتے اور اسکے ساتھ بیٹھتے اور اپنی خلوت گاہ کی طرف رجوع کرتے  
اور جب کوئی اُن لوگوں میں سے آتا جو گروہ فقر سے نہوتا تو آپ باہر آتے اور  
اسکے پاس بیٹھتے اور اپنی خلوت گاہ کو ہٹ جاتے تو بعض فقرائے دل میں اٹکا  
مختور ہوا اس سبب سے کہ فقیر کے لیے آپ باہر نہیں آتے اور غیر فقیر کے لیے  
باہر آتے ہیں سو جو بات کہ اس فقیر کے دل میں مختور ہوئی تھی شیخ ناک اسکی خبر  
پوچھتی تو آپ نے فرمایا کہ غیر ہمارا رابلہ ہے یعنی ایسی چیز جسے ساتھ بندہ نہیں ہو  
اسکے ساتھ دوستگی اور رابطہ قلبی ہر اور وہ اہل ہر اور اس اہمیت اور بگائگی  
نہیں ہر اس واسطے کہ ہم اسکے ساتھ موافقتِ قلوب پر اکتفا کرتے ہیں اور ظاہر  
کی ملاقات پر اس سے اس قدر پر قانع ہیں لیکن جو شخص فقر کے غیر میں ہر  
تو وہ عادت اور ظاہر پر وقوف اور قیام کیے ہوئے ہر سو جب کہ اس سے  
اوقات حق ظاہر نہیں کیا جاتا تو وہ متوحش ہوتا ہر پس مرید کا حق ہر کہ شیخ کے  
ساتھ ادب سے ظاہر اور باطن کو یاد رکھے اُنکی منصور مغربی سے لوگوں نے  
سوال کیا کہ کس قدر ایسا چٹان کی صحبت میں آپ رہے گا میں اسکی خدمت میں

راہیوں نہ اسکی صحبت میں اسواسے کہ صحبت بھائیوں اور برابر کے آدمیوں کے  
 ہوتی ہو اور مشائخ کے ساتھ خدمت ہوتی ہو۔ اور مرید کو سزاوار ہے کہ جب کبھی  
 اسکو شیخ کے حال سے مشکل پیش آوے تو وہ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ جو حضرت  
 خضر علیہ السلام کے ساتھ ہوا یاد کرے کہ خضر کو نوکر کام کرتے تھے جبکہ موسیٰ انکا  
 کرتے تھے اور جب اسے خضر نے خبر دی جو اس میں سر تھا تو موسیٰ اس کے انکار سے رنج  
 کرتے تھے تو مرید اسکا انکار کرے اسواسطیلکہ شیخ سے جو کچھ دیکھتا اور پاتا ہے اسکی حقیقت  
 کا علم اسکو کم ہو اور شیخ کے لیے ہر ایک چیز میں غدر و علم اور حکمت کی زبان سے واسکو  
 حاصل ہو۔ صحاب جنید نے ایک سنگ جنید سے پوچھا اور اسکا جنید نے جواب دیا  
 اس میں معارضہ کیا جنید نے کہا کہ اگر میرا ایمان اور ایمان نہیں ہو تو مجھے علی کی اغتیا  
 کرو اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ جس نے حرمت اس شخص کی جس سے ادب پایا قدر اور  
 عظمت نہیں کی وہ اس ادب کی برکت سے محروم رہا اور بعض کا مقولہ ہے کہ جس شخص  
 نے کہا اپنے استاد سے کہا کہ نہیں وہ کبھی ظلم اور نجات نہ پائے گا۔ حضرت  
 ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں  
 بات کہنا ترک کروں تو تم بھی ترک کرو اور جب میں تم سے بات کروں تو وہ مجھ سے  
 حاصل کرو اسواسطیلکہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اسی وجہ سے ہلاک اور تباہ ہوئے کہ  
 سوالات بہت کیا کرتے اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرتے تھے جنید علیہ الرحمۃ  
 نے کہا ابی حفص غنیثا پوری کے ساتھ میں نے ایک آدمی دیکھا جو بہت خاموش  
 رہا کرتا اور بات نہ کرتا تو میں نے اس کے یاروں سے کہا کہ یہ کون شخص ہے تو مجھ سے  
 کہا گیا کہ یہ ایک انسان ہے جو ابی حفص کے ساتھ رہا کرتا ہے اور ہماری خدمت

کیا کرتا ہے اس کے پاس ہزار روپے اسپر خرچ کیے اور ہزار روپے اور قرض لیے  
 وہ بھی اسپر خرچ کیے ابوخص نے روز رکھا کہا کہ ایک کلمہ سے ہی اس کے ساتھ  
 بات ہو۔ اور ابو زید بظامی نے کہا کہ میں اب اعلیٰ سندھ کی صحبت میں رہا ہوں  
 میں اس کو وہ چیزیں تلقین کرتا تھا جس کے ساتھ وہ اپنے قرض کو قائم کرے اور وہ مجھے  
 صرف توحید اور حق تعالیٰ کی تعلیم کرتا تھا۔ اور ابو عثمان نے کہا کہ میں ابوخص کی صحبت  
 میں رہا جبکہ میں نوجوان تھا سو مجھے اپنے پاس سے نکال دیا اور کہا میرے پاس  
 بیٹھو میں اس کے کلام کی مکافات یہ نہیں کہ میں اس کی طرف پیٹھ پھیر دوں اور پھر اس  
 پیچھے کی طرف چلتا ہوں اور میرا منہ اس کے سامنے تھا یہاں تک کہ میں اس سے غائب  
 ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں یہ ٹھان لیا کہ اس کے دروازہ پر میں اپنے لیے ایک  
 کنواں کھودوں اور اس میں آتروں اور بیٹھوں اور اس کے اندر سے میں باہر نکلوں  
 مگر اس کی اجازت سے پھر جبکہ مجھ سے یہ امر دیکھا تو مجھے قربت دہی اور مجھے قبول کیا  
 اور اپنے خاص یاروں سے گردنایا یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا اللہ اس پر  
 رحم کرے اور صوفیہ کے آداب ظاہری سے یہ ہو کہ مرید شیخ کے ہوتے ہوئے اپنا  
 سجادہ نہ بچائے مگر جبکہ نماز کا وقت ہو اس واسطے کہ مرید کی شان سے یہ ہو کہ وہ  
 کے لیے اور باتوں سے انقطاع کرے اور سجادہ کے بچانے میں آسائش اور  
 اغراض کا ایک اشارہ ہو اور سماع میں شیخ کے ہوتے ہوئے جفت نہ کرے الا  
 اس وقت کہ وہ حدیث سے خارج ہو جائے اور شیخ کی بیعت مرید کو سماع کو کھل  
 کھیلنے سے باز رکھتی ہو اور اس کو اپنے بس میں رکھتی ہو اور مرید کا استغراق شیخ  
 کی طرف نظر کرنے اور جو فضل حق اس پر وارد ہوتا ہو اس کے دیکھنے میں سماع کے

سننے سے زیادہ گوارا ہے اور ادب سے یہ بات ہے کہ شیخ سے کوئی چیز اپنے حال سے نہ  
 چھینا لے اور نہ وہ چیز کہ عظیم حق اسکو ملے اور جو کرامت اور اجابت اسکے لیے  
 ظاہر ہو اُسے پوشیدہ نہ کرے اور شیخ سے اپنے حال کو جو اللہ تعالیٰ اسکی طرف سے  
 جانتا ہے ظاہر نہ کرے اور جو بات کہ اسکے ظاہر کرنے میں شر ماتا ہو اُسکا ذکر ایسا  
 اور اشارہ سے کرے سو اچھلک مرید کا ضمیر جب کسی چیز میں جمید ہو جاتا ہے جسے  
 شیخ پر صراحت یا اشارۃ ظاہر نہ کرے تو اُس سے مرید کے باطن میں ایک گرہ رہ جاتی  
 ہے اندر پڑ جاتی ہے اور شیخ سے کدنیے میں وہ گرہ کھل جاتی ہے اور دور ہو جاتی  
 اور ادب سے یہ ہے کہ شیخ کی صحبت میں نہ جاوے مگر اسوقت کہ اُسے معلوم  
 ہو جائے کہ شیخ اسکی تادیب اور تہذیب کے لیے مستعد ہے اور شیخ زیادہ دوسرے  
 اسکی تادیب میں راست اور درست نہ ہو اور جب مرید کی نگاہ دوسرے شیخ کی طرف  
 جائے تو اسکی صحبت مصفا نہیں ہوتی اور غول شیخ کا سینہ غور نہیں کرتا اور اسکا باطن حال  
 شیخ کی شراعت کے لیے قابلیت نہیں رکھتا اس واسطے کہ مرید نے جب شیخ کو  
 مشیت میں کیا یقین کیا تو اُسکے فضل اور الوہیت کو جانا اور اسکی محبت  
 زیادہ ہو گئی اور محبت اور نفقت مرید اور شیخ کے درمیان واسطہ ہو اور قوت  
 محبت کے اندازہ کے موافق حال کی سرایت ہوتی ہے سو اسلئے کہ محبت علامت  
 تعارف کی ہے اور تعارف علامت حبسیت کی ہے اور حبسیت مرید کے لیے مال  
 بعض حال شیخ کی بھیجنے والی ہے۔ ابوامامہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و  
 سلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ تین ایک آیت کلام مجید کی کسی بندہ کو  
 عطا کی تو وہ اسکا مولا ہے سزاوار ہے کہ اسکو شرمندہ نہ کرے اور نہ شہر فخریت سے



اور جس نے یہ کام کیا ہر آئندہ اس نے اسلام کے دستور میں سے ایک دستہ کو توڑ ڈالا۔ اور  
 منجملہ ادب کے یہ ہر کہ جزئیات و کلیات میں شیخ کے خطرات کی رعایت کرے اور  
 شیخ کی کراہت کو خیر نہ جانے تاکہ حرکات اسکے شیخ کے حسن خلق اور اسکے کمال علم  
 اور مدارستہ کے اعتماد و جہاں ہی رہیں۔ ابراہیم بن شیبان نے کہا کہ ہم باعبد اللہ مغربی  
 کی صحبت میں رہتے تھے اور ہم اس وقت جوان تھے اور ہمارے ساتھ وہ جگل اور  
 بیابانوں میں سفر کرتا تھا اور اسکے ساتھ ایک شیخ حسن بن نام تھا اور شیریں اس کی صحبت  
 میں رہا سو جب کبھی ہم میں سے کوئی خطا کرتا اور اس پر شیخ کا حال متغیر اور ناخوش ہوتا تو  
 ہم اسی ضعیف سن کے ساتھ شفاعت کرتے یہاں تک کہ شیخ کا التفات مثل سابق  
 ہو جاتا اور شیخ کے ساتھ مرید کا یہی ادب ہو کہ اپنے وقائع اور کشف پر مدین رجوع  
 شیخ کے استقلال اور اعتماد نہ کرے اس واسطے کہ شیخ کا علم وسیع تر ہو اور اس کا باب  
 مفتوح الی اللہ بزرگتر ہو پس اگر واقعہ مرید کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا تو شیخ اسکے  
 موافق ہوگا اور اس کا اسناد اور اجراء مرید کے لیے کریگا اور جو بات میں عند اللہ ہوگی  
 اس سے اختلاف نہ کریگا اور اگر ایمان کیچہ شبہ ہو تو شبہ واقعہ کا شیخ کے طریق سے  
 زائل ہو جائے گا اور مرید کو روایات اور کشفوں کی صحت کا علم حاصل ہوگا اس واسطے  
 کہ مرید کے واقعہ میں تشکیک یا دس راہ کی آمیزش ہو جو اسکے نفس میں ہو اور واقعہ  
 کے ساتھ راہ نفس بل جل جائے خواب میں ہو یا بیداری میں ہو اور ایمان ایک  
 سرشتیب ہو اور مرید نفس کی سرپوشیدہ کے شیخ کے میں قائم نہیں ہوتا اور جبکہ  
 اس نے شیخ کے سامنے اس کو بیان کر دیا تو راہ نفس کا مرید کے اندر مخفی ہو کر شیخ  
 کے حق میں اس کا انخفا مفتوح ہو یعنی وہ عیان ہو چکا اگر سنجاب حق ہو

تو وہ طریق شیخ نے میرمن ہو جانے کا اور اگر اسکا واقعہ ہوا اسے نفس کی انھماکی  
 طرف منجھری تو وہ نرا نل ہو جائے گا اور صحن خاطر مرید پاک اور صاف ہو جائے گا  
 اور اسکا بار شیخ اٹھا لیتا ہے اس واسطے کہ اس کے حال میں قوت ہے اور جناب اتنی  
 میں اسکی باریابی کی صحت اور اسکی معرفت کمال پر ہے۔ اور ادب شیخ سے یہ ہے کہ  
 جب مرید شیخ کے ساتھ کلام کرے خواہ وہ دین کا کام ہو یا دنیا کا تو چاہیے کہ اسکا  
 شیخ پر بقیہ کرتے ہیں عجلت نہ کرے اور نہ اس پر ناگواری کے ساتھ غلبہ کرے یہاں  
 تک کہ اسکو معلوم ہو جائے کہ شیخ کا حال کیا ہے آیا وہ اس کے لیے آمادہ اور اس کے  
 کلام کی سماعت کے لیے فارغ ہو رہا ہے جس طرح کہ دعا کے لیے اوقات اور آداب  
 اور شرائط ہوتے ہیں اس واسطے کہ دعا ایک مخاطبت اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے  
 اسی طرح شیخ کے ساتھ کلام کرنے کے بھی آداب اور شرطیں ہیں اور وجہ یہ ہے کہ  
 وہ بھی اللہ تعالیٰ سے ہے اور اللہ تعالیٰ سے قبل اس کے کہ شیخ سے کلام کرے  
 توفیق اسکی مانگے جو ادب سے اس کے محبوب و مرغوب ہے اور اس میں شائبہ نہیں  
 کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اس پر تنبیہ کر دیا ہے جو ان کہ یہ احباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو حکم دیا ہے کہ آپ کے ساتھ اس طریق سے خطاب اور کلام کر دے اور فرمایا ہے  
 کہ یا ایہا الذین امنوا اذا ناصتیم الرسول فقد ناصتہم فیہ فی جو کلمہ صدمہ مستم  
 یعنی اے ایمان والو جس وقت ہمید کی بات کہو رسول سے تو وہ پہلے ہمید  
 کی بات کہنے سے خیرات۔ بعد اللہ بن عباس سے اس آیت کی شان نزول میں  
 کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے سوال کرنا اور مانگنا  
 شروع کیا اور کثرت سے حتیٰ کہ آپ پر دشوار کر دیا اور بہت الحاح سے

مانگنے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انکو ادب سکھایا اور اس امر سے انکو علم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے  
 حکم انکو دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی اور بات چیت نہ  
 کریں جب تک کہ پہلے خیرات اور صدقہ نہ دیدیں اور بعضوں نے کہا ہر کہ دو تہند  
 لوگ نبی علیہ السلام کے پاس آیا کرتے اور مجلس میں فقرا پر غلبہ کرتے یہاں تک  
 کہ انکا طول حدیث اور سرگوشی آپ کو مکروہ معلوم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حکم  
 صدقہ کا کلام کرنے کے وقت نازل کیا جب دولت مندوں نے یہ دیکھا تو آپ  
 کی بات چیت سے باز رہے اس واسطے کہ جو لوگ مفاسد تھے انہی سے پاس بچہ مال  
 نہ تھا کہ خیرات کرتے اور جو لوگ کہ ذمی مقدور تھے تو انھوں نے بخل کیا اور  
 باز رہے تب یہ امر صحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشوار معلوم ہوا  
 اور آیت رخصت نازل ہوئی اور فرمایا کہ انا شققتم ان تقدیرا بین یدیہم جو حکم  
 صدقات یعنی کیا تم ڈر گئے کہ دو پہلے بھید کی بات کہنے سے خیرات اور  
 بعضوں نے کہا ہر کہ ہر گاہ صدقہ کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا تو رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے کسی نے بجز علی بن ابی طالب کے سرگوشی نہیں کی سو دنیا  
 پیش کیے پھر اسے صدقہ میں دیا اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتاب  
 اللہ میں ایک آیت ہے جو سپر عمل کسی نے مجھ سے پہلے نہیں کیا اور نہ میرے  
 پیچھے کوئی اس پر عمل کرے گا اور روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی  
 تو آپ نے حضرت علی کو بلایا اور فرمایا کہ صدقہ میں تیری کیا رائے ہے  
 جس قدر دینا ہوں علی نے کہا اسکی طاقت لوگوں کو نہوگی فرمایا کہ چپ  
 اس قدر علی نے کہا کہ ایک دانہ جو یا ایک جو ہو اس پر خباب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ توڑا زہر و اندک خوار ہی بعد ازان آیت نصیحت اُتری اور  
وہ آیت منسوخ ہوئی اور جو خبر کہ اُس پر اللہ تعالیٰ نے حکم صدقہ کا دیا اور جو کچھ کہ حسن  
ادب اور مفید لفظ اور احترام کے تھا وہ منسوخ نہیں ہوا اور فائدہ باقی ہے عباد  
بن صامت سے روایت ہے کہ اس کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے  
سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ہم میں سے وہ شخص نہیں ہے جو ہمارے بڑے کی بزرگی نہ  
کرے اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کے حق کو نہ بھانے پس  
علماء کا احترام توفیق اور ہدایت ہے اور اُس کا ترک کرنا خسارت اور سرکشی ہے  
با وخوان باب شیخ کے آداب اور اس خیر کے بیان میں جس کا وہ برتاؤ  
یارون و شاگردوں کے ساتھ کرے

آداب ضروری ہے یہ ہے کہ غیغ صادق قومی بھائیوں پر فوقیت رکھنے کے ساتھ  
پیش نہ آوے اور نہ اس واسطے کہ اُنکے باطنوں کو اس چاہت سے کہ میری تبعیت  
کر میں بھی باتوں اور لطف مدار سے اپنی طرف کھینچے بلکہ جب وہ خیال کرے کہ  
اللہ تعالیٰ اُسکے پاس مریدوں اور ہدایت خواہوں کو بھیجتا ہے جو حسن ظن اور صدق  
ارادت اُسکے ساتھ رکھتے ہیں تو اُس سے ڈرنا چاہیے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ اللہ کی طرف سے  
استحسان اور آزمائش ہو اور حال یہ ہے کہ نفس کی شہرت میں داخل ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ  
ظاہر میں اُسکی قبولیت اور اُسکی شہرت ہو اور اصل یہ ہے کہ غور اور نشہ نشیمن میں  
سلامت اور میں ہے پس ہر گاہ کہ مقدر اپنے وقت پر پہنچا اور بندہ اپنے مال پر تکیا کرے  
ہو اور اُسے اللہ تعالیٰ کے اُسکے قیام سے جان لیا کہ وہ مریدوں کی تعلیم اور ارشاد  
کے لیے مقصود اور مراد ہے تو اُسوقت اُن لوگوں سے کلام نا صحابہ نہ سنانا کرے

جیسا کہ باب پہلے سے کرتا ہے جو اُسکے دین اور دنیا کے لیے نافع ہو اور جو مہر اور طبیب  
 کہ سداً تعالیٰ اُسکی طرف بھیجے اسداً تعالیٰ اُسکے معنی میں رجوع کرتا ہے اور نہایت اہم کو اُردو  
 کرتا ہے کہ تو کسی اسکی اس عالم میں کرے اور اُسکے ساتھ بات چیت کرے اور شیخ کو  
 چاہیے کہ مرید سے ایک کلمہ بھی نہ کہے مگر جب کہ اُسکا دل اسداً تعالیٰ کی طرف ناظر اور  
 اُسکے ساتھ یاری طلب قول صواب کا ہدایت میں ہو۔ میں نے اپنے شیخ ابو الغیب  
 سہروردی رحمہ اللہ سے اپنے بعض یاروں کو وصیت کرتے ہوئے سنا ہے کہ وہ  
 کہتے تھے کہ فقرا میں سے کسی کے ساتھ بات مت کر الا اسوقت جو تیرا صافی تر ہو اور  
 یہ ایک وصیت نافع ہے اس واسطے کہ کلمہ سچے مرید کے کان میں ایسا ہی واقع ہوتا ہے  
 کہ جیسے تخم زمیں میں گرتا ہے اور ہم ذکر کر چکے ہیں کہ خراب تخم ضائع اور تباہ ہوتا ہے اور  
 کلام کا تخم جو ہی سے خراب ہو جاتا ہے اور جو ہی کا ایک قطرہ علم کے ایک دریا کو گنڈا  
 کر دیتا ہے سو جب کہ اہل صدق و ارادت سے کلام کرے تو چاہیے کہ قلب ہر وقت  
 سے اسی طرح مدد مانگے جیسے کہ زبان قلب سے مدد مانگتی ہے اور جس طرح کہ  
 زبان ترجمان قلب دل ہے اور دل اُسکا ترجمان حق بنده کے پاس ہوتا ہے وہ ناظر  
 الی اسداً ہو گا اس طرح کہ اُس سے کہنے اور جو کچھ وارد ہو اُسکو تلقی اور قبول کرے  
 اور آئینہ امانت کو ادا کرے اُسکے بعد شیخ کو سزاوار ہے کہ مرید کے احوال کا اعتبار  
 کرے اور غوا سے اُسکو دیکھے اور نور ایمان اور قوت علم اور معرفت سے آئین  
 اُن چیزوں کو دریافت کرے جو اسکی صلاحیت اور استعداد سے ہو اس واسطے کہ  
 بعض مرید ایسے ہوتے ہیں جو صلاحیت اسکی رکھتے ہیں کہ فقط عبادت اور جسمانی  
 اعمال کریں اور ابراہیم کا طریق طہیج اور بعض مرید ایسے ہوتے ہیں جنہیں صلاحیت

قرب کی ہوتی ہے اور اس قابل ہوتے ہیں کہ مقرران کی راہ چلیں جو سلاطین قلوب اور معاملات سینہ کے سبب درجہ مراد کے منظور نظر ہیں اور ہر ایک گروہ کے لیے برابر مقرر ہیں۔ ہر تین درجہ تین میں شیخ باطنی کا بھی ہر گز نہ والا ہے وہ ہر ایک شخص کو جانتا ہے اور ہر ایک کو جانتا ہے جس کی اسے صلاحیت ہے اور یہ تعجب کی بات ہے کہ تنگی گنوار آدمی جانتا ہے کہ زمین کیسی اور زرخیز کس طرح لگاتے ہیں اور ہر ایک پودا زمین کو پہچانتا ہے اور ہر ایک پیشہ ور اپنے پیشہ کے فائدہ و نقصان کو سمجھتا ہے حتیٰ کہ ایک عورت روٹی پہچانتا ہے اور اس کا کتنا اور موٹا دبا ایک سبب بایں جانتی ہے اور شیخ مرید کے خال کو جاننے اور نہ اس خیر کو جس کے قابل وہ ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ آپ لوگوں سے انکی عقل کے موافق بات چیت کرتے تھے اور ہر ایک شخص کو اس کام کا حکم دیتے تھے جس کے قابل وہ ہوتا تھا تو بعضے انہیں سے وہ تھے جنکو خراج اور اتفاق کا امرو ماتے اور بعضے وہ تھے جنکو غل اور کم خرچ کرنے کا حکم دیتے اور بعضے وہ تھے جنکو کسب و پیدا کرنے کا اور بعض کو ترک کسب کا حکم دیتے جیسے اصحاب سفہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے اوصاف و اطوار جانتے تھے اور جو خیرین کہ انکے قابل تھیں البتہ درجہ دعوت میں آپ سب کی دعوت فرماتے سو اسی واسطے پیدا ہوئے اور بھیجے گئے تھے کہ محبت کو ثابت کریں اور دلیل کو واضح کریں عام دعوت کرتے اور دعوت کے مخصوص اسکو نہیں کرتے جس میں ہر امت کا تفرس کرتے اور وہ شخص جس میں یہ کرتے ایک شخص کا ادب یہ ہے کہ اسکے واسطے خلوت خاص ہو اور وقت خاص ہو جس میں باطن خلق کی فراحت کی نہ تو کہ خلوت میں فائدہ خلوت کا دے اور اسے

نفس میں دعویٰ قوت کا نہ کرے جس پر گمان ہو کہ ہمیشہ خلق سے ملنا جلتا اور  
 ایسے بات چیت کرنا مجھے نقصان نہ کرے اور اس سے امید نہیں کرتا اور وہ خلوت کا  
 محتاج نہیں ہے اس لیے کہ ہر آدمی اپنے علیہ السلام باوجودیکہ کہاں آپ کو حال میں  
 تھا، اتوں کو قیام فرماتے تھے اور نماز میں پڑھا کرتے اور سیر اور صفت فرمایا  
 کرتے تھے اور بسا اوقات غصے جن میں آپ خلوت رکھتے تھے وجہ یہ ہے کہ انسان  
 کی طبیعت سیاست سے مستغنی نہیں ہے قلیل ہو یا کثیر لطیف ہو یا کثیف اور ہر ایک  
 مغرور اور فریفتہ لوگوں نے فضاغت تھوڑی خوشدلی پر کر لی اسکو سرمایہ اپنا گردانا  
 اور اپنے قلب کی طبیعت پر دھوکا کھا گئے اور میل جول اور ملاقات محبت میں پائون  
 اپنے پھیلا دیے اپنے نفس کو یہودہ لوگوں کا ٹھکانا بنا دیا ایک فہم کے سبب جو  
 اس کے پاس کھاتے ہیں اور اس صہر بانی کے باعث جو اس سے پاتے ہیں سو اسکا  
 قصد وہ شخص کرے جسکا قصد دین نہوا اور نہ اسکی آرزو ہو کہ پرہیزگار شیعوں کی  
 راہ چلے پس وہ خود بھی فتنہ میں پڑتا ہے اور لوگوں کو بھی فتنہ میں ڈالتا ہے سو  
 قصور کے موقعوں میں رہا اور فتور کے دائرہ میں گر کر آتش شیخ احمد تھالی کی مدد  
 چاہے اور اس کے سامنے دل سے تضرع و زاری کرتے سے مستغنی نہیں ہوتا اگر وہ  
 اپنے قالب اور قلب کے ساتھ مستغنی نہیں ہے تو اس کے لیے ہر لمحہ میں ہر لمحہ الہی  
 ہوگی اور ہر ایک جنبش میں اللہ تعالیٰ کے سامنے خضوع ہوگی اور یہ جو فتنہ مغرورین کے  
 سر پر آتا ہے جو مدعی قوت کے ہیں اور بات چیت اور میل جول میں پائون پھیلاتے  
 ہیں اسکی طرف وجہ یہی ہے کہ صفات نفس کی معرفت انکو کم ہے اور تھوڑی  
 بخشش پر وہ لوگ فریفتہ ہو گئے۔ اور شیعوں سے ادب کم پایا ہے جنہیں

علیہ الرحمہ اپنے یاروں سے کہا کرتے کہ اگر میں یہ جانتا کہ دو رکعت نماز نفل تجارت سے ما  
صحت رکھنے سے افضل ہے تو میں تجارت سے پاس نہ بیٹھتا پھر اگر فضیلت خلوت میں رکھے  
تو خلوت میں بیٹھے اور اگر صحبت میں فضل دیکھے تو یاروں کے ساتھ بیٹھے نہ صحبت  
اسکی خلوت کی حمایت میں ہوگی اور صحبت اسکی خلوت سے اسکے بڑھکر ہوگی اور میں  
سر اور مجید ہوا یہ اس واسطے ہے کہ آدمی کے اندر ترکیب مختلف ہے کہ ایمین تغیر  
اور تضاد ہوا سو جب سے کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ سفلی اور علوی کے درمیان  
امد رفت رکھنے والا ہے اور اس تغایر کے سبب جو اس میں ہے ایک حصہ سستی کا  
صبر ہے ہے جو مصروفیت حق پر ہو اور اسی واسطے ہر ایک مایل کے لیے ایک سستی  
ہوتی ہے اور یہ سستی کبھی صورت عمل میں اور کبھی عمل میں فرہ نہ ملنے سے ہوتی ہے اور  
اگر صورت عمل میں نہ ہو سستی کے وقت میں مریدوں اور سالکوں کے لیے تفسیع اوقات  
اور نفس کی رحمت اور بیکاری اور تعلل کی طرف سیلان ہوتا ہے اور جو شخص کہ مشغیت کے  
مرتبہ کو پہنچ گیا ہے تو حصہ اسکی سستی کا خلق کی طرف راجع ہوا تو خلق اسکی کاہلی  
کے حصہ سے فلاح پاتی ہے اور اسکی کاہلی کا حصہ ایسا ضائع نہیں ہوتا جیسا کہ مریدوں  
کا حصہ کاہلی کا ضائع ہوتا ہے سو مرید کاہلی سے قوت شدت اور جدت طلب سے اہم تھا  
کی طرف متوجہ ہونے کی طرف خود کرتا ہے اور شیخ اپنی کاہلی کے حصہ کے ساتھ نفع خلق سے  
فضیلت حاصل کرتا ہے اور اپنے اوطان خلوت اور خاص حال کی طرف خود کرتا ہے اپنے  
نفس شہرہ سے بیشتر اس سے کہ فقیر اپنی تیزی ارادت کے سبب اپنی کاہلی سے خود کرتا  
اور اسوقت شیخ خلق سے خلوت کی طرف کاہلی سے بھرتا ہے فارغ البال اپنے طلب  
کے ساتھ جوشنہ اور پر نور ہے اور ایسی روح کے ساتھ جو اخیر کی دید کی اضمیق سے



آزاد ہو اور اپنے شغف کی حدت سے دہرا قرار کی طرت آئے دلی ہو۔ اور شیخ کے وظائف  
 سے یہ ہو کہ اہل ارادت و طلب کے ساتھ نیک خلق ہو اور اپنی ان باتوں سے جو کہ  
 مشائخ کے لیے تعظیم اور تحمیل اور استعماں تو وضع واجب ہو چنے اتر آئی۔ رقی نے کتاب  
 کی ہو کہ مصر میں تالیس در مسجد میں فقرا کی ایک جماعت شیعہ ہوئی تھی کہ اس آستان میں  
 رفاق آیا اور ایک سنوں کے پاس کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا سو ہم نے کہا کہ اُدھر  
 شیخ نماز سے فارغ ہو اور اُدھر ہم آئیں اور اُسکو سلام کریں سو جب وہ فارغ ہوا تو  
 ہماری طرت آیا اور یہیں سلام کیا اُس پر ہم نے کہا کہ ہم اُسکے لیے شیخ سے زیادہ ادنیٰ تھے  
 تو شیخ نے کہا کہ اللہ نے میرے قلب کو اُسکے ساتھ کبھی عذاب میں نہیں ڈالا یعنی میں بھی  
 اُسکا عقیدہ نہیں ہوا کہ میرا احترام ہو اور اُسکا کوئی قصد کرے اور شیخ کے آداب سے  
 یہ ہو کہ مریدوں کے حال کی طرت اُنکے ساتھ ملاطفت اور خوش طبعی سے تروی کرے۔  
 بعض صوفیہ نے کہا ہو کہ جب تم کسی فقیر کو دیکھو تو نرمی کے ساتھ ملاقات کرو اور علم کے  
 ساتھ ملاقات کرو سو اُسکی نرمی اُسکو مانوس کرتی ہو اور علم و بحث اُسکو وحشت  
 دلاتی ہو تو جب شیخ یہ ترانو نرمی سے کریگا تو مرید رفتہ رفتہ اُسکی برکت سے علم کے نفع  
 کو پہونچے اور ترقی کرے گی اب مرجع علم کے ساتھ تعامل کرے۔ اور شیخ کے ادب سے  
 یہ ہو کہ یاروں پر مہربان رہے اور صحت و مرض میں اُنکی حاجت روائی کرے اور اُنکے  
 حقوق کا ترک اس اعتماد پر نہ کرے کہ وہ صاحب ارادت و صدق ہیں بعضوں نے کہا ہو  
 کہ اپنے بھائی کا حق مودۃ جو ہے اور اُسکے دریاں میں ہو ضائع مت کرو اور جو برائی  
 رویت ہو کہ میں جب کہ حج سے اُٹھا پھر ا تو جلید سے میں نے ابتدا کی اور  
 اُسے سلام کیا اور باتیں کیں تاکہ وہ ملاقات کے لیے تکلیف نہ کریں چہ

میں اپنے گھر آیا سو خوب میں صبح کی نماز پڑھ چکا اور اٹھا پھرا تو کیا دیکھا ہوں کہ عتیق میرے چچے چچے ہو سو میں نے کہا کہ یا سیدی میں نے اسی واسطے آپ سے اول ملاقات کی اور سلام کیا تاکہ آپ یہاں تک آنے کی تکلیف نہ اٹھائیں آپ نے فرمایا کہ یا اباحمد یہ تیرا حق ہے اور یہ تیرا فضل ہے۔ اور شاخ کے آداب سے یہ کہو کہ جب کسی طالب مستر شد نے مخالفت اور نفرت میں اور صدق غیبت کے اعتماد میں ضعف پایا کہ اسکے ساتھ ملائیت کریں اور حد رخصت پر اسے شہر اربعین کہ اس میں بہت خیر ہوگا جینک بندہ رخصت کی چار دیواری سے در نہ گذرے تو وہ آزاد ہو بعد ازان قائم ہوا اور فقیروں سے ملا اور از دم رخصت میں مشاق ہو گیا تو نرمی کے ساتھ غریبیت کے مقامات تک چڑھایا جائے۔ ابوسعید بن الاعرابی نے کہا کہ ایک جوان تاجور اور ابھیم صاحب سے مشہور تھا اور اس کا باپ دولت مند تھا سو وہ صوفیہ کی طرف پلٹ آیا اور ابوجہم قلناسی کے ساتھ ہم صحبت ہوا پھر اکثر اوقات کچھ روپیہ پسید ابو احمد کے ہاتھ لگ جاتا تو وہ اس کے لیے پتلی چپا تیاں اور بھنا ہوا گوشت اور طواریک تانا اور اسکو دے دیتا اور کہتا کہ یہ خارج دنیا سے ہوا ہے اور ہرگز نہ نعمت نے پھر جو دیکھا تو وہ حسبِ حق کہ ہم اس کے ساتھ نرمی کریں اور اسکو دوسروں پر ترجیح دیں۔ اور شاخ کے آداب سے یہ کہو کہ مال خرید اور اسکی خدمت اور مدارات سے جو جو جن الوجود ہو مقررہ اور مقرر ہے اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے واسطے آیا ہو تو اسکا نفع اور اڑنا جس خالص اللہ تعالیٰ ہو پھر کیا مرید کے لیے افضل صدقات سے ہاتھ نہ جائے۔ اور ہرگز نہ حدیث میں وارد ہے کہ کسی صدقہ دینے والے نے کوئی صدقہ نہ افضل علم سے نہیں دیا جسکو وہ لوگوں میں پسلا تا ہوا اور بیشک اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہر تنبیہ کے لیے کہ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہر خالص ہوا اور مایوس سے بچائے  
کے لیے اِنما یصلیٰکم لوتخیر اللہ لایزیدکم جزا ولا تنقصکم جزا یعنی ہم کما نام کو واسطے اللہ تعالیٰ  
کے کھلاتے ہیں اور ہم سے بدلا اور شکر کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں جس شیخ کے لائق نہیں ہر  
کہ اُس کے صدقہ پر کوئی جزا طلب کرے مگر اُس صورت میں کہ شیخ کو کسی چیز میں اس کے  
علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے سپرد ہو کہ مرید سے رفیق اور قبول کرے یا کوئی  
مصلح جو جو شیخ کے لیے مرید کے حق میں اُس سے اللہ تعالیٰ دیکھائے پس ایسی  
حالت میں مرید کے مال سے منع ہونا اور اُسکی خدمت سے نفع لینا ایک مصلحت کی  
وجہ سے ہو گا جو مرید شیخ کی جانب سے بلا شائبہ عود کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر  
شیخ کو جو عود کرے وہ لایسئلکم و لایسئلکم ان یسئلکم و لایسئلکم ان یسئلکم یعنی وہ لے گا  
تم کو نیک تمھارے اور نہ مانگے کام سے مال تمھارے یعنی تمام مالی نہ لے گا کہ  
تمام مالی تم سے مانگے اور زمین مبالغہ کرے تو تم بخیل کرو اور کو تمھارے دل کی عقلیوں  
سب ہر نکالے۔ قرار دے کہ اللہ تعالیٰ نے جان لیا ہے کہ مال کے نکلنے میں  
کینوں کا نکالنا ہر دیر یا دیر بجانب اللہ کریم ہو اور اب وہی ادب اللہ کا  
حضر حلال نے کہا ایک شخص جنید کے پاس آیا اور اُس نے ارادہ کیا کہ اپنا کل مال  
خارج کر دے اور قبر پر اُنکے ساتھ بیٹھے تو جنید نے اُس سے کہا کل مال اپنا مت  
نکال اپنے بقدر تقاضا اُس میں سے اپنے پاس رکھ جو پڑا اور فاضل مال نکال ڈال  
اور رکھے ہوئے مالی سے اپنی قوت کر اور حلال کی طلب میں کو شمش کر جو تیرے  
پاس ہر وہ سب مت خارج کر اس واسطے کہ تو اپنے ادرا میں اس سے نہیں ہر  
کہ خیر سے تیرا نفس مبالغہ کرے گا۔ اور حضرت نبی علیہ اسلام جب ارادہ کرتے کہ کوئی

کام کرین تو آپ ثابت اور قائم ہو جاتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شیخ کو مرید کا حال معلوم ہو جاتا ہے کہ جب وہ کسی شے سے علیحدہ ہو جائے تو اسکو حال سے وہ حاصل ہوتا ہے جسکے سبب وہ مال کی طرف نہیں جھانکتا اور اسوقت اسکو جائز ہے کہ مرید کو مال سے علیحدہ ہونے کے لیے وسعت دے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو وسعت دی اور اسے اسکا تمام مال قبولی فرمایا۔ اور شیخ کے آداب سے یہ ہے کہ جب مرید سے کوئی امر مکروہ دیکھے یا اس کے حال سے کسی طرح کی بکروسی معلوم ہوگی یا اس سے کوئی دعویٰ دیکھا یا دیکھا کہ اس میں عیب اور خنڈ آگیا ہے تو چاہے کہ مکروہ کی اس سے تفریح نہ کرے بلکہ اور پیاروں سے کلام کرے اور اس مکروہ کی طرف اشارہ کرے جو جاتا ہے اور مجملہ برائی کی وجہ کو ظاہر کر دے تو اس سے فائدہ سب کو حاصل ہو گا کیونکہ یہ مدارات سے قریب تر ہے اور زالیف قلوب کے اثر میں زیادہ تر ہے اور جبکہ مرید دن سے خدمت میں گوتا ہے دیکھے جو اس پر لازم تھی تو اسکی نصیحت کو برداشت اور اسے معاف کرے اور خدمت اسے ملائمت اور رفیق سے برا بیختہ کرے اور اسی کی طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں استعجاب کیا جو عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ کہ سفدر خادم سے غمو کر دن آپ نے فرمایا ہر روز ستر مرتبہ۔ اور اخلاق منشاخ حسن قدر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذبذب اور ناراستہ ہیں اور یہ حضرت سب لوگوں سے زیادہ تر حق دار ہیں کہ اسکی نسبت کا احیا کرین خواہ کوئی امر ہو یا عیب ہو یا انکار کیا ہو یا واجب کیا ہو۔ اور تمام ضروری آداب سے

یہ ہے کہ مریدوں کے اسرار کی مخالفت ان چیزوں میں کوئی جملہ مرید شیخ بظاہر نہیں کرتا  
 اور وہ شہنشاہین طرح طرح کی جو انکو عطا ہوتی ہیں اس واسطے کہ سر مرید اس کے رب  
 اور شیخ سے آگے نہیں بڑھتا بعد ازاں شیخ نفس مرید میں ان چیزوں کو حیرت  
 گردانے جو اپنی خلوت میں پاتا ہے خواہ وہ کشف ہو یا کوئی خطاب کا سماع  
 ہو یا کوئی چیز خوارق عادت سے ہو اور اسکو جہلا دے کہ ان چیزوں میں سے  
 کسی چیز پر غور جانا اس سے باز رکھتا ہے اور باب ترقی کو بند کر دیتا ہے بلکہ اسکو  
 سمجھا دے کہ یہ ایک نعمت ہے اسکا تو شکر ہے اور اس سے اوست نہیں ہیں  
 جو شمار میں نہیں آتیں اور مرید کو یہ بھی بتلا دے کہ شان مرید طلب نعم ہو نہ کہ طلب  
 نعمت ہے تاکہ اسکا محفوظ اس کے نفس اور اس کے شیخ کے نزدیک رہے  
 اور سر اسکا افشا نہ ہو اس واسطے افشا اس کا تکی سینہ سے ہے اور تکی سینہ  
 افشا سے سر کی وجہ ہے کہ اس کے ساتھ عورات اور مردان ضعیف العقل نصیب  
 ہوں اور افشا سے سر کا سبب یہ ہے کہ انسان کے لیے دو قوتیں ہیں ایک اخذہ  
 یعنی لینے والی اور ایک عطیہ یعنی دینے والی اور یہ دونوں قوتیں اپنے اپنے فعل  
 منقص کی شایق ہوتی ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ قوت عطیہ کو موکل اور شعیب اس کے  
 لیے نہ کرتا کہ جو کچھ اس کے پاس ہے ظاہر کر دے تو اسرار ظاہری نہو تے پس بل عقل  
 کا یہ کام ہے کہ جب کبھی قوت ایک فعل کو چاہتی ہے اسکو مفید اور بند کرتا ہے  
 اور اسکو عقل کے ساتھ وزن کرتا ہے تاکہ اسکو اس کے محل اور موقع پر رکھے  
 تو شایخ کا حال اس سے طبعی تر ہے کہ اسرار کو افشا کرین اس واسطے کہ عقل  
 انکی متبہ اور زہین ہیں اور مرید کو سزاوار ہے کہ اپنے راز کو افشا سے محفوظ

رکھے اس واسطے کہ اسکی صحت اور سلامت اس میں رکھو اور حق سبحانہ تعالیٰ کی تائید جو اس کے لیے ہر سچے مرید دن کا انکی آمد رفت کے مقاموں میں تدارک اور خبر گیری کرتی ہو

باب پنواں صحبت کی حقیقت اور اس کے سیانین جم کچھ خیر و شر سے اس میں ہو

صحبت کا اقتضا کرنے والا وجود خلصیت ہے اور کبھی اوصاف عام ترجیحی اسکے درجی ہونے میں اور کبھی اوصاف خاص تر سو اوصاف ہم کا اقتضا ایسا ہو جیسا کہ جنس بشر سے ایک شخص دوسرے شخص کی طرف میل کرتا ہے اور اوصاف خاص کا اقتضا جیسا کہ اہل صحیت سے ایک دوسرے کا مائل ہوتا ہے پس جب کہ یہ قاعدہ کلیہ معلوم ہو چکا اور یہ تحقیق ہے کہ صحبت کی طرف کھینچنے والا وجود خلصیت ہے کبھی اوصاف اعم سے اور کبھی اوصاف اخص سے تو انسان کو اپنے نفس کو ٹوٹنا چاہیے جبکہ وہ کسی شخص کی صحبت کی طرف مائل ہو اور اس بات کو دیکھے جس کے سبب وہ اس شخص کی طرف رغب ہوتا ہے اور جس شخص کی طرف کہ نفس مائل ہوتا ہے اس کے احوال کا شرع کی ترازو میں وزن کرے اور انکو تو بے پھر اگر اس کے احوال کو درست اور درست دیکھے تو چاہیے کہ حسن حال کی وجہ سے اسکی مباشرت اور بشارت کرے اور اس کے بعد تعالیٰ نے اسکا آئینہ روشن اس کے بھائی کے آئینہ میں بنا دیا ہے کہ حسن حال کا جمال اس کے لیے جلوہ کرے اور اگر اس کے افعال کو درست اور درست نہیں دیکھتا تو چاہیے کہ ملاست اور تمام کے ساتھ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اس واسطے کہ اس کے بھائی کے آئینہ میں اس کے حال کا بخونہ اپنی اسکو نقل گیا اس صورت میں لاتی ہو کہ اس سے ایسا بھاگے جیسا کہ وہ شیر سے بھاگتا ہے اس واسطے کہ وہ دونوں

جب آپس میں مل بیٹھیں تو اور زیادہ اربابی اور بگڑی ہوگی بعد ازاں وہی مصاحبت سے جسکی طرف اسکو میل چھوٹے حال دیکھو اور اپنے نفس کیلئے حسن حال کا حکم کرے تو اسکو اپنے بھائی کے آئینہ میں نظارہ کرے پھر جانتا چاہیے کہ وصف اہم کامیل اسکی شہرت میں مرکوز ہو اور میل اسکے طریق کے ساتھ واقع ہو اور اسکیلئے اسکی رو سے احکام میں اور نفس کیلئے اسکے سبب سے سکون اور میلان ہو جو جو میل کہہ وصف اہم کی وجہ سے اسکو وصف خاص کے میل کا فائدہ دور اور سبب کر دیتا ہے اور دونوں ہم نشینوں کی باہم ایسی طبعی خوشی و رجت اور دل کی لذتیں اور مزہ ہے کہ انہیں اور خالص محبت بندہ میں کوئی فرق نہیں بتلا سکتا مگر وہ علماء کہ نہ اہلین اور کبھی مرید صادق اہل صلاح میں اس سے زیادہ بگڑ جاتا ہے بقدر کہ اہل فساد میں بگڑتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اہل فساد کا جو طریق ہے اسکا فساد سمجھ نہتا ہے اور اس سے پرہیز کیا جاتا ہے اور جو اہل صلاح ہیں انکی صلاح سے دھوکا ہو جاتا ہے تو انکی طرف صلاحیت کی جانبیت سے مائل ہوتا ہے بعد ازاں انکے درمیان لذت اور راحات طبعی اور جمالی حاصل ہوتے ہیں جو انکے اور حقیقت محبت بندہ کے حاجب اور حائل ہوتے ہیں تو انکے طریق سے طلب میں فقر اور حصول مقصود سے مخالفت پیدا ہوتی ہے اور چاہیے کہ مرد صادق اس دقیقہ اور باریک نگاہ سے آگاہ ہوئے اور محبت سے جو قسم کہ صاف پاک تر ہو اختیار کرے اور جو کمترین مسترد و مقصود ہو اسے چھوڑ دے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ نہیں تو نے کوئی شر دیکھا مگر اس شخص سے جسکو تو جانتا ہے یا جانتا ہے اور اسی قول کے باعث ایک گروہ نے اہل سلف سے محبت کا انکار کیا ہے اور وحدت و تنہائی

اور گوشہ نشینی میں فضیلت سمجھتے تھے مثل ابراہیم اور اسم اور داؤد علیہ السلام اور بنی اسرائیل  
 بن سلیمان انکوائض کے اور سلیمان انکوائض سے حکایت کی ہو کہ لوگوں نے اس سے  
 کہا کہ ابراہیم بن اسم آیا ہو کیا تو اس سے ملاقات نہ کرے گا اس نے جواب دیا کہ  
 اگر وہ ایک درندہ نقصان ہم پہنچانے والے سے ملوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ  
 مرغوب ہو کہ ہم ابراہیم بن اسم سے ملوں کیا یہ اس واسطے ہو کہ میں جب اسے دیکھوں  
 تو اس کے لیے اپنے کلام کو آراستہ کر دوں گا اور اپنے نفس کو اس کے حسن احوال کے  
 ظاہر کرنے سے ظاہر اور غالب کر دوں گا اور ابراہیم فقہ ہو اور یہ ایک عالم اپنے  
 نفس اور اخلاق نفس کا کلام ہو اور یہ امر دو مصاحبوں کے درمیان ضرور  
 ہوئے والا ہو مگر وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ محفوظ اور مصلح رکھے۔ ابو سعید  
 خدری سے روایت ہے کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو قریب ہو  
 یہ کہ بہترین مایہ مسلم بکریاں کہ ان کے ساتھ وہ بہار کی گھاٹیوں میں لگا پرتا ہو اور  
 ان مقامات میں جہان جہان پانی گرتا ہو جاتا ہو اپنے دین کے ساتھ فتنوں  
 سے پھرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل اور ابراہیم سے خبر دینے کے لیے فرمایا ہو و  
 اعتر لکم ما تدعون من دون اللہ وادعونی یعنی تم سے کوئی پکارتا ہو اور اللہ سے  
 کہ جسکو تم پکارتے ہو اور میں تو اپنے رب کو پکارتا ہو حضرت خلیل اللہ نے  
 غرلت سے اپنی قوم پر قوت اور پستی طلب کی ہو بعضوں کا یہ قول ہو کہ غرلت  
 دونوں ہو خریفہ ہو اور فضیلت ہو سو خریفہ تو غرلت شہ اور اہل شر سے ہو  
 اور فضیلت غرلت فضول اور اہل فضول سے ہو اور جائز ہو کہ کہا جائے کہ  
 خلوت غیر غرلت ہو پس خلوت اختیار سے ہو اور غرلت نفس سے ہو



اور ان چیزوں سے جس کی طرف نفس بکاتا ہو اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باز رکھے پس غلوت کثیر الوجود ہے اور غلوت قلیل الوجود ہے جو بیکر درانی نے کہا ہے کہ فتنہ نہیں پیدا ہوا ہے الا خاطر اور میل جول سے شروع آدم علیہ السلام سے آج کے دن تک اور سلامت وہی شخص رہا جس نے خاطر سے گوشہ گیری کی اور بعضوں نے کہا ہے کہ سلامت کے دس دہرائیں تو جزو خاموشی میں ہیں اور ایک جزو غلوت میں ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ غلوت اصل ہے اور غلطہ و صحبت عارض تو چاہیے کہ اصل کو لازم پکڑے اور غلطت نہ کرے مگر بقدر حاجت سے اور جب غلطت کرے تو نہ مخالفت کرے مگر جمع کے ساتھ اور جب مخالفت کرے تو خاموشی اختیار کرے اس واسطے کہ وہ اصل ہے اور کلام عارضی ہے اور حکیم کرے مگر ہمہ کے ساتھ اس واسطے کہ صحبت کا خطرہ بہت ہے اور ہمیں بند زیادہ علم کا محتاج ہے اور اخبار و آثار غلطہ اور صحبت سے پرہیز کرنے کے باب بہت ہیں اور کتابیں اس سے مملو اور مشغون ہیں اور آئین جو اخبار ہیں انکو ایک مرتبہ نے جمع کیا ہے جو عبد اللہ بن سعود نے روایت کی ہے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لیا تین علی الناس زمان لا یسلم لہی دین دینہ الا من فریدہ من قرینہ الی قرینہ ومن شایق الی شایق ومن جری مجرک الشعلب الذی یرجع قالوا وستی ذلک یا رسول اللہ قال اذ لم یل بعیشۃ الا بیا صبیہ فاذا کان ذلک الزمان قلت الغروبہ قالوا وکیف ذلک یا رسول اللہ وقد مررتنا بالقرین قال انہ اذا کان ذلک الزمان کان ہاک الزمل علی ید ابوہ خان لم یکن جوانی علی بدز وجتہ وولدہ فان لم یکن لہ زوجتہ دلاولہ علی ید قرابتہ قالوا

ولیت ذلک یا رسول اللہ قال یسرونہ بضیق البیضاء فلیکلفن مالاً طیق حتی یردوه  
 من سوار و امکنۃ یعنی البیضاء آدمیوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ نہیں سلامت رہے گا  
 کسی دین دار سے کا دین مگر وہ شخص کہ بسبب دین اپنے کے ایک گائوں سے  
 دوسرے گائوں کی طرف بھاگے گا اور ایک بلندی سے دوسری بلندی کی طرف  
 اور ایک سو باغ سے دوسرے سو باغ کی طرف مانند لومڑی کے کہ وہ بھاگتی ہو کہ  
 لوگوں نے کہ یا رسول اللہ یہ کب ہو گا فرمایا کہ جس وقت نہ پونچھے روزی مگر اس کا گناہ  
 اللہ تعالیٰ کے پس جس وقت یہ زمانہ ہو دے تو عورت یعنی بے نکاح رہنا حلال ہو گا  
 بونے کہ کیونکر ہو دے یہ بات یا رسول اللہ حالانکہ اپنے ساتھ نکاح کرنے کے  
 حکم کو کیا ہو فرمایا کہ جس وقت بیٹا نہ ہو گا موت مرد کی اور بیٹا نہ ہو گا اب کے ہوگی اور  
 اگر اسکے مان بپ نہ ہو گئے تو اوپر یا تھر زوجہ اور اولاد کے ہوگی اور اگر اس کی زوجہ اور  
 اولاد نہ ہوگی تو اوپر یا تھر قرابت اسکے کے ہوگی بونے کس طرح پر یا رسول اللہ فرمایا  
 ساتھ تنگی روزی کے شرم دلانگی تو وہ جس چیز کی طاقت نہیں رکھتا ہو اس کی تکلیف  
 اٹھائے گا یہاں تک کہ وہ اسکو محل ملاکت میں داخل دے اور اہل سلف سے بعضوں  
 نے صحبت اور برادری فی اللہ کے اندر رغبت کی ہو اور انکی رائے ہو کہ اللہ تعالیٰ  
 نے اہل ایمان پر اس بات پر اہسان رکھا ہو اس حدیث سے کہ انکو بھائی ٹھہرایا ہو  
 اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا اور ذکر و النعمۃ اللہ علیکم اولکم اعداء خائفین قلوبکم  
 جامعتم نجۃ اعدائکم یعنی اور اوپر اپنے اللہ کی نعمت کو یاد کرو اسو اسطے کہ تم دین  
 سے بچ رہو اسے دین میں الفت دہی پس صبح کو تم ساتھ نعمت اسکی کے  
 بھائی ہو گئے اور بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ہو اللہ ہی ایک نہروہ دیا ہو میرے

اور ان چیزوں سے جسکی طرف نفس نکلتا ہو اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باز رکھے پس خلوت کثیر الوجود ہو اور غفلت قلیل الوجود ہو اگرچہ دراق نے کہا ہے کہ فتنہ نہیں پیدا ہوا الا خاطر اور میل حول سے شروع آدم علیہ السلام سے آج کے دن تک اور سلامت وہی شخص رہا جسے خاطر سے گوشیگی کی اور بخون نہ کہا ہے کہ سلامت کے دس اجزا ہیں فوج و خاموشی میں عین اور ایک جزو غفلت میں جو اور بعضوں نے کہا ہے کہ خلوت اصل ہے اور خلطہ و صحبت غرض تو یہ ہے کہ اصل کو لازم پکڑے اور مخالفت نہ کرے مگر بقدر حاجت سے کہ اور جب مخالفت کرے تو نہ مخالفت کرے مگر مشورے کے ساتھ اور جب مخالفت کرے تو خاموشی اختیار کرے اس واسطے کہ وہ اصل جو اور کلام طارش ہو اور حکم نہ کرے مگر بہتہ کے ساتھ اس واسطے کہ صحبت کا خطر بہت ہے اور ایمان بندہ زیادہ علم کا محتاج ہو اور اخبار و آثار فیلحہ اور صحبت سے پرہیز کرنے کے بابت بہت ہیں اور کتبائیں اس سے مملو اور شیخون ہیں اور آئین جو اخبار ہیں انکو ایک حدیث نے جمع کیا ہے جو عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لیا تین علی الناس زمان لا یسلم لہی دین دینہ الا من فریدینہ من قرۃ الی قرۃ من شایق الی شایق ومن حبر الی حبر کا شعلہ اللہ ہی بروج قالوا وستی ذلک یا رسول اللہ قال اذا لم یبل لمیشتہ الامیام صیہ فاذا کان ذلک الزمان حلت الغروبہ قالوا وکیف ذلک یا رسول اللہ وتمدہما بالتروی قال انہ اذا کان ذلک الزمان کان ہاک الیہ علی ید ابوہ خان لم یکن لہ ان فعلی یدرز وجتہ وولدہ خان لم یکن لہ زوجتہ دلاولہ فعلی ید قرابتہ قالوا

و کیفیت ذلک یا رسول اللہ قال یعبرونہ بعین البصیرۃ لئلا یظلموا لایطیق حتی یورثہ  
 من موارث الملکۃ یعنی البتہ آدمیوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ نبین سلامت رہے گا  
 کسی دین واسے کا دین مگر وہ شخص کہ بسبب دین اپنے کے ایک گانوں سے  
 دوسرے گانوں کی طرف بھاگے گا اور ایک بلند سی سے دوسری بلند سی کی طرف  
 اور ایک سوویں سے دوسرے سوویں کی طرف مانند لومڑی کے کہ وہ بھاگتی ہے کہ  
 لوگوں نے کہ یا رسول اللہ یہ کب ہو گا فرمایا کہ جس وقت نہ پونچھے روزی مگر ساتھ گناہ  
 اللہ تعالیٰ کے پس جس وقت یہ زمانہ ہووے تو عورت یعنی بے نکاح رہنا حلال ہو گیا  
 ہوئے کہ کیونکر ہووے یہ بات یا رسول اللہ حالانکہ آپ ساتھ نکاح کرنے کے  
 حکم کیا ہے فرمایا کہ جس وقت یہ زمانہ ہو گا موت مرد کی اور یا تمہارا باپ کے ہوگی اور  
 اگر اسکے نان باپ نہ ہوئے تو اور یا تمہارا زوجہ اور اولاد کے ہوگی اور اگر نسلی زوجہ اور  
 اولاد نہ ہوگی تو اور یا تمہاری قربت اسکے کے ہوگی بولے کس طرح پر یا رسول اللہ فرمایا  
 ساتھ تنگی روزی کے شرم دلہن کی تو وہ جس چیز کی طاقت نہیں رکھتا ہے اس کی تکلیف  
 اٹھائے گا یہاں تک کہ وہ اسکو محل ہلاکت میں ڈال دے اور اہل سلف سے بعضوں  
 نے صحبت اور برادری فی اللہ کے اندر رغبت کی جو اور انکی اسے ہو کہ اللہ تعالیٰ  
 نے اہل ایمان پر اس بات پر احسان رکھا جو اس صحبت سے کہ انکو بھائی شریک  
 اللہ سمجھا نہ و تعالیٰ نے فرمایا و اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ انتم اعداء فاعلف بین قلوبکم  
 فاصبحتم بنعمۃ اخوانا یعنی اور اپنے اللہ کی نعمت کو یاد کرو اس واسطے کہ تم دوست  
 بنے پھر تمہارے دلوں میں الفت دہی پس صبح کو تم ساتھ نعمت اسکی کے  
 بھائی ہو گئے اور بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو اللہ ہی ایک نضرہ دیا لہو نبین

اور انھوں میں تلوکیم کو انصاف مافی الارض ما انصاف بین تلوکیم و لکن اللہ العزیز  
 بنیم یعنی اللہ وہ ہے کہ جسے ساتھ نصرت اپنی کے اور مومنوں کے تیری مدد  
 کی اور اُنکے دلوں میں انصاف ڈالی اگر تو خرج کرتا تمام جو کمزیرین ہیں نہ تو انصاف  
 اُنکے دلوں میں ڈالتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اُنکے درمیان انصاف پیدا کر دی۔  
 اور سید بن سبب اور عبد اللہ بن مبارک وغیرہ نے صحبت اور دوستی اللہ  
 کو پسند اور اختیار کیا ہے اور فائدہ صحبت کا یہ ہے کہ وہ باطن کے سامنے کھلتی ہے  
 اور انسان اس سے عواطف اور عوارض کا علم حاصل کرتا ہے۔ یعنی کشتہ ہیں کہ  
 آفات کا بڑا جاننے والا وہ ہے جو اُن سے زبا وہ ترافات میں بڑا ہو اور علم  
 محکم سے باطن صحبت اور مستحکم ہو جاتا ہے اور آفات کی رات کو چلنے کے باعث  
 سے صدق سخن ہو جاتا ہے۔ اس سے خلاص یا نایمان کی بدولت ہے اور  
 صحبت اور اخوت کے طریق سے ایک دوسرے کی مدد اور معاونت باہم ہوتی ہے  
 اور لشکر دل قوی ہو جاتا ہے اور روح آپس کی خوشبو لینے کے سبب آرام  
 پاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور رفیق اعلیٰ کی طرف توجہ کرنے میں متفق  
 ہو جاتے ہیں اور ظاہر میں اسکی مثال آوازوں کی ہے کہ جب وہ جمع ہو جائیں  
 اور جہرام سماوی کو چار ڈرتے ہیں اور جب آواز تنہا ہو تو مقام مقصود تک نہیں  
 پہنچتی۔ حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے کہ مومن  
 اپنے بھائی کے ساتھ کثیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے جہ دیتے ہوئے اس شخص سے  
 جسکا کوئی دوست نہیں فرمایا ہے فمالنا من شامعین ولا صدیق مجیم یعنی پس  
 کوئی نہیں ہماری شفاعت کرنے والا اور نہ کوئی دوست محبت رکھنے والا۔

حمیم صل بنیم جو گریہ کہہ رہا ہے ہوا جیسے طلی کے ساتھ بدلی کی ہوا سو اسطے کہ  
 ان دونوں کا مخرج قریب ہوا سو اسطے کہ وہ دونوں حرف طلق سے ہیں اور ہمیں  
 اہتمام سے مانو ہو یعنی اپنے بھائی کے کام کا اہتمام کرنا ہوا سو اسطے کہ دوست  
 کی مہم میں اہتمام اور کوشش کرنی حقیقت صداقت ہوا اور عمر شریف لکھا ہے کہ  
 جسوقت تم میری سے کوئی اپنے بھائی سے دوستی اور محبت دیکھے تو چاہیے کہ اس کے  
 ساتھ اہتمام کرے سو اسطے کہ یہ بات کمتر ہوتی ہوا اور کہنے والے نے لکھا ہے کہ  
 فواہ صفا لکھن زبانک واحد + فواہ لہر ادواہن ذاک الواحد یعنی سہ ہوا  
 صادق حبیب زمانہ میں تھے مل جائے ایک ہوا وہی مقصود لیکن ہوا کہاں وہ ہوا  
 ایک ہوا اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھی فرمایا ہوا داؤد کیا  
 حال ہوا کہ میں تھے ترا گوشہ گزین دیکھتا ہوں داؤد نے لکھا اسی طلق کو میرے  
 سبب سے میں نے دشمن کیا پھر اس کی طرف وحی بھی کہ اسی داؤد بیدار ہوا شیار  
 اپنے نفس کے لیے طلبگار بھائیوں کا ہوا اور جو کوئی دوست کہ تجھ سے موافقت میری  
 خوشی پر نہ کرے اس کی صحبت تو مت رکھ سو اسطے کہ وہ دشمن ہوا میرے قلب کو  
 سخت اور تیرے تین مجھ سے دور کر دے گا اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ دوست  
 زیادہ تم میں سے طرف اللہ کے وہ لوگ ہیں جو لغت کرتے ہیں اور لغت  
 کیے جاتے ہیں پس ہوسن آلف اور مالوف یعنی لغت کرنے والا اور لغت  
 کیا گیا ہوا اور ہمیں ایک کہتے ہوا اور وہ یہ ہے کہ یہ بات نہیں ہو کہ جو شخص عزت  
 کو اختیار کرے اور وحدت کو اللہ کے واسطے تو اس سے یہ وصف زائل ہو جاتا ہے  
 تو وہ آلف اور مالوف نہیں ہوتا سو اسطے کہ یہ اشارہ منجانب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم خلق جبلی کی طرف ہو اور یہ خلق ہر ایک اس شخص میں جو مسرت  
میں اور یقین میں اکل اور عمل میں گرا تا یہ اور اہلیت و استعداد میں تم ہو کمالی کو  
پہنچتا ہو اور اس وصف سے زیادہ بہرہ ور آدمیوں سے دنیا سے انکے بہرہ و ایما  
اور سب سے اکل اور اتم اسمیں ہمارے بنی صلوات اللہ علیہ میں اور ہر ایک شخص  
جو دنیا سے تھا الفت میں پورہ زیادہ تھا اسی کے توابع زیادہ تھے اور ہمارے  
بنی صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سب سے زیادہ الفت کی تھی اور ان سب سے زیادہ  
انکے توابع ہیں اور آپ نے ارشاد فرمایا ہو کہ نکاح باہم تم کرو اور بہت کثرت  
سے تم ہو جاؤ اس واسطے کہ میں تمہارے ساتھ قیامت کے دن امتوں کا بڑھائیوں  
ہوں اور ہر آنکہ اللہ تعالیٰ نے اس وصف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سے آگاہ فرمایا ہو اور کہا کہ اگر تو ہوتا سخت خوشخت دل کا تیرے پاس سے  
اہل بیت لوگ بھاگ جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس  
وصف کے غفلت اور وحدت کو طلب کیا اور ہر ایک شخص جس میں یہ وصف  
زیادہ ہوئی اور اکل ہو تو اسمیں غفلت کی طلب رہتا میں اکثر ہوئی ہو اور  
اسی وجہ سے جناب رسول اللہ کو شروع شروع میں غفلت مرغوب تھی اور  
خدا رحیمی میں آپ غفلت رکھتے تھے اور بہتہ اتوں کو اسمیں عبادت  
کیا کرتے اور غفلت کی طلب آپ کے اس وصف کو ذرا ہی نہیں کرتی کہ آپ  
آفت اور مالوت تھے اور ایک قوم نے اسمیں غلطی کی جو گاہ یہ ظن ہو کہ غفلت  
اس وصف کو سلب کرتی ہو اور غفلت کو اس فضیلت کے حاصل کرنے  
کے واسطے ترک کر دیا اور یہ خطا ہو اور طلب غفلت کا سر اس شخص کے لیے

جس میں یہ وصف ہو انبیاء اور اولیاء ائمہ و اہل ہر جہ کو ہم نے باب کے ہمارے بیان کیا ہے کہ ہر آئینہ انسان میں وصف اعم کے سبب میل اپنی نفس کی طرف ہو پھر جب کہ ریک استداران کار نے اسکو دریافت کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے خلوت اور عزلت انکو الہام کی اس لیے کہ نفس کا تفسیر اس بیان سے ہو جائے جو وصف اعم کے سبب ہو تاکہ بلند نہیں میل بلعی سے تالف روحانی پر ترقی کرے جسے جب کہ حق تفسیر ادا ہو تو ارادہ نے اصلی لغت اولی کے ساتھ اپنی نفس کی طرف بلندہ رومی کی اور اللہ تعالیٰ نے انکو غلطی اور اسکی صحبت کی طرف پاک اور صفات الٹا پیرا اور نفوس ظاہر انوار ارادہ سے روشن ہو گئے اور صفت جلی جو لغت کمال تھی آفت اور ابوت ظاہر ہوئی اس سبب سے عزلت اہم اور اس شخص کے نزدیک ہو گئی جو لغت کرے اور لغت کیا جائے اور سبب دیلون سے جری دلیل اس پر کہ ہر آئینہ جس شخص نے عزلت اور گوشہ نشینی کی آفت اور مالون ہو تاکہ غلطی اس شخص سے جسے ایمان غلطی کی اور عزلت کی مطلق سے خدمت کی بغیر اس بات کے جانے کہ صحبت اور عزلت کی حقیقت کیا ہے اور عزت اپنے وقت میں اور صحبت اپنے وقت میں ہو جائے یہ جو محمد بن

حنیفہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے جس حکیم من لم یبشر بالمعروف من لایکدر من معاشرہ بداعتہ یجعل اللہ لہ منہ فرجا یعنی نہیں ہر حکیم قلندہ شخص کہ ساتھ معاشرہ عزت کے زندگی بسر نہ کرے لہذا شخص سے کہ جسکی صحبت سے چارہ نہ دے بیان پاک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس سے کشادگی دیوے اور بشیر بن حارث کہا کرتے تھے کہ جب بندہ طاعت الہی میں قاصر ہو تو اللہ تعالیٰ



دور کو دیتا ہے اس شخص کو جو اس کے مانوس ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ  
 جبار قین کے لیے انیس ہزار دیتا ہے اور دس ہزار کی جو بجانب اللہ تعالیٰ  
 کے ہے اور زندہ کو ثواب دینے کے لیے جو فوراً اس دنیا میں اسے حاصل ہو۔ اور  
 انیس کبھی تو مفید ہوتا ہے جیسے مشائخ اور کبھی وہ مستفید ہوتا ہے جیسے مرید  
 پس جو شخص کہ غلت اور غلط بین صحیح ہو وہ بغیر انیس کے نہیں چھوڑا جاتا  
 پھر اگر وہ قاصر ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو مانوس ایسے شخص سے کر دیتا ہے جس کے  
 ساتھ وہ اپنے حال کی تکمیل کرے اور اگر وہ غیر قاصر ہے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ  
 ایسا شخص پہنچا دیتا ہے مریدوں سے جو اس کے ساتھ اس کرے اور یہ اس  
 وہ ہر جہت میں وہ میل نہیں ہے جو وصف اعم کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ وہ اللہ کے  
 ساتھ اور اللہ کی طرف سے اور اللہ میں ہوتا ہے۔ عبد اللہ بن سعود نے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے محبت  
 کرنے والے آپس میں اللہ کے واسطے اور سرخ یا قوت کے ستونوں  
 کے ہیں ستونوں کے ستر ہزار بالا خانہ ہیں اور اوپر جنتیوں کے  
 جھانکتے ہوئے انکا حسن اور جمال جنتیوں کو روشن کرے گا میسا کہ سورج  
 دنیا دلوں کو روشن کرتا ہے کینٹے جنتی یعنی فرشتوں کو کہ عین یاس دوستی  
 کرنے والوں کے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے کرتے ہیں بے جلتو اکرم انکو کہیں پس  
 جسوقت وہ جنتیوں پر نظر کرتے ہیں حسن و جمال انکا جنتیوں کو روشن کر دے گا  
 جیسا کہ سورج دنیا دلوں کو روشن کر دیتا ہے انکا لباس سندس ہنر سے جو انکی  
 پیشانی پر لکھا ہوا ہے کہ یہ لوگ اللہ کے واسطے محبت رکھنے والے ہیں

اور ابواذرین خولانی نے معاذ سے کہا کہ میں تجھے محبوب فی اللہ کہتا ہوں تو اس سے  
 کہا بشارت تجھے ہو بشارت تجھے ہو کہ ہر آئندہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے دو بیویں سے ایک گروہ کے لیے قیامت کے دن  
 عرش کے ارد گرد کرسیاں بچھائی جائیں گی جنکے ستر ایسے ہونگے جیسے چودھویں رات کو  
 چاند ہوتا ہے لوگ گہرا نیلے اور وہ نہ گہرا نیلے اور لوگ ڈھنگے اور وہ نہ ڈھنگے  
 اور یہ لوگ وہ اولیاء اللہ ہونگے کہ نہ انکو خوف ہوگا اور نہ وہ محزون ہونگے سو  
 آپ سے سوال کیا لوگوں نے کہ وہ کون ہیں یا رسول اللہ قہ نے فرمایا کہ  
 باہم محبت اللہ غفرلہ میں کرنے والے ہیں۔ عبادہ بن صامت نے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے فرمایا کہ اللہ غفرلہ نے فرمایا ہے کہ میری  
 محبت ان لوگوں کے لیے ثابت اور متحقق ہوئی ہے جو باہم میرے واسطے محبت  
 کرتے ہیں اور باہم ملاقات میرے لیے کرتے ہیں اور باہم بذل او وعدہ اقس  
 میرے لیے کرتے ہیں۔ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آگاہ ہو میں خبر دیتا ہوں اس خیر سے جو نماز اور صدقہ  
 سے بھی بڑھ کر ہے لوگوں نے کہا کہ وہ کیا ہے فرمایا اصلاح ذات البین یعنی دشمنوں  
 کے درمیان باہم صلح کرانی اور جو تم بغض کے واسطے کہ وہ حالقہ ہے یعنی محبت  
 کو دور کرنے والا ہے۔ اور ابو سلمہ نے کہا کہ میں نے ابو ہریرہ کو کہتے سنا ہے ایک  
 حدیث کو اور حدیث میں تحذیر اور تحوین بغض سے ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں سے  
 علیحدہ ہو کہ کنارہ کشی آنکی دشمنی اور بدگمانی کے سبب کرے اور یہ خطا ہے اور  
 جو شخص کہ ارادہ اس بات کا کرے کہ وہ لوگوں سے علیحدہ اور تھارے کہ

وہ اپنے نفس کو دشمن رکھتا ہے اور ان باتوں کو جان کر جو اس کے نفس آفات ہیں اور اپنے نفس پر غور رکھتا ہے اپنے نفس سے اور خلق پر کہ اپنی شر سے ان پر آن پڑے کہ جو شخص کہ اسکی خلوت اس وصف سے ہو تو اس وعید کے تحت میں داخل نہیں ہے اور علامہ کے ساتھ اشارہ یہ ہے کہ بغض دین کے لیے دشمن ہے اس واسطے کہ وہ مومنین اور مسلمین کی طرف دشمنی کی نظر سے دیکھتا ہے۔

خاکہ بن معدان سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک فرشتہ ہے کہ آدمی آگ سے اور آدھا برت سے بنا ہوا ہے اور اسکی یہ دعا ہے اللهم فکنا

العت بین النار والنار فلا یطغی النار ولا النار تندیب  
النار الفاس بین قلوب عبداک الصالحین اور کیونکر قلوب صالحین مانتوں  
باہم ندون اور حالانکہ آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت  
غریز میں قاب قوسین پر ایسے وقت میں جسکے اندر گنجائش کسی شے کی نہ تھی  
اس وجہ سے کہ صالحین کا حال طیف ہے آنکہ ایسے مقام بزرگ پر نہیں  
پایا اور کہا السلام علینا وعلی عبادنا الصالحین کہ وہ مجتمع ہیں ہر چند  
کہ وہ متفرق ہوں اور محبت انکی لازم ہے اور غریبت انکی دنیا و آخرت  
میں تو اصل اور باہمی آمیزش میں لازم اور قطعی ہے۔ اور عمر بن خطاب  
رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اگر ایک آدمی دن کو روزہ رکھتا اور رات کو  
نماز میں کھڑا رہتا ہو اور صدقہ دیتا ہو اور مجاہدہ کرتا ہو اور حسب فی اللہ لگا  
حاصل ہوا اور بغض فی اللہ ہو تو یہ سب کچھ اسے نفع نہیں دے گا۔ بلکہ  
لجسائی نے کہا ہے کہ محبت رکھو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیر اگر تمہیں اسکی

طاقت ہو جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہو اُسکے ساتھ صحبت رکھو تاکہ اُنکی صحبت کی برکت ملو اللہ تعالیٰ کی صحبت تک پہنچائے علی بن سہل کا قول ہے کہ انس باللہ تعالیٰ پہنچو کہ خلق سے متوحش ہو مگر اُس شخص سے کہ وہ اولیاء اللہ سے ہو اس واسطے کہ اہل ولایت اللہ سے انس کرنا بعینہ انس باللہ ہو اور ہرگز نہ کہنے واسطے نے نظم میں آگاہ کر دیا اس حقیقت پر جو معانی صحبت اور خلوت اور اُنکے فائدوں کو جامع ہو اور اُس بات کو جس سے پرہیز کرنا چاہیے اور یہ اُنکا قول ہے ایماست

وحدۃ الانسان خیر	من طیس السور عندہ
و طیس الخیر خیر	من تعود المرأ وحده
	ترجمہ
بہتر انسان کی ہر تنہائی	ہم نشین ہے جو بہرہ دہ اسکے پاس
اور بہتر ہے ہم نشین بہتر	نہ کہ پیشا رہے اکیلا اور اس

### باب چونوا ان صحبت و اخوت فی اللہ کے حقوق ادا کرنے کے بیان میں ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و تعاونوا علی الیکر و التقویٰ فیہی اور آپس میں مدد کرو تم اور نیکی اور پرہیزگاری کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و توأصوا باحق و توأصوا بالرحمۃ یعنی اور تقید کرنے میں متحارنے کا اور تقید کرنے میں رحم کھانے کا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اشدوا علی الکفار کما دشمن یعنی زور آورہیں کافروں پر نرم دل آپس میں

اور نکلے یہ آیتیں بجانب اللہ تعالیٰ بندوں کے لیے ازاد حق صحت پر موجب  
تنبیہ اور آگاہی ہیں پس جو شخص کہ اسے صحبت اور اخوت اختیار کی تو اول  
ادب اسکا یہ ہو کہ وہ اپنے نفس اور اپنے بار کو اللہ تعالیٰ کے سپرد سوال اور دعا  
اور تضرع سے کر دے اور صحبت میں برکت مانگے سو اسطے کہ وہ شخص اس سے  
اپنے نفس پر یا تو ایک دروازہ جنت کا کھولتا ہو یا ایک دروازہ دوزخ کا پس  
اگر اللہ تعالیٰ اُن دونوں میں خیر کا دروازہ کھولے تو وہ ایک دروازہ جنت کا ہوتا  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو جتنے دوست ہیں اُس دن دشمن ہونگے مگر جو ہیں دروہے  
اور بعضوں نے کہا ہر کہ ایک کو اُن دو میں سے جو اخوت فی اللہ رکھتے ہوں  
کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو تو وہ اپنے بھائی کے مکان سے سوال کرے گا  
سو اگر وہ مکان اُسکے مکان سے کم درجہ کا ہو گا تو وہ جنت میں نہیں داخل  
ہو گا جب تک کہ اُسکے بھائی کو مکان اُسکے مکان کے مثال عطا نہ ہو گا پھر  
اگر اُس سے کہا جائے گا کہ تیرے عمل برابر اُسکے عمل کے نہ تھے تو وہ کہے گا کہ میں  
اپنے لیے اور اُسکے لیے عمل کرتا تھا تو وہ اپنے بھائی کے لیے جس قدر مانگا جائے گا  
وہ دے گا اور اُسکا بھائی اُسکے درجہ تک بلند کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ  
اُن دونوں پر صحبت سے شر کا دروازہ کھولے تو ایک دروازہ دوزخ کا ہو گا  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو دو ہم بعض اطام علیٰ پیچوں یا لیتنی اخذت مع  
الرسول سبیل یا ولیتی لیتنی لم اخذ فلا نا حیللا یعنی اور جس دن کاٹ کاٹ  
کھائے گا گنت گار دے پھر کہے گا کسی طرح میں نے بکری نہیں دی رسول اللہ  
کے ساتھ وہ دھڑ خرابی میری کہیں نہ بکری ہوتی میں نے فلا نے کے ساتھ

دوستی۔ اگرچہ یہ آیت قصہ مشہورہ میں نازل ہوئی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اپنے بندوں کو نگاہ کر دیا ہے یہ نیز کرنے پر ایک دوست سے جو اللہ سے قطع کر گئے اور اسمیں بلا نیت اختیار صحبت اور اخوت سے جو حسب اتفاق ہو۔ اور ابتدا سے کام میں شان ان لوگوں کی جو غافل اور جاہل ہیں نیاں اور مقاصد اور نفع اور نقصانوں سے ثابت ہو جاتی ہے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک کلام میں کہا ہے اور انسانوں کو نہیں پکارے ہیں مگر انسان پس صحبت سے فساد کی بھی امید ہے اور صحبت کی بھی امید ہے اور یہ اسکا راستہ نہیں ہے کس طرح اس کے شروع میں نہ ڈالے اور اس معاملہ میں کام استوار اس طرح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کثرت سے التجا کرے اور صدق اختیار اور سوال برکت اور خیر کا اسمیں کرے اور ناز استخارہ کی ٹریے بعد ازاں یہ ہے کہ صحبت اور اخوت کا اختیار کرنا بھی ایک عمل ہے اور ہر ایک عمل نیت اور حسن خاتمہ کا محتاج ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک حدیث طویلہ کی کہ سات آدمی ہیں جنکو اللہ تعالیٰ سے سایہ عنایت فرمائے گا سو انہیں سے دودھ شہنشاہین جنوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے صحبت باہم کی اور اسی پر انہوں نے اپنی زندگی بسر کی اور اسی پر خیرے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ اخوت اور صحبت کی شہرہ حسن خاتمہ ہے تاکہ ان کے لیے موافقات کا ثواب لکھا جائے اور جب کہ موافقات فاسد ہو گئی اس طرح ہے کہ جو حقو اسمیں ہیں انکو ضائع کر دیا تو عمل سرے سے فاسد ہو گیا بعضوں نے کہا ہے کہ شیطان نے حسد کسی دو معادوں کا نیکی پر نہیں کیا جتنا کہ حسد

اپنے دو شخصوں پر کیا جو فی السد تعالیٰ جانی بن گئے اور دونوں نے اس میں ہرگز  
 محبت کی اس واسطے کہ شیطان بالذات کو تشنہ کرتا ہے اور اپنی ذریات کو نسا  
 آنکے درمیان دینے پر برانگیختہ کرتا ہے۔ اور فضیل کہا کرتا ہے کہ نبی غیبت واقع  
 ہوتی تو اٹھ گئی برادری اور برادری فی السد تعالیٰ مواجہہ ہو اسد تعالیٰ نے  
 فرمایا ہے: انا علی سر تقابلین یعنی جانی ہیں اور تختوں کے سامنے بیٹھے  
 ہوئے ہیں اور جب ایک نے دوسرے کے لیے بُرائی دل میں ٹھانی یا کوئی  
 چیز اس سے کر وہ دیکھی اور اسے مطلع اس پر نہیں کیا تاکہ یہ اگلو نکل کرے یا اس  
 سے دور کرنے کے لیے سبب پیدا کرے تو وہ مواجہہ اور تقابل اسکے  
 نہیں ہوا بلکہ شیخ پیرلی۔ جنید علیہ الرحمہ نے کہا جو دو شخص کہ باہم فی السد  
 اخوت اخون نے کی اور ایک انہیں کا دوسرے سے متوحش ہوا تو وہ بات  
 نہیں ہو مگر کسی علت سے جو ان دونوں میں کسی ایک میں ہوگی پس مواظقہ  
 فی السد صحت تر آب زلال سے ہے اور جو اسد کے واسطے ہو تو اس میں  
 صفائی کا مطالبہ کرنے والا ہے اور جو خیر صاف ہے تو برابر رہنے کی اور اصل  
 اسکی دوام صفا میں عدم مخالفت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے  
 کہ اپنے بھائی سے لڑائی جھگڑا مت کر اور اس سے خوش بے نہ کر اور نہ ایسا  
 وعدہ کر جسکے تو خلاف کرے۔ ابو سعید خدری نے کہا میں صوفیوں کے ساتھ پچاس  
 برس رہا کبھی میرے اور انکے درمیان خلاف نہیں پڑا سو اس سے سوال  
 کیا گیا کہ یہ کیونکر ہوا کہا اس واسطے کہ میں انکے ساتھ اپنے نفس پر غالب  
 رہتا تھا۔ ابو عمر و شقی را می نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ ابن ابی کلا کو کہتے

جسٹا ہو اور اس وقت کسی شخص سے اس سے سوال کیا تھا کہ طلق سے میں کس شرط پر صحبت رکھوں تو جواب دیا کہ اگر تو اُسے نیکی نہ کرے تو اُنکو ایذا بھی مت دے اور اگر تو انہیں خوش نہ کرے تو اُسے بُرائی نہ کر۔ اور اُسی عبد اللہ نے استاد مذکورہ کے ساتھ کہا ہے کہ اپنے بھائی کا حق تلین نہ کر جو تیرے اور اُسکے درمیان مودت اور صداقت سے ہر اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے ہر ایک مومن کے لیے حقوق مقرر کیے ہیں جنکو ضامع بخیر اُسکے کوئی نہیں کر تا جو رعایت ان حقوق انہی کی نہیں کر تا کہ اسپر بہین اور حقوق صحبت سے یہ ہر کہ جب عزت اور جدالی واقع ہو جائے تو اپنے بھائی کا ذکر نہ کرے مگر غیر کے ساتھ حکایت ہو کہ ایک صوفی کی بی بی بھی اور اسکی ایک بات مکر وہ اُسے معلوم تھی سو اُس صوفی سے بی بی کا حال پوچھنے کیلئے کہا جاتا تو وہ کہتا کہ مرد کے لائق یہ نہیں کہ اپنے اہل کے حق میں خیر کے سوا کچھ پھر اُس سے الگ ہو گیا اور اسکو طلاق دے دی پھر اُس سے اُس باجرا کی خیر چاہی تو کہا ایک عورت ہو جو مجھ سے علیحدہ ہو گئی اور مجھ سے وہ کسی چیز میں نہیں ہو میں کیونکر اُسکا ذکر کروں اور یہ تخلق باخلاق اللہ تعالیٰ سے ہو کہ وہ سبحانہ ہر اُنہ بجلی بات کو ظاہر اور بری بات کو پوشیدہ کرتا ہو۔ اور جب ایک بھائی سے ایسی بات معلوم ہو جو موجب طلع ہو تو آیا اُس سے بغض کرے یا نہیں اسپرین قول مختلف ہوا تو ذکر کا قول ہو کہ جب اُس حالت سے سپر وہ تبادل کیا تو اُس سے بغض کرے جیسے کہ اُس سے صحبت کی تھی اور دوستی کا قول ہو کہ بھائی سے صحبت کے بعد بغض نہ کرے مگر اُسکے شملہ سے



بغض رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ پس اگر تیری  
 ناخرمانی کریں تو کہہ دے کہ میں بری اس عمل سے ہوں جو تم کرتے ہو اور یہ نہیں کہا  
 کہ میں تم سے بری ہوں۔ اور منقول ہے کہ ایک جوان ہمیشہ اپنی دردار کی مجلس میں  
 آیا کرتا اور ابو دردار اُسکو اردوں پر ممتاز رکھتا تھا پھر وہ جوان ایک گناہ کبیرہ  
 میں مبتلا ہو گیا اور ابو دردار تک وہ بات پہنچی پھر اُس سے کہا گیا کاش تو  
 اس سے بُعِد رکھتا اور اس سے بچ کر کہا سبحان اللہ یا کسی چیز کے سبب جو  
 اُس سے ہو جائے ترک نہیں کیا جاتا بعضوں نے کہا ہے کہ منذ اُمت ایک  
 کچھ بغضی قرابت ہے جیسے نسب کی قرابت ہوتی ہے اور ایک بار ایک حکیم سے  
 سوال کیا گیا کہ تیرے نزدیک محبوب تر تیرا بھائی ہے یا تیرا دوست ہے تو اُس نے  
 جواب دیا کہ میں اپنے بھائی کو محبوب اُسوقت رکھتا ہوں جب کہ وہ میرا  
 دوست ہو اور بھائی غارت ظاہری اور باطنی میں ہے ولیکن ملازمت  
 باطنی جب کہ ظاہری غارت ہو تو وہ مختلف اشخاص کے رخلات سے  
 ہوتی ہے اور اسمیں قول بالاطلاق نہیں کیا جاتا بغیر اسکے کہ اسمیں تفصیل ہو  
 اس واسطے کہ آدمیوں سے بغض وہ شخص ہوتا ہے جسکا تغیر اللہ سے پھر جاتا ہے  
 اور سابقہ کی بُرائی کا حکم ظاہر ہوتا ہے تو اُسکا بغض واجب ہے اور اسمیں  
 موافقت حق کی ہے اور آدمیوں میں بعض ایسا ہے کہ اُسکا تغیر اور بدل جاتا  
 ایک نغز سے ہے جو پیدا ہو گئی اور ایک کابلی ہے جو آن پڑی جسکے عود اور  
 رجوع کی امید ہے تو سزاوار نہیں ہے کہ اُس سے بغض ہو مگر اُسکے کام کا حالت  
 حاضرہ میں بغض رکھے اور دوستی کی آنکھ سے دیکھے ایسی حالت سے

کہ وہ منتظر ہے کہ اُسے کُشا دی نصیب ہو اور صلح کی جگہ پھر وہ معاودت کرے  
 اس واسطے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی علیہ السلام نے جب کہ قوم نے ایک  
 شخص کو جسے نعل فاحشہ کیا گالیان دین فرمایا کہ تمہارا بچہ اس قول سے  
 انگور خر کیا اور اپنے بھائی پر تم مددگار شیطان کے مت ہو۔ اور براہیم غمی نے  
 کہا کہ اپنے بھائی سے قطع نکر اور بت اُس سے ہجر کر اُسکے گناہ کے سبب جو وہ  
 گناہ کرے اس واسطے کہ وہ آج کے دن ارتکاب اُسکا کرتا ہے اور کل صبح اُسکو  
 چھوڑ دیتا ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ دُروتم عالم کی لغزش اور گناہ سے اور اُس سے  
 قطع نہ کرو اور اُسکی بازگشت کا انتظار کرو۔ اور روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے  
 سوال اپنے بھائی سے کیا کہ اُس سے موانعات کی تھی اور شام کی طرف گیا تھا تو  
 اُسکا حال اُس شخص سے استفسار کیا جو اُسکے پاس آیا تھا سو فرمایا کہ میرے  
 بھائی نے کیا کیا اُسے آپ سے کہا کہ تیرا بھائی شیطان ہے آپ نے فرمایا کہ اُسے  
 ایسا مت کہ اُسے کہا کہ وہ کبائر میں آلودہ ہو گیا ہے یہاں تک کہ شراب خواری  
 میں پڑ گیا پھر آپ نے کہا کہ جب تو شام کو جانے کا ارادہ کرے تو مجھے خبر دینا  
 راوی نے کہا کہ پھر آپ نے اُسکو لکھا اُظم تنزیل الکتاب میں اللہ اعزہ و اعلیہ  
 غافر الذنب و قابل التوب شدید العقاب پھر اُسکے بچے عتاب پہر کیا  
 اور اُسے مغفول کیا سو جب اُسے خط پڑھا تو رو دیا اور کہا سچا ہے اللہ تعالیٰ  
 اور عمر نے نصیحت اور خیر خواہی کی پھر اُسے توبہ کی اور کبیرہ سے رجوع اور  
 بازگشت کی۔ اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر کو  
 فرمایا کہ وہ اپنے دربارین پھر کر دیکھتا تھا تو آپ نے پوچھا اُس نے کیا

یا رسول اللہ ایک مرتبہ میں نے موافقات کی جو سو بہن لاشن کرنا ہوں اور اسے  
 نہیں دیکھتا تب آپ نے فرمایا یا بعد اللہ جب تو کسی سے موافقات کرے تو اس کا نام  
 یوحنا ہے اور اس کے باپ کا نام ہر یافت کرے اور اس کا گھر ہو اگر وہ بیمار ہے تو  
 اس کی عیادت کرو اور اگر وہ کسی کام میں مشغول ہو تو اس کی امانت کر اور ابن عباس  
 کہا کرتے کہ کسی مرد نے میری مجلس تک تیرے بغیر کسی حاجت کے جو آنگو ہوا ہفت  
 نہیں کی کہ میں نے دنیا میں اس کی سکا فاطمہ جان لی اور سعید بن الفاضل کہ کسی  
 کہا کرتے کہ تین باتیں میرے ذمہ واجب ہیں جب کوئی میرے پاس آوے تو  
 آنگو رہا کہتا ہوں اور جب وہ بات کرے تو میں اس کی خدمت سے نہ کر لیتا ہوں اور  
 جب وہ بیٹھے تو اس کے لیے وسعت بیکر میں دیتا ہوں اور زطلو میں محبت اللہ تعالیٰ  
 کی علامت یہ ہے کہ اس محبت میں شاید کوئی فائدہ دنیا کا نہ ہو اور آسان  
 سے نہ ہو اس واسطے کہ جو محبت معلول ہو کسی سبب سے ہوتی ہو تو وہ سبب کے  
 احوال سے زائل ہو جاتی ہو اور جو شخص اس کی دوستی میں مستند ہو وہ کسی علت  
 کی نہ ہو تو وہ دوام خلعت کے ساتھ مستحکم ہوتی ہو اور جب فی اللہ کی شرط سے  
 یہ ہو کہ بھائی پر خرچ کر دے استعد جودین دنیا سے اس کے مقدر میں ہو اللہ  
 تعالیٰ نے فرمایا جو بچہ یوں من ماجر ایہم ولا یجدون فی صدور ہم حاجتہ ما اولوا  
 ویوثر و علی ایہم و نوکان ہم حصاۃ یعنی محبت رکھتے ہیں اس سے  
 جو وطن چھوڑنے کے لیے پاس اور نہیں پائے اپنے دل میں غرض اس میں غیر  
 سے جو آنگو ملا اور دل رکھتے ہیں آنگو اپنی جان سے اور اگر جیہ ہو اپنے  
 اوپر بیوقوف پس قول اللہ تعالیٰ کا کہ لا یجدون فی صدور ہم حاجتہ ما اولوا

یعنی وہ تسمہ نہیں کر سکتے اپنے بھائیوں کے آگے مالی پروریہ درو  
 ساتھ ان دونوں کے صفائی محبت کی تکمیل کر دینے ہیں ایک یہ کہ تسمہ کا دور  
 ہونا کسی شی پر جو اہم دین و دنیا سے ہو اور دوسرا مقدور و غریب کر ڈالنا۔ اور  
 حدیث میں وارد ہے کہ جناب سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ  
 المرء علیٰ دین طیلہ یعنی آدمی اپنے دوست کے دین پر ہی اور تیرے لیے بھلائی  
 صحبت میں اس شخص کی نہیں ہے جو تیرے واسطے مثل اسکے نہیں دیکھتا جو  
 اپنے واسطے دیکھتا ہے۔ اور ابو معاویہ اسود کہا کرتا میرے بھائی سب مجھ سے  
 وجھے ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ کس طرح اُسے کہا وہ اب میرے لیے اپنے اوپر  
 فضل دیکھتے ہیں اور جس شخص نے مجھے اپنے نفس پر فضیلت دی تو وہ مجھ سے  
 بہتر ہے اور بعض مہوفیہ نے اُسے نظم کیا ہے نظم

مذلل ابن ان تر لست لہ	پر ہی ذاک الفضل لا یطلم
و حائب صد اقم من لم یزل	علی الامہ تا در ہی الفضل لہ

ترجمہ

خوار ہو اُسکے لیے جو خاک پاؤں کا ہے	اسکو ہے فضل کے باعث فضل کے لیے
اور اگے آج چنگا کر اُس سے ہو جو دانا	اوستون پر اینا دے فتنہ فتنہ کے لیے

یاد چھنو ان محبت و اخوت کے آداب کے بیان میں ہے

ابو حسن سے نوکریں سے سوا کی کیا کہ آدھ فقر کے محبت میں کیا ہے تو  
 مشائخ کو رحمت اور عزت کا خط اور بھائیوں کے ساتھ حسن و اخوت

اور حیوٹوں کو نصیحت کرنا اور ان لوگوں کی صحبت کا ترک کرنا جو ان کے بطنہ میں نہیں ہیں اور اثبار اور خرچ کو لازم اپنے اوپر لکھنا اور ذخیرہ جمع کرنے سے کنارہ کشی اور دین و دنیا کے کام میں مدد دینی اور ان کے ادب سے بھائیوں کی نفرت سے بچنا ہونا اور حسین نصیحت و راجب ہوا میں نصیحت کا کرنا اور اپنے یار کی عجیب پوشی اور اس عجیب کی اسے اطلاع دینی جو اس میں جانتا ہو۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس شخص پر کہ جس نے مجھے میرے عجیب پر رہبری کی اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ اس میں نیکی اور مصلحت کلی ایک شخص کے لیے اس شخص سے ہے جو اسکو متنبہ اس کے عیون پر کرتا ہے۔ جعفر بن یزید نے کہا کہ مجھ سے میمون بن مہران نے کہا کہ جو میں مکر وہ جانتا ہوں وہ مجھ سے میرے منہ پر کہو اس واسطے کہ آدمی اپنے بھائی کو نصیحت نہیں کرتا یہاں تک کہ اس سے منہ نہ بند ہو بات کہ جسکو وہ مکر وہ جانتا ہے اس واسطے کہ مرد صادق اس شخص کو دوست رکھتا ہے جو اس سے سچ کہے اور جو نا آدمی ناصح کو دوست نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولیکن تم نصیحت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے ہو اور نصیحت وہ ہے جو کہ پوشیدگی میں ہو۔ اور آداب صوفیہ سے یہ ہے کہ بھائیوں کی خدمت میں کھڑا ہوا اور جو اذیت اُسے پہنچے اسکو سے کہ اس سے فقیر کا جو ہر کھلتا اور ظاہر ہوتا ہے۔ روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ پر نامہ جو عباس بن عبد المطلب کے گھر میں اس رہتے کی طرف تھا جو صفا اور مردہ کے درمیان ہے تو عباس نے اُس سے کہا اٹھاڑ ڈال

تو نے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے رکھا تھا تو کہا کہ اب  
اُسکو اُسی جگہ تیرے ہاتھ کے سوا دوسرا نہ رکھے گا اور تیرے لیے سیر ہی عمر کے کاغذ  
کے سوانہوں کی پھر اُسکو اپنے کاغذ پر لکھا کیا اور اُس نے اُسے اُسکی جگہ پر لکھا یا اور  
اُس کے ادب سے یہ ہو کہ وہ لوگ اپنے نفس کے لیے کوئی ملک نہیں سمجھتے تھے کہ  
جس کے ساتھ انکو خصوصیت ہو۔ ابوالہسیم بن شیبان نے کہا کہ ہم کسی ایسے شخص  
کے ساتھ ہی نہیں رہے جو یہ بات کہے کہ میری جوتی۔ اور احمد بن حنبل نے  
بیان کیا کہ میں ایک دن بصرہ میں فقرائی ایک قوم کے پاس پہنچا تو انھوں  
نے میرا اکرام کیا اور میری تعظیم کی سو میں نے ایک روز انہیں سے کسی کو  
کہا کہ میرا پاجامہ کمان ہو اور انکی آنکھوں سے میں گر گیا اور ابوہریرہ بن  
ادہم کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص اُسکی صحبت میں آتا تو وہ تین چیزوں  
کی شرط کو لیتے یہ کہ خدمت اور اذان اُسکے لیے ہو اور یہ کہ تصرف اُسکا  
ان تمام چیزوں میں جو اللہ اپنے مفتوح کرے اُسکے تصرف کی مثال ہو سو  
ایک شخص نے اُسکے یاروں سے کہا میں اسپر نہیں قدرت رکھتا تو ابوہریرہ بن  
نے کہا کہ تیرے صدق نے مجھے تعجب میں ڈالا۔ اور ابوہریرہ بن ادہم باخون  
کی حفاظت کیا کرتا اور کھیت کام کرتا اور اپنے یاروں پر غریب کرتا۔ اور اہل  
سلف کے اخلاق سے تھا کہ جو کوئی اپنے بھائی کے مال سے کسی چیز کی  
احتیاج رکھتا تو بغیر مشورہ اُسکو استعمال میں لاتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو  
اور ہم غور سے بیٹھ یعنی مشاع و مشرک ہو کہ وہ سب زمین برابریں اور ان کے  
ادب سے ہو کہ جب اُنکو کوئی بارگراں معلوم ہو تو وہ اپنے نفوس کو

مستہم اور قصور وار ٹھہرتے تھے اور اسکی دور کرنے میں اپنے باطن سے سبب پیدا کرتے تھے اسواسطے کہ اس قسم کی بات پر دل کا بیٹ جانا یا رکھنے ایک غیر ذلیل کار ہو۔ ابوبکر کنانی نے کہا کہ میرے ساتھ ایک شخص ہوا اور میرے دل پر وہ گراں خاصو میں نے اسے ایک چیز اس نیت سے دی کہ اسکا نقل میرے طلب سے دور ہو اور درود نہوا بہرین نے اس سے ایک دن غیبت کی اور اس سے کہا کہ تو اپنا پانوں میرے رخسار سے پرہیز کر اسنے انکار کیا تو میں نے اس سے کہا کہ اس سے چارہ نہیں ہو تو اسنے یہ کام کیا اسوقت وہ جات میرے باطن سے جاتی رہی جو اپنے باطن میں پلاتا تھا سوتی تے کہا کہ شام میں نے حجاز کا درادہ کیا تاکہ اس حکایت کو کنانی سے دریافت کروں۔ اور اگلے ادب سے ہو کہ اسنے فضل کو جلتے ہوں اسکو مقدم کریں اور مجلس میں اسنے بیعت دین اور جگہ اسکو دین تدریث ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹے پورے پڑھے ہوئے تھے کہ انھیں ایک گروہ اہل بدر کا آیا اور کوئی جگہ انھوں نے زبانی جہاں وہ شیعین تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اٹھایا جو اہل بدر سے تھے پھر انکی جگہ بدری شیعے تو یہ امر کہ پھر معلوم ہوا کہ اب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی واذ قیل انشروا فانشروا لای۔ یعنی جب کہا جائے کہ اٹھو تو اٹھ کھڑے ہو تم۔ اور حکایت ہو کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن مسعود کے پاس زیارت کے لیے آیا سو وہ دونوں چلے پھر اس سے بعد اللہ نے کہا کہ آگے بڑھیے تو کہا کس قدر سے کہا اس وجہ سے کہ تم فہید سے ملے ہو اور میں نہیں ملا۔ اور اگلے ادب

سے ترک صحبت اس شخص کا ہر جسکے ارادہ میں کوئی شے دنیا کی فضولیات سے  
 ہوا سد نہائی نے فرمایا فاعرض عن تمی عن ذکرنا دلم یزالا الخیوة الدنیا  
 یعنی پس اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص سے منہ پھیر لے جس نے  
 ہمارے ذکر سے منہ پھیر دیا اور میں ارادہ کیا مگر زندگی دنیا کا۔ اور اُنکے  
 ادب سے ہڑ بھائیوں کا انصاف دنیا اور انصاف کے سلبا لہ کچھ ورنہ دنیا۔  
 ابو عثمان جبرری کا قول ہے کہ حق صحبت یہ ہے کہ اپنے مال سے تو اپنے بھائی کو صاحب  
 دوست و مقدر کر اور اُسکے مال میں طمع نہ کر اور اُسکا انصاف اپنے نفس سے کرا اور  
 ان سے انصاف مست طلب کر اور اُسکا پیر و ہوا اور اُسکی طمع نہ کر کہ وہ میرا پیر و ہوا  
 اور جو تجھے اُس سے پہونچے اُسے بہت کچھ جان اور جو تجھ سے اُسکو پہونچے اُسکو حقوڑا  
 سمجھ اور اُنکے ادب سے یہ ہے کہ صحبت میں نرمی جانب کی ہو اور نفس کا تلخ صولت  
 کے ساتھ ترک کرے۔ ابو علی رد و راہی نے کہا ہے کہ صولت اور حلقہ اُس شخص پر  
 جو تجھ سے اونچا ہے شوخی اور بے حیائی ہے اور اپنے برابر والے پر بے ادبی ہے  
 اور اپنے سے نیچے پر غرہ ہے۔ اور اُنکے ادب سے یہ ہے کہ اُنکے کلام میں ایسا نہ  
 کہے کہ اگر ایسا ہو تو ایسا نہوگا اور کاشکے ایسا ہوتا اور قریب ہے کہ ایسا ہو  
 اس واسطے کہ فقرا لوگ ان تعذبات کو اُسپر عیب و اعتراض خیال کرتے ہیں۔ اور  
 اُنکے ادب سے صحبت میں مفارقت سے پرہیز اور ملازمت پر حرص کرنا جو نہ ذکر  
 ہے کہ ایک شخص ایک شخص کا یار ہو یا پھر جدائی کا ارادہ کیا اور اپنے یار سے  
 اذن چاہا اُس نے جواب دیا کہ اس شرط سے کہ تو یا کسی کا نہوگا جب کہ وہ  
 ہم سے زیادہ ہوا اور اگر کوئی ہم سے زیادہ نہو تو اُسکا یار بھی مت ہوا سو گئے



کہ تو اور ہمارا یا رہو اور اسپر آئے کہ میرے دل سے جدائی کی نیت جانی رہی  
اور آئے کہ ادب سے چھوٹوں پر مہربانی ہو نقل ہو کہ اگر وہ ہم بن اور ہم کیفیت  
کاشی کا کام کرتا تھا اور یاروں کو کھلایا کرتا اور وہ سب رات کو آپ کے  
پاس جمع ہوا کرتے اور وہ سب ہر روز ہوتے اور بہار و فات ایسا ہوتا کہ  
بعضے روز کام میں پھر جاتا تو ایک رات یاروں نے کہا تو ہم افطاری  
کھا لیں اسکی افطاری رکھ چھوڑیں تاکہ بعد ازین وہ جلد آجایا کرے پھر ان  
لوگوں نے روزہ کھولا اور کھانا کھایا اور سب سو رہے پھر ابراہیم پٹ کر آیا  
اور آنکھ سوتا پایا تو کہا غریب سکیں ہیں شاید آئے لیے کھانا کچھ نہ تھا پھر  
مقرر آتا آئے گوند حار اور اسے پکایا تب وہ لوگ جاگے اور وہ اسوقت  
ایک بیونک رہا تھا اس حالت سے کہ توڑی اسکی مٹی پر مٹی ہوئی تھی سو ان  
لوگوں نے اس سے کہا اسکی بابت جو حال تھا تو اور ہم نے کہا کہ میں نے کہا  
شاید تمہیں افطاری کا کھانا نہیں ملا تو تم سو رہے اسپر سب نے کہا دیکھو ہم نے  
کس طرح اس کے ساتھ معاملہ کیا اور وہ ہم سے کیسا معاملہ کرتا جو اور آئے کہ ادب  
سے کہ پکارنے کے وقت یہ کہیں کہ کہاں تک اور کدو اٹے اور کس سبب کے  
بعضے علمائے کما ہر ایک کوئی اپنے بارے کے کہہ کر ہمارے ساتھ طو اور وہ کے  
کہاں تک تو اس کے ساتھ جاؤ اور ایک دوسرے عالم نے کہا کہ جس نے  
جانی سے کھانا اپنے مال سے تو مجھے دے اور آئے کہ اگر کس قدر چاہتا ہو تو وہ حق  
ہر اور ہی پر نہیں گھٹا رہا اور ایک شاعر نے خوب کہا ہر شعر

الایکلون افامعین میں نہ بہم | لانا بات ملے ماقالی برحانا

## ترجمہ فی الشعر

لگتے ہرگز نہیں برہان اسکے قول پر | جبکہ کوئی آنکھ بھائی پہنچو ہر آنست کے

اور آنکھ ادب ہو کہ بھائیوں کے لیے تکلیف نہیں کرتے۔ روایت ہو کہ جب ابو حفص  
مراقب بن آئے اور غنیدہ کے لیے طرح طرح کا تکلیف کمانے کی چیزوں میں کہا تو  
اُسکو ابو حفص نے برا جانا اور کہا میرے لوگ یا رخصتوں کے مثل بنائے گئے کہ اُنکے  
لیے رنگارنگ مرتبہ اور پیش کیے جاتے ہیں اور چارے نزدیک فوت ترک تکلیف  
ہو اور ماحصر کا پیش کرنا ہو اس واسطے کہ تکلیف سے اکثر اوقات مہمان کی جبرائی  
افتیا رکی جاتی ہو اور ترک تکلیف میں مہمان کا رہنا اور جانا برابر ہو اور آنکھ ادب  
صحبت میں مدارات اور ترک نفاق اور کذب کا ہو اور مدارات مشتبہ بہ مدہانت  
و نفاق ہو اور دونوں میں فرق یہ ہو کہ مدارات وہ چیز ہو کہ جس سے تو اپنے بھائی کی  
صلاح چاہے اس امید سے کہ اُسکی بہتری ہو اور تو اُسے برداشت کرے اُسکی  
جو بچھے مگر وہ معلوم ہو اور مدہانت وہ ہو جس سے تیرا ارادہ کسی شے کا ہو مٹی سے  
جو خواہ کسی فرہ کے لینے کے لیے ہو یا کسی جاہ کے قائم کرنے کے لیے ہو۔  
اور اُنکے ادب سے صحبت میں رعایت اعتدال کی قبض اور ضبط کے درمیان ہو  
شافعی علیہ الرحمہ سے منقول ہو کہ آپ نے کہا انقباض لوگوں سے اُنکی عداوت کو  
حاصل کرتی ہو اور اُنکے ساتھ انبساط کرنا بد ہنشیوں کو گھینچتی ہو تو منقبض اور  
منبسط کے میں میں رہو۔ اور اُنکے ادب سے بھائیوں کا ستر عورت کرنا ہو۔ عیسیٰ  
علیہ السلام نے فرمایا اپنے یاروں سے کہ تم کیا کرتے ہو جب تم اپنے کسی بھائی کو  
سوٹا ہو یا پاؤ کو اُسکا کپڑا ہوانے کھول دیا ہو اُن لوگوں نے جواب دیا کہ

ہم اُسے چھپاتے اور دھک دینے ہیں آپ نے فرمایا ایک قسم اسکا کشف عورت  
 کرتے ہو ان لوگوں نے کہا سبحان اللہ یہ کون کرتا ہے فرمایا ایک قسم میں کے  
 ایک کلمہ اپنے بھائی کے حق میں سنتا ہے پھر سپر بڑھا دیتا ہے اور اُسے  
 بڑھا کر اسکو شایع اور شہر کرتا ہے اور اُنکے ادب سے ہر بھائی کے لیے غائبانہ  
 ہر شخص کا طلب کرتا اور اُنکے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جہد و جد کرتا تاکہ کدوات  
 ان سے دور ہوں۔ حکما میت ہے کہ دو بھائی سے ایک جو سی امین مبتلا ہوا  
 سو اپنے بھائی پر افہار اسکا کیا کہ بین جو سی امین مبتلا ہو گیا سو اگر تو چاہے کہ  
 میرے ساتھ تہ عقد محبت نہ باندھے تو پورا کر اُسے جواب دیا کہ میں تو ایسا  
 نہیں ہوں کہ تہری خضاعے سبب برادر سی کی گائٹھ کو کھول دوں اور اپنے  
 اللہ کے درمیان شہد و پیمان کر لیا کہ وہ نہ کھائے اور نہ پیہ بیان تک  
 اسکو اللہ اوس کی ہوسکی ہوئی سے بری اور نذر سٹ کر دے اور چالیس  
 دن کچھ کھا یا جب کسی اسکو اسکی جوئی سے سوال کرتا تو وہ کہتا کہ نہیں  
 رائل ہوئے ایک چلہ کے بعد اُس نے اُسے خبر دی کہ وہ ہوا دور ہو گئی  
 پھر اُس نے کھانا کھا یا اور پانی پیا۔ اور اُنکے ادب سے یہ ہے کہ وہ اپنے  
 یا د کو عداوت کی طرف حاجت مند نہیں کرتے اور نہ وہ عذر خواہی کے  
 ملتی کرتے ہیں اور نہ یار کے لیے تکلیف کرتے ہیں جو اسپر دغوار ہو بلکہ  
 وہ یار کے لیے اس طرح ہوتے ہیں کہ وہ یار کی مراد کو اپنی مراد پر اختیار  
 کرتے ہیں۔ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ سب دو سکون سے  
 بہتر وہ ہے جو تجھے عداوت کا حاجت مند کرے یا عذر خواہی کا تجھے ملتی

کرے بارہ اسکے لیے تو تکلف کرے۔ جعفر مانتی کا قول ہے کہ میرے اوپر زیادہ بجاری  
 بھائیوں میں سے وہ جو میرے لیے تکلف کرے اور ان سے میں تخطا اور بچاؤ  
 کرتا ہوں اور انہیں سب سے ہلکا میرے قلب پر وہ ہے کہ میں اُسکے ساتھ ایسا  
 رہوں جیسا کہ اکیلے رہتا ہوں پس آداب صحبت اور حقوق اخوت بہت کچھ ہیں  
 اور اسمیں جو حکایات ہیں اُنکا نقل کرنا طول ہے اور ہر آئینہ شمع اور طالب کی  
 علیہ الرحمہ کی کتاب میں اس بارہ بہت کچھ نکات ہیں دیکھی ہیں کہ بیشک اُس نے  
 اپنی کتاب میں ہر ایک بات اسمیں سے ایسی لکھی ہے جو عمدہ ہے اور  
 سب کا حاصل یہ ہے کہ بندہ کے لیے یہ بات ضرور ہے کہ وہ اپنے مولا  
 کا ہو رہے اور جو چاہے وہ اپنے مولے کے واسطے چاہے نہ اپنے نفس  
 کے لیے چاہے اور جب کسی شخص کا ساتھی ہو تو اُسکی صحبت اُسکے ساتھ  
 اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو اور اُسکی صحبت اللہ تعالیٰ کے لیے اختیار کرے  
 تو ہر ایک چیز میں اُسکے لیے کوشش کرے کہ عند اللہ اُس کا قرب زیادہ ہو  
 اور جو شخص حقوق اللہ تعالیٰ پر قائم ہو تو اللہ تعالیٰ اُسکو علم معرفت نفس  
 دے اُسکے جو بکار روزی فرمائے گا اور اُسکو محاسن اخلاق اور محاسن آداب  
 بتلائے گا اور اُسکی توفیق دے گا کہ اداسے حقوق بصیرت کے ساتھ کرے  
 اسمیں کل اُسکو فقیہ پائے کہ اُس سے کوئی چھوٹ نہ جائے جس جس کی  
 طرف اُسکو حاجت ہو خواہ اُنہیں جو حقوق حق کی طرف رجوع کرے خواہ  
 انہیں جو حقوق خلق کی طرف مائل ہوں۔ سو جتنی تفصیریں ہیں وہ خست  
 نفس اور اُس کے عدم ترکیہ اور بقا صفات نفس سے پائی جاتی ہیں پس

اگر نفس تیرے ساتھ رہا تو وہ کبھی افراط اور کبھی تفریط سے ظلم کرے گا اور وہ جب سے بجا ذکر رکائے گا اُن باتوں میں جو حق و مطلق کی طرف رجوع کرنی ہیں وہ حکایات اور نصائح اور آداب اور انکاشتنا زیادہ تاثر نفس میں نہیں کرنا اور وہ ایک کنوین کے مثال ہو جائے گا جیسے اوپر سے پانی اُلٹا جائے اور اسیں نہ ٹھہرے اور نہ اُس سے اشتغال حاصل ہو اور جب تو زہر دنیا اور تقویٰ کو پکڑے تو اسیں سے آب حیات اور کونڈھے گا اور فقیہ و عالم ہو جائے گا اور حقوق کو ادا کرے گا اور واجب آداب پر قائم ہوگا اللہ کی توفیق سے جو پاک اور بلند رہے

باب چھپنواں معرفت نفس اور اُس سے جو مکاشفات صوفیہ ہوتے ہیں  
اُن کے بیان میں ہر

عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اور وہ صادق اور مصدق تھے کہ ہر آئینہ تم میں سے ایک کی پیدائش اُنکی ماں کے پیٹ میں نطفہ چالیس دن جم کر رہی ہے پھر اسی طرح علقہ پھر اسی طرح وہ مضغہ ہوتا ہے بعد ازاں اللہ تعالیٰ اُنکی طرف چار کلمہ کے ساتھ بھیجتا ہے تب اُسکا عقل اور عقل اور رزق اور خقی یا سید لگھا جاتا ہے اُسکے بعد اسیں روح بھونکی جاتی ہے۔ اور ہر آئینہ ایک شخص دوزخیوں کے عمل کرتا ہے جسے اُسکے اور دوزخ کے درمیان تفاوت نہیں رہتا الا بقدر ایک گز کے پھر سب پر کتاب یعنی نوشتہ تقدیر سبقت کرتی ہے تو وہ اہل بہشت کے عمل کرنے لگتا ہے اور بہشت میں داخل ہوتا ہے اور ایک شخص اہل جنت کے عمل کرتا ہے وہاں تک کہ اُسکے

اور رحمت کے درمیان تفاوت نہیں رہتا الا بقدر ایک گز کے پھر اس پر کتاب یعنی نوشتہ تقدیر سبقت کرتا ہے اور وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں داخل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار یمین یعنی ہم نے پیدا کیا آدمیوں کو پسینی ہوئی یعنی مٹی سے بھر رکھا اسکو ایک جے ٹھرا دیمین یعنی مضبوط جگہ میں واسطے ٹھہرنے اس کے اُس میں بیان نک کہ وہ اینی صدیاں ان کو پہونچ جائے بعد ازان اس کے تعقیبات اور لٹ پلٹ کا ذکر کر دیا فرمایا تم انشا ناہ خلقنا آخر یعنی چپ رہنا یا ہم نے اسکو پیدا بش دوسری بعضوں نے کہا ہے کہ یہ انشا یعنی بنا ماروح کا اسمین ہونگنا ہے۔ اور تو جان لے کہ روح میں کلام کو ناسخت اور شکل طلب ہے اور اس سے چپ رہنا اہل عقل کی روہ ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے شان روح کو بہت بڑا بنایا ہے اور خلق پر قلت علم کا فرمان لکھ دیا جیسے کہ فرمایا وما اودعنا من العلم الا قلیلا یعنی اور نہیں دیئے گئے ہو تم علم سے مگر تھوڑا اور ہر آئندہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں قبر نبی آدم کے اکرام سے دی ہے اور فرمایا ولقد کرمنا نبی آدم یعنی البتہ ہم نے بزرگ کیا اولاد آدم کو۔ اور روایت ہے کہ ہر آئندہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی آدم اور اس کی اولاد کو پیدا کیا تو فرشتوں نے کہا دی پروردگار تو نے اُنکو پیدا کیا جو کھائینگے اور پیئیں گے اور نکاح کریں گے تو اُنکے لیے دنیا کر اور ہمارے لیے آخرت۔ تو اللہ تعالیٰ فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم جو کہ میں نہیں کر دنگا اُس شخص کی اولاد کو جسے

میں نے اپنے ماتھے سے پیدا کیا اس شخص کے مانند کہ جسکو میں نے کہا کہ ہو جا  
 سو وہ ہو گیا سو باوجود اس کراست اور اس برگزینی کے جو اللہ تعالیٰ نے  
 اسکو فرشتوں پر دی جب روح سے خبر دی تو علم کے تھوڑے ہونے سے  
 خبر دی اور فرمایا ویسکو نیک عن الروح حل الروح من امر ربی الایہ یعنی تجربے  
 حال روح سے لوگ پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہوا اور  
 تم نہیں دے گئے علم سے مگر ذلیل۔ ابن عباسؓ نے کہا ہر کویونے نبی علیہ السلام  
 سے کہا کہ عین خبر دے کہ روح کیا چیز ہے اور روح کیونکر عذاب دیا جائے گی  
 جو بدن کے اندر ہو اور اس کے سوا نہیں کہ روح امر الہی سے اور حال یہ تھا کہ  
 اس کے حق میں آپ کی طرف کچھ حکم نازل نہیں ہوا سو آپ نے انکو جو اب نہیں  
 دیا پھر صبر پیل آپ کے پاس یہ آیت لائے جہاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و  
 سلم علم الہی اور اسکی وحی سے روح اور اسکی مابیت کے بنانے سے عاجز  
 رہے اور حال آنکہ جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام معدن علم اور چشمہ حکمت تھے  
 تو کیونکر غیر کی خواہشیں ملے اور کس طرح اسکی طرف اشارہ کرے ناچار  
 جبکہ نفوس انسانہ نے جو فضول کی طرف جھانکنے والے اور مقول کی طرف  
 نشاٹ اور اپنی وضع سے ان تمام چیزوں کی طرف متحرک ہیں جس میں سکون کا اسکو  
 حکم دیا گیا اور اپنی حرص سے ہر ایک تحقیق اور نمائش کی طرف بڑھنے چڑھنے  
 والے میں تقاضا کیا اور فکر کے سبب ہر چہ آگاہ میں نظر کی غماں چھوڑ دی اور  
 معرفت مابیت روح کی گہرے پانی میں گھس گئی تو وہ آوارہ تیرہ و دشت  
 ہو گئی اور انکی برائیں اور خیالات اسیں انواع و اقسام کی ہو گئیں اور کوئی



اختلاف از باب نقل و عقل کا کسی چیز میں ایسا نہیں پایا گیا جیسا کہ انکو اختلاف  
روح کی ماہیت میں ہے اور جو نفوس اپنے مجز کے معرف ہوتے ہوئے اپنی حد پر کھڑے  
ہو رہے تو یہ بات اُس کے لیے بہتر اور اولی ہوتی۔ رہے قول اُن لوگوں کے جو  
شروع کے ساتھ حقیقہ میں تو کلام مجید اُنکے ذکر سے خالی اور متشرہ ہو اس واسطے  
کہ وہ ایسے اقوال میں جلو عقل نے ظاہر کیا کہ وہ سیدھی راہ سے بھٹک  
گئے ہیں اور فساد پر مخلوق ہیں اور انکو راہ پانے کا نور متابعت انبیاء کی کثرت  
سے نہیں پہونچا سو وہ ایسے ہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کانت اعینہم  
فی عظام جن ذکرى و كانوا لا یستطیعون سموا و قالوا قلوا ہما فی اکثہ ماتدحونا  
الہیہ و فی اذنا تادقرو من بیننا و بینک مجابا یعنی تعین انکھیں اُنکی پردہ میں  
میرے ذکر سے اور وہ سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اور کہا اُنھوں نے کہ  
دل ہمارے خلاف ہیں اُس چیز سے کہ تم ایمان اُسکی طرف بلاتے ہو اور کانون  
میں ہمارے بوجھ ہو اور درمیان ہمارے اور درمیان تیرے پردہ ہی۔  
پھر ہر گاہ دنیا سے محبوب رہے تو نہیں سنا اور جب نہیں سنا تو سیدھی  
راہ نہ پائی تو پھر جانتوں پردہ مہر ہوئے اور عقلوں کے ساتھ مردے محبوب  
اور محروم رہے۔ اور عقل ایک جہت اللہ تعالیٰ کی ہے کہ اُس سے کسی قوم کو  
اللہ ہدایت دیتا ہے اور کسی دوسری قوم کو اُس سے گمراہ کر دیتا ہے تو ہم  
اُنکے اقوال روح کی بابت نقل نہیں کرتے اور نہ وہ اختلاف اُنکا جو اُن لوگوں  
نے اس میں کیا ہے ان جن لوگوں نے کہ شریعت سے استناد اور اعتقاد کیا ہے  
اور روح کے بابت کلام کیا تو ایک گروہ اُن میں سے وہ ہیں جنھوں نے



اسند لال اور بحث سے کیا اور ایک وہ گروہ کی جنہوں نے ذوق اور وجد سے کیا ہے۔  
 کہ استعمال فکر سے حتیٰ کہ اس میں متنازع صوفیہ نے بھی کلام کیا ہے اور اس سے  
 خاموشی اور بی خبری اور ادب نبی علیہ السلام کے ساتھ مودب ہونا ہے۔ اور پھیلنے  
 کہا ہے کہ روح ایک شے ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے برگزیدہ اور اختیار  
 کیا ہے اور تعبیر اس سے جائز نہیں ہے جو موجود سے زیادہ ہو کہ صاف حق کے  
 اقوال اور افعال کا محل بناتے ہیں اور وہ ہے کہ کہیں کلام آنگاہ بن کر مادیوں کے  
 کلام اللہ تعالیٰ کو پہلے ہو اور ان آیات نیزہ کے موافق کہ اس کی تفسیر حرام اور مادیوں  
 اس کی جائز ہے سو اس کی تفسیر میں قول کی وسعت نہیں ہے مگر اس طرح کہ منقول ہو رہی ہیں  
 سو اس کی طرف عقول نے مقرر ہوا کہ قانون میں ڈرا ہے ہیں اور وہ بیان ان باتوں کا ہے  
 جس کا احتمال معنی آیت غیر قطعی رکھتی ہے اور جب حال ایسا ہے تو اس میں قول کے لیے  
 ایک وجہ اور محل ہے۔ اور عبد اللہ بن جاحی نے کہا ہے کہ روح ایک جسم ہے جو لطیف تر  
 جس سے اور بزرگتر اس سے ہے اور موجود سے زیادہ کے ساتھ اس سے تعبیر نہیں ہوتی  
 اور وہ اگرچہ عبارت اور تعبیر سے منع ہے حکم اس پر کیا ہے کہ وہ جسم ہے تو گویا اس سے  
 تعبیر اس نے کیا اور ابن عطار نے کہا کہ اللہ نے روح کو جسم سے پہلے پیدا کیا ہے اس کا  
 قول انہی کے مطابق ولقد خلقنا لم یعنی اور ہر آئینہ پیدا کیا ہم نے تو کو یعنی اور روح  
 کو ہم صورت نام یعنی ہر ملک صورت دی یعنی اجساد اور بعض علمائے کہا ہے کہ روح  
 لطیف قائم کثیف میں ہے جیسے بصر کہ وہ لطیف قائم کثیف میں ہے اور اس  
 قول میں بحث ہے اور بعض علمائے کہا ہے کہ روح ایک عبارت ہے اور قائم  
 اشتیاق کے ساتھ فانی حق ہے اور اس میں یہی بحث ہے مگر کہ اجا کے معنی پر

محمول ہوا سو اپنے کہنے سے علمائے کہا ہر کہ جانا صفت جلائے دے کی ہر جسے پیدا  
کرنا پیدا کرنے دے کی صفت ہر اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر کہ اقل الروح من امر زلی  
یعنی کہ روح میرے رب کا امر ہے اور امر اس کا کلام اس کا ہر اور کلام اس کا خلق  
نہیں ہر یعنی زندہ اس کے قول سے زندہ ہو گیا کہ زندہ ہو اور میں معنی سے روح معنی  
جسد میں نہیں ہوتی ہر پس جسے قول وہ میں جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ قابل اس کا  
ضم روح کا افتقار نہ تھا ہر اور جسے قول ایسے جو اس کی دلیل ہیں کہ وہ صفت روح کا  
مقتدر ہے بعد اس کے لوگوں نے اس روح میں اختلاف کیا ہر جس کا سوال جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تھا سو ایک قوم نے کہ وہ جبل ہر اور حضرت  
امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کہہ بیٹے فرمایا کہ وہ  
خشتون میں سے ایک خشتہ ہے جس کے ستر ہزار خشتوں اور اس کے ہر ایک خشت میں ستر  
ہزار زبان ہیں اور اس کی ہر ایک زبان میں ستر ہزار لغت ہیں کہ ان سب لغات سے  
وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے اور ہر ایک تسبیح سے ایک خشتہ پیدا ہوتا ہے جو  
روز قیامت تک خشتون کے ساتھ رہتا ہے اور شہید حسین عباس رضی اللہ عنہما  
خدا سے روایت ہے کہ روح ایک پیدائش ہے اور اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے کہ اس کی  
صورتیں دو عالم آدم کی صورت پر بنی اور آسمان سے کوئی خشتہ نہیں اترتا  
مگر کہ اس کے ساتھ ایک روح ہوتی ہے اور اس طرح کا قول ہے کہ روح انسان  
کی صورت کے مانند ہے اور انسان نہیں ہیں اور مجاہد نے کہا کہ روح غی آدم  
کی صورت پر بنی اس کے ساتھ اور بالون میں اور سر ہے کہ کھانا کھاتے ہیں اور وہ  
لاک نامین ہیں اور سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کے سوا

کوئی پیدائش روح سے بزرگتر نہیں پیدا کی اور اگر وہ روح چاہے کہ ساتھ توئی سمائل  
اور زمینوں کو ایک لقمہ میں نکل جائے تو وہ ایسا کر جائیگی اسکی پیدائش کی صورت  
ملائکہ کی صورت پر ہو اور اس کے شمع کی صورت آدمیوں کی صورت پر جو کہ قیامت  
کے دن عرش کے درہنہ میں نکلی ہوگی اور اس کے ساتھ ملا ایک صف  
میں ہونگے اور وہ ہمیں سے ہوگی جو اہل توحید کے لیے شفاعت کریں گے اور  
اگر اس کے اور ہشتون کے درمیان دور کا پردہ نہ ہوتا تو اہل آسمان اس کے نور سے  
بیل جاتے سو یہ اقوال نہیں ہیں مگر نقل اور سماع کہ ان کئے والوں کو جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پہنچے ہیں اور جب کہ روح جس کا سوال  
کیا گیا تھا اس منقول سے ہو تو وہ اس روح کے سوا ہر جو بدن میں ہو اور اس  
اعتبار سے گفتگو اس مدوح میں جاری ہوگی اور یہاں کلام منوع نہیں ہو اور بعض  
نے کہا ہر کہ روح ایک ایضہ ہو جو اس کی طرف سرایت اما کن مودعہ کرنا ہو کہ  
اس سے زیادہ اسکی تعبیر نہیں کی جاتی کہ وہ موجود دوسرے کے ایجاد سے ہو اور  
بعضے علماء کا قول ہے کہ روح کن سے نہیں نکلی ہو سو اسے کہ اگر وہ کن سے نکلتی تو  
اسکی ذلت ہوتی تو سوال کیا گیا کہ پھر کس چیز سے نکلی ہو اسکا جواب دیا کہ حق  
سبحانہ تعالیٰ کے جمال اور جلالت کے درمیان ملاحظہ اشارہ کے ساتھ نکلی ہو اور تعالیٰ سے  
سلام کے ساتھ ملکہ خاص کیا اور اپنے کلام سے اسکو میات دی پس وہ ذلت کن  
سے آزاد و پاک ہو۔ اور ابو سعید خدری سے لوگوں نے سوال کیا کہ آیا روح مخلوق ہے یا  
جان اور اگر نہ ہوتا تو ربوبیت کا قرار نہ کرتی جیسے کہ اس نے کہا بلکہ اور یہ روح  
وہ ہے جس کے ساتھ بدن قائم ہو اور اسی کے سبب وہ اسمہ جات کا مستحق

ہوا اور روح کے ساتھ عقل ثابت ہوئی اور روح سے محبت قائم ہوئی اور روح  
 نہوتی تو عقل سطل ہوئی کہ اسپر نہ محبت ہوئی اور نہ اسکے لیے محبت ہوئی۔ اور بعضوں  
 نے کہا ہے کہ وہ جو ہر مخلوق پر گروہ سب مخلوقات سے لطیف تر اور سب جواہر سے  
 انور اور صفائی تر ہے اور اسکے ساتھ غائب چیزیں دکھائی دیتی ہیں اور اسی کے  
 باعث اہل حقانیت کو کشف ہوتا ہے اور جب روح مراعات سپر سے محجوب ہوئی تو  
 تو جو ارجح ہے ادنیٰ کرتے ہیں اور اسی واسطے روح تجلی اور استنار اور قابض اور  
 مانع کے درمیان میں ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ دنیا اور آخرت اور روح کے  
 نزدیک برابر ہیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ روح کے بہت اقسام ہیں ایک وہ  
 اور روح ہیں کہ برزخ میں گشت اور جولان کرتے ہیں اور وہ دنیا اور لاگہ کے احوال کو  
 دیکھتے ہیں اور جن باتوں کا آسمان میں احوال آدمیوں سے ذکر ہوتا ہے انکو سنتے ہیں  
 اور ایک وہ اور روح ہیں جو عرش کے نیچے ہیں اور ایک وہ اور روح ہیں جوشت  
 تک اُڑتے ہیں اور جہان تک وہ جانیں جسقدر کہ ایام حیات میں اُن کے  
 چلنے پھرنے کی تعداد ہے۔ اور سعید بن مسیب نے سلمان سے روایت کی ہے کہ کہا  
 مومنین کے اور روح زمین کے برزخ میں آسمان اور زمین کے درمیان جہان  
 چاہیں وہاں جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے بدن میں پھیری جائیں۔ اور  
 بعضوں نے کہا ہے کہ جسوقت اور روح پر دو کشتوں میں سے کوئی بیت وارد ہو تو  
 وہ ملاقات کرتے ہیں۔ و باہم بات چیت اور ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں  
 اور اسد تعالیٰ نے ملائکہ اُنکے ساتھ تعینات کیے ہیں کہ اپنی اعمال زندہ لوگوں  
 کے عرض کرتے ہیں یہاں تک مردوں پر وہ حیرت ظاہر کی جاتی ہیں جس کے

ساتھ زندہ لوگوں کو دنیا میں گناہوں کے سبب عذاب کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی طرف اسکی مدد کرنے کو مذرت کرینگے اس واسطے کہ کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ سے محبوب تر خدا اسکے سامنے ہو۔ اور حدیث میں نبی علیہ السلام سے وارد ہوا ہے کہ دو خشنید اور پنج خشنیدہ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور انبیاء اور انبیا آپ کے سامنے جمعہ کے روز تو وہ انکے حسنات سے خوش ہوتے ہیں اور انکے چہرہ میں سپیدی اور روشنی بڑھ جاتی ہے پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اذیت نہ دو اور دوسری حدیث میں ہے کہ تمھارے اعمال تمھارے کنبہ والوں اور اقارب کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں جو مر گئے ہیں پھر اگر وہ عمل حسنہ ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر اُسکے سوا اور کچھ ہوں تو کہتے ہیں اسی مت اُنکو موت دے جب تک کہ تو اُنکو ہدایت کرے جیسے کہ تو نے ہم کو ہدایت کی ہے اور یہ اخبار اور آثار اس بات پر دلالت ہیں کہ ارواح اعیان ہیں جسد میں اور وہ معانی اور اعراض نہیں ہیں۔ واسطی سے سوال کیا لوگوں نے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے تمام خلق میں طیم تر تھے کہا اس واسطے کہ آپ کی روح اول پیدا کی گئی اور پھر اُسکے لیے تمکین و استقرار کی صحبت اور معیت واقع ہوئی کہ اتم نہیں دیتے کہ آپ فرمایا کرتے کہ میں نبی تھا اور اسوقت آدم روح اور جسد کے درمیان تھے یعنی نہ روح تھی اور نہ بدن تھا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ روح نور غرت سے پیدا کی گئی ہے اور اللہ میں آتش غرت سے اور اسی دہیے سے کہا تھا کہ تو نے مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے اور اُسے یہ سنانا

کہ نور بہتر آگ سے ہے پھر بغضوں نے علم سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم کو روح کے  
ساتھ مقرون کیا سو وہ اپنی لطافت کے سبب علم کے ساتھ بنو پانی ہے جیسے کہ غذا  
کے ساتھ بدن بنو پاتا اور برہتا ہے اور علم انہی میں ہے سو اسلئے کہ خلق کا علم قلیل ہے  
کہ اسکو نہیں پہنچتا اور متکلمین اسلام کے نزدیک مذہب مختار یہ ہے کہ انسانیت  
اور حیوانیت دونوں عرض ہیں جو انسان میں پیدا ہوئے ہیں اور ان دونوں کو  
معدوم کر دیتی ہے اور روح بعینہ حیات ہے کہ بدن اُسکے وجود سے زندہ ہوا اور  
قیامت میں اُسکے دوبارہ جسم میں اُنسے سے زندہ ہوگا اور بعض متکلمین اسلام  
اس طرف گئے ہیں کہ وہ جسم لطیف ہیں کہ اجسام کثیفہ کے ساتھ باجم ایسے  
گھل مل گئے ہیں جیسے پانی سبتر شاخ میں گھل مل جاتا ہے اور یہ مذہب مختار  
ابوالمعالی جوہی کا ہے اور بیت سے انہیں سے اس طرف مائل ہوئے ہیں کہ وہ  
عرض ہے الا انکوان اخبار نے اس طرف سے پھیر دیا جو دلالت اس پر کرتے ہیں  
کہ وہ جسم جو اسوہ سے کہ اُسکے حق میں چرھنے اور اترنے اور برزخ میں چلنے  
پہننے کے وارد ہوا ہے پس اس طرح وصف اُسکا کیا گیا کہ وہ دلیل اُسکے  
جسم ہونے کی ہیں اسو اسلئے کہ عرض اوصاف کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا  
کیونکہ وصف ایک معنی ہے اور معنی قائم معنی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اور بعض  
علمائے یہ اختیار کیا ہے کہ وہ عرض ہے۔ دین عباس رضی اللہ عنہما سے سوال  
کیا گیا اُنسے پوچھا کہ روحین کہاں جاتی ہیں جب کہ بدن سے علیحدہ ہوتی ہیں  
آپ نے فرمایا کہ چراغ کی روشنی کہاں جاتی ہے جب کہ تیل ہو چکتا ہے چسبہ  
اُس سے سوال کیا گیا کہ جسم کہاں چلے جاتے ہیں جب کہ وہ پُراٹنے

ہو جاتے ہیں کہا، نکلا گوشت کہاں جاتا ہے جبکہ وہ بیمار پڑتا ہے۔ اور جو لوگ علوم مردودہ مذمومہ کے ساتھ شہم اور ہلام سے منسوب ہیں انہیں سے بعضوں کا قول ہے کہ روح بدن سے جدا ہو کر جسم لطیف میں جاتی ہے اور انہیں بعضوں نے کہا کہ جب وہ بدن سے مفارقت کرتی ہے تو اُسکے ساتھ قوت و ہمیت قوت لطیفہ کے توسط سے حلول کرتی ہے تو اُسوقت وہ معانی اور محسوسات کے دیکھنے والی ہوتی ہے اس واسطے کہ مفارقت کے وقت بدن کی ہیئت سے اُسکا تجرذ غیر ممکن ہے اور وہ موت کے وقت سے وقت ہے اور موت کے بعد نفس اُسکا خالی قبر میں مدفون ہے اور جن خیزون کا حیات میں اُسکو اعتقاد تھا اُنکو تصور کرتی ہے اور قبر میں اُسکا ثواب اور عقاب معلوم ہوتا ہے۔ اور بعض علما نے کہا ہے کہ سب مخلوقات میں سے اسلم اور محفوظ ہے کہ کہا جائے کہ روح ایک نئی مخلوق ہے کہ عادت آہی اسے چارے ہے کہ وہ بدن کو زندہ رکھتی ہے جب تک کہ اُس سے متصل ہے اور وہ بدن سے اشراف ہے بدن کی مفارقت سے موت کا ذائقہ پانی ہے جس طرح کہ بدن اُسکی مفارقت سے موت کا فرہ پاتا ہے اور حال یہ ہے کہ کیفیت اور باہیت میں مثل ایسی ہی اندر سی اور چند حیاتی ہو جاتی ہے جیسے کہ نظر آفتاب کی شعاع میں خیرہ ہو جاتی ہے اور جب کہ مشکلمین نے دیکھا کہ اُننے کہا جاتا ہے کہ موجودات کا اس میں انحصار ہے بعضی قدیم اور جسم و جوہر اور عرض پھر روح انہیں سے کیا ہے تو ایک کہ وہ نے اختیار کیا کہ وہ عرض ہے اور ایک کہ وہ نے کہ وہ جسم لطیف ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور ایک کہ وہ کا مختار ہے کہ وہ قدیم ہے اس واسطے کہ وہ امر ہے اور امر کلام ہے اور کلام قدیم ہے پس اس باب میں کیسی یہ سبیل ہے کہ کہنے سے خاموشی



کیا ہی اچھی بات ہے اور شیخ ابو طالب کی کا قول جو اسکی کتاب میں ہے اس بات پر  
 دال ہے کہ وہ شیخ اسکی طرف مائل ہے کہ ارواح اعیان جسد میں ہیں اور ہی طرح  
 نفوس کا حال ہے اس طرح کہ شیخ بیان کرتا ہے کہ روح خیر کی حرکت کرتی ہے اور اسکی حرکت  
 سے قلب میں ایک نور ظاہر ہوتا ہے جسکو فرشتہ دیکھتا ہے تو وہ خیر کا اسوقت  
 الہام کرتا ہے وہ دشر کے واسطے حرکت کرتی ہے اور اسکی حرکت سے قلب میں ایک  
 تاریکی ظاہر ہوتی ہے تو اس تاریکی کو شیطان دیکھتا ہے اور اس وقت وہ اغوا اور  
 بہکانے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جہان کہیں میں نے منسلخ کے اقوال کو  
 پایا وہ اشارہ روح کی طرف کرتے ہیں میں اس بات کو بیان اس باب میں  
 کرتا ہوں اس بنا پر جو میں نے تاویل سے ذکر کی ہے نہ یہ کہ میں اسکو قطعی حکم کرتا  
 ہوں اس واسطے کہ اس مسئلہ میں مجھے سکوت اور اساک کی طرف  
 میلان ہے تو میں کہتا ہوں اور اسد بہتر جانتا ہے کہ روح انسانی علوی آسمانی  
 عالم امر سے ہے اور روح حیوانی کہ بشری ہے عالم خلق سے ہے اور روح حیوانی  
 بشری روح علوی کی محل اور مورد ہے اور روح حیوانی جسمانی لطیف ہے جو قوت  
 حس و حرکت کے حامل ہے اور قلب شے آشتی ہے اور یہاں قلب سے مراد وہ پارہ  
 گوشت ہے جسکی شکل مشورہ اور بدن کے بائیں طرف رکھا ہوا ہے اور وہ پھر کتے والی  
 رگوں سے سورہ خون میں پھیلتی ہے اور یہ روحی سب حیوانات کو حاصل ہے اور  
 اسی سے حواس کی قوتیں ابلیسی اور بشری ہیں اور یہ وہ ہے کہ قوم اسکا غالباً  
 سنت انہی کی اجرات غذا کے ساتھ ہوتا ہے اور اس میں علم طب کے ساتھ  
 اعتدال فرائج اعلاط سے تصرف کیا جاتا ہے اور روح انسانی مشدوی



جو اس روح پر وارد ہوتی ہے تو یہ روح روح حیوانی کہ جسے جنس اور روح حیوانات سے جدا ہو گئی اور ایک صفت دوسری آئین پیدا ہو گئی کہ وہ نفس محل طلق والہام کی بنگنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نفس و ما سواہا فالہما غورہما و تقوٰہما یعنی نفس کی اور جسے اُسکو براہر کیا چھرا سکو الہام کیا بدکاری اُسکی کا اور برہمیکاری اُسکی کا پس اُسکا تسویہ اسطرح کیا کہ اس پر روح انسانی کو وارد کیا اور روح حیوانات کی جنس سے اُسکو علیحدہ کر دیا پس روح علوی کے نفس اللہ تعالیٰ کی ملکوت کے پیدا ہوا اور نفس جو کہ روح حیوانی آدمی کی ہے اسکا پیدا ہونا ریح سے عالم امین ایسا ہی ہے جیسا کہ عالم خلق میں خوراک آدم سے پیدا ہونا اور ان دونوں میں عشق اور محبت ایسا ہی ہو گیا جیسا کہ آدم اور حوا میں ہو گیا تھا اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا یہ حال ہو گیا کہ اپنے ساتھی کی مفارقت سے مر جاتا ہے اُسکا نے فرمایا جو دجمل مہازد جہا لیسکل لہما یعنی بنائی اُس سے زوجہ اُسکی تاکہ وہ طرف اُسکے آرام پاوے سو آدم نے جو اسے سکون اور آرام پایا اور روح انسانی علوی نے روح حیوانی سے سکون حاصل کیا اور اُسکو نفس بنا دیا اور روح نے جو نفس کے ساتھ سکون کیا تو قلب پیدا ہو گیا اور اس قلب سے مراد وہ لطیفہ ہے جسکا محل پارہ گوشت ہے اور یہ پارہ گوشت عالم خلق سے ہے اور یہ لطیفہ عالم اخر سے ہے اور قلب کا روح اور نفس سے عالم امین پیدا ہونا ایسا ہے کہ اولاد کا آدم و حوا سے عالم خلق میں پیدا ہونا اور اگر ساکنہ اور بود باش ان دونوں زوج میں خوتی خمین سے ایک نفس ہے تو قلب کی پیدائش خوتی سوتلوب میں سے ایک قلب باپ کی طرف جو روح علوی ہے تاکہ جھانک کرنے والا

اور شدت سے اسکی طرف مائل ہو اور پھر وہ قلب مؤنث ہو جسکا ذکر جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں کیا ہے کہ اسکو خدیجہ نے روایت کیا فرمایا کہ قلوب  
صنعت میں چار ہیں ایک قلب وہ ہے کہ مثل زمین کے پاک ہو حسین کوئی نبات  
اور سبزہ نہ ہو خراسان کے آسین ایک چراغ روشن ہو قویہ قلب مومن کا ہے اور ایک  
قلب سیاہ آیتا ہے اور یہ قلب کاڑ کا ہے اور ایک قلب پتلا ہوا اپنے غلاب میں ہے  
سویہ قلب منافق کا ہے اور ایک قلب مصفوع اور بھلوا دار ہے حسین ایمان اور فحاشی  
ہو پس ایمان کی مثل آسین مثل ساگ کی ہے حسین پاک پانی میں ہے اور مثل نفاق  
کی آسین مثل گھاؤ کی ہے حسین ایمان اور زرد اب جمیع ہو سو جو ناخداہ ان دونوں میں  
سے غالب ہے سو ہو اسی کے ساتھ حکم ہو کر کیا جائے گا اور قلب مکنس ایسی مان کی  
طرف جو نفس امارہ ہو جھگتا ہے اور قلوب میں سے ایک قلب ہے جو اسکی طرف  
میل کرنے میں متردد ہو اور میل قلب کے موافق اسکا حکم سلامت اور شقاوت  
سے ہوتا ہے اور عقل روح علوی کا جو ہر اور اسکی زبان ہو اور وہ روح علوی  
پر رہتا ہے اور اسکی تدبیر قلب مؤنث اور نفس زکی مطمئنہ کے لیے مثل آسین  
تدبیر کے ہو جو اب کہ نیک اولاد کے لیے اور شوہر زود و بد صاحب کے لیے کرتا ہے  
اور اسکی تدبیر قلب دائرون اور نفس امارہ کے لیے مثل آسین تدبیر کے ہو جو  
باب اولاد کرش کے لیے اور شوہر زکی زوجہ کے لیے کرتا ہے پس قلب  
ایک وجہ سے اٹکا رہتا ہے اور اس سے شوہر پھر نا ہو اور دوسری وجہ سے  
ان دونوں کی تدبیر کی طرف منجذب اور کشیدہ ہوتا ہے سو سنے کہ ان  
دونوں سے کوئی چارہ اسکو نہیں ہے۔ اور قول قائلین کا دور انکا آتا ہے

محلی عقل کا دماغ ہو اور بعض کے نزدیک محل اس کا قلب ہو یہ حکام انکا ہو جو  
 اسکی حقیقت کے ادراک سے قاصر ہیں اور انکا اختلاف اس باب میں  
 اس سبب سے ہو کہ ایک طرح پر استقرار عقل نہیں ہو کبھی وہ منجذب  
 نیکی کی طرف ہو کبھی سرکش کی طرف ہو اور قلب اور دماغ کے لیے نسبت  
 نیک اور سرکش کی طرف ہو پھر تہوقت تدبیر سرکش میں دیکھی گئی تو کہندیا کہ  
 مسکن اسکا دماغ ہو اور جب تدبیر نیک میں دیکھی گئی تو کہندیا کہ مسکن اسکا  
 قلب ہو اور روح علوی اس قصد اور کوشش میں رہتی ہو کہ اپنے مولا کی  
 طرف آرزو مند ہو اور مہربانی اور ان سے ایک ہو کر ترقی کرے اور اکو اکی ہو  
 موجودات میں قلب بھی ہو اور نفس بھی ہو پس جب کہ روح ترقی کرتی ہو تو  
 قلب اکی طرف آرزو مند ہو کرتا ہو اس قسم کی جو ایک پس نیک مہربان کو اپنے  
 باپ کی طرف ہوتی ہو اور نفس مشتاق قلب کا جو اسکا بیٹا ہو اس طرح ہوتا ہو  
 جیسے کہ والدہ اپنے بیٹے کی مشتاق ہوتی ہو اور جبکہ نفس مشتاق ہوتا ہو تو وہ  
 زمین سے اونچا ہوتا ہو اور اُسکی رگین عالم سفلی میں کو نہنے والی پاک سو  
 اور انگ ہو جاتی ہیں اور اُسکی ہوا کا بساط لینا جاتا ہو اور مادہ اسکا قطع  
 ہوتا ہو اور غربت دنیا سے جاتی رہتی ہو اور دھوکے کی جگہ سے دور ہو جاتا ہو اور  
 عالم جادوئی کی طرف رجوع ہوتا ہو اور کبھی نفس جو کہ والدہ ہو اپنی وضع جلی سے  
 زمین کی طرف رجوع کرنا چاہو اسلئے کہ وہ روح جوانی مجنس سے پیدا ہوا ہو اور  
 طبائع یعنی ارکان عالم سفلی کی طرف اُسکے میلان کی نسبت اور استناد ہو  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو و لو شئنا رفعناہ بہا و لکنہ اخلد الی الارض و اتبع

ہوا یہ یعنی اور اگر ہم چاہتے تو ہم اس کو نکالتے ساتھ اس کے لیکن وہ طرف زمین کے  
 ٹھہرا اور انہی خواہش کی تابعداری کی پھر سوقت کہ نفس زمین کی طرف غمہ گیا  
 جو مادر ہر تو اس کی طرف قلب ملکوس ایسا منجذب ہوا جیسا کہ اڑکا جو بہت مائل  
 والدہ بکرو ناقص کی طرف ہو جو والدہ کامل ستقیم کی طرف نہ جھکے اور روح بیٹے  
 کی طرف جو قلب ہر منجذب ہوتی ہے اس خلقی سیرت کے سبب جو والدہ کو اپنے  
 بیٹے کی طرف انجذاب ہوتا ہے پھر اس وقت وہ تخلف اس حقیقت قیام تک ہوتا ہے  
 کے کرتی ہے اور ان دونوں انجذاب میں کم سعادت اور شقاوت کا ظاہر ہوتا ہے  
 یہ تقدیر اللہ تعالیٰ غریب علیم کی ہے۔ اور اورد علیہ السلام کے اخبار میں وارد  
 ہوا ہے کہ اُسے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام سے پوچھا کہ موقع عقل تجھ سے  
 کہاں ہے کہا قلب اس واسطے کہ وہ قالب روح ہے اور روح قالب حیات ہے  
 اور ابوسعید قرنی کا قول ہے کہ روح دور و حین ہیں روح حیات اور روح  
 سمات تو جب وہ دونوں جمع ہو جائیں تو جسم عقل ہوتا ہے اور روح سمات وہ ہے  
 کہ جب وہ جسم سے نکل جائے تو زندہ مردہ ہوتا جاتا ہے اور روح حیات  
 وہ ہے جس سے مجاری انفاس اور قوت اکل و شرب وغیرہا ہیں اور بعض  
 علمائے کہا ہے کہ روح ایک نسیم طیب ہے کہ اس سے حیات ہے اور نفس گرم  
 ہوا ہے کہ اس سے حرکات مذہوم اور شہوات ہوتے ہیں اور محاورہ میں کہا جاتا ہے  
 کہ فلان گرم سر ہے اور جس فضل کو ہم نے بیان کیا اُس میں ماہیت نفس سے آگاہی  
 ہوتی ہے اور اشارہ متشاخ ماہیت نفس میں ان چیزوں کی طرف جو اس کے  
 آثار سے ظاہر ہوتے ہیں یعنی افعال قبیحہ اور اخلاق مذمومہ اور وہ ایسے

ہیں جیسا علیحدہ اُنکے ازلہ اور تبدیل کا حسن رہا صفت سے کیا جاتا ہے اور افعال  
 ردی زائل اور اخلاق ردی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ سعید ابن ابی ہلالؒ سے روایت  
 ہے کہ فیاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی یہ آیت پڑھتے قدر اُٹھ من رکھتا  
 تو آپؐ ٹھہرتے اور کہتے اللھم انت نفسی تقوئھا انت ولیماد مولانا وکلمھا انت  
 غیر من رکھتا یعنی اے میرے خدا اُسے میرے نفس کو اُسکا تقویٰ کہ تو اُسکا ولی ہے  
 اور مولانا اُسکا اور اُسکو پاک کر کہ تو بہتر ہے اُس سے کہ جو اُسکو پاک کرے۔ اور بعضوں  
 نے کہا ہے کہ نفس لطیفہ ہے جو قالب میں رکھا گیا ہے اُسی سے اخلاق اور صفات  
 مذمومہ ہیں جیسا کہ روح ایک لطیفہ ہے جو قلب میں رکھا گیا ہے اُسی سے اخلاق  
 اور صفات محمودہ ہیں جس طرح کہ آنکھ دیکھنے کی جگہ اور کان سُننے کی جگہ اور ناک  
 سونگھنے کی جگہ اور پیچھے پھینے کی جگہ ہے اُسی طرح نفس اوصاف مذمومہ کی جگہ اور  
 روح اوصاف محمودہ کی جگہ ہے اور نفس کے تمام اطلاق اور صفات دو اصل  
 سے ہیں ایک طیش اور دُوم شرہ اور طیش یعنی سبکداری اُسکی اُسکے بدلے  
 ہے اور خرا اُسکا اُسکے حرص سے اور نفس کی تشبیہ طیش میں ایک گول گرہ کے ساتھ  
 دی گئی ہے تو ایک مکان صاف ہوا رہو کہ اپنی جبلت اور وضع کے سبب  
 ہمیشہ متحرک رہتا ہے اور نفس اپنے حرص میں پروانہ سے تشبیہ دیا گیا ہے جو اپنے  
 نہیں چراغ کی روشنی پر ڈالتا ہے اور تھوڑی روشنی پر قناعت نہیں کرتا اور  
 بغیر اُسکے کہ روشنی کے جسم پر نہیں اُسکی موت ہو ٹوٹ کر گریڑے سولیش سے  
 جلدی اور کم مہری ہو جاتی ہے اور صبر جو ہر عقل ہے اور طیش صفت نفس کی ہے  
 اور اُسکے ہوس اور جنت کے اور نہیں غالب آتا مگر صبر اسوا سطلے کے ہے

عقل ہوتی کی سچ کنسی کرتی ہے اور شر سے طمع اور حرص ظاہر ہوتی ہے اور یہ دونوں وہ  
صفت ہیں جو آدم میں ظاہر ہوئیں جب کہ اُسے خلود میں طمع کی اور رخصت کے  
کھانے پر حرص کی اور صفات نفس کے لیے اصول اُسکی پیدائش کے اصل سے  
ہیں اس واسطے کہ وہ شی سے مخلوق ہے اور اُسکے لیے اُسکے موافق وصف ہے اور  
بعضوں نے کہا ہے کہ ضعف کا وصف آدمی میں تداب یعنی خاک سے ہے اور سخی کا  
وصف اُس میں طین یعنی گلی سے ہے اور شہوت کا وصف اُس میں حماد منون یعنی  
شری ہوئی چکنی مٹی سے ہے اور جہل کا وصف اُس میں صلصال یعنی کھنگھائی مٹی  
سے ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ قول الہی جو کالغیا رہی سو یہ وصف اُس میں چہر  
شیطنت سے ہے اس واسطے کہ آگ نماز یعنی سفال میں ہوتی ہے سو اس سے  
اکر اور حیلہ اور تدبیر پس جس شخص نے نفس کے اصول اور اُسکی شر طین  
جان لین تو وہ سمجھ گیا کہ اُسکو ان چیزوں پر کوئی قدرت نہیں ہے مگر وہ نہ دیکھے  
بتانے والے اور پیدا کرنے والے سے طلب کرے سو بعد انسانیت کے ساتھ  
محقق نہیں ہوتا مگر بعد از ان کہ حیوانیت جو اُس میں ہے اُسکے دعوین اور خواہشوں  
کا علاج علم اور عدل سے کرے اور وہ رعایت دونوں طرف افراط اور تقریط کی ہے  
اُسکے بعد انسانیت اور معنی انسانیت اُسکی اسکے ساتھ قوی ہوتی ہے اور  
صفات شیطنت کہ جو اُس میں ہیں اور اخلاق مذمومہ کو اراک کرے اور کمال انہایت  
کو جانے اور علم عدل اُسکے متقاضی ہوں کہ اپنے نفس کے لیے اس پر راضی ہو  
د ان بعد اُسکو وہ اخلاق شگفت ہوتے ہیں جنکے ساتھ تازع ربوبیت کا کبر و  
غور اور خود بینی اور عجب وغیرہ سے کراہی اور چہرہ دکھاتا ہے کہ بندگی خاص

اس میں ہر کہ ربوبیت کی سزا عت کو ترک کرے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں  
 نفس کا ذکر تین اوصاف سے کیا ہے طمانینت کے ساتھ فرمایا یا ایتھا انفس طمانینت  
 اور اسکا لوازم نام رکھا فرمایا ولا اقسیم بالنفس اللو اسرارہ سے موسوم کیا فرمایا  
 ان النفس الامارۃ بالسوء اور حال آنکہ وہ ایک ہی نفس ہے اور اس کے صفات متضاد اور  
 جدا لگانے میں بہر جست کہ قلب سکینہ یعنی آرام اور تسکین سے مملو ہے اور انفس غفلت  
 طمانینت کا دیا گیا اس واسطے کہ سکینہ میں فرید ایمان ہے اور اس میں قلب کی ترقی  
 مقام مدح تک ہے اس وجہ سے کہ خط یقین اسکو عطا کیا گیا اور جب قلب محل  
 روح کی طرف متوجہ ہو تو انفس محل قلب کی طرف متوجہ ہو اور اس میں اسکی طمانینت ہے  
 اور جب وہ اپنی جبلی ذرا گاہ اور اپنی شعبی خوشیوں سے اکثر کہ مفر طمانینت کو دیکھتا ہو  
 چلا تو اسے ہر اس واسطے کہ وہ اپنے نفس پر بلاست کے ساتھ رجوع ہو کیونکہ  
 طمانینت کے محل کا اسے معائنہ اور اسکا علم ہو گیا اور نیز اپنی شمش کو دیکھا اور  
 جاننا اپنے اس محل کی طرف تہین وہ امارہ بالسوء یعنی بُرائی کا حکم دینے والا تھا  
 اور جب وہ اپنے محل پر شہر تو فور علم و معرفت اسکو نہیں ڈھکتا تو پھر اپنی طلست  
 سے بدی کا فرمان دہ جوتا ہے پس نفس اور روح کا باہم مقابلہ ہوتا ہے سو کبھی قلب  
 کی مالک و دہی روح ہوتی ہے اور کبھی مقتضیات نفس اس کے قابض ہو جاتے ہیں  
 اور بطیفہ سر کا سو اسکی طرف قوم صوفیہ نے اشارہ کیا ہے اور قوم کے کلام میں لکھا ہے  
 کہ بعض نے انہیں سے سر کو قلب کے بعد اور روح کے قبل رکھا ہے اور بعض نے  
 اسکو روح کے بعد اور اس سے اعلیٰ اور بعلت گردانا ہے اور وہ اس کے قائل  
 کیے ہوئے ہیں کہ سر محل مشاہدہ ہے اور روح محل محبت ہے اور قلب محل

معرفت ہو اور شرچہ کی طرف قوم نے اشارہ کیا کلام الہدین اسکا ذکر نہیں ہوا اور کلام الہدین جسکا ذکر ہو وہ روح ہی اور نفس اور احوال اس کے صفات کے ہیں اور فوارہ ہی اور عقل ہو اور ہم نے کہیں کلام اللہ تعالیٰ میں ذکر سرکا اس معنی کے ساتھ نہیں پایا کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور جو قول ہمیں اس کے اندر ہم نے قتلان دیکھا اور ایک قوم نے جسکا اشارہ کیا ہے کہ سرکہ درجہ روح سے ہے اور ایک قوم نے کہ وہ روح سے لطیف تر ہے سو ہم کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہے کہ وہ چیز جسکا نام سر رکھا کوئی شیخ مستقل بنفسہ نہیں ہے جسکا وجود اور ذات روح اور نفس کی مثال ہو اور اسی قدر ہے کہ جب نفس صافی اور پاک ہو تو روح ظلمت نفس کی قید سے آزاد ہو گئی اور مقامات قرب کی طرف اس سے عروج شروع کیا اور اس وقت قلب روح کی طرف جھانکتا نکلتا ہوا اپنی جگہ اور غور گاہ سے اکھڑا اور ایک وصف زائد اپنے وصف پر حاصل کیا اور اس وصف کے پانے والوں پر قلب کے لیے ایک پڑا اور ہوا اس لیے کہ اسکو قلب سے صافی تر دیکھا اور اسکا نام سر رکھا اور یہ گاہ قلب کے لیے ایک وصف بالاتر اس کے وصف پر حاصل ہوا اس سبب سے کہ روح کی طرف اسکی نگاہ لگی ہوئی ہے تو روح نے ایک وصف اپنے عروج میں حاصل کیا اور اس کے پانے والوں کی روح پر ایک پڑا اور ہوا اسکا نام سر رکھا اور جسکو قوم نے یہ گمان کیا کہ لطیف تر روح سے ہے وہ روح ہے ایک یہ وصف کے ساتھ تصف ہو جو خاص تر اس سے ہے جو انھوں نے مقرر فرمایا ہے اور جس فیض کو سب قبل الروح کے ساتھ موسوم کیا وہ قلب ہے کہ وصف غیر مہود کے ساتھ موصوف ہو گیا اور اسی ایسی ترقی میں روح اور قلب کے نفس کو ترقی محل قلب تک پہنچی ہو اور اپنے وصف کی کیمیائی دال دیتا ہے چہ وہ نفس منطقتہ



ہو جاتا ہے کہ بیشتر سے زیادہ حرکات قلب چاہتا ہے اس واسطے کہ قلب ایسا ہو گیا  
 کہ ارادہ اس چیز کا کرتا ہے جسکو اسکا مولا ارادہ کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ وہ حال اور  
 قوت اور ارادہ اور اختیار سے بیزار ہو گیا اور بقوت خالص عبودیت کا فرہ ملکے گا  
 اس واسطے کہ وہ اپنی ارادت اور اختیارات سے آزاد ہو گیا۔ اور عقل زبان روح  
 کی اور زبان بصیرت کی ہر اور بصیرت روح کے لیے طلب کے شمال اور عقل زبان  
 کے موافق ہے اور ترجمہ حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 وارن ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا اول سب چیزوں سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں  
 عقل ہی پھر ہے کہا کہ آگے آتو وہ آگے آئی پھر اسے فرمایا کہ اُٹھی پھر جاتو وہ اُٹھی  
 پھر گئی بعد ازاں فرمایا اُسے کہ بیٹھو جاتو وہ بیٹھ گئی ازاں بعد اسے کہا کہ بول تو وہ  
 بول اُٹھی بعد ازاں فرمایا کہ چپ ہو تو وہ چپ ہو گئی پھر فرمایا کہ تجھے اپنی عزت  
 اور جلال اور عظمت اور کبر یا اور سلطان و مہریت کی قسم ہے کہ میں نے کوئی  
 خلق نہیں پیدا کی جو تجھ سے زیادہ مجھے محبوب ہو اور نہ تجھ سے بڑھ کر کوئی میرے  
 نزدیک کر م ہے تجھ سے ہی میں پہچانا جاؤنگا اور تیرے ساتھ میں حمد کیا جاؤنگا  
 اور تیرے ساتھ اطاعت کیا جاؤنگا اور تیرے ساتھ لونگا اور تیرے ساتھ  
 عطا کرونگا اور تجھ ہی پر عتاب اور تیرے لیے ثواب اور تیرے ہی ہا ویر عذاب  
 کرونگا اور میں نے کسی چیز کے ساتھ جو میرے افضل ہو اگر امیر نہیں کیا۔  
 و حضرت بنی علیہ السلام نے فرمایا ہے کسی ایک شخص کا اسلام تم کو خوشی نہ  
 دے بیان تک کہ تم جانو اس چیز کو کہ جسے اسکی عقل نے گرہ بند کیا ہے اور حضرت عائشہ  
 رضی اللہ عنہا نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ میں نے کیا کیا

آدمی اپنے اعمال کی خزانہ پائے لگے تو فرمایا اے عائشہ نہیں عقل طاقت الہی میں مگر وہ  
 شخص کہ ہر آئینہ وہ صاحب عقل ہو پس اپنی عقل کے موافق آدمی عمل کرتے ہیں اور  
 اپنے اعمال کے مقدار پر انکو جزا ملتی ہو اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک ایک  
 شخص مسجد کو جاتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور اسکی نماز پچھلے پر کے برابر نہیں ہوتی  
 اور ایک شخص مسجد میں آتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور اسکی نماز کوہ احد کے برابر ہوتی کہ  
 جبکہ وہ عقلاً دونوں میں حسن ہو۔ لوگوں نے پوچھا کہ عقلاً کوہ احد کے دونوں میں حسن  
 فرمایا کہ یا رسول اللہ میں اسکی تشریح یہ ہے کہ وہ دونوں میں ہو اور  
 اگرچہ عقل اور نوافل میں کمتر ہو۔ اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہرگز  
 اللہ تعالیٰ نے عقل کو اپنے بندوں میں تقسیم جدا جدا کیا اس واسطے کہ وہ آدمی  
 کے عمل اور عقلی درجہ و نماز پر ہوتے ہیں مگر وہ دونوں عقل میں تفاوت  
 میں ہر قدر ایک ذرہ کوہ احد کے مقابل ہو۔ اور وہ صاحبین غیب سے روایت کرتے  
 کہ کما میں ستر کتاب میں پاتا ہوں کہ تمام بقدر کہ سب آدمیوں کو شروع دنیا سے آخر  
 تک عقل دی گئی ہو وہ مقابل عقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ہونے کی صورت  
 ایک ذرہ ریگ کی جو دنیا کے تمام ریگ کے درمیان ہو۔ اور لوگوں نے عقل کی  
 حاجت میں اختلاف کیا ہو اور اس میں کلام پڑھتا ہو اور ہم ان سوال کا نقل کرتے  
 نہیں اختیار کرتے اور نہ یہ عارضی غرض ہو سو قوم نے کہا ہو کہ عقل علوم سے  
 اس واسطے کہ تمام علوم سے جو خالی ہو عقل کے ساتھ جو صورت نہیں ہوتا وہ عقل تمام  
 علوم نہیں ہو اس واسطے کہ بڑے علوم سے جو خالی ہو وہ عقل سے جو صورت نہیں ہوتا  
 اور انہوں نے کہا ہو کہ وہ علوم نظریہ سے نہیں ہیں اس واسطے کہ ابتدا اسباب سے

افطر کی شرط سے کمال عقل مقدم ہو تو وہ اس وقت علوم ضروری مدیعی سے ہوا اور  
 اہم وہ تمام ضروری ہو اس واسطے کہ عقل اس عاقل ہو اور حال تاکہ علوم ضروری کے  
 بعض مدارک اس میں نہیں ہیں۔ اور بعض علمائے کہا ہو کہ عقل اقسام علوم سے  
 نہیں ہو اس واسطے کہ اگر زمین سے ہوتی تو یہ حکم واجب ہوتا کہ جو شخص ذکر استعمال  
 اور جواز سے غافل ہو حالانکہ ہم دیکھتے ہیں عاقل کو کہ اکثر اوقات غافل  
 ہوتا ہو اور علمائے کہا ہو کہ یہ عقل ایک صفت ہو جس کے ساتھ دریافت علمی  
 کے لیے مہیا ہوتا ہو۔ اور حرث بن اسد محاسبی سے جو ایک شیخ اجل و منقول  
 کہ عقل سرشت اور طبیعت ہو جس سے دریافت علوم کے لیے آدمی مہیا ہوتا ہو  
 اور اس بنا پر وہ بات ثابت ہوتی ہو جس کو اول ذکر عقل میں مذکر کیا ہو کہ وہ  
 زبان روح ہو اس واسطے کہ روح امر اللہ ہو اور وہ عقل اس امانت کی ہو جس کے  
 اٹھانے سے آسمانوں اور زمینوں نے انکار کیا ہو اور اسی سے نور عقل اُٹلتا اور مہیا  
 اور نور عقل میں علوم تشکیلی اور متصور ہوتے ہیں پس عقل علوم کے لیے منزلہ نور  
 مکتوب کے ہو اور وہ اپنی صفت سے کبھی منکوس اور سرنگون ہو کہ نفس کی طرف  
 جھانکتی ہو اور کبھی راست قائم ہو سو جو شخص کہ حسین عقل الٰہی سرنگون نفس کی طرف  
 ہے تو اس کو اجائے کون میں پرالندہ کر دیتی ہو اور حسن اعتدال اسکے سبب  
 معدوم کر تا ہو اور راہ راست نہیں پایا اور جو شخص حسین عقل قائم اور مستقیم ہو  
 تو عقل تائید اس بصیرت سے کرتی ہو جو روح کے لیے مثل قلب کے ہے  
 اور کون آفریدگار کی طرف سیدھا رہتا ہے بعد ازاں خالق سے مخلوق کو  
 پہچانتا ہو اس کیفیت سے کہ اقسام معرفت کو کمون اور کون سے پوز

کوتاہی تو یہ عقل عقل پر است ہی پھر جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اسکا اقبال کسی ایک امر میں چاہا  
 اسی طرح اُسکو راہنما ہوئی کہ اقبال اُسکے سامنے کرے اور جس چیز کو کہ اللہ تعالیٰ نے  
 مکہ وہ کیا تو اُس سے پیچھے پھرنے پر راہنما ہوئی پھر وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی چاہی ہوئی باتوں کا  
 اتباع کرے گا اور اُسکے غضب کی باتوں سے پرہیز کرے گا اور جب تک عقل مستقیم  
 ہوگی اور بصیرت کے ساتھ تائید کیگی راہنما اُسکی رشد اور سیدھی راہ پر ہوگی اور  
 گمراہی سے اُسکو باز رکھیں گی۔ بعضے علمائے کہا ہے کہ عقل دو قسم ہے ایک قسم وہ ہے کہ جس سے  
 اپنے دنیا کے امر کو دیکھتا ہے اور ایک قسم وہ ہے کہ اُس سے اپنے امر آخرت کو دیکھتا ہے  
 اور مذکورہ عقل اول نور روح سے ہے اور عقل ثانی نور ہدایت سے ہے عقل اول تمام  
 اولاد آدم میں موجود ہے اور عقل ثانی موحدین میں موجود ہے اور مشرکین سے منقود ہے  
 اور کہتے ہیں کہ عقل کو عقل اس واسطے کہتے ہیں کہ جبل ظلمت  
 اور تاریکی ہی جو جب نور اس ظلمت میں اُسکی بنیائی پر غالب ہو گا  
 ظلمت جاتی رہے گی پھر وہ دیکھیں گا اور جبل کے لیے شکل ہو جائیگا۔ اور  
 بعضوں نے کہا ہے کہ عقل بیان جو ہے اُسکا مسکن قلب میں ہے اور عقل اُسکے عمل  
 کا سینہ میں دل کے دونوں آنکھوں کے بیچ میں ہے اور منہ جیسو ذکر کیا ہے کہ عقل زبان  
 روح ہے اور وہ عقل واحد پر دو قسم کی نہیں ہیں لیکن جب کہ وہ قائم اور سیدھی ہو تو  
 بصیرت کے ساتھ تائید پاتی ہے اور عقل ہو جاتی ہے اور اشیا کو اُنکے مواضع پر رکھتی ہے  
 اور یہ عقل وہی عقل ہے جو نور شرع سے روشنی لینے والی ہے اس واسطے کہ اُسکے قیام اور  
 اعتدال نے اُسی نور شرع سے روشنی لینے کی ہدایت کی ہے اس واسطے کہ شرع حضرت  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وارد ہوئی ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ آپ کی روح

حضرت الہیت سے قرب ہو اور کاشفہ اسکی بصیرت کا جو رُفح کو ہر قدرت الہی  
 اسکے آیات سے منترہ قلب کے ہر اور اسکی عقل کی استقامت تا سید بصیرت کے  
 ساتھ ہر بصیرت اس علوم کی محیط ہو چکو عقل بال استیجاب حاصل کرتی ہو اور ان  
 علوم کے شکے استیجاب سے عقل کا پیکار تک ہو اسو اسطے کہ بصیرت استمداد  
 ان کلمات اقدس سے کرتی ہو کہ اُنکے تمام ہونے سے پہلے دریا کے دریا تمام ہو جاتے  
 ہیں اور عقل ترجمان دل ہو کہ بصیرت کا ایک حصہ اسکی طرف پہنچائی ہو جس طرح کہ قلب  
 بعضی چیزیں اپنے سین میں ہی زبان تک پہنچاتا ہو اور انہیں سے بعضی چیزیں زبان کے  
 سوا کوئی دوسٹے اختیار اور پسند کرتا ہو اور اسی بات کے سبب جو شخص کہ  
 صرف عقل پر مشرک اور جم کیا بغیر اسکے کہ نور شرع سے اُسے روشنی حاصل کی ہو تو علوم  
 کائنات ملک سے بہرہ مند ہوا اور ملک ظاہر کائنات ہو اور جس کسی نے نور شرع  
 سے اپنی عقل کو روشن کیا تو وہ بصیرت سے مؤید ہوا اور ملکوت پر مطلع ہوا اور ملکوت  
 باطن کائنات ہو جسکے کاشفہ سے ارباب بصائر و عقول شخص ہیں نہ وہ لوگ  
 جو بصیرت بغیر محض عقل پر جسے ہو سے ہیں اور ترجمانہ بعض علمائے کہا ہو کہ عقل  
 دو میں ایک عقل ہر بیت کی کہ قلب میں اسکا مسکن ہو اور یہ اہل ایمان صاحب  
 یقین کے حصہ میں ہو اور سینہ میں دل کے دونوں انگوں کے بیچ میں اسکا مقام  
 عمل ہو اور دوسری عقل کا دماغ میں مسکن ہو اور اسکا مقام عمل سینہ میں دل کے  
 دونوں انگوں کے بیچ میں ہو تو پہلی عقل سے آخرت کی تدبیر کرنا ہو اور دوسری  
 عقل سے امر دنیا کی تدبیر کرنا ہو اور جیکو ہم نے بیان کیا ہو کہ وہ عقل واحد پر جب  
 وہ بصیرتوں سے تائید یافتہ ہوتی ہو تو دونوں امر کی تدبیر کرتی ہو اور جب وہ

تھنا ہوئی آپ امیر کی تعبیر کرتی ہو اور وہ واضح تر اور روشن تر ہو اور ہنسنے شروع باب میں  
اسکی تعبیر سے جو نفس مطمئنہ اور امارہ کے لیے ہو وہ بات ذکر کر دی ہو جسکے باعث  
انسان اس امر سے آگاہ ہو جانا ہو کہ وہ عقل واحد ہے کبھی بصیرت کے  
ساتھ ٹو بیڑ ہو اور کبھی اپنے وصف کے ساتھ متفرد ہو اور اللہ تعالیٰ صواب کا علم ہو

## باب ستاونواں خطر و کمی شناخت اور کمی تفصیل و تمیز میں ہے

عبد العزیز بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا ہے کہ بنی آدم میں کچھ شیطان کا اور کبھی قدر فرشتہ کا حصہ ہو سو شیطان کا حصہ  
یہ ہے کہ وہ شہر کا وعدہ کرے تاہم اور حق کو چھوٹا کرے اور فرشتہ کا یہ حصہ ہے کہ وہ شہر کا وعدہ  
اور حق کی تصدیق کرے تاہم سو جس شخص نے اسکو پایا تو اسکو جاننا چاہیے کہ یہ نبی یا  
اللہ ہی پھر اسکو شکر الہی ادا کرنا چاہیے اور جسے دوسرے حصہ کو پایا تو چاہیے کہ اللہ  
کے ساتھ شیطان سے بچا رہے مانگے ازان بعد آپ نے یہ آیت پڑھی اشیاطین یعلم  
الفقر و یامرکم بالحق یعنی شیطان تم سے فقر اور محتاجی کا وعدہ کرے تاہم اور تمکو ٹپے کا مونک  
حکم کرے تاہم اور ان دونوں حصوں کی شناخت اور تمیز خواطر کی طرف وہی شخص جھانک  
تا کہ اگر چھتا ہو جو طالب مرید ہو اسکی طرف ایسا آرزو مند ہو تاہم جیسا کہ پیاسا پانی کی  
طرف گردن اونچی کر کے دیکھتا ہو جو اسکی یہ ہے کہ وہ اسکی لڑائی اور خطر اور فلاح اور صلاح  
و فساد سے واقف ہو اور یہ شخص ایک ایسا بندہ ہو تاہم کہ صفائی یقین اور عطیہ اہل یقین  
کی بہرہ مندی سے مقصود و مراد ہو اور زیادہ اسکا نظارہ مقربین کے لیے ہو اور جن  
لوگوں نے مقربین کی راہ چلنی شروع کی ہو اور جو کہ ایر مار کی راہ چلنے لگے ہیں

کبھی کبھی اسکی طرف کسی قدر دیکھتے ہیں اسواسطے کہ تشوق اور آنکھ اٹھا کر اسکی طرف دیکھنا اسی قدر ہوتا ہے جسقدر ہمت اور طلب اور ارادہ اور خطا منویاں اللہ الکریم ہوتا ہے اور جو کوئی عام مومنین اور مسلمین کے مقام پر ہو اور وہ شناخت امتین کی نہیں جہاں تکتا اور نہ وہ خطرات کی تمیز کا اہتمام کرتا ہے۔ اور خواطر سے بچنے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قاصد بندہ کی طرف ہیں جیسے کہ بعض مومنین بے گما ہو کہ میرے واسطے ایک قلب ہو اگر میں اسکی نافرمانی کروں تو اللہ کی نافرمانی کروں اور یہ حال اس بندہ کا ہے جسکا قلب مستقیم ہو گیا ہے اور قلب کی استقامت نفس کی طمانینت کے سبب ہے اور نفس کی طمانینت میں شیطان کی یاس ہے اسواسطے کہ نفس جب کبھی جنبش کرتا ہے تو قلب کی صفائی میں کدورت آ جاتی ہے اور جب قلب کدور ہو تو شیطان کو طمع ہوئی اور اس سے قریب ہو گیا اسواسطے کہ قلب کی صفائی تندرہ اور رعایت سے محصور ہے اور ذکر کے لیے ایک نور ہے کہ اس سے شیطان پر پیر ایسا ہی کرتا ہے کہ جیسے ہم میں سے کوئی دوزخ سے بچنا ہے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ ہرگز شیطان نبی آدم کے قلب پر سیدر کے پورے پھر جبکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور مجھے کو ہنسا ہے اور جبوقت وہ غافل ہوتا ہے اسکا قلب کو تقدیرنا لیتا ہے پھر اس بات میں گڑا اور آرزو مند بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے من یحس عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فاولیٰ قرن یعنی جو کوئی خداوند رحمن سے منہ پھیر تو ہم اسپر شیطان مقرر کریں اور وہ واسطے اس کے ہم نشین ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الذین اتقوا اذا مسهم طائف من الشیطان تذکرہ واذا ذہم مبصرون یعنی تحقیق وہ لوگ کہ ڈر سے ہمیشہ

پھر یہ پھیری والا شیطان سے توبہ ذکر کرتے ہیں پس پانچ نامک وہ دیکھتے دے ہو جائے  
ہیں۔ توفیقی اور پرہیزگاری کے ساتھ خاص ذکر کا وجود ہے اور اسی سے ذکر کا دروازہ  
کھلتا ہے اور ہمیشہ بندہ پرہیز کرتا رہے تاکہ مکروہات سے اعضا اور جوارح بچے رہیں بعد  
از ان فضول اور غیر مقصود باتوں کے انکو محفوظ رکھتا ہے پھر اسکے اقوال اور افعال  
مردود ہونگے ان بعد اسکا تقویٰ باطن کی طرف منتقل ہوتا ہے اور باطن پاک  
ہو جاتا ہے اور مکروہات سے نگاہ رکھتا ہے بعد از ان فضولیات سے حتیٰ کہ حدیث  
نفس سے متون رہتا ہے۔ سہل بن عبد اللہ نے کہا ہو گناہوں میں سب سے  
بہتر حدیث نفس ہے اور حدیث نفس کی سماعت کو گناہ سمجھتا ہے اور اس سے پرہیز  
کرتا ہے اور جب ذکر سے یہ اتفاق ہوگا تو قلب اسوقت روشن اس طرح ہوگا کہ آسمان  
کے بیج میں ستارے چمکتے ہیں اور قلب ایک آسمان محفوظ ہو جائیگا جو ذکر کے ستاروں  
سے روشن ہوگا اور جب ایسا ہوگا تو شیطان کو دوری ہوگی اور ایسے بندہ کے حق میں  
خواہر شیطان اور اس کے نوازل اور واردات کمتر ہونگے اور خطرات نفسانی اس کے  
پے البتہ رہینگے اور اسے اعتدال ملے گی کہ اسے پرہیز اور انکو علم ہے پرہیز کرے  
اسوہلے کہ بعضے کہیں سے خواہر ہیں جنکا اجر نقصان نہیں پہونچتا جیسے کہ نفس  
کے تقاضے اپنی حاجات کے لیے ہوتے ہیں اور اسکی حاجتیں حقوق اور محفوظ کے  
بعد تقسیم ہوتی ہیں اور اسوقت نیز شیعیں ہوتی ہے اور نفس پر تمام مطالبات  
محفوظ ہے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے ایمان والو اگر آؤسے تمھارے پاس  
حاشی غریبے کو تو تم تحقیق کرو یعنی ثابت ہو اور اس آیت کے نزول کا سبب  
وہید بن عتبہ کو جب کہ اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی مطلق



کے پاس بھیجا تھا سو انہیں جھوٹا طوفان لگایا اور انکو کفر و عصیان سے منسوب کیا  
 یہاں تک کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی بڑائی کا ارادہ کر لیا  
 زمان بعد فالہ کو انکے پاس بھیجا توڑتے مغرب اور غشا کی اذان سنیں اور وہ باتیں  
 کہیں جو دلیہ بن حقیقہ کے جھوٹا طوفان پر دلالت کرتی تھیں تو اسد قحطے نے  
 اس بارہ میں یہ آیت نازل فرمائی پس ظاہر آیت اور سبب اسکے نزول کا ظاہر ہو  
 اور یہ ماجرا شیخ ابی اسد اسکے بندوں کو تنبیہ کا باعث ہو گیا کہ ثبات و قرار اور  
 یہ کریں۔ اس نسبت میں اصل نے کہا کہ فاسق کے معنی پڑا جھوٹا اور جھوٹا نفس  
 کی صفت ہے اس واسطے کہ سب فیضین یا دے لگتا اور آراستہ کرتا ہے جو اپنے  
 استقامت پر نہیں ہوتے ہوا آئے مغلور ہونے اور انکے افعال کے وقت ثبات و استقامت  
 سے ہیں ہونا ہے سو بندہ خطرہ نفس کو ایک خبر گردان لیتا ہے جو موجب ثبات و  
 استقامت کے ہوتے ہیں اور طبیعت اسکو ترشش میں بین ذاتی اور نہ ہونے  
 اس میں محبت کرتی ہے۔ اور ہر آئند بعض علماء سے موفیہ نے کہا ہے کہ ادنیٰ ادب  
 ہے کہ چل کے وقت تو متوقف ہو اور آخر ادب ہے کہ شیبہ کے وقت ٹھہرے  
 اور شیبہ کے وقت ادب ہے کہ چلے گا تو حرکت نفس اور آفریدہ کار اور پیاری اور  
 یہ کہ کہنے والے کے ساتھ اتارے اور فقر و فاقہ کا اظہار انکے سامنے اور چل  
 کا اعتراف اور عزت اور معونت کی طلب اس سے کرے اس واسطے کہ جب  
 وہ اس ادب کو کام میں لائے گا تو اسکی فریاد سننی جائے گی اور اسکی مدد جائیگی  
 اور آفریدہ بات لکھی جائے گی کہ آیا یہ خطرہ طلب حفظ نفس کے لیے ہے یا طلب  
 حق کے لیے پھر حق کے لیے ہو تو اسکو روان کرے اور جو خط کے لیے ہو

تو اسکو دور کر کے اذریہ وقت اسوقت ہو کہ اسکو ظاہر علم سے نہ لکھے اسواسطے کہ باطن  
علم کی احتیاج اسی وقت ہوتی ہے جب کہ ظاہر علم میں دلیل یا توجہ اوسے زمان بعد  
یعنی آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ اسکی صحبت میں وسعت اسکے سوا نہیں ہوتی مگر یہ  
کہ حق پر بخ خط کے ٹھہرے اور جو خاطر خط کا امضا اور اجرا کرے تو یہ اسکے حال کا  
گناہ ہے اور اس سے استغفار کرنا ہے جس طرح کہ گناہوں سے وہ مغفرت چاہتا ہے  
اور یعنی آدمی ایسے ہوتے ہیں جو خط اٹھانے میں داخل ہوتے ہیں اور اسکے  
حیطہ کو جاری اس سبب سے کرتے ہیں کہ بجانب اسد انکو فرید علم ہوتا ہے اور  
وہ علم وسعت ایسے بندہ کے لیے حاصل ہوتا ہے جسکو وسعت میں فون ہوتا ہے اور  
اذن کا عالم ہے سوہ خط کو امضا کرتا ہے اور شخص مراد اسکے ساتھ بیٹھا اپنے  
امر کا جو جسکے ساتھ اسکو بخونی کرتا ہے اور اسکے لائن وہ ہے جو عالم اسکی زیادتی  
اور نقصان کا عالم اپنے حال کا اور علم حال اور علم قیام کا یکا مضبوط ہو کہ اسکے  
حال پر دوسرے کو قیاس نہ کیا جائے گا اور نہ اس میں کوئی تقلید سے داخل ہوتا ہے  
اسواسطے کہ وہ ایک امر خاص ہے اور جب اس بندہ کی یہ شان ہو کہ خطرات  
انسانی کی بغیر اس مقام میں کہ بہر حال شیطانی سے آزاد ہو تو خواطر حق  
اور خواطر ملکی اسکے پاس کثرت سے ہوتے ہیں اور خواطر اسکے حق میں ہیں  
ہو جاتے ہیں اور خطہ شیطانی ساتھ ہوتا ہے مگر خداوند اور اسواسطے کہ  
نفس سے اسکا مکان تنگ ہو اسواسطے کہ اتساع نفس کے طریق سے شیطان  
داخل ہوتا ہے اور نفس کا اتساع اس سبب سے ہوتا ہے کہ جو علی کا تعلق کرے  
اور زمین میں رہے اور کثرت حق اور کثرت میں کثرت کے لیے نفس چاہتا ہے

کی تو نفس اسکا تنگ ہو گا اور شیطان کامل ساقط اور دور ہو جائے گا مگر شاذ و  
 نادر اس واسطے کہ ازمانیش اُسکے اوپر داخل ہوئی ہو اُسکے بعد جو لوگ کہ مرادین اور  
 مقام مقربین کے متعلقین ہیں انہیں سے بعضے وہ ہیں کہ جب انکا قلب آسمان  
 مزین و زینت انجم ذکر ہو گیا تو اسکا قلب آسمانی ہو جاتا ہے کہ اپنے باطن اور معنی  
 حقیقت کے ساتھ ترقی اور عروج طبقات آسمانی میں کرتا چلا جاتا ہے اور جسقدر  
 قلب ترقی کرے نفس مطمئنہ زار و زار ہو اور اُسکے حضرات دور ہوں حتیٰ کہ اپنے  
 عروج باطن سے آسمانوں سے بجا ذکر جاتا ہے جس طرح کہ یہ مرتبہ جناب رسول بہر  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ظاہر اور قالب سے حاصل تھا اور جب کہ عروج کمال  
 کو پہنچا تو اُس کے حضرات نفس منقطع ہو جاتے ہیں اس واسطے کہ وہ انوار  
 قرب میں سنور ہوتا ہے اور نفس اُس سے دور ہو جاتا ہے اور اُسوقت خواطر  
 ہی ہی اُس سے منقطع ہو جاتے ہیں اس واسطے کہ خاطر رسول ہیں اور رسالت دور  
 کسے ہوتی ہے اور قریب ہو اور جس حالت کا ہم نے وصف کیا ہے خود بخود ہر  
 منزل کرتا جاتا ہے اور دوام شکوہ نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے بہو طار و تنزل میں طالب  
 نفس اور اُسکے درجوں تک پلٹ جاتا ہے اور پھر خواطر حق اور خواطر ملکی اُسکی طرف  
 رجوع کرتے ہیں اور یہ اس واسطے ہو کہ خواطر وجود کو چاہتے ہیں اور جو حالت کہ اُسکی  
 طرف ہم نے اشارہ کیا تھا کمال ہے اور انہیں کوئی خاطر نہیں ہے اور خواطر حق  
 مکان فریب کی وجہ سے دور ہو گئی اور خاطر نفس اس واسطے دور ہو گیا کہ نفس خود  
 دور ہو گیا اور خاطر ہی اُس سے پھر جاتی ہے جیسے کہ عبرت شب معراج میں جناب  
 رسولی و اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر گئے چنانچہ کیا اگر تین اٹھلی ہر نزدیک

ہوں تو میں علی باؤں۔ محمد بن علی ترمذی نے کہا ہر کہ محدث اور مکمل دونوں چپ کہ  
اپنے اپنے درمیان ثابت اور تحقیق ہو جاتے ہیں تو حدیث نفس سے نہیں ڈرتے  
سو جس طرح سے کہ نبوت القای شیطان سے محفوظ ہر اسی طرح مکالمہ اور محادثہ کا محل  
القای نفس اور اسکے فتنے سے محفوظ اور حق و سکینتہ کے ساتھ فردوس ہر اس واسطے  
کہ سکینتہ مکمل اور حدیث کام اسکے نفس کے ساتھ حجاب ہر۔ اور شیخ ابو محمد بن عبد اللہ  
بصری سے بصرہ کے مقام میں میں نے سنا ہر کہ وہ کہتے تھے کہ خاطر چار میں ایک خاطر  
میں نفس اور ایک خاطر میں الحق اور ایک خاطر میں شیطان اور ایک خاطر میں الملک  
سو جو کہ خاطر میں نفس ہر وہ زمین یعنی تخت طلب سے محسوس ہوتی ہر اور جو میں حق  
ہر وہ فوق قلب سے ہر اور جو خاطر میں الملک ہر وہ قلب کے دست راست  
سے ہر اور جو کہ میں الشیطان ہر وہ قلب کے دست چپ سے ہر اور جو یات اُن سے  
بیان کی ہر اُس بندہ کے لیے صحیح ہر جسے اپنے نفس کو تقویٰ اور زہد سے گلا دیا ہر  
اور وجود اسکا صافی اور ظاہر و باطن اسکا متعین ہو تو اسکا دل ایک جلا دیے  
آئینہ کے مثال ہر کہ اُس کے کسی طرف سے شیطان نہیں آتا مگر یہ کہ وہ اُسے دیکھ  
لیتا ہر اور جب کہ قلب سیاہ ہو گیا اور رنگ اسپر چھ گیا تو وہ شیطان کو نہیں  
دیکھتا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے غرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت  
کی ہر کہ بندہ جب گناہ کرتا ہر تو ایک سیاہ نشان اُس کے قلب میں کرتا ہر پھر  
اگل اُسکو کھینچے اور زہد و استغفار کرے تو اسکا دل صاف اور سقیل ہو جائے  
اور اگر پھر گناہ کرے تو اُس میں زیادتی ہر حتی کہ اُس کے دل پر وہ نقطہ سیاہ گہر لپکتا ہر  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر کہ کل ران علی قلوبہم ما کاوا یکسہوں یعنی یوں نہیں

بلکہ بڑھ گیا اس کے دلون پر اس چیز سے کہ وہ تھے کمانے بعضے غایبین سے میں نے  
 سنا ہے کہ وہ ایک باریک کتا تھا جو اسے کشف ہوئی تھی اور کہا کہ جو حدیث  
 انسان کے باطن میں ہو اور جو خیال کہ ایمان عارض ہو اور دل اور صفائی ذکر  
 میں تمام کرے وہ دل سے ہر نہ نفس سے اور یہ خلاف اسکے ہے جو کہ مقرر ہو چکی ہے  
 سو میں نے اسکا سوال اس سے کیا پس اس نے بیان کیا کہ قلب اور نفس کے  
 درمیان خرب کی نرم باتیں ہیں اور بات حیت اور تالف و تودہ ہے اور جب بھی  
 نفس کسی چیز میں اپنے ہوئے کے سبب قوی و فعل سے کتا ہے تو قلب پر اسکا اثر  
 اس سے پڑتا ہے اور وہ مکرر ہوتا ہے اور جب کہ بندہ مطالبات نفس کے موقع سے  
 پلٹتا ہے اور عجز کرتا ہے اور اس کے واسطے اپنے ذکر اور عمل شایعات و خدمت کی طرف  
 متوجہ ہوتا ہے تو قلب نفس سے شائبہ و خطاب کے ساتھ پیش آتا ہے اور نفس سے  
 کچھ کچھ اسکے فعل اور قول کا تذکرہ کرتا ہے جیسے کہ نفس پر کوئی ملامت کرے اور یہ  
 اس پر خطاب اسے کرے سو ہر گاہ کہ خاطر اول فعل اور اسکا آثار ہے تو اسکی معرفت  
 بندہ کا ضروری کام ہے سو اسے کہ افعال جتنے ہیں سب خواطر سے پیدا ہوتے ہیں  
 بیان ایک بعضے علما اس طرف گئے ہیں کہ علم معروض اسکی طلب ہے  
 اور اس کے خلاف سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے طلب کرنا علم کا  
 اور اس کے سوا سب فساد فعل ہے اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ یہ توں جو  
 مجھے قابل نہیں ہے سو اسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو سب  
 مسلمانوں پر واجب کر دیا ہے اور سب مسلمان ایسے صاحب طبیعت اور

سوغت نہیں ہیں کہ علم کے سبب خواہ کو بیجا نہیں مگر طالب جانتا ہے کہ خواہ کو سبب کے  
 مثال ہیں سو انہیں سے بعض وہ ہیں جو تخم سعادت ہیں اور بعض وہ ہیں جو شقاء  
 کے تخم ہیں۔ اور خواہ کو اشتباہ سبب چار چیزوں میں سے ایک ہو گا کہ اسکا  
 پانچواں نہیں ہے یا تو ضعف یقین ہے یا علم کی قلت نفس کے صفات اور اخلاق  
 کی سوغت میں ہے یا کہ ہوس کی متابعت تقویٰ کے قواعد و قوانین سے ہے یا کہ دنیا  
 کی محبت اس کے جاہ و مال کی اور رفعت و منزلت کی خواہش خلق اس کے نزدیک  
 ہے سو جو کوئی ان چار چیزوں سے بچا رہا تو وہ فرشتہ اور شیطان کے نواز نہ اور  
 لغزش میں تمیز کرے گا اور جو ان میں مبتلا ہو گیا نہ اسکو جانیکا اور نہ اسکو طلب کر لیا  
 اور بعض خواہ کو کا ظاہر جو نا اور بعض کا نہ ظاہر جو نا سو جہ سے ہے کہ ان چاروں اسباب  
 سے بعض موجود ہوتے ہیں اور بعض نہیں ہوتے اور تمیز خواہ میں جو زیادہ تر  
 اور درست اور اسکی سوغت شکل سے حاصل ہوتی ہے اور اسکا میسر آنا نزدیک نہیں ہے  
 الا بعد اس کے کہ زہد و تقویٰ میں درجہ غایت کو پہنچا ہو۔ اور شائع کا میسر اتفاق ہے  
 کہ جسکا تقہ حرام کا ہو وہ الہام اور وسوسہ میں فرق نہیں کر سکتا۔ اور ابو علی دقاق  
 کا قول ہے کہ خلکی قوت معلوم و معین ہو وہ الہام اور وسوسہ میں فرق نہیں کر سکتا  
 اور یہ قول علی الاطلاق صحیح نہیں ہے مگر ایک قید کے ساتھ اور وہ ہے کہ بعض معلوم  
 سے وہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایک بندہ کے لیے مقسوم کیا کہ اذن سے اس کے  
 حاصل کرنے میں سبقت کرنا ہے اور اسکو کھانا پینا ہے اور ایسا رزق معلوم تمیز خواہ  
 کا حجاب نہیں ہوتا اور یہ اس کے حق میں کھانا پینا ہے جو رزق معلوم میں اس کے نصیب  
 و ایثار سے دیا گیا ہے اس واسطے کہ اپنے اختیار کے موضع سے محجب ہوتا ہے

اور جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اس کے ارادہ سے نفس ملکہ ہے سو اس کیلئے معلوم  
 اس کا خطاب نہیں ہوتا اور یہی نفس انسانی اور دوسرے شیطانی کے درمیان فرق کیا کر  
 اور کہا ہے کہ نفس جو ازہر اور کج کرنا ہے اور وہ برابر ہوتا ہے یہاں تک کہ انہی مراد کو  
 پہنچ جائے اور شیطان جب ایک گناہ کی طرف بلاتا ہے اور اس کی اجابت ہوئی تو وہ  
 دوسرا دوسرے دیتا ہے سو اس کیلئے اس کی غرض کسی تخصیص میں نہیں ہے بلکہ اس کی مراد فقط  
 اغوا ہے خواہ کسی طرح ممکن ہو اور متعلق میں دو خاطر میں کلام کیا ہے جب کہ وہ  
 دونوں میں آتی ہوں کہ ان دونوں میں سے کسی کا اتباع کیا جائے جیسے کافور  
 کہ خاطر اول کا واسطے کہ جب وہ باقی رہا تو اہل خاطر تامل کی طرف راجع ہو گا اور یہ  
 شرط علم ہے۔ اور ابن عطاء کا قول ہے کہ دوسرا خاطر زیادہ قوی ہے اور اس کیلئے وہ قوی  
 میں اول سے زیادہ ہے۔ اور ابو عبد اللہ بن خلیفہ نے کہا ہے کہ وہ دونوں برابر ہیں  
 سو اس کیلئے وہ دونوں خاطر میں آتی ہیں پس انہیں سے کسی ایک کو دوسرے پر  
 ترجیح نہیں ہے۔ صوفیہ نے کہا ہے کہ واردات خواطر سے عام تر ہے سو اس کے خواطر  
 مختص ایک قسم کے خطاب یا مطالبہ سے ہیں اور واردات بھی خواطر ہوتے ہیں اور  
 کبھی وارد ہر در اور در خان اور وارد فیض اور وارد بسط ہوتے ہیں۔ اور بعض  
 نے کہا ہے کہ خاطر حق کا اتباع نور قہید سے کیا جاتا ہے اور خاطر ملک کا نور معرفت  
 سے اور نور ایمان سے نفس باز رکھا جائے اور نور سلام سے اور دشمن یعنی ابلیس  
 کی خاطر رد کی جاتی ہے اور جو مختص غائبی زہر کے امراک سے قاصر رہے اور خواطر  
 کی تیز کر کے کی طرف تامل لگائے تو پہلے خاطر کا وزن شروع کی ترازو میں کرے سو جو  
 چیز زمین سے نقل یا فرض ہو اس کا اضماع اور اجرا کرے اور جو زمین سے حرام



یا کردہ ہو اسکی نفی کرے پھر اگر وہ خاطر نظر علم میں برآید پلہ کے ہوں تو جو انہیں سے  
 مخالفت ہوئی نفس کے قریب تر ہو اسکا تعاد کرے اسواسطے کہ نفس کی ہوی ان  
 دونوں میں سے ایک میں سمجھتی ہوئی ہو اور غالب خان نفس سے پکڑ دی اور ادنیٰ کی  
 طرف میلان ہوتا ہو اور کبھی خاطر نشاط نفس سے نازل ہوتی ہو اور بندہ کا یہ گمان ہوتا ہو  
 کہ وہ جنبش قلب سے ہو اور کبھی قلب سے نفس کے ساتھ سکون کرنے سے نفاق  
 پیدا ہوتا ہو کہ بعض انہیں سے کہتے ہیں میں بریں کا حصہ ہوا کہ ایک ساعت  
 میرا قلب نفس کے ساتھ سکون پذیر نہیں ہوا سو نفس کے ساتھ سکون قلب  
 سے ایسے خواطر ظاہر ہوتے ہیں جو مشتبہ بخاطر حق ضعیف اعلم پر ہوتے ہیں سی  
 واسطے نفاق قلب کو اور ان خواطر کو جو اس سے پیدا ہوتے ہیں نہیں پاتے  
 اور نہیں جانتے ہیں الا وہی علما جو اسخ فی العلم میں اور اکثر جو دقتیں کہ دل  
 دل پر اور ان لوگوں پر جو قیقین اور پیداری اور حال سے بہرہ مند ہیں نازل ہوتی ہیں  
 اس قبیل سے ہیں اور سبب اسکا یہ ہے کہ انکو نفس اور قلب کا علم کم ہو اور ہوی کا  
 ایک حصہ انہیں باقی ہو اور بندہ کو سزاوار ہو کہ اس بات کو قطعاً جانے کہ جب تک  
 اسیر ہوی کا باقی ہو اگرچہ وہ باریک اور قلیل ہو پھر بھی بقیہ اشتباہ خواطر کا  
 موافق باقی رہتا ہو اور ان بعد کبھی کبھی نہیں خواطر میں وہ شخص جو کم علم ہو غلطی  
 کرتا ہو اور اسکا مواخذہ اسیر نہیں ہوتا جب تک کہ شریع سے اسیر مطالبہ ہو  
 اور کبھی اسکے ساتھ یعنی غلطی کرنے واسطے سے مسامحت اور درگذر نہیں کی جاتی  
 اسوجہ سے کہ اسنے نفاق باریک کا پیہر میں کشف ہوا اور باوجود علم کے ان  
 لوگوں نے پھر استعمال اور قلت تہمت کی۔ اور بعض علما نے لکھا ہے کہ حدیث



اور حصہ شیطان نفس اور روح کی حرکت سے پاسے گئے ہیں اور ہر آنسو جب نفس  
 جنبش کرتا ہے تو اس کے جوہر سے ایک ظلمت گر پڑتی ہے جو قلب میں بڑے ارادے  
 کا نقطہ اور نشان پیدا کرتا ہے سو شیطان قلب کو دیکھتا ہے اور خواہ وہ سو سکے  
 اقبال کرتا ہے اور مذکور جو کہ نفس کی حرکت یا تو ہوسہی جوتی ہے اور وہ خط نفس  
 دنیاوی ہے یا اہینہ یعنی آرزو و مراد ہے اور وہ جمل غریبی اور چھلی سے یا حرکت  
 اور سکون کا دعویٰ اور وہ آفت عقل اور محنت قلب ہے اور یہ تین در زمین ہوتی  
 مگر تین سے یعنی جمل سے یا غفلت سے یا طلب فضول سے یہ ان تینوں میں سے وہ  
 چیز نہیں ہے جسکی نفی در جب ہے جو خلاصہ احزاب مطابق نہی کے ہوا اور تینوں میں  
 سے وہ بھی ہے کہ نفی اسکی فضیلت ہے جب کہ وہ مباحات کے ساتھ وارد ہوتا  
 بعضوں نے ذکر کیا ہے کہ جب روح حرکت کرتی ہے تو اس کے جوہر سے ایک نور صادر  
 کرتا ہے جس سے ایک بہت عالیہ قلب میں ظاہر ہوتی ہے جو تین معانی سے ایک  
 وہ ہوتی ہے یا تو ایک فرض جس کے ساتھ وہ ماحور ہو یا ایک فضل جس کے طرے مدور  
 ہو یا مباح جسکی طرے اسکی اصلاح راجح ہو۔ اور یہ کلام اس پر دال ہے کہ روح  
 اور نفس کی دو حرکتیں موجب دونوں تہ او نازل کے ہیں۔ اور میرے نزدیک  
 آئندہ خدا سے تعالیٰ داناتر ہے کہ دونوں نازل روح و نفس کی حرکت پر تقدم  
 ہیں سو روح کی حرکت تہ ملک سے ہے اور بہت عالیہ حرکت روح سے اور یہ  
 حرکت جو روح کی ہے وہ تہ ملک کی حرکت سے ہے اور نفس کی حرکت تہ شیطان  
 سے اور نفس کی حرکت سے ہمیشہ دنی ہے اور وہ تہ شیطان کی شامت سے  
 ہے تو جب دو تہ وارد ہوتے ہیں تو دو حرکت ظاہر ہوتی ہیں اور اس سے

سرخ طا اور اجملا کا بخشدہ کریم اور تازا بندہ حکیم سے ظاہر ہوتا ہے اور کبھی بہ درون  
 لئے متدارک علی سبیل البدل ہوتے ہیں اور انہیں سے ایک کا اندر دوسرے سے  
 ملت جاتا ہے اور جو شخص کہ بیدار صاحب فطانت ہے اس پر باب انس فی ذاتہ ان  
 آثار کے وجود کے دیکھنے سے متوجہ ہوتا ہے اور ہمیشہ اپنے حالی کا تلاشی اور درون  
 لہ کا ناظر رہتا ہے اور بعضوں نے ذکر کیا ہے کہ یا بخوان خاطر بھی ہے اور وہ خاطر عقل  
 ہے جو چاروں فوارہ کے درمیان توسط ہے اور نفس اور دھن یعنی شیطان کے  
 رہتا ہے تاکہ تمیز ہو جو رہے اور بندہ پر حجت کا اثبات ہوتا کہ بندہ وجود عقل کے  
 ساتھ کسی شریین داخل ہو اس واسطے کہ اگر عقل جاتی ہے تو عقاب اور عقاب  
 سا قہ ہو جائے اور وہ کبھی ملک اور روح کے ساتھ بھی ہوتی ہے تاکہ فعل آزاد  
 واقع اور خواب کا مستوجب ہو۔ اور چھٹی خاطر بھی مذکور ہے اور وہ خاطر یقین ہے  
 اور وہ روح ایمانی اور خبر بد علم ہے وہ بید نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ چھٹی خاطر جو خاطر  
 یقین ہے اس کا حاصل اسی کی طرف راجع ہے جو خاطر حق سے وارد ہوتی ہے اور  
 خاطر عقل کی اصل کبھی خاطر ملک سے ہوتی ہے اور کبھی خاطر نفس سے اور عقل سے کوئی  
 خاطر مستقل نہیں ہے اس واسطے کہ عقل جیسا کہ ہم نے ذکر کیا سرشت پر حاکم ہے  
 اور اک علوم کے لیے آمادہ ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ کبھی دوسری نفس اور کبھی  
 دوسری ملک اور کبھی دوسری روح اور کبھی دوسری شیطان کی طرف گھٹنے کو آمادہ  
 ہوتا ہے سو اس بنا پر خاطرین چار سے زیادہ نہیں ہوتے ہیں اور جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ملتہ کے سوا نہیں ذکر کیا اور یہ دو ملتہ ہی اصلی ہیں اور  
 دوسرے دو خاطر پانچ متفرع ہوئی ہیں اس واسطے کہ ملک جب روح کو

حرکت دیتا ہے اور روح ہمت صاحبہ سے جنبش میں آتی ہے تو وہ اپنے بہتر از سر  
کہ ہمت صاحبہ کے ساتھ ہوتا ہے خطایہ قرب کے نزدیک ہوتی ہے اور اسوقت  
خواطر میں بھی آپس وار ہوتے ہیں اور قرب کے ساتھ متحقق ہوا تو فنا کے ساتھ  
متحقق ہو گا اور تب خواطر بانیہ کے ساتھ قیام و ثبوت اُسکو ہو گا جیسا کہ پہلے  
ہم نے اُسکے موضع قرب کے لیے بیان کیا ہے سو خواطر حق کی اصل ملک سے جدا رہے  
شیطان جب نفس کو حرکت دیتا ہے تو اپنے مرکز کی طرف شہرت اور طمع سے میل  
کرتا ہے اور اُس سے اس حرکت کے سبب ایسے خواطر ظاہر ہوتے ہیں جو اسکی شہرت  
اور طبیعت اور ہوا کے لیے مناسب اور موافق ہوں تو خواطر نفس نتیجہ ملکہ  
شیطان ہے پس اُنکی اصل دولہ ہیں اور دوسرے دولہ اُس سے پیدا  
ہوتے ہیں اور خواطر حقین اور عقل اُن دونوں میں مندرج ہیں واسطہ اعظم

باب انما و نوان حالی اور مقام اور اُن دونوں کے فرق کے بیان میں ہے

حالی اور مقام کے اندر اشتباہ کثرت سے ہیں اور شلخ کے اشارت میں مختلف  
ہیں اور اشتباہ اسوجہ سے ہے کہ فی نفسہ اُن دونوں میں بہت تشابہ اور تداخل ہے  
سو ایک شے بعضوں کی رائے میں حال ہے اور دوسرے کے نزدیک وہ مقام ہے  
اور دونوں روایت صحیح ہیں اسوقت کہ ایک کا تداخل دوسرے میں موجود ہے  
اور ضرور ہے کہ ایک ضابطہ اور قاعدہ بیان کیا جائے جس سے دونوں میں فرق ہو جائے  
علامہ آسکے کے نقطہ اور تفسیر اُنکے فرق کو بتلاتی ہے سو حال کی وجہ تسمیہ یہ ہے  
کہ اُسکو تخیل اور گردش ہے اور مقام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ ثابت اور

مستقر ہو۔ اور کسی ایک نئی عینہ حال ہوتی ہے اور پھر وہی مقام ہو جاتی ہے جیسے کہ بندہ کے باطن سے درخیم محاسبہ پیدا ہوا پھر وہ درخیم غلبہ صفات نفس کے زائل ہو جاتا ہے اور پھر وہ خود کرتا اور پھر وہ زائل ہو جاتا ہے اور اس طرح برابر محاسبہ کا حال بندہ کے لیے متعادل حال کا ہوتا ہے پھر صفات نفس کے ظہور سے وہ حال بدل جاتا ہے یہاں تک کہ خدا سے کریم کی مدد اسکا تدارک کرتی ہے اور حال محاسبہ غالب آتا ہے اور نفس مقنور ہو جاتا ہے اور محاسبہ اسکا انقباض اور تھکاک کر لیتا ہے پھر محاسبہ اس بندہ کا وطن اور مستقر اور مقام ہوتا ہے اور وہ مقام محاسبہ میں رہتا ہے بعد اسکے کہ اسکا حال محاسبہ تھا۔ بعد ازاں حال مراقبہ اُس پر نازل ہوتا ہے سو جو شخص کہ محاسبہ اسکا مقام ہو تو مراقبہ اُس کے لیے حال ہوتا ہے۔ بعد ازاں مراقبہ کا حال بدلتا رہتا ہے اس سبب سے کہ بندہ کے باطن میں سہوا اور غفلت فوجت نبوت آتے ہیں حتیٰ کہ سہوا اور غفلت کا ہلکا بادل پر آگندہ اور دور ہو اور بعد ازاں اپنے بندہ کا تدارک مدد گار نبی سے فرمائے تب مراقبہ مقام ہو جاتا ہے بعد ازاں کہ وہ حال تھا اور محاسبہ کے مقام میں قرار نہیں بلکہ تا مگر اسوقت کہ حال مراقبہ کا نازل نہواور نہ وہ مراقبہ کے مقام میں قرار لیتا ہے اور جب کہ حال مشاہدہ نازل ہو سو جب کہ بندہ حال مشاہدہ کے نزول سے مشرب ہوتا ہے اور تو مراقبہ اسکا قرار حاصل کرتا ہے اور اسکا مقام ہو جاتا ہے اور نازل مشاہدہ سے بھی حال ہو جاتا ہے جو استتار سے بدلتا ہے اور تجلی سے ظاہر ہوتا ہے بعد ازاں وہ مقام ہو جاتا ہے اور آفتاب اسکا استتار کے گریں سے چھوٹ جاتا ہے پھر مشاہدہ کے مقام میں بہت کچھ احوال اور زیادت و ترقیات ہیں

جو ایک حال سے دوسرے حال تک ہوتے ہیں کہ اُس سے اعلیٰ درجہ کا ہر جیسے کہ  
 فنا کے ساتھ تحقیق ہو اور بقا کی طرف پہنچنا اور عین یقین سے حق یقین کو  
 ترقی کرنا اور حق یقین ایک نازل ہر جو قلب کے پردوں کو پھاڑ ڈالتا اور  
 اور یہ مشاہدہ کی فرع اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اور ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا ہر اللہ انی اساک ایمانایا شتر قلبی اسی ما رخصد امین  
 بجز سے سوال کرتا ہوں ایمان کہ دل میرے میں عمل کر کے تسلی بن عبد اللہ  
 نے کہا ہر کہ قلب میں دو جوف ہیں انہیں سے ایک باطن ہے اور اسی میں  
 سمیع اور بصیر ہے اور وہ قلب کا قلب اور سوید ہے اور دوسرا جوف ظاہر قلب  
 ہے اور اسی میں عقل ہے اور عقل کی مثل قلب میں جیسے آنکھ میں نظر ہے اور وہ ایک  
 موضع خاص اس کی صیقل ہے جس طرح کی صیقل کہ آنکھ کی سیاہی میں ہوتی ہے اور  
 اسی میں سے شعاعیں نکلتی ہیں جو مریات کو گھیر لیتی ہیں سو اسی طرح عقل کی  
 نفس سے علوم کی شعاعیں نکلتی ہیں جو معلومات کو محیط ہوتی ہیں اور یہ حالت ہے اور  
 قلب کو چار ڈالتی ہے اور اس کے سوید تک پہنچتی ہے اور وہ حق یقین ہر خاک  
 غلیظیات سے آزاد اور نکل احوال سے گران بہا اور شرف ہے اور اُس حال کی نسبت  
 مشاہدہ سے ایسی ہے جیسے کئی اینٹ کی نسبت خاک سے ہے سو یہ حکم وہ پہلے  
 خاک ہوتی ہے بعد اُس کے کل اور شئی بعد از ان کئی اینٹ بعد از ان کئی اینٹ پس  
 مشاہدہ ہی اول اور اصل ہے کہ اُس سے فنا ہوتی ہے بعد از ان بقا جیسے کئی  
 اینٹ بعد از ان یہ حالت اور وہ سب فروغ سے آخر ہے اور ہر گاہ یہ حالت سب احوال  
 کی پہل تھی اور وہ شرف احوال ہے اور وہ محض ہیبت ہے کما کہ کتاب اور تفصیل

نہیں ہوتا تو جسقدر موراہب بندہ کے نوازل سے ہیں وہ احوال سے موسوم ہوئے  
اس واسطے کہ وہ بندہ کے مقدر کسب سے باہر ہیں تو اس قول کا اطلاق ہوا اور  
مشائخ کی زبانوں پر مستند اول ہوا کہ مقامات مکاسب ہیں اور احوال موراہب ہیں  
اور جس ترتیب پر کہ ہم نے اس پر دفع کیا سب موراہب ہیں اور اسطیلکہ مکاسب موراہب  
سے دھکے ہوئے ہیں تو احوال موراہب ہیں اور مقامات رستے موراہب کے ہیں  
مگر کب مقامات میں ظاہر ہوا اور موراہب مبطون اور مخفی ہو گئے اور احوال میں  
کسب چھپ گیا اور موراہب ظاہر ہو گئے تو احوال موراہب سماوی علویہ ہیں اور  
مقامات آنگے رستے ہیں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ  
مجھ سے آسمانوں کے رستے پر چھے اس واسطے کہ آنکا شناسا ستر زمین کے رستوں سے  
ہوں اشارہ مقامات اور احوال کی طرف ہے پس آسمانوں کے رستے تو یہ ہیں اور  
زہد و غیرہ جو مقامات ہیں اس واسطے کہ جو شخص ان رستوں کا سالک ہو اسکا  
دل آسمانی ہو جاتا ہے اور وہ رستے آسمانوں اور برکات کے نزول گاہ ہیں اور ان  
احوال کے ساتھ ہی تحقیق ہوتا ہے جسکا قلب آسمانی ہو بعض صوفیہ نے کہا ہے  
کہ حال ذکر خفی ہے اور یہ اشارہ اسی کی طرف ہے جسکا ہم نے ذکر کیا ہے اور عروق میں  
مشائخ سے میں نے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں حال وہ چیز ہے جو میں لہد ہو تو حیرت کہ کیا سب  
اور اعمال کی راہ سے ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ بندہ کی طرف سے ہے پس جب کہ مرید  
کو موراہب اور موراہب سے کوئی خفی ظاہر ہوئی تو کہنے لگے کہ یہ من اللہ ہے اور اسکا  
جان نام رکھایہ اشارہ انکی طرف سے ہے کہ حال موراہب اور علیلہ ہے اور بعض مشائخ  
خراسان نے کہا ہے کہ احوال موراہب آسمان ہیں اور بعضوں نے کہا ہے

کہ احوال جلیوں کے مثال ہیں مگر گھر اور باقی رہا تو حدیث نفس جو اور یہ خوب  
استقامت علی الاطلاق نہیں ہر مان بعض احوال میں یہ ہوتا ہے سو اسطرح وہ راہ  
پاتے ہیں بعد از ان نفس انکو ایک ایجا تا رہی و لیکن علی الاطلاق سو ایسا نہیں ہر اور  
احوال نفس کے استخراج اور اخلاط نہیں کرتے جس طرح تیل پانی سے نہیں ملتا اور  
بعض اس طرح گئے ہیں کہ احوال نہیں ہوتے الا اُسوقت کہ درم اور قائم رہیں اور  
اگر درم و قائم نہ رہیں تو وہ نواج اور طوائع اور بود رہیں اور سب مقدمات احوال  
ہیں احوال نہیں ہیں اور شاخ نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ آیا بندہ کے لیے جائز ہے کہ  
کسی ایک مقام کی طرف اتغال ہو غیر اپنے مقام کے جہیں وہ ہر قبل اسکے کہ پہلے  
مقام کے حکم کو تسلیم کرے بعضوں نے کہا کہ یہ نہراور نہیں ہر کہ قبل اسکے کہ وہ اپنے  
مقام کے حکم کو تسلیم کرے اتغال اس مقام سے کرے جہیں وہ ہر اور بعضوں نے  
کہا ہے کہ وہ مقام جہیں وہ ہر کمال نہیں ہوتا الا بعد اسکے کہ وہ اس مقام پر ترقی  
کرے جو اس سے بالا تر ہو سو وہ اپنے مقام عالی سے ادنی مقام کی طرف نظر کرنا ہے  
پھر اپنے مقام کے زکوٰۃ تسلیم کرنا ہے اور اولیٰ یہ ہے آئندہ خدا سے تقاضی دانا تر ہے  
کہ ایک شخص کو اپنے مقام میں ایک حال عطا کیا جائے اسکے مقام اعلیٰ سے  
جس پر غریب ہو وہ ترقی کرے گا تو اس حال کے ویدان سے اپنے اس مقام کے  
امر کو مستقیم کرنا ہے جہیں وہ ہر اور اس میں حق اسی طرح تصرف کرنا ہے اور کوئی چیز  
بندہ کی طرف نہیں بڑھا کی جاتی کہ وہ ترقی کرنا ہے یا نہیں ترقی کرنا ہے سو اسے  
کہ بندہ احوال کے ساتھ مقامات پر ترقی کرنا ہے اور احوال میں مواہب ہیں جو  
ترقی ان مقامات پر کرتے ہیں جہیں کسب ہنر سے ملا ہو اور بندہ پر نہیں غلہ

ہونا کوئی حال اس مقام سے جو اعلیٰ اس مقام سے ہو جسمین یہ سہی مگر یہ ہرگز نہ سہی ترقی  
 اسکی طرف نزدیک ہو جاتی ہے پس ہمیشہ بندہ مقامات پر ترقی نہ اند احوال سے  
 کرتا ہے سو اس دنیا پر جسکما ہم نے ذکر کیا ہے داخل مقامات اور احوال کا تو یہ تک  
 واضح ہوتا ہے اور کوئی فضیلت نہیں معلوم ہوتی مگر یہ کہ اس میں ایک حال اور ایک  
 مقام ہے اور زہد بین حال ہے اور ایک مقام ہے اور توکل میں ایک حال ہے اور ایک  
 مقام ہے اور رضا میں ایک حال ہے اور ایک مقام ہے۔ ابو عثمان حیرری کا قول ہے  
 کہ چالیس برس سے اسد تعالیٰ نے مجھے کسی حال میں نہیں قائم کیا  
 کہ اس سے مجھے کراہت ہوئی ہو اس میں اشارہ رضا کی طرف کیا ہے اور اس سے  
 حال روشن ہوتا ہے پھر مقام ہو جاتا ہے اور محبت میں حال ہے اور مقام ہے اور  
 ہمیشہ بندہ حال توبہ کی راہ پانے سے رجوع کرتا ہے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے اور  
 حال توبہ کا راہ پانا اول از جار اور از ردہ ہونے سے ہے۔ بعض صوفیہ کا قول ہے  
 کہ زجر ایک جوش دل میں ہے جسکو ساکن نہیں کرتا اما از تباہ جو غفلت سے ہوا ہے  
 اسکو بیداری کی طرف پھرتا ہے اور جب وہ جاگتا ہے صواب کو خطا سے دیکھتا ہے  
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ زجر ایک روشنی قلب میں ہے جس سے وہ اپنے قصہ کی  
 خطا کو دیکھتا ہے اور مقدمہ توبہ میں زجر تین وجہ سے ہے ایک زجر طریقی اعلم ہے  
 اور ایک زجر طریقی عقل سے ہے اور ایک زجر طریقی ایمان سے ہے اور ثانی پر  
 حال زجر نازل ہوتا ہے اور وہ اسد تعالیٰ کی طرف سے ایک عطیہ ہے کہ اسکو توبہ  
 کی طرف کھینچتا ہے اور ہمیشہ بندہ میں ہوا سے نفس کا غلور ہوتا ہے کہ اسکو حال  
 توبہ وزجر کے آثار ملتے ہیں تا آنکہ وہ حال مستقر اور مقام ہو جاتا ہے



اور اسی طرح زہد میں کہ بندہ ہمیشہ نازل حال کے ساتھ رہ کر تہذیبی بیان تک کہ  
لذت ترک اختیار کر لیا اسکو دکھاتا ہے اور اسے دنیا کی طرف متوجہ ہونے کو منع  
کرنا ہے بعد ازاں اس کے حال کا انحصار و شرف نفس کی دلالت سے جو دنیا کی طرف  
ہے اور دنیا کے موجودہ اشیاء کے دیکھنے سے محو کر دیتا ہے تا آنکہ خدا سے کرم کی امداد  
آسکا تدارک کرے تب وہ زہد کرتا ہے اور زہد اس کا مستقر ہو جاتا ہے اور زہد  
اس کا مقام ہو اور حال تو کل کا نازا ہمیشہ اس کے دل کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے  
حتیٰ کہ وہ متوکل ہو جاتا ہے اور ایسا ہی حال رضا کا ہے بیان تک کہ خیابان بندہ  
مستطین اور یہ اس کا مقام ہو جاتا ہے۔ اور بیان ایک لطیفہ ہے وہ یہ کہ مقام رضا  
و توکل ثابت ہوتا اور حکم اس کے بقا کا کیا جاتا ہے حالانکہ داعیہ طبع موجود ہے اور حال  
رضا کی بقا کا حکم داعیہ طبع کے ساتھ نہیں کیا جاتا ہے اور عقل ایک کراہت کی ہے  
جسکو طبیعت کے حکم سے رضی پاتا ہے مگر علم اس کا رضا کے مقام میں حکم طبیعت کے  
چسپا لیتا ہے اور طبیعت کے حکم کا طور یہ ہے کہ جو دین جو علم کے ساتھ  
پوشیدہ ہو اسکو رضا کے مقام سے خارج نہیں کرتا لیکن حال رضا حکم کرتا ہے  
اس واسطے کہ حال جب مجرور ہویت ہو گیا تو داعیہ طبع کو اسے جلا دیا سو کہا جاتا ہے  
کہ وہ کیونکر رضائیں صاحب مقام ہو گا اور اس میں صاحب حال نہیں ہو اور  
حال مقدمہ مقام کا ہے اور مقام ثابت اور قائم تر ہے ہم کہتے ہیں کہ جب مقام  
کسب بندہ سے آلودہ ہو گیا تو وجود طبع کا اس میں اضمثال ہو اور ہر گاہ حال ہویت  
میں اندر ہو تو وہ طبیعت کی آمیزش سے پاک ہو تو حال رضا سخت تر ہے اور  
مقام رضا قوی تر شتمن ہے اور مقامات کے لیے ضروری ہے کہ احوال نرا اندرون ہے

پس کوئی مقام نہیں ہوا لہذا بعد سابقہ حال کے اور نہ مقامات کے لیے نفرد اور  
یگانگی بدون سابقہ احوال کے ہو۔ اور یہ ہے احوال سوانح کا یہ حال ہے کہ بعض  
انہیں سے وہ ہیں جو مقام ہو جاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو مقام نہیں ہوتے  
اور سر اس میں یہ ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ کسب مقام میں ظاہر ہے اور موہبت میں  
پوشیدہ اور حال میں موہبت ظاہر اور کسب باطن ہے اور یہ گمانہ کہ احوال میں موہبت  
غالب ہے تو وہ مقید نہیں اور احوال اس درجہ کو پہنچتا ہے کہ اسکے لیے اتنا  
نہیں ہوا اور احوال سینہ کا لطف یہ ہے کہ وہ مقام ہو جائے اور مقدمہ و راست  
حق غیر متناہی اور اسکے موہب غیر متناہی ہیں اور اسی واسطے بعض حضرات  
نے کہا ہے کہ اگر میں روحانیت عیسوی اور مکالمہ موسیٰ اور غلط ابراہیم علیہم السلام  
عطا کیا جاتا تو میں اسکے سوا اور کچھ مانگتا اس واسطے کہ عطیات الہی بے شمار  
ہیں اور یہ انبیاء کے احوال ہیں اور اولیاء کو عطائیں ہوتے مگر یہ ایک اشارہ  
کننے والے کی طرف سے ہمیشہ کی تانگی جہانک اور طلبکاری اور عدم قناعت  
کی طرف ہے اس مرتبہ کے ساتھ جسمیں وہ حق تعالیٰ کے امر سے ہر اس واسطے  
کہ سرور پیہران صلوات اللہ علیہ و سلامہ نے بے قناعتی پر گاہ کر دیا اور طلب  
اور خواہش نزول برکت فرید کا دروازہ اپنے اس قول سے کھل کر دیا ہے جس کسی  
دن کہ میں اُس میں ترقی علم نہ کروں تو میرے لیے اُس دن کی صبح میں برکت نہیں  
دے گی اور اب اس دعا میں صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انصر عنہ راہی و صفت چہ  
عظمیٰ و لم تبلغہ یمتی و انیت من خیر وعدتہ احد من عبادک و خیر انت عطیہ احد  
من خلقک فانما ارجو الیک و اسالک ایاہ۔ تو جان لینا چاہیے کہ موہب

اچھی بے شمار ہیں اور احوال سواہر ہیں اور وہ ملے ہوئے ان کھجانات انہی سے  
 ہیں جو سمندر کو اپنے تمام ہونے سے پہلے تمام کر دے اور ایک بیابان کے اعتبار سے  
 اس کے اعتبار سے پہلے تمام ہوں اور اسد تعالیٰ نعمت دینے والا اور عطا کرنے والا ہے

باب انستخوان مقامات کی طرح بطور اختصار و یکجائے شہادت میں ہے

انسان بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ کہا نبی علیہ السلام کے پاس ایک شخص  
 آیا اور کہا یا رسول اللہ میں ایک شخص دربار رسان ہوں اور گشتہ اپنی اہل خانہ پر  
 زبان درازی کرتا ہوں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو استغفار کے  
 کہان ہر اسو اسطے کہ میں اسد کے ایک دن رات میں سو بار استغفار کرتا ہوں۔  
 اور اب تو ہر روز رضی اللہ عنہ کے دوسری حدیث میں روایت ہے کہ میں اسد کے  
 استغفار اور نیکی طرف توبہ ہر روز سو دفعہ کرتا ہوں۔ اور اب تو اسد کے روایت  
 ہے کہ اسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آئے میرے قلب پر ماہی  
 چھایا تا ہر سو میں اسد کے دن ہر میں استغفار کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا ہے تو توبہ الی اللہ جمیعاً رہا واللہ منون علیکم تعالون۔ یعنی رجوع کرو تم  
 طرف اللہ تعالیٰ کے سب اسی مومن شاید کہ تم فائدہ کو پہنچو۔ اور اسد تعالیٰ  
 نے فرمایا ہے ان استغثت التوبہ میں یعنی البتہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو  
 دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ  
 توبۃ نصوحاً یعنی اے ایمان والو توبہ کرو تم طرف اللہ تعالیٰ کے توبہ خاص توبہ  
 مقام کی اور توبہ ہر مقام اور توبہ ہر حال کی ہے اور وہ اسد سب مقامات کے ہے

اور وہ زمین کی شمالی دیوار کے لیے ہر سو جگہ کے پاس زمین نہیں ہو تو اس کے پاس  
 دیوار نہیں ہو اور جس کے پاس تو بہ نہیں ہو اس کو نہ کوئی حال ہو اور نہ کوئی مقام ہو  
 اور زمین نے بقدر اپنے علم اور مقدار وسعت اور جہد کے تمام مقامات اور احوال  
 اور ان کے ثمرات کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ مین چیزیں انکو جامع ہیں بعد از ان  
 کہ ایمان اور اس کے حقوق و شریعت کی صحت ہو سو وہ ایمان سمیت چار ہیں پھر انکو  
 ولادت معنوی حقیقی کے اضافہ میں ان چار مضامین کے مطابق پایا یا نہ پایا  
 نے اپنی سنت جاری کے ساتھ ولادت طبعی کے لیے مقید بنایا اور جو کوئی  
 ان چاروں کے حقائق سے متحقق ہو گا وہ آسمانوں کے مقام ملکوت میں داخل  
 ہو اور مکاشفہ قدر و توانیات کا اسے حاصل ہو اور اس کو ایک ذوق اور تمکینات  
 اکی کا ہو گا جو نازل ہوے ہیں اور تمام احوال اور مقامات سے بہرہ ور ہو گا  
 سو وہ سب تمام و کمال انہیں چاروں سے ظاہر اور انہیں سے موجود و موجد  
 ہوے ہیں سو ایمان کے بعد ان تینوں میں سے ایک تو بہ نصوح ہو اور دوم  
 زہد دنیا اور سوم مقام عبودیت کی تحقیق و دوام عمل کے ساتھ اللہ کے واسطے ظاہر  
 ہیں اور باطن میں ان اعمال سے جو دلی اور جسمانی ہوں بددن اسکے کہ کسی طرح  
 کا متور و قصور ہو بعد اسکے ان چاروں کی تکمیل کے لیے استقامت و وسعت  
 چار چیزوں سے کی جائے جن سے انکی تسامی اور تقوم ہو اور وہ یہ ہیں قلت کلام  
 اور قلت طعام اور قلت مقام اور لوگوں سے علیحدہ رہنا اور علمائے زاہد اور  
 مشائخ نے پھر اتفاق کیا کہ ان چاروں سے مقامات مستقر اور احوال مستقیم  
 ہوتے ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے تائید آتی اور اسکے حسن و قبح سے بدل

ہو گئے اور بیان واضح کے ساتھ ہم کہتے ہیں کہ تمام مقامات انہیں کی صحت  
 کے اندر مندرج ہیں اور جو ان سے کامیاب ہو وہ سب مقامات میں کامیاب  
 ہو انہیں سے اول بعد ایمان کے توبہ ہو اور وہ اپنی صحت کی ابتداء میں احوال  
 کی محتاج ہو اور جب وہ صحیح ہو گئی تو مقامات اور احوال پر متزل ہوگی اور اس کے  
 آغاز میں زاجر کا ہونا ضرور ہو اور وجدان زاجر کا ایک حال ہو اس واسطے کہ وہ  
 ایک بخشش اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بنا پر کہ یہ بات ثابت ہو کہ احوال ہو آب  
 اور عطیات ہیں اور حال زجر توبہ کی گنجی اور اس کا مبداء ہو۔ ایک شخص نے بشر  
 حافی سے کہا کیا ہو کہ میں تجھے اندوہ میں دیکھتا ہوں کہا سبب یہ ہو کہ میں  
 گمراہ مطلوب ہوں رستہ میں نے مفقود اور گم کر دیا اور میں اس کا مطلوب ہوں  
 اور جو یہ ظاہر ہوتا کہ مقصد کی طرف رستہ کہاں ہو تو میں طلب کرتا مگر غفلت  
 کی غنودگی نے آن لیا مجھے اس سے رہائی نہیں کہ یہ بن بھر گیا باؤن اور  
 بھر پر زجر کا اثر ہے۔ اور اسی نے کہا میں نے ایک اعرابی کو بصرہ میں دیکھا  
 کہ وہ آنکھوں کی بیماری کا شکی تھا اور پانی اسیں سے بہتا خاصو میں نے  
 اس سے کہا کیوں اپنی آنکھیں نہیں پرچھتا تو کہا اس واسطے کہ طیب نے  
 مجھے زجر کیا ہو اور میرا اس شخص میں نہیں ہو جو متوجہ ہو پس باطن میں زاجر  
 حال ہو کہ اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہو اور تاب کو اس کی موجودگی سے چارہ نہیں ہو  
 پھر از جار کے بعد بندہ از تباہ کا حال پاتا ہو۔ بعضے علمائے کہا ہو کہ جس نے  
 حورث کے مطالعہ کو اپنے ذمہ لازم کر لیا تو وہ آگاہ ہو اور بوزیر طالعہ رحم نے  
 کہا ہو کہ علامت از تباہ کی پانچ ہیں جب وہ اپنے نفس کو یاد کرے تو محتاجی اور درویشی

کرے اور جب وہ اپنے گناہوں کو یاد کرے تو استغفار کرے اور جب دنیا یاد آوے  
تو عبرت حاصل کرے اور جب آخرت کو یاد کرے تو خوش ہو اور جب مولیٰ یاد آوے  
تو افتخار کرے۔ اور بعض علمائے کہا ہوں کہ انبیاء اور بیداری دلائل سے خیر کا آغاز ہو  
جبکہ بندہ اپنے خواب غفلت سے چونکے تو یہ چونکا ہٹ اسکو بیداری تک پہنچاتی ہے  
اور جب وہ بیدار ہو تو اسکو بیداری طلب سید سے طریق پر لازم کرتی ہے پھر وہ طلب  
کرتا ہے اور جبکہ اپنے طلب کی جانا جاتا ہے کہ غیر سبیل حق پر ہی پھر وہ حق کو طلب کرتا ہے  
اور درتوبہ کی جانب پھرتا ہے بعد ازاں اس کے اقباء سے حال بیداری عطا ہوتا ہے  
فارس کا قول ہے کہ سب احوال ادنیٰ اور اعلیٰ بیداری اور اعتبار ہے۔ اور بعض نے  
کہا ہے کہ بیداری ہی خط طریق کا بعد شاہد سبیل نجات کے ظاہر ہوتا ہے۔ اور بعض نے  
کہا جب بیداری پوری اور صحیح ہو گئی تو بیدار آدمی طریق توبہ کی ابتدا میں ہو گا۔ او  
بعضوں کا قول ہے کہ بیداری مولیٰ کی طرف سے دینے والوں کے قلوب کے لیے  
ایک قصہ جو جو انکو توبہ کی طلب پر راہ دکھلاتا ہے پھر جب کہ اسکی بیداری کامل ہوئی  
تو اس کے ذریعہ سے وہ مقام توبہ کو پہنچتا ہے سو یہ تین احوال ہیں کہ مقدم توبہ ہیں  
بعد ازاں توبہ اپنی استقامت میں محاسبہ کی محتاج ہے اور توبہ مستقیم غیر محاسبہ کے  
نہیں ہوتی۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اپنے  
نفوس کا محاسبہ کرو قبل اسکے کہ تم حساب لیا جائے اور انکا وزن کرو قبل اسکے  
کہ تم وزن کے جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے بڑے جائزہ کے لیے آکر رہو جس  
وزن کہ تم عرض کیے جاؤ گے کوئی پوشیدہ بات تم سے چھپی نہ رہے گی پس محاسبہ حفظ  
انفاس اور ضبط حواس اور رعایت اذوات اور ایثار رحمت کے ذریعہ سے ہوتا ہے

اور بندہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر رات دن میں پانچ نمازیں اپنی رحمت سے واجب کی ہیں اسوجہ سے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندہ کو جانتا ہے اور بندہ پر غفلت غالب ہے تاکہ جو کسی اُسکو اپنا غلام نہ بنائے اور دنیا اُسکو پروہ اپنا نہ کرے پس پانچوں وقت کی نماز ایک ذخیرہ ہے کہ نفوس کو حق عبودیت کے درجے کے لیے مقامات عبودیت کی طرف کھینچتی ہے اور بندہ جس محاسبہ سے نگہداشت اپنے نفس کی ایک نماز سے دوسری نماز تک کرتا ہے اور شیطان کے راستوں کو حسن محاسبہ اور رعایت سے بند کرتا ہے اور نماز میں بھی داخل نہ ہو مگر جب کہ حسن توبہ اور استغفار کے ساتھ دل سے گمراہ کو نہ کھولے اس واسطے کہ ہر ایک کلمہ اور ہر ایک حرکت جو خلاف شرع ہو ایک نکتہ سیاہی کا قلب میں پیدا کرنا ہے اور ہر ایک گمراہی جو اور تملاتی محاسب باطن کو نماز کے لیے آمادہ ضبط اعضاء و جوارح سے بکھاتا ہے اور مقام محاسبہ کی تکمیل کرتا ہے سو اس وقت اُسکی نماز میں نور ہو گا جو اُسکے وقت اجزاء پر دوسری نماز تک چمکتا رہے گا پھر عین اُسکی نماز خوب روشن اُسکے وقت کے نور سے رہتی ہے اور اُسکا وقت نور سمجھو اُسکی نماز کے نور سے رہتا ہے اور ایک محاسبہ کرنے والا نمازوں کو ایک کاغذ میں لکھا کرتا ہے اور ہر ایک دو وقت نماز کے درمیان سفید جگہ چھوڑ دیتا ہے اور جب کبھی کوئی خطا کلمہ غیبت کی دوسرے امر سے سرزد ہوتی تو ایک خطا کھینچ دیتا کرتا ہے اور جب کبھی کوئی کلام یا حرکت بے ضمی کا ارتکاب کرتا تو اُس میں ایک نقطہ سفید جگہ میں لکھا دیتا تاکہ اپنے گناہ اور بے حرکات لائیں سے عبرت حاصل کرے اور اس محاسبہ کے ذریعہ سے گمراہ شیطان اور اپنے نفس امارہ کے

ہر جہ مقام صدق جو اسے حسن اعتقادین اور باعزت حرم کے جو اسے مقام  
 عباد کی تحقیق پر جسے تنگ کرنا تھا اور یہ مقام محاسبہ اور نگہداشت کا ہے کہ ضرورت  
 صحت تو یہ ہے کہ وجہ ہونا ہو۔ جنیدؒ کا قول ہے کہ جس شخص کی نگہداشت اچھی  
 ہوئی اسکی ولایت ہمیشہ کورجی اور واسطی سے پوچھا کہ اعمال سے کونسا عمل  
 افضل ہے کہ اسراور محاسبہ کی نگہداشت ظاہر میں اور مراقبہ کی باطن میں اور  
 اور ایک دوسرے کے سال کی پہونچتا ہے اور ان دونوں سے توبہ تقسیم ہوئی ہے  
 اور مراقبہ اور نگہداشت دو حال شریف ہیں اور وہ دونوں مقام شریفین  
 جو جانے ہیں کہ وہ صحیح مقام توبہ کی صحت سے ہوتے ہیں اور توبہ تقسیم کامل  
 ان کے ذریعہ سے جو جاتی ہے وہ پس محاسبہ اور مراقبہ اور رعایت مقام توبہ کی ضرورت  
 سے جو حسن فادسی سے کہا کہ میں نے جبریری کو سنا ہے کہ کتنا اچھا ہے اور امر  
 بر و فضیل پرستی اور وہ یہ ہے کہ توبہ اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنے نفس پر مراقبہ کی  
 لازم کی ہے اور علم تہ سے ظاہر ہے قائم جو۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مراقبہ مراقبات اور  
 نگہداشت سر کی مداحہ حق کے لیے ہر ایک نظم اور لفظ میں ہے اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا جو اس جو قائم علی کل شئی بما سبقت یعنی کیا اچھا وہ شخص کہ جو قائم ہو  
 اور نفس کے ساتھ اس چیز کے کہ اسے کمایا اور یہی علم قیام ہے اور اسی سے  
 علم حال اور معرفت نیا دست و نقصان پورا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ معیار  
 اپنے حال کی جانے جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہے اور یہ سب جو صحت  
 توبہ کے لازم ہے اور صحت توبہ انکی لازم جو اس واسطے کہ خواطر غرام اور  
 قصدوں کے مقدمات ہیں اور غرام اعمال کے مقدمات ہیں اس واسطے



کہ خواطر بنوت اور تحقق ارادہ قلب ہر اور قلب اعضا کا حاکم ہو اور اعضا  
 جنبش نہیں کرتے مگر اسوقت کہ قلب ارادہ کے ساتھ جنبش کرے اور مراقبہ  
 سے خاطر ردی کے مادے منقطع ہونے ہیں تو مراقبہ کی تکمیل سے توبہ کی تکمیل  
 ہو گئی اس واسطے کہ جسے خواطر کو روکا تو وہ اعضا و جوارح کے مایحتاج کو کافی ہو  
 اس واسطے کہ مراقبہ نے مکررات کے ارادہ کی رگین قلب سے جو سمیت اکثر  
 جاتی ہیں اور محاسبہ سے تدارک اُسکا ہوتا ہو جو مراقبہ سے اچٹ کر گزرا ہو۔  
 ابو عثمان سے منقول ہے کہ وہ کہتا تھا جو خیرین انسان کو اس طوق میں لازم  
 ہیں انہیں افضل محاسبہ ہو اور مراقبہ اور عمل کی سیاست علم سے ہو اور ہر گاہ  
 توبہ صحیح ہوئی تو انابت یعنی رجوع الی اللہ صحیح ہوگی۔ اور ہمچون آدم نے  
 کہا ہے جب کہ بندہ اپنی توبہ میں سچا ہوتا ہے تو وہ غیب ہو جاتا ہے اس واسطے  
 کہ انابت دوسرا درجہ توبہ کا ہے۔ اور ابو سعید قرشی نے کہا ہے کہ غیب وہ  
 شخص ہے کہ جو بابرشت کرنے والا اللہ کی طرف ہر ایک لمحے سے ہو کہ اُسکو  
 اللہ تعالیٰ سے غافل کرے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ انابت رجوع اور بابرشت  
 اُس سے اُسی کی طرف ہے نہ کسی دوسری شے سے جو اُسکے غیر ہیں جس شخص  
 نے اُسکے غیر سے اُسکی طرف رجوع کی تو اُسے انابت کے طرفین سے ایک  
 طرف کو تباہ اور ضایع کیا اور فی الحقیقت غیب وہ شخص ہے جسکا مرجع اُسکے  
 سوا ہو پس اُسکی طرف اُسکی رجوع سے پھر تباہ بعد ازاں اُسکی رجوع کی رجوع سے  
 رجوع کر تباہ ہو سوا ایک پیکر باقی رہ جاتا ہے جسکا کوئی وصف اللہ تعالیٰ کے سوا  
 قائم نہیں عین جمع بین مشرق ہی اور نفس کی مخالفت اور عجب

افعال کی دید اور مجاہدہ یہ سب رعایت اور مراقبہ کی تحقیق کے متحقق ہونے میں  
 ابو سلیمان نے کہا ہے کہ میں نے اپنے نفس کے کوئی نہیں ایسا جانا کہ اس کے  
 امید تو اب رکھوں۔ اور ابو عبد اللہ سنجری نے کہا جسے کوئی چیز اپنے احوال  
 سے حال ارادت میں آجی جانی اس پر ارادت اسکی فاسد اور تباہ ہو گئی مگر یہ  
 کہ وہ ربوع اٹھکی ابتدا کی طرف کرے اور اپنے نفس کو دوبارہ ریاضت اور مجاہدہ  
 میں ڈالے اور جس شخص نے اپنے نفس کو ان باتوں میں جو اس کے نفع اور نقصان  
 کی ہوں میزان صدق میں نہیں تولا تو وہ مردوں کے درجہ کو نہیں پہونچا  
 اور افعال کے عیبوں کو دیکھنا صحت انابت کی ضرورت سے جو اس حال میں  
 کہ وہ مقام توبہ کی تحقیق میں ہو اور توبہ کی استقامت بغیر صدق مجاہدہ کے  
 نہیں اور نہ مجاہدہ میں بندہ صادق ہو مگر جب کہ اسکو صبر حاصل ہو۔ اور  
 فضالہ ابن عبید نے روایت کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و  
 سلم کو سنا کہ فرماتے تھے مجاہدہ وہ ہے جس نے جہاد اپنے نفس پر کیا اور  
 نہیں پورا ہوتا مگر صبر ہے اور افضل سب صبروں میں صبر علی اللہ ہے کہ بہت اور  
 ارادہ کو اس پر روکے اور دل سے اس کے لیے صدق عراجمہ کرے اور خطرات کے  
 مادوں کو بچ وین سے اٹھ کر ڈالے اور صبر منقسم فرض اور فضل میں ہے سو فرض  
 مثل اسکے کہ صبر ادا سے مقرضات پر اور صبر محرمات سے جو اور جو صبر کہ فضل  
 جو ازان جملہ صبر علی الفقر ہے اور صبر جو وقت صدمہ دل اور افتخار کے  
 مصائب و درد و ترک شکوے کے ہو اور صبر افتخار فقر پر اور صبر افتخار  
 عطا و کرامات اور مشاہدہ قدر اور آیات پر ہے اور جو صبر زنا اور فساد

بہت ہیں اور خلق اللہ سے بہت لوگ ایسے ہیں جو ان اقسام کے صبر کے ساتھ قائم رہتے ہیں اور صبر علی اللہ سے صحت مراقبہ اور نگہداشت اور نفی خواطر کے لزوم کے ساتھ تنگ آتے ہیں تو اب حقیقت صبر کی توبہ میں ایسی ہی ہجو ہے جیسے توبہ میں مراقبہ حاصل ہے اور صبر اہل یقین کے بزرگ ترین مقامات سے ہے اور حقیقت توبہ میں داخل ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ کون شیخ افضل صبر ہے اور تہرانہ اسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں کچھ اور توبہ جگہ فرمایا ہے اور کسی شیخ کا ذکر اس عدد کے ساتھ نہیں کیا اور صحت توبہ حاوی مقام صبر کو ساتھ اس کے شرف کے ہے اور صبر میں سے ایک صبر نعمت پر ہے اور وہ یہ ہے کہ نعمت کو معصیت اتنی میں حزن نہ کرے اور یہ بھی صحت توبہ میں داخل ہے۔ اور سیل بن عبد اللہ کہا کرتے کہ صبر عافیت صبر علی البلاء سے سخت تر ہے۔ اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ ہم سختی اور گزند میں آزمائے گئے تو ہم نے صبر کیا اور ہم نفع کے ساتھ امتحان کیے گئے اور ہم نے صبر نہ کیا اور صبر کے اندر نگہداشت راستہ اس کی ہر جو خفا و غضب میں ہے اور صبر لوگوں کی توبہ میں ہے اور صبر گناہی پر اور توبہ وضع اور نہایت زہد میں داخل ہیں اگرچہ توبہ میں داخل ہونے اور صبر کی حقیقت نفس کی طماننت سے ظاہر ہوتی ہے اور طماننت مسکینے تک ہے اور تزکیہ اسکا توبہ ہے ہر سو جب نفس توبہ نصوح سے پاک ہو تو اسکی بھی بد خوئی داخل ہو گئی اور بے صبری اور انکار و سرخی کی طلب نفس کی بد خوئی سے ہے اور توبہ نصوح نفس کو طمأنینہ کرتی ہے اور اسکو تقف اور حج خلقی سے نرمی کی طرف نکال لاتی ہے اور اسو اسطے کہ محاسبہ اور

مراقبہ سے نفس صفائی پاتا ہے اور اسکی آتش جو متابعت نفس سے بھڑکتی ہے بجھ جاتی ہے اور نفس اپنی طمانینت کے ساتھ محل رضا اور مقام رضا کو پہنچتا ہے اور قضا و قدر کے مقام جریان میں تسلی اور اطمینان پاتا ہے۔ ابو عبد اللہ بنا جاتے کہا کہ اگر اللہ کے بندے ایسے بہت ہیں جو صبر کرنے سے شرماتے ہیں اور مقدرات الہی کے مواقع کو چھپے لیتے ہیں۔ اور عمر بن عبد العزیز کہا کرتے کہ صبح مجھے ہوئی اور مجھے کوئی خوشی بجز موقع قضا کے نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ابن عباس سے جب کہ اُسے وصیت کرتے تھے کہ اللہ کے واسطے یقین کے ساتھ رضائیں عمل کر پیرا گریہ نہ تو صبر میں جری خیرت اور بھلائی ہے۔ اور حدیث میں وارد ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بہترین بخشش جو آدمی کو عطا کی گئی وہ رضامندی اُسپر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُسکی قسمت میں رکھا ہے سو فضیلت رضائیں اخبار اور آثار اور حکایات مستقر ہیں کہ شمار میں نہیں آتے اور رضا تو بہ خالص کا نمبر ہے اور کوئی بندہ فنا کے نہیں پھرنا الا جو کہ تو بہ نصوح سے پھر جائے تو اب تو بہ نصوح میں حال صبر اور مقام صبر اور حال رضا و مقام رضا سب جمع ہیں اور خوف و رجاء و مقام مقامات اہل یقین سے شریف ہیں اور وہ دونوں تو بہ نصوح کی پشت میں ہیں اس واسطے کہ اُسکے خوف نے تو بہ پر اُسے برائیختہ کیا ہے اور اگر اُسکا خوف نہ ہوتا تو وہ تو بہ نہ کرتا اور اگر اُسکی رجاء نہ ہوتی تو وہ خوف نہ کرتا پس رجاء اور خوف قلب مومن میں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور تائب مستقیم کے لیے خوف و رجاء تو بہ میں معتدل ہو جاتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک شخص کے پاس تھے اور وہ حالت تنوع میں تھا آپ نے فرمایا تو اپنے تئیں  
 کیسا پاتا ہے کہا کہ میں اپنے تئیں پاتا ہوں کہ اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں اور  
 اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اس موقع پر  
 کسی بندہ کے قلب میں یہ دونوں خوف و رجائیں جمع ہوتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ  
 نے اسے عطا کیا جس کی امید اس نے کی اور اس کو نیاہ اس سے دی ان چیزوں  
 سے کہ جن سے وہ ڈرتا ہے اور اس قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں آیا ہے ولا تلتقوا  
 بایدیکم الیٰ استلکتم کہ وہ بندہ ہے جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے بعد ازاں کہے کہ  
 میں ہلاک ہو گیا کوئی عمل مجھے فائدہ نہیں کرتا پس تائب نے خوف کیا پھر توبہ کی  
 اور مغفرت اور بخشش کی رجا اور امید کی اور تائب تائب نہیں ہوتا مگر اس  
 وقت کہ وہ ڈرتا ہے اور امید کرتا ہے اس کے بعد تائب نے جبکہ اعضا و جوارح کو  
 مکروہات سے روکا اور اللہ کی نعمتوں سے طاعت الہی پر مدد مانگی تو حقیقت میں  
 اسے نعمت الہی کا شکر ادا کیا اس واسطے کہ ہر ایک عضو اعضا کے ایک نعمت ہو اور  
 شکر اس کا معصیت سے اس کا روکنا اور طاعت میں اس کا استعمال کرنا ہے اور نعمت  
 کا شکر گزار کو ان ہی جو تائب بننے سے بڑھ کر ہو و جب کہ مقام توبہ میں یہ سب  
 مقامات جمع ہو گئے تو مقام توبہ میں حال زجر اور حال انبہاء اور حال تقیظ اور  
 مخالفت نفس اور تقویٰ اور مجاہدہ اور محیوب افعال کی دید و انابت و  
 صبر و ضا و محاسبہ و مراقبہ اور رعایت و شکر و خوف و رجاء سب فراہم آ گئے  
 اور جب کہ توبہ نصوح صحیح ہو گئی اور نفس پاکیزہ ہو گیا تو آئینہ دل روشن  
 ہوا اور دنیا کی بُرائی آئینہ کسل گئی تو زہد حاصل ہو گا اور زہد میں توکل

تحقیق ہوگا اسوہ سنی کہ مہجور دین بے رغبتی اسی وقت ہوتی ہے جب کہ اُسے  
 اعتماد و خیال سے موعودہ پر ہوا اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے ساتھ قرار پاوے اور  
 یہ عین توکل ہے اور حقیقت یہ کہ بندہ میں بقیہ کل مقامات کے تحقق بعد تو یہ رہ گیا تو دنیا  
 کے زہر سے اُسکا تدارک ہو جاتا ہے اور وہ چار چیزوں میں کی تیسری چیز ہے عقیدہ  
 بن بریدہ سے روایت ہو کہ اُن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے  
 سو زیارت شروع فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کی سو دیکھا اُسے کہ گھر میں ایک  
 پردہ لٹکا یا تھا اور کنگن ہاتھوں میں تھے جب آپ نے یہ دیکھا تو اُسے پھر  
 آئے اور گھر کے اندر نہ گئے پھر آپ بیٹھے اور زمین کریدنے لگے اور فرماتے تھے  
 مجھے دنیا سے کیا کام ہے مجھے دنیا سے کیا کام ہے سو فاطمہ نے دیکھا کہ آپ  
 اُسے پردہ کے سبب واپس چلے گئے تب وہ پردہ اور کنگن لے کر بلال کے ہاتھوں  
 بیجا اور اُس سے کہائے جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ سے  
 عرض کر کہ میں نے اُسے صدقہ کیا اور جہان آپ چاہیں دہان رکھیں سو بلال  
 حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے اور عرض کی کہ فاطمہ نے  
 کہا ہے میں نے اسے صدقہ کیا جہان آپ چاہیں اُسے رکھیں اُس پر حضرت نبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بابی ورمی قد فعلت بابی ورمی قد فعلت اور سبب  
 قبۃ یعنی مجھے مان باپ کی قسم ہے کہ بیشک اُس نے خیر استسکی ہے جا اور اسے جیٹا لے  
 اور بعضوں نے کہا ہے اس آیت کی تفسیر میں انا جملنا اعلیٰ الارض زینۃ لہا لنبیہم  
 اہیم حسن عملاً یعنی البتہ ہم نے کیا جو کچھ کہ اوپر زمین کے ہر ذرہ زمین کے واسطے  
 زینت ہے البتہ ہم اُنکو آزماتے ہیں کہ کون انہیں کا اچھے عمل کا ہر مرد

اس سے دنیا میں زہر پٹے بے رغبتی ہو۔ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے سوال کیا کہ زہر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ تو پردہ اسکی نہ کرے کہ دنیا کو جسے کہا یا وہ مومن تھا یا کافر تھا۔ اور سبلی رحم سے زہر کا سوال کیا تو کہا افسوس پریشہ کی کیا مقدار ہے جس میں کوئی زہر کرے۔ اور ابو بکر واسطی نے کہا کتب تک ٹھوڑے کے چھوڑنے کے ساتھ تو حملہ کرے گا اور کب تک روگردانی کا ارادہ ان چیزوں سے کرے گا جنکا وزن اللہ تعالیٰ کے نزدیک پریشہ کے برابر نہیں ہے پس جب کہ بندہ کا زہر صبح ہوا تو کل ہی اسکا صبح ہو گیا سو اسطے کہ اُسکے صدق توکل نے اُسے قادر کر دیا ہے اس پر کہ موجود اشیا میں وہ غیبت کم کرے پس شخص کہ تو بہ میں مستقیم ہو اور دنیا میں اُسے بے رغبتی کی اور ان دونوں مقامات کو ثابت اور متحقق کیا تو اُسے تمام مقامات کو پورا حاصل کیا اور انہیں جتمکن اور اُنکے ساتھ متحقق ہوا اور تو بہ کے مرکز قیام کے ساتھ ترتیب اور ایک کا دوسرے کے ساتھ ارتباط یہ ہے کہ بندہ تو بہ کرے پھر تو بہ میں مستقیم ہو جائے یہاں تک کہ اُسکے ذمہ بائیں طرف کا ورشتہ کچھ نہ لے بعد ازاں جب کہ مصیبت سے جوارح کو پاک کر چکے تو اُس سے ترقی اس پر کرے کہ جوارح کو لا یعنی باتوں سے پاک کرے اور اسوقت نہ کوئی کلمہ فضول کے اور نہ کوئی فضول کرے ازاں بعد رعایت اور محاسبہ کے لیے ظاہر کے باطن کی طرف جاوے اور مراقبہ باطن پر غالب آوے اور وہ یہ ہے کہ اپنے باطن سے گناہ کے خطرے اُسکے بعد خطرات فضول کے دور کرنے کے علم قیام کے ساتھ متحقق ہو جائے۔ پھر جب کہ رعایت خطرات جتمکن ہو اور امکان و جوارح سے

کی مخالفت ہے محفوظ رہنا اور توبہ اسکی مستقیم ہوتی۔ خدا سے تعالیٰ بے اپنے  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ فاستقم كما امرت یعنی تو مستقیم ہو جیسا کہ تو  
 حکم کیا گیا ہے اور جسے ساتقریرے توبہ کی اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو توبہ میں  
 استقامت کا حکم دیا اُنکے لیے اور اُنکے پیروں اور اُنکی امت کے لیے حکم دیا  
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہر پردہ پر نہیں ہوتا اُنکے بائیں طرف کا زرخشتہ بتیل  
 سال اُسکے ذمہ کوئی چیز نہ لکھے اور اُس سے وجود عصمت لازم نہیں آتی مگر سچا  
 توبہ کرنے والا شاؤنا در جب کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے تو اُسکے باطن سے  
 گناہ کا نشان تھوڑی دیر میں مت جاتا ہے اس واسطے کہ اسپرند است اُنکے باطن  
 میں موجود ہے اور نہ است توبہ ہے تو بائیں طرف کا زرخشتہ کوئی چیز اُسکے ذمہ  
 نہیں لکھتا اور جب کہ توبہ فصوح کی اور پھر دنیا کی طرف اُسنے بے رغبتی کی بیان  
 تک کہ صبح کو رات کے لیے کچھ اہتمام نہیں کرتا اور نہ رات کے وقت صبح کی فکر  
 کرتا ہے اور نہ اسکی رائے ہے کہ کیسے ذخیرہ جمع کرے اور نہ کسی ارادہ کا تعلق اُسے  
 دوسرے دن کے لیے ہے تو ہر آئینہ اُسنے اس زہد اور فقر کا اجتماع کر دیا اور  
 زہد فقر سے افضل ہے اور وہ فقر ہے اور بیشی ہے اس واسطے کہ فقیر مجبور کوئی شر  
 نہیں رکھتا اور نہ اہم شمار نہ تارک ہر شر کا ہے اور زہد اسکا توکل کو اُسکے  
 ثابت کرتا ہے اور توکل اسکا اسکی رضائانت کرتا ہے اور رضا اُسکے صبر کو اور  
 صبر اسکا جلس نفس اور صدق مجاہدہ کو ثابت کرتا ہے اور اللہ کے لیے  
 جس نفس اُسکے خون کو اور خون اسکا اسکی رجا کو تحقق کرتا ہے اور زہد و  
 توبہ سے کل مقامات جمع ہو جاتے ہیں اور جب کہ زہد و توبہ ایمان کی صحت



اور اس کے عقود و شر و ط کے ساتھ کجا ہو لی تو یقیناً حاجت مند جو بھی چیز کے  
 ہوں جس کے ساتھ ان سب کی تکمیل ہو اور وہ دردم عمل ہو اس واسطے کہ احوال  
 عالیہ کے بعض ان تین سے منکشف ہوتے ہیں اور بعض احوال کا عیسر آتا  
 جو غشی کے وجود پر جو دردم عمل ہو منحصر ہو اور بہت سے زائد جز ہر کے ساتھ  
 متحقق اور تو بہین مستقیم ہیں اکثر احوال عالیہ سے ہشک گئے ہیں اس سبب  
 سے کہ وہ اس جو غشی سے ہشک گئے اور دنیا میں زہر سے کوئی مقصود اس کے  
 سوا نہیں ہے کہ نہایت ذرا حاصل ہو جس سے دردم عمل تسکین کی طلب  
 کی جاتی ہو اور عمل السدیہ ہے کہ بندہ ہمیشہ ذکر کرے یا ملاوت کرے یا نماز یا  
 مراقبہ کرتا ہے کہ اس سے کوئی غیہ جزو واجب شرعی علاحدہ نہ کرے یا کوئی  
 ضرورت ایسی ہو جس میں سے بارہ نہیں ہو جب کہ عمل قلبی قلب پر استیلا  
 پاوے اس شغل کے ساتھ کہ اس کی طرف حکم شرعی ہو بوجہ دیا ہو تو باطن  
 اس کا عمل ہے پر آگندہ ہو گا پھر جبکہ زہد و تقویٰ کے ساتھ متہک و م عمل سے  
 ہو گا تو ہر آئینہ فضل اور وہ چیز جو بدعت ہیں مقرون بعید کرے مکمل ہو گئی۔ ابو بکر  
 رراق نے کہا ہے کہ جو شخص عبودیت کے سانچے سے نکل جائے اس کے ساتھ معاملہ  
 دہ کیا جائے جو غلام گریز پاس۔ اور سہل بن عبد اللہ شری سے سوال کیا گیا  
 کہ وہ کونسی منزلت ہے کہ بندہ اس کے ساتھ قیام کرے تو عبودیت کے مقام  
 میں کٹرا ہو کیا جب کہ تہیر اور اختیار کو چھوڑ دے جب کہ بندہ تو بہ اور زہد اور  
 دردم عمل اس کے ساتھ متحقق ہو تو اس کا وقت موجود وقت نذر سے مستغنی ہو دیتا  
 اور وہ اس مقام کو پہنچتا ہے جو ہمیں تہیر اور اختیار کا ترک ہے بعد از ان اس در

کو پہنچا رہی کہ وہ اختیار کا مالک ہو اور اختیار اسکا اختیار اللہ تعالیٰ سے  
 ہو جاتا ہے کہ ہر کسی کو ملے اور وہ جمل اس کے باطن سے دور اور علم اسکو فروغ  
 ہو گیا تھی بن معاذ رازی نے کہا ہے جتنا کہ بندہ تعریف اور عرفان میں متکلف  
 ہوتا ہے اسے کہا جاتا ہے کہ با اختیار ہو بیان تک کہ وہ عارف ہو جائے اور جب  
 اسے معرفت کا حصول اور وہ خود عارف ہو گیا تو اسے کہا جاتا ہے کہ چاہے تو صاحب  
 اختیار ہو اور چاہے بے اختیار ہو اسو سلیکے تو اگر صاحب اختیار ہو گا تو کار  
 اختیار سے مختار ہو اور جو ترک اختیار کیا تو ہمارے اختیار سے تو نے ترک اختیار  
 کیا پس درحقیقت تو اختیار اور ترک اختیار میں ہمارے ساتھ ہو اور بندہ اس  
 مقام عالی اور پس نادر الوجود حال کے ساتھ جو غایت اور نہایت ہے اور وہ یہ ہے کہ  
 ترک تبذیر اختیار سے نکل جانے کے بعد مالک اختیار ہو جائے متحقق نہیں ہوتا مگر  
 اس حالت میں کہ ان چاروں کو جنکا ہم نے بیان کیا ہے خوب مضبوط اور مستحکم  
 نہ کرے اسو سلیکے کہ ترک تبذیر فنا ہے اور تبذیر اختیار کا مالک ہو نا اللہ تعالیٰ کی  
 طرف سے اپنے بندہ کے لیے ہے اور اسکو اختیار کی طرف ہمیں نا صرف باقی ہے اور  
 وہی مقام بقا ہے اور وہ نکل آنا اس وجود سے ہے جو بندہ کے ساتھ تھا اور اس وجود  
 کی طرف طے آنا جو حق کے ساتھ ہو جاتا ہے اور یہ وہ بندہ ہے جس میں ایک نور بھی  
 کج روی سے باقی نہ رہا اور موجودیت میں اسکا ظاہر اور باطن مستقیم ہو گیا اور علم و عمل  
 نے اس کے ظاہر اور باطن کو آباد کر دیا اور بارگاہ قرب الہی میں اللہ عزوجل کے سامنے  
 بالذات متوطن ہو گیا اور حالت اسکی یہ کہ عمر و تقصیر میں پیچہ مارے ہو ہے ہے  
 اور اس قول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متحقق ہے لا تکلنی الی علی

طرفہ عین فابہک ولا الی احد من خلقنا صبیح اکلا فی کلارہ الی لید فلا یصل فی یسی  
ست سوپ تو مجھے طرف نفس پر سے کے ایک پلاک مارنے تک تو میں ہلاک ہو جاؤں  
اور نہ طرف کسی کے خلق اپنے سے پس میں ضائع ہوں نگاہ رکھ مجھے جس طرح بچے کو  
نگاہ رکھتے ہیں اور مجھے اکیلا مت چھوڑ

ساختوان باب اشارت شائع کے بیان میں جو ترتیب ارقامات میں ہو  
حضرات صوفیہ کا قول توبہ میں

ردیم نے کہا ہر کہ توبہ کے معنی یہ ہیں کہ توبہ سے توبہ کرے بعضوں نے کہا ہر کہ  
معنی اسکے قول را بیدہ ہی استغفار اللہ العظیم من قلة صدق فی قولی استغفار اللہ العظیم  
بخشش مانگتا ہوں اللہ بزرگ سے کہی صدق اپنے سے قول اپنے میں بخشش  
مانگتا ہوں جس معاذی سے سوال توبہ ہے کیا گیا تو کہا کہ تم مجھ سے سوال توبہ  
انابت کی بابت کرتے ہو یا توبہ استجاب سے آپر سائل نے کہا کہ توبہ انابت کیا  
چیز ہے تو کہا ہے کہ اللہ فرجہ سے توبہ سے اسوجہ سے کہ تیرے اور اسکو بہت بڑی  
قدت ہے کہ باہر توبہ استجاب کیا ہے کہا وہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے شرمائے ہو  
کہ اسکو مجھ سے قرب ہے اور یہ توبہ استجاب جسکا ذکر اسے کیا جب کہ بندہ  
اسکے سامنے متحقق ہو تو وہ بسا اوقات اپنی نماز میں ہر ایک خطہ سے اللہ تعالیٰ  
کے سوا نازل ہوتا ہے اس سے توبہ اور استغفار اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرتا ہے  
اور یہ توبہ استجاب اہل قرب کی بالملوں کے لیے لازم ہے جیسا کہ کہا گیا ہے صریح  
وجود کی ذنب لا یقاس بہ ذنبہ

ترجمہ

ہستی تری گناہ ہر ایسا کہ اسکے ساتھ ہوتا نہیں قیاس کسی بیگناہ کا  
 ذوالنون نے کہا ہے کہ عوام کی توبہ گناہوں سے ہر اور خواص کی غفلت سے  
 اور انبیاء کی توبہ اس سے کہ وہ اپنے تین اوروں کے براب پر پہنچنے کے عجز سے  
 جسکو وہ پہنچتے ہیں۔ ابو محمد سہل سے سوال کیا گیا کہ ایسے شخص کے حق میں آپ  
 کیا کہتے ہیں جس نے ایک چیز سے توبہ کی اور اسکو چھوڑ دیا بعد ازاں وہ سوائے دل  
 میں محفوظ ہوئی تا وہ اسکو دیکھتا ہے یا اسکو سنتا ہے اور حلاوت اسکی پاتا ہے یا نہ پاتا  
 کہ حلاوت طبیعت بشری ہے اور طبیعت سے چارہ نہیں ہے اور اس کے بے کوئی  
 جملہ اسکے سوا نہیں ہے کہ وہ اپنے قلب کو اپنے مالک کی طرف گلے کے ساتھ رکھ  
 کرے اور اسکو اپنے قلب کے ساتھ انکار کرے اور اپنے نفس پر انکار لازم کرے  
 اور اس سے اللہ ہوا اور بعد تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اسکو مجھلا دے دوسری خبر اسکے  
 ذکر اور طاعت سے جو ہو کہا اور اگر ایک لمحہ انکار سے غافل ہو تو منہ ڈرے کہ  
 وہ محفوظ نہ رہے اور حلاوت کا عمل اسکے قلب میں ہو لیکن حلاوت پانے پر  
 وہ قلب پر انکار لازم کرے اور غمگین ہو تو یہ اس شخص کو ضرر نہ پہنچائے گا۔  
 اور یہ جو سہل نے کہا ہر ایک طالب صادق کے لیے جو اپنی توبہ کی صحت چاہتا ہے  
 کافی اور دینی ہے۔ اور جو عارف کہ قوی حال ہے وہ اپنے باطن سے حلاوت  
 کے دور کرنے پر متکین ہے اور یہ اس پر آسان ہے اور اسکی سہولت کے اسباب  
 عارف نے لیے انواع و اقسام کے ہیں و حال یہ کہ جسے قلب میں خاص  
 اسد کی محبت کی حلاوت بیوقوفی جو صفائی مشاہدہ و درایتین خاص سے ہے

تو سچ کو کسی علالت ہو جو اس کے قلب میں باقی رہے گی اور نہ ہی کافروں ہی پر کہ  
کہ جب اتنی کافروں نہیں ہو اور توبہ کی بابت سوال ہوا تو کہا کہ توبہ بارگشت  
ہر ایک شے سے ہو جس کو علم نے بڑا کہا اس شے کی طرف جسکے علم نے تہنیت کی اور  
یہ ایک وصف ہو جو ظاہر اور باطن کو شامل ہو اس شخص کے لیے جو علم  
صریح سے کشف دیا گیا اس واسطے کہ علم کے ساتھ جل کو بقا نہیں جس طرح  
کہ آفتاب نکلنے پر رات کو بقا نہیں ہو اور یہ تعریف جمیع اقسام توبہ کو وصف  
خاص و عام کے ساتھ حاوی ہو اور یہ علم ظاہر و باطن کا ہو اس واسطے کہ  
ظاہر اور باطن توبہ کے اوصاف خاص و عام سے پاک اور منسوخ ہو جاتا ہو۔  
اور ابو الحسن نورانی نے کہا کہ توبہ یہ ہے کہ ہر ایک شے ماسویٰ اس سے  
توبہ اور بارگشت کرے

### قول اشکار عین

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اصل تمہارے دین کی وضع اللہ  
پر ہے نہ گارسی ہے۔ جو درود اور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے نہ پر وضو کیا اور جبکہ آپ وضو سے فارغ ہوئے تو قیہ پانی نہ پینے لگا  
دیا اور فرمایا اللہ عزوجل یہ اس قوم کو پہنچائے جو ان کو نفع دے۔ عموماً یہ خطا  
نے کہا ہے کہ جسے تقویٰ اختیار کیا اور ورع و پرہیزگاری تہذیب و عین فرما کیا جائے  
اس کے سزاوار نہیں ہے کہ صاحب دنیا کے لیے مذمت لگائے۔ معروف  
کرنے کے کہا ہے کہ تو اپنی زبان کو مدح سے محفوظ رکھو جس طرح کہ زبانت سے کچھ نہ کہتا اور

حرف بن اسد محاسبی سے منقول ہے کہ ہر آئینہ اسکے درمیان کی انگلی کے کنارہ پر ایک رگ تھی کہ جب وہ ایسے کھانے کی طرف اپنا ماتر بڑھاتے تھے سب کچھ بہہ ہو تو یہ رگ اسکی پھر کھیتی ہو۔ شبلی سے سوال ہوا کہ درع کیا ہے تو کہا کہ درع یہ ہے کہ تو اس کے پر ہیز کرے کہ تیرا دل ایک لمحہ کے لیے اسد کی طرف تفرق اور جدا ہو۔ ابولیمان دارانی نے کہا ہے کہ درع اول زہر ہے جیسا کہ قناعت ایک سر رضا کا ہے۔ اور یحییٰ بن عمار نے کہا ہے کہ درع یہ ہے کہ ملاتا ویل علم کی حد پر متوقف اور ٹھنکا ہوا ہے۔ خواص سے پوچھا درع کیا ہے کہا ہے کہ بندہ کچھ نہ کہے بغیر حق کے خواہ راضی ہو یا غصہ میں ہو اور اسکا اہتمام اسکے ساتھ ہو جس سے اسد تعالیٰ راضی ہو اور ان بکلا کہتے تھے کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو تیس برس مکہ میں رہا اور فرم کے پانی سے نہیں پایا مگر وہی پانی جسے اپنے ڈول رتے سے پیرا اور نہ اس کھانے سے کھایا جو مصر سے لایا گیا۔ اور خواص کا قول ہے کہ درع خون کی دلیل ہے اور خون معرفت کی دلیل ہے اور معرفت دلیل قربت ہے

### قول اشکا زہد میں

جبید نے کہا زہد یہ ہے کہ ماتر املاک سے اور دل تلاش سے خالی ہو۔ اور شبلی سے زہد کا سوال کیا گیا کہ وہ کیا ہے کہا زہد حقیقت میں کوئی شے نہیں ہے اس واسطے کہ یا تو زہد اس چیز میں کرے گا جو اسکے پاس نہیں ہے سو یہ زہد خود نہیں ہے یا اس میں زہد کرے جو اسکے پاس ہے سو وہ کس طرح اس میں زہد کرے حالانکہ وہ شے اسکے ساتھ ہے اور اسکے پاس ہے پس زہد نہیں ہے مگر منع نفس اور بدل دوسرے بات کہ ان ہر سام کی طرف

اشارہ کرتا ہے چنانچہ اقلام نے سبقت کی ہے اور یہ قول اگر جاری ہوتا تو زندہ ہوا کسی  
 قاعدہ کو ڈھاتا ہے لیکن اس سے مقصود شعلی گما ہے کہ زہد کا استھار ان لوگوں کی  
 آنکھوں میں کرے جو زہد کو بڑی عمدہ چیز جانتے ہیں تاکہ اشراف و اشراف و مفتون ہوں  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم ایک شخص کو دیکھو جو  
 دنیا میں زہد اور گویائی عطا فرمائی ہے تو اس سے قربت کرو اس واسطے کہ وہ  
 حکمت کو پہونچا ہے اور حقیقت میں زہدوں کو اللہ عزوجل نے قسمہ فارون  
 میں علما فرمایا ہے اور کہا اللہ تعالیٰ نے وقال الذین اوتوا العلم وعلیم تو اب ہر  
 یعنی اور کہا علم والوں نے افسوس ہے تم پر کہ تو اب اللہ تعالیٰ کا ستر ہے۔ یہیں بعض  
 نے کہا ہے کہ وہ لوگ زہد ہیں۔ اور رسول بن عبد اللہ نے کہا ہے کہ عقل کے لیے  
 ہزار اسم ہیں اور ہر ایک اسم کے لیے زمین سے ہزار اسم ہیں اور ہر ایک اسم کا  
 آسمان کے اول ترک دنیا ہے۔ اور اس آیت کی تفسیر میں ہے وعلما ہم ائمہ ہدیین  
 باقرنا لما صبروا یعنی اور کہہ دنا ہم نے انکو امام ہدایت کرنے ہیں ساتھ علم ہمارے  
 کے جب انھوں نے صبر کیا۔ کہا ہے کہ دنیا سے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ علما  
 پیغمبروں کے امامت دار ہیں جب کہ وہ دنیا میں درنہ آئیں پھر اگر دنیا میں داخل  
 ہوئے تو ان سے اپنے دین پر حذر کرو۔ اور حدیث میں ہے کہ ہمیشہ لا الہ الا اللہ  
 بندوں سے ختم کسی کو دو کرتا ہے جہنم کہ وہ پردہاں چلے نہیں کرتے جو دنیا سے  
 انکو نقصان ہوا ہے اور جسوقت وہ ایسا کریں اور لا الہ الا اللہ کہیں تو  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم چھوٹے ہو اے بکے ساتھ تم سچے نہیں ہو۔ اور رسول  
 نے کہا ہے کہ اعمال حسنہ کل زیادہ کے پلہ اور موازین میں اور زہد کا ثواب

انکے لیے فاضلات میں ہی اور بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص زندہ دنیا کے ہم سے  
 موسوم ہوا تو وہ ہر آئینہ ہزار اسم محمود سے موسوم ہوا اور جو رغب دنیا کے نام سے  
 موسوم ہوا تو ہزار اسم مذموم سے موسوم ہوا۔ اور سہری نے کہا ہے کہ ہر غلط نفسانی کا  
 ترک دنیا و مافیہا سب چیزوں سے بڑا اور اہم سب شامل ہیں جو غلط مالی اور جاہی ہیں  
 اور جب مغرب جو لوگوں کے نزدیک ہے اور تعریف اور ثناء کا چاہتا ہے اس میں داخل کر  
 اور شہابی سے پوچھا کہ زندہ کیا ہے کہا کہ رہ غفلت ہے اس واسطے کہ دنیا کوئی شے نہیں ہے  
 اور لاشیٰ میں زندہ ایک غفلت ہے۔ اور بعضے علمائے کہا ہے کہ جب صوفیہ تھے دنیا  
 کی حقارت دیکھی تو زندہ دنیا کے اندر زندہ ان لوگوں نے کیا اس واسطے کہ انکے نزدیک  
 دنیا ایک ذیلی چیز ہے۔ اور میرے نزدیک دنیا میں زندہ اس کے سوا اور چیز ہے اور  
 وہ زندہ در زندہ اس کے سوا نہیں ہے کہ آدمی اختیار سے زندہ میں نکل جاوے اس  
 واسطے کہ زندہ نے رہ کو اختیار کیا اور اسکا ارادہ کیا اور اسکا ماسب کہ مستند  
 انکے علم کی طرف ہے اور علم اسکا قاصر ہیں جب کہ وہ بزرگ ارادت کے مقام میں  
 قائم ہوا اور اپنے اختیار سے نکل آیا تو اللہ تعالیٰ اسکو مکاشفہ انبیاء مراد کا عطا  
 فرماتا ہے پھر وہ دنیا کو مردخی کے ساتھ ترک کر دیتا ہے نہ اپنے نفس کی مراد سے  
 سو اسوقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسکا رہ ہو گا یا وہ جانتا ہے کہ اللہ کی مراد اس کے  
 ہے کہ کسی شے کے ساتھ دنیا سے تلبس اور لودہ ہو جس میں اللہ تعالیٰ کے  
 ساتھ رہ دے اس سے زندہ اسکا خلست نہیں ہوتا سو اسکا دخول کسی قبر میں  
 دنیا سے اللہ کے ساتھ اور اس کے حکم سے زندہ در زندہ ہے اور زندہ جو انکے نزدیک  
 وجود و عدم دنیا برابر ہے اگر ترک اسے کیا تو اسکو اللہ کے ساتھ ترک کیا



اور جو اسے اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اختیار کیا اور وہ زہد زہرہر اور ہم  
 بعضے عارفوں کو دیکھا ایسے شخص کو جو اس مقام میں قائم ہیں اور زہد میں اس مقام  
 سے بلند ایک اور مقام ہے اور وہ ایسے شخص کے لیے ہے کہ حق تعالیٰ اختیار اسکا  
 اسے دے دے اور دینا ہے اسوجہ سے کہ مقام بقا میں علم اسکا وسیع ہے اور نفس میں  
 اس کے طہارت ہے سو وہ زہد ثالث کرتا ہے اور دنیا کو چھوڑتا ہے بعد ازاں کہ دنیا کی  
 خوبی اپنے قبضہ میں لانا ہے اور عادۃً محبوب اسپر ہوتا ہے اور اس مقام میں دنیا  
 کا ترک اس کے اختیار ہے اور اختیار اسکا اختیار حق سے ہے پھر ہر آئینہ وہی  
 ایک وقت ترک اختیار کرتا ہے اس نظر سے کہ انبیاء و صالحین کی تقلید اور پیروی  
 کرے اور اسکی پیروی ہوئی ہے کہ اختیار دنیا مقام زہد زہرہر میں رہی اور ہوا  
 ہے جو اس کے ہندول حال اسرا ہے ہوئی ہے کہ وہ ضعف کے موقع پر اقوال کے قدم سے  
 جو انبیاء و صوفیوں میں اور وہ ترک ہوا سات دانق حق سے حق کے ساتھ واسطے  
 حق کے کرتا ہے اور یہی اسکو ہے اختیار سے شامل اور شامل ہو جاتا ہے اس شخص  
 سے کہ نفس کے ساتھ غلامیت ایک تدبیر ہے کہ جس میں علم صریح اسکی سیاست  
 کرے۔ اور یہ مقام معرفت کا اُن قوی عارفوں کے لیے ہے جنہوں نے اللہ کے ساتھ  
 تیسرا زہد کیا ہے جسکا کہ دوسرا زہد ہے ساتھ کیا جیسا کہ اولیٰ خوں کے ساتھ زہد کیا

### قول انکا صبر میں

سل نے کہا ہے کہ صبر نظر نشود منجانب اللہ ہے اور وہ اعلیٰ اور افضل خدمت ہے  
 اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ صبر کے پر معنی ہیں کہ صبر میں تو صبر کرے یعنی کشود کا

اسمیں سلطانہ اور انتظار تو نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ**  
**الضَّرَاءِ وَالْحَسْبِ** اور **الذِّكْرِ** صمد قواد و لکاک **جَمِيعُ الْمُتَّقِينَ**۔ یعنی اور صبر  
 کرنے والے خوف اور نقصان میں اور وقت الزامی کے یہ وہ لوگ ہیں کہ سچے ہیں اور  
 یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔ اور جیسے کہتے ہیں کہ ہر ایک شے کا ایک جوہر ہے اور انسان کا  
 جوہر عقل ہے اور عقل کا جوہر صبر ہے اور صبر نفس کی گوشمالی ہے اور گوشمال سے وہ  
 ظالم ہوتا ہے اور صبر صابر کے اندر بجا سے انفاس کے جاری ہے اس واسطے کہ وہ  
 صبر کا محتاج ہے ہر ایک چیز کے جو منوع اور مکروہ ہوا اور مذموم ظاہر میں ہو یا  
 باطن میں ہو اور علم پہنچائی کرنا ہے اور صبر قبول پیش آتا ہے اور علم کی دہلیز  
 بلا قبول صبر خاندہ نہیں دینی اور حسن شخص کا محافظ ظاہر اور باطن میں علم ہو تو  
 یہ درجہ کمال کو نہیں پہنچتا مگر اس وقت کہ صبر اسکا فرار گاہ اور مسکن ہو اور  
 علم اور صبر دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں جیسے روح اور بدن کہ انہیں کے ایک  
 کو دوسرے بغیر استقلال نہیں ہے اور ان دونوں کا مصدر سرشت عقلی ہے اور وہ  
 دونوں باہم قریب جملہ گرہیں کہ دونوں کا مصدر متحد ہے اور صبر کے ساتھ نفس  
 مشتت لیتا ہے اور علم سے روح کو ترقی ہوتی ہے اور وہ دونوں برزخ اور فارق  
 روح اور نفس کے درمیان ہیں تاکہ ہر واحد انہیں سے اپنی اپنی قرار گاہ میں قرار  
 پاوے اور انہیں عدل صریح اور اعتدال صحیح ہے اور ایک دوسرے کے  
 علاوہ ہونے یعنی علم اور صبر کے میل اور جمل ایک کا دوسرے پر یعنی روح اور  
 نفس کا ہے اور اسکا بیان دقیق اور باریک ہے اور شرف صبر کے اندر قول اللہ تعالیٰ  
 کا تحفے کافی ہے انما صابرین اجرہم شیعہ حساب۔ یعنی الیستہ اللہ تعالیٰ دے گا

صبر کرنے والوں کو اجڑا نکالنا بغیر حساب کہ جو حساب میں نہ آ سکے ہر ایک فرد کی ضرورت حساب سے ہی اور صبر کرنے والوں کا اجر بغیر حساب کے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو فرمایا ہے واصبر واما صبرک الا بالصدقۃ اور صبر کرو اور صبر میں رہو صبر تیرا مگر اللہ کے ساتھ صبر کو اپنے نفس کے ساتھ منسوب کیا اس واسطے کہ بشر اس کی شریف ہے اور نعمت کی تکمیل اس کے ساتھ ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص شبلی کے پاس آ کر ٹھہرا ہوا اور کہا وہ کونسا صبر ہے جو صابرین پر سخت تر ہے آپ نے کہا صبر فی اللہ اس نے کہا کہ نہیں کہا صبر اللہ تو کہا نہیں پھر آپ نے کہا کہ صبر مع اللہ اس نے کہا کہ نہیں تو شبلی غصہ ہوا اور کہا تعجب ہے کہ وہ کون شہر ہے اس شخص نے کہا کہ صبر عن اللہ ہے اور وہی کتاب ہے کہ شبلی نے ایک چنچ ماری اور قریب تھا کہ روح اس کی تلف ہو جاتی۔ اور میرے نزدیک صبر عن اللہ کے معنی میں وجہ ہے اور اس کے لیے کہ وہ صابرین پر سخت تر صبر ہے ایک وجہ ہے اور وہ یہ کہ صبر عن اللہ خاص و خاص مقامات مشاہدہ میں ہوتا ہے کہ وہاں بندہ اپنے سولی سے بوجہ جا اور جلالت کے باگشت کرتا ہے اور اس کی بصیرت جمالت اور گزارش میں بندہ اور پوشیدہ ہو جاتی ہے اور فروتنی و زاری و خفا کے بیان میں غائب ہو جاتی ہے اس واسطے کہ تجلی کا اثر عظیم اسے مخصوص و مدبرک ہوتا ہے اور سخت ترین صبر ہے اس واسطے کہ وہ اس حال کا وہم و استہوار حق جلالت کے اور کرنے کے لیے چاہتا ہے دوست رکھتا ہے اور روح اس امر کو دوست رکھتی ہے کہ اپنی بصیرت کو نور جمال کی روشنی و شعاع سے سرگین کرے اور جس طرح کہ نفس محم حال صبر کے لیے نزاع کرتا ہے تو روح اس صبر میں نزاع کرتی ہے اس لیے صبر عن اللہ تعالیٰ

سخت نہ ہو گیا۔ اور ابو الحسن بن سالم نے کہا کہ صابر صبر نہیں ہیں صبر اور صبار  
 دو چیزیں ہیں صبر وہ ہے جس نے فی البدیہہ صبر کیا اور ایک بار صبر کرنا ہی اور ایک بار ناشکیبائی  
 کرنا ہی اور صبار وہ ہے جو فی البدیہہ اور شد صبر کرے اور ناشکیبائی نہ کرے مگر اس کے  
 متوقع شکوہ کی اس سے ہوتی ہے اور کبھی ناشکیبائی ممکن ہے اور صبار وہ ہے جو  
 جو فی البدیہہ اور شد صبر کرے اور یہ وہ ہے کہ اگر تمام بلا یا تائبہ زانی جائیں تو ناشکیبائی  
 نہ کرے اور وجود و خفقت کی جہت سے تغیر نہ ہو اور نہ سیم اور خلقت کی جہت سے تغیر  
 ہو اور یہی اشارہ اس کا ظہور علم کا آئینہ ہے باوجودیکہ صفت علم کا بھی ظہور  
 ہے اور زنجبلی علیہ الرحمہ ان دو معنیوں کے ساتھ مثل کہتا تھا شعیر

ان صوت المحب من الم التوق	ادحوق الفراق یورث حشر
صبار صبر فاستغاث بہ الصبر	فصاح المحب للصبر صبر

### ترجمہ

آواز دوست ہر چیز پر بیم فراق بود	یا اشتیاق صبر ہر آواز آن زمان چودود
صبر کے کہی بگرد مدد ہم صبر دوست	نفرہ کہ زد و صبر دشمن سخت ہجو عود

یعنی صادق رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو صبر کا علم دیا اور ہر حصہ  
 اس کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص کیا اس واسطے کہ اس کا  
 صبر با اللہ گردانا نہ صبر بنفسہ اور فرمایا و ما صبرک الا بالصدق یعنی اور نہیں ہے صبر تیرا مگر  
 اللہ کے ساتھ اور تیری سے بوجھالیا کہ صبر کیا ہے سو اسے بیان اور کلام اللہ کی  
 شروع کیا کہ اس میں تین ایک بچھو اسکے پانچوں پر چلا اور اپنا ذمہ اسکے مارتا تھا  
 تو اس سے کہا گیا کہ اُسے کس واسطے نہیں دور کرتا کہا میں اللہ تھا نے نے

شہراناہوں کہ ایک حال میں کلام کروں و پھر اسکے خلاف کروں جو کچھ کرنا ہوں  
 قرعانی سے روایت ہو کہ وہ کتنا تھامین نے جنید رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ وہ کتنا تھا  
 ہر آئندہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا اکرام ایمان سے اور ایمان کا اکرام عقل سے اور عقل کا  
 اکرام صبر سے کیا جو پس ایمان زینت مومن کی ہے اور عقل زینت ایمان کی اور صبر  
 زینت عقل کی ہے اور اگر ایمان جو صبر رحمہ اللہ کی یہ آیات پڑھیں

صبر علی بعض الاذی خوف کلمہ	و دفعت عن نفسي نفسی فمرت
و جرحتم المکر وہ حتی تدرب	و لو لم اجر عما اذا لا شفاء تب
الارب ذل ساق للنفس غرة	و یارب نفس بالتدلل غرت
ساصبر و جہدی ان فی الصبر غرة	و ارضی بدنی ای وان ہی قلت

### ترجمہ از مترجم فارسی

زہی صبری کہ بعضے زخوف کل کن کلام	زنجی کان نفس خود ز خود پیکستہ سیرالم
خج کہ پنج بود از بخور دم تابیا ز آمد	خزد و پس لگد از زخوردن دور می شام
بے غرت زنا کس کان بیا نفس اخوار	بے خواری زنا اولان کنان غرت ہمیدم
گشیم گردست خود خزانکہ او بخود مرا خوار	نشود خشک ہمان دم از لگد تہ شیطام
شکیبائی گشتم زنا کہ اندر صبر غر و غم	زانکہ کار از دنیا شد حجب و دام

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے کہا جو نعمت کہ اللہ نے اپنے بندہ کو عطا کی  
 زان بعد اس سے سلب کی اور معاوضہ اس نعمت کا جو سلب کر لی صبر دیا لگے  
 یہ کہ جو چیز خوش بین دی بہتر اس سے ہے کہ جو چیز اس سے سلب کر لی اور  
 سنون کی آیات پڑھیں

فخر عت من حالیتے دا بوسا فکم غمره قد جرتے کو سہا تدرعت صبری و لتقتت مرفدہ تخطوب لوان لشم ذامن خطبہا	زمانا اذ اجرے غرا لہ فخر عتتا من خب صبری اکوسا وقلت لنفسی بصبر اذ قال ملکي اسا لساحت ولم تدرك لها الکف لسا
--	---

## ترجمہ از مترجم فارسی

کاسی کہ از دو حال بخوردم زینک و بر و لہا کند سیاه و شہم سے خورم از ان شہد پیرین بصبر و محبت شدہ بحاف آسیب ماسے در ہر گزہ ار سد از ان	از در گزارنا خوش کا سبب کہ دہر چون از بجا صبر و دادم ہی رسد راضی شدی بصبر و با مرگ اے حسد این دست بیج جانی نشاید خیال شود
---	--

## قول انکا فقیہین

ایک بھلا نے کہا کہ فقر ہے کہ تیرے واسطے کچھ نہیں پھر جب کہ تیرے واسطے کچھ ہو  
تو تیرے واسطے نہیں میان تک کہ تو دوسرے کو دیدے۔ اور کہانی نے کہا ہے کہ جب  
اقتدار اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبح ہوا تو غنا باند ہی صبح ہوا اس واسطے کہ یہ دونوں مال  
میں کہ ایک دوسرے سے بغیر پورا نہیں ہوتا۔ اور فوراً ہی نے کہا ہے فقر کی صنعت یہ ہے  
کہ عدم کے وقت سکون ہو اور وجود کے وقت بدلی دیا رہا ہو اور دوسرے نے  
کہا ہے کہ اضطراب وجود کے وقت ہو اور درج نے کہا ہے کہ میں نے اپنے ہٹاؤ کی تھیلی  
ٹوٹی کہ سر ہر دانی چاہتا تھا اور میں ایک چاندی کا ٹکڑا یا میں حیران ہو جب وہ  
ایا تو میں نے اس سے کہا کہ میں نے آپ کی تھیلی میں یہ چاندی کا ٹکڑا پایا ہے راجی  
کہتا ہوں کہ میری رائے ہوئی کہ اسے واپس کر دوں بعد از ان اُس نے کہا کہ اُس سے

اور کوئی خیر خریدے پھر میں نے کہا کہ مجھے اپنے معبود کی قسم ہے کہ تیرا اس چاندی کے ٹکڑے کا معاملہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دینا ہے اسکے سوا چاندی سونا کچھ نہیں دیا تو میں نے چاہا کہ میں وصیت کر جاؤں کہ وہ میرے کفن میں باندھ دیا جائے کہ اُسے بن اللہ تعالیٰ کو اٹھایا پھر دون- ابراہیم خرمیں لکھا کہ فقیر شرف کی رودہی اور مرسلین کا لباس و صبا چین کی چادر ہے- اور مرسل بن عبد اللہ پوچھا گیا کہ فقیر صادق کون ہے تو کہا کہ نہ وہ سوال کرے اور نہ رو کرے اور نہ روکے اور ابو علی رودہا سی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مجھ سے زقاق نے پوچھا اور کہا ابراہیم خرمیں نے کس واسطے حاجت کے وقت بلغہ اور کفاف کو ترک کر دیا کہا میں نے یہ جواب دیا کہ ہوسٹیکہ یہ لوگ کشتی واسے کے ساتھ ٹھٹھون سے مستغنی ہیں کہا میں نے کہ میرے دل میں اور بات آئی ہے میں نے کہا اس سے لاؤ مجھے اس کے فائدہ پہنچا جو میری سمجھ میں آئی ہے کہا ہوسٹیکہ کہ وہ ایک ایسی قوم ہے کہ موجودگی انکو نافع نہیں ہے جبکہ اللہ انکا فائدہ ہے اور فائدہ انکو مضر نہیں ہے جبکہ اللہ انکا موجد ہے- اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ فقر حاجت کا خطرنا اور حاجت کا مٹانا ماسوی اللہ سے ہے اور سوچی نے کہا ہے کہ فقیر وہ ہے کہ نعمتیں اسکو غنی نہ کر دین اور نعمتیں اسکو محتاج نہ کریں- اور سخی بن معاذ نے کہا ہے کہ فقر کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مستغنی نہ ہوگا اللہ کے ماتر اور اسکا نشان یہ ہے کہ اسباب کل معدوم ہوں- اور ابو بکر موسیٰ نے کہا ہے کہ بہت میں بہرہ ہمارا کہ سوال اس معنی کا ہو جسکو ہمارے اصحاب نے اس فقر کے واسطے سب امتیاز اختیار کیا ہے تو کسی نے مجھے ایسا جواب نہ دیا کہ جو مجھے قانع کر دے ان تک کہ نصیرون حامی کے میں نے سوال کیا تو اسے محبت کہا کہ یہ ہوسٹیکہ ہے

کہ وہ پہلی منتر میں توحید سے ہی سوین نے اسپر قناعت کی اور ابن کبار سے فقر کی بابت سوال کیا گیا تو خاموش رہا یہاں تک کہ اس نے نماز پڑھی اور پھر اسے دیا بعد ازاں کہہ کیا کہ میں خاموش نہیں ہوا مگر ایک درہم کے سبب جو میرے پاس تھا سوین گیا اور اسے میں نے خرچ کر ڈالا اور بعد تعالیٰ سے شریا کہ فقیر میں کلام کردن اور حال آنکہ میرے پاس یہ موجود ہی پڑ گیا اور کلام کیا۔ ابو بکر ابن طاہر نے کہا کہ حکم فقیر سے یہ ہے کہ اسے کوئی رغبت نہ ہو مگر اگر ہو اور کوئی چارہ نہیں ہے تو اسکی رغبت اسکی کفایت سے متجاوز نہ ہو اس نے کہا کہ میں نے ایک فقیر سے ایک بار کہا جب کہ میں نے اسپر نشان بھوک اور تکلیف کا دیکھا کہ کس واسطے تو سوال نہیں کرتا مالوگ تجھے کھانا کھا لائیں تو کہا مجھے خوف ہے کہ اسے سوال کروں اور وہ مجھے نہ دین تو انکو فلاح نہوگی اور بے صوفی کی یہ آیات پر جان سے

قالوا اعدا عیدنا دانت لابسہ	قلعت حلقہ ساق عبده اجسہ عا
فقره وصبره ما ثوبان تحتہما	قلبہ پر سے ربہ الایاد والجمع
احر کے الملائس ان تلفہ کیمبہ	یوم التزاور فی الثوب الذی خلعا
الدہری نامم ان رغبت یا ایلے	والعید ما دمف لی مرے اوستہما

ترجمہ

کہا میں نے کہ وہ غلت جو اپنے بندہ کو بیجا	کہا کل عید کا دن ہر ترسی پوشاک کیا ہوگی
دل ایسا جو اپنے رب کو دیکھے عید زور	وہ دو جائے ہیں فقر و صبر کے اور انکے نیچے ہو
بروز دل وہ جامہ ہو جو غلت سے بیخشا	لباس عمدہ وہ ہی محبوب سے ملتی ہے ہر
مجھے عید ان غریبم سنا تجھ سے کہا	زمانہ مجھ کو نام ہو اگر تو مجھ سے غائب ہو



## قول انکا شکر میں

بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ شکر یہ ہے کہ ستم کے دیکھنے کے سبب نعمت سے غائب ہو اور  
 یحییٰ بن عازر اسی نے کہا کہ تو شکر نہیں ہے جتنا کہ تو شکر کرے اور تہاے شکر  
 تیرا ہے اور یہ ہوا اسلئے کہ ایک شکر ایک نعمت میں جانب الہی کہ آپ شکر کر جبکہ اور اور  
 علیہ السلام کے ذخائر میں وارد ہے کہ اسی میں تیرا شکر کس طرح ادا کروں اور مجھے تیرے  
 شکر کی طاقت نہیں ہے مگر ایک دوسری نعمت کے ساتھ جو تیری نعمتوں کی ہے پس  
 اللہ نے اسکو وحی بھی کہ جب تو نے یہ جان لیا تو میرا شکر تو نے کیا اور شکر کے معنی  
 لغت میں کشف اور اظہار ہے اور محاورہ میں کہا جاتا ہے شکر و شکر جبکہ دونوں کو  
 کھولا اور اسے ظاہر کیا پس نعمتوں کا پھیلانا اور اسکا ذکر کرنا اور زبان سے اسکا گنا  
 شکر ہے اور شکر کا باطن ہے کہ تو نعمتوں سے طاعت پر مدد طلب کرے اور مصیبت  
 اس سے استغاثت نہ کرے تو یہ شکر نعمت ہے اور میں نے اپنے شیخ رحمہ اللہ سے  
 سنا ہے کہ بعض صوفیہ کے یہ آیات پڑھتے تھے

اور لیتے نعمتوں و شکر کا	و کھینچنے کل والا ہو رہا ہے
ظلال شکر تک ما حییت وان است	فلما شکرناک اعلیٰ فی قبرہ ما

## ترجمہ

عطا آئین نہیں تو نے میں کرتا شکر بکرا	اور آپ پر کام جتنے میں مرے تو کھو کر کرتا
ہوئے نہ جتنا کہ ہونے لگا کر ناہوں جو جاؤں	تو میری بڑیاں تو قدر میں شکر نہ کریں تیرا

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پہلے پہل بہشت میں قباحت  
 ہے روزیہ وہ بھلائے جائیگی جو اللہ تعالیٰ کی حمد و صفت بخارے اور رحمت میں

کرتے ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے جو لایق بن چنسا اور اسے صبر کیا اور جو نعمتیں دیا گیا اور  
شکر کیا اور مظلوم ہوا اور بے شرافت کیا اور ظلم کیا تو مغفرت مانگی تو لوگوں نے سوال کیا  
کہ آخر اسکا انجام کیا ہوگا آپ نے فرمایا ان لوگوں کو امن و امان ملے گا اور وہ ہر اہمیت  
میں - جنید نے کہا کہ شکر کا فرض یہ ہے کہ اسکا اور نعمتوں کے ساتھ دل اور زبان  
سے کرے - اور حدیث میں بہترین ذکر لا الہ الا اللہ اور فضل و عا احمد لہذا اور  
بعضوں نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے واسخ علیکم نعمتی ہرۃ و باطنہ کہا ظاہر  
کی نعمتیں ہا نعمتیں اور دولت مندی ہے اور باطنی امتحانات اور مفلسی ہے کہ یہ آخر دنیا  
نعمتیں ہیں اس واسطے کہ اس سے جزا تک کا مستوجب ہو یا تاہر اور تہتیت شکو  
ہر کہ جو اسکے لیے مقدر کیا گیا اسکو نعمت تصور کرے بجز اسکے کہ دین میں اسکے  
مضر ہو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے لیے نہیں مقدر کرتا مگر یہ کہ وہ ایک نعمت  
اسکے حق میں ہونی ہو یا وہ ناجاہلہ ہو جسکو جانتا ہو مستحق ہو یا کہ آجہلہ ہو ان چیزوں  
کی وجہ سے جو اسکے لیے کمالات سے مقدر ہو میں سو وہ یا ایک درجہ سے کم ہے  
ہوگا یا پاک کرنا یا گناہوں کا کفارہ ہوگا اور جب کہ یہ معلوم ہو کہ اسکا مالک اسکے  
لیے زیادہ تر نصیحت کرنے والا اور اسکی مصلحتیں جاننے والا زیادہ تر اسکے نفس  
سے ہے اور جو اسکی طرف سے ہر نعمتیں ہیں تو ہر آئینہ اسے شکر اور کیا

### قول اشکا خوف میں

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اصل حکمت خوف الہی ہے اور  
آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ فرمایا دو دو علیہ السلام کی عبادت یہاں تک کرتے تھے

حالانکہ مرض اسکو کوئی نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس سے متفرق و جاتھی۔ اور عمرو  
 اللہ متقی نے کہا ہے کہ خائف وہ شخص ہے جو اپنے نفس سے خائف تر شیطان سے ہو  
 اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ خائف وہ نہیں جو روئے اور بنی آنکھوں سے آنسو پونچھے  
 مگر خائف وہ ہے جو ان چیزوں سے ڈرے کہ انکے سبب عذاب اسی ہو گا۔ بعض  
 حضرات نے کہا ہے کہ خائف وہ ہے جو غیر اللہ سے نہ ڈرے انکے معنی کہو گئے کہ  
 وہ اپنے نفس کے لیے خوف نہ کرے اسکے سوا خوف کی وجہ نہیں کہ انکی بزرگی اور  
 جلال کا ہے اور اپنے نفس کے لیے خوف عقوبت کا ہے۔ اور اس نے کہا ہے کہ خوف بڑی  
 اور بڑا مادہ ہے یعنی اسے تھاق ایمان پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر  
 وحیدنا الذین ادعوا الی کتاب بن بلیکم وایاکم ان تقوا اللہ یعنی اور ہر ائمہ وصیت  
 کی ہے کہ اول کتاب کو تم سے پہلے اور خاص نگو کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور بعض  
 کہتے ہیں کہ یہ آیت فلیک القرآن کی ہے اسو اسے کہ ہر ایک کا مدار اسی پر ہے  
 اور بعض کہتے ہیں کہ خائفین کے لیے وہ سب چیزیں جمع کر دی ہیں جو سب میں  
 کے لیے جدا اور متفرق کی ہیں اور وہ ہدی و سنت و علم و ضوابط ہر سوانہ کا  
 نے فرمایا ہے ہدی و حجتہ للذین ہم لہم یرہون یعنی ہدایت اور حجت و اسے  
 ان لوگوں کے ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور فرمایا انما اشی اللہ من عبادہ  
 العلماء یعنی ائمہ اللہ تعالیٰ سے بندوں اسکے میں عالم ڈرتے ہیں اور فرمایا  
 رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلک لمن تھی رہے یعنی راضی ہے اللہ اسے اور رضی  
 ہیں وہ اللہ سے یہ انکے لیے ہے جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے۔ سہل کا مقولہ کہ  
 کہ ایمان کا کمال علم ہے اور علم کا کمال خوف سے ہے اور یہ بھی کہا کہ علم نے ایمان

حاصل کیا اور خوف نے معرفت حاصل کی۔ اور ذوالنون نے کہا ہے کہ محبت بکاسم  
محبت نہیں مٹتا مگر بعد ازاں کہ خوف اُسکے دل کو محبت پر کر دے۔ اور فیصل  
ابن عیاض نے کہا ہے جیب تجھ سے کہا جائے کہ اسد سے ڈرو تو خاموش ہو اس لیے  
کہ تو اگر کہے کہ نہیں تو کفر تو ہے کیا اور جو کہا کہ مان تو جھوٹ تو بولا سو تیرا دل اُس  
تخص کا سانپین جو ہند تعالیٰ سے ڈرتا ہے

### قول انکار جاہلین

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسد تعالیٰ غرور علیٰ فرما ہے کہ  
دو رخ سے اُن لوگوں کو نکالو جنکے دل میں ایک جتہ رہی ہے بربرستی ایمان پر  
بعد ازاں فرمائے گا کہ مجھے اپنی عزت اور طلال کی قسم ہے کہ میں اُس شخص کو جو  
مجھ پر ایک گھڑی سوت یا دن میں ایمان لایا ہو ایسا نہ کر دنگا جو بالکل میرے  
دور پر ایمان نہیں لایا۔ اور روایت ہے کہ ایک اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا حساب خلق کا مالک و مختار کون ہے آپ نے جواب  
دیا کہ اسد تبارک و تعالیٰ کہا وہ بندہ آپ نے کہا مان تو اعرابی مسکرایا پس جناب  
بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اے اعرابی کس سبب سے تو ہنسنا توڑنے لگا  
کہ ہر آئینہ کریم شخص نے جب قدرت پائی تو معائنہ کر دیا اور جب اُسے حساب  
کیا تو بساحت اور درگزر کی۔ اور شاہ کرمانی نے کہا ہے علامت کی حسن طاعت  
ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ رجا مدی طلال آئینہ جمال ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے  
کہ قرب دل لطف رب سے ہے۔ ابو علی۔ و دما رہی نے کہا کہ خوف اور جہاد ایک

ایک پرند کے دو بازوؤں کے شمال ہیں جب یہ دونوں بازو درست اوٹھیک ہوں تو پرند درست اور مستوی ہوتا ہے اور اپنی پرواز میں پورا ہوتا ہے اگر ابو عبیدہ اسد حنیف نے کہا ہے کہ رجا رحمت تلو ب اس لیے ہے کہ گرم متوقع کو دیکھے مسطر ن نے کہا کہ اگر مومن کا خوف اور جاذب کیا جائے تو وہ دونوں برابر اور متدل ہونگے اور خوف و جاذبان کے دو بازوؤں کے شمال ہیں اور کوئی خاکفت نہیں مگر وہ ضرور امیدوار ہے اور کوئی امیدوار نہیں الا یہ کہ وہ طاقت ہو گا کہ موجب خوف ایمان ہو اور ایمان سے رجا رحمت موجب رجا ایمان ہو اور ایمان سے خوف ہو اور اسی واسطے ایمان سے رجا رحمت ہو کہ اس نے اپنے بیٹے سے کہا اسد تعالیٰ سے ڈر ایسا ڈر نا کہ آسمان زمین کی گارتے نہو اور اس سے خوف سے رجا کیا ہو کہ جس طرح اسکی طاقت نے ہے جو حال آنا کہ میرے لیے ایک طلب ہے کیا تجھے نہیں معلوم ہو کہ مومن کے دو قلب ہوتے ہیں ایک سے ڈرنا اور دوسرے سے امید کرنا ہے اور یہ اس واسطے کہ وہ دونوں حکم ایمان سے ہیں

### قول انکا توکل مین

سری نے کہا کہ توکل محل اور قوت سے باہر آتا ہے اور جنید نے کہا کہ توکل یہ ہے کہ تیرے اندر کے واسطے ہو جیسا کہ تو نہیں تھا تو اسد تیرے واسطے ہو گا جیسا کہ وہ ہمیشہ تھا اور سہل کا مقولہ ہے کہ کل مقامات کے لیے رو اور پشت ہے توکل کے کہ وہ روئے ہے پشت ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ توکل غیایات کا امداد کرے نہ توکل کفایت کا اور اسد تعالیٰ توکل کو مقرون بایمان فرماتا ہے اور کہا اور اسد پر

توکل کرو اگر تم ایمان دے ہو اور فرمایا اللہ ہی پر چلیے کہ ایمان دے توکل کریں اور اپنے نبی علیہ السلام کو فرمایا اور توکل زندہ پر کرو جو نہیں مرنے والا اور وہ انہوں نے کہا کہ توکل نام ہے ترک تدبیر نفس کا اور حول و قوت سے علیحدہ ہونا۔ اور ابو بکر رفاق نے کہا توکل عیش کا لوٹنا دنیا ہی ایک دن تک اور صبح کے ارادہ کا دور کرنا ہے نہ اور ابو بکر وسطی کا قول ہے اصل توکل فاقہ اور تسلیستہ کا صدق ہے اور اگر کلمہ سے اپنی آمانی و امان میں علیحدہ نہ ہو اور اپنے دل کے ساتھ اپنے توکل کی طرف عمر بھر میں ایک خطہ نہ التفات کرے۔ اور بعض مہوفیہ نے کہا اپنے ارادہ کیا اسکا کہ وہ حق توکل کے ساتھ اٹھے تو طاعت کہ اپنے نفس کے لیے ایک قبر کو دے جس میں اسکو دفن کرے اور دنیا اور اہل دنیا سب کو بھول جائے اسواسطے کہ حقیقت توکل وہ ہے کہ کوئی خلق سے اس کے کمال پر قائم نہیں ہوتا اور اس نے کہا ہے کہ اول مقامات توکل یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے رہے جیسے میت غسان کے سامنے کہ اسکو اٹھاتا ہے جیسا کہ وہ چاہتا ہے اور انہیں کوئی حرکت اور تدبیر نہیں ہوتی۔ اور حمد و ثناء نے کہا ہے کہ توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انتظام کرے اور اس نے بھی کہا ہے کہ علم سب ایک باب بعد کا ہے اور تعین سب ایک باب دہ اور ورع سب ایک باب زہد کا ہے اور زہد سب ایک باب توکل سے ہے۔ اور کہا تقویٰ اور یقین ایک ترازو کے دو بانوں کے مثال ہیں اور توکل اس ترازو کی زبان ہے کہ اسی سے زیادتی اور نقصان پہنچا جاتی ہے۔ اور میرے دل میں یہ آتا ہے کہ توکل بقدر اس کے ہے کہ اسے علم و کمال ہو سو جو شخص معرفت میں کامل تر ہو اسی قدر وہ توکل میں قائم و دائم

ہو گیا اور جو شخص کہ اسکا توکل کامل ہو وہ رویت وکیل میں رویت توکل سے غائب اور غافل ہو جائے گا بعد ازاں قوتِ معرفت کو مفید یہ امر ہو کہ علم کا صرف برابر حصہ بانٹ میں ہو اور سب حصہ عدل و ذرین کی روئے مضموم نہیں کے مقابلہ میں مقرر ہوئے ہیں اس واسطے کہ نظریاتی غیر اللہ اس سبب سے ہو کہ اسکی نفس میں جل ہو اور جب کبھی کوئی غیر معلوم کرے تو توکل میں اسکی شکست آئے اسکو چاہئے کہ نفس سے جتنا ہو تو توکل کا نقصان اس کے طور سے ظاہر ہو تا ہی کہ کمال اسکا نفس کی غیبت سے ثابت ہو تا ہی اور اوقایہ کے لیے کچھ شمار اور تیار ہی توکل کی تصحیح میں نہیں ہر مان اسکا یہ متعلیٰ ہو اور قلب کی تقویت نفس کو غائب کرنے میں پھر جب کہ نفس غائب ہو گیا مادہ جمل بھی منقطع ہو گیا پس توکل صحیح ہوا اور بندہ اسکی طرف نظر نہیں ڈالتا اور جب کبھی نفس بے یقین متحرک ہو تو اس کے ضمیمہ میں اس قول الہی کا ہر امان اللہ علیم مایہ عون میں دوہن میں شی یعنی خداوند جانتا ہو اس چیز کو کہ سوا اس کے وہ پکارے ہیں دوسری چیز کو اور نہ جانتا ہو پس وجود حتیٰ ایمان و اکوان بظاہر کرتا ہو اور کون و خلق کو اللہ کے ساتھ بلا استقلال فی نفسہ کے دیکھتا ہو اور اسوقت توکل ضروری ہو جاتا ہو اور اسباب و وسائط کے ہونے سے ایسے متوکل کے توکل میں کوئی جرح قدح نہیں ہوتی جیسے کہ ان لوگوں کے توکل میں جو ضعیف فی التوکل ہیں اسو طریقہ وہ اسباب کو مردہ جانتا ہو جنکی زندگی بجز توکل کے نہیں ہو اور یہ توکل خاص اہل معرفت کا ہو

قول اشکار ضامین

حرف نے کہا کہ رضا سکون قلب علم کے جریان کے پیچھے ہے۔ اور ذوالنون نے کہا کہ

رضا سرور دل پر در قضا ہے۔ اور سفیان نے رابعہ کے سامنے کہا اللہم ارضی عنا  
 یعنی بار خدا یا تو ہم سے راضی ہو تو رابعہ نے کہا کیا تو شرانا نہیں اس بات سے کہ  
 رضا اور خوشنودی اسکی توجاہ تھا ہی جس سے تو راضی اور خوشنود نہیں ہی ہو بعض  
 حاضر پا شون نے اُسے سوال کیا کہ بندہ کب راضی اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے تو جواب  
 دیا کہ جب اسکی خوشی مہبت میں ایسی ہو کہ نعمت میں اسکو خوشی ہوتی ہو۔ اور سہل  
 نے کہا ہے کہ جب رضا خضوان سے مل جائے تو طماننت حاصل ہو جائے پس قرہ  
 انگو ہو اور نیک بازگشت ہو۔ اور ضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
 ایمان کا فرقہ ایسی شخص نے چلکا جو اللہ سے راضی رہ جان کہ وہاں اور حضرت علیہ السلام  
 نے فرمایا کہ ہرگز اللہ تعالیٰ نے رحمت اور خوشی کو اپنی حکمت سے رضا اور تقین  
 میں اور بیخ و غم کو شک اور غصہ میں گردانا ہے۔ اور عینک نے کہا کہ رضا صحت اس  
 علم کی ہے جو قلب تک وصل ہے اور جب قلب نے حقیقت علم سے بہا شرف کی  
 اسکو رضا تک پہونچا دیا اور رضا و محبت خوف ورجا کے شمال نہیں ہیں اسو اسے  
 کہ وہ دونوں حال ہیں جو بندہ سے دنیا اور آخرت میں چھوٹے کیوں کہ وہ جنت میں رضا  
 اور محبت سے مستغنی نہیں۔ اور ابن عطاء نے کہا ہے کہ رضا بندہ کے قلب کا اسکو  
 اللہ کے اختیار قدیم سے ہی اسواسطے کہ اسے افضل بات اسکے لیے پسند کی تو  
 چاہیے کہ اس سے راضی ہو اور راضی رضا ترک قسم ہو اور ابو تراب نے کہا ہے وہ شخص  
 جسکے دل میں کچھ بھی دنیا کی قدر ہو رضا سے کسی کو نہیں پہونچ سکتا۔ اور سرور  
 کہا اخلاق مغربین پانچ ہیں اللہ سے راضی ہونا اس میں نہیں جسکو نفس و حسد  
 رکھے اور کرہ جانے اور اللہ کے لیے محبت ہو اس کو خدا ہی کے ساتھ ہونے



جانب سے ہو اور اللہ کے شرم اور اس سے مانوس ہونا اور راستہ اللہ کے توش اور  
 دور ہونا اور فضیل کے کاراخی اپنی منزلت سے کسی چیز کی تمنا اور آرزو نہیں کرنا۔  
 اور ابن شہون نے کہا ہے کہ رضا حق کے ساتھ ہے اور رضا حق کے لیے ہے اور  
 رضا حق سے ہے اور رضا حق کے ساتھ اسکی بندہ اور اختیار سے ہے اور رضا حق  
 کی اسکی تقسیم و عطا کے رو سے ہے اور رضا حق کے لیے اسکی خدائی اور پروردگار  
 سے ہے۔ ابو سعید سے سوال کیا گیا کہ آیا جائز ہے یہ بات کہ بندہ رضی خشکیں ہو  
 کہا کہ مان جائز ہے کہ بندہ رضی اپنے رب سے ہو اور خشکیں اپنے نفس پر اور  
 ہر ایک قاطع پر جو اسکو اللہ سے قطع کرے۔ اور حسن بن ابی طالب رضی اللہ  
 عنہما سے لوگوں نے کہا کہ باذن کرتا ہے کہ فقیر مجھے زیادہ محبوب غنا سے اور  
 بیماری محبوب تر صحت سے ہے تب نے فرمایا اللہ باذن پر رحم کرے مگر میں کیا ہوتا  
 کہ جسے توکل اللہ کے حسن اختیار پر کیا جواسکے لیے ہو تو وہ تمنا دوسری حالت  
 کی نہیں کرتا ہے بجز اس حالت کے جو اسکے لیے اللہ تعالیٰ اختیار کی۔ اور علی رضی اللہ  
 عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی رضا کے بساط پر بیٹھا تو ہمیشہ کبھی اللہ کی طرف سے  
 اسکو کوئی امر مکروہ نہ پہنچے گا اور جو کوئی سوال کے فرش پر بیٹھا تو وہ اللہ کے  
 کسی حال میں رضی نہوا اور بخشنی کا یہ مقولہ ہے کل امر ان دو قاعدے کلیہ کی  
 طرف راجع ہوتے ہیں ایک فعل اسکی طرف سے تیرے ساتھ ہے اور ایک فعل تیرے  
 طرف سے اسکے لیے ہے جو تو چاہے کہ اسی اس کام میں ہو جو اسنے کیا اور غنا  
 اس عمل میں جو تو کرے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ رضی وہ ہے جو کہ دنیا کی  
 قوت شدہ چیزوں پر نام نہاد نہ اسکا فوس کرے۔ اور تیجے ابن

معاذ سے سوال کیا گیا کہ بندہ رضا کے مقام تک کب پہنچتا ہے؟ کہا جبکہ اسے اپنے  
 نفس کو چار اصول پر کن چڑوں میں قائم کر لیا ہو جنہیں اسکی مصلحت کیجائے وہ  
 کہ اگر تو عطا کرے تو میں اسکو قبول کرتا ہوں اور اگر تو روکے تو رضی ہوں اور اگر  
 تو مجھے چھوڑ دے میں تیری بندگی کروں اور جو تو مجھے نکالتے تو میں اسکی اجابت  
 کروں۔ اور جب علی رحمہ اللہ نے کہا جنید کے سامنے لاجول و لا قوۃ الا باللہ تو جنید  
 نے کہا یہ تیرا تکی سینہ ہے ہر شبلی نے کہا کہ آپ نے صحیح کہا کہا تکی سینہ رضا  
 یا انصاف کے ترکے ہے اور اسی واسطے جنید رحمہ اللہ نے اس سے کہا تاکہ  
 آپ اصل رضا پر آگاہی ہو اور یہ اسواسطے کہ رضا قلب کے اشرار اور کسادگی  
 سے حاصل ہوتی ہے اور قلب کا اشرار نور یقین سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا ہے ان من شرح اللہ صدرہ للاسلام فهو علی نور من ربہ یعنی جلا وہ شخص کہ کھولا  
 اللہ تعالیٰ نے سینہ اسکا واسطے اسلام کے پس وہ اور نور کے رب اپنے سے  
 ہے۔ پھر جب کہ باطن میں نور متان اور جا کے گرفتہ ہو گیا تو سینہ کشادہ ہوا اور  
 چشم دل کی مکمل گئی اور حسن تدبیر سے اللہ تعالیٰ کو معائنہ کیا تو خشم اور تنگ دلی  
 کو دور کرتا ہے اسواسطے کہ سینہ کی کشادگی ملاحت دوستی کو متضمن ہے اور  
 فعل محبوب محبت صادق کے نزدیک موقع رضا ہے کیونکہ محبت کی راہ  
 ہے کہ فعل محبوب کامداد اور اختیار اسکا ہے سو وہ اختیار محبوب کی  
 رویت کی لذت میں اپنے نفس کے اختیار سے فانی ہو جاتا ہے جیسا کہ

کہا گیا ہے مصرع

ہر اک فعل محبوب محبوب ہے

## اسکھوان باب احوال اور شرح احوال کے بیان میں ہر

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت بنی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ زبائین  
 چیزیں ہیں جن میں وہ چیزیں ہوں تو اُسے ایمان کی علامت پائی ایک وہ شخص کہ  
 اللہ اور رسول اللہ کا اُسکو محبوب تر اُنکے ماسوا سے ہو اور دوسرا وہ شخص جسے  
 ایک بندہ کو دوست رکھا اور یہ دوستداری نہیں ہو مگر اللہ کے واسطے اور  
 تیسرا وہ شخص جو کہ وہ اس بات کو جانے کہ کن کی طرف خود کو دے بعد از ان  
 کہ اُسکو اللہ سے خلاص اُس سے کر دیا جیسے کہ وہ کہہ وہ اس بات کو جانتا ہے  
 کہ وہ آتش و زنجیر میں ڈالا جائے۔ عرابی بن ساریہ سے روایت ہے کہ جب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے اَللّٰھُمَّ اَجِبْ لِحَبِیبِیْ  
 بن اُفسی و سخی و بصری و باہی و مانی و من المار الی السار و یعنی بار خدا یا تو کہ میری  
 اپنی دوست زیادہ طرف میرے میرے نفس و میرے کان اور میری ہڈیوں  
 اور میرے اہل و میرے اہل سے اور یا تو کہ میرے پس گو یا حضرت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خاص کی طلب کی اور جب خاص یہ ہے کہ وہ اللہ سے  
 تو کلیف میں روزت رکھے اور یہ اس سے کہ بندہ ایسی ایک حال میں قائم شریعت  
 حال کے ساتھ حکم علم ہوتا ہے اور شریعت اُسکو متقاضی اللہ کے ساتھ ہے  
 مثلاً وہ رضی اللہ عنہ شریعت اُسکو کہہ وہ جائے اور علم کے ساتھ نظر انتہائی  
 ہو نہ شریعت کے ساتھ نظر انتہائی کی طرف جو پس اللہ تو اُسے اور اُس کے  
 رسول کو حکم ایمان سے دوست رکھتا ہے و زبانی اور پیشی کو حکم علیہ سے

دوست رکھتا ہے اور محبت کے لیے وجوہ ہیں اور انسان میں محبت کے اسباب  
 انواع اقسام کے ہیں سو انہیں سے ایک محبت روح کی ہے اور محبت قلب کی اور  
 محبت نفس کی اور محبت عقل کی ہے تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین علی  
 اور مال اور بار بار ذکر کر چکا ہے اس کے معنی محبت آپ سے اور محبتوں کی بیخ کنی ہوتی ہے  
 ہے تاکہ بندہ تعالیٰ کی محبت غالب ہو اور بندہ تعالیٰ کو اپنے دل و روح اور ملکیت سے  
 دوست رکھے یہاں تک کہ جب ان طبیعت میں بھی غلبہ ہو اور شریعت میں محبوب تر  
 آپ سر دے ہو اور یہ جب صافی خواہ کچھ ہوئی ہے جس کے سبب اور جس کے نور طبیعت  
 اور شریعت کی آگ پوشیدہ ہو جاتی ہے اور یہ جب ذات شاہدہ سے ہوتی ہے جو روح کی  
 عزت اور غلو میں مقامات قرب کی طرف ہوتی ہے۔ واسطی نے اس آیت میں  
 بحکمہ و چونکہ کہ اس کو کہ جسے وہ بدلتا ہو دوست رکھتا ہے اس طرح وہ ذات کو  
 اس کی دوست رکھتے ہیں سو مانے ضمیر راجع ذات کی طرف ہے نہ کی نفوت اور صفات  
 کی جانب ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ محبت کی شرط یہ ہے کہ اسے محبت کی سکران  
 لاحق ہوں پس اگر ایسا نہ ہو تو اس کی محبت نہیں کہیں حقیقت نہیں ہے وہ محبت قسم ٹھہری  
 ایک محبت عام اور ایک محبت خاص تو محبت عام کی تفسیر امتثال امر سے ہوتی ہے اور  
 بسا اوقات جب معنایں علم سے اور محبت سے ہوتی ہے اور اس محبت کا مخزن  
 صفات سے ہے اور مشائخ کی ایک جماعت نے جب کو مقامات میں بیان کیا تو  
 تو نظر اس محبت عام کی طرف ہوئی جیسا کہ بندہ کے کسب کو واصل ہو اور جب خاص  
 محبت ذاتی طالعہ روح سے ہے اور یہ وہ جب ہے جیسا کہ سکران ہوتی ہے اور وہ  
 کریم کی طرف ایک حسان اپنے بندہ کے لیے ہے اور اس کا کرم ان کو پر گزیرتا ہے اور

یہ حسب احوال سے ہو اس واسطے کہ وہ محض ہو بہت ہر جسم کی کیفیت کو مدخل نہیں کر اور وہ قول نبی علیہ السلام سے بھی لگتی رہی کہ فرمایا محبوب تر مجھے ٹھنڈے پانی سے ہے کہ گوند لکھ وہ ایک کلام ہے و جدان روح سے جو حسب ذرات سے لذت پاتی ہو۔ اور یہ حسب روح ہو اور جو حسب کہ مطالعہ صفات سے ظاہر ہوتی ہو اور ایمان کے مطالعہ سے نکلتی ہو غالب اس روح کی ہو اور ہر گاہ ذلکی یہ محبت صحیح ہوئی تو اسد تعالیٰ نے انکی خبر اپنے قول سے دی اذلتہ علی المؤمنین یعنی وہ لوگ جو مؤمنوں کے واسطے عاجز ہیں اس واسطے کہ محب اپنے اور اپنے محبوب کے واسطے عاجز ہی کرتا ہو اور یہ بڑھتا ہر شعر

المعین تفسدے افس و تنقہ و نیکم افس ثعالب اکرم

ترجمہ

قد ایک کے ہوں ہزار اور ہجائین ہزار ایک پیارے کے خاطر مکرم

اور یہی حسب خاص اصل احوال سینہ اور اس کے موجب ہو اور وہ احوال کے بیان ایسی رہی کہ تو یہ مقامات میں ہر سو سہلی تو صحیح کامل ہوئی وہ تمام مقامات کے ساتھ زہد و رضا و توکل سے متحقق ہوا جنکا بیان ہم پہلے لکھ چکے ہیں اور جو شخص کہ اسکی محبت صحیح ہوئی وہ تمام احوال فنا اور بقا اور محو و مخدوہ و غیر ذلک کے ساتھ متحقق ہوا اور تو یہ اس حسب کے لیے بدن کے مثال ہو اس واسطے کہ وہ اس حسب مام پر مشتمل ہو جو اس حسب کے لیے بدن کے مانند ہو اور جسے محبوبوں کی راہ لی اور وہ طریق محبت سے طریق خاص ہو اسکا مالکہ ایسی ہیں ہو جاتا ہے اور اس کے لیے حسب خاص کی ارحم حسب عام کے غالب کے ساتھ ایک جامع ہو جاتی ہے نیز توضیح

مستقل ہو اور سوقت اطوار مقامات میں قلب و گردش میں کرتا اسوہ طبعکہ اطوار  
مقامات میں بدلتے رہتا اور انہیں سے ایک حالت سے دوسری حالت میں ترقی کرتا  
طریقہ مجبین کا ہے اور جس طریق مجاہدہ اس آیت سے اختیار کیا والذین جاہدوا  
فیما انہم ذمیم بلنا یعنی اور جن لوگوں نے کوشش کی ہمارے رستہ میں البتہ ہم انکو  
اپنا رستہ دکھائیں گے اور اس قول اللہ تعالیٰ سے دیدہ سی الیہ میں غیب یعنی اور ہدایت  
کرتا، طرف اس کے جو جمع ہووے۔ تو اسے ثابت کر دیا ہے کہ انابت اور  
پاکیزگی کا کسب حق محبت میں ہدایت کا سبب ہے اور محبوب کے حال میں محبت  
اعتبار اور برگزیدگی کی زمانی جو کسب کا معلوم نہیں ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
اسی تجنبی الیہ میں نیسا یعنی اللہ تعالیٰ قبول کرتا، طرف اپنے جسکو چاہتا ہے سو  
جسے چھوہیں گے رستہ کو قبول کیا اطوار مقامات کے بساط کو طر کیا، اور اس میں صفائی  
اور خلوص اطوار مقامات کے اپنے پورے وقت کے ساتھ مندرج ہوتا ہے اور مقامات  
اسکو یہ مقید کرتا ہے محسوس کرتا ہے اور وہ ان کو مقید اور محسوس کرتا ہے اس وجہ  
سے کہ وہ اسے ترقی کرتا ہے اور انکی صفائی اور خلوص کو باہر نکال دیتا ہے اور اس  
کہ جب حب خاص کے اندر اس پر چلنے لگے صفات و نعوت نفس کے بلوغت  
کو اتار دلا اور مقامات پہننے میں سب نعوت اور صفات نفسانیہ کے صفات  
کرنے والے ہیں پس زہد انکی صفائی قربت سے کرتی ہے اور توکل انکی صفائی  
کم اعتمادی سے کرتی ہے جو نفس کے جل سے پیدا ہوتی ہے اور رضا انکی صفائی  
رک منازعت کے بڑھنے سے کرتی ہے اور یہ منازعت اس واسطے ہے کہ نفس میں  
جمود اور فساد کی باقی رہے جب تک کہ محبت خاص کے آفتاب اس پر چمکے

ظلمت اور اندھیرگی اسکی باقی رہے پس جبکہ عاقل کے ساتھ تحقیق ہو اسکا نفس  
 ملائم اور نرم ہو جائے اور اسکی اندھیرگی جاتی رہی ہو سو کیا زہر اس سے خست کو اور  
 کرے گا ورنہ ایک زہر خست جب نے اسکی خست کو جلا دیا اور توکل اس سے کیا صفائی  
 کرے گی ورنہ ایک دیدار توکل اسکی چشم دل میں کیا ہوا ہے اور خدا نہیں جانتا  
 کہ کیا سکون ہے کی ورنہ ایک منازعت اسکی طرف سے ہو چکی کلیت مسلم نہیں رہ رہا ہے  
 نے کہا ہے کہ جب تک تو اپنی کلیت سے خارج نہ ہوگا محبت کی حد میں داخل نہ ہوگا اور نیز یہ  
 نے کہا ہے کہ جس شخص کو اسکی محبت نے قتل کیا ہو تو اسکا خون بہا یہ ہو کہ وہ اسکو  
 دیکھے اور جس شخص کو اسے حبیب نے قتل کیا ہو تو اسکا خون بہا یہ ہو کہ اسکو نہا  
 غیر بنائے اسکی خبر مجھے دی ابو ذر عبد بن خلف نے ابی عبد الرحمن سے کہ کیا کہ  
 میں نے احمد بن علی بن جعفر سے سنا ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے حسین بن علویہ سے سنا کہ وہ کہتا  
 کہ ابو زید نے اسکو کہا ہے تو اب اظہار مقامات میں اٹھنا پھٹنا عام ہوں کیسے ہو اور سب اظہار  
 اظہار کا خزانہ خاص ہوں کیسے ہو اور وہ محبوب ہیں جیسے ارادوں اور بہتوں سے مقادیر  
 بیکر گئے ہیں اور اکثر مقامات بقعات آسمانی کے مزاج پر ہوتے ہیں اور وہ موطن  
 اس کسی کے ہیں جو اپنے بقایا کے وہ خون میں اچھل کرتے ہیں کہ وہ ہم خواص سے  
 بعض بزرگوں نے کہا کہ قصوں نے آپ کو کیا تک پہنچا دیا ہے تو کہا توکل تک  
 پھر کہا تو اپنے باطن کی آبادی میں می کرتا ہے مجھے قنا توکل میں معانیہ وکیل سے  
 کہاں ہو سو نفس جب اپنی صفت کے ساتھ جنبش کرتا ہے کہ دائرہ زہر سے  
 باہر پھاندا جاوے تو زہر اسے دائرہ کی طرف اپنے زہر سے پھیر لاتا ہے اور  
 متوکل جب کہ اسکا نفس جنبش کرے وہ اپنے توکل سے پھیر لاتا ہے اور صلابت

رضا پس رضا کی ذریعہ سے اسکو پھیرا ہوا اور نفس کے یہ حرکات بقایا سے وجود میں جو  
 سیاست علمی کے محتاج ہیں اور ایمان دوزخ کے واسے قرب کا لینا ہوا اور وہ حق عبودیت  
 کا علم کے انداز اور اگر نادر اسکے موافق اعتقاد اور کسب کرنا ہوا اور جسے طریق خاص کا  
 اختیار کیا بقایا سے راہ کی پائے کا طریق انوار فضل حق میں جھینے کے ساتھ ہیجان لیا  
 اور جسے فوریہ کے علم میں نسیم رحمت کے ساتھ زینت کیے جو ہمیشہ قائم ہے  
 والی جو اور گردش اور غیر تبدیل سے محفوظ ہے اسکو نہ کوئی طلب خدا اور نہ کسی  
 کوئی جو اور نہ کوئی اسے رحمت میں ڈالتی ہے۔ پس زہد اور توکل و رضا ایمان موجود  
 اور وہ ایمان نہیں جو اسی معنی کے اعتبار سے کہ خواہ وہ کسی طرح متقلب ہو وہ  
 زہد ہو اگر چہ غلبہ ہو اور اسے ملکہ وہ حق کے ساتھ ہو اپنے نفس کے ساتھ  
 دور اگر انتقام اسکے کہ باب کی طرف دیکر اجالتے وہ توکل ہی اور اگر اس سے  
 کراہت یا کی جائے تو وہ اسی ہو جو اسے ملکہ کہ کراہت اسکی اس کے نفس کے لئے اور  
 دوزخ نفس اسکا حق کے لیے ہو اور حق کے ساتھ اسکی کراہت اسکا نفس اسکو الٹا  
 پھیر دیا گیا کہ دواعی اور صفات شمس کے ساتھ اور پاک اور بخشیدہ و ستادہ لطف  
 اس کے ساتھ کیا ہو اور نہ اسکا اسکی عین دوا اور امراض و علل اس کے عین شفا  
 ہو گئے اور طلب الہی اس کے لیے قائم مقام ہر طالب کے زہد و توکل و رضا سے ہوتا  
 یا جو گیا اسلوب میں اسکا بجا ہے ہر طالب کے جو زہد ہو اور توکل اور رضا ہو  
 راجعہ بنے تاکہ جو اس کا محب اور دوست ہو اسکی گریہ و زاری نہیں ٹھہرتی تاکہ وہ  
 اپنے محبوب کے ساتھ سکون نہ پاوے اور ابوجہد اللہ زشی سے کیا ہے کہ حقیقت  
 محبت کی یہ ہر کہ تو اپنے محبوب کو سب کچھ اپنا گئے اور تجھ سے ترے واسطے کوئی



شیر باقی نذر ہے اور ابو حنین وراق نے کہا جو سرور اللہ کے ساتھ شدت محبت کے سبب سے اُسکے لیے ہے اور حبس دل میں آگ جو جو ہر پاک شکر کو جلا دیتی ہو اور یحییٰ بن سلیمان نے کہا جو نوح کا صبر زادہوں کے صبر سے نفع تر ہے نہ اسے اپنے کی بات ہو انسان اپنے حبیب سے گیز کر صبر کرے اور بعضوں نے کہا کہ اپنے اللہ کی محبت کا دعویٰ کیا بدوں اس کے کہ وہ محبت اور شہادت سے پرہیز کرے ہونے کے تو وہ بڑا جھوٹا ہے اور جسے بہشت کی محبت کا دعویٰ کیا بدوں اس کے کہ اپنے ملک کو خرچ نہ کر ڈالا اور تو بڑا جھوٹا ہے اور جسے حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ بلا حب فقرا کیا ہو وہ بڑا جھوٹا ہے اور درجہ یہ آیات پر حاکی تھیں بطور

میں سے اللہ و نہت نظر و محبت	نہ اصرار ہے فی البقال بدیع
لو کان حبک صادقاً لا یلتزم	ان المحبت لمن یحب طبع

ترجمہ

محبت اللہ کی طرف سے جب کہ ہم پر ہے	یہ قسم اپنی مجھے افعال میں ہر نادر است
کہ محبت ہوئی بھی تیری اس کو اتنا	دوست تا بعد از ہر محبوب کا دن اور است

اور ہر گاہ محبت اور دل کے لیے تو ہے مثال مقامات کے لیے ہر پس جو حال کا دعویٰ کرے اس کی محبت خیر ہے اور جو دعویٰ محبت کا کرے اس کی فوج مشر ہے اس واسطے کہ تو یہ سوچ جب کی غالبہ و اور مدح جو ہے اس کا قیام اس غالب کے ساتھ ہو اور اور حال اعراض میں جس کا قدم جو ہر مدح سے ہے اور جنہوں نے کہا کہ اللہ کے دوست نے گئے شرف دنیا و آخرت کو اس واسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ مدح میں حب یعنی آدمی اس شکر کے ساتھ ہے جس کو وہ چاہتا ہے تو وہ اللہ کا

ساتھ ہیں۔ اور ابویہ محبوب موسیٰ نے کہا ہو کہ محبت صحیح نہیں ہو تا اُنکے تو وہ محبت سے  
 دیر محبت کو فناء عالم محبت سے نکلے اس طرح کہ اسکا محبوب غائب ہو اور یہ شخص محبت  
 کے ساتھ ہو سو جب کہ محب اس نسبت کی طرف خارج ہو تو وہ محب بغیر محبت ہو غنیمت  
 سے سوال ہو کہ محبت کیا ہو فرمایا صفات محبوب کا بدن کے طور پر صفات محب سے  
 آجاتا۔ مضمون نے کہا ہو کہ یہ اس بنیاد پر ہر قول اللہ تعالیٰ کے فاذا اجبتہ  
 کنت لہ سعاد بھرا یعنی جو وقت میں اس کے محبوب رہتا ہو تو میں اسکا مسخ  
 بن جاتا ہوں اور انکی بغیر بن جاتا ہوں۔ اور یہ اس واسطے ہو کہ ہر آنہ جب محبت صافی  
 اور کامل ہو گئی تو وہ ہمیشہ اپنے وصف کو اپنے محبوب کی طرف جذب کرتی ہو اور  
 جب وہ اپنی غایت جہد کو پہنچ گئی تو وہ توقف کرتی ہو اور رابطہ بیدار ہو کہ  
 ہو جانا ہو اور وصف محبت کا کمال محب سے ازا کہ موانع کر دیتا ہو اور صفات محبوب  
 و وصف محبت کے کمال سے اُن حوائق کو جو صدق حب میں خارج ہیں محب مخلص پر  
 مہربانی اور اس کے قاصر رہنے پر نظر شفقت بعد ازاں کہ انکی سعی انتہا کو پہنچ گئی کہ  
 کھینچ پھینچی ہو پس جب محبوب کے کسب صفات کے فائدے سے لیکر ملتتا ہو اور ہر وقت یہ کہتا کہ

میں محبوب ہوں اور محبوب میں	دور و جاک بدن میں ہم اثر سے بیان
وہ دیکھئے مجھے تو میں دیکھوں اسے	جو میں اسکو دیکھوں تو وہ مجھ کو دیکھو

اور یہ جو ہم سے بیان کیا حقیقت ہو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخلوق باہل  
 اللہ اس واسطے کہ وہ اپنی تڑپت نفس اور کمال تزکیہ سے محبت کے لیے قابل اور مستعد  
 ہو تا ہو اور محبت ایک عیب ہر جو تزکیہ کے ساتھ معلل نہیں ہو مگر صفت اچھی سپر جاری کر  
 کہ وہ اپنے احباب کے نفوس کو اپنی حسن توفیق اور تائید سے پاک و صاف کرے ہر اثر

اور جب نفس کی نزاحت اور طہارت بخشی گئی بعد ازاں روح انکی نے جاؤ بہ محبت کے ساتھ کھینچا تو اسکو صفات و اخلاق کے خلعتوں سے غلغ اور عملی کیا جاتا ہے اور یہ اسکو نزدیک ایک مرتبہ وصول میں ہوتا ہے سو کبھی اس کے باطن سے شوق ان اشیا کی طرف اٹھتا ہے جو اس کے علاوہ ہیں اس واسطے کہ عطایا سے آبی غیر تنہا ہی ہیں اور کبھی انہیں عیلات سے پہلے اور مطمئن ہو جاتا ہے تو یہ وصول اسکا ایسا ہوتا ہے جو آتش شوق کو ساکن کرتا ہے اور اسی شوق کا باعث ہے کہ صفات وہی محققہ محب کے نزدیک تہہ وصول پر استقرار پاتے ہیں اور اگر شوق باعث نہ ہوتا تھے قدموں وہیں آتا اور نفس کے صفات ظاہر ہوتے جو کہ انسان اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہیں اور جسے کہ وصول سے ان چیزوں کے سوا گمان کیا جو ہم نے بیان کیں یا متعدد کے علاوہ اس کے خیال میں یا تودہ مذہب نصاریٰ کا لاہوت و فاسوت ہیں متعرض ہوتا ہے مشائخ کے اشارات استعراق اور فناء میں سب کے سب مقام محبت کی تحقیق کی طرف راجع ہیں جو لوریقین کی استیلا اور خلاصہ ذکر قلب اور تحقیق حق یقین بزرگ کی بقایا اور لوث وجودی ارتقا سے صفات نفس سے ہیں اور جب محبت شیک اور صحیح ہو گئی تو اس پر احوال اور تواضع اس کے مرتب ہوئے بخشی سے بوجھا کہ محبت کیا ہے تو جواب دیا کہ ایک غمراہ ہے جس میں سوزش ہے اگر جو اس میں ٹھہری اور نفوس قرار پکڑ گئے تو اسکو نیست اور لا شرک دینی ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ محبت کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے ظاہر اسکا رضا ہے محبوب کی پیروی ہے اور اسکا باطن یہ ہے کہ سب چیزوں سے محبوب کا دلدادہ ہو اور انہیں کسی پیر کا بقیہ غیر محبوب یا نفس سے نہ رہے

## بعض احوال سلفیہ سے محبت میں شوق ہو

اور کوئی محب نہیں جو ہمیشہ مشتاق نہ ہو اس واسطے کہ آخری کی نہایت نہیں ہر سو کوئی  
حال نہیں ہر جگہ محب ہو چکا مگر یہ کہ وہ جانتا ہو کہ اس کے مادر اور حال زیادہ اونی و ہم  
شعر خانی شہنشاہ لا لہذا اے

## ترجمہ

خیر میر حسن تیرا دونوں میں کی لگے  
بعد ازاں یہ حقوق جو اسے پیدا ہوا اس کا حاصل کیا نہیں ہوا اور اس کے دوست  
کہ وہ ایک عقیدہ ہو کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنوں کو مخصوص کیا ہو۔ احمد  
ابی بھاری نے بیان کیا کہ میں ابی سلیمان درانی کے پاس گیا اور اسے میں نے  
دیکھا کہ وہ دروازہ پر میں نے کہا کیوں تو روزانہ اس تیرے اوپر رحم کرے تو کہا وہ  
محمد جب یہ رات اندھیرا چھاتی ہو تو اہل محبت کے قدم بھر جاتے ہیں اور ان کے  
رخساروں پر چلنے ہیں اور خدا کے طیل مل جاتا کہ ان کے نزدیک ہوتا ہو یہ کہتا ہوا  
کہ مجھے اپنی آنکھوں کی قسم ہر جسے میری باتوں سے لذت پائی اور میری سنا بات  
سے راحت حاصل کی اور میں ان کے خلوتوں میں وقف ہوں ان کے مالہ قرار سی  
مشتاق ہوں اور ان کی گرہ کو دیکھتا ہوں اور جبریل ان لوگوں میں منادی کر رہے  
یہ کیا روزانہ ہو میں تمہارے اندر دیکھتا ہوں آیا کسی خبر نے تمہیں خبر دی کہ ایک  
محبوب اپنے دوستوں کو آگ میں جلادے کیونکہ مجھے بخلا معلوم ہو کہ میں ایسی قوم کو  
عذاب میں ڈالوں کہ رات آئیر سیاہی چھائے تو وہ میری خوشامد بہت کرتے ہیں

سو میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ جب وہ قیامت کے دن میرے پاس آئیں گے تو ان کے لیے رشتہ اپنی صورت سے کرونگا اور ان کے لیے اپنا باغ قدس متاع کرونگا۔ اور ایک قوم کا حال یہ ہے کہ جو شوق کے مقام میں پہنچے وہ اسے پسند نہیں کرتے اور شوق محبت سے ہر جیسے کہ ہر توبہ سے ہر جب توبہ نے قرار پکڑا تو ہر کا غور ہوا اور جب محبت قائم ہوئی تو شوق پیدا ہوا۔ واسطی نے اس قول کو بھی لکھا ہے کہ و جلت الیک رب المصطفیٰ یعنی اور میں جلدی آیا تیری طرف انہی کہ توبہ نہیں ہو۔ کہا اپنے شوق اور پیچھے آنے والوں کے استخارے سے کہا وہ لوگ میرے پیچھے ہیں اس کے شوق سے جو اللہ تعالیٰ سے باطنیت کرتے ہیں اور نہایت کئی لوگوں کو پیچھا دیا اس وجہ سے کہ جو وقت اس کا تھا وہ ہو چکا تھا۔ اور ابو عثمان نے کہا ہے کہ شوق نمرہ محبت کا ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کو چاہتا ہے وہ شوق اس کی دعا کا ہوتا ہے اور اسی کا یہ بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ میں ہر حال میں اللہ شوقین کے قریب ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ ہر آئینہ تمہارے شوق میری طرف غالب ہے اور میں نے تمہاری ملاقات کے لیے ایک مدت خاص مقرر کی ہے اور غریب تمہارا وصول اس کے لیے ہو گا جس کے شوق تم ہو۔ دونوں نے کہا ہے کہ شوق درجات میں سب سے اعلیٰ اور مقامات میں سب سے بالا ہے اور جب انسان اس کو پہنچتا ہے تو موت کو ناخیر میں شمار کرتا ہے اس واسطے کہ اسے شوق اپنے رب کا ہے اور اس کا یہ کہ اسے دیکھے اور ملاقات کرے۔ اور میرے غدیہ میں یہ ہے کہ شوق جو مجھ میں ہے ان مراتب کا ہے جس کی امید وہ دنیا میں رکھتے ہیں اس شوق کے علاوہ جو جس کے ساتھ دھرتی کے بعد توقع رکھتے ہیں اور

اللہ تعالیٰ اپنے اہل ہودت کو سکانت و سکینہ عطا فرماتا ہے کہ وہ علم سے  
 پاتے ہیں اور انکو جب ذوق سے طلب کرتے ہیں تو اسی طرح انکا شوق ہوتا ہے کہ  
 علم ذوق ہو جائے اور تمام شوق کی ضرورت سے نہیں ہے کہ موت کی تاخیر ہے اور اکثر  
 صحیح لوگ مجاہدین سے لذت حیات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے واسطے حاصل کرتے ہیں جیسا  
 کہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا قل ان صلاتی ونسبی وجہا  
 و دھانی شریک علیہم یعنی کہ اسی رسول کہ میری نماز اور میرے مناسک اور میری  
 زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو ہر درکار عالمین سے جو جسکی زندگی اللہ  
 کے واسطے ہو اسے حق تعالیٰ لذت مناجات اور محبت کی بخشا ہے پس اسی آنگہ بعد  
 سے سیر ہو جاتی ہے بعد ازاں دنیاوی عطیات سے وہ کشف کر دیتا ہے جو مقام  
 شوق میں متحقق ہوتے ہیں اس شوق کے علاوہ جو بعد الموت ہوتا ہے۔ اور  
 بعض حضرات صوفیہ نے مقام شوق کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ شوق تو غائب  
 کے لیے ہوتا ہے اور حبیب حبیب سے کب غائب ہوتا ہے تاکہ وہ شوق ہو اور اسی واسطے  
 انطاکی سے سوال کیا گیا کہ شوق کیا ہے تو اسے جواب دیا کہ مشتاق غائب ہی کے  
 لیے ہوتا ہے اور میں غائب اس کے نہیں ہوں جب سے میں اسے پایا ہے۔ اور  
 انکار علی الاطلاق سو میں اسکی وجہ نہیں دیکھتا اس واسطے کہ عطیات اور بخشا  
 کسی کے مرتب جو نشانات قرب سے ہیں جو وقت غیر تنہا ہی ہوں تو کیونکر حبیب  
 شوق کا انکار ہو سکتا ہے اس واسطے کہ جو مرتبہ اسے قرب کا پایا اسکی نسبت غیر غائب  
 اور غیر مشتاق ہے مگر وہ مشتاق ان مرتب کا ہے جنکو نشانات قرب سے نہیں پایا تو  
 کیونکر شوق کا حال غم و حیرت حال ایسی ہے اور دوسری وجہ یہ کہ انسان

کے لیے ایسے امور سے چارہ نہیں ہے۔ جنکو حکمِ حال اُسکی بشریت اور طبیعت اور  
 اُسکے قائم نہ رہنے کی جگہ اُس حدِ علم پر جسکو مقتضیِ حکمِ حال ہو پھیرائے اور اُن امور کی  
 موجودگی آتشِ شوق کو مشتعل کرتی ہے اور ہم شوق سے مقصود نہیں رکھتے مگر ایک مطالبہ  
 جو باطن سے ادنیٰ اور اعلیٰ کی جانب نشاناتِ قرب سے اُٹھتا ہے اور یہ مطالبہ اور یہ  
 مانگ سب محبوں میں ہے پس اب شوق موجود ہے اُسکے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے اور  
 ہر آنہ ایک قوم نے کہا ہے کہ شوقِ شاہدہ اور ملاقات کا سخت تر شوق بعد از وفات  
 سے ہے تو بعد اکی کی حالت میں خفتاقِ ملاقات ہو گا اور ملاقات در شاہدہ کی حالت  
 میں وہ اشتاقِ فضل اور احسانات کا محبوب سے ہو گا اور یہی میری روئے اور یہی میرا  
 مختار ہے۔ اور فارس نے کہا ہے کہ مشتاقوں کے دل نورِ اللہ سے منور ہیں پھر جبکہ وہ  
 دلِ اشتیاق کے سبب حرکت میں آتے ہیں تو وہ نورِ شرق اور مغرب کے سطحِ دریا کی  
 کوروشن کر دیتا ہے تب اللہ تعالیٰ انکو خوشتون پر ظاہر اور پیش کرنا ہے اور فرماتا ہے  
 یہ لوگ ہیں جو میری طرف انکو اشتیاق رہتا ہے میں تمہیں نواہ کرتا ہوں کہ ہر آنہ  
 مجھے انکا شوق ہے۔ اور ابو ترید نے کہا ہے کہ اگر اللہ اہلِ جنت کو اپنی رویت سے  
 محبوب کرے تو وہ جنت سے استغاثہ ایسا ہی کرینگے جس طرح اہلِ دوزخ دوزخ سے  
 کرینگے۔ ابنِ عطاء نے پوچھا کہ شوق کیا ہے کہا شوق جگر کا جلانا اور دلوں کا شعلہ بن  
 کرنا اور قرب کے بعد کلیجوں کا کاٹنا ہے۔ بعض حضرات صوفیہ سے لوگوں نے پوچھا  
 کہ آیا شوق اعلیٰ اور بالا ہے یا کہ محبت۔ جواب دیا کہ محبت اس واسطے کہ شوق  
 اس سے پیدا ہوتا ہے اور کوئی صاحبِ شوق نہیں الا وہی جس پر محبت نے غلبہ کیا ہے  
 پس محبت اصل ہے اور شوق فرع ہے۔ اور نصیر آبادی نے کہا ہے نامِ خلق کے یقیناً

شوق کا بہرہ تمام اشتیاق کا اور جو کوئی اشتیاق کے حال میں داخل ہوا تو وہ اس میں  
جیران رہا حتیٰ کہ اس کا نہ کوئی نشان دیکھ پڑتا ہی اور نہ قرار پایا جاتا ہی اور اُسی سے  
اُس ہی اور جنید سے سوال ہوا تھا کہ اُس کی کیا چیز ہے اُس کا جواب آپ نے دیا کہ  
باوجود ہیبت کے شہمت کا اٹھنا اور دور ہونا ہی۔ اور ذوالنون سے پوچھا کہ اُس  
کیا ہی تو کا وہ محب کا زبساط اور گُل کھیلنا محبوب کے ساتھ ہی۔ بعضوں نے کہا  
اُس کے معنی قول حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ہی ارنی کیفیت ہی الموتی یعنی دکھانے  
کس طرح نومرہ کو زندہ کرتا ہی اور قول موسیٰ ارنی انظر الیک یعنی دیکھا مجھے  
اپنے تین کہ تیری طرف دیکھوں اور رویم کے آیات پڑھے شع

شغلت قلبی بالمد یک ظلا	نیفک طول الحیوة عن فکر
اُنستنی منک بالوداد ففد	او حشنتی من جمیع ذاللبث
فکرک لی مونس بیا رغبے	یوعدنی عنک منک بالظفر
وعدتاکنت بامد سے ہمے	فانت منی بوضع النظم

### ترجمہ از مترجم فارسی

و لم تر شہ قتل کردی بدینچہ اوست تو دوری	داوہرگز نگردد زان بغیرت خود ز تیار ی
ایس خود مرا کردی ز راہ دوستی دانگہ	ربانی از ہمہ عالم ز ہی را ہی بدستواری
شدہ مونس مرا ز کثرت ہم عصہ دہان	کند وعدہ بہ پیروزی تو از تو دہد یاری
منزہ از مکانی تو ولیکن چون ہی بینم	بجائے دیدہ از من تو باشی در کار ی

اور روایت ہے کہ مطر بن سنجہ کو عمرو بن عبد العزیز نے لکھا کہ سزاوار ہے تیرا اس  
اللہ کے ساتھ اور بقطاع تیرا اُس کے ساتھ ہو اس واسطے کہ اللہ کے بہت بندہ ہیں



کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس حاصل کیا ہے اور وہ انہی تنہائی اور غربت میں بہت زیادہ مانوس لوگوں سے تھے جسکو کثرت میں انکے انس تھا اور ان خیروں سے بہت متوحش تھے جن سے اور لوگ بہت مانوس ہیں اور ان باتوں سے نہایت دہر وہ مانوس تھے جن سے اور لوگ متوحش تھے۔ واسطی نے کہا کہ انس کو نہیں پوچھتا وہ شخص جو تمام موجودات سے متوحش ہو گیا ہو۔ اور لوگوں میں سے نے کہا ہے اللہ کے ساتھ انس نہیں ہوتا الا جب کہ اُسکے ساتھ تعظیم ہو سو اسطرح ہر ایک جسکے ساتھ تو مانوس ہو گا اُسکی تعظیم تیرے قلب سے ساقط ہو جائیگی مگر اللہ کے جل شانہ کی تعظیم اس واسطے کہ تو اُس سے انس زیادہ نہیں کرے گا لگہ کہ مجھے زیادہ ہیبت اور تعظیم ہو گی۔ راہبہ نے کہا ہر مطیع ستانس ہے اور پُر حافض

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي الْغَوَاذِ مَدَنِيًّا	وَأَحْبَبَ إِلَيْهِ مَنْ أَرَادَ جَلْبَ
فَأَجْمَسَ مَنِيًّا لِلْجَلْبِ مَنِيًّا	وَأَحْبَبَ قَلْبِي فِي الْغَوَاذِ مَنِيًّا

## ترجمہ از مترجم فارسی

سُحْنِ گونیدہ اندر دل ہمیشہ من ترا دارم	وہاں مجلس خود را ہمین تقیہ پیش آرم
ایست جسم من باشد کہ ویرا ہمیشہ نگردد	ولیکن دوست دل خود را ہمیشہ من پندرم

اور مالک بن دینار نے کہا ہے کہ جو شخص اللہ کے ساتھ مخلوق کی بات چیک مانوس نہیں ہوا تو اسکا علم تھوڑا اور قلب اسکا اندھا ہے اور عمر اپنی ضائع کی۔ بعضے صوبہ سے پوچھا گیا کہ گھر میں کتیرے پاس کون ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے پاس ہے اور جو مالک مانوس ہوا وہ متوحش نہیں ہوا۔ اور خزانے کہا ہے کہ انس یہ ہے کہ ارواح اپنے محبوب کے ساتھ قرب کے فحاس میں گفتگو کریں۔ اور بعضے عارفوں نے مہمان واصل

کی صفت اس طرح کی ہے کہ ان کے لیے ہر خطہ دوم اتصال کے ساتھ تازہ ہو کر  
اور ان کو حقائق سکون سے جو اسکے ساتھ ہو اپنی پناہ میں لے لیا یہاں تک کہ ان کے دل  
نالاں ہو گئے اور ان کی روحیں شوق کے مارے آرزو مند ہو گئیں اور نجسیت اور شوق  
ان کا ایک اشارہ حق سے ان کی طرف حقیقت توحید سے تھا کہ وہ وجود باسندہ ہو جو وجود  
باسندہ کے سبب ان کی سب آرزو میں جاتی رہیں اور امیدیں ان کی سب منقطع ہو گئیں ان  
نشتوں کے سبب جو اس کی طرف سے ان کے لیے ظاہر ہوئیں اور ان کی فانی تمام  
انبیاء کو حکم دینا کہ ان کے لیے سوال کریں تو وہ بعضی چیزیں انہیں سے نہ مانگتے جو ان کے  
لیے اللہ تعالیٰ نے وحدانیت قدیم اور دوم ازلیہ اور علم سابقہ میں آمادہ اور مینا  
کی ہیں اور ان کی معرفت اور ان کی فریضہ صحت اور فریضہ شوق کی انہیں مقدر  
ان کے تھے تو اسکے بندگان عام اپنے حسد کرتے اگر ان کے قلوب سے تمام ہوم دور ہو کر  
اور اسکے معنی میں یہ ایسا پڑتے شاعر

کائنات غلبی اور منفرد	کائنات ذرا انکسائے ہوئے
انصار مجیدین کشت احسدہ	انصار مہول الوری من حرک وکلا
ترکت الناس ویتایم ویتیم	تخلایند رک بادیشی و دنیا

ترجمہ فارسی

دین دل دلو اندر بودہ است جواری شیدا	چون ترا دیدم فراموش گشت جملہ اندر کنار
پس شدہ است حاصل مراد کی کنیز و دم	چون تو مولا شدی عالم مرا نشد بند و دار
دین و دنیا را بر سر دروان بگذاشتیم	شغل من ذکر ت فرین دیا و دین با تو قرار
آوردی ما نرس سے جو تا ترانس طاعت خدا اور اسکے ذکر اور اسکے کلام کی تلاوت کا	

اور تمام ابواب جز قریات کے ہیں۔ اور ہندوؤں کے ایک نعمت ہندوؤں کی طرف سے  
 ہر مگر یہ وہ حال آئیں نہیں ہر جو مجھوں کے لیے ہوتا ہے اور اُنس ایک حال شریف ہر جو  
 بعد قریہ صفائی اور طہارت باطن سے اور کمال تقویٰ و قطع ہر باب و علائق اور  
 سلب خطرات اور ہر جس سے ہوتا ہے اور اس کی حقیقت ہر نزدیک و دور کی  
 صفائی اور رفت اور سیاحت کی بھاری روشنی سے ہر اور روح کا پھیلنا فتوح  
 کے سید انون میں ہر اور اس کے لیے ہر استقلال ہر جو طلب پرستی ہر کسی اُنس کو  
 استقلال کے ساتھ ہر سے جم کر تا ہر دو ہر بیت میں روح کا جم ہونا اور پھر جانا  
 محلی نفس میں ہر اور ہر کا ہم نے بیان اور وصف کیا اُنس ذات سے ہر اور ہر بیت  
 ذات تھا کے تمام ہر اس وقت ہر کی گزیر کاہ خدا سے جو کر چاہے اور وہ دونوں  
 اُنس اور ہر بیت کے سوا ہیں جو وہ ذات سے جانے رہتے ہیں اسو سے کہ ہر بیت اور  
 اُنس جو قبل از ذات ہیں وہ صفات جلال و جلال کے مطالعہ سے ظاہر ہر سے ہیں  
 اور یہ مقام تلون کا ہر اور جو ہم نے ذکر کیا ہر کہ ہر خدا کے ہر وہ تمام ملکین و قبلا  
 میں مطالعہ ذات سے ہر اور اُنس کے نفس مطہر کا خضوع اور ہر بیت کا خضوع ہر  
 اور خضوع و خضوع دونوں قریب ہیں اور ایک فرق لطیف کے ساتھ جو باہلے روح  
 مدد رکھتا ہے دونوں جدا جدا ہوتے ہیں اور بعض احوال سے قریب ہر اور ہر خدا سے  
 نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے فرمایا ہر و اسجد و اقرب یعنی اور تو سجده  
 کر اور تو نزدیک ہو و تحقیق حدیث میں آیا ہر کہ سب سے زیادہ قریب بندہ اپنے  
 رب سے سجده میں ہوتا ہے اسو سے کہ سجده کرنے والا جبکہ اسے سجده کا فرہ  
 چکھا یا جائے قریب حاصل کرتا ہے کیونکہ وہ سجده کرتا ہے اور اپنے سجده سے

اس طاقون و مکان کو طر اور نور دیدہ کرتا ہے خواہ وہ پیدا ہو گیا ہو یا آئندہ پیدا ہوگا اور رد اسے عنایت کے کنارہ پر سجدہ کرتا ہے اور وہ قریب ہوتا ہے۔ بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ ہر آئینہ میں ضروری پاتا ہوں سو میں کہتا ہوں یا اللہ خواہ یا رب ہر آئینے میں اپنے اوپر گران تر بہاؤوں سے پاتا ہوں سوال کیا گیا کہ یہ کس سبب سے جواب دیا کہ سبب یہ ہے کہ اندر اور پکار پر رہ کے پیچھے سے ہوتی ہے اور یا تم نے کسی ہنشین کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے ہنشین کو پکارے اور یہ خبر اشارات اور ملاحظات اور سرگوشی اور ملاطفت کے نہیں اور یہ مرتبہ جہاں قائل نے وصف کیا ہے مقام غریب و جہاں قریب متحقق ہو مگر یہ کہ وہ مشعر محویت اور شیر شکر ہے جو اس شخص کے لیے ہوتا ہے جس کا نفس غائب ہو اس کی روح کے نور میں ہوتا ہے اس واسطے کہ شکر اس کا غالب اور محویت اس کی قوی ہے پھر جب کہ ہوش میں آیا تو روح نفس سے اور نفس روح سے خلاص پاتا ہے اور بندہ سے ہر ایک اپنے عمل و مقام کی طرف عود کرتا ہے پھر نفس مطمئنہ کی زبان سے جو اپنے مقام حاجت اور محل عبودیت کی طرف راجع ہے یا اللہ و یا رب کہتا ہے اور روح اپنے فتوح و کشود اور کمال حال کے ساتھ اقوال سے مستقل ہوتی ہے اور یہ کمال اور قریب تر اول سے ہے اس واسطے کہ حق قریب اُس سے استقلال روح بالفتوح سے ادا کیا اور رسم عبودیت کو قائم کیا اس طرح کہ علم نفس عمل احتیاج کو پھر آیا اور ہمیشہ قریب کا حصہ نصیب روح کو اس سبب سے بڑھاتا ہے کہ رسم عبودیت نفس کی طرف سے قائم ہوتی ہے اور عقیدہ نے کہا کہ ہر آئینہ ہر تعالیٰ اپنے بندوں کے قلوب سے نزدیک اُسی قدر ہوتا ہے جس قدر کہ بندوں کے قلوب کو اپنے سے قریب دیکھتا ہے پس دیکھو کہ قدر قریب تیرے قلوب سے ہوتا ہے

اور ابو یوسف موسیٰ نے کہا کہ جب تک بندہ قرب کے ساتھ ہو گا وہ قرب شوگا  
یہاں تک کہ وہ قرب کے دیکھنے سے غائب ہو جائے جب کہ وہ وہ قرب سے  
قرب کے سبب جاتا رہے تو یہ قرب بڑا در ایک نے صوفیہ میں سے یہ آیات کہیں  
قد تفتک فی السفر فاجک لسانی | فاجتمنا لمان وافرقتا لمان  
ان یکن غیبک لتعظیم خطیبانی | فلقہ صیرک الوبد من الاشارہ وانی

ترجمہ

سن ترا در سر خود کرم درست انگہ زبان  
| با تو ہم راز آئندہ است زان شد مرا در دل نشان  
کہ پریشان گاہ جمع و ہر دورا معنی ست بس  
| اگر حلال و عظمت پوشیدہ در داز عیان  
جبہ گرداند ترا برین زرک جانم قرب  
| زان فترتی زین سدا ہم این معانی را بیدان  
وہ النون نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی زیادہ قرب میں نہیں رہا مگر یہ کہ  
بیت اُسی زیادہ ہوئی اور سہل نے کہا کہ ملامت قرب سے ادنیٰ خام جاہر  
اور نصیر آبادی نے کہا کہ اتباع سنت سے تو سخت کو پہنچا اور اداس  
خاکس سے تو قرب حاصل کرے گا اور فاضل کے روزمرہ سے محبت کو اور بعض  
احوال سے جاہر اور صاف صاف عام پر ہو اور وصف خاص پر آئین سے صفت  
عام سے وہ ہے کہ سکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں حکم دیا کہ  
اسیود من بدعتی کیا یعنی اللہ تعالیٰ سے شر ماذہبی نہیں کرنے کا یہ مافریں ہے

کہا ہم غمناک نہیں یا زنون اندر آب نے فرمایا یہ نہیں ہے مگر جو شخص اندر سے جا کرے  
تو چاہیے کہ سر کو نگاہ رکھے اور جو کچھ فراموش کرے اور نگاہ رکھے اور جو کچھ جمع کرے  
اور موت اور بوسیدگی کو یاد کرے اور جو آخرت کا ارادہ کرے تو دنیا کی زینت کو  
چھوڑ دے سو جس کسی نے یہ عمل کیا تو اُسے اندر سے جیسا کہ جو اُس کا حق ہے اور یہ  
جیسا مقامات میں سے ہے اور جیسے خاص احوال سے ہے اور یہ وہ ہے جو غمناک  
رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ امین اندھیرے گھر میں غسل کرنا ہوں اور اندر سے  
جیسا کہ سبب پلٹنا جانا ہوں۔ ابوالعباس مودب نے کہا کہ مجھ سے سری نے  
کہا کہ امین جو ترجمے کرتا ہوں اُسے یاد رکھ کہ جیسا کہ اُنس قلب کے آس پاس  
گھومتے ہیں ہوا اگر اُن میں رہا اور درع دیکھتے ہیں تو اُن سے بہن نہیں تو چل دیتے ہیں  
اور جیسا کہ کاسر جھکا ناہر برگی جلال کی بزرگداشت کے لیے اور اُنس روح کا  
لذت حاصل کرنا کمال جمال کے ساتھ ہے پھر جب وہ دونوں جمع ہو گئے تو وہ تھکا  
آرزو ہے اور انتہا کی عطا ہے اور شیخ الاسلام نے یہ شمار فرمایا

اشتاقہ فاذا بدی الطقت من اجلاله	لا خفتہ علی سببہ وصیائہ بحسبہ
الموت فی ادبارہ و العیش فی قبالہ	و الصدقۃ اذا بداد و المومنین طیف خیالہ

ترجمہ

مشتاق من توادہ کلامت سے کسا جھکا	اگر کچھ نہ تھا ہیبت مگر او حفظ میں اس کا حال
جانے میں سے موت ہر آنے میں سے زندگی	تمہیں پھر یوں جب وہ کلمے تو رب کریم کا خیال

بعض حکماء نے کہا ہے کہ جسے جہا میں کلام کیا اور اندر سے وہ جہا نہیں کہ اُن باتوں میں  
جنگے اندر گفتگو کرنا ہے تو وہ مستدرج ہے اور قریب قریب عذاب کے ہے اور

ذوالنون نے کہا کہ جیہا قلب میں ہیبت کا موجود نہ ہو اسی شہر کی عظمت کے  
 سانچہ جو پہلے تیری طرف سے میرے پروردگار کی طرف ہیبت کر گئی ہے۔ اور ابن عطا  
 نے کہا ہے علم اکبر ہیبت اور حیات سو جب اس سے ہیبت اور جاباتی رہی تو  
 اس میں خیر نہیں۔ اور ابوسلیمان کا قول ہے کہ بندوں نے چار درجوں پر عمل کیا جو حق  
 پر اور با پر اور تقسیم پر اور جبار اور درجہ بین شریعت تر سب سے وہ ہے جس نے  
 جبار پر عمل کیا اس بنا پر کہ اسکو یقین ہے کہ ہر آئندہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں اسکو  
 دیکھتا ہے شرماتے ہوئے زیادہ اس سے کہ گنہگار لوگ اپنے گناہوں سے  
 شرماتے ہوں۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ شرمانے والوں کے دلوں پر غالب  
 ہمیشہ احوال اور تعظیم ہے جبکہ اللہ تعالیٰ انکی طرف دیکھتا ہے

### اور بعض احوال سے اتصال ہے

فوری نے کہا کہ اتصال مکاشفات قلوب اور مشاہدات اسرار ہے اور بعض صوفیہ  
 نے کہا کہ اتصال وصول سر مقام ذہول تک ہے اور بعضوں نے کہا اتصال ہے کہ  
 کہ بندہ کو جو خالق اس کے کوئی حاضر نہ ہو اور اس کے سر کو ممانع کے سوا دوسری  
 خاطر متصل نہ ہو۔ اور سہل بن عبد اللہ نے کہا کہ بلا کے سبب حرکت دی گئی سو وہ  
 متحرک ہوا مگر سکون کیا تو وہ متصل ہو گئی۔ اور یحییٰ بن ساذرازی نے کہا  
 عمل کرنے والے چار میں نائب الہ متشاق و متصل پس نائب اپنی تہ سے محبوب  
 ہے اور خدا ہر اپنے رہے کہ شوق اپنے حال سے محبوب ہے اور جو اصل ہے اسکو  
 حق سے کوئی حاجب نہیں ہے اور ابوسعید خضریٰ نے کہا ہے دراصل وہ ہے

جسے اللہ نے پھر اسے قطع کا ہیشہ خوف نہیں اور بعض وہ ہر چو اپنی جہد سے نکل  
 ہو اور جب کبھی نسبت جہد میں ہوا منقطع ہو گیا اور یہ حکا ذکر کیا حال دید اور مراد کا ہر  
 اس واسطے کہ ایک آن درون میں سے کشفوں سے ہدایت کیا گیا اور دوسرا جہاد  
 کی طرف پھیر گیا۔ اور بزرگ نے فرمایا کہ وہ مصلین میں قسم کے ہیں قصد انکاشہ  
 ہو اور عقل و شجاعتی اور ہر جوئے انکی الی بعد ہر اور سیارہ کی کا قول ہے کہ وصول  
 مقام طیل ہو اور یہ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ایک بندہ کو دوست رکھا کہ  
 اپنے ساتھ وصل کرے تو پھر وہ مختبر کر دی اور بعد اس کے قریب ہو گیا۔ اور یہ  
 کا قول ہے کہ وصل و وصل اپنے آپ کے پاس ہو۔ اور درم نے کہا اہل و وصل کر  
 اللہ تعالیٰ نے قلوب کے ملاوے سو محفوظ اھوی اور محفوظ خلق سے ہلکے ہن  
 اور درم نے کہا کوئی نہیں پس جو کوئی پلٹا مگر طریق سے در کوئی اس کو نہیں چلا  
 کہ اس سے ریغ ہو اور جاتا ہے کہ انصاف اور مصلحت کی طرف شاخ  
 نے رخا رہ کیا ہے اور جو کوئی عین صافی کو ذوق اور جہد کے طریق کے طریق سے  
 ہو چاقو وہ وصول کے ایک رتبہ میں ہے مگر ان میں بھی تفاوت کرتے ہیں سو میں  
 سے جو شخص اس کو بطریق افعال پاتا ہے اور وہ رتبہ تجلی میں ہے تو اس کا اور غیر کا  
 فصل فانی ہو جاتا ہے اس واسطے کہ وہ غلام اللہ کے ساتھ قائم ہے اور اس حالت  
 میں تیر اور اختیار سے خارج ہو جاتا ہے اور یہ ایک رتبہ وصول میں ہے اور بعض  
 ان میں سے وہ ہیں جو مقام ہیبت اور انس میں توقف کرتے ہیں ان باتوں کے  
 سبب کہ جس کے ساتھ کشف و تجلی ہوتا ہے یعنی جلال اور جمال سے اور تجلی  
 بطریق صفات ہے اور وہ ایک رتبہ وصول میں ہے اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو مقام



فنا کو ترقی کرنے ہیں اس حالت سے کہ انوارینین و مشاہدہ اسکے باطن کو متصل ہیں اور وہ اپنے وجود میں اسکے نشود میں غائب ہو اور یہ ایک قسم کی شکل ذات ہے جو ان لوگوں کے لیے جو خاص مقررین سے ہیں اور یہ مقام ایک مرتبہ وصول میں ہے اور اسکے اوپر بھی ایقین ہے اور دنیا میں اس سے خواص کے لیے ایک چشم زدن ہے اور وہ نور مشاہدہ کا سر بیان کلیہ بندہ میں ہے یہاں تک کہ اس سے راجع قلب اور نفس حتیٰ کہ نالیب اسکا بندہ بندہ ہوتا ہے اور اسے اپنی مرتبہ وصول کا ہے اور جب کہ حقائق متحقق ہوں تو بندہ ان احوال شریفہ کے ساتھ جانتا ہے کہ وہ پہلی منزل میں رہتا ہے اور اگر یہ وصول کہاں افسوس کہ طریق وصول کی منزلین عمر آخرت ایسی ہی نہیں قطع نہیں ہو سکتی ہر کس طرح دنیا کی چھوٹی عمر میں قطع ہوتی ہے

### اور ان احوال سے قبض اور بسط میں

اور وہ دونوں احوال شریف ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ قبض و بسط اور ان دونوں احوال میں شائع نے کلام کیا ہے اور اشارات کے ساتھ بتلایا ہے جو علامت قبض و بسط کے ہیں اور انکی کیفیتوں سے میں گفت نہیں پاتا۔ اس سے کہ انھوں نے اشارہ پر اتفاق کی ہے اور اشارہ اہل کونائع کرتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ انھیں انوار کلام کر دین شاید کہ طالب اسکی طرف شائق ہو اور تفصیل قول کی اس میں چاہتا ہوں اور اسے بہتر دانا ہے۔ اور جانتا چاہیے کہ قبض اور بسط کے لیے ایک موسم خاص اور وقت لازمی ہے کہ نہ اس کے پہلے وہ ہوتے ہیں اور نہ اس کے بعد ہوتے ہیں اور ان دونوں کا وقت اور موسم محبت خاص کے اور اہل حال میں

ہوتا ہے اور نہ اسکی تمامیت میں اور نہ حال محبت خاص سے پہلے ہوتا ہے سو جو کوئی  
 محبت عامہ کے مقام میں ہو جو حکم ایمان ثابت ہے اسکی یہ قبضہ نہ بسط  
 صرف خوف اور زحمت ہوتا ہے اور کبھی حال قبضہ اور حال بسط کے مشابہ پاتا ہے  
 اور اسکو قبضہ و بسط خیال کرتا ہے حال آنکہ یہ وہ نہیں ہے اور یہ اسکی نشانی  
 کہ وہ ایک ہم و خیر ہو جو اسکو عارض ہو جاتا ہے سو اسکو قبضہ تصور کرتا ہے اور  
 ایکہ حبشہ نفسانی اور نشاط طبعی ہے جسکو وہ بسط گمان کرتا ہے اور ہم و نشاط  
 دونوں محل نفس سے صادر ہوتے ہیں اور اسکی جوہر سے اسواسطے کہ صفات نفس  
 باقی ہیں اور جب تک صفت امارہ کی جو اسیں ہے نفس میں باقی ہے اس سے  
 اعتبار اور نشاط پیدا ہوتا ہے اور ہم و سوزش اس نفس کی اور نشاط ایک بلند  
 صبح نفس کی ہے جب کہ دریا سے طبیعت تسلط ہو اور جبکہ محبت عامہ کے حال سے  
 محبت خاص کے ادائی کو ترقی کرے تو وہ صاحب حال اور صاحب قلب اور صاحب  
 نفس لوہہ ہو جائے گا اور اسوقت نوبت بہت آہیں قبضہ و بسط آئے گا  
 اسواسطے کہ وہ تہ ایمان کے تہ اقیان و حال محبت خاص کو ترقی کر لیا سو کبھی حق  
 اسکو قبضہ کرتا ہے اور کبھی بسط کرتا ہے۔ واسطی نے کہا ہے کہ وہ قبضہ کرتا اس خیر  
 سے ہے جو خیر و واسطی ہے اور بسط بھی اس خیر میں دیتا ہے جو اسکی لیے ہے  
 اور نور میں نے کہا قبضہ تجلو میرے ساتھ کرتا ہے اور بسط تیرا اپنے واسطے کرتا ہے  
 اور جتنا چاہے کہ وہ قبضہ صفت نفس کے ظہور اور غلبہ سے ہے اور ظہور بسط ظہور  
 صفت اور غلبہ قلب سے ہے اور نفس جب تک لوہہ نہ تہ ملک وہ کبھی غلوب  
 ہے اور کبھی غالب ہے اور قبضہ و بسط اسکی اعتبار سے اس سے ہوتا ہے

اور صاحبِ قلب حجابِ نورانی کے نیچے ہی اس واسطے کہ قلب اُسکیا موجود ہی جس طرح  
صاحبِ نفس حجابِ ظلمانی کے نیچے اپنے نفس کے وجود سے ہی پھر جب کہ وہ قلب  
سے ترقی کرے اور اُسکے حجاب سے نکلے تو اُسکو حالِ نہ متعبد کرتا ہی اور نہ اُسین  
تصرف کرتا ہی سو وہ اب قبض و بسط کے تصرف سے باہر ہو جاتا ہی سو نہ قبض  
میں ہوتا ہی اور نہ بسط میں جب تک کہ وہ وجودِ نورانی سے کہ وہ قلب ہی تیار ہو  
اور قریب کے ساتھ متحقق بلا حجابِ نفس و قلب ہی پھر جبکہ فنا و بقا سے وجود کی  
دو طرف پٹے تو وہ وجودِ نورانی کی طرف جو قلب ہی پٹے گا سو اسوقت قبض و بسط بھی  
خود کرے گا اور جتنا کہ فنا و بقا کے ساتھ رہا ہو تو نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی قابل  
نہے کہا اول قبض ہی بعد اُسکے نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی اس واسطے کہ قبض و بسط  
وجود میں واقع ہوتا ہی مگر فنا و بقا کے ساتھ سو نہیں ہی پھر قبض کسی حقوت  
افرادِ بسط کے لیے ہوتی ہی اور نہ اس واسطے کہ در ذمہ حجابِ اسدِ قلب پر وارد  
ہو رہتا ہی تو قلبِ راحت اور فرحت اور نشارت سے مملو ہو جاتا ہی سو اس حالت  
میں نفسِ استراقِ سمع کرتا ہی چوری سے کان لگا کر سنتا ہی اور اپنا حصہ لیتا ہی  
اور جب وارِ غیبی کا اثر نفس کو پہنچتا ہی تو وہ بالطبع غیبیان اور بسط میں  
افراط کرتا ہی یہاں تک کہ بسطِ نشاط کے ہم شکل ہو جاتا ہی اور اگر نفس کی  
مادوب اور تبدیل کی جائے اور کبھی غیبیان سے اور کبھی غیبیان سے نفس جاری  
نہو تو صاحبِ قلب کو قبض نہوا اور ہمیشہ روح اور نفس اُسکو حاصل رہے اور  
اعتدال جو قبض کا سد باب کرتا ہی اس قبولِ انہی سے اخذ کیا گیا ہی لیکہ لا تا سو  
علیٰ فاکم ولا تفرحوا بما آتاکم یعنی ماکہ نا امید نہو تم اور پس چہرے کہ جو ماکہ نہ آئے

اور تاکہ خوش نہوتم سنا تم اس خیر کے کہ تم کو اسے دی سوہر و فرح کا جلتک کہ روح  
اور قلب پر موقوف ہے وہ کثافت اور تیرگی نہیں قبول کرتا اور نہ صاحب فرح قبض  
کا مستوجب ہے علی الخصوص جب کہ فرح بین لطافت اس وارد سے آجائے جو ادا  
اور ہیبت الی اللہ ہے اور جب اللہ تعالیٰ کو ملجا واداکر نے کی التجانہ کی توفیق تاک  
لگاتا ہے اور اپنا حصہ فرح سے پاتا ہے اور وہ فرح اس خیر کے باعث ہے جس سے  
بغیر مانعت اور نہی آئی ہے تو بعض اوقات قبض اس کے سبب ہوتا ہے اور یہ گناہ  
بلیف ہے جو موجب قبض ہے اور نفس میں اس کے حرکات اور صفات سے بہت  
کو دیکھنا نہ ہیں جو باعث قبض ہیں زان بعد خوف و جا کو نہ صاحب قبض و بسط  
اور نہ صاحب اس و ہیبت نیست و نابود کرنا ہے اس واسطے کہ وہ دونوں ضرورت  
ایمان سے ہیں اس لیے وہ معدوم نہیں ہوتے اور قبض و بسط صاحب  
ایمان کے سامنے معدوم ہو جاتے ہیں اس سبب سے کہ خطر قلب سے باطن کر  
اور صاحب فنا و بقا اور قرب کے سامنے معدوم اس واسطے ہوتے ہیں کہ  
وہ قلب سے خلاص ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ باطن پر قبض اور بسط وارد  
ہوتا ہے اور سبب اس کا معلوم نہیں ہوتا اور قبض و بسط کا سبب مخفی نہیں  
رہتا مگر ایسے شخص پر جو کلمہ پرہ اس علم سے ہو کہ علم حال اور علم مقام سے محکم ہو  
اور جسے علم حال و مقام کو مضبوط و مستحکم کر لیا ہے اس پر قبض و بسط کا سبب  
پوشیدہ نہیں اور یہاں اوقات قبض و بسط کا سبب اس پر مشتمل ہوتا ہے اور اس پر  
کہ ہم قبض سے اور نشاط و بسط سے مشتمل ہو اور اس کا علم مخصوص اس کے سبب  
ہے جس کا قلب تقیم ہو اور جسے قبض و بسط کو معدوم کر دیا اور اس سے اس کے

ترقی کر گیا تو اس کا نفس مطمئنہ ہو کہ اس کے جوہر سے وہ آگ نہیں نکلتی جو موجب  
قبض ہو اور نہ اس کا دیر طبعیت باہر ہوتی سے متلاطم ہوتا ہے تا آنکہ بسط اس کے ظاہر  
اور سیما اوقات اپنے شخص کے لیے قبض و بسط فی نفسہ ہوتا ہے نہ میں نفسہ سو اس کا نفس  
مطمئنہ قلب کی طبیعت رکھتا ہے سو قبض و بسط اس کے نفس مطمئنہ میں جاری رہتا ہے  
اور حال آنکہ اس کے قلب کو قبض ہو اور بسط ہو سو اس کے قلب کا حال یہ ہے کہ نور  
روح کی شعاعیں متعین ہو اور قرب کی آرم گاہ میں قرار گزرتے ہو سو کو قبض ہو بسط ہو

### اور بعض احوال سے فنا اور بقا ہے

ہر کس نے علمائے صوفیہ نے کہا ہے کہ فنا یہ ہے کہ اس کے مخلوق فنا ہو جائیں پس کسی خیر میں  
اس کو حظ نہ ہو بلکہ تمام شیا سے وہ فنا ہو جاتا ہے اس خیر کے فضل کے سبب میں  
وہ فنا ہو گیا ہے۔ اور عام بن عبد اللہ نے کہا ہے کہ میں نہیں پروا کرتا ہوں عورت  
کو میں نے دیکھا یا کہ دیوار کو دیکھا اور اس خیر میں محفوظ ہے جس پر وہ اللہ کے واسطے  
قائم ہے اور تمام مخالفتوں سے رنج پیر ہے ہو ہے اور بقا اس کے بھیجے ہے  
اور وہ یہ ہے کہ وہ اس شے سے فنا ہو جائے جو اس کے واسطے ہے اور اس شے کے  
لیے باقی رہے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ باقی یہ ہے  
کہ کل شیا اس کے لیے شے واحد ہو جائے سو اس کے تمام حرکات موافقت حق کے  
رہے بغیر مخالفت اس کے ہوں اور وہ مخالفت سے خالی اور موافقات سے باقی  
ہو۔ اور سب کے نزدیک یہ سکا ذکر اس قائل نے کیا ہے وہ تو یہ تصویع کی محبت  
کا مقام ہے اور فنا و بقا کے کسی بات میں نہیں ہے اور اشارہ بقا کے

وہ ہے جو عبد السمیع بن عمر کے روایت ہو کہ اُسکو کسی شخص نے طوآن کی حالت میں سلام کیا اور اُس نے جواب سلام نہ دیا تو بعض اصحاب سے اُسکی شکایت کی تو آپ نے جواب دیا کہ ہم اس مکان میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتے تھے۔ اور بعضوں نے کہا کہ کہ فنا اشیاء غائب ہونا ہے جیسے کہ فنا موسیٰ کی تھی جب کہ اُسکے پروردگار نے پہاڑ پر تجلی فرمائی۔ اور خزانے کہا کہ کہ فنا حق کے ساتھ معدوم اور مٹا ہی جوتا ہے اور بقا حضور مع الحق ہے۔ اور ضیئہ نے کہا کہ کہ فنا خیر ہونا کل کا تیرے اوصاف سے اور سب کا اشتغال تجھ سے بالکل یہ ہے۔ اور ابراہیم ابن شیبان نے کہا کہ کہ علم فنا اور فنا اظلاص و مذہب اور صحت و جودیت پر دور اور گردش کرتا ہے اور جو چیز اُسکے سوا ہے وہ فنا طون اور کجاء کے قبیل سے ہے۔ اور خزانے سے پوچھا گیا کہ فانی کی علامت کیا ہے جواب دیا کہ جو فنا کا دعویٰ کرے اُسکی علامت یہ ہے کہ اُسکا حنیف جز اللہ تعالیٰ کے دنیا اور آخرت سے جاتا رہے۔ اور ابو سعید خزانے نے کہا کہ کہ لیل فنا جو ہیں انکی صحت فنا میں یہ ہے کہ علم بقائے ساتھ ہو اور اہل بقا کی پیمائش صحت یہ ہے کہ علم فنا اُنکے ساتھ ہو اور جانا چاہیے کہ شائع کے اقوال فنا اور بقا میں بہت ہیں سو انہیں سے بعض اخراجات فنا و مخالفات اور بقاے موافقات کے جانب ہیں اور وہ ہے کہ جسکو توبہ نصوح مقضیٰ ہے اور وقایہ ثابت و صف توبہ کے ساتھ ہے اور انہیں سے بعض اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ غیبت اور حصر اور اہل زمانہ اور یہ ہے جسکو نہ مقضیٰ ہے اور انہیں سے اشارہ اس طرف کرتے ہیں کہ اوصاف غیر مومہ فانی ہو جائیں اور اوصاف محمودہ باقی رہیں اور یہ وہ ہے جسکو

تو کہ نفس مقتضی ہے اور بعضے انہیں سے ایسے ہیں کہ وہ فنا سے مطلق کی حقیقت کی طرف اشارہ ہے اور پھر جس قدر اشارات ہیں انہیں سے ہر ایک میں بعضی فنا میں لیے گئے ہیں فنا سے مطلق وہ ہے کہ جو امر حق سبحانہ و تعالیٰ سے بندہ پرستولی ہو جائے سو حق سبحانہ و تعالیٰ کا ہونا بندہ کے ہونے پر غالب آجائے اور وہ فنا سے ظاہر اور فنا سے باطن پر تقسیم ہو اور ان جملہ فنا سے ظاہر ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ تعالیٰ پر حق افعال کرے اور بندہ سے اس کے اختیار و ارادہ کو سلب کرے اور اس وقت اپنے نفس نہ آپ سے غیر کے لیے کوئی فعل نہ دیکھے مگر حق کے ساتھ پھر ہر کام و معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے موافق پکڑے حتیٰ کہ میں نے سنا ہے کہ بعضے وہ لوگ جو اس مقام میں فنا سے قائم ہیں بہت روز اس طرح گزارتے تھے کہ وہ نہ کھانا کھاتے تھے اور نہ پانی پیتے تھے یہاں تک کہ اس کے لیے فعل حق اس میں شمارہ جاتے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ اس شخص کو پہنچاتا ہے جو اس کو کھانے اور پلانے جس طرح چاہے اور پسند کرے اور نہ مجھے اپنی جان کی قسم فنا ہے جو اس کے کہ وہ اپنے نفس سے فنا ہو چکا ہے اور غیر کے بھی کہ اس کی نظر اللہ تعالیٰ کے فعل کی طرف ہے اس وجہ سے کہ غیر اللہ کا فعل فانی ہے۔ اور فنا سے باطن یہ ہے کہ کبھی مسکشفہ صفات کا اور کبھی مشاہدہ آثار عظمت ذات کا ہو سو اس کے باطن پر امر حق مستولی ہو جائے یہاں تک کہ اس کے لیے کوئی خطرہ نفسانی اور دوسرے شیطانی باقی نہ رہے اور فنا کی ضرورت سے نہیں ہے کہ اس کا احساس جائے اور کبھی بعض اشخاص کے لیے غیبت احساس کا بھی اتفاق ہو جاتا ہے اور یہ ضرورت فنا سے علی الاطلاق نہیں ہے۔ اور میں نے شیخ ابو محمد بن عبد اللہ

بصری سے سنوئی کیا اور کہا اُس سے آیا تھاے خیالات سر میں اور وجود و ہوا اس کا  
 شرک خفی سے ہے۔ اور میرے نزدیک یہ بات تھی کہ یہ شرک خفی سے ہے سو اُسے  
 کہا یہ مقام فنا میں ہوتا ہے اور اُسے یہ بیان نہیں کیا کہ وہ شرک خفی سے ہے یا نہیں  
 یہ ایک حکایت مسلم بن ایسار کی بیان کی کہ وہ نماز میں تھے اور اُس وقت  
 جامع مسجد کجا ایک ستون گر پڑا اور اُسکے شدت صدر منہ سے اہل بازار گھبرائے  
 اور مسجد میں داخل ہوئے تو آپ کو نماز کے اندر دیکھا اور ستون اور اُس کے گر جانے  
 سے اُسکو حس نہیں ہوئی سو یہ استغراق اور فنا سے باطن ہے بعد ازاں اُسکا  
 بطن وسیع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ شاید وہ فنا کے ساتھ متحقق ہو جاتا ہے اور  
 اُسکے معنی یہ ہیں کہ روح اور قلب اور جو قول اور فعل سے اُسپر جاری ہو اُس سے  
 وہ غائب نہیں ہوتا۔ اور اقسام فنا سے یہ ہے کہ وہ ہر ایک قول اور فعل میں  
 مرجع اُسکا اشد کی طرف ہو اور حکم کا منتظر اپنے کلیات امور میں ہوتا ہے تاکہ  
 وہ سب اشیاء میں بالمدنہ بقسہ سوا اختیار کا ترک کرنے والا فعل حق کا منتظر فانی  
 ہو اور حکم حق کا صاحب انتظار اپنے کلیات امور میں راجع الی امد اپنے باطن  
 سے حرمت میں فانی ہو اور شخص کہ اُسکے اختیار کا مالک اُسکو اللہ تعالیٰ نے  
 کیا ہو اور اُسکو تصرف میں آزاد اور مطلق کر دیا ہو اختیار کے جس طرح چاہے  
 اور ارادہ کرے نہ وہ منتظر فعل کا ہو اور نہ وہ منتظر اذن حکم کا ہو وہ باقی ہے  
 اور باقی اُس مقام میں ہے کہ نہ حق واجب اُسکا خلق سے ہے اور نہ خلق اُسے  
 حاجب حق سے ہے اور فانی حق کے ساتھ محبوب خلق سے ہے اور فنا سے ظاہر  
 اور باہم محبوب اور حوال کے لیے ہے اور فنا سے باطن اُسکے لیے ہے جو حوال کی



قید اور پیری سے بنا اور بالقد ہو گیا نہ بالا حوال اور قلب سے خارج ہو گیا اور وہ اپنے قلب کے ساتھ ہو گیا نہ یہ کہ اپنے قلب کے ساتھ ہو تا

پاسٹھوان باب اُکلیات کی شرح میں ہر صوفی اصطلاح صوفیہ بعض احوال کے مشیرین

جابر نے حضرت بنی علیہ السلام سے روایت کی فرمایا کہ معاون تقویٰ سے علم کا مجھے حاصل کرنا ہر بیان تک کہ تو جان لے علم ان چیزوں کا خشکو تو نہیں جانتا اور جو جان چکا ہے اس میں نقص قلت زیادت کی ہے۔ اور یہی بات ہے کہ آدمی نامعلوم چیزوں کے جاننے میں زہد اور کم رغبتی یہ کرنا ہے کہ جو علم حاصل کیا اُس سے انتفاع کم حاصل کرنا ہے۔ ہر آئینہ منشاخ صوفیہ نے بنیاد تقویٰ کو مضبوط اور محکم کیا اور علم کو اللہ تعالیٰ کے لیے سیکھا اور اپنے تقویٰ کے موقع کے لیے عمل اُن چیزوں پر کیا خشکو انہوں نے علم جانا پس اللہ تعالیٰ نے وہ چیزیں اُنکو تعلیم کیں غرائب علوم اور اشارات و تنبیہ سے جو وہ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے کلام سے غریب علوم اور عجائب اسرار استنباط کیے اور ان کے حرم کو علم میں داخل کر دیا۔ ابو سعید خدری نے کہا ہے کہ کلام اللہ کا اول قسم یہ ہے کہ اُس کلام یا کلمہ پر عمل کرے اور شکیکہ علم اور قسم اور استنباط آئین ہے اور آغاز قسم کا یہ ہے کہ کان سپر رکھے اور اُس کے اس قول یا کلمہ کو مشاہدہ کرے ان فی ذلک لَذکر لی لمن کان لہ قلب او اُلمی لیسح دہر شہید یعنی اللہ اس مقدمہ میں نصیحت ہے واسطے اُس شخص کے کہ دل رکھے یا کان رکھے متوجہ ہو کر۔ اور ابو بکر واسطی نے کہا ہے کہ علمات ربیخ علم میں وہ لوگ ہیں جو اپنی ارواح کے ساتھ غیب نبیوت و سر اسرار میں غافل رہتے ہیں

اور استوار ہو گئے ہیں پھر انکو واقف کر دیا اُن علوم سے جن سے انھیں واقف کر دیا  
اور ان سے ارادہ اُن مقتضائے آیات کا کیا جو ان کے خیر سے نہیں کیا اور وہ لوگ دریائے  
علم میں نہم کے ساتھ گھس گئے تاکہ ترقی حاصل کریں اسوقت نہم سے انھیں وہ  
ذخیرے خزان کے جو ہر ایک حرف اور آیت کی تہ ہیں تھے اور عجائب نص کشف  
ہوئے تب انھوں نے درو جاہر نکالے اور حکمت کے ساتھ انھوں نے کلام کیا  
اور ائمہ ہدایت میں وارد ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بر ذریعہ  
ابن ہریرہ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہر ائمہ بعضے ایسے علم ہیں جسے درکنون کہ کلو  
کوئی بجز علمائے بائد کے دوسرے نہیں جانتا پھر جب کہ اُس کے ساتھ کلام کیا تو  
اُن کا انکار نہیں کرتا مگر وہ شخص جو مغرور بائد ہو قرشی سے سموع کہ کہہ کہتا تھا  
کہ وہ علم سرراۃ مانی کے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور اولیاء اور سادات کبریٰ کو  
غیاث فرمائے ہیں بدو ان اسکے کہ وہ کسی کے شیعین اور یا کسی سے پڑھیں  
یہ اُن اسرار میں سے ہیں کہ چند بجز خواص کے اور کوئی مطلع نہیں ہوا۔ اور  
ابو سعید خزاز کا قول ہے کہ عارفین بائد کے لیے بہت خزانے ہیں جن میں انسانیت  
بہت علوم غریبہ اور جہان مجیبہ رکھے ہیں کہ انھیں لسان ابدیت سے کلم کہتے ہیں  
اور ان سے عبارت از لیت خیر و تہ ہیں اور وہ علم مجہول سے ہی سو سکا یہ قول  
کہ زبان ابدیہ اور عبارت از لیتہ اشارہ اسکی طرف ہے کہ وہ لوگ اللہ کے ساتھ  
نطق اور کلام کرتے ہیں اور ہر ائمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کی زبان سے فرمایا ہے فی مطلق اور وہ علم لدنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی نسبت خیر کے  
حق میں فرمایا ہے ایتنا درجتمہ من عندنا وعلماہ من لدنا علما۔ یعنی ہم نے

اسکو اپنے پاس سے رحمت دی اور ہم نے اسکو اپنے پاس سے علم سکھایا۔ بعض  
 ائمہ نے جسکو انکی زبانوں نے کلمات سے مستعمل کیا تاکہ ایک دوسرے کو سمجھا  
 اور انکی طرف سے ایک اشارہ ان احوال کی طرف ہو جسکو وہ پاتے ہیں اور اپنے  
 معاملات دلی میں جسکو وہ جانتے ہیں انکا قول ہو۔ جمع و تفرقہ بعضوں کا قول ہے کہ  
 جمع اور تفرقہ کی اصل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے شمس الدنہ لاله جو سو یہ جمع ہے  
 بعد از ان تفریق کی اور فرمایا واللہ لاکتہ واولو العلم اور قول اللہ تعالیٰ کا انما یسجد  
 جمع ہے اور یہ تفریق اپنے اس قول سے وما نزل الیہا اور جمع اصل ہے اور تفرقہ فرع ہے  
 پس جب جمع بلا تفرقہ ہیں وہ زندہ اور یکا دہین اور بقدر تفرقہ بلا جمع ہیں یعنی  
 آواز بند ہے کہ اگر کہ قرب بالوجد جمع ہے اور غیبت اسکی بشرت بین تفرقہ ہے اور  
 بعضے کہتے ہیں کہ جمع انکی معرفت میں اور فرق اسکا احوال میں ہے اور جمع وہ اعمال  
 کہ صاحب جمع اسکو نہیں شہادہ کرنا مگر حق پر جب کہ اسکے غیر کو دیکھا تو جمع نہیں  
 اور تفرقہ شہور سکھتے ہیانہ سے چاہا اور عبارات صوفیہ ائمہ بہت ہیں۔  
 اور قصود یہ ہے کہ ان حضرات نے جمع کے ساتھ اشارہ تفرقہ تو حید کی طرف کیا کہ  
 اور تفرقہ کے ساتھ اشارہ اکثاب کی طرف کیا ہے بلکہ ان کوئی جمع نہیں مگر تفرقہ  
 کے ساتھ اور کہتے ہیں طلان عین جمع میں ہے کہ اس سے عنوان اسکا کرتے ہیں  
 کہ استیلا و رقبہ حق کا اسکے باطن پر ہے پھر جب کہ اسنے اپنے اعمال سے کسی  
 چیز کی طرف رجوع کی تو تفرقہ کی طرف رجوع کی پس جمع کی صحت تفرقہ کے  
 ساتھ ہے اور تفرقہ کی صحت جمع کے ساتھ ہے سو یہ جوہر اسکا حاصل اسکی  
 طرف رجوع ہے کہ جمع اعلم باللہ سے اور تفرقہ علم باللہ سے ہے اور ان دونوں سے

چارہ نہیں ہر مغربین نے کہا ہے کہ جمع عین فنا باقیہ ہے اور تفرقہ عبودیت ہے کہ  
 اُسکا بعض متصل بعض ہے اور ہر آئمہ قوم نے غلطی کی اور اُنھوں نے دعویٰ کیا  
 کہ وہ عین جمع میں ہیں اور صرف توحید کی طرف اشارہ کیا اور اکتساب کو مستقل  
 کر دیا اور وہ لوگ زندیق ہو گئے اور جمع بھی حکم روح ہے اور تفرقہ حکم قالب ہے اور  
 جب تک کہ یہ ترکیب باقی ہے تو جمع اور تفرقہ سے گریز نہیں ہے اور واسطی نے کہا ہے  
 کہ جب تو اپنے نفس کی طرف نظر کرے تفرقہ میں تو پڑ گیا اور جب اپنے رب کی  
 طرف دیکھے جمع میں تو ہے اور جب تو اپنے غیر سے قائم ہے تو فانی ہے بلا جمع اور بلا تفرقہ  
 کے۔ اور بعضوں نے کہا ہے جمع انکی بذاتہ ہے اور تفرقہ اُسکا فی صفتہ ہے اور کبھی وہ  
 جمع اور تفرقہ سے یہ مراد لیتے ہیں کہ جب اُس نے اپنے نفس کے لیے کسب ثابت  
 کیا اور اپنے اعمال کی طرف نظر کی تو وہ تفرقہ میں ہے اور جب کہ اشیا کو حق کے  
 ساتھ ثابت کیا تو جمع میں ہے اور تمامی اشارات اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ  
 کون تفرقہ ڈالتا ہے اور کون جمع کرتا ہے سوچنے کو کون کو یکتا کر دیا تو اُس نے  
 جمع کی اور جس نے کون کی طرف نظر کی تو وہ تفرقہ میں پڑا تو تفرقہ عبودیت ہے اور  
 جمع توحید ہے پھر جب کہ اپنی طاعت کو ثابت کسب کیا تو صاحب تفرقہ ہو گیا  
 اور جو اثبات اُسکا باقیہ کیا تو ثابت جمع ہوا اور جب فنا کے ساتھ متحقق ہوا  
 تو وہ جمع جمع ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ افعال کا دیکھنا تفرقہ ہے اور صفات  
 کا دیکھنا جمع ہے اور ذات کا جمع الجمع ہے۔ بعض صوفیہ سے لوگوں نے حال دوسری  
 علیہ اسلام کا پوچھا جب کہ وقت کلام تھا تو کہا موسیٰ موسیٰ سے فنا ہو گیا  
 سو موسیٰ کو موسیٰ سے کچھ خبر نہ تھی پھر کلام اور کلام کرنے والا اور کلام

جس نے کیا وہ تھا اور کون کون سی کو طاقت اسکی تھی کہ باز خطاب کو اٹھاتا اور جواب دیتا اگر وہ اسکی نہ سماعت کرتا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو ایک قوت بخشی تھی اس قوت سے ہنسے سنا اور جو یہ قوت نہ تھی تو سماعت پر قادر نہ ہوتا اور قابل نے مثال دے کر یہ آیات پڑھے نظم

وہ الذین بعد ما بذل الھوے	برق تعلیق ہو نہا لہوے
یبدو کما شیتہ الردار ورونہ	صعب الذکر تمیغ ارکانہ
قید الینظر کیف لایح فلم یطیق	نظر الیسہ در وہ اشجانہ
فالنار را تملت علیہ غلامہ	والسار ما سمعت بہ اجفانہ

### ترجمہ از مترجم فارسی

پرست بیشک آن نہ کہ آن ماہ روی بود	از خشم بر دے خود بمن آن نہ چنان بود
یا گوشتہ رو است کہ آن در باک من	نران دست بر بلند شوا رخ ہی بر بود
پیدا شدہ است تا من ناظر خوم بود	یک آن با خلق شدہ است و پیاں چو بود
و حیہ آنکہ ہر دو پہلو بروے شود بہم	آب آنکہ نوک خرگان دہم برین حدود

### اور بعض اُنکا قول تجلی اور استعارہ

جفید نے کہا کہ وہ نادیب اور تہذیب اور تہذیب ہر سوادیب موقع استعارہ کا ہے اور وہ عوام کے لیے ہے اور تہذیب خواص کے لیے ہے اور وہ تجلی ہے اور حجت یعنی گراں دلیا کے لیے ہے اور جو مشاہدہ ہے اور استعارہ اور تجلی میں حاصل اشارت کا صفات نفس کے طور کی طرف راجح ہے اور اسی میں سے استعارہ اور

وہ صفات نفس کی غیبت کی طرف اشارہ کمال قوت صفات قلب کے ساتھ  
ہو اور اسی میں سے تجلی ہو پھر تجلی کبھی بطریق فعال ہوتی ہو اور کبھی بطریق  
صفات اور کبھی بطریق ذات ہوتی ہو اور حق تعالیٰ نے رحمت کے سبب  
موضع استتار کا خواص اور غیر خواص پر باقی رکھا ہے پس خواص کے لیے وہ مقام  
ہے کہ وہ لوگ اسکے ساتھ صلاح نفوس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور غیر خواص  
کے لیے اس وجہ سے کہ اگر وہ موضع استتار نہ تھے تو ان سے اور بڑی آفتاب  
حاصل نہ کرتے اس واسطے کہ انکو جمع کچھ عین استغراق اور انکار بر ذلہ واحد قہار  
کے لیے ہوتا ہے۔ بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ تجلی حق کی علامت اسرار کے لیے  
یہ ہے کہ مشہور اس طرح ہو کہ اُس پر تعبیر تسلط ہو اور اُس پر فہم حاوی ہو جائے جس  
تعبیر کیا یا کہ فہم کیا تو وہ صاحب استدلال ہے نہ کہ ناظر احوال۔ اور بعض صوفیہ نے  
کہا ہے کہ تجلی پر دل سے بشریت کا اٹھنا ہے نہ یہ کہ ذات حق غرض حق کے ساتھ  
متلون ہو اور استتار یہ ہے کہ بشریت تیرے اور مشہود غیب کے درمیان آتی ہو

اور بعض انہیں سے بخرید اور قہرید ہے

ایک اشارہ انہیں سے بخرید اور قہرید میں ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ اغراض سے  
مجرد اور خالی ہو جائے ان باتوں میں شکوہ کرتا ہے نہیں کرتا اسکو جسے وہ کرتا ہے  
کہ دنیا و آخرت کے اغراض پر اسے نظر ہو بلکہ جو کچھ اسے حق عظمت سے  
مکتوف ہو اسکو بروئے عبودیت اور انقیاد کے اپنی کوشش کے موافق  
ہوا کرتا ہے اور قہرید یہ ہے کہ اپنے نفس کو ان کاموں کے اندر نہ دیکھے

جو وہ کرتا ہے بلکہ وہ احسان انہی اپنے اوپر دیکھتا ہے پس تجرید انہی کی نفسی سے ہے اور تجرید اپنے نفس کی نفسی سے اور استغراق نفس جو نعمت تھی کے اندر مرتبہ ہوتا ہے اور کسب سے غیبت ہوتی ہے

اور بعضے انہیں سے وجد اور تو اجد اور وجود

سو وجد وہ ہے جو باطن اللہ کی طرف سے وارد ہو کہ اسے کسب کرے خوشی سے یا رنج سے اور شکوہ و غم و غصہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف تائب لگاتا ہے اور وہ ایک فرحت ہے کہ اس سے مغلوب بعضہا نفس چھوڑتا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتا ہے۔ اور تو اجد وجد کا ذکر و فکر کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اور وجود وجد کے سورج کا وسیع ہونا اس سبب سے ہے کہ وجد ان کی قضائیں مکمل جاتا ہے تو وجد وجد ان کے ساتھ نہیں ہے اور عیان کے ساتھ خبر نہیں ہے تو وجد غرضیہ زوال کے ساتھ ہے اور وجود ثابت مثل ثبوت جہاں ہے اور البتہ کہا گیا ہے نظم

قد کان یطرب فی وجد من فاضل	عن روتہ الوجد من فی الوجد موجود
والوجد یطرب من فی الوجد رحتہ	والوجد عند حضور الحق منفق و

ترجمہ از ترجم فارسی

خوشحالی کہ در وجدت لیکن از وجود	خلاصہ نفس آنگونہ بر او خیال میبود
و در وجد طرب بود کہ بر اوج در وجد	خام در حضور حق شود آن وجد و مقصود

	اور بعضے شرح اُن کلمات سے غلبہ ہے	
غلبہ وجد تلاشی ہے پس وجہ کلی کی مثال ظاہر ہو تا ہے اور غلبہ مثل اُس کے ہے کہ تخلی متواتر لاتی ہو اور تواتر اس کا تمیز نہ ہو سکے سو وجد جلد منقطع ہو جاتا ہے اور غلبہ اسرار کے لیے حصن حصین ہو کر باقی رہتا ہے		
	اور بعضے اُنہیں سے مُسافرہ ہے	
اور وہ ارواح کا تفرہ ہے جب کہ وہ سرگوشی چھپ کر گئی ہے اور سر اس میں اُسکی نرم نرم باتیں ہیں اپنے لطیف ادراک سے جو قلب کے لیے ہے اس وجہ سے کہ روح اُس کے ساتھ متفرہ ہے سو روح اُس سے بغیر قلب کے لذت یاب ہوتی ہے		
	اور بعضے اُن اشارات سے سُکر اور صحو ہے	
سُکر سلطانِ حال کا استیلا ہے اور صحو ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کی طرف رجوع کرنا ہے۔ محمد بن حنفیہ کا قول ہے کہ سُکر جو شخص قلب کا ہے جب کہ ذکر محبوب کے معارضات ہوں۔ آرد و اسطی نے کہا ہے کہ وجد کے مقامات چار ہیں ذہنی پھر حسی پھر سُکر پھر صحو جیسے کسی ایک شخص نے دریا کو سنا پھر اُس کے قریب ہوا پھر اُس کے اندر ٹہسا پھر اُس کو لہروں نے اپنے اندر لے لیا سو بنا بر اُس کے جس شخص پر کہ سرایتِ حال کا اثر باقی ہے تو اُس پر سُکر کا ہے اور جو شخص کہ اُسکی ہر ایک شے اپنی قرار گاہ پر آگئی تو وہ صحو ہے پس سُکر اہل قلوب کے لیے ہے		



اور محو آنکے لیے جلو غیب کے حقائق کشف ہوتے ہیں

اور بعضے ایمان سے محو اور اثبات ہر

محو اوصاف نفوس کے دور ہونے سے ہر اور اثبات اس پیر کے باعث ہر اہم  
اثبات سے پیالہ دور بین لائے جاتے ہیں۔ یا کہ محو رسوم اعمال کا محو ہر ہر  
اس نظر فناء سے ہر جو اپنے نفس اور افعال نفس پر اور اثبات اعمال کا ثابت کرنا  
اس پیر کے ساتھ ہر کہ حق نے اس کے لیے وجود سے پیدا کیا تو وہ باقی ہر بقولہ ہر حق  
اسکو ثابت از سر نو کرتا ہر بعد ازاں کہ اسکو اوصاف اس کے سے محو دیا اور  
سدا دیا ہر ابن عطائے کہا ہر کہ اس کے اوصاف مٹا دیا ہر اور اس کے سر ثابت کہ تاہر

دور ہونے ایمان سے علم یقین و عین یقین و حق یقین ہر

سو علم یقین وہ ہر جو نظر اور استدلال سے طریق سے ہر اور عین یقین وہ ہر جو  
بطریق کشف اور فوہل کے ہر اور حق یقین وہ ہر کہ ناظم وصال کے ورد کے  
شخص اب و گل کی پوش سے تحقیق ہو گیا۔ فارسی کا جوں ہر کہ علم یقین وہ  
ہر جو عین اضطراب ہر اور عین یقین وہ علم ہر حسین اللہ تعالیٰ نے ہر اور  
کائنات رکھا ہر اور علم جب منفعت یقین سے علیحدہ ہوا تو وہ علم بانشہ ہو گا اور  
جب اس کے ساتھ یقین منقطع ہو گیا تو وہ علم لانشہ ہر اور حق یقین حقیقت اس  
شر کی ہر سکا اشارہ علم یقین و عین یقین نے کہا ہر اور غیب نے کہا  
حق یقین وہ ہر کہ بندہ اس کے ساتھ متحقق ہوا تو وہ یہ ہر کہ شاہد شہید رہی ہر

کرے کہ مرنیات کا مشاہدہ مشاہدہ عیان کرتا ہے اور غیب پر حکم کرتا ہے اور اسے  
 سچی خبر دیتا ہے جیسا کہ صدیقؑ نے خبر دی جبکہ جواب اُسے دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی بات کا کہ تو نے اپنے عیان کے لیے کیا باقی رکھا تو کہا اللہ کو اور اس کے  
 رسول کو۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ علم یقین حال تفرقہ ہے اور عین یقین  
 حال جمع اور حقی یقین جمع الجمع زبان توحید ہے۔ اور بعضوں کا مقولہ ہے کہ یقین کے  
 لیے اسم ہے اور رسم ہے اور علم ہے اور عین ہے اور حقی ہے سو اسم اور رسم عوام کے لیے ہے اور  
 علم یقین اولیاء کے لیے اور عین یقین خواں ولیا کے لیے اور حقی یقین انبیاء علیہم السلام  
 کے لیے اور حقیقت حق یقین کے ساتھ شخص ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

### اور بعض اُن اشارات سے وقت ہے

اور وقت سے مراد وہ چیز ہے جو بندہ پر غالب ہو اور غلبہ ایمان کا جو بندہ پر  
 ہو وقت ہے اس واسطے کہ وہ تلوار کی مثالی ہے کہ وہ روانہ اس کے حکم سے ہوتا ہے  
 اور قطع کرتا ہے اور کبھی وقت سے مراد وہ چیز ہے جو بندہ پر ہجوم لاتی ہے اور اس کے  
 سر پہ ناگاہ آتی ہے اس کے کسب سے نہیں ہوتی اور ایمان تعین کرتی ہے سو وہ  
 اپنے حکم کے ساتھ ہوتی ہے مادہ میں ہے کہ فلاں شخص حکم وقت میں ہے یعنی وہ  
 اُن چیزوں سے لیا گیا ہے جو اُس سے ہے اُس چیز کے ساتھ جو حق کے لیے ہے

### اور انہیں سے غیبت اور شہود ہے

پس شہود حضور ہے کبھی صفت مراقبہ اور کبھی وصف مشاہدہ ہے ہوتا ہے

سو جب تک بندہ شہود اور رعایت کے ساتھ موصوف رہے وہ حاضر ہو اور جب  
اُس سے حالِ مشاہدہ اور حراقہ کا جائزہ لیا تو دائرہ حضور کے خارج ہو گیا اور وہ  
غائب ہو اور کبھی غیبت کے ساتھ وہ بھی معتبر ہوئی ہے جو غیبت کہ اشیاء سے  
بافتی ہوئی ہو اور اس معنی سے حاصل اُس کا راجع فنا کی طرف ہے

اور اُنہیں سے ذوق و شرب اور رے ہے

پس ذوق ایمان ہے اور شرب علم ہے اور رے حال ہے سو ذوق ارباب ہدایت  
کے لیے ہے اور شرب اہل طواع اور لوامع اور لوامع کے لیے اور رے  
ارباب احوال کے لیے ہے اور یہ اس واسطے کہ احوال یہ ہیں جو ٹھہرتے ہیں جبکہ وہ ٹھہرتے  
تو یہ حال نہیں ہے اور وہ لوامع اور طواع ہیں اور بعضوں نے کہا حال نہیں ٹھہرتا  
اس واسطے کہ وہ گزرتا رہتا ہے اور اگر ٹھہر گیا تو وہ مقام ہے

اور اُنہیں سے محاضرہ مکاشفہ مشاہدہ ہے

محاضرہ ارباب تلویں کے لیے ہے اور مشاہدہ ارباب تکلیف کے لیے اور مکاشفہ اُن  
دونوں کے درمیان ہے یہ بیان تک کہ وہ مستقر ہو پس مشاہدہ اور محاضرہ اہل علم کے  
لیے اور مکاشفہ اہل عین کے لیے اور مشاہدہ اہل حق کے لیے یعنی حق یقین

اور بعض اُنہیں سے طوارق و برادری و راوہ و مواقع و طرائق و خواص و کواص و طوایع

اور یہ تمام لفظ قریب بعض ہیں اور ممکن ہے کہ اُنہیں قول شرح اور سب سے کیا جائے

اور اسکا حاصل معنی واحد کی طرف رجوع اور عبارت میں کثیر ہو سو اسمین کچھ خاکندہ  
نہو اور مراد یہ ہے کہ یہ سب انشیا مبادی اکمال اور اس کے مقدمات میں اور جب  
حال صحیح ہوا تو وہ سب اسماء اور ان کے معانی کا استیجاب کرے گا

### اور انہیں سے تلون اور تلونیں ہر

ستون تلون اہل قلوب کے لیے ہر اس واسطے کہ وہ پردہ مائے قلوب کے پیچے ہیں اور قلوب  
کے لیے صفات کی طرف رسیدگی ہے اور صفات کے لیے تعدد و تغیر تعدد اپنے درجہ  
کے لیے تو در پافت ہوا کہ اگر باب قلوب کے لیے تعدد و صفات کے تلون بننا  
ہیں اور قلوب اور اگر باب قلوب کے لیے تجاوز عالم صفات سے نہیں ہر دو لیکن  
اگر باب تکلیفیں سو وہ احوال کے لیے زہدانوں سے باہر نکل گئے اور پردہ مائے  
قلوب کو چاک کر دیا اور انکی روحوں نے فو زات کے سطوح سے بہا شہرت کی تو تلون  
انہو جہ سے اٹھ گئی کہ ذات میں تغیر نہیں ہے کیونکہ ذات اس کے طول حوادث اور  
تغیرات سے بزرگ و برتر ہے پس ہر گاہ موطن قرب کی طرف تخیل ذات کے نشانات  
سے گئی تو ان سے تلون مرتفع ہو گیا اور اسوقت تلون ان کے نفوس میں ہر  
اس واسطے کہ وہ نفوس محل قلوب میں انکی طہارت اور قدس کے موضع کے  
سبب ہیں اور تلون جو نفوس میں واقع ہوتی ہے تو اسکا صاحب تلون حال  
تکلیف سے خارج نہیں ہوتا اس واسطے کہ تلون کا نفس میں جاری رہتا ہوتا  
ہے کہ رسم انسانیت باقی رہے اور ثبوت قدم تکلیف میں خفی تحقیق کثرت  
ہے اور تکلیف سے غرض یہ نہیں ہے کہ بندہ کے لیے تغیر نہو اس واسطے

کہ وہ بشر ہے بلکہ ہمارے مقصود ملکین سے ہے کہ جو کچھ اُسکے ساتھ حقیقت سے لکھو وہ  
تو وہ پوشیدہ اُس کے کسی کسی رہتا اور نہ وہ کم ہوتا ہے بلکہ زیادہ ہوتا ہے اور صاحب  
ملکوں کے حق میں نقصان درجات کا ہوتا ہے جب کہ اُسکے صفات نفس ظاہر ہوتے  
ہیں اور حقیقت اُس سے بعض احوال میں غائب ہو جاتی ہے اور اُس کا ثبوت ہر گاہ  
ایمان پر ہوتا ہے اور ملکوں اُسکے احوال روزندہ میں ہوتی ہے اور درجہ اُنکے نفس ہے  
اور کہتے ہیں کہ نفس شہتی کے لیے ہر وقت بتدی کے لیے ہے اور حال متوسط کے  
لیے ہے تو گویا یہ اشارہ اُنکی طرف سے اس بات کا ہے کہ بتدی کو ایک طارق پنجاب  
اللہ تعالیٰ آتا ہے کہ اُسکو استقرار نہیں ہے اور متوسط صاحب حال ہے کہ اُسپر حال غالب  
ہے اور شہی صاحب نفس ممکن حال سے ہے کہ اُسپر حال نوبت نبوت غلبت اور  
حضور سے نہیں آتی بلکہ مواجہہ اور احوال مفرد اُسکے انفا سے ہوتے ہیں  
مقیم کہ نوبت نبوت نہیں آتے اور یہ سب احوال اور باب احوال کے لیے ہیں  
اور اُنکے واسطے ذوق اور شرب ہے اور اللہ اُنکی برکت سے نفع دے آمین

ترجمہ حروف احوال باب فی خبر ہدایات و رہنمایات اور اُنکی صحت کے بیان میں ہے

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صبر پر کہتے تھے کہ میں نے سنا ہے  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اِنما الاحمال بالنیات و اِنما

الکمال المرئی فان کانت ہجرتہ الی اللہ و رسولہ ہجرتہ الی اللہ و رسولہ و ان کانت  
ہجرتہ الی دنیا و عینہا و الی امراة فلیکھا فہجرتہ الی ما جری لہ یعنی البتہ عمل ساتھ  
بنو ان کے ہیں اور البتہ واسطے ہر آدمی کے وہ ہے کہ جو نیت کرے پس جو شخص کہ

ہجرت اُسکی طرف اللہ اور اُسکے رسول کے ہر دوسے پس ہجرت اُسکی طرف اللہ اور  
اُسکے رسول کے ہر اور جو کوئی کہ ہجرت اُسکی طرف دنیا کے ہر اُسکو پہنچ رہے گا یا  
طرف عورت کے کہ اُس سے نکاح کرے پس ہجرت اُسکی طرف اُس چیز کے ہر کہ ہجرت اُسکی طرف  
اُس نے ہجرت کی نیت اول عمل ہر اور اُسی کے موافق عمل ہوتا ہر اور مرید کے  
یہ سب سے زیادہ ضرور ابتداء میں طریق قوم کے اندر یہ ہر کہ وہ طریق صوفیہ  
میں داخل ہوا اور اُنکے لباس سے محلی ہوا اور اُنکے ہی گروہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے  
نشت کرے اس واسطے کہ ذہول اُسکا اُنکے طریق میں ہجرت اُسکے حال اور  
وقت کی ہو۔ اور البتہ حدیث شریف میں آیا ہر کہ مہاجر وہ ہر جس نے ہجرت اُس  
سے کی جس سے اللہ نے اُسکو باز رکھا۔ اور ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر دین خیر  
میں بیتہ نما جہاں الی اللہ و رسولہ ثم یدرکہ الموت نقد وقع اجرہ علی اللہ یعنی اور جو  
شخص نکلتا ہر اپنے گھر سے طرف اللہ اور اُسکے رسول کے ہجرت کرتا ہوا پھر  
اُسکو پالیو سے موت تو البتہ ثواب اُسکا اوپر اللہ تعالیٰ کے واقع ہر۔ پس  
مرید کو سنرا اور ہر کہ وہ طریق قوم کی طرف اللہ تعالیٰ کے واسطے نکلے اس واسطے  
کہ اگر وہ درجہ نہایات قوم تک پہنچ گیا تو قوم میں شامل اور لائق ہو گیا اور  
اگر اُسکو موت پہنچی قبل اُسکے کہ نہایات قوم کو پہنچے تو اُسکا اجر پتہ پر ہر  
اور جس شخص کی ابتداء مستحکم ہوئی تو اُسکی نہایت بھی اتم و اکمل ہوگی۔ جفیہ سے  
منقول ہر کہ وہ کہتا تھا کہ اکثر عوائق اور حائل اور موانع فساد و ابتداء سے  
ہوتے ہیں پس مرید اس طریق کے سلوک کے شروع میں اسکا محتاج ہر نیت  
اور احکام نیت کا کہ اُنکو دواعی ہوئی سے پاک اور منفرہ کرے اور ہر چیز

کہ حسین بن علیؑ کے لیے خطا عاقل ہو حتیٰ کہ اسکا خرچ خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔ اور سالم بن عبد اللہ نے عمرو بن عبد الغزیز کو لکھا کہ جان ای عمر کہ اللہ کی مدد بندہ کے لیے بقدر نیت کے ہے سو جسکی نیت تمام ہوئی اللہ کی مدد اُسکے لیے کامل ہوئی اور جس سے اُسکی نیت قاصر ہوئی تو اُس سے مدد اُنہی اُسکے موافق قاصر ہوئی۔ اور بعض صاحبین نے اپنے بھائی کو لکھا ہے کہ نیت کو اپنے اعمال میں جگہاں کہ تھوڑا عمل بھی تھے کافی ہو گا اور جو نیت کی طرف بندہ سیدھی راہ نہ چلا اُسکے ساتھ وہ شخص ہو جو اسے حسن نیت تعلیم کرے۔ سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا ہے کہ اول اُن امور سے جنگا امر بتدی مرید کو دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ حرکات مرقومہ سے بیزار اور پاک ہو بعد ازاں حرکات محمودہ کی طرف نقل کرتا ہے بعد ازاں بعد حکم اللہ تعالیٰ کے لیے ہے بعد ازاں توقف رشا و بین چیز ثبات ہے پھر بیان پھر قرب پھر مناجات پھر موالات ہے اور رضا و تسلیم اُسکی مراد ہوتی ہے اور تقویٰ یعنی بر توکل اُسکا حال بعد ازاں اللہ تعالیٰ اُسے معرفت عطا کرتا ہے اور اُسکا مقام اللہ کے نزدیک ہوتا ہے مقام اُن لوگوں کا جو کہ حول اور قوت سے سری اور بیزار ہیں اور یہ مقام عرش اٹھانے والوں کا ہے اور بعد اُسکے کوئی مقام نہیں ہے یہ کلام سہل سے ہے حسین اُن سے سب باتیں جمع کر دیں جو اول اور آخرین ہوتی ہیں اور جب اُن نے صدق اخلاص سے ایسا تمسک کیا تو وہ مردوں کے درجہ کو پہنچ گیا اور اُسکے صدق اور اخلاص کو کوئی چیز ثبات اور تحقق نہیں کرتی جیسے کہ متابعت امرِ صالح کرتی ہے اور قطع نظر اُسکے جو خلق سے ہو اس لیے کہ جتنی آفتیں کہ اہل ہدایت کے سر پر آتی ہیں وہاں سوجہ سے کہ نظر انکی خلق کی طرف ہوتی ہے اور ہلکو خباہت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا ہے کہ آپ نے فرمایا آدمی کا ایمان کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ آدمی اُسکے نزدیک مثل ابا ذبیحی بکری کی سی گنتی کے ہو جائیں۔ وہ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اور وہ اُسکو کمترین کمترین دیکھے۔ یہ اشارہ خلق سے قطع نظر کی طرف اور اُسے خارج ہونے کی طرف ہے اور یہ کہ انکی عادتوں کا عقیدہ ہونا ترک کرے۔ احمد بن حنبل کا مقلد ہے کہ جو شخص چاہے کہ اللہ اُسکے ساتھ ہر ایک حال میں رہے تو چاہیے کہ صدق کو لازم پکڑے اور اُسے کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ صادقین کے ساتھ ہے۔ اور حدیث میں فرما ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وارور ہے کہ صدق کوئی کی طرف ہدایت کرتا ہے اور ضرور ہے مرید کے لیے کہ وہ مالی اور جاہ سے باہر ہو اور خلق سے خارج ہو اس طرح کہ اُسے قطع نظر کرے یہاں تک کہ اُسکی بنیاد مضبوط ہو جائے پھر وہ ہوشی کی باریکیوں سے واقف ہو گا اور نفس کے شہوات سے جو غشی ہیں اور سب سے نافع تر مرید کے لیے معرفت نفس ہے اور وہ شخص واجب حق معرفت نفس پر قائم نہیں ہو سکتا جسکو دنیا میں حاجت فضول اور زیادات کے طلب کی ہے یا کہ اسپر ہوئی کا بقیہ ہے۔ زمینیں اسلام نے کہا ہے۔ دو خصلت ہیں جو تیرے کام کو پورا کرینگی ایک یہ کہ صبح کو اُٹھے تو اللہ کی معصیت کا قصد نہ کر اور جب تجھے شام ہو تو اللہ کی معصیت کا ارادہ نہ کر پس جبکہ زہد اور تقویٰ محکم اور استوار ہو گیا تو اُسکے لیے نفس منکشف ہو جائے گا اور اُسکے حجابوں سے نکل جائے گا اور اُسکے طریق حرکت اور اسکے شہوات پوشیدہ اور خفیہ اُسکے واقف ہو جائے گا اور جسے صدق سے تمسک کیا تو اُسے عروۃ الوثقی سے تمسک کیا۔ زوانون نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اُسکی زمینیں اللہ ایک



نمودار ہو کہ کسی شہر پر نہیں رکھا کہ اُسے قطع کر ڈالا اور وہ صدق ہو اور صدق کے معنی  
 میں منقول ہو کہ ایک عابد بنی اسرائیل سے تھا کہ جسکو ایک نلکہ نے اپنے لیے چاہا تھا  
 تو اُسے کہا کہ غلطی نہ سمجھے پانی کی طرف سے چلو تاکہ میں غسل کر کے پاک صاف ہو جاؤں  
 بعد ازاں محل میں ایک موضع پر اُسے چڑھائے گئی تو اُسے اپنے تئیں وہاں سے  
 گرا دیا اسوقت اللہ تعالیٰ نے فرشتہ ہوا کو وحی بھیجی کہ میرے بندہ کو لینا آؤ گی  
 کہتا ہے کہ اُسے تمام لیا اور زمین پر اُسے اُسے رکھ دیا سو ابلیس سے کہا گیا کہ تو  
 اُسے اغوا کر سکتا ہے اُسے کہا کہ میرے لیے غلبہ اُس شخص پر نہیں ہے جسے ہونے  
 اپنے کی مخالفت کی اور اپنے نفس کو اللہ کے واسطے بدل کر دیا اور مرید کے لیے سزا ہو  
 کہ اُسکو ہر شے میں نیت اللہ کے واسطے ہو یہاں تک کہ اُسکے کھانے اور پینے میں  
 اور لباس پہننے میں اور یہ نہیں مگر اللہ کے واسطے اور نہ کھائے مگر اللہ کے لیے  
 اور نہ پیے مگر اللہ کے لیے اور نہ سوئے مگر اللہ کے لیے اس واسطے کہ یہ سب تین  
 ملائمت کی ہیں جبکو نفس پر داخل کیا ہے سو جب وہ اللہ کے واسطے ہو تین تو نفس  
 معصیت کی طلب نہ کرے گا اور ان باتوں کی اجابت کرے گا جو اُس کے بخلائے خدا  
 اور اہل اص اللہ کے واسطے چاہا جائے گا اور جب کہ کسی شے میں رقی نفس سے  
 داخل ہو مگر نہ اللہ کے واسطے بلا نیت صاحب قویہ اُسپر وبال ہو گا اور حدیث میں  
 وارد ہے کہ جو شخص اللہ کے واسطے خوشبو لگائے تو وہ قیامت کے دن آئے گا  
 اور اُسکی خوشبو معطر زیادہ مشک فانی سے ہوگی اور جسے خوشبو غیر اللہ عزوجل  
 کے لیے لگائی وہ قیامت کے دن ایسا آئے گا کہ اُسکی بو در در سے بدتر ہوگی  
 ہوگی اور کہا گیا ہے کہ اُس کا کرتے خوشبو لگائے کہ وہ مشک سے کفایت

کرتا ہے اس لیے کہ ثابت ہے مصافحہ کرنا اور میرے ہاتھوں کو بوسہ دینا اور وہ لوگ نجاست  
 کے لیے اچھا لباس پہنتے تھے کہ اُسکے ساتھ تقرب الی اللہ اپنی نیت کے ساتھ  
 کرتے تھے پس مرید کو سزاوار ہے کہ اپنے تمام احوال اور اعمال اور اقوال کا اعتقاد  
 بنفس کرے اور اپنے نفس سے مسامحت اسکی نہ کرے کہ ایک حرکت سے متحرک  
 ہو یا ایک کلمہ سے متکلم ہو مگر اللہ تعالیٰ کے واسطے اور جن نے اپنے شیخ کے پاس  
 سے اُن لوگوں کو دیکھا ہے جو ہر ایک تقیمہ کے وقت نیت کرتے تھے اور اپنی زبان  
 سے بھی کھانے والا کھاتا تھا کہ یہ تقیمہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے اور قول سے نفع نہیں  
 پاتا جب تک کہ نیت قلب میں نہ ہو اس واسطے کہ نیت عمل قلب ہے اور زبان فقط  
 ترجمان ہے سو جب تک اُسکو غمیت قلب اللہ تعالیٰ کے لیے متحمل نہ ہوگی نیت  
 نہ ہوگی۔ اور ایک مرد نے اپنی عورت کو پکارا اور وہ اپنے بالوں کو سنوارتا تھا  
 اور کہا بدرخی لاؤ اور بدرخی ایک چوبہ سرسہ کی سلائی کے مثال کہ سر کے  
 بال اُس سے درست کرنے ہیں عورت نے کہا کہ کیا بدرخی اور آئینہ لاؤں تو مرد  
 خاموش رہا بعد ازاں اُس نے کہا کہ ہاں پھر اُس سے سامع نے کہا کہ تو خاموش  
 چور ہا اور آئینہ سے توقف کیا زان بعد تو نے کہا ہاں تو اس مرد نے کہا کہ میں نے  
 اس عورت سے پتہ کیا تھا کہ بدرخی لاؤ سو جب اُس نے کہا اور آئینہ تو نے کھنکھ  
 آئینہ کے لیے نیت نہ تھی سو میں تھمر گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے  
 نیت کو مہیا کیا تو میں نے کہہ دیا کہ ہاں۔ اور ہر ایک بتدی جو اپنی ہدایت کی  
 اساس کو یا رشتہ دار دوستوں کی جدائی سے مضبوط نہیں کرتا اور وحدت کے ساتھ  
 تعلق نہیں کرتا اسکی ہدایت ہتھوڑا اور قیام نہیں پاتی۔ اور ہر آئینہ کہا گیا ہے

کہ قلت صدق سے بحثینوں کی کثرت ہے اور سب سے زیادہ نافع خاموشی ہے اور  
یہ کہ کان اُسکے لوگوں کے کلام کو راہ نہ دین اس واسطے کہ اقوال مختلفہ سے باطن سک  
متغیر اور متاثر ہوتا ہے اور جو شخص کہ اپنا کماں زہد دنیا میں درپنا تسک حقائق  
تقویٰ کے ساتھ نہیں جانتا تو کبھی اُسکو معرفت کی نیکی اس واسطے کہ عدم معرفت اُسکی  
کشور خیر نہیں کرتی اور بتدیون کے باطن ہوم کی مثال ہیں کہ ہر ایک نفس کو  
قبول کر لیتا ہے اور بسا اوقات بتدی لوگوں کی طرف صحت دینے سے نقصان  
اُٹھاتا ہے اور فضول نظر اور فضول شے سے بھی تضرر ہوتا ہے تو چاہیے کہ سب چیزوں  
سے ضرورت پر توقف کرے اور ضرورت کو دیکھے کہ اگر بعض راستہ پر چلے تو وہ  
کوشش کرے کہ نظر اُسکی اُس طریق کی طرف ہو جیسوہ چلتا ہو نہ دہنی طرف  
دیکھے اور نہ بائیں طرف نظر کرے بعد ازاں اپنے تئیں اُس جگہ سے بچائے جسکی  
طرف لوگوں کی نظر پڑتی ہو اور وہ معلوم کریں اُس سے کہ رعایت کیجائے اور  
اخر ازہو اس واسطے کہ لوگوں کا اُس سے اس بات کا جان لینا اُسکے لیے ضرر نہ ہو  
فعل سے ہے اور شے فضول کو حقیر نہ جانے اس واسطے کہ ہر ایک شے قول اور فعل اور  
نظر اور سماع سے جو کچھ ہو اور حد ضرورت سے خارج ہو تو وہ منجر بہ فضول ہوتی  
بعد ازاں وہ اصول کے تصبیغ کو پہنچے گی۔ (سفیان کا قول ہے) کہ وجہ اُسکی  
کہ تصبیغ اصول سے لوگ وصول سے محروم رہے یہ ہے کہ جو شخص قول اور فعل  
میں ضرورت کا پابند نہ ہو اور سپر قادر نہیں ہے کہ مقدار حاجت پر طعام اور شراب  
اور خواب سے توقف کرے اور جب کہ آدمی ضرورت سے آگے بڑھا تو اُسکے  
طلب کی غریبتیں گر پڑتی ہیں اور ایک غریبت دوسری غریبت کے بعد تحلیل

ہو جاتی ہے۔ پہلی بن عبد اللہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے اللہ کی عبادت اختیار نہیں کی وہ خلق کی عبادت نظر آ کر رہتا ہے اور بندہ پر رخصت اور وسعت کے اوزار کشادہ ہو جاتے ہیں اور دوسرے مرنے والوں کے ساتھ خود بھی مر جاتا ہے اور بستی کو سزا اور نیناں دے گا کہ ایک کسی کو ارباب دنیا سے جانے پہچانے اس واسطے کہ انکی جان پہچان اسکے لیے زہر قاتل ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ دنیا بغیر غرض انکی ہے جو جس کسی نے ایک رسی بھی اسکی پکڑ لی تو وہ دوزخ کی طرف تھیں سنج بے جاتی ہے اور کوئی رسی اسکی رسیوں سے نہیں ہے مگر یہ کہ مثل اسکے ادا اور اورطابین اور مجسین کے سو جس کسی نے انکو جان پہچان لیا تو انکی طرف منجذب ہوا چاہے یا انکار کرے اور بندی کو چاہیے کہ ان فقیروں کی مجالست سے بھی احتراز کرے جو قیام لیل اور صیام نہار کے فاعل نہیں ہیں اس واسطے کہ اگر ان لوگوں سے وہ چیز پہنچتی ہے جو بدتر اس سے ہے جو کہ اہل دنیا کی مجالست سے پہنچتی ہے اور اکثر اوقات وہ فقرا اسکی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اعمال متعبدین کا شغل ہے اور ارباب احوال اس سے ترقی کر گئے ہیں اور فقیر کو سزا اور اس کے فرائض رمضان کے روزوں پر کرے فقط اور نہیں سزا اور اس کا کام کو بالکل اپنے کان میں مچھ دے کہ ہم نے امتحان کیا اور پایا ہے سب کاموں کو اور ہم فقرا اور صحابین کی صحبت میں بیٹھے ہیں اور ہم نے دیکھا ہے کہ جو لوگ یہ قول کہتے ہیں اور فرائض بدو سنن و نوافل کے پڑھتے تھے وہ تصبر کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنے احوال میں صحیح ہیں پس بندہ ہر ایک فرض اور نفل کی پابندی واجب ہے اور اسی نے اسکا قدم آغاز میں قائم ہو گا اور خصوصاً روز جمعہ

کی رعایت کرے اور کچھ کو اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص گردانے کچھ ایمان اپنے  
 نفس کے احوال اور تائب سے نہ ملائے اور صبح ہی جامع مسجد آفتاب نکلنے سے پہلے  
 غسل جمعہ کے بعد جاوے اور اگر غسل قریب وقت نماز کے بحالت امکان کرے تو  
 اور اچھا ہے۔ جناب رسول مہد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسی ابوہریرہ جمعہ کے  
 لیے غسل کر اگر ارات کی غذا کے بدلہ تو پانی خریدے اور کوئی شے نہیں دے کر کہہ کہ  
 ہر آنتہ اُسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ وہ جمعہ کے لیے غسل کرے اس واسطے کہ غسل جمعہ  
 اگتارہ اُن گناہوں کا ہے جو دو جمعہ کے مابین وقوع میں آئے اور نماز اور نذر اور دعا  
 اور تلاوت اور اتساع انواع کے ذکر و ن سے بد و ن اس کے کہ اس میں تورات کے صلوات جمعہ  
 تک شغل رکھے اور جامع مسجد میں نہ کثرت شے یہاں تک کہ فرض عصر کو ادا کرے اور  
 بقیہ دن کو تسبیح اور استغفار اور درود شریف کے شغل میں گزارے اس واسطے کہ وہ اپنی  
 برکت تمام ہفتہ میں دیکھے گا حتیٰ کہ اس کا قرعہ روز جمعہ دیکھے گا۔ اور ایسے بعض صاحبین  
 سے ایسے تھے کہ اپنے احوال اور قبول اور افعال کو ہفتہ بھر مضبوط کرتے تھے اس واسطے  
 کہ روز جمعہ ہر ایک صادق کے لیے روز ترقی ہے اور جو کچھ روز جمعہ کو پاتا ہے وہ  
 ایک عیار اور بات کی ہوتی ہے جس کے ساتھ تمام ہفتہ گذرے گا اعتبار ہوتا ہے اس واسطے  
 کہ جب ہفتہ سلیم ہو تو روز جمعہ ایمان زیادہ انوار و برکات کا ہوتا ہے اور جو  
 روز جمعہ ظلمت اور زحمت نفس اور قلب انشراح پاتا ہے سو جب کہ ہفتہ میں  
 تصنیع کی تو اس کو جاتا اور اعتبار کرتا ہے اور قطعاً پوشاک آدمیوں کے لیے پہننے  
 سے پرہیز کرے جو کپڑوں سے بھر چڑھ کر عیون یا پوشاک منقش میں کی جو زائد  
 کا سا ہو تاکہ جھیم نہ آید اس کو دیکھیں سو اعلیٰ درجہ کے لباس آدمیوں کے

لیے ہوئی ہے اور سنت لباس کے پہننے میں ریا ہے سو پوشاک نہ پہنے مگر اللہ تعالیٰ کے واسطے بہترین یہ خبر پہنچی ہے کہ سفیان نے ایک بار التائیمیں بیٹا اور اسے علم اُٹکا ہوا حتیٰ کہ دن چڑھ گیا اور اسکو بعضوں نے آگاہ کیا تو اُسے چاہا کہ اُسے اتارے اور رخ اسکا بندے پھر رک گیا اور کہا اُسے میں نے ہیت لہ نہ بنا ہے سو میں اُسے نہیں بدلتا کہ ہیت للناس اُسے پہنوں تو چاہیے کہ بندہ اُسکو جانے اور اُسے عبرت پکڑے اور بندی کے لیے ضروری ہے کہ اُسکو تلاوت قرآن سے ایک بندہ ہو اور جو حفظ اُسے کرے تو چاہیے کہ قرآن سے یاد کرے ایک سب سے سب سے ساتویں حصہ سے تمام تک تھوڑا بہت جیسے ممکن ہو اور اُس شخص کا قول سماعت نہ کرے جو کہے کہ ذکر واحد کی تلاوت قرآن سے افضل ہے سو اس واسطے کہ بندہ تلاوت قرآن سے نماز کے اندر اور باہر وہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پاتا ہے جسکی وہ تمنا رکھتا ہے۔ اور بعض مشائخ نے جو یہ قاعدہ اختیار کیا ہے کہ ہر یہ ہمیشہ ذکر واحد کو کیا کرے سو اس واسطے کہ اُسکا ارادہ جمع اُمین ہو جائے اور جس شخص نے کہ تلاوت کو خلوت میں لایم اپنے ذمہ کر لیا اور نہائی کے ساتھ یا بندی کی اُسے تلاوت اور نماز کا مل قرآن سے فائدہ دے گی جو ذکر واحد دیتا ہے ہر جب کہ بعض وقت تک جائے تو نفس کو ذکر پر کار بند کرے اور ذکر کی طرف تلاوت سے اتارے سو اس واسطے کہ وہ نفس پر سبک تر ہے اور نہرا اور ہی اسکا جان لینا کہ اعتبار قلب کے ساتھ ہے پس جتنے عمل تلاوت اور نماز اور ذکر سے ہیں کہ نین قلب اور لسان دونوں جمع ہوں تو کسی شمار اور تعداد میں نہیں ہیں سو اس واسطے کہ وہ عمل ناقص ہے اور وہ سادہ شیطانی اور حدیث نفس کو حقیر نہ جانے سو اس واسطے کہ وہ مغیر ہے اور

مرض سخت ہر پس چاہیے کہ نفس سے مطالبہ اسکا کرے کہ اسکی تلاوت میں معنی قرآن کو  
 بجائے حدیث نفس کے اسکے باطن کے گردانے سے جو سطح کہ تلاوت لسان پر ہو جسکے  
 ساتھ وہ مشغول ہو اور اسے دوسرے کلام سے نہیں ملانا اسی طرح معنی قرآن قلب  
 میں ہو کہ اسکو حدیث نفس سے نہ ملا دے اور اگر عجی ناخوندہ ہو کہ معنی قرآن نہیں  
 جانتا تو مرتبہ طیبہ باطن کا کرے اور باطن اسکا مطالعہ نظر اسد میں جو اسکی طرف ہو  
 مشغول ہو بجائے اسکے کہ حدیث نفس ہو اسواسطے کہ دردم آسیر کرنے سے وہ  
 اور باب مشاہدہ سے ہو جائے گا۔ مالک نے کہا ہے کہ صدیقین کے قلوب جب قرآن  
 کو سنتے ہیں تو وہ آخرت کی طرف خوش ہوتے ہیں تو چاہیے کہ ان ہون کے ساتھ  
 مرید تمسک کرے اور ہمیشہ نیاز مندی کے ساتھ اسکی طرف استعانت کرے کہ  
 اس سے ثبات اسکے قدم کا ہو۔ سہل کا قول ہے کہ جسقدر التجا اور فقار اسد کی  
 طرف لازم کر لیا اسی قدر بلا کو بچانے کا اور جسقدر کہ معرفت بلا اسکو ہوگی اسی قدر  
 نیاز مندی اسد کی طرف ہوتی نہیں وروم فقار اسد تعالیٰ کی طرف اصل پر  
 ایک خیر کی ہو اور ہر ایک علم باریک کی کنجی طریق قوم میں ہو ورنہ فقار کمال الفقا  
 کے ساتھ کسی حرکت کو نامتو میں نہ لائے اور نہ کسی کلمہ کے ساتھ مشغول ہو بغیر  
 اسکے کہ فقار الی اسد ایمین ہو اور ہر ایک کلمہ اور حرکت جو خالی اسد تعالیٰ  
 کی رجوع اور فقار سے ہو وہ قطعاً خیر کا نتیجہ نہ دے گا اسکو ہم نے جاننا کہ  
 اور اسکو تحقیق کیا ہو۔ اور سہل نے کہا ہے کہ جسے ایک دم سے دوسرے دم تک  
 بغیر ذکر کے انتقال کیا تو شک نہیں کہ اسے حال اپنا ضائع کیا اور جسے اپنے  
 حال کو ضائع کیا اقل درجہ اسکا جو اس کے سرے و خوں اسکا ان باتوں میں ہر

جو مقصود نہیں اور ترک اسکا ان باتوں کے لیے ہے جو کہ مقصود ہیں۔ اور چہین یہ روایت پہنچی ہے کہ حسان بن سنان نے ایک دن کہا تھا کہ یہ کسکا گھر ہے میرا اپنے نفس کی طرف اسے رجوع کی اور کہا مجھ سے اور اس سوال سے کیا واسطہ ہے اور یہ نہیں ہے گھر ایک ایسا کلمہ جو میری مراد نہیں ہے گھر اس وجہ سے کہ میرے نفس کو استیلا اور ادب کی قلت ہے اور اپنے نفس کو قسم دلائی کہ ایک سال بروزہ کفارہ اس کلمہ کا رکھے سو صدق کے سبب میں مرتب کو حاصل کیا جن کو حاصل کیا اور غریتوں کی قوت سے جو مردوں کی غریتیں ہیں پہنچے ان مدارج کو شکوہ پہنچے۔ بنید سے مروی ہے کہ اگر ایک صادق اقبال علی بعد ہزار سال کرے اور اُسکے سامنے متوجہ رہے اور بعد ازاں ایک کلمہ اُس سے نہو پھرے تو حقد کہ اُس سے فوت ہو اور زیادہ اُس سے ہے کہ جسکو اُس نے حاصل کیا اور بتدی کو اختیار ہے اس بات کی کہ وہ اس جملہ کو حکم اور تنکیم کرے اور مثنیٰ جو اسکا عالم ہے اُس جملہ کے خالق پر عمل کرے کہ بتدی صادق ہے اور مثنیٰ صدیق ہے۔ ابو سعید قرشی کا قول ہے کہ صادق وہ شخص ہے جسکا ظاہر ستقیم ہے اور باطن اسکا ایمان نائل خط نفس کی طرف ہو اور اُسکی علامت یہ ہے کہ تلاوت بعض طاعت میں پاوے اور بعض میں نہ پاوے اور جب وہ ذکر میں مشغول ہو تو روج نورانی ہو جائے اور جب محفوظ نفس میں مشغول ہو تو اذکار سے محجوب ہو جائے۔ اور صدیق وہ ہے کہ ظاہر اسکا ستقیم ہو اور باطن اسکا عبادت آہی کرنا ہو تاوین احوال سے کہ اُسکو اذکار سے نہ کھانا اور نہ سونا اور نہ پینا اور نہ طعام محجوب کرے اور صدیق اپنے نفس کو اللہ کے واسطے چاہتا ہے اور صدیقیت



سب احوال کے قریب تر نبوت کے ہیں۔ اور بیزید نے کہا: آخر نہایات یہ صدیقین اور  
درجات انبیاء ہیں۔ اور جانتا چاہیے کہ جو ارباب مقامات ہیں انکے ظاہر اور باطن  
وہ کے واسطے مستقیم ہو گئے ہیں اور انکے ارواح ظلمات نفوس سے رہا ہو گئے ہیں  
اور بساط قرب پر وہ چلے ہیں اور انکے نفوس بانیات و اطالوت اور صانع قلوب  
چاہتے ہیں اور اجابت ہر ایک چیز کی وہ کرنے والے ہیں جس کی اجابت قلوب کی  
کرتے ہیں انکے ارواح مقام اعلیٰ سے متعلق ہیں جن میں آتش ہومی نطفی ہو چکی ہے  
اور انکے باطنوں میں علم مرجح میر ہو گیا اور آخرت ان پر سنکشف ہو گئی جب کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا ہے جو چاہے  
کہ ایک بیت کو دیکھے جو روئے زمین پر چلتا ہو تو چاہیے کہ ابی بکر کو دیکھے پشاور  
رسول مقبول علیہ السلام سے اس کی طرف ہو جو کشف اس کے علم مرجح سے ہو گیا  
حرم مومنین نہیں ہوئے مگر جب کہ مر جائیں جبکہ کہا جائے گا کہ کشفنا عنک ظلمات  
جس کے ایام حدید اور ارباب نہایات کی ہومی مر گئیں اور انکی آرزو ہو گئیں۔  
اور یحییٰ بن معاذ نے کہا جب کہ اس سے عارف کی نسبت سوال کیا گیا تھا  
اس نے کہا کہ ایک آدمی انکے ساتھ ہوا جسے جدائی معنی غالب میں خلقت کے  
ساتھ اور قلب میں حق کے ساتھ ہوا اور ایک بار کہا کہ عبد کان فنان یعنی ایک  
بندہ تھا سو عبد ہو گیا پس ارباب نہایات جو ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیسی حقیقت  
کے ساتھ ہیں تاخیر میں ہے ہوں اجل مسمیٰ کی توقیت سے ہیں اللہ تعالیٰ نے  
ان کو اپنی طاقت سے اپنے لشکر کے کرنا اور انہیں سے وہ ہدایت کرتا ہے اور انہیں  
وہ ارشاد فرماتا ہے اور انہیں سے وہ اہل راوت کو جذب کرنا ہر کلام ان کا دعویٰ کرتا ہے۔

اور نظر انکی وجہی ظاہر کیا حکیم کے ساتھ خطوط لکھے اور باطن انکا علم سے معمور ہے۔  
 ذوالنون نے لکھا ہے کہ عارف کی علامتیں تین ہیں ایک یہ کہ نور انکی سرفرازی سے  
 نور دجوع کو منطقی نہیں کرتا اور باطن میں علم سے اعتقاد کرے جو حکم سے ظاہر میں پیر  
 مقبوض اور شکست ہو گیا اور کثرت نعمت انکی اور کرامت انکی اس عارف کو  
 مہربان انکی کی پردہ درسی پر پرانیختہ نہیں کرتی سوار یاب نہایات جسقدر نعمت  
 میں زیادہ ہونے اسی قدر عبادت میں زیادہ ہوتے اور جسقدر دنیا میں بڑھے  
 قرب میں بھی بڑھے اور جس قدر جاہ و رفعت میں ترقی یاب ہوئے تواضع اور  
 خوارگی میں ترقی کی اولیٰ علی المؤمنین اغرة علی الکافرن یعنی وہ زمین  
 کے ساتھ عاجزی کرنے والے ہیں اور کافرون پر غلبہ کرنے والے ہیں۔ اور جسقدر  
 کسی خواہش کو نفوس کی خواہشوں سے پہنچے سکھائی کاٹنے استخرج کیا  
 کہ وہ کبھی شہوات کو حاصل کرتے ہیں کہ نفوس کے ساتھ ترقی کو نہ اسوا سٹے کہ  
 نفس انکے ساتھ ایک بچے کی مثل ہے کہ ایک شر کے ساتھ لطف کیا جاتا ہے  
 اور نہ اس کے لیے ایک تختہ میں دیکھائی ہے اسوا سٹے کہ وہ مقصور زیر ریاست ہے  
 موعوم ہے اور ملطوف ہے ہی اور کبھی وہ شہوات سے نفوس کو باز کرتے ہیں تاکہ  
 پیر وی دنیا کی گردن اور شہوات و زیوہ سے قلت کو اختیار کریں۔ یہی  
 بن معاذ کا قول ہے کہ دنیا ایک عروس ہے کہ مشاہد اسکی اسکو طلب کرتی ہے  
 اور چونکہ اس میں ہر اسکا شہو کا لاکرنا ہے اور اس کے بالوں کو اکھیرتا ہے  
 اور انکے کپڑوں کو بچاڑتا ہے اور جو عارف باہر ہے وہ اپنے شبہ سے  
 مشغول ہے اور اسکی طرف التفات نہیں کرتا۔ اور جانتا ہے کہ مشی

باوجود اپنے کمال حال کے بھی وہ سیاست نفس اور منع شہوات اور کثرت مہیام  
اور قیام میل اور افواج برکی استغناط سے مستغنی نہیں ہوتا اور ایک خلق  
نے آسمان غلطی کی ہے اور مغنون نے خیال کیا ہے کہ کتنی یادداشت اور اول سے مستغنی ہے  
اور کچھ اُسکے قلب پر مواخذہ ہے اگر قدرت اور شہوات میں دست درازی  
کرے اور یہ ایک خطا ہے نہ اس حیثیت سے کہ عارت کو اسکی معرفت سے  
محبوب کرتی ہے و لیکن مقام ترقی اور فرید سے ٹھہرا دیتی ہے اور ایک قوم نے جب  
دیکھا کہ اشیائے انہیں نساہت اثر نہیں کرتی ہے اور نہ وہ مودت حجاب ہیں تو اسکی  
طرف مائل ہوئی اور آسمان دست درازی کی اور اسے خواہش پر قناعت کی اور  
کھانے اور پینے میں وسعت دی اور نہ بساط اسے ایک قبیہ سکر احوال سے ہے اور مقید  
ہونا اور حال سے اور بالکل خالص ہونا اور حق کی طرف ہر اور جو کوئی نور حال سے رہا ہو  
نور حق کو پہنچا اس سے بھالی ہے شکر دور ہو جانے ہیں اور نفس اسکا مقام عبودیت  
پر توفیق نہ کرنا ہے کیسے کوئی ایک نفس عام ہونہیں سے کہ وہ تقرب صلوٰۃ اور صوم اور  
انوار سے کرنا ہے کہ تاہی زبان تک کہہ سکتے سے کنکر تہجرتا ہے اور کچھ پہنچا اور اسکا  
اُس سے نہیں کرنا کہ عوام مومنوں کی صورتوں میں خود کر کے باہر دیکھ کہ انشاء اللہ  
کا ہر ایک نیکی اور صلہ سے شکر ہے اور وہ شہوات کے ساتھ کبھی موافقت کرنا ہے تاکہ  
نفس منظرہ کے ساتھ ملائیت کرے جو نہایت مطیع اور متقاد ہے اس واسطے کہ وہ  
اسکا قید ہی ہے اور شکوہ شہوات سے کبھی منع کرنا ہے اس واسطے کہ زمین صلاحت ہے  
اور اسکو بچ کے حال کے موافق اختیار کیا ہے کہ نیک اور وہ عدم اعتدال سے تجاوز کرے  
عطائے جہاد سے ایک وقت اور اسے ایک وقت منع کرے تو اسکی طبیعت پیرا ہو

اور فاسد ہو جانے اس واسطے کہ جبلت کے قلع سے سیاست علم کے مساہمت کا  
 گریز ہو اور جب تک جبلت باقی ہو سیاست علم سے اسکو چارہ نہیں ہو اور یہ باب  
 خاص ہے کہ کشتی پر اس سے نہایت بین مارج و داخل ہو پختے ہیں اور پیل و ارفع  
 ہو تاہی اور اس سے باب ترقی مسدود ہو جاتاہی پس ملتبی لینے اور چھوڑنے میں  
 ناصیہ اختیار کا مالک ہو اور اسے چارہ نہیں ہو اس سے کد اعمال اور محفوظ کوئے  
 یا چھوڑ دے سو اعمال میں اخذ اور ترک ناگزیر ہو کسی وہ اعمال کرتاہی جیسے منافقین  
 سے ایک شخص کرتاہی اور کبھی وہ اعمال کی مستی کو ترک کرتاہی تاکہ نفس کے ساتھ ترقی  
 کرے اور کبھی محفوظ اور ثبات نفس کے لیے مدارات حاصل کرتاہی اور کبھی اسے  
 چھوڑ دیتاہی کہ جس سیاست سے نفس کی خبر لینا ہو سو وہ اسباب قانون میں مختص ہو  
 پس جو شخص آرمیدہ ہو اسنے سب محفوظ باطل چھوڑ دیے اور وہ نرا ہڈا ک  
 تمام ہو اور جسے اسنے لینے میں دست آویزی کی تو وہ رغب تمام ہو اور  
 منتہی دونوں طرف کو لیے ہوے ہو اس واسطے کہ وہ نہایت اعتدال پر قائم  
 سیدھی راہ پر افراط و تفریط کے درمیان ہو پس جو شخص کہ اسکی طرف نہایت  
 میں یہ اقسام پھیرے گئے اور اسنے ذرا ہنکر انھیں زہد میں لے لیا تو وہ ترک  
 اختیار سے مقہور حال ہو اور تارک الافیطار جو فعل اسکی کے ساتھ قائم ہو حال  
 ساتھ مقید ہو اور تب طرح کہ زہد مقید بالترک تارک اختیار ہو اسی طرح زہد زہد میں  
 دنیا سے لینے والا ان چیزوں کا جو اسکی طرف بھی گئیں اسوجہ سے کہ فعل اسکی کھ  
 دیکھتاہی مقید بالافذ ہو اور حب نہایت کا استقرار ہو لیکتوں مقید اخذ کا ہو  
 نہ ترک کا بلکہ وہ ایک وقت ترک کرتاہی اور اختیار اسکا اختیار بدست ہو

اور ایک وقت وہ لیتا ہے اور اختیار اسکا اختیار اللہ سے ہے اور اسی طرح اس کے  
نفل روزے اور نفل نماز جو کہ ایک وقت آنکوار کرتا ہے اور ایک وقت نفس کے لیے  
مثال دیتا ہے اس واسطے کہ وہ مختار صحیح فی الاختیار دو حال میں ہے اور یہی صحیح ہے اور  
نہایت اہمیت ہے اور جو حال کہ مستقر اور تقیم ہو وہ مثال اولیٰ حال رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم ہے اور اسی طرح تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ رایت کو کھڑے  
ہوئے اور رایت کو کھڑے بالکل نہوئے اور ایک بیعت روزہ رہتے اور ایک بیعت  
بالکل روزہ نہ رہتے سوائے رمضان کے اور خواہشوں کو حاصل کرتے تھے اور چاہیں  
ایک شخص نے کہا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں گوشت نہ کھاؤں تو آپ نے فرمایا  
میں گوشت کھاتا ہوں اور اسے دوست رکھتا ہوں اور اگر میں اپنے رب کے  
مانگنا کہ مجھے ہر روز کھلاؤں البتہ مجھے کھلاتا اور یہ تجھے دل پہنچے کہ ہر آئینہ جاتا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین مختار تھے اگر چاہا تو کھایا اور اگر چاہا تو نہ  
کھایا اور آپ کھانا ترک اختیار کرنے تھے اور ہر آئینہ ایک قوم پر فتنہ آگیا جب  
کبھی آنے لگا گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے تو  
تو وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرع کے جاری کرنے والے  
تھے اور یہ جملہ محض ہے جبکہ وہ قائل اس کے ہوں کہ انکو پیر دی ایسی لازم نہیں ہو سکتی  
کہ رخصت اس کے قول کی حد پر ٹھہرا ہے اور غریب اس کے فعل کی پیروی اور قول  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارباب رخصت کے لیے اور فعل اسکا ارباب غلام کے  
لیے ہے ہر مہر مہر جو اسکا حال حکایت اور نقلیٰ حال رسول اللہ علیہ السلام  
کی حق کی طرف خلق کی دعوت اور بلانے میں کرتا ہے پس جو کچھ کہ اس پر رسول

علیہ الصلوٰۃ والسلام اعتقاد کرتے تھے سزاوارتہ ہو کہ انہیں یہ بھی اعتقاد کرے اور قیام لیلی  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحیام نفل اس سے خالی نہ تھے کہ یا تو اسکی اقتدا  
کرے یا کسی ترقی کے لیے جسے وہ اس سے حاصل کرتے ہیں پھر اگر وہ اقتدا کے واسطے  
تھا تو منتہی بھی جو اسکا مقتدی ہو چاہے کہ ویسا ہی کرے اور صحیح حتیٰ یہ ہو کہ جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقط ابتداء کے لیے نہیں کیا بلکہ اس سے آپ  
ترقی پاتے تھے اور یہ وہی جو ہم نے تہذیبِ جملت سے بیان کیا اللہ تعالیٰ نے  
آپ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ہو کہ وہ عبد ربک حتیٰ باتیک یقین یعنی اور آپ  
اپنے کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے موت آوے اس واسطے کہ آپ نے اس کے ساتھ  
زیادہ مدد حضرت اہلبیت سے چاہی اور سخی کے دروازہ کو کھٹ کھٹایا اور نبی علیہ الصلوٰۃ  
والسلام محتاج ترقی کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور غیر مستغنی اس سے ہیں زبان بعد  
اس میں ایک شریب ہو اور وہ یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیبتِ نفس کے  
واسطے سے خلق کو حق کی طرف بلا تے ہیں اور اگر رابطہ غیبت نہ تھا تو آپ سے  
نہ ملتے اور نہ آپ سے فائدہ اٹھاتے اور اس کے نفس پاک اور ابلے کے نفوس میں  
ایک رابطہ تالیف کا ہو جب کہ آپ کی روح اور اُن کے ارواح میں رابطہ  
تالیف کا ہو اور رابطہ تالیف یہ ہو کہ نفوس مألوف باہم آپ ہو گئے جیسے کہ  
ارواح پہلے مألوف ہند گیر ہو گئیں اور ہر ایک روح کے لیے اس کے نفس کے ساتھ  
تالیف خاص ہو اور سکون اور تالیف اور امتزاج اور روح و نفوس کے  
درمیان واقع ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عمل کرتے اس کے  
نفس و مراتب کے نفوس کا تصفیہ پس جو مستقد اس کے نفس کو احتیاج ہوتی تھی وہ

اُس سے کہتے اور جو اس سے زیادہ ہونا نفوس امت کو پہنچتا اور اسی طرح  
 منتہی اس بات پر اپنے صحاب و رابع کے ساتھ ہر تو زیادت و کمالات سے مختلف  
 نہ کرے اور نہ لذات اور شہوات میں پائوں پہلائے مگر ایک لالت سے خلکو نفس میں  
 کرے اور انہیں سے اعتدال کا حق پورا نہیں دیکھا جاتا مگر جبکہ تائید رکھی و کثرت  
 ہو اور جو شخص کہ غیر کے لیے صحت جلوہ کا محتاج ہو تو اسے لا بد ہے کہ حق سے خلوت  
 صحیح رکھے تاکہ اسکی خلوت اسکی خلوت کی حمایت میں ہو۔ اور جو شخص کہ اسکو معلوم ہو  
 کہ تمام اوقات اسکی خلوت ہیں اور اسے کوئی شے حجاب نہیں اور ہر آئینہ اسے اوقات  
 باللہ اور اللہ ہیں اور کوئی نقصان نہیں دیکھتا اس واسطے کہ اس نے اسکو حقیقت  
 عزیز و ترقی کے لیے نعم و فطرت نہیں دی تو وہ اپنے حال میں صحیح ہے علاوہ اسے  
 کہ وہ زیر تصور ہے اس واسطے کہ سیاست جہالت کے لیے آگاہ نہیں کیا گیا اور اسکو  
 تملیک اختیار کا سہلا با گیا اور نہ وہ وقت بیان سے ہوا اور روشن پاک  
 یعنی ملت حقیقہ سے اور ہر آئینہ مشائخ سے اسے کلمات حق نقل کیے گئے ہیں نہیں  
 اشتباہ کی جگہ ہے کہ انسان اسے سنتا اور اس پر عمل کرتا ہے اور اگلے ہے کہ وہ  
 اسد قتالی کی طرح نیاز مند ہے ہر ایک کلمہ میں کہ جسکو وہ سننے بیان تک کہ اسکو  
 اسد انہیں سے وہ بات شناسد ہے جو کہ بہتر اور سہا بہر ہے بعضے صوفیہ سے مشغول  
 ہو کر اس کے کمال معرفت کا سوال کیا گیا تو اسے کہا کہ جب معرفت اور  
 پرانہ کی جمع ہو اور محال و ناممکن نہ ہو تو نظر تیز سا قیام ہو جائے اور اسے  
 قول و ہم میں نہ رہے کہ خلوت اور خلوت میں تفریق نہ رہے اور نہ حد و محال  
 اور اس کے رنگ میں اور اس سے یہ نہیں سمجھا اور اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا

کہ فاعل نے اس سے کسی خاص کا ارادہ کیا ہو یعنی خط معرفت کسی ایک حال سے منجملہ  
 احوال کے تغیر نہیں ہوتا اور یہ صحیح ہے اس واسطے کہ خط معرفت تغیر نہیں ہوتا اور نہ وہ  
 محتاج تغیر کا ہے اور احوال ہمیں ستویں رہتے ہیں لیکن خط غریب تغیر اور تغیر کی طرف  
 محتاج ہوتا ہے اور اس کلام میں اور جواب سے کلام میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو  
 خلاف ہمارے بیان کے ہو۔ محمد بن الفضل سے سوال کیا گیا کہ عارفوں کی حاجت  
 کس چیز کی طرف ہے کہا انکی حاجت ایسی خصلت کی طرف ہے جس سے سب محاسن  
 کامل ہوں اور آگاہ غیر درہو سے کہ وہ استقامت ہے اور جو کوئی کامل معرفت  
 ہو گا وہ استقامت میں کامل ہو سوار باب نہایت کی استقامت تمام تکمیل پر ہے۔  
 اور بندہ ابتدا و احوال میں گیرا جاتا ہے جسکے سبب وہ احوال سے محبوب ہے اور درجہ  
 توسط احوال کے ساتھ محفوظ ہے کہ ہر آئندہ اعمال سے وہ محبوب ہوتا ہے اور آئندہ میں عمل  
 اسکو حاجت احوال سے نہیں ہونے اور نہ احوال حاجت اعمال سے ہوتے ہیں اور ہرگز  
 فضل عظیم ہے۔ جہد سے پوچھا کہ نہایت کیا ہے کسا وہ رجوع الی ابتدا ہے اور ہر آئندہ  
 بعض صوفیہ نے قول جہد کی تفسیر کی ہے اور اس کے یہ معنی کہ وہ ہر آئندہ ابتدا  
 اور میں ہوا کے اندر عجب معرفت کو پہنچا ہے اور ان وہ میرٹ اور حل کی طرف پھیرا گیا اور  
 وہ مثل ان رہت کے ہے کہ حل ہوتا ہے پھر علم ہوتا ہے پھر حل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ  
 لکھا علم بعد علم نہیں۔ اور بعض صوفیہ نے کہا کہ حق اللہ عارف بالمدد یادہ وہ ہے جو  
 سب سے زیادہ شہر میں ہو اور ہرگز کہ فی اس کے وہ ہوں جو ہم نے بیان کیے کہ  
 وہ اعمال میں ابتدا کرتا ہے اور احوال کی طرف ترقی کرتا ہے اور ان اعمال میں احوال کا وہ  
 جامع ہوتا ہے اور ہر شے کے لیے ہوتا ہے جو خدا اور طریق جو میں میں محفوظ ہو



کہ اسکی روح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منتقل ہوئی ہو اور وہ قلب عالمیہ بن گیا ہو اور قلب  
 نفس سے بغایت چاہتا ہو اور نفس عالمیہ سے سو وہ بالکل قائم ہو اور سب اجداد میں  
 میری اللہ تعالیٰ کی رضا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو سجدہ رک سجدہ رک  
 و خیالی یعنی واسطے میرے دل اور خیالی نے سجدہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ  
 اللہ سجدہ میں فی السموات والارض لو کا ذکر و کلام بالحدود و الاتصال یعنی اور واسطے اللہ تعالیٰ  
 کے سجدہ کرتا ہو جو آسمانوں اور زمینوں میں ہو خوشی اور خوشی اور شادی اور شادی کا  
 وسیع و شام سجدہ کرتا ہو اور غلال قلوب سجدہ سجدہ روح کے ساتھ کرتے ہیں اور  
 اسوقت روح محبت اس کے تمام اعضاء میں سرایت کر جاتی ہو سو وہ لذت حاصل کرتے ہیں  
 اور ذکر اللہ تعالیٰ سے اور ملاوت کلام اس کے سے محبت و تقرب اور خوشی کرتے ہیں  
 پس اللہ تعالیٰ انکو محبوب رکھتا ہو اور انکو محبوب خلق کر دیتا ہو اپنی نعمت سے  
 جو انکو اور اپنے فضل سے بنا برائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہو  
 کہما کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ البتہ اللہ تعالیٰ جب کسی  
 بندہ کو محبوب رکھتا ہو تو جبریل شادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فلان  
 دوست رکھا سو میں اسے دوست رکھتا ہوں میرا سے جبریل دوست رکھتا  
 بعد از ان جبریل آسمان میں شادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فلان  
 شخص کو دوست رکھا ہو سو ہم بھی اسکو دوست رکھو پھر اہل آسمان اس  
 دوست رکھتے ہیں اور اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھی جاتی ہو اور اللہ ہی  
 کے ساتھ مدد ہو اور عصمت اور توفیق ہو

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۵ روپے	اکسیر ہدایت - حسب مراتب بالا کاغذ سفید و خالی معمولی - ترجمہ رشحات - مترجمہ مولانا ابو الحسن فرید آبادی کاغذ سفید - تہذیب احسانی - مولفہ حکیم احسان علی - تحفۃ العاشقین - رموز تصوف از شاہ عبد الصمد -	۵ روپے	رسالہ شرافت مولفہ مفتی دہلوی عزیز گرامی - کنز الاسرار - ترجمہ اردو و فتویٰ شاہ ابو علی قلندر قدس سرہ ہون فتویٰ از مولوی سید غلام حیدر خان - چشمہ فیض - نظم ترجمہ اردو ہند نامہ عطار کلام عارف کامل حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ از مولفہ عبد الغفور خان بہادر -
۳ روپے	اسرار الحروف ہندی - مولفہ فتح علی شاہ قادری بطور تصوف - مجموعہ تصوف - تصنیف لطیف حضرت شیخ برہان صاحب - مخزن الانوار - ترجمہ کنز الاسرار از مولوی محمد یوسف علی شاہ - شہماجی سالکین - ترجمہ جوگ بکسٹ مترجمہ مولانا ابو الحسن فرید آبادی - قبیحات مظلوم - عربی با ترجمہ اردو و نظم از شیخ احمد بن علی - فتویٰ سحر حق - رموز تصوف از سید شاہ عطاء حسین -	۴ روپے	مذاق الحارثین ترجمہ اصیاء علوم الدین عربی ہر چار جلد کامل کاغذ سفید و لایتی - ایضاً - حسب مراتب مذکورہ بالا کاغذ معمولی ہر چار جلد - گلشن سرورنی - نظم میں تہذیب و اخلاق کا بیان مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری - اکسیر ہدایت - ترجمہ اردو و محاورہ کیلیات سعادت جامع شریعت و حقیقت مترجمہ مولوی محمد امین احمد کاغذ سفید گندہ -

فہرست	نام کتاب	فہرست	نام کتاب
۴۰	امام غزالی معروف متداول -	۴۰	کتب تصوف فارسی
۱۰	پدایت المؤمنین - رسالہ در بیان	۴۱	انیس الارواح - از حضرت شیخ
۱۰	بیعت صالحین از ملا مصطفیٰ الدین	۴۲	معبود الدین چشتی -
۱۰	مطالع رب رشیدی - از حضرت	۴۳	کلمۃ الختم - از شاہ مہدی الرحمن مع
۱۰	شاہ تراب علی قفسہ قدس سرہ -	۴۴	شرح نور مطلق از ملا نور اللہ در بیان
۱۰	رسالہ معرفۃ السلوک - از حضرت	۴۵	وحدت وجود مع دلائل و دفع شکوک
۱۰	شاہ محمود خوش زبان -	۴۶	مکتوبات جوابی - شیخ شرف الدین بکلی
۱۰	تقیات الانس - مع حواشی مفید	۴۷	فیہری قدس سرہ -
۱۰	از ملا عبد الرحمن جامی -	۴۸	مکتوبات حضرت شرف الدین بکلی
۱۰	مصباح المداویۃ - ترجمہ عوارف	۴۹	فیہری قدس سرہ -
۱۰	از حضرت شاہ محمود کاشانی -	۵۰	مکتوبات امام ربانی - از حضرت
۱۰	قواعد سہروردیہ - از تاجی ارضی علیخان	۵۱	مجدد الف ثانی -
۱۰	تصوف میں -	۵۲	مطلع الانوار - نظم از طوطی ہند
۱۰	پند نامہ مختار - از حضرت شیخ	۵۳	امیر خسرو دہلوی تجلی مولانا ابوالحسن
۱۰	فرید الدین -	۵۴	فرید آبادی -
۱۰	منطق الطیر - از حضرت شیخ	۵۵	حدیقہ حکیم سنائی - سرود بہ
۱۰	فرید الدین قدس سرہ -	۵۶	الہی نامہ تجلی جدید کاغذ سفید کنندہ
۱۰	قواعد القواد - مصنفہ حضرت	۵۷	ایضاً - کاغذ خانی -
۱۰	محمد نظام الدین اولیادہلوی رح	۵۸	گلشن اسرار - رموز تصوف
۱۰	مطبوعہ ۱۸۹۵ء	۵۹	از مولوی انور علی -
۱۰		۶۰	کیلیات سعادۃ - از حضرت

